مفاتیح الحیات

تالیف

حضرت آیت اللہ العظمیٰ جوادی آملی مدظلہ العالی

مترجم

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید ظفر حسین نقوی (قم المقدس)

زیر نگرانی

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی

ناشر

معراج کمپنی لاہور

بیسمنٹ میاں مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور

نام کتاب ________ مفاتیح الحیات
تالیف ________ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ جوادی آملی مدظلہ العالی
مترجم ________ حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید ظفر حسین نقوی (قم المقدس)
زیر نگرانی ________ حجۃ الاسلام والمسلمین سید شہنشاہ حسین نقوی
اردو تصحیح ________ مجاہد حسین حرّ
کمپوزنگ ________ قائم گرافکس۔ جامعہ علمیہ۔ ڈیفنس۔ کراچی
پروف ریڈنگ ________ خانم آر چوہدری
پیشکش .... جامعہ علمیہ۔ ڈیفنس سوسائٹی فیز ۴۔ کراچی
ناشر .... معراج کمپنی لاہور
ہدیہ ....

ملنے کا پتا

معراج کمپنی

بیسمنٹ میاں مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور

03214971214، 04237361214

محمد علی بک ایجنسی اسلام آباد **03335234311**

عرض ناشر

حمد ہے اللہ رب العزت کے لئے جس نے انسان کو قلم کے ساتھ لکھنا سکھایا اور درود وسلام ہو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسے خالق کائنات نے عالمین کے لئے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور سلام و رحمت ہو اُن کی آل پر جنہیں اس نے پورے جہاں کے لئے چراغ ہدایت بنایا۔ ہمارا درود وسلام ہو خاص طور پر سید الساجدین زین العابدین امام العارفین سید سجاد علیہ السلام پر کہ جنہوں نے واقعہ کربلا کے بعد جب سرکاری سطح پر دین ختم کیا جا رہا تھا جب حق کی آواز اٹھانا ناممکن تھا جب حق کی آواز بلند کرنے والی زبانیں قطع کردی جاتی تھیں ایسے پُرآشوب دور میں پیغام کربلا کے رکھوالے اور دین خدا کے محافظ نے دعاؤں کے ذریعے دین کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ آج تک امام مظلوم کے اشکوں کی آبیاری دین کو تر وتازہ رکھے ہوئے ہے۔

الحمدللہ! آج ہمارے ادارے کو یہ فخر حاصل ہو رہا ہے کہ آیت اللہ جواد آملی کی مفاتیح الحیات کا اردو ترجمہ شائع کر رہے جس کے لئے ہم جناب حجۃ السلام والمسلمین مولانا سید ظفر حسین نقوی اور جناب مولانا مجاہد حسین حرؔ صاحب کے انتہائی مشکور ہیں۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اور تمام مومنین کرام کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور ہر قسم کی خطا ولغزش سے بچائے رکھے کہ یقیناً اس کی توفیق شامل حال نہ ہو تو کوئی بھی ہدایت نہیں پا سکتا اور اگر اس کی مرضی نہ ہو تو کوئی اس دنیا میں ایک سانس بھی نہیں لے سکتا۔ وہی ہے کہ جس کے بھروسے پر ہم قدم اٹھاتے ہیں اور وہی ہمارے قدموں کو سنبھالے رکھتا ہے۔

درود وسلام ہو محمد وآلِ محمد علیہم السلام پر کہ جن کے دامن سے منسلک ہو کر قرب خدا حاصل کیا جاتا ہے اور جن کے نقش قدم پر چل کر دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کی جاتی ہیں۔

ادارہ

معراج کمپنی پاکستان

عرض مترجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ.

موجودہ دور میں جبکہ اخلاقی و انسانی قدریں معدوم ہوتی جا رہی ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان کو اس کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے اور یہ بات اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ انسان کو علم کی روشنی میں داخل نہ کیا جائے اور علم کی روشنی سوائے معصومین علیہم السلام کے فرامین کے مطالعہ کے حاصل نہیں ہو سکتی۔

جناب مولانا مجاہد حسین حرّ صاحب نے ایک کتاب کا ترجمہ کرنے کو کہا میں نے حامی بھر لی اور جب انہوں نے کتاب میرے سامنے رکھی تو حضرت آیت اللہ آقائی جوادی آملی کی کتاب "مفاتیح الحیاۃ" کو دیکھ کر جناب موصوف کے انتخاب کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا اور پھر دن رات ایک کر کے کتاب کا ترجمہ مکمل کر دیا۔

کتاب کے ترجمہ کرنے کا مشورہ دینے کے ساتھ ساتھ جناب موصوف نے ایک بات یہ بھی کہی کہ موجودہ کتاب میں احادیث کو حاشیہ میں لکھا گیا ہے اور اس کے ترجمہ کو یا مفہوم کو متن میں لکھا ہوا ہے پاکستانی معاشرے کے مطابق یہ بات معیوب سمجھی جاتی ہے کہ کلام معصوم نیچے ہو اور اپنے الفاظ اوپر لکھے جائیں لہٰذا ترجمہ اس طرح کروں کہ وہ احادیث کو متن میں لا سکیں۔ اگرچہ کتاب کے متن میں بعض جگہ احادیث کا ترجمہ کرنے کی بجائے صرف مفہوم بیان کیا گیا تھا یا صرف اشارہ کیا گیا تھا میں نے اپنی سی کوشش کی کہ ترجمہ کو اصل حدیث کے مطابق کر دوں لیکن پھر بھی بعض جگہوں پر ایسا نہ ہو سکا تو اس کی تصحیح جناب مجاہد حسین حرّ صاحب نے کر دی۔

خالق کائنات کی توفیق کس حد تک ہمارے شامل حال رہی اور ہم اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں کس قدر کامیاب رہے اس کا فیصلہ تو قارئین کرام ہی کر سکتے ہیں۔ اگر قارئین کرام اس کتاب میں کوئی خامی محسوس کریں تو ہمیں مطلع ضرور فرمائیں۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اور تمام مومنین کرام کو ہر قسم کی خطا و لغزش سے بچائے رکھے اور اپنے دین مبین کی خدمت کی توفیق عنایت فرماتا رہے

آخر میں قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ ہمیں اور ہمارے والدین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسلام

طالب دعا

سید ظفر حسین نقوی

تقریظ

امیر المومنین مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہر شخص کی قیمت وہ ہنر ہے جو اس میں ہے۔[1]

حضرت آیت اللہ جوادی آملی دام عزہ کی مکمل و جامع کتاب "مفاتیح الحیات" اخلاقیات کی بیسیوں جہات اور ذمہ داریوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یہ کتاب خودسازی اور معاشرہ سازی کے ہر پہلو کو اپنے اندر سموئے ہے۔

جناب مولانا سید ظفر حسین نقوی نے اس کتاب مفاتیح الحیات کا ترجمہ کر کے دین حقہ کی خدمت کا فریضہ انجام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

یقیناً جہاں اس کتاب سے مقررین و محققین استفادہ کریں گے وہاں یہ کتاب ایک عام قاری کے لئے بھی فائدہ مند واقع ہوگی اور اس کتاب کا مطالعہ مومنین کے اخلاق و کردار میں بہتری کا باعث بنے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مومن حقیقی بننے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

سید شہنشاہ حسین نقوی

باب العلم دار التحقیق

مسجد باب العلم (فروغِ ایمان ٹرسٹ) بلاک ڈی، شمالی ناظم آباد، کراچی

---

[1] نہج البلاغہ کلمات قصار ۸۱

اعتراف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ. وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاھِرِیۡنَ.

ایک دن میں نے حجۃ الاسلام والمسلمین جناب مولانا اعجاز حیدر مظاہری کے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی اس کا نام" مفاتیح الحیاۃ" ہی اپنی طرف متوجہ کرنے والا تھا۔ جب کھول کر دیکھی تو معلوم ہوا کہ اس کتاب کے ایک سوسترہ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اگر میں ایران سے نسخہ منگوانے کے چکر میں رہا تو یقیناً اس کتاب کا ترجمہ کرنے میں تاخیر ہوتی جائے گی لہٰذا موصوف سے نسخہ لے کر فوٹو کاپی کروائی اور اپنے دوستوں سے اس کے ترجمہ کے لئے بات چیت کی۔ آخر کار جناب مولانا سید ظفر حسین نقوی نے اس کام کی ذمہ داری لی۔

ترجمہ کرواتے وقت ہی مجھے اندازہ تھا کہ ہمیں اس کتاب کی شکل میں کچھ تبدیلی کرنا پڑے گی اور وہ یہ کہ اصل کتاب میں احادیث کو حواشی میں لکھا گیا تھا اور اس کے ترجمہ یا مفہوم کو متن میں۔ لیکن ہم نے احادیث کو متن میں کر دیا تاکہ قاری کلام معصومین علیہم السلام سے مستفید ہو سکے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ نسخہ میں موجود احادیث کو اصل ماخذ سے چیک کر کے لکھوں لیکن پھر بھی بعض جگہوں پر ایسا نہ ہو سکا کیونکہ میرے پاس جامع الصغیر کا نسخہ کتابی صورت میں یا کمپیوٹر میں کسی صورت میں بھی موجود نہ تھا لہٰذا جامع الصغیر سے حاصل کی گئی احادیث اگر کسی اور ماخذ سے نہ مل سکیں تو کتاب میں موجود حوالے پر اعتبار کرتے ہوئے وہی حوالہ لکھ دیا گیا ہے۔ اگرچہ ایسی احادیث کی تعداد دو چار ہی ہوں گی۔

ہم نے اپنی سی کوشش کی ہے کہ کتاب میں کوئی نقص نہ رہنے پائے لیکن پھر بھی قارئین کرام اگر کہیں خامی یا نقص محسوس کریں تو ہمیں مطلع ضرور فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے۔

طالب دعا
مجاہد حسین حرّ
جامعہ علمیہ۔ ڈیفنس فیز ۴۔ کراچی
رابطہ کے لئے
hurr512@gmail.com
0345-2401125

فہرست کتاب

دوسرا حصہ: تعامل انسان باہم نوع

تیسرا حصہ: لوگوں کا تعامل اور اسلامی نظام

چوتھا حصہ: انسان کا حیوان سے تعامل

پانچواں حصہ: تعامل انسان با ماحولیات

خاتمہ

پہلا حصہ

انسان کا اپنے آپ سے تعامل

اسلامی تعلیمات میں انسان کو خدا کی بندگی کی دعوت کے علاوہ اسے زمین کو آباد کرنے کی بھی نصیحت کی گئی ہے۔ خداوند فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝٥٦ [1]

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔

نیز فرماتا ہے:

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ ۝٦١ [2]

اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (ع) کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الہٰ نہیں ہے اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اسی نے تمہیں اس میں آباد کیا لہٰذا اس سے مغفرت طلب کرو اور اس کی جناب میں توبہ کرو بے شک میرا پروردگار قریب بھی ہے اور مجیب (دعاؤں کا قبول کرنے والا) بھی۔

ان دو آیات کو ایک دوسرے کے ساتھ رکھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا نے بشر کو اس لئے خلق کیا تا کہ وہ زمین کو آباد کرے اور

---

[1] سورۂ ذاریات: ۵۶

[2] سورۂ ہود: ۶۱

اس کی بندگی کا حق ادا کرے۔ خدا نے دونوں یعنی اپنی زمین آباد کرنے اور حق بندگی کے لئے راستے بنائے۔ پس خدا نے بشر کو بندگی کا حق ادا کرنے کے طریقے بتائے نیز عقل و نقل کے ذریعے زمین کو آباد کرنے کی تعلیم دی۔ یہ علم خدائی عطا ہونے کے لحاظ سے ایک ہدف رکھنے والا خدائی محور ہے۔

انسانی تعامل سے زمین کو آباد کرنا اور ہر لحاظ سے افراد کو اپنے ہم نوع، اسلامی نظام کے تحت، حیوانات اور معاشرتی زندگی کے منابع اس سے زندہ ہیں۔

امور جیسے کام و تلاش، صحت عامہ، خدمت خلق، عبادی و علمی مراکز کا قیام، پیداوار اور محصولات کے مراکز بنانا، سرسبز کھیت اور مناسب آبپاشی وغیرہ اس کے مصادیق میں سے ہے۔ یہ آبادکاری اس طرح ہو کہ زمین اور زندگی بسر کرنے کے لئے مکانات سے انسانی کمال حاصل ہو اور خدا سے ارتباط ہو۔ ہر جگہ خدا سے ارتباط نظر آئے۔ ہر فرد یہ احساس کرے کہ وہ خدا اور اس کی آیات کو دیکھ رہا ہے۔

ایسی صورت میں سراسر جہان اور آیت الٰہی پر نگاہ ہوتی ہے۔ ایک ہم نکتہ یہ ہے کہ اس کتاب کے آغاز میں روایات سے ربط دینے کی تاکید ہوئی ہے تاکہ دنیا و آخرت کے ثواب و عذاب کا فرق معلوم ہو جائے۔ بعض روایات میں اخروی اعمال کا ثواب و عذاب اس طرح بیان ہوا ہے کہ بعض افراد اسے سمجھ نہیں سکتے۔ مثال کے طور پر عذاب کے بارے میں آیا ہے کہ سود کا ایک درہم خدا سے جنگ کرنے کے حکم میں ہے اور سخت عذاب ہے۔

نیز ثواب کے بارے میں آیا ہے کہ اگر نماز جماعت میں افراد کی تعداد دس سے زیادہ ہو تو اس کا اتنا زیادہ ثواب ہے کہ اگر تمام دریا سیاہی بن جائیں اور انسان اور جنات لکھنے والے ہوں۔ تب بھی اس کی ایک رکعت کا ثواب نہیں لکھ سکتے۔

یا بعض روایات میں ملتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے تو ایسے شخص کو خداوند عالم اتنا ثواب دیتا ہے کہ جتنے بال ہاتھ کے نیچے آتے ہیں۔ ہر بال کے بدلے اسے دنیا و آخرت سے زیادہ وسیع محل عطا کرتا ہے۔ یہ مثالیں قابل فہم نہیں ہیں ایسے مطالب کو سمجھنے کے لئے مقدمات اور مبادی کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اعتقاد کی بنیاد پر اُخروی ثواب و عذاب کو دنیوی محسوسات درک نہیں کر سکتے کیونکہ آخرت ہمیشہ کے لئے اور دنیا ختم ہو جانے والی ہے۔ دنیا کی چیزیں آخرت کی چیزوں سے مختلف ہیں۔ اگر انسان اور جنات جمع ہو جائیں اور ایک آخرت کے پھل کی عظمت و خصوصیات بیان کریں تو وہ اس سے قاصر ہیں۔ کیونکہ یہ دنیا کی چیز نہیں ہے کہ جس کا حساب ہو سکتا ہے۔

آخرت میں ملنے والے پھل سے پیاس اور بھوک دونوں دور ہوتے ہیں یعنی نہ پیاس لگتی ہے اور نہ بھوک۔ سود کے بارے میں جو فرمایا گیا ہے: سود کا ایک درہم فلاں کام کی مانند ہے یا یہ کہ سود خور کو آخرت میں ایک تھپڑ لگنے سے وہ ہزار سال عذاب میں رہے گا۔ آخرت میں سود خور کو لگنے والا تھپڑ دنیا کے تھپڑ سے مختلف ہے۔ دنیا میں دو یا تین گھنٹے کے بعد انسان صحیح ہو جاتا ہے لیکن قیامت کا تھپڑ اس کا ابدی ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا: شجرہ ممنوعہ کے بارے میں کون سی روایات درست ہیں؟ کیا آدم علیہ السلام نے کھجور کھائی تھی یا

انگور یا گندم؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب کچھ درست ہے۔

لوگوں نے عرض کیا: کیسے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: جنت کا درخت یا اس کی شاخ دنیا کی درخت کے مانند نہیں ہے مثال کے طور پر دنیا میں گندم کا خوشہ چاول نہیں دیتا۔ لیکن جنت میں انسان کے ارادے سے ہر پھل ایک خوشے سے ملے گا۔

امین الاسلام طبرسیؒ اس آیت "یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا" (جدھر جائیں گے ادھر بہا کر لے جائیں گے) کے ذیل میں لکھتے ہیں: دنیا میں انسان وہاں سکونت پذیر ہوتا ہے جہاں چشمہ اور پانی ہو۔ جہاں پانی ہو وہاں گھر بنائے جاتے ہیں لیکن آخرت میں چشمہ اور پانی انسان کے تابع ہوگا۔ "یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا" انسان اپنے ہاتھ سے لکیر کھینچے گا اور اس سے چشمہ اور پانی جاری ہو جائے گا۔ آخرت کو دنیا سے قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ دنیا کا حساب آخرت کے حساب سے مختلف ہے۔ یہ وضاحت کرنے کے بعد ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ روایات صحیح نہیں ہیں کیونکہ اصل حق اور ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم عقیدہ کے مبانی کو درست کریں۔ جو شخص مبانی نہیں جانتا وہ درک کرنے سے عاجز ہے۔

بعض روشن فکر افراد اور علما مفاتیح الجنان کے بعض مطالب پر اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں عمل کا اتنا ثواب ہزاروں نیکیوں کے برابر ہے یہ سب کچھ درست ہے۔ لیکن اعتراض کرنے والے مبانی سے غافل ہیں۔ پہلے ایسے افراد کے لئے جواب دیا گیا ہے کہ آخرت کا حساب دنیا کے حساب سے مختلف ہے، دنیا میں ان کا مقائسہ کرنا انسان کے فہم میں نہیں آ سکتا۔ ایسے افراد ہر چیز کو خود اپنے معیار پر پرکھتے ہیں۔ لہٰذا آخرت کا ثواب و عذاب آخرت کے معیار کے مطابق ہوگا نہ کہ دنیا کے مطابق۔

کتاب کے اس حصے اور دوسرے حصے میں راہ حل کو بیان کیا جائے گا کہ انسانی حیات زمین کو آباد کرنے سے کمال کو پہنچتی ہے۔

پہلی فصل:

تفکر و تدبر

اہمیت تفکر و تدبر

قرآن وحدیث میں انسان وتفکر کی دعوت دی گئی ہے قرآن میں فکر کرنا عقل مندلوگوں کے اوصاف میں سے شمار کیا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کی ادل بدل میں صاحبانِ عقل کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ جو اٹھتے، بیٹھتے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے (برابر) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں وزمین کی تخلیق وساخت میں غور وفکر کرتے ہیں (اور بے ساختہ بول اٹھتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ سب کچھ فضول وبیکار پیدا نہیں کیا۔ تو (عبث کام کرنے سے) پاک ہے ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ [1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] سورۂ آل عمران: ۱۹۰، ۱۹۱

يَا ابْنَ مَسْعُودٍ إِذَا عَمِلْتَ عَمَلًا فَاعْمَلْ بِعِلْمٍ وَ عَقْلٍ وَ إِيَّاكَ وَ أَنْ تَعْمَلَ عَمَلًا بِغَيْرِ تَدَبُّرٍ وَ عِلْمٍ فَإِنَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ يَقُولُ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا ؕ [1] [2]

اے ابن مسعود! تم جب بھی کوئی کام کرنا چاہو تو اسے علم و عقل کے مطابق ہونا چاہئے۔ ایسے کام سے پرہیز کرو جو تدبر اور علم کے بغیر ہو۔ پس اللہ جل جلالہ فرماتا ہے: خبردار تم اس عورت کی مانند نہ ہو جانا جس نے بڑی مضبوطی سے سوت کاتنے کے بعد اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

رَكْعَتَانِ خَفِيفَتَانِ فِي تَدَبُّرٍ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ لَيْلَةٍ. [3]

دو رکعت نماز جو تدبر و فکر کے ساتھ پڑھی جائے وہ اس نماز سے بہتر ہے جو ساری رات پڑھی جائے لیکن اس میں تفکر نہ ہو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَكَلَّمَ تَدَبَّرَ فَإِنْ كَانَ خَيْراً تَكَلَّمَ فَغَنِمَ وَ إِنْ كَانَ شَرّاً سَكَتَ فَسَلِمَ .... [4]

عقل مند شخص کی نشانی یہ ہے کہ جب بھی وہ کوئی کلام کرتا ہے تو تدبر و تفکر کے ساتھ کرتا ہے۔ اگر کلام مفید ہو تو اسے کہتا ہے اور اسے نفع پہنچتا ہے اور سودمند نہ ہو تو خاموش رہتا ہے جس سے وہ امان میں رہتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ أَوْصِنِي

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ فَهَلْ أَنْتَ مُسْتَوْصٍ إِنْ أَنَا أَوْصَيْتُكَ حَتَّى قَالَ لَهُ ذَلِكَ ثَلَاثاً

وَ فِي كُلِّهَا يَقُولُ لَهُ الرَّجُلُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ فَإِنِّي أُوصِيكَ إِذَا أَنْتَ هَمَمْتَ بِأَمْرٍ فَتَدَبَّرْ عَاقِبَتَهُ فَإِنْ يَكُ رُشْداً فَامْضِهِ وَ إِنْ يَكُ غَيّاً فَانْتَهِ عَنْهُ. [5]

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار یہ پوچھا: اگر میں نصیحت کروں تو اسے انجام دے گا؟

---

[1] سورۂ نحل: ۹۲

[2] مکارم الاخلاق/ ۴۵۸ / الفصل الرابع فی موعظة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابن مسعود ص:۴۴۶

[3] مکارم الاخلاق/ ۳۰۰ / فی فضل الصلاة ص:۳۰۰

[4] تحف العقول/ النص/ ۲۸ / ذکرہ ص العلم والعقل والجہل ص:۲۸

[5] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۸ / ۱۵۰ / حدیث من ولد فی الاسلام ص:۱۴۸

اس شخص نے تینوں بار یہ کہا: میں عمل کروں گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو کوئی کام کرنا چاہے تو اس کام کے انجام دینے سے پہلے تدبر وتفکر ضرور کرنا۔ اگر ہدایت کا باعث ہو تو اسے انجام دینا اور اگر گمراہی کا باعث ہو تو اس سے پرہیز کرنا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

أَلَا لَا خَيْرَ فِي عِبَادَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَفَكُّرٌ. [1]

آگاہ رہو! جس عبادت میں تفکر نہ ہو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

نیز فرمایا:

أَلَا لَا خَيْرَ فِي قِرَاءَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَدَبُّرٌ. [2]

آگاہ رہو! ایسی تلاوت قرآن جس میں غور وفکر نہ ہو تو اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اسی طرح مولا امیر علیہ السلام محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

وَمَنْ تَوَرَّطَ فِي الْأُمُورِ غَيْرَ نَاظِرٍ فِي الْعَوَاقِبِ فَقَدْ تَعَرَّضَ لِمُفْظِعَاتِ النَّوَائِبِ وَ التَّدْبِيرُ قَبْلَ الْعَمَلِ يُؤْمِنُكَ مِنَ النَّدَمِ .... [3]

جو شخص بھی ایسے کام کرتا ہو جن میں توجہ اور تفکر نہ ہو تو ایسا شخص مشکلات میں پڑ جاتا ہے عمل سے پہلے تدبر کرنے سے انسان پشیمانی سے محفوظ رہتا ہے۔

ابن کواء نے حضرت علی علیہ السلام سے اسلام کی خصوصیات کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

فَإِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى- شَرَعَ الْإِسْلَامَ............ وَلِبَاساً لِمَنْ تَدَبَّرَ وَ فَهْماً لِمَنْ تَفَطَّنَ وَ يَقِيناً لِمَنْ عَقَلَ وَبَصِيرَةً لِمَنْ عَزَمَ [4]

خدا نے اسلام کو بنایا............ اور اسے عاقبت اندیش اور دانشمند افراد کا لباس قرار دیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ إِدْمَانُ التَّفَكُّرِ فِي اللهِ وَ فِي قُدْرَتِهِ. [5]

بہترین عبادت وہ ہے جس میں خدا اور اس کی قدرت کے بارے میں تدبر ہو۔

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۳۶/ باب صفۃ العلماء..... ص:۳۶

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۳۶/ باب صفۃ العلماء..... ص:۳۶

[3] وسائل الشیعۃ/ ج۱۵/ ۲۸۱/ ۳۳-باب وجوب تدبر العاقبۃ قبل العمل..... ص:۲۸۱

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۴۹/ باب..... ص:۴۹

[5] کافی (ط-دار الحدیث)/ ج۳/ ۱۴۱/ ۲۸-باب التفکر..... ص:۱۴۰

لَيۡسَ الۡعِبَادَةُ كَثۡرَةَ الصَّلَاةِوَ الصَّوۡمِ اِنَّمَا الۡعِبَادَةُ التَّفَكُّرُ فِي اَمۡرِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.[1]
زیادہ نمازیں اور روزہ رکھنا عبادت نہیں بلکہ امور الٰہی میں تفکر کرنا حقیقی عبادت ہے۔

امور میں تدبیر وتدبر

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا:

فَاِنِّي اُوصِيكَ اِذَا اَنۡتَ هَمَمۡتَ بِاَمۡرٍ فَتَدَبَّرۡ عَاقِبَتَهُ فَاِنۡ يَكُ رُشۡداً فَامۡضِهِ وَ اِنۡ يَكُ غَيّاً فَانۡتَهِ عَنۡهُ.[2]

تو جب کوئی کام کرے تو پہلے اس کے انجام کے بارے میں ضرور سوچنا۔ اگر ترقی کا باعث ہے تو اسے انجام دے اور اگر فساد وتباہی کا باعث ہو تو اسے ترک کردو۔

اسی طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالٰى يُحِبُّ اِذَا عَمِلَ اَحَدُكُمۡ عَمَلًا اَنۡ يَتۡقِنَهُ.[3]
خداوند عالم انسان سے یہ چاہتا ہے کہ جب بھی کوئی کام کیا جائے استوار و پائیدار ہو۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

قِوَامُ الۡعَيۡشِ حُسۡنُ التَّقۡدِيرِ وَ مِلَاكُهُ حُسۡنُ التَّدۡبِيرِ.[4]
استوار زندگی، حسن تقدیر میں ہے اور اس کا معیار حسن تدبیر ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثٌ يَحۡجُزۡنَ الۡمَرۡءَ عَنۡ طَلَبِ الۡمَعَالِي قَصۡرُ الۡهِمَّةِ وَ قِلَّةُ الۡحِيلَةِ وَ ضَعۡفُ الرَّأۡيِ.[5]
تین چیزیں ایسی ہیں جن سے انسان کمال حاصل نہیں کرسکتا:
(۱) ہمت میں کوتاہی (۲) کم تدبیری
(۳) کم اندیشی۔

نیز امام صادق علیہ السلام جناب سلمان فارسی کی حسن تدبیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۵۵ / باب التفکر ص:۵۴
[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۸ / ۱۵۰ / حدیث من ولد فی الاسلام..... ص:۱۴۸
[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۰۵ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم. ص. با ترجمہ فارسی
[4] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۳۰۷ / الفصل الثانی باللفظ المطلق..... ص:۳۶۹
[5] تحف العقول/ النص/ ۳۱۸ / و من کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

.........فَاَمَّا سَلْمَانُ فَكَانَ اِذَا اَخَذَ عَطَاهُ رَفَعَ مِنْهُ قُوتَهُ لِسَنَتِهِ حَتَّى يَحْضُرَ عَطَاؤُهُ مِنْ قَابِلٍ.[1]

وہ اپنی ایک سالہ درآمد میں سے اخراجات جدا کرتے تھے یہاں تک کہ آنے والے سال کی درآمد پہنچ جاتی۔

امام جواد علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِظْهَارُ الشَّيْءِ قَبْلَ اَنْ يُسْتَحْكَمَ مَفْسَدَةٌ لَهُ.[2]

یعنی کبھی عمل کا فاش ہونا، مستحکم ہونے سے پہلے فساد کا باعث بن جاتا ہے۔

تکلفات سے پرہیز

اسلام میں انسانی زندگی کے لئے نہ صرف ایک نظام موجود ہے بلکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اہل بیت علیہم السلام نے اپنے ماننے والوں کو تمام زندگی میں آرام، اعتدال اور تکلفات سے دوری کی نصیحت فرمائی ہے۔[3]

ایک حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنِّي لَا اُحِبُّ الْمُتَكَلِّفِينَ.[4]

میں تکلف کرنے والے افراد کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

لَا تُلْزِمْ ضَيْفَكَ بِمَا يَشُقُّ عَلَيْهِ.[5]

اپنے مہمان کو کسی ایسے عمل پر مجبور نہ کرو جو اس کے لئے دشوار ہو۔

نَهَى عَنِ التَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ.[6]

اپنے آپ کو مہمان کے لئے سختی میں نہ ڈالو۔

مِنْ تَكْرِمَةِ الرَّجُلِ لِاَخِيهِ اَنْ يَقْبَلَ تُحْفَتَهُ وَ اَنْ يُتْحِفَهُ بِمَا عِنْدَهُ وَ لَا يَتَكَلَّفَ لَهُ شَيْئاً.[7]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۶۸ / باب دخول الصوفیۃ علی ابی عبداللہؑ واحتجاجہم علیہ فیما ینہون الناس عنہ من طلب الرزق..... ص:۶۵

[2] تحف العقول/ النص/ ۴۵۷ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۵۵

[3] یہاں تکلفات سے مراد ایسی زحمتیں ہیں کہ جن کو انسان خود پر بغیر کسی وجہ کے مسلط کرلے جبکہ ان کی کوئی ضرورت بھی نہ ہو مثلاً خدا کی نعمتیں استفادہ کے لئے ہیں اور وہ تقویٰ کے نام پر نعمات خدا کو اپنے اوپر حرام کرلے۔

میں نے ایک خاندان کے افراد کو دیکھا ہے کہ جو گوشت بالکل بھی نہیں کھاتے اور جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ معصومؑ نے گوشت کم کھانے کی نصیحت کی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ شکم کو جانوروں کا قبرستان بنانے سے منع کیا گیا ہے لیکن اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ گوشت کو بالکل ہی ترک کردیا جائے۔ (مجاہد حسین حرؔ)

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۲۷۶ / باب انس الرجل فی منزل اخیہ ص:۲۷۵

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۳۵ / الفصل الاول فی فضل اطعام الطعام واصطناع المعروف وصوم التطوع..... ص:۱۳۴

[6] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/ النص/ ۷۵ / احادیث متفرقۃ..... ص:۹

[7] المحاسن/ ج۲ / ۴۱۵ / ۲۰ باب انس الرجل فی منزل اخیہ ص:۴۱۴

دینی بھائی کا اکرام یہ ہے کہ وہ اپنے دوست کا ہدیہ قبول کر لے اور وہ بھی اپنے مال میں سے ہدیہ دے۔ لیکن زحمت و تکلیف میں نہ پڑے۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَهْنَأُ الْعَيْشِ اِطِّرَاحُ الْكُلَفِ. [1]

خوشگوار زندگی یہ ہے کہ جس میں تکلیف اور زحمت نہ ہو۔

اسی طرح اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں:

يَا بُنَيَّ الرِّزْقُ رِزْقَانِ رِزْقٌ تَطْلُبُهُ وَ رِزْقٌ يَطْلُبُكَ فَاِنْ لَمْ تَأْتِهِ اَتَاكَ فَلَا تَحْمِلْ هَمَّ سَنَتِكَ عَلَى هَمِّ يَوْمِكَ وَ كَفَاكَ كُلَّ يَوْمٍ مَا هُوَ فِيهِ. [2]

بیٹا! رزق دو قسم کا ہے: ایک وہ رزق جسے تم طلب کرتے ہو اور ایک وہ رزق ہے جو تمہیں طلب کرتا ہے۔ اگر تم نے اس کا پیچھا نہ کیا تو بھی وہ تمہارے پاس آئے گا۔ ایک دن کے غم کو اپنے سال کے غم برابر نہ بناؤ۔ صرف اسی دن کی روزی کی مشکلات کے بارے میں سوچو کہ جس دن تم زندہ ہو۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ لَا يَتَحَامَلُ لِلْاَصْدِقَاءِ. [3]

مومن، اپنے دوستوں کے لئے زحمت و مشقت کا باعث نہیں بنتا۔

نیز فرمایا:

اَثْقَلُ اِخْوَانِي عَلَيَّ مَنْ يَتَكَلَّفُ لِي وَ اَتَحَفَّظُ مِنْهُ وَ اَخَفُّهُمْ عَلَى قَلْبِي مَنْ اَكُونُ مَعَهُمْ كَمَا اَكُونُ وَحْدِي. [4]

سب سے زیادہ زحمت دینے والے افراد میں سے وہ افراد ہیں جو میرے لئے زحمت کرتے ہیں اور سب سے کم زحمت دینے والے وہ افراد ہیں جو میرے لئے زحمت نہ کریں۔

اسی طرح آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِذَا اَتَاكَ اَخُوكَ فَأْتِهِ بِمَا عِنْدَكَ وَ اِذَا دَعَوْتَهُ فَتَكَلَّفْ لَهُ. [5]

اگر کوئی مہمان تمہارے پاس آئے تو جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے پیش کرو لیکن اگر تم نے اسے دعوت دی ہے تو پھر

---

[1] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۱۱۸ / الفصل التاسع فی وزن افعل ویعبر عنه بالف التعظیم ص:۱۱۱

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۰۴ / وصایا شتی..... ص:۴۰۲

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۴۷ / باب خصال المؤمن..... ص:۴۷

[4] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۹ / ۱۵۵ / ۱۴۶ -باب نوادر ما یتعلق بابواب احکام العشرۃ فی السفر والحضر..... ص:۱۵۳

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۲۷۶ / باب انس الرجل فی منزل اخیه ص:۲۷۵

ایسی صورت میں تمہیں تکلف وزحمت کرنا چاہیے۔

نیز روایت میں ہے:

سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ

قِيلَ لَهُ ﷺ: وَ كَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ

قَالَ ﷺ: يَتَعَرَّضُ لِمَا لَا يُطِيقُ.[1]

سنا گیا گیا کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ اچھا نہیں کہ مومن اپنے آپ کو ذلیل کرے۔

پوچھا گیا: کیسے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی ایسا کام کرنا جو طاقت وہمت میں نہ ہو۔

اسی طرح آپ علیہ السلام سے منقول ہے کہ

وَ لَيْسَ فِي الْجُمْلَةِ مِنْ اَخْلَاقِ الصَّالِحِينَ وَ لَا مِنْ شِعَارِ الْمُتَّقِينَ التَّكَلُّفُ فِي اَيِّ بَابٍ كَانَ قَالَ اللهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ - قُلْ ما اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَ ما اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْاَتْقِيَاءِ وَ الْاُمَنَاءِ بِرَاءٌ مِنَ التَّكَلُّفِ فَاتَّقِ اللهَ تَعَالَى وَ اسْتَقِمْ يُغْنِكَ عَنِ التَّكَلُّفِ وَ يَطْبَعُكَ بِطِبَاعِ الْاِيمَانِ وَ لَا تَشْتَغِلْ بِلِبَاسٍ آخِرُهُ الْبَلَاءُ وَ طَعَامٍ آخِرُهُ الْخَلَاءُ وَ دَارٍ آخِرُهَا الْخَرَابُ وَ مَالٍ آخِرُهُ الْمِيرَاثُ وَ اِخْوَانٍ آخِرُهُمُ الْفِرَاقُ وَ عِزٍّ آخِرُهُ الذُّلُّ وَ وَقَارٍ آخِرُهُ الْجَفَاءُ وَ عَيْشٍ آخِرُهُ الْحَسْرَةُ.[2]

زحمت وسختی صالح و پرہیزگار افراد کے اخلاق کے منافی ہے (یعنی وہ ایسا نہیں کرتے ہیں) خداوند عالم نے رسول خدا ﷺ سے فرمایا: میں تم سے اجر رسالت نہیں چاہتا اور میں زحمت میں ڈالنے والوں سے نہیں ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم انبیاء واولیاء تکلف سے بیزار ہیں۔ پس تقویٰ اختیار کرو۔ صبر واستقامت سے کام لو تا کہ خدا تمہیں تکلف سے بے نیاز فرمائے اور تمہیں اچھا صلہ دے۔ رنگارنگ کھانوں میں سرگرم نہ رہو کہ جس سے نجس فضلہ بنتا ہے۔ لباس میں رغبت نہ کرو کہ جس کا م انجام ٹوٹ پھوٹ اور خراب ہو جانا ہے اور گھر بنانے میں مست نہ رہنا کہ جس کا انجام ویرانی ہے، اسی طرح مال (کے پیچھے نہ بھاگنا) کہ جس کا انجام یہ ہے کہ (یا خرچ ہو جاتا ہے یا) وہ میراث میں چھوڑ دیا جاتا ہے، دوست (بنانے ہی میں لگے مت رہنا) کہ جن کا انجام جدائی ہے، (دنیاوی) عزت (کی جستجو میں نہ پڑ جانا) کہ جس کی عاقبت ذلت ہے، (دنیا کے) وقار (کے حصول کو اپنا مقصد نہ بنانا) کہ جس کا نتیجہ ستم ہے اور ناشکری (نہ کرنا) کہ جس کا انجام حسرت ہے۔

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج۵ / ۶۴ / باب کراہۃ التعرض لمالایطیق ..... ص: ۶۳

[2] مصباح الشریعۃ/ ۱۴۰ / الباب السادس والستون فی المتکلف

عقل مندی کی نشانی

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

سِتَّةٌ تُخْتَبَرُ بِهَا عُقُولُ الرِّجَالِ [النَّاسِ] الْمُصَاحَبَةُ وَ الْمُعَامَلَةُ وَ الْوِلَايَةُ وَ الْعَزْلُ وَ الْغِنَى وَ الْفَقْرُ.[1]

لوگوں کی عقل کا چھ چیزوں کے ذریعے مقائسہ کیا جاتا ہے:

(۱،۲) معاشرت یعنی لین دین میں

(۳،۴) مقام حاصل کرنا، مقام سے کنارہ کشی

(۵،۶) ثروت مندی اور تنگدستی میں۔

---

[1] تصنیف غرر الحکم و درر الکلم / ۳۴۳ / الفصل الخامس مواعظ للحکام..... ص: ۳۴۲

دوسری فصل

حصول علم

اسلام میں تحصیل علم کی بڑی تاکید کی گئی ہے اور انسان کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ گھوارے سے لے کر قبر تک علم حاصل کرے۔
بہت سی روایات میں سودمند علوم کو حاصل کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔
روایات کے مطابق والدین اپنی اولاد کو بچپن ہی میں تعلیم دیں تاکہ وہ بڑے ہو کر اس علم سے فائدہ اٹھائیں۔

علم حاصل کرنے کی اہمیت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق:

اغْدُ عَالِماً اَوْ مُتَعَلِّماً - وَاِيَّاكَ اَنْ تَكُونَ لَاهِياً مُتَلَذِّذاً. [۱]

یا عالم بنو یا طالب علم اور وقت کو بیہودہ زندگی میں ضائع کرنے سے پرہیز کرو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

خُذِ الْحِكْمَةَ وَلَوْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ. [۲]

حکمت کو حاصل کرو اگرچہ یہ حکمت مشرکین کے پاس ہو۔

اسی طرح فرمایا:

[۱] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۳۳ / الفصل الثامن فی العلم والعالم وتعلیمہ وتعلمہ واستعمالہ..... ص:۱۳۲
[۲] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۳۴ / الفصل الثامن فی العلم والعالم وتعلیمہ وتعلمہ واستعمالہ..... ص:۱۳۲

خُذِ الْحِكْمَةَ وَلَوْ مِنْ أَفْوَاهِ الْمَجَانِينَ.[١]

حکمت کو حاصل کرو اگر چہ دیوانے کی زبان سے ہو۔

نیز فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ وَ الْأَدَبِ فَإِنَّ الْعَالِمَ يُكْرَمُ وَ إِنْ لَمْ يَنْتَسِبْ وَ يُكْرَمُ وَ إِنْ كَانَ فَقِيراً وَ يُكْرَمُ وَ إِنْ كَانَ حَدَثاً.

تم پر لازم ہے کہ علم حاصل کرو کیونکہ دانشمند قابل احترام ہوتا ہے اور اگر چہ وہ کسی خاندان سے منسوب نہ ہو وہ قابل عزت ہے خواہ فقیر ہو اور خواہ نوجوان ہی ہو۔

تعلیم و تعلم کی فضیلت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

.... فَإِنَّ تَعْلِيمَهُ لِلّٰهِ حَسَنَةٌ، وَ طَلَبَهُ عِبَادَةٌ، وَ الْمُذَاكَرَةَ فِيهِ تَسْبِيحٌ، وَ الْعَمَلَ بِهِ جِهَادٌ، وَ تَعْلِيمَهُ مَنْ لَا يَعْلَمُهُ صَدَقَةٌ، وَ بَذْلَهُ لِأَهْلِهِ قُرْبَةٌ إِلَى اللهِ (تَعَالَى)، لِأَنَّهُ مَعَالِمُ الْحَلَالِ وَ الْحَرَامِ، وَ مَنَارُ سَبِيلِ الْجَنَّةِ، وَ الْمُؤْنِسُ فِي الْوَحْشَةِ.[٢]

خدا کی رضا کے لئے دوسروں کو علم دینا ایک نیکی ہے اور علم حاصل کرنا عبادت ہے، علمی گفتگو تسبیح ہے، جو علم نہیں رکھتے انہیں تعلیم دینا صدقہ ہے اور ایسے شخص کو تعلیم دینا جس کی وہ صلاحیت رکھتا ہو؛ قرب الٰہی کا سبب ہے کیونکہ علم سے حلال وحرام کی پہچان ہوتی ہے، علم جنت کا صحیح راستہ اور تنہائی میں مونس و مددگار ہے۔

اسی طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَعَلَّمَ بَاباً مِنَ الْعِلْمِ (عَمَّنْ يَثِقُ بِهِ) كَانَ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ يُصَلِّيَ أَلْفَ رَكْعَةٍ.[٣]

جو شخص کچھ علم حاصل کرتا ہے اور لوگوں کو خدا کی رضا کے لئے علم دیتا ہے تو خداوند عالم ایسے شخص کو ستر انبیاء کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

نیز فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى عُتَقَاءِ اللهِ مِنَ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى الْمُتَعَلِّمِينَ فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ مُتَعَلِّمٍ يَخْتَلِفُ إِلَى بَابِ الْعَالِمِ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ قَدَمٍ عِبَادَةَ سَنَةٍ وَ بَنَى اللهُ لَهُ بِكُلِّ قَدَمٍ

[١] مصباح الشریعۃ/ ١٦١ / الباب السادس والسبعون فی الموعظۃ

[٢] الامالی (للطوسی)/ النص/ ٥٦٩ / [٢٢] مجلس یوم الجمعۃ السابع عشر من صفر سنۃ سبع وخمسین واربعمائۃ

[٣] وسائل الشیعۃ/ ج ٢٧ / ٢٧ / ۴ - باب عدم جواز القضاء والافتاء بغیر علم بورود الحکم عن المعصومین ع..... ص: ٢٠

مَدِينَةً فِي الْجَنَّةِ وَ يَمْشِي عَلَى الْاَرْضِ وَ هِيَ تَسْتَغْفِرُ لَهُ وَ يُمْسِي وَ يُصْبِحُ مَغْفُوراً لَهُ وَ شَهِدَتِ الْمَلَائِكَةُ اَنَّهُمْ عُتَقَاءُ اللهِ مِنَ النَّارِ.[1]

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ دوزخ کی آگ سے نجات پائے، اسے علم حاصل کرنا چاہیے۔ خدا کی قسم! جو طالب علم عالم کے پاس علم حاصل کرنے جاتا ہے تو خدا اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور ہر قدم کے بدلے جنت میں ایک شہر بناتا ہے۔ جب طالب علم زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے لئے مغفرت کرتی ہے ہر صبح و شام کو اس کی بخشش ہوتی ہے فرشتے گواہی دیتے ہیں کہ وہ دوزخ کی آگ سے نجات پانے والے ہیں۔

اسی طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا:

فَاِنَّ حُضُورَ مَجْلِسِ عَالِمٍ اَفْضَلُ مِنْ حُضُورِ اَلْفِ جِنَازَةٍ وَمِنْ عِيَادَةِ اَلْفِ مَرِيضٍ.[2]

عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار جنازے اور ہزار بیمار افراد کی عیادت کرنے سے افضل ہے۔

نیز فرمایا:

مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيدُ اِلَّا لِيَتَعَلَّمَ خَيْراً اَوْ لِيُعَلِّمَهُ كَانَ لَهُ اَجْرُ مُعْتَمِرٍ تَامِّ الْعُمْرَةِ وَمَنْ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيدُ اِلَّا لِيَتَعَلَّمَ خَيْراً اَوْ لِيُعَلِّمَهُ فَلَهُ اَجْرُ حَاجٍّ تَامِّ الْحِجَّةِ.[3]

یعنی جو شخص مسجد میں آتا جاتا ہے تاکہ وہ علم حاصل کرے یا دوسروں کو علم دیتا ہے تو اس کے اس عمل سے اسے عمرہ اور حج کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

يَا مُؤْمِنُ اِنَّ هَذَا الْعِلْمَ وَ الْاَدَبَ ثَمَنُ نَفْسِكَ فَاجْتَهِدْ فِي تَعَلُّمِهَا فَمَا يَزِيدُ مِنْ عِلْمِكَ وَ اَدَبِكَ يَزِيدُ فِي ثَمَنِكَ وَ قَدْرِكَ فَاِنَّ بِالْعِلْمِ تَهْتَدِي اِلَى رَبِّكَ وَ بِالْاَدَبِ تُحْسِنُ خِدْمَةَ رَبِّكَ وَ بِاَدَبِ الْخِدْمَةِ يَسْتَوْجِبُ الْعَبْدُ وَلَايَتَهُ وَ قُرْبَهُ فَاقْبَلِ النَّصِيحَةَ كَيْ تَنْجُوَ مِنَ الْعَذَابِ.[4]

اے مومن! علم و ادب تیری قدر و قیمت ہے، علم کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جتنا تیرے علم و ادب میں اضافہ ہوتا ہے تیری قدر و منزلت بڑھتی ہے کیونکہ علم سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور ادب سے تیرے پروردگار کی خدمت ہے اور انسان ولایت و قرب الٰہی حاصل کرتا ہے پس میں نصیحت کرتا ہوں لہٰذا اسے قبول کرتا کہ تو عذاب سے نجات پا سکے۔

نیز فرمایا:

---

[1] منیۃ المرید/ ۱۰۰ / ۲ فصل فیما روی عن النبی ص فی فضل العلم ص:۹۹
[2] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۳۶ / الفصل الثامن فی العلم والعالم وتعلیمہ وتعلمہ واستعمالہ..... ص:۱۳۲
[3] منیۃ المرید/ ۱۰۶ / ۲ فصل فیما روی عن النبی ص فی فضل العلم ص:۹۹
[4] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط۔القدیمۃ)/ ج ۱ / ۱۱ / باب الکلام فی ماہیۃ العلوم وفضلہا..... ص:۵

اَلْكَلِمَةُ مِنَ الْحِكْمَةِ يَسْمَعُهَا الرَّجُلُ فَيَقُولُ اَوْ يَعْمَلُ بِهَا خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ.[1]

جوآدمی ایک حکیمانہ بات کوسنتا ہے اور پھر اسے نقل کرتا ہے یا اس پرعمل کرلے تو اس کا یہ عمل ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ مَشَى فِي طَلَبِ الْعِلْمِ خُطْوَتَيْنِ وَ جَلَسَ عِنْدَ الْعَالِمِ سَاعَتَيْنِ وَ سَمِعَ مِنَ الْمُعَلِّمِ كَلِمَتَيْنِ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ جَنَّتَيْنِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ.[2]

جوآدمی کسب علم کے لئے دوقدم اٹھاتا ہے اور دو گھنٹے عالم کے پاس بیٹھتا ہے اور استاد سے دوکلمات سیکھتا ہے، خدا ایسے شخص کے لئے دو جنت واجب کرتا ہے۔

خداوند فرماتا ہے:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾

اور جوشخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اس کے لئے دو باغ ہیں۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِي يُعَلِّمُ الْعِلْمَ مِنْكُمْ لَهُ اَجْرٌ مِثْلُ اَجْرِ الْمُتَعَلِّمِ وَ لَهُ الْفَضْلُ عَلَيْهِ فَتَعَلَّمُوا الْعِلْمَ مِنْ حَمَلَةِ الْعِلْمِ وَ عَلِّمُوهُ اِخْوَانَكُمْ كَمَا عَلَّمَكُمُوهُ الْعُلَمَاءُ.[3]

جوآدمی دوسروں کوتعلیم دیتا ہے اسے اس شخص کا ثواب ملتا ہے جوعلم حاصل کرتا ہے اور اسے علم حاصل کرنے والے پر برتری حاصل ہے پس علم؛ اہل علم سے سیکھو اور جس طرح علماء نے تجھے تعلیم دی اپنے دینی بھائی کوتعلیم دو۔

ضرورت کے علوم کا حاصل کرنا

ہمارے اسلامی معاشرہ میں مختلف علوم کی ضرورت ہے جس سے مسلمانوں کی عزت وقدرت محفوظ رہتی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ

اَلْعِلْمُ سُلْطَانٌ مَنْ وَجَدَهُ صَالَ بِهِ وَ مَنْ لَمْ يَجِدْهُ صِيلَ عَلَيْهِ.[4]

علم قدرت ہے جوشخص علم حاصل کرتا ہے؛ وہ غلبہ پاتا ہے اور جوشخص علم حاصل نہیں کرتا وہ مغلوب رہتا ہے۔

---

[1] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج۱/ ۱۸۳/ باب افرض العلم ووجوب طلبہ والحث علیہ وثواب العالم والمتعلم ص:۱۶۲

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۱۹۵/ الباب الثانی والخمسون فی احادیث منتخبۃ ص:۱۸۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۳۵/ باب ثواب العالم والمتعلم ص:۳۴

[4] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج۲۰/ ۳۱۹/ الحکم المنسوبۃ ص:۲۵۳

خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله فَإِذَا فِي الْمَسْجِدِ مَجْلِسَانِ مَجْلِسٌ يَتَفَقَّهُونَ وَ مَجْلِسٌ يَدْعُونَ اللهَ تَعَالَى وَ يَسْأَلُونَهُ فَقَالَ كِلَا الْمَجْلِسَيْنِ إِلَى خَيْرٍ أَمَّا هَؤُلَاءِ فَيَدْعُونَ اللهَ وَ أَمَّا هَؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُونَ وَ يُفَقِّهُونَ الْجَاهِلَ هَؤُلَاءِ أَفْضَلُ بِالتَّعْلِيمِ أُرْسِلْتُ ثُمَّ قَعَدَ مَعَهُمْ.[1]

ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو مسجد میں دو مجالس برپا تھیں ایک مجلس میں دینی معارف بیان کئے جا رہے تھے اور دوسری مجلس میں دعا مانگی جا رہی تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: ہر دو مجالس میں بیٹھنے والوں کو ثواب ملے گا۔ ایک مجلس میں خدا کو پکارا جا رہا ہے اور دوسری مجلس میں علم و احکام کی تعلیم لوگوں کو دی جا رہی تھی۔ لیکن جس مجلس میں علم و احکام بیان ہو رہا ہے وہ مجلس دوسری مجلس پر برتری رکھتی ہے۔ میں تعلیم دینے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ پھر اس مجلس والوں کے ساتھ بیٹھ گئے جہاں علمی بحث و مباحثہ ہو رہا تھا۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله الْمَسْجِدَ فَإِذَا جَمَاعَةٌ قَدْ أَطَافُوا بِرَجُلٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله مَا هَذَا فَقَالُوا عَلَّامَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله! فَقَالَ صلى الله عليه وآله وَ مَا الْعَلَّامَةُ قَالُوا عَالِمٌ بِأَنْسَابِ الْعَرَبِ وَ وَقَائِعِهَا وَ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ وَ الشِّعْرِ وَ الْعَرَبِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله ذَلِكَ عِلْمٌ لَا يَضُرُّ مَنْ جَهِلَهُ وَ لَا يَنْفَعُ مَنْ عَلِمَهُ.[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔ آپؐ نے دیکھا ایک گروہ ایک مرد کے ارد گرد جمع تھا۔

آپؐ نے پوچھا: یہ مرد کون ہے؟

کہا گیا: اے اللہ کے رسولؐ وہ علامہ ہے۔

آپؐ نے پوچھا: وہ کس چیز کا عالم ہے؟

لوگوں نے بتایا کہ وہ حسب و نسب، ان کی تاریخ اور عربی کے اشعار و ادب جانتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ علم ہے کہ اگر کوئی نہ جانتا تو اسے کوئی نقصان نہیں ہے جو شخص یہ علم جانتا ہے اسے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

یہ اس مطلب کی طرف کنایہ ہے کہ مسلمان اور اسلامی معاشرے کو علم ترتیب وار سیکھنا چاہیے۔ ایسا علم حاصل کرے جو اس کے لئے دنیا و آخرت میں کام آئے۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

---

[1] منیۃ المرید/۱۰۶/ ۲ فصل فیما روی عن النبی ص فی فضل العلم ص:۹۹

[2] السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی (والمستطرفات) / ج ۳ / ۶۲۶ / ومما استطرفناہ من کتاب جعفر بن محمد بن سنان الدہقان ص:۶۲۶

اَوْلَی الْاَشْیَاءِ اَنْ یَتَعَلَّمَهَا الْاَحْدَاثِ الْاَشْیَاءِ الَّتِیْ اِذَا صَارُوْا رِجَالًا احْتَاجُوْا اِلَیْهَا. [1]

نوجوانوں اور جوانوں کے لئے بہتر علوم وہ ہیں جن سے وہ اپنی زندگی (دنیوی واُخروی) میں بہرہ مند ہوں۔

نیز فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمِ صِغَاراً تسودوا بِهِ کِبَاراً. [2]

بچپن میں علم حاصل کرو تا کہ بڑے ہوکر شرف حاصل ہو۔

اسی طرح فرمایا:

اَلْعِلْمُ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ یُحَاطَ بِهِ فَخُذُوْا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اَحْسَنَهُ. [3]

زیادہ علم اس شخص کا ہے جو علوم کے بارے سوچ بچار کرتا ہے اور پھر اس میں سے بہترین علم کو سیکھتا ہے۔

خطبہ ہمام میں ارشاد فرماتے ہیں:

........وَقَفُوْا اَسْمَاعَهُمْ عَلَی الْعِلْمِ النَّافِعِ. [4]

............وہ باتیں سنتے ہیں جو فائدہ مند ہوں۔

یعنی علمی گفتگو کو سنتے ہیں بیہودہ گفتگو کو سننا بھی پسند نہیں کرتے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

تَنَازَعُوْا فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ.

وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ لَحَدِیْثٌ وَاحِدٌ فِیْ حَلَالٍ وَ حَرَامٍ تَأْخُذُهُ عَنْ صَادِقٍ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَ مَا حَمَلَتْ مِنْ ذَهَبٍ وَ فِضَّةٍ. [5]

علم حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرو۔

خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! ایک سچے آدمی سے حلال وحرام کے بارے میں ایک حدیث کو یاد کرنا اس کا یہ عمل دنیا، سونا اور چاندی سے بہتر ہے۔

---

[1] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج ۲۰ / ۳۳۳ / الحکم المنسوبۃ..... ص: ۲۵۳

[2] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج ۲۰ / ۲۶۷ / الحکم المنسوبۃ..... ص: ۲۵۳

[3] عیون الحکم والمواعظ (للیثی) / ۵۴ / الفصل الاول مما اولہ الالف واللام..... ص: ۱۷

[4] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۳۰۳ / ۱۹۳ ومن خطبۃ لہ ع یصف فیہا المتقین..... ص: ۳۰۳

[5] السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی (والمستطرفات) / ج ۳ / ۶۴۵ / باب محبۃ المسلمین والاہتمام بہم..... ص: ۶۴۲

بعض مورد نیاز علوم

۱۔ دینی علوم کی تعلیم:

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللهُ عَبْداً اَحْيَا اَمْرَنَا

فَقُلْتُ لَهُ فَكَيْفَ يُحْيِي اَمْرَكُمْ

قَالَ يَتَعَلَّمُ عُلُومَنَا وَيُعَلِّمُهَا النَّاسَ فَإِنَّ النَّاسَ لَوْ عَلِمُوا مَحَاسِنَ كَلَامِنَا لَاتَّبَعُونَا.[۱]

خدا اس شخص پر رحمت کرے جو ہمارے اقوال کو زندہ کرتا ہے۔

راوی نے پوچھا: آپ کے اقوال کو کیسے زندہ کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہمارے اقوال کو سیکھو اور لوگوں کو تعلیم دو کیونکہ جن لوگوں نے ہمارے اقوال کو سنا وہ ہماری پیروی کریں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

اَلَا فَمَنْ كَانَ مِنْ شِيعَتِنَا عَالِماً بِعُلُومِنَا وَ هَذَا الْجَاهِلُ بِشَرِيعَتِنَا.........وَ اَرْشَدَهُ وَ عَلَّمَهُ شَرِيعَتَنَا كَانَ مَعَنَا فِي الرَّفِيقِ الْاَعْلَى.[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمارے علوم کی تعلیم حاصل کرے گا اور جہالت کو ہدایت میں بدلے گا اور ہماری شریعت لوگوں تک پہنچائے گا ایسا شخص جنت میں ہمارے ساتھ ہوگا۔

۲۔ عقائد کی تعلیم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

افْتَحُوا عَلَى صِبْيَانِكُمْ اَوَّلَ كَلِمَةٍ بِلَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ.[۳]

اپنے بچوں کی زبان پر سب سے پہلے "لا الہ الا اللہ" کا کلمہ جاری کرائیں۔

---

[۱] معانی الاخبار/ النص/ ۱۸۰ / باب معنی قول الصادق ع من تعلم علما لیماری بہ السفہاء او یباہی بہ العلماء او لیقبل بوجوہ الناس الیہ فہو فی النار..... ص: ۱۸۰

[۲] الاحتجاج علی اہل اللجاج (للطبرسی) / ج ۱ / ۱۶ / فصل فی ذکر طرف مما امر اللہ فی کتابہ من الحجاج والجدال بالتی ہی احسن وفضل اہلہ ..... ص: ۱۵

[۳] کنز العمال: ج ۱۶، ص ۴۴۱

یعنی ان کی زبان سے توحید کی گواہی دلوائیں۔

۳۔آموزش قرآن

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

...........كَانَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ عليه السلام لَيَأْمُرُ وُلْدَهُ بِقِرَاءَةِ الْمُصْحَفِ.[۱]

حضرت علی علیہ السلام اپنے بچوں کو قرآن پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى وَالِدِهِ إِذَا كَانَ ذَكَراً أَنْ يَسْتَفْرِهَ أُمَّهُ وَ يَسْتَحْسِنَ اسْمَهُ وَ يُعَلِّمَهُ كِتَابَ اللهِ وَ يُطَهِّرَهُ وَ يُعَلِّمَهُ السِّبَاحَةَ وَ إِذَا كَانَتْ أُنْثَى أَنْ يَسْتَفْرِهَ أُمَّهَا وَ يَسْتَحْسِنَ اسْمَهَا وَ يُعَلِّمَهَا سُورَةَ النُّور [۲]

اولاد کا حق ہے اپنے والد پر یہ ہے کہ اگر بیٹا ہو تو اس کی ماں کو خوشنود کرے، اس کا اچھا نام رکھے، کتاب خدا کی تعلیم دے، انہیں صاف ستھرا رکھے، ضرورت کے علوم سکھائے اور اگر بیٹی ہو تو بیٹی کا باپ پر یہ حق ہے اس کی ماں کو خوشنود کرے، اس کا اچھا سا نام رکھے وہ اسے سورۂ نور کی تعلیم دے۔

۴۔حدیث کی تعلیم

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

تَنَازَعُوا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَحَدِيثٌ وَاحِدٌ فِي حَلَالٍ وَ حَرَامٍ تَأْخُذُهُ عَنْ صَادِقٍ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا حَمَلَتْ مِنْ ذَهَبٍ وَ فِضَّةٍ وَ ذَلِكَ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ مَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا.[۳]

دینی علوم کو حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرو۔ خدا کی قسم! جو شخص حلال وحرام کے بارے میں ایک حدیث بیان کرتا ہے وہ اس کے لئے دنیا، سونا اور چاندی سے بہتر ہے اور یہ وہی ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کا رسول جس کا حکم دے اسے بجالاؤ اور جس سے منع کرے اس سے پرہیز کرو۔

---

[۱] السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی (والمستطرفات)/ج۳/۶۴۵/باب محبۃ المسلمین والاہتمام بہم..... ص:۶۴۲

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۶/۴۹/باب حق الاولاد..... ص:۴۸

[۳] السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی (والمستطرفات)/ج۳/۶۴۵/باب محبۃ المسلمین والاہتمام بہم..... ص:۶۴۲

۵۔فقہ وواجبات کی تعلیم

رسول اکرم ﷺ میراث کے احکام کے بارے میں فرماتے ہیں:

تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَ عَلِّمُوهُ النَّاسَ وَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَ عَلِّمُوهَا النَّاسَ فَإِنِّي امْرِءٌ مَقْبُوضٌ وَ سَيُقْبَضُ الْعِلْمُ وَ تَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتَّى يَخْتَلِفَ الرَّجُلَانِ فِي فَرِيضَةٍ لَا يَجِدَانِ مَنْ يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا. [۱]

میراث کے احکام کو یاد کرو اور دوسرے لوگوں کو تعلیم دو کیونکہ میں دنیا سے چلا جاؤں گا اور عنقریب علم ختم ہوجائے گا اور فتنے وفساد اٹھ کھڑے ہوں گے، لوگ میراث کے احکام میں دو افراد اس طرح اختلاف کریں گے کہ کوئی ان کے درمیان فیصلہ نہیں کر سکے گا۔

آپ کا ارشاد ہے:

تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَ عَلِّمُوهَا النَّاسَ فَإِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمِ وَ هُوَ يُنْسَى وَ هُوَ أَوَّلُ شَيْءٍ يُنْتَزَعُ مِنْ أُمَّتِي. [۲]

میراث کے احکام کو یاد کرو اور دوسرے لوگوں کو تعلیم دو کیونکہ ان مسائل کا سیکھنا نصف علم ہے۔اگر یہ احکام یاد نہ کئے گئے تو لوگ بھول جائیں گے اور میری امت میں یہ پہلی چیز ہے کہ جو میری امت سے جدا ہوگی۔

روایت میں ہے:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُرِيدُ التِّجَارَةَ قَالَ أَ فَقِهْتَ فِي دِينِ اللهِ قَالَ يَكُونُ بَعْدَ ذَلِكَ قَالَ وَيْحَكَ الْفِقْهَ ثُمَّ الْمَتْجَرَ فَإِنَّهُ مَنْ بَاعَ وَ اشْتَرَى وَ لَمْ يَسْأَلْ عَنْ حَرَامٍ وَ لَا حَلَالٍ ارْتَطَمَ فِي الرِّبَا ثُمَّ ارْتَطَمَ. [۳]

ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے عرض کی: میں تجارت کرنا چاہتا ہوں۔

آپ علیہ السلام نے پوچھا: کیا فقہ کا علم سیکھا ہے؟

اس نے عرض کیا: بعد میں سیکھ لوں گا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر، پہلے فقہ یاد کرو اور پھر تجارت کرو کیونکہ جو شخص خرید وفروخت کرتا ہے لیکن حلال و حرام کے مسائل نہیں جانتا وہ سود میں مبتلا ہوجائے گا۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۴۹۱/ باب المواریث..... ص:۴۹۱

[۲] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۴۹۱/ باب المواریث..... ص:۴۹۱

[۳] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳/ ۲۴۷/ ۲۔باب استحباب التفقہ فیما یتولاہ وزیادۃ التحفظ من الربا..... ص:۲۴۷

اِنَّہٗ لَا یُصْلِحُ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ اِلَّا ثَلَاثَۃٌ التَّفَقُّہُ فِی الدِّیْنِ وَ الصَّبْرُ عَلَی النَّائِبَۃِ وَ حُسْنُ التَّقْدِیْرِ فِی الْمَعِیْشَۃِ.[1]

مطابق مسلمان تین چیزوں سے اپنی اصلاح کریں:

(۱) معرفت دین (۲) مصیبت میں صبر

(۳) معیشت میں حسن تدبیر۔

۶۔ دستکاری وصنعت کی تعلیم

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْحِرْفَۃُ مَعَ الْعِفَّۃِ خَیْرٌ مِنَ الْغِنٰی مَعَ الْفُجُوْرِ.[2]

دستکاری وصنعت میں عزت نفس کے ساتھ کام کرنا اس ثروت سے بہتر ہے جو ناپاک ہو۔

نکتہ:

بہت سے پیشوں کے بارے میں بہت سی روایات موجود ہیں۔ جیسے: گلہ بانی، کھیتی باڑی، باغبانی، کشتی رانی، مچھلی کا شکار اور صبح سویرے کام پر جانا وغیرہ ان سب کو یاد کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

۷۔ دینی اشعار کی تعلیم

اسلام نے اس ہنر کی تعلیم کی تاکید کی ہے اور ہمارے اہل بیت علیہم السلام نے دینی اور اعتقادی اشعار یاد کرنے کی وصیت کی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کَانَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ علیہ السلام یُعْجِبُہٗ اَنْ یُرْوَی شِعْرُ اَبِیْ طَالِبٍ علیہ السلام وَ اَنْ یُدَوَّنَ وَ قَالَ تَعَلَّمُوْہُ وَ عَلِّمُوْہُ اَوْلَادَکُمْ فَاِنَّہٗ کَانَ عَلٰی دِیْنِ اللّٰہِ وَ فِیْہِ عِلْمٌ کَثِیْرٌ.[3]

حضرت علی علیہ السلام اس بات پر بڑے خوش تھے کہ ابوطالبؑ کے اشعار کو لکھا جائے۔

اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ان (ابوطالبؑ) کے اشعار کو یاد کرو اور اپنے بچوں کو بھی یاد کراؤ۔ کیونکہ ابوطالبؑ خدا کے دین پر تھے اور ان اشعار میں علمی مطالب ہیں۔

حضرت ابوطالب علیہ السلام کے چند اشعار ہم یہاں تبرکاً ذکر رہے ہیں:

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج۵ / ۸۷ / باب اصلاح المال وتقدیر المعیشۃ..... ص:۸۷

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۴۰۲ / وصایا شتی..... ص:۴۰۲

[3] ایمان ابی طالب (الحجۃ علی الذاہب الی کفر ابی طالب) / ۱۳۰ / عودۃ للاخبار الدالۃ علی ایمان ابی طالب..... ص:۱۰۳

أَ لَمْ تَعْلَمُوا أَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّداً
نَبِيّاً كَمُوسَى خُطَّ فِي أَوَّلِ الْكُتُب
لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ ابْنَنَا لَا مُكَذَّبٌ
لَدَيْنَا وَ لَا يَعْبَأُ بِقِيلِ الْأَبَاطِلِ
وَ أَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ[1]

ترجمہ اشعار:

آیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام کی طرح
نبی پایا ہے جن کا ذکر سابقہ کتب میں آیا ہے۔
اے میرے فرزندو! جان لو کہ میں جھوٹ نہیں کہتا اور نہ ہی
بیہودہ کلام کرنے والوں کی طرح کلام کرتا ہوں۔
یہ وہی روشن چہرہ ہے کہ جس کے صدقے میں بارش برستی ہے
یہ یتیموں کا فریادرس اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشِّيعَةِ عَلِّمُوا أَوْلَادَكُمْ شِعْرَ الْعَبْدِيِّ فَإِنَّهُ عَلَى دِينِ اللهِ.[2]

اے شیعو! اپنے بچوں کو عبدی کے اشعار یاد کراؤ کیونکہ وہ دین خدا پر تھے۔

۸۔ مہارت کی تعلیم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِّمُوا أَبْنَاءَكُمُ الرَّمْيَ[3]

اپنے بچوں کو تیر اندازی کی تعلیم دو۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۱ / ۴۴۹ / باب مولد النبی ص و وفاتہ..... ص:۴۳۹
[2] رجال الکشی-اختیار معرفۃ الرجال / النص / ۴۰۱ / فی سفیان بن مصعب العبدی ابی محمد..... ص:۴۰۱
[3] النوادر (للر اوندی) / ترجمہ صادقی اردستانی / ۱۳۴ / فی الصدقۃ و........ ص:۱۳۴

عَلِّمُوا اَوْلَادَكُمُ السِّبَاحَةَ.[1]

بچوں کو تیراکی کی تعلیم دو۔

آداب تعلیم و تعلم

۱۔اہل علم سے سیکھنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، .... وَاقْتَبِسُوهُ مِنْ اَهْلِهِ.[2]

علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔............ پس اہل علم سے علم حاصل کرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مِنْ وَصِيَّةِ ذِي الْقَرْنَيْنِ لَا تَتَعَلَّمِ الْعِلْمَ مِمَّنْ لَمْ يَنْتَفِعْ بِهِ فَإِنَّ مَنْ لَمْ يَنْفَعْهُ عِلْمُهُ لَا يَنْفَعُكَ.[3]

ذوالقرنین کی وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ تھی کہ ایسے شخص سے علم حاصل نہ کرنا جو اپنے علم سے خود بہرہ مند نہ ہو کیونکہ جس کا علم اس کے لئے مفید نہیں تو تمہارے لئے کیسے مفید ہوسکتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَيُّهَا النَّاسُ اعْلَمُوا اَنَّ ....وَ الْعِلْمُ مَخْزُونٌ عِنْدَ اَهْلِهِ وَ قَدْ اُمِرْتُمْ بِطَلَبِهِ مِنْ اَهْلِهِ فَاطْلُبُوهُ.[4]

اے لوگو! جان لو کہ.................علم اہل علم کے پاس ہوتا ہے اور تم مامور ہو کہ اہل علم سے علم سیکھو۔

۲۔صبر:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ٦ / ٤٧ / باب تادیب الولد..... ص:٤٦

[2] الامالی (للطوسی)/ النص/ ٤٨٨ / [١٧] المجلس السابع عشر

[3] الدعوات (للراوندی)/سلوۃ الحزین/ النص/ ٦٣ /فصل فی الح الدعاء و اوجزہ..... ص: ٤٤

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ١ / ٣٠ / باب فرض العلم و وجوب طلبہ والحث علیہ..... ص:٣٠

مَنۡ لَمۡ يَصۡبِرۡ عَلَى ذُلِّ التَّعَلُّمِ سَاعَةً بَقِيَ فِي ذُلِّ الْجَهْلِ اَبَداً.[1]

جو شخص ایک لحہ بھی صبر نہیں کرتا کہ خضوع کے ساتھ علم حاصل کرے وہ ہمیشہ جاہل رہے گا۔

۳۔ حصول علم میں شرم نہ کرنا:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وَلَا يَسۡتَحۡيِي الْجَاهِلُ اِذَا لَمۡ يَعۡلَمۡ اَنۡ يَتَعَلَّمَ.[2]

جس شخص کے پاس علم نہیں اسے علم حاصل کرنے میں شرمندگی نہیں کرنی چاہیے۔

۴۔ تعلیم میں خوشامد جائز ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيۡسَ مِنۡ اَخۡلَاقِ الْمُؤۡمِنِ الْمَلَقُ اِلَّا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ.[3]

خوشامد اور چاپلوسی مومن کی صفت نہیں ہے لیکن علم حاصل کرنے میں جائز ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَيۡسَ مِنۡ اَخۡلَاقِ الْمُؤۡمِنِ الْمَلَقُ وَلَا الْحَسَدُ اِلَّا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ.[4]

چاپلوسی اور حسد مومنین کی صفت نہیں ہے لیکن حصول علم میں جائز ہے۔

۵۔ حصول علم دنیا داری کے لئے نہ ہو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَطۡلُبُوا الْعِلۡمَ لِتُبَاهُوا بِهِ الْعُلَمَاءَ وَلَا لِتُمَارُوا بِهِ السُّفَهَاءَ وَلَا لِتُرَاءُوا بِهِ فِي الْمَجَالِسِ وَلَا لِتَصۡرِفُوا وُجُوهَ النَّاسِ اِلَيۡكُمۡ لِلتَّرَأُّسِ فَمَنۡ فَعَلَ ذٰلِكَ كَانَ فِي النَّارِ وَكَانَ عِلۡمُهُ حُجَّةً عَلَيۡهِ يَوۡمَ الْقِيَامَةِ وَلٰكِنۡ تَعَلَّمُوهُ وَعَلِّمُوهُ.[5]

---

[1] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۱ / ۲۸۵ / الفصل العاشر فی احادیث تتضمن شیئا من الآداب الدینیۃ ص:۲۴۶

[2] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۴۴ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا من الاخبار المجموعۃ ..... ص: ۲۴

[3] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۸۱ / فصل فی آداب المتعلم مع العالم..... ص:۸۰

[4] تحف العقول/ النص/ ۲۰۷ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۲۰۰

[5] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج ۱ / ۱۶ / الباب الاول فی ثواب الموعظۃ والنصیحۃ بہا..... ص: ۱۳

علم کو دانشمندوں پر فخر کرنے بے عقل افراد سے جدال، مجالس میں ریا کاری، شہرت طلبی اور ریاست طلبی کے لئے حاصل نہ کرو کیونکہ جو شخص ایسا کرے گا وہ جہنمی ہے اور قیامت کے دن اس کا علم اس کے مخالف ہوگا۔

راوی کہتا ہے:

سَمِعۡتُ اَبَا عَبۡدِ اللهِ عليه السلام يَقُول مَنِ اسۡتَأۡكَلَ بِعِلۡمِهِ افۡتَقَرَ.

فَقُلۡتُ لَهُ عليه السلام: جُعِلۡتُ فِدَاكَ اِنَّ فِي شِيعَتِكَ وَ مَوَالِيكَ قَوۡماً يَتَحَمَّلُونَ عُلُومَكُمۡ وَ يَبُثُّونَهَا فِي شِيعَتِكُمۡ فَلَا يَعۡدَمُونَ عَلَى ذَلِكَ مِنۡهُمُ الۡبِرَّ وَ الصِّلَةَ وَ الۡاِكۡرَامَ.

فَقَالَ عليه السلام: لَيۡسَ اُولَئِكَ بِمُسۡتَأۡكِلِينَ اِنَّمَا الۡمُسۡتَأۡكِلُ بِعِلۡمِهِ الَّذِي يُفۡتِي بِغَيۡرِ عِلۡمٍ وَ لَا هُدًى مِنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ لِيُبۡطِلَ بِهِ الۡحُقُوقَ طَمَعاً فِي حُطَامِ الدُّنۡيَا.[1]

میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص علم پر گھمنڈ کرے وہ فقیر رہے گا۔

میں نے امامؑ سے عرض کیا: میں قربان ہوجاؤں! آپ کے دوستوں اور شیعوں میں کچھ گروہ ایسے ہیں جو آپ کے علم کو سیکھتے اور شیعوں میں ترویج کرتے ہیں اور لوگ بھی ان سے احسان واکرام سے پیش آتے ہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ لوگ علم پر غرور نہیں کرتے بلکہ مغرور عالم دنیا کی طمع میں علم کے بغیر فتویٰ دیتا ہے تاکہ دوسروں کے حقوق پامال ہوں۔

۶۔ علم کا سیکھنا:

روایت میں ہے کہ:

اَنَّهُ دَعَا بَنِيهِ وَ بَنِي اَخِيهِ فَقَالَ اِنَّكُمۡ صِغَارُ قَوۡمٍ وَ يُوشِكُ اَنۡ تَكُونُوا كِبَارَ قَوۡمٍ آخَرِينَ فَتَعَلَّمُوا الۡعِلۡمَ فَمَنۡ لَمۡ يَسۡتَطِعۡ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَحۡفَظَهُ فَلۡيَكۡتُبۡهُ وَ لۡيَضَعۡهُ فِي بَيۡتِهِ.[2]

امام حسن علیہ السلام نے اپنے بچوں اور اپنے بھائی کے بچوں کو بلایا اور ان سے فرمایا: تم خاندان کے نونہال ہو۔ ایک دن آئے گا کہ تم خاندان کے بزرگ ہوگے پس علم حاصل کرو جو شخص تم میں سے علم کو حفظ نہیں کرسکتا وہ لکھ لے اور گھر رکھ لے۔

۷۔ حصول علم کے لئے سوال کرنا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

الۡعِلۡمُ خَزَائِنُ وَ الۡمَفَاتِيحُ السُّؤَالُ فَاسۡأَلُوا يَرۡحَمُكُمُ اللهُ فَاِنَّهُ يُؤۡجَرُ فِي الۡعِلۡمِ اَرۡبَعَةٌ السَّائِلُ

[1] معانی الاخبار/ النص/ ۱۸۱/ باب معنی الاستئکال بالعلم..... ص:۱۸۱

[2] منیۃ المرید/ ۳۴۰/ ۱۔ الکتابۃ من اجل المطالب الدینیۃ ۔..... ص:۳۳۹

وَ الْمُتَكَلِّمُ وَ الْمُسْتَمِعُ وَ الْمُحِبُّ لَهُمْ. [۱]

علم خزانہ ہے اور اس کی چابی سوال ہے۔ لہٰذا پوچھو اور سوال کرو، خدا تم پر رحمت کرے اور علم کا چار افراد کو ثواب ملے گا:

(۱) پوچھنے والے کو (۲) جواب دینے والے کو

(۳) سننے والے کو (۴) طالب علم کے دوست کو۔

۸۔ دوسروں کو تعلیم دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ يَعْلَمَ الْمَرْءُ عِلْماً ثُمَّ يُعَلِّمُهُ اَخَاهُ. [۲]

بہترین صدقہ یہ ہے کہ لوگ ایسا علم حاصل کریں جو اپنے دینی بھائیوں کو تعلیم دیں۔

۹۔ تعلیم میں مساوات:

حسان معلم سے روایت ہے:

سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ ؑ عَنِ التَّعْلِيمِ فَقَالَ لَا تَأْخُذْ عَلَى التَّعْلِيمِ اَجْراً .... بَعْدَ اَنْ يَكُونَ الصِّبْيَانُ عِنْدَكَ سَوَاءً فِي التَّعْلِيمِ لَا تُفَضِّلُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ. [۳]

میں نے امام صادق علیہ السلام سے تعلیم کے بارے میں سوال کیا تو امام نے فرمایا: تعلیم کی اجرت نہ لینا.................. اور تمام طلباء تمہارے نزدیک مساوی ہونا چاہئے۔ ان میں سے بعض کو بعض پر برتری نہ دینا۔

۱۰۔ آسان تعلیم:

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالَى..........بَعَثَنِي مُعَلِّماً مُيَسِّراً. [۴]

یقیناً خداوند قدوس نے........... مجھے آسان تعلیم دینے کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

---

[۱] الخصال/ ج۱ / ۲۴۵ / یؤجر فی العلم اربعۃ..... ص: ۲۴۴

[۲] منیۃ المرید/ ۱۰۵ / ۲ فصل فیما روی عن النبی ص فی فضل العلم..... ص: ۹۹

[۳] الکافی (ط- الاسلامیۃ) / ج۵ / ۱۲۱ / باب کسب المعلم..... ص: ۱۲۱

[۴] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۳۰۱ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم۔ ص۔ با ترجمہ فارسی

۱۱۔ تعلیم کی اجرت:

روایت میں ہے:

اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیَّ عَلَّمَ وَلَدَ الْحُسَيْنِ علیہ السلام اَلْحَمْدَ فَلَمَّا قَرَاَهَا عَلَى اَبِيهِ اَعْطَاهُ اَلْفَ دِينَارٍ وَ اَلْفَ حُلَّةٍ وَ حَشَا فَاهُ دُرّاً فَقِيلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ علیہ السلام وَ اَيْنَ يَقَعُ هٰذَا مِنْ عَطَائِهِ يَعْنِي تَعْلِيمَهُ.[۱]

عبدالرحمٰن سلمی نے امام حسین علیہ السلام کے بچے کو سورۂ حمد کی تعلیم دی۔ جب بچے نے اپنے والد کو سورۂ حمد سنائی تو انہوں نے ہزار دینار اور ہزار خوبصورت لباس استاد کو دیئے۔

اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب کچھ استاد کی تعلیم دینے کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔

---

[۱] مناقب آل ابی طالب علیہم السلام (لابن شہر آشوب)/ ج ۴ / ۶۶ /فصل فی مکارم اخلاقہ ع..... ص:۶۵

تیسری فصل

روزگار اور سعی و کوشش کی اہمیت

خدا کی طرف سے بندوں کے لئے روزی کی ضمانت دی گئی ہے اور ساتھ ہی سعی و کوشش کی نصیحت ہوئی ہے۔

قرآن میں ہے:

وَاَنۡ لَّيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾

اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔[۱]

بہت سی روایات میں حلال روزی کے سعی و کوشش بہترین عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَا غَدۡوَةُ اَحَدِكُمۡ فِي سَبِيلِ اللهِ بِاَعۡظَمَ مِنۡ غَدۡوَتِهِ يَطۡلُبُ لِوُلۡدِهِ وَ عِيَالِهِ مَا يُصۡلِحُهُمۡ

یعنی صبح سویرے روزگار کی تلاش میں نکلنا کہ جس کے ذریعے وہ اپنے اہل وعیال کی ضرورت کو پورا کرے جہاد درراہِ خدا سے کم تر نہیں ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

الَّذِي يَطۡلُبُ مِنۡ فَضۡلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَا يَكُفُّ بِهِ عِيَالَهُ اَعۡظَمُ اَجۡراً مِنَ الۡمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.[۳]

جو اپنے اہل عیال کے لئے فضل خدا سے رزق کی تلاش کرتا ہے اس کا اجر جہاد درراہِ خدا سے زیادہ ہے۔

---

[۱] سورۂ نجم: ۳۹

[۲] اَلۡعِبَادَةُ سَبۡعُونَ جُزۡءاً اَفۡضَلُهَا طَلَبُ الۡحَلَالِ. (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۷۸ / باب الحث علی الطلب والتعرض للرزق.... ص: ۷۷)

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۸۸ / باب من کد علی عیالہ..... ص: ۸۸

اور حدیث قدسی میں روزگار کی کوشش وجستجو عبادت کا نوے فیصد بیان ہوا ہے۔جیسا کہ ایک روایت میں ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى فِي الْمِعْرَاجِ: ....يَا أَحْمَدُ إِنَّ الْعِبَادَةَ عَشَرَةُ أَجْزَاءٍ تِسْعَةٌ مِنْهَا طَلَبُ الْحَلَالِ فَإِنْ أُطِيبَ مَطْعَمُكَ وَ مَشْرَبُكَ فَأَنْتَ فِي حِفْظِي وَ كَنَفِي.[1]

اللہ تعالیٰ نے معراج کے روز فرمایا: ....اے احمدؐ! عبادت کے دس (۱۰) اجزا ہیں ان میں سے نو (۹) طلب حلال میں ہیں۔ پس اگر تمہارا کھانا پینا پاک ہوا تو تم میری پناہ وحفاظت میں ہو۔

کم ہمتی کی مذمت پر بھی بہت سی روایات موجود ہیں کہ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر سعی وکوشش نہ ہو تو ترقی نہیں ہوتی، سستی حقارت کا باعث ہے، دوسروں پر بوجھ بننا ناشائستہ شمار کیا گیا ہے۔ایک روایت میں ہے:

مَنْ بَاتَ سَاهِراً فِي كَسْبٍ وَلَمْ يُعْطِ الْعَيْنَ حَظَّهَا مِنَ النَّوْمِ فَكَسْبُهُ ذَلِكَ حَرَامٌ.[2]

یعنی جو شخص رات بھر جاگ کر روزگار کی فکر کرے اور دن میں اس پر سستی دکھائے تو اس کی کمائی حرام ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لَأَنْ يَحْتَطِبَ الرَّجُلُ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهُ وَ يَسْتَغْنِيَ بِهِ وَ يَتَصَدَّقَ بِفَضْلِهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا آتَاهُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ إِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى.[3]

اگر کوئی مرد اپنے کاندھوں پر ایندھن اٹھائے اور جس سے اپنی ضرورت پوری کرے اور باقی بچنے والا مال اللہ کی راہ صدقہ دے دے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے کیونکہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ بَاتَ كَالًّا مِنْ طَلَبِ الْحَلَالِ بَاتَ مَغْفُوراً لَهُ.[4]

جو شخص کام کاج کی وجہ سے تھک کر سو جائے اس کی بخشش ہے۔

نیز فرمایا:

تَحْتَ ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ رَجُلٌ خَرَجَ ضَارِباً فِي الْأَرْضِ يَطْلُبُ مِنْ فَضْلِ اللهِ مَا يَكُفُّ بِهِ نَفْسَهُ وَ يَعُودُ بِهِ عَلَى عِيَالِهِ.[5]

روزِ قیامت عرش الٰہی کے سائے کے علاوہ کوئی سایا نہ ہوگا جو شخص اپنی اور خاندان کے لئے حلال روزی کو کمانے کے لئے سفر کرتا ہے روز قیامت وہ عرش الٰہی کے سائے میں ہوگا۔

---

[1] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱ / ۲۰۳ / الباب الرابع والخمسون فیما سال رسول اللہ ص ربہ لیلۃ المعراج..... ص:۱۹۹

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۷ / ۱۲۷ / باب السحت..... ص:۱۲۶

[3] مجموعۃ ورام/ ج۲ / ۲۲۹ / الجزء الثانی

[4] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۲۸۹ / المجلس الثامن والاربعون

[5] دعائم الاسلام/ ج۲ / ۱۵ / ۱ فصل ذکر الحض علی طلب الرزق وما جاء فیہ عن اہل البیت صلوات اللہ علیہم اجمعین..... ص:۱۳

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنْ كُنْتُمْ لِلنَّجَاةِ طَالِبِينَ فَارْفُضُوا الْغَفْلَةَ وَ اللَّهْوَ وَ الْزَمُوا الِاجْتِهَادَ وَ الْجِدَّ.[1]

اگر تم ترقی چاہتے ہو تو غفلت اور فضولیات کو چھوڑ دو اور ہمت و جستجو کرو۔

محنت و مشقت اور سیرت الانبیاء و ائمہ علیہم السلام:

خداوند عالم حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے:

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ.[2]

اور ہم ہی نے ان کو تمہاری جنگی پوشش (زرہ) کا بنانا سکھا دیا تاکہ تمہیں (ایک دوسرے کے) وار سے بچائے تو کیا تم (اب بھی) شکرگزار نہ بنو گے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَاماً قَطُّ خَيْراً مِنْ اَنْ يَاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَ اِنَّ نَبِيَّ اللهِ دَاوُدَ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ.[3]

اپنے ہاتھوں کی کمائی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَوْحَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَى دَاوُدَ علیہ السلام اَنَّكَ نِعْمَ الْعَبْدُ لَوْ لَا اَنَّكَ تَاْكُلُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَ لَا تَعْمَلُ بِيَدِكَ شَيْئاً قَالَ فَبَكَى دَاوُدُ علیہ السلام اَرْبَعِينَ صَبَاحاً فَاَوْحَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَى الْحَدِيدِ اَنْ لِنْ لِعَبْدِي دَاوُدَ فَاَلَانَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ الْحَدِيدَ فَكَانَ يَعْمَلُ كُلَّ يَوْمٍ دِرْعاً فَيَبِيعُهَا بِاَلْفِ دِرْهَمٍ فَعَمِلَ ثَلَاثَمِائَةٍ وَ سِتِّينَ دِرْعاً فَبَاعَهَا بِثَلَاثِمِائَةٍ وَ سِتِّينَ اَلْفاً وَ اسْتَغْنَى عَنْ بَيْتِ الْمَالِ.[4]

خدا تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تو نیک بندہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بیت المال سے رزق نہ لینا اور اپنے ہاتھوں سے کمانا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے چالیس دن تک گریہ کیا۔ اس وقت خداوند قدوس نے لوہے کی طرف وحی فرمائی کہ میرے بندے داؤد علیہ السلام کے لئے نرم ہو جا۔ لوہا اللہ تعالیٰ کے حکم سے نرم ہو گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام ہر روز لوہے کی زرہ بناتے تھے اور انہیں ہزار درہم میں بیچتے تھے اور بیت المال سے بے نیاز ہو گئے۔

---

[1] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۱۶۳/ الفصل الثالث عشر بلفظ الشرط ان..... ص:۱۶۱

[2] سورۂ انبیاء: ۸۰

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۶۹۶/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم۔ ص۔ با ترجمہ فارسی

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۷۴/ باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص: ۷۳

روایت میں ہے کہ:

إِنَّ رَجُلًا أَتَى أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام فَقَالَ إِنِّي لَا أُحْسِنُ أَنْ أَعْمَلَ عَمَلًا بِيَدِي وَ لَا أُحْسِنُ أَنْ أَتَّجِرَ وَ أَنَا مُحَارَفٌ مُحْتَاجٌ فَقَالَ اعْمَلْ فَاحْمِلْ عَلَى رَأْسِكَ وَ اسْتَغْنِ عَنِ النَّاسِ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله قَدْ حَمَلَ حَجَراً عَلَى عَاتِقِهِ فَوَضَعَهُ فِي حَائِطٍ لَهُ مِنْ حِيطَانِهِ وَ إِنَّ الْحَجَرَ لَفِي مَكَانِهِ.[1]

ایک شخص نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں اپنے ہاتھوں سے کام کرنا اچھا نہیں سمجھتا اور تجارت بھی نہیں کر سکتا، اب محروم اور محتاج ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: مزدوری کروتا کہ تم لوگوں کے محتاج نہ بنو بے نیاز ہو جاؤ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے کاندھوں پر پتھر اٹھاتے تھے اور باغ کی ایک دیوار میں ان کا لگایا ہوا پتھر آج بھی موجود ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ يَضْرِبُ بِالْمَرِّ وَ يَسْتَخْرِجُ الْأَرَضِينَ .... وَ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام أَعْتَقَ أَلْفَ مَمْلُوكٍ مِنْ مَالِهِ وَ كَدِّ يَدِهِ.[2]

حضرت علی علیہ السلام لکڑیاں جمع کرتے تھے، کنویں سے پانی کھینچتے تھے، کھیتوں میں ہل چلاتے تھے اور اپنے ہاتھ سے کمائی سے کئی غلام آزاد کئے۔ گھر میں جھاڑو دیتے تھے حضرت فاطمہ اپنے ہاتھ سے آٹا پیستی تھیں، پھر اسے گوندتیں اور روٹی پکاتی تھیں۔

راوی کہتا ہے:

أَنَّهُ لَمَّا كَانَ يَفْرُغُ مِنَ الْجِهَادِ يَتَفَرَّغُ لِتَعْلِيمِ النَّاسِ وَ الْقَضَاءِ بَيْنَهُمْ فَإِذَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ اشْتَغَلَ فِي حَائِطٍ لَهُ يَعْمَلُ فِيهِ بِيَدِهِ وَ هُوَ مَعَ ذَلِكَ ذَاكِرٌ لِلّٰهِ جَلَّ جَلَالُهُ.[3]

جب حضرت علی علیہ السلام جہاد سے فارغ ہو جاتے تو لوگوں کو تعلیم دینے اور ان کے درمیان قضاوت کرنے میں مشغول ہو جاتے تھے جب حضرت علی علیہ السلام فارغ ہوتے اپنے باغ میں کام کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ ذکر خدا میں بھی مشغول رہتے تھے۔

حسن بن علی بن ابی حمزہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ اس نے کہا:

رَأَيْتُ أَبَا الْحَسَنِ عليه السلام يَعْمَلُ فِي أَرْضٍ لَهُ وَ قَدِ اسْتَنْقَعَتْ قَدَمَاهُ فِي الْعَرَقِ
فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَيْنَ الرِّجَالُ
فَقَالَ يَا عَلِيُّ عَمِلَ بِالْيَدِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي وَ مِنْ أَبِي فِي أَرْضِهِ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۷۶ / باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق ..... ص: ۷۳
[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۷۴ / باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق ..... ص: ۷۳
[3] عدۃ الداعی ونجاح الساعی / ۱۱۱ / فصل ..... ص: ۱۰۶

فَقُلْتُ لَهُ مَنْ هُوَ

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ آبَائِي عليهم السلام كُلُّهُمْ قَدْ عَمِلُوا بِأَيْدِيهِمْ وَ هُوَ مِنْ عَمَلِ النَّبِيِّينَ وَ الْمُرْسَلِينَ وَ الصَّالِحِينَ.[1]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو میں نے دیکھا وہ اپنی زمین میں کام کرتے تھے اور ان کے پاؤں پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے۔

میں نے کہا: قربان جاؤں! مزدور کہاں ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے علی! جن افراد نے اپنے ہاتھوں سے زمین میں کام کیا وہ مجھ اور میرے باپ سے افضل ہیں۔

میں نے پوچھا: وہ کون افراد ہیں؟

آپ نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنین علیہ السلام اور میرے آبائے کرام علیہم السلام یہ سب اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تھے اور یہ انبیاء ورسول اور صالح افراد کی سیرت ہے۔

ابو عمر شیبانی کہتا ہے:

رَأَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام وَ بِيَدِهِ مِسْحَاةٌ وَ عَلَيْهِ إِزَارٌ غَلِيظٌ يَعْمَلُ فِي حَائِطٍ لَهُ وَ الْعَرَقُ يَتَصَابُّ عَنْ ظَهْرِهِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَعْطِنِي أَكْفِكَ فَقَالَ لِي إِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَتَأَذَّى الرَّجُلُ بِحَرِّ الشَّمْسِ فِي طَلَبِ الْمَعِيشَةِ.[2]

میں نے دیکھا کہ امام صادق علیہ السلام کو ہاتھ میں بیلچہ لئے اپنے باغ میں کام کر رہے تھے اور آپ کے بدن سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں۔ بیلچہ مجھے دیں میں آپ کے لئے کام کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: مجھے یہ پسند ہے کہ انسان سخت گرمی میں اپنی زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے محنت کرے۔

کم ہمتی اور سستی سے پرہیز:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنْ يَكُنِ الشُّغْلُ مَجْهَدَةً فَاتِّصَالُ الْفَرَاغِ مَفْسَدَةٌ.[3]

اگر چہ کام سخت ہو تو بھی کرنا چاہئے کیونکہ فارغ رہنا فساد کا باعث ہے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۶۲/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۷۶/ باب ما یجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص:۷۳

[3] الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد/ ج ۱/ ۲۹۸/ کلامہ ع فی الحکمۃ والموعظۃ..... ص:۲۹۵

اَلْکَسَلُ یَضُرُّ بِالدِّینِ وَ الدُّنْیَا.[1]

سستی دین ودنیا دونوں کے لئے نقصاندہ ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے:

قَالَ اَبِیﷺ لِبَعْضِ وُلْدِہٖ اِیَّاكَ وَ الْکَسَلَ وَ الضَّجَرَ فَاِنَّهُمَا یَمْنَعَانِكَ مِنْ حَظِّكَ مِنَ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃِ.[2]

میرے والد گرامی نے اپنے بعض بچوں سے فرمایا: دو خصلت سستی اور بے حوصلہ ہونے سے بچو کیونکہ یہ دونوں دنیا و آخرت کی کامیابی سے مانع ہے۔

نیز فرمایا:

......وَلَا تَکُنْ وَاهِناً یُحَقِّرُكَ مَنْ عَرَفَكَ.[3]

............سست نہ بنو تا کہ لوگ تمہیں دیکھ کر حقارت کا اظہار نہ کریں۔

اور فرمایا:

وَلَا تَکُونُوا کُلُولًا عَلَی النَّاسِ.[4]

لوگوں پر بوجھ مت بنو۔

پھر فرمایا:

اَبْغَضُ الْخَلْقِ اِلَی اللهِ جِیفَةٌ بِاللَّیْلِ بَطَّالٌ بِالنَّهَارِ.[5]

خدا کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے جو رات کو سوتا ہے اور دن کو بے کار رہتا ہے۔

امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ اللهَ جَلَّ وَ عَزَّ یُبْغِضُ الْعَبْدَ النَّوَّامَ الْفَارِغَ.[6]

خداوند زیادہ سونے والے اور بے کار رہنے والے شخص کو دشمن رکھتا ہے۔

ابن عباس رض کہتے ہیں کہ

کَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا نَظَرَ اِلَی الرَّجُلِ فَاَعْجَبَهُ قَالَ لَهُ حِرْفَةٌ فَاِنْ قَالُوا لَا قَالَ سَقَطَ مِنْ عَیْنِی.

[1] تحف العقول/ النص/ ۳۰۰/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۲۹۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۸۵/ باب کراہیۃ الکسل..... ص:۸۵

[3] تحف العقول/ النص/ ۳۰۴/ وصیتہ ع لعبد اللہ بن جندب..... ص:۳۰۱

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۷۲/ باب الاستعانۃ بالدنیا علی الآخرۃ..... ص:۷۱

[5] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۸۴/ ۱۵۸/ باب۶ فضل صلاۃ اللیل وعبادتہ..... ص:۱۱۶

[6] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۸۴/ باب کراہیۃ النوم والفراغ..... ص:۸۴

قِيلَ: وَ كَيْفَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟

قَالَ لِاَنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ حِرْفَةٌ يَعِيشُ بِدِينِهِ. [1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کو دیکھ کر خوش ہوتے تو اس سے پوچھتے تھے کہ کوئی کام کرتے ہو؟ اگر کوئی کہتا کہ نہیں تو فرماتے: میری نظروں سے گر گئے ہو۔

لوگوں نے پوچھا: ایسا کیوں ہے اے اللہ کے رسولؐ!

آپ نے فرمایا: جب مومن کوئی کام نہ کرتا ہو تو (مجبور ہو کر ایک دن) دین فروشی کرتا ہے۔

سحر خیزی اور کام:

روایت ہے:

وَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: .... اَلْبُكُورُ مُبَارَكٌ يَزِيدُ فِي جَمِيعِ النِّعَمِ خُصُوصاً فِي الرِّزْقِ......... [2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: .... سحر خیزی مبارک و بابرکت ہے اور تمام نعمتوں میں اضافے کا باعث ہوتی ہے خاص کر رزق و روزی میں......۔

اسی طرح آپ نے فرمایا:

بَاكِرُوا بِالْحَوَائِجِ فَإِنَّهَا مُيَسَّرَةٌ.......... [3]

صبح سویرے اپنی زندگی کی ضروریات کے لئے نکلو کیونکہ اس وقت روزگار آسانی سے ہاتھ آجاتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ الْبُكُورُ فِي طَلَبِ الرِّزْقِ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ. [4]

صبح اٹھنا اور روزی کے لئے جانا روزی میں اضافہ کا باعث ہے۔

اسی طرح فرمایا:

مَنْ اَرَادَ الْبَقَاءَ وَلَا بَقَاءَ- فَلْيُبَاكِرِ الْغَدَاءَ. [5]

ہر وہ شخص جو صحت مندی اور عمر میں زیادتی چاہتا ہو اسے چاہئے کہ سحر خیز بنے۔

نیز فرمایا:

---

[1] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۱۱ / ۲ - باب کراہۃ ترک التجارۃ..... ص:۱۰

[2] بحار الانوار (ط - بیروت)/ ج ۷۳ / ۳۱۸ / باب ۶۰ ما یورث الفقر والغناء..... ص:۳۱۴

[3] الخصال/ ج ۲ / ۳۹۴ / ماجاء فی یوم السبت..... ص:۳۹۳

[4] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۵ / ۷ ۳۴ / ۴۹ - باب جملۃ ممایبنغی ترکہ من الخصال المحرمۃ والمکروھۃ..... ص:۳۳۹

[5] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۳۸ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضاع من الاخبار المجموعۃ..... ص:۲۴

مَا غَدْوَةُ اَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ بِاَعْظَمَ مِنْ غَدْوَتِهِ يَطْلُبُ لِوُلْدِهِ وَ عِيَالِهِ مَا يُصْلِحُهُمْ.[1]

سحر خیزی راہِ خدا میں اچھی چیز ہے، اس سحر خیزی سے بھی برتر سحر خیزی یہ ہے اہل وعیال کی خاطر روزی کی تلاش میں نکلے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِالْجِدِّ وَ الِاجْتِهَادِ وَ إِذَا صَلَّيْتُمُ الصُّبْحَ وَ انْصَرَفْتُمْ فَبَكِّرُوا فِي طَلَبِ الرِّزْقِ وَ اطْلُبُوا الْحَلَالَ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ سَيَرْزُقُكُمْ وَ يُعِينُكُمْ عَلَيْهِ.[2]

کوشش کرو جب بھی صبح کی نماز پڑھ کر واپس آؤ تو روزی کی تلاش میں جاؤ اور حلال کماؤ۔ پس خداوند عالم تمہیں روزی میں برکت دے گا اور تمہاری مدد کرے گا۔

اسی طرح فرمایا:

كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليه السلام إِذَا اَصْبَحَ خَرَجَ غَادِياً فِي طَلَبِ الرِّزْقِ فَقِيلَ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ اَيْنَ تَذْهَبُ فَقَالَ اَتَصَدَّقُ لِعِيَالِي قِيلَ لَهُ اَ تَتَصَدَّقُ قَالَ مَنْ طَلَبَ الْحَلَالَ فَهُوَ مِنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ.[3]

امام سجاد علیہ السلام صبح سویرے روزی کے لئے نکلتے تھے۔ لوگ پوچھتے تھے اے فرزند رسولؐ! کہاں جا رہے ہیں؟

آپ علیہ السلام فرماتے: میں اپنے اہل وعیال کا صدقہ لینے جا رہا ہوں۔

لوگوں پوچھتے: آپ اپنے اہل وعیال کے لئے صدقہ لیتے ہیں؟

آپؑ فرماتے: جو شخص اپنے اہل وعیال کے لئے حلال روزی کماتا ہے وہ خدا کی طرف سے اپنے اہل وعیال کے لئے صدقہ قبول کرتا ہے اور ان تک پہنچاتا ہے۔

امور میں سرپرستی:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّهُ لَا يُصْلِحُ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ إِلَّا ثَلَاثَةٌ التَّفَقُّهُ فِي الدِّينِ وَ الصَّبْرُ عَلَى النَّائِبَةِ وَ حُسْنُ التَّقْدِيرِ فِي الْمَعِيشَةِ.[4]

مسلمان کی تین چیزوں سے اصلاح ہوتی ہے:

---

[1] دعائم الاسلام / ج ۲ / ۱۵ / ۱ فصل ذکر الحض علی طلب الرزق و ما جاء فیہ عن اہل البیت صلوات اللہ علیہم اجمعین ..... ص: ۱۳

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۹ / ۷ / باب الحث علی الطلب والتعرض للرزق ..... ص: ۷۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۱۲ / باب کفایۃ العیال والتوسع علیہم ..... ص: ۱۱

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۸۷ / باب اصلاح المال وتقدیر المعیشۃ ..... ص: ۸۷

(۱) دین شناسی (۲) مصیبت میں صبر
(۳) زندگی کے امور میں نظم وضبط۔

نیز فرمایا:

بَاشِرْ كِبَارَ أُمُورِكَ بِنَفْسِكَ وَ كِلْ مَا صَغُرَ مِنْهَا إِلَى غَيْرِكَ.[1]

بڑے اور مہم کاموں کو خود انجام دو اور چھوٹے امور دوسروں کے سپرد کیا کرو۔

نیز فرمایا:

لِيَكُنْ طَلَبُكَ لِلْمَعِيشَةِ فَوْقَ كَسْبِ الْمُضَيِّعِ وَ دُونَ طَلَبِ الْحَرِيصِ الرَّاضِي بِدُنْيَاهُ الْمُطْمَئِنِّ إِلَيْهَا وَ لَكِنْ أَنْزِلْ نَفْسَكَ مِنْ ذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْمُنْصِفِ الْمُتَعَفِّفِ تَرْفَعُ نَفْسَكَ عَنْ مَنْزِلَةِ الْوَاهِنِ الضَّعِيفِ وَ تَكْتَسِبُ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ إِنَّ الَّذِينَ أُعْطُوا الْمَالَ ثُمَّ لَمْ يَشْكُرُوا لَا مَالَ لَهُمْ.[2]

تمہیں روزی کی تلاش میں زیادہ وقت صرف کرنا چاہیے۔ پس کوشش کو جاری رکھو اور سست و ناتوان افراد سے برتر بنو۔ یہ مومن کی صفت ہے کہ جب اسے مال ملتا ہے وہ شکر گزار ہوتا ہے۔ لہٰذا جو شخص کمانے کے بعد شکر نہیں کرتا، درحقیقت اس کے پاس کوئی مال نہیں ہے۔

---

[1] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳ / ۱۹۷ / باب التجارۃ..... ص: ۱۹۳
[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۸۱ / باب الاجمال فی الطلب..... ص: ۸۰

چوتھی فصل

جسم کی حفاظت اور نفس کو ضرر نہ دینا

انسان جسے خدا نے خلق کیا ہے وہ خلیفہ اور امانت دار ہے اسے زندگی کے لئے خلق کیا گیا ہے اس آیت کریمہ کے مطابق:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ [1]

اے ایماندارو جب تم کو (ہمارا) رسولؐ (محمدؐ) ایسے کام کے لیے بلائے جو تمہاری روحانی زندگی کا باعث ہو تو تم خدا اور رسولؐ کا حکم دل سے قبول کرلو۔

انسان کو اپنی زندگی میں سالم جسم کی ضرورت ہوتی ہے۔ زندگی کی مادی و معنوی سرگرمیاں کی بنیاد سلامتی میں منحصر ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے مطابق یہ ایک پنہانی اور ناشناختہ نعمت ہے۔ [2]

خدا کی بندگی بجالانا اور آرام کی زندگی بسر کرنا صحت و سلامتی پر منحصر ہے۔ اس لئے عقل و نقل کی رو سے تندرستی اور نفس کی حفاظت واجب ہے یہ انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ سخت ترین مصیبت میں جان بوجھ کر اپنے جسم کو نقصان پہنچائے۔ پس جسم کو ضرر پہچانا حرام ہے۔

کچھ روایات میں حفظ نفس اور جسم کی حفاظت کی تاکید کی گئی ہے نیز جسم کو ضرر پہچانا حرام ہے۔ [3]

بعض روایات میں جسم کے اعضا کو امانت الٰہی شمار کیا گیا ہے۔

---

[1] سورۂ انفال: ۲۴

[2] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نِعْمَتَانِ مَجْهُوْلَتَانِ اَلْاَمْنُ وَالْعَافِيَةُ. (روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط - القدیمۃ) / ج ۲ / ۴۷۲ / مجلس فی ذکر الرضا والشکر للہ تعالی..... ص: ۴۷۲)

[3] لَا يَجُوْزُ اللَّطْمُ وَالْخَدْشُ وَجَزُّ الشَّعْرِ (عروۃ الوثقی / ج ۲ / ص ۱۳۱)...... لِحُرْمَةِ الْاِضْرَارِ بِالنَّفْسِ...... (عروۃ الوثقی / ج ۴ / ص ۴۲۴)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

وَ السَّمْعُ اَمَانَةٌ وَ الْبَصَرُ اَمَانَةٌ وَ اللِّسَانُ اَمَانَةٌ وَ الْقَلْبُ اَمَانَةٌ وَلَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ.[1]

کان، آنکھ، زبان اور دل امانت ہیں۔ جو امانت میں خیانت کرے اس کا ایمان نہیں۔

اہمیت حفظ جان وسلامتی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ مَنْ تَرَكَ الْخَمْرَ لِغَيْرِ اللهِ سَقَاهُ اللهُ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ.

فَقَالَ: عَلِيٌّ عليه السلام لِغَيْرِ اللهِ.

قَالَ نَعَمْ وَ اللهِ مَنْ تَرَكَهَا صِيَانَةً لِنَفْسِهِ يَشْكُرُهُ اللهُ عَلَى ذَلِكَ.[2]

اے علی! جو شخص غیر خدا[3] کے لئے بھی شراب کو ترک کرتا ہے، خداوند عالم اسے جنت کی شراب سے سیراب کرے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا: غیر خدا کے لئے بھی (اجر ملے گا)؟

آپ نے فرمایا: ہاں! خدا کی قسم! جو شخص اسے اپنے جسم وجان کی حفاظت کے لئے ترک کرتا ہے خدا اس کو بھی اجر دیتا ہے۔

ایک اور روایت میں ملتا ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم اَنْ يُبَاتَ عَلَى سَطْحٍ غَيْرِ مُحَجَّرٍ.[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے جو محفوظ نہ ہو۔

اس طرح آپ ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

............خُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِسُقْمِكَ............[5]

اے ابوذر! بیمار ہونے سے پہلے سلامتی کی قدر کرو۔

نیز فرمایا:

مَنْ اَصْبَحَ وَ اَمْسَى وَ عِنْدَهُ ثَلَاثٌ فَقَدْ تَمَّتْ عَلَيْهِ النِّعْمَةُ فِي الدُّنْيَا مَنْ اَصْبَحَ وَ اَمْسَى مُعَافًى فِي

---

[1] موسوعۃ احادیث اہل البیت: ج8 /ص ۳۷۰

[2] مکارم الاخلاق/ ۴۳۳ / الفصل الثالث فی وصیۃ النبی ص لعلیؑ..... ص:۴۳۳

[3] کفایۃ الاصول: ج۱ /ص ۲۷

[4] المحاسن/ ج ۲ / ۶۲۲ / ۶ باب تحجیر السطوح..... ص:۶۲۱

[5] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۴۰۲ / [۱۴] المجلس الرابع عشر

بَدَنِهِ آمِناً فِي سَرْبِهِ عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ فَإِنْ كَانَتْ عِنْدَهُ الرَّابِعَةُ فَقَدْ تَمَّتْ عَلَيْهِ النِّعْمَةُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَهُوَ الْإِسْلَامُ.[1]

جو شخص دن رات گزارتا ہے اور تین نعمتیں اس کے پاس موجود ہوں تو گویا دنیا کی تمام نعمتیں اس کے پاس ہیں:

(۱) سلامت بدن (۲) امن وامان

(۳) ہر روز کا خرچ

اور اگر چوتھی نعمت بھی ہو تو گویا دنیا وآخرت دونوں نعمتیں اس کے پاس موجود ہیں اور وہ چوتھی نعمت اسلام ہے۔

اسی طرح فرماتے ہیں:

اَلْأَمْنُ وَ الْعَافِيَةُ نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ.[2]

امن اور سلامتی ایسی دو نعمتیں ہیں جن سے اکثر لوگ بے خبر ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

شَيْئَانِ لَا يَعْرِفُ فَضْلَهُمَا إِلَّا مَنْ فَقَدَهُمَا الشَّبَابُ وَ الْعَافِيَةُ.[3]

دو چیزوں کی اہمیت کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب کوئی شخص ان سے محروم ہو جائے اور وہ دو نعمتیں یہ ہیں:

(۱) جوانی (۲) سلامتی۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس آیت "وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا"[4] (اور دُنیا سے جس قدر تیرا حصّہ ہے مت بھول جا) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی سلامتی کو بھول نہ جا[5] اور اس آیت "ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ"[6] (پھر تم سے اُس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پُرس کی جائے گی) کی تفسیر کے بارے میں فرمایا: جس نعمت کا سوال ہوگا وہ سلامتی ہے۔[7]

البتہ نعمت ولایت بھی بہترین نعمت ہے چنانچہ روایت ہے کہ:

فِي قَوْلِهِ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ قَالَ: نَحْنُ مِنَ النَّعِيمِ.[8]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۸ / ۱۴۸ / حدیث من ولد فی الاسلام ..... ص: ۱۴۸

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۳۶۸ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم. ص. با ترجمہ فارسی

[3] تصنیف غرر الحکم و درر الکلم / ۳۲۴ / متفرقات اخلاقی ..... ص: ۳۲۳

[4] سورۂ قصص: ۷۷

[5] لَا تَنْسَ صِحَّتَكَ. (الامالی صدوق، ص ۲۲۸)

[6] سورۂ تکاثر: ۸

[7] اَلصِّحَّةُ. (ارشاد القلوب، ص ۳۸)

[8] الامالی (للطوسی) / النص / ۲۷۲ / [۱۰] المجلس العاشر

امام صادق علیہ السلام نے اس آیت "ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ" کے بارے میں فرمایا: ہم وہ نعمت ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْعَافِيَةُ نِعْمَةٌ خَفِيَّةٌ إِذَا وُجِدَتْ نُسِيَتْ وَإِذَا فُقِدَتْ ذُكِرَتْ.[1]

سلامتی چھپی ہوئی نعمت ہے جب یہ نعمت ہوتی ہے تو انسان کو احساس بھی نہیں ہوتا ہے اور جب یہ نعمت چھن جاتی ہے تو انسان کو یاد آتی ہے۔

اسی طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا:

خَمْسٌ مَنْ لَمْ يَكُنَّ فِيهِ لَمْ يَتَهَنَّأْ بِالْعَيْشِ الصِّحَّةُ ....[2]

پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان کے پاس نہ ہوں تو انسان خوشحال نہیں ہوتا۔ ان میں سے پہلی صحت وسلامتی ہے۔

عوامل سلامت

ا۔ کھانے میں اعتدال اور صحت کے اصولوں کی رعایت کرنا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ أَكَلَ الطَّعَامَ عَلَى النَّقَاءِ وَ أَجَادَ الطَّعَامَ تَمَضُّغاً وَ تَرَكَ الطَّعَامَ وَ هُوَ يَشْتَهِيهِ وَلَمْ يَحْبِسِ الْغَائِطَ إِذَا أَتَى لَمْ يَمْرَضْ إِلَّا مَرَضَ الْمَوْتِ.[3]

جو شخص پاکیزہ غذا کھاتا ہے اور اچھی طرح چباتا ہے سیر ہونے سے پہلے کھانا کھانا چھوڑ دے۔ وقت پر بیت الخلاء میں جائے تو اسے موت کے علاوہ اور کوئی مرض نہیں ہوتا۔

روایت میں ہے کہ:

قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام لِلْحَسَنِ ابْنِهِ علیہ السلام يَا بُنَيَّ أَلَا أُعَلِّمُكَ أَرْبَعَ خِصَالٍ تَسْتَغْنِي بِهَا عَنِ الطِّبِّ فَقَالَ بَلَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ لَا تَجْلِسْ عَلَى الطَّعَامِ إِلَّا وَ أَنْتَ جَائِعٌ وَ لَا تَقُمْ عَنِ الطَّعَامِ إِلَّا وَ أَنْتَ تَشْتَهِيهِ وَ جَوِّدِ الْمَضْغَ وَ إِذَا نِمْتَ فَاعْرِضْ نَفْسَكَ عَلَى الْخَلَاءِ فَإِذَا

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴۰۶/ ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص:۳۷۶

[2] المحاسن/ ج۱/ ۹/ ۳ باب الخمسۃ..... ص:۹

[3] مکارم الاخلاق/ ۱۴۶/ الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ..... ص:۱۴۰

اِسْتَعْمَلْتَ هٰذَا اسْتَغْنَيْتَ عَنِ الطِّبِّ.[۱]

حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا:

کیا تجھے چار خصلتوں کی نصیحت کروں تا کہ تو علاج سے بے نیاز رہے۔

امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا: فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: دسترخوان پر اس وقت تک نہ بیٹھو جب تک بھوک نہ لگے، غذا کو اچھی طرح چباؤ اور سونے سے پہلے بیت الخلاء میں جاؤ۔ جب تو نے ان باتوں کی رعایت کی تو علاج سے بے نیازی ہوگی۔

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَوْ اَنَّ النَّاسَ قَصَّرُوا فِي الطَّعَامِ لَاسْتَقَامَتْ اَبْدَانُهُمْ.[۲]

اگر لوگ کم غذا کھائیں تو ان کا بدن معتدل ہوگا۔

معصومؑ سے نقل ہوا ہے کہ

قَلَّ طَعَامُهُ صَحَّ بَدَنُهُ وَ صَفَا قَلْبُهُ............[۳]

جو شخص کم کھانا کھائے، اس کا بدن سالم رہتا ہے اور اس کا دل جلوہ گر ہوتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْمَعِدَةُ حَوْضُ الْبَدَنِ، وَالْعُرُوقُ اِلَيْهَا وَارِدَةٌ، فَاِذَا صَحَّتِ الْمَعِدَةُ صَدَّرَتِ الْعُرُوقَ بِالصِّحَّةِ، وَاِذَا سَقِمَتِ الْمَعِدَةُ صَدَّرَتِ الْعُرُوقَ بِالسَّقَمِ.[۴]

معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں بدن سے پیوستہ ہیں۔ پس جب معدہ سالم ہو تو رگیں بھی سالم رہتی ہیں اور جب معدہ بیمار ہو تو رگیں بھی بیمار ہو جاتی ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

اَلْمَعِدَةُ بَيْتُ كُلِّ دَاءٍ وَ الْحِمْيَةُ رَأْسُ كُلِّ دَوَاءٍ فَاَعْطِ نَفْسَكَ مَا عَوَّدْتَهَا.[۵]

معدہ ہر درد کا گھر ہے اور پرہیز ہر علاج کی اساس ہے۔ پس ایسی چیز کھاؤ جو تمہارے لئے سازگار ہو۔

امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

---

[۱] الخصال/ ج۱/ ۲۲۹/ اربع خصال یستغنی بہا عن الطب..... ص:۲۲۸

[۲] مکارم الاخلاق/ ۳۶۲/ فی معالجۃ المریض..... ص:۳۶۲

[۳] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۷۷/ فصل فی خصال یستغنی بہا عن الطب..... ص:۷۴

[۴] / ۵/ مقدمۃ الخرسان

[۵] طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ ۱۹/ النص، بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۵۹/ ۲۹۰/ باب ۸۹ نادر..... ص:۲۸۹

اَلْمَعِدَۃُ بَیْتُ الدَّاءِ. [1]

معدہ بیماریوں کا گھر ہے۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

اِخْتِنُوا اَوْلَادَکُمْ فِي السَّابِعِ فَاِنَّہُ اَطْھَرُ وَ اَسْرَعُ لِنَبَاتِ اللَّحْمِ. [2]

بچے کی ولادت کے ساتویں دن اس کا ختنہ کرواور یہ پاکیزگی کا باعث ہے اور اس سے گوشت بڑھتا ہے۔

۲۔ پیدل چلنا:

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

سَافِرُوا تَصِحُّوا. [3]

سفر (پیدل چلا) کرو تا کہ تندرست رہو۔

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

حُجُّوا وَ اعْتَمِرُوا تَصِحَّ اَجْسَامُکُمْ. [4]

حج وعمرہ کرو تا کہ صحت وسلامت رہو۔

۳۔شب بیداری:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

قِیَامُ اللَّیْلِ مَصَحَّۃُ الْبَدَنِ. [5]

شب بیداری بدن کی سلامتی کا باعث ہوتی ہے۔

۴۔سکوت وخاموشی:

حضرت امیر علیہ السلام کا فرمان ہے:

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۳۶۲/ فی معالجۃ المریض..... ص:۳۶۲

[2] مکارم الاخلاق/ ۲۳۰ / الفصل الثامن فی الختان وما یتعلق بہ..... ص:۲۲۹

[3] المحاسن/ ج۲ / ۳۴۵ / اباب فضل السفر ص:۳۴۵

[4] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۴۷ / ثواب الحج والعمرۃ..... ص:۴۶

[5] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۲ / ۱۲۱ / ۸۔باب کیفیۃ الصلاۃ وصفتہا وشرح الاحدی وخمسین رکعۃ وترتیبھا والقراءۃ فیہا والتسبیح فی رکوعہا وسجودہا و القنوت فیہا والمفروض من ذلک والمسنون..... ص:۶۵

اَلسُّكُوتُ سَلَامَةٌ.[1]

سکوت وخاموشی آرام کا باعث ہے۔

ایسے مواقع پر خاموشی اختیار کرنی چاہیے جہاں بات کرنا ضروری نہ ہو۔اس سے انسان کو آرام وسکون ملتا ہے۔اسی طرح بعض اوقات بات کرنے سے بُرے نتائج نکلتے ہیں جیسے دشمنی۔خاموشی اختیار کرنے سے انسان کا بدن بھی خطرے سے بچ جاتا ہے۔

بدن کے لئے آرام وسکون:

جسم وجان کی سلامتی کے علاوہ بدن کے اعضاء وجوارح کو آرام وسکون کی بھی ضرورت ہوتی ہے ضروری ہے کہ اعضائے بدن کے استعمال میں اعتدال سے کام لیا جائے۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

........فَلَا تُجِبَّ فَهمَكَ بِالْاِلْحَاحِ عَلَى قَلْبِكَ فَإِنَّ لِكُلِّ عُضْوٍ مِنَ الْبَدَنِ اسْتِرَاحَةً.[2]

............اپنے دل پر فشار وبوجھ نہ ڈالو کیونکہ اس سے فہم کم ہوجاتا ہے کیونکہ بدن کا ہر عضو آرام وسکون چاہتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ بَاتَ سَاهِراً فِي كَسْبٍ وَلَمْ يُعْطِ الْعَيْنَ حَظَّهَا مِنَ النَّوْمِ فَكَسْبُهُ ذٰلِكَ حَرَامٌ.[3]

اگر ایک شخص دن بھر کام کرتا رہے اور پھر نہ سونے سے آنکھوں کو آرام نہ ملے تو یہ اس کے لئے حرام ہے۔

نیز فرمایا:

الصُّنَّاعُ إِذَا سَهِرُوا اللَّيْلَ كُلَّهُ فَهُوَ سُحْتٌ.[4]

بیداری اور تمام رات کام کرنا کہ جس سے آنکھ کو سکون نہ مل سکے تو یہ حرام ہے۔

کچھ مقامات اس حکم سے خارج ہیں۔جیسے جنگ میں یا کسی کی حفاظت ونگہداری کے لئے جاگنا وغیرہ۔

امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

رَأْسُ الْحِمْيَةِ الرِّفْقُ بِالْبَدَنِ.[5]

پرہیز کی اساس بدن کا علاج ہے۔

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۲۲۳/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۲۰۰

[2] تصنیف غرر الحکم ودرر الکلم/ ۶۰/ الفصل السابع فی الفہم..... ص:۶۰

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۲۷/ باب السحت..... ص:۱۲۶

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۲۷/ باب السحت..... ص:۱۲۶

[5] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۵۹/ ۱۴۱/ باب ۵۵ الحمیۃ..... ص:۱۴۰

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ النَّوْمَ .... قِوَامُ الْجَسَدِ وَ قُوَّتُهُ.[۱]

سونے سے انسان کو توانائی اور قدرت حاصل ہوتی ہے۔

بدن کو ضرر پہنچانے سے پرہیز:

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ كَتَمَ الْاَطِبَّاءَ مَرَضَهُ فَقَدْ خَانَ بَدَنَهُ.[۲]

جو شخص ڈاکٹر کو اپنی بیماری کی درست تفصیل نہیں بتاتا اور ڈاکٹر سے چھپاتا ہے تو وہ شخص اپنے بدن سے خیانت کرتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

......اِنَّمَا الْاِسْرَافُ فِيمَا اَفْسَدَ الْمَالَ وَ اَضَرَّ بِالْبَدَنِ.........[۳]

............اسراف ان امور میں ہے کہ جن سے مال نابود ہو جاتا ہے اور بدن کو نقصان پہنچتا ہے............۔

بیماری سے پیشگی تحفظ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَدْفَعُ بِالصَّدَقَةِ الدَّاءَ.[۴]

وہ خدا جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے صدقہ کے ذریعے بیماری کو ختم کر دیتا ہے۔

یعنی صدقہ دینے سے بیماری دوری ہوتی ہے۔

اسی طرح آپ نے فرمایا:

لَا يَبِيتَنَّ اَحَدُكُمْ وَ يَدُهُ غَمِرَةٌ فَاِنْ فَعَلَ فَاَصَابَهُ لَمَمُ الشَّيْطَانِ فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ.[۵]

آلودہ اور گندے ہاتھوں کی حالت میں نہ سونا، اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کے پاس شیطان آ جاتا ہے اسے اپنے آپ کی ملامت کرنی چاہیے۔

---

[۱] بحار الانوار (ط-بیروت)/ج۵۹/۳۱۶/باب ۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ..... ص:۳۰۵

[۲] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/۴۵۰/الفصل الاول بالمیم المفتوحۃ بلفظ من..... ص:۴۲۳

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۴/۵۴/باب فضل القصد..... ص:۵۲

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۴/۵/باب ان الصدقۃ تدفع البلاء..... ص:۵

[۵] من لا یحضرہ الفقیہ/ج۴/۶/باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

نیز فرمایا:

اَلْحِمْیَۃُ رَأْسُ کُلِّ دَوَاءٍ.[۱]

کم کھانا کھانا تمام دواؤں کی جڑ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

قِلَّۃُ الْاَکْلِ یَمْنَعُ کَثِیراً مِنَ اَعْلَالِ الْجِسْمِ.[۲]

کم کھانا کھانے سے بہت سی بیماریوں سے جسم محفوظ رہتا ہے۔

اسی طرح فرمایا:

تَوَقَّوُا الْبَرْدَ فِی اَوَّلِہِ وَ تَلَقَّوْہُ فِی آخِرِہِ فَاِنَّہُ یَفْعَلُ بِالْاَبْدَانِ کَفِعْلِہِ فِی الْاَشْجَارِ اَوَّلُہُ یُحْرِقُ وَ آخِرُہُ یُورِقُ.[۳]

جب موسم سرما کا آغاز ہو تو اپنے آپ کو بچاؤ۔ لیکن موسم سرما کے آخر میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ بدن کے ساتھ وہی ہوتا ہے جو درختوں کے ساتھ ہوتا ہے سرما کے آغاز میں پتے جھڑ جاتے ہیں اور سرما کے آخر میں دوبارہ پتے نکل آتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

تَقْلِیمُ الْاَظْفَارِ وَ اَخْذُ الشَّارِبِ مِنْ جُمُعَۃٍ اِلَی جُمُعَۃٍ اَمَانٌ مِنَ الْجُذَامِ.[۴]

جو شخص جمعہ کے دن ناخن اور مونچھیں کٹواتا ہے وہ جذام سے محفوظ رہتا ہے۔

نیز فرمایا:

اَلْبَانُ الْبَقَرِ دَوَاءٌ، وَ سُمُونُہَا شِفَاءٌ، وَ لُحُومُہَا دَاءٌ.[۵]

گائے کا دودھ دوا، اس کی چربی شفا اور اس کے گوشت سے بیماری ہوتی ہے۔

پھر فرمایا:

تَرْکُ الْعَشَاءِ مَہْرَمَۃٌ وَ یَنْبَغِی لِلرَّجُلِ اِذَا اَسَنَّ اَلَّا یَبِیتَ اِلَّا وَ جَوْفُہُ مُمْتَلِیٌٔ مِنَ الطَّعَامِ.[۶]

شام کا کھانا نہ کھانے سے بڑھاپا آتا ہے۔ بوڑھے شخص کو رات کو زیادہ کھانا چاہیے۔

---

[۱] طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ ۱۹ / النص

[۲] تصنیف غرر الحکم ودرر الکلم / ۳۲۰ / الفصل السابع فی الجوع..... ص:۳۲۰

[۳] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۹۱ / [۱۲۴] ۱۲۸..... ص:۴۹۱

[۴] الخصال/ ج۱ / ۳۹ / خصلتان امان من الجذام..... ص:۳۹

[۵] کافی (ط۔ دار الحدیث)/ ج۱۲ / ۴۲۴ / ۵۸۔ باب لحم البقر وشحومہا..... ص:۴۲۳

[۶] المحاسن/ ج۲ / ۴۲۲ / ۲۶ باب الغداء والعشاء..... ص:۴۲۰

ایک حدیث میں ہے:

وَ اِيَّاكَ وَ شُرْبَ الْمَاءِ الْبَارِدِ وَ الْفُقَّاعِ فِي الْحَمَّامِ فَاِنَّهُ يُفْسِدُ الْمَعِدَةَ.[۱]

حمام میں سرد پانی نہ پیو کیونکہ اس سے معدہ خراب ہوجاتا ہے۔

اسی طرح روایت ہے کہ:

كَانَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ اَلَا لَا يَسْتَلْقِيَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْحَمَّامِ فَاِنَّهُ يُذِيبُ شَحْمَ الْكُلْيَتَيْنِ.[۲]

حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے حمام میں چت نہ لیٹا کرو کیونکہ اس سے پھیپھڑے خراب ہوتے ہیں۔

اسی طرح ارشاد ہے:

وَ صُبَّ الْمَاءَ الْبَارِدَ عَلَى قَدَمَيْكَ اِذَا خَرَجْتَ فَاِنَّهُ يَسُلُّ الدَّاءَ مِنْ جَسَدِكَ فَاِذَا لَبِسْتَ ثِيَابَكَ فَقُلِ اَللّٰهُمَّ اَلْبِسْنِي التَّقْوَى وَ جَنِّبْنِي الرَّدَى فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ اَمِنْتَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ.[۳]

حمام سے نکلتے وقت پاؤں پر سرد پانی ڈالو کیونکہ ایسا کرنے سے بیماریاں ختم ہوتی ہیں اور جب تم لباس پہنو تو یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اَلْبِسْنِي التَّقْوَى وَ جَنِّبْنِي الرَّدَى.

(خدایا! مجھے لباس تقویٰ پہنا اور مجھے ہلاکت سے محفوظ رکھ)

جب تم ایسا کرو گے تو ہر قسم کی بیماری سے محفوظ رہو گے۔

اسی طرح روایت ہے کہ

خَرَجَ الصَّادِقُ عليه السلام مِنَ الْحَمَّامِ فَلَبِسَ وَ تَعَمَّمَ قَالَ فَمَا تَرَكْتُ الْعِمَامَةَ عِنْدَ خُرُوجِي مِنَ الْحَمَّامِ فِي الشِّتَاءِ وَ الصَّيْفِ.[۴]

آپؑ حمام سے باہر آئے تو فوراً لباس وعمامہ پہنا اور فرمایا: میں نے سردیوں و گرمیوں میں حمام سے نکلتے وقت عمامہ پہننے کو ترک نہیں کیا۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے حمام سے نکلتے وقت سر کو ڈھانپنا چاہیے۔

امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَلْحَمَّامُ يَوْمٌ وَ يَوْمٌ لَا يُكْثِرُ اللَّحْمَ وَ اِدْمَانُهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ يُذِيبُ شَحْمَ الْكُلْيَتَيْنِ.[۵]

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱ / ۱۱۳ / باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ ص:۱۱۰

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۶ / ۵۰۰ / باب الحمام ص:۴۹۶

[۳] الامالی (للصدوق) / النص / ۳۶۴ / المجلس الثامن والخمسون

[۴] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱ / ۱۱۷ / باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ ص:۱۱۰

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۶ / ۴۹۶ / باب الحمام ص:۴۹۶

ہر روز حمام جانے سے انسان موٹا ہوتا ہے، دن میں کئی بار حمام جانے سے پھیپھڑے خراب ہوتے ہیں۔

امام رضاؑ نے فرمایا:

وَمَنۡ اَرَادَ اَنۡ لَا یَشۡتَکِیَ مَثَانَتَهُ فَلَا یَحۡبِسِ الۡبَوۡلَ وَلَوۡ عَلٰی ظَهۡرِ دَابَّتِهِ.[1]

جب کوئی آدمی سوئے تو مثانہ میں درد نہ ہو اور پیشاب کو نہ روک رکھے اگر چہ سواری پر سوار ہی کیوں نہ ہو۔

نکتہ:

البتہ جو روایات بیان ہوئی ہیں وہ کلی ہیں۔ ان روایات کے علاوہ بعض قرآنی آیات بیماری وسلامتی یا ان کے عمر کے مراحل جغرافیائی لحاظ سے مشروط ہیں۔ ممکن ہے ایک جگہ درست ہوں لیکن بعض دوسری جگہ درست نہ ہوں۔

مثال کے طور پر حدیث میں آیا ہے کہ بوڑھا آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھائے یہ اس لئے ہے کہ عموماً بوڑھے آدمی کم کھانا کھاتے ہیں۔ اس سے مراد پُرخوری نہیں ہے۔

اسی طرح چت لیٹنے کے بارے میں روایات میں آیا ہے کہ اسی طرح آیا ہے کہ گائے کا گوشت سے بیماری ہوئی ہے یہ کلی نہیں بلکہ آب وہوا اور منطقہ کے لحاظ سے فرق کرتا ہے۔

عوامل بیماری

ا۔عوامل مادی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

یَا عَلِیُّ تِسۡعَةُ اَشۡیَاءَ تُورِثُ النِّسۡیَانَ اَکۡلُ التُّفَّاحِ الۡحَامِضِ وَ اَکۡلُ الۡکُزۡبُرَةِ وَ الۡجُبۡنِ وَ سُؤۡرِ الۡفَأۡرَةِ وَ قِرَاءَةُ کِتَابَةِ الۡقُبُورِ وَ الۡمَشۡیُ بَیۡنَ امۡرَاَتَیۡنِ وَ طَرۡحُ الۡقَمۡلَةِ وَ الۡحِجَامَةُ فِی النُّقۡرَةِ وَ الۡبَوۡلُ فِی الۡمَاءِ الرَّاکِدِ.[2]

اے علیؑ! نو چیزوں سے انسان میں نسیان وفراموشی آتی ہے۔ (۱) کھٹا سیب کھانا (۲) ہرا دھنیا (زیادہ) کھانا (۳) پنیر کھانا (۴) چوہے کا جھوٹا کھانا (۵) قبر کی تحریر پڑھنا (۶) دو عورتوں کے درمیان چلنا (۷) جوں کو (مارے بغیر) پھینک دینا (۸) گدی سے خون نکلونا (یعنی پس گردن حجامہ کروانا) (۹) کھڑے پانی میں پیشاب کرنا۔

---

[1] طب الامام الرضا علیہ السلام (الرسالۃ الذہبیۃ) / النص / ۳۵ / النص، بحار الانوار (ط۔ بیروت) / ج۵۹ / ۳۲۳ / باب ۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ ص:۳۰۵

[2] من لا یحضرہ الفقیہ / ج۴ / ۳۶۱ / باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

اسی طرح فرمایا:

خَمْسُ خِصَالٍ تُورِثُ الْبَرَصَ النُّورَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَ التَّوَضُّؤُ وَ الِاغْتِسَالُ بِالْمَاءِ الَّذِي تُسَخِّنُهُ الشَّمْسُ وَ الْاَكْلُ عَلَى الْجَنَابَةِ وَ غِشْيَانُ الْمَرْاَةِ فِي اَيَّامِ حَيْضِهَا وَ الْاَكْلُ عَلَى الشِّبَعِ.[1]

پانچ چیزوں سے برص کی بیماری ہوتی ہے جمعہ اور بدھ کے علاوہ کسی اور دن نورہ استعمال کرنا، سورج کے گرم پانی سے وضو یا غسل کرنا، حالت جنابت میں کھانا کھانا، حالت حیض میں جماع کرنا، سیر ہوکر کھانے کے بعد دوبارہ کھانا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَصُّوا الْمَاءَ مَصّاً وَلَا تَعُبُّوهُ عَبّاً فَاِنَّهُ يَاْخُذُ مِنْهُ الْكُبَادُ.[2]

پانی گھونٹ گھونٹ کر کے پینا چاہئے ایک دفعہ میں نہ پئیں، کیونکہ یہ جگر کی بیماری کا باعث ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ارشاد ہے:

اِيَّاكُمْ وَ الْجُلُوسَ فِي الشَّمْسِ فَاِنَّهَا تُبْلِي الثَّوْبَ وَ تُنْتِنُ الرِّيحَ وَ تُظْهِرُ الدَّاءَ الدَّفِينَ.[3]

سورج کے نیچے بیٹھنے سے پرہیز کرو کیونکہ لباس خراب ہوتا ہے بدن میں بو آتی ہے اور چھپی بیماری آشکار ہوجاتی ہے۔

نکتہ:

یہ روایات بھی زمان ومکان کے لحاظ سے فرق کرتی ہیں مثال کے طور پر سورج کی روشنی میں نہ بیٹھنا ممکن ہے یہ ایک خاص زمان ومکان ہو۔ بعض اوقات سورج کی روشنی میں بیٹھنے سے جراثیم ختم ہوتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ غَرَسَ فِي نَفْسِهِ مَحَبَّةَ اَنْوَاعِ الطَّعَامِ اجْتَنَى ثِمَارَ فُنُونِ الْاَسْقَامِ.[4]

جس شخص میں رنگا رنگ کھانے کھانے کی ہوس وہ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

نیز فرمایا:

لَا تَطْلُبِ الْحَيَاةَ لِتَاْكُلَ بَلْ اُطْلُبِ الْاَكْلَ لِتَحْيَا.[5]

تمہاری زندگی کھانے کے لئے نہ ہو بلکہ کھانا زندگی کے لئے ہو۔

یعنی کھانے کے لئے نہ جیو بلکہ جینے کے لئے کھاؤ۔

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۲۷۰/ خمس خصال تورث البرص..... ص:۲۷۰

[2] المحاسن/ ج۲/ ۵۷۵/ ۶ باب شرب الماء..... ص:۵۷۵

[3] الجامع الصغیر، ج۱، ص۴۵۰

[4] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۴۲۶/ الفصل الاول بالمیم المفتوحۃ بلفظ من..... ص:۴۲۳

[5] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج۲۰/ ۳۳۳/ الحکم المنسوبۃ..... ص:۲۵۳

اسی طرح فرمایا:

اَلْمَعِدَةُ بَيْتُ الْاَدْوَاءِ وَ الْحِمْيَةُ رَاْسُ الدَّوَاءِ وَ عَوِّدْ كُلَّ بَدَنٍ مَا اعْتَادَ لَا صِحَّةَ مَعَ النَّهَمِ لَا مَرَضَ اَضْنَى مِنْ قِلَّةِ الْعَقْلِ.[۱]

یعنی معدہ بیماریوں کا گھر اور کم کھانا خود علاج ہے، تندرستی اور پرخوری جمع نہیں ہو سکتے۔ کوئی بیماری نہیں آتی مگر اس کے ساتھ کم عقلی بھی ہوتی۔

اسی طرح فرمایا:

اِذَا اشْتَرَى اَحَدُكُمُ اللَّحْمَ فَلْيُخْرِجْ مِنْهُ الْغُدَدَ فَاِنَّهُ يُحَرِّكُ عِرْقَ الْجُذَامِ.[۲]

جب بھی گوشت خریدو اس میں سے غدود جدا کرلو کیونکہ اس سے جذام پیدا ہوتا ہے۔

اسی طرح روایت ہے کہ

طُولُ الْجُلُوسِ عَلَى الْخَلَاءِ يُورِثُ الْبَوَاسِيرَ.[۳]

بیت الخلاء میں زیادہ بیٹھنے سے بواسیر ہوتی ہے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

يُكْرَهُ السِّوَاكُ فِي الْحَمَّامِ لِاَنَّهُ يُورِثُ وَبَاءَ الْاَسْنَانِ.[۴]

حمام میں مسواک کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے دانتوں کی بیماری ہوتی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَهْدِمْنَ الْبَدَنَ وَ رُبَّمَا قَتَلْنَ اَكْلُ الْقَدِيدِ الْغَابِّ.[۵]

نمک لگا خشک گوشت (سورج کی روشنی میں) بدن کو خراب کرتا ہے اور بعض اوقات اس سے آدمی مرجاتا ہے اور اس کے کھانے سے انسان جلدی بوڑھا ہوتا ہے۔

یعنی ایسا گوشت جو نمک لگا کر خشک کیا گیا ہو اس کا استعمال انسانی کھال اور ہڈیوں کے جوڑوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ خاص طور پر جب اس کا استعمال زیادہ ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض علاقوں میں اس کا اثر بہت زیادہ اور تیزی سے ہوتا ہو۔ (مجاہد حسین حرؔ)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَهْدِمْنَ الْبَدَنَ وَ رُبَّمَا قَتَلْنَ دُخُولُ الْحَمَّامِ عَلَى الْبِطْنَةِ وَ الْغِشْيَانُ عَلَى الِامْتِلَاءِ وَ نِكَاحُ

---

[۱] الدعوات (للراوندی)/سلوۃ الحزین/النص/۷۷/فصل فی خصال یستغنی بہا عن الطب..... ص:۷۴

[۲] علل الشرائع/ج۲/۵۶۱/۵۶۳ باب العلۃ التی من اجلہا یکرہ اکل الغدد..... ص:۵۶۱

[۳] علل الشرائع/ج۱/۲۷۸/۱۸۷ باب العلۃ التی من اجلہا یکرہ طول الجلوس علی الخلاء..... ص:۲۷۸

[۴] من لایحضرہ الفقیہ/ج۱/۵۴/باب السواک..... ص:۵۲

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۶/۳۱۴/باب القدید..... ص:۳۱۴

الْعَجَائِزِ. [1]

تین چیزیں بدن کے لئے نقصاندہ ہیں اور موت کا موجب ہیں:

(۱) پیٹ بھر کر کھانا کھا کر حمام جانا

(۲) کھانا کھا کر جماع کرنا

(۳) بوڑھی عورت سے جماع کرنا۔

روایات میں ملتا ہے کہ::

.........وَمَنْ كَثُرَ طَعَامُهُ سَقُمَ بَدَنُهُ وَقَسَا قَلْبُهُ. [2]

زیادہ کھانے سے بدن بیمار رہتا ہے اور انسان سنگدل ہوجاتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَمَّا الَّتِي يُهْزِلْنَ فَاِدْمَانُ اَكْلِ الْبَيْضِ وَ السَّمَكِ وَ الطَّلْعِ. [3]

تین چیزوں کو زیادہ کھانے سے انسان کمزور ہوجاتا ہے:

(۱) انڈا (۲) مچھلی (۳) کچی کھجور

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَلَا تُسَرِّحْ فِي الْحَمَّامِ فَاِنَّهُ يُرَقِّقُ الشَّعْرَ. [4]

حمام میں کنگھی کرنے سے بال کمزور ہوجاتے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ اَرَادَ اَنْ لَا تُؤْذِيَهُ مَعِدَتُهُ فَلَا يَشْرَبْ عَلَى طَعَامِهِ مَاءً حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ وَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ رَطِبَ بَدَنُهُ وَ ضَعُفَ مَعِدَتُهُ وَلَمْ تَأْخُذِ الْعُرُوقُ قُوَّةَ الطَّعَامِ.......... [5]

جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے معدہ میں تکلیف نہ ہو، اُسے کھانے کے بعد پانی نہیں پینا چاہیے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کا معدہ مرطوب و کمزور ہوجاتا ہے اور کھانے کی طاقت کو رگیں دریافت نہیں کرسکتیں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَ احْذَرْ اَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الْبَيْضِ وَ السَّمَكِ فِي الْمَعِدَةِ فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ فَاِنَّهُمَا مَتَى اجْتَمَعَا فِي جَوْفِ

---

[1] من لایحضره الفقیہ/ ج ۳ / ۵۵۵ / باب النوادر..... ص:۵۵۱

[2] الدعوات (للراوندی)/سلوة الحزین/ النص/ ۷۷ /فصل فی خصال یستغنی بها عن الطب..... ص:۷۴

[3] الخصال/ ج ۱ / ۱۵۵ / ثلاثة لا یؤکلن فیسمن وثلاثة یؤکلن فیهزلن..... ص:۱۵۵

[4] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ٦ / ۵۰۱ / باب الحمام..... ص:۴۹٦

[5] طب الامام الرضا علیه السلام (الرسالة الذہبیة)/ النص/ ۳۵ / النص

الْاِنْسَانِ وَلَّدَا عَلَيْهِ النِّقْرِسَ وَ الْقُولَنْجَ وَ الْبَوَاسِيرَ وَوَجَعَ الْاَضْرَاسِ.[۱]

ڈرو اس سے کہ تم جمع کروانڈے اور مچھلی کو اپنے معدہ میں ایک ہی وقت میں کیونکہ یہ دونوں جب انسان کے شکم میں جمع ہوتی ہیں قولنج، بواسیر اور دانتوں میں درد کا موجب بنتی ہیں۔

نیز فرماتے ہیں کہ

وَ اَكْلُ اللَّحْمِ النَّيِّ يُوَلِّدُ الدُّودَ فِي الْبَطْنِ.[۲]

کچا گوشت کھانے سے شکم میں کیڑے پیدا ہوتے ہیں۔

عوامل غیر مادی:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

كُلَّمَا اَحْدَثَ الْعِبَادُ مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَعْمَلُونَ اَحْدَثَ اللهُ لَهُمْ مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَعْرِفُونَ.[۳]

جب بھی لوگ گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور وہ اپنے عمل (کی سنگینی) کو نہیں جانتے تو خدا انہیں بلا (بیماری) میں مبتلا کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے جان نہ لیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ بَعَثَ نَبِيّاً مِنْ اَنْبِيَائِهِ اِلَى قَوْمِهِ وَ اَوْحَى اِلَيْهِ اَنْ قُلْ لِقَوْمِكَ اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِ قَرْيَةٍ وَ لَا اُنَاسٍ كَانُوا عَلَى طَاعَتِي فَاَصَابَهُمْ فِيهَا سَرَّاءُ فَتَحَوَّلُوا عَمَّا اُحِبُّ اِلَى مَا اَكْرَهُ اِلَّا تَحَوَّلْتُ لَهُمْ عَمَّا يُحِبُّونَ اِلَى مَا يَكْرَهُونَ......[۴]

اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے ایک نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا اور ان پر وحی کی اور حکم دیا کہ اپنی قوم کو بتا دو اس بستی میں جو بھی میری فرمانبرداری کرے گا اسے خوشحالی اور فراوانی نصیب ہوگی، پس وہ کیسے دوست ہیں جو میرے ساتھ دشمنی (نافرمانی) کریں اور میں کیسا ہوں گا کہ انہیں فرمانبرداری پر ناخوش کروں (یعنی جب لوگ میری اطاعت کریں گے تو انہیں بیماریوں سے محفوظ رکھوں گا)۔

نیز فرمایا:

---

[۱] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ج۱۶/۳۵۹/۳۰-باب البیض..... ص:۳۵۸

[۲] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج۵۹/۳۲۱/باب۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ..... ص:۳۰۵

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۲۷۵/باب الذنوب..... ص:۲۶۸

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۲۷۴/باب الذنوب..... ص:۲۶۸

وَاِنَّ عَمَلَ الشَّرِّ اَسْرَعُ فِي صَاحِبِهِ مِنَ السِّكِّينِ فِي اللَّحْمِ.[1]

گناہ کا اثر اتنا جلدی ہوتا ہے کہ جیسے چھری گوشت کو کاٹ دیتی ہے۔

دوا اور علاج:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ كِتْمَانُ الْفَاقَةِ وَ كِتْمَانُ الصَّدَقَةِ وَ كِتْمَانُ الْمُصِيبَةِ وَ كِتْمَانُ الْوَجَعِ.[2]

چار چیزیں جنتی خزانہ ہیں: اپنے فقر و فاقہ کو چھپانا، صدقہ کو چھپا کر دینا، بیماری پر واویلا نہ کرنا اور درد کو چھپانا (یعنی شور شرابا نہ کرنا)۔

یاد رہے کہ یہاں بیماری کو چھپانا کہا گیا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ اس کا علاج نہ کروایا جائے اور بیماری کو چھپایا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ بیماری کا علاج تو اپنی جگہ واجب ہے لیکن اس کا بلا وجہ واویلا نہ کیا جائے کہ ہر ایک سے کہتا پھرے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِمْشِ بِدَائِكَ مَا مَشَى بِكَ.[3]

جتنا ممکن ہو سکے درد کو برداشت کرو۔

اسی طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ حَتَّى يَغْلِبَ مَرَضُهُ صِحَّتَهُ.[4]

مسلمان عام (مومن) بیماری کے درد کو برداشت کرتا ہے اور علاج نہیں کرتا۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَكْرَهُوا الدَّمَامِيلَ فَاِنَّهَا اَمَانٌ مِنَ الْبَرَصِ.[5]

(مومنو) پھنسیوں کو برا شمار نہ کرو کیونکہ یہ برص کے مرض کو ختم کرنے کا سبب بنتی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ لَا يَتَدَاوَى مِنَ الزُّكَامِ وَ يَقُولُ مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَ بِهِ عِرْقٌ مِنَ الْجُذَامِ فَاِذَا

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ج ۷۰/ ۳۵۸/ باب ۱۳۷ الذنوب وآثارہا والنہی عن استصغارہا..... ص:۳۰۸

[2] الدعوات (للراوندی)/سلوۃ الحزین/النص/ ۱۶۴/فصل فی صلاۃ المریض وصلاحہ وادبہ ودعاۂ عند المرض..... ص: ۱۶۳

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۷۲/ ۲۷-..... ص:۴۷۲

[4] تحف العقول/النص/ ۱۱۰/ آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

[5] الخصال/ ج ۱/ ۲۱۰/قول النبی ص لاتکرہوا اربعۃ فانہا لاربعۃ..... ص:۲۱۰

اَصَابَهُ الزُّكَامُ قَمَعَهُ.[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زکام کا علاج نہیں کرواتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس کے بدن میں جذام کی رگ ہو جب اسے زکام لگتا ہے جذام کو ختم کر دیتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

..............وَ اجْتَنِبِ الدَّوَاءَ مَا احْتَمَلَ بَدَنُكَ الدَّاءَ.[۲]

..................درد برداشت کرو اور دارو سے پرہیز کرو۔

نیز فرمایا:

مَنْ ظَهَرَتْ صِحَّتُهُ عَلَى سُقْمِهِ فَيُعَالِجُ بِشَيْءٍ فَمَاتَ فَأَنَا إِلَى اللهِ مِنْهُ بَرِيءٌ.[۳]

جو شخص صحت مند ہو لیکن پھر بھی دوا استعمال کرتا ہو تو وہ اس کے اثر سے مر جائے گا۔ میں خدا کے نزدیک اس سے بیزار ہوں۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

لَيْسَ مِنْ دَوَاءٍ إِلَّا وَ هُوَ يُهَيِّجُ دَاءً وَلَيْسَ شَيْءٌ فِي الْبَدَنِ أَنْفَعَ مِنْ إِمْسَاكِ الْيَدِ إِلَّا عَمَّا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ.[۴]

دوا سے درد بڑھتا ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہو درد کو برداشت کرو اور دوا نہ کھاؤ۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَنْفَعُ الْحِمْيَةُ لِمَرِيضٍ بَعْدَ سَبْعَةِ أَيَّامٍ.[۵]

(موسمی بیماری میں) سات دن تک علاج سے پرہیز مریض کے لئے فائدہ مند ہے۔

لازمی علاج:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا وَ أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً.[۶]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸ / ۳۸۲ / خطبۃ لامیر المؤمنین ع..... ص:۳۶۰
[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۳۸۲ / باب کثرۃ شرب الماء..... ص:۳۸۲
[۳] الخصال/ ج۱ / ۲۶ / فی من ظہرت صحتہ علی سقمہ فیعالج بشیء فمات..... ص:۲۶
[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸ / ۲۷۳ / حدیث نوح ع یوم القیامۃ..... ص:۲۶۷
[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸ / ۲۹۱ / حدیث نوح ع یوم القیامۃ..... ص:۲۶۷
[۶] مکارم الاخلاق/ ۳۶۲ / فی معالجۃ المریض..... ص:۳۶۲

اپنا علاج کرو کیونکہ خدا نے کوئی ایسا درد نہیں بھیجا جس کا علاج نہ ہو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَتَمَ الْاَطِبَّاءَ مَرَضَهُ فَقَدْ خَانَ بَدَنَهُ.[1]

جس شخص نے ڈاکٹر سے بیماری کو چھپایا اس نے اپنے بدن سے خیانت کی۔

لیکن دوسرے لوگوں سے بیماری کو چھپانا اور اس کا شکوہ نہ کرنا جنتی خزانہ ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ نَبِيّاً مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مَرِضَ فَقَالَ لَا اَتَدَاوَى حَتَّى يَكُونَ الَّذِي اَمْرَضَنِي هُوَ الَّذِي يَشْفِينِي فَاَوْحَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَا اَشْفِيكَ حَتَّى تَتَدَاوَى فَاِنَّ الشِّفَاءَ مِنِّي.

ایک نبی بیمار ہو گئے اور کہا: میں دوا دارو نہیں کروں گا حتیٰ کہ جس نے مجھے بیماری دی وہی شفا دے گا۔ خدا نے اس پر وحی نازل فرمائی: جب تک تم نے علاج نہ کرایا میں تمہیں شفا نہیں دوں گا۔ بے شک شفا میں ہی دیتا ہوں۔[3]

یونس بن یعقوب کہتا ہے:

سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام عَنِ الرَّجُلِ يَشْرَبُ الدَّوَاءَ وَ رُبَّمَا قُتِلَ وَ رُبَّمَا سَلِمَ مِنْهُ وَ مَا يَسْلَمُ اَكْثَرُ قَالَ فَقَالَ اَنْزَلَ اللهُ الدَّوَاءَ وَ اَنْزَلَ الشِّفَاءَ وَ مَا خَلَقَ اللهُ دَاءً اِلَّا وَ جَعَلَ لَهُ دَوَاءً فَاشْرَبْ وَ سَمِّ اللهَ تَعَالَى.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: ایک شخص دوا کھاتا ہے کبھی مرجاتا ہے اور کبھی سالم ہوجاتا ہے۔ (اس کی وجہ کیا ہے؟)

آپ نے فرمایا:

خدا نے دارو کو بنایا اور اس میں شفا کو رکھا۔ خدا نے ہر درد کی دوا بھیجی ہے پس دارو کھاؤ اور خدا کا نام لو یعنی خدا سے شفا طلب کرو۔[4]

روایت ہے کہ:

اَنَّهُ كَانَ اِذَا رَاَى الْمَرِيضَ قَدْ بَرَاَ مِنَ الْعِلَّةِ قَالَ يُهَنِّيكَ الطَّهُورُ مِنَ الذُّنُوبِ.

---

[1] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۴۵۰/ الفصل الاول بالمیم المفتوحۃ بلفظ من ..... ص: ۴۲۳

[2] وَ قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَرْبَعٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ كِتْمَانُ الْفَاقَةِ وَ كِتْمَانُ الصَّدَقَةِ وَ كِتْمَانُ الْمُصِيبَةِ وَ كِتْمَانُ الْوَجَعِ (الدعوات (للراوندی)/سلوۃ الحزین/ النص/ ۱۶۴/فصل فی صلاۃ المریض وصلاحہ وادبہ ودعاۂ عند المرض..... ص: ۱۶۳)

[3] مکارم الاخلاق/ ۳۶۲/ فی معالجۃ المریض..... ص: ۳۶۲

[4] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۵ / ۲۲۳ / ۱۳۴ - باب جواز التداوی بغیر الحرام لا بہ وجواز بط الجرح والکی بالنار وسقی الدواء من السموم کالاسحیقون والغاریقون وان احتمل الموت منہ وکذا قطع العرق والسعوط والحجامۃ والنورۃ والحقنۃ..... ص: ۲۲۱

امام سجاد علیہ السلام جب صحت یاب ہوجاتے تھے تو فرماتے: گناہوں سے پاک ہونے کی مبارک ہو۔[1]

علاج کے طریقے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَكِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ لَا نَحْتَمِي إِلَّا مِنَ التَّمْرِ .... قَالَ لِأَنَّ نَبِيَّ اللهِ حَمَى عَلِيّاً ﷺ مِنْهُ فِي مَرَضِهِ.

ہم اہل بیتؑ بیماری میں صرف کھجور سے پرہیز کرتے ہیں کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو ان کی بیماری کے دوران کھجور سے پرہیز فرمایا۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ ابْدَأْ بِالْمِلْحِ وَ اخْتِمْ بِهِ فَإِنَّ الْمِلْحَ شِفَاءٌ مِنْ سَبْعِينَ دَاءً أَذَلُّهَا الْجُنُونُ وَ الْجُذَامُ وَ الْبَرَصُ.

اے علیؑ! تمہارے کھانے کا آغاز اور اختتام نمک کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ نمک ستر بیماریوں کا علاج ہے۔جیسے جنون، جذام اور برص وغیرہ۔[3]

فرمان نبویؐ ہے:

اِسْتَنْجُوْا بِالْمَآءِ الْبَارِدِ فَإِنَّهُ مُصَحَّةٌ لِلْبَوَاسِيرِ.

ٹھنڈے پانی سے استنجا کرو کیونکہ یہ بواسیر کا علاج ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْمَاءُ الْبَارِدُ ...... يُذِيبُ الطَّعَامَ فِي الْمَعِدَةِ.......

ٹھنڈا پانی...... معدے میں غذا کو ہضم کرتا ہے......۔[5]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَذْهَبُ بِالْأَدْوَاءِ إِلَّا الدُّعَاءُ وَ الصَّدَقَةُ وَ الْمَاءُ الْبَارِدُ.

تین چیزوں سے بیماریوں کا علاج کریں:

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۴۵ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضاع من الاخبار المجموعۃ ..... ص: ۲۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۸ / ۲۹۱ / حدیث نوح ع یوم القیامۃ ..... ص: ۲۶۷

[3] تحف العقول / النص / ۱۲ / وصیۃ اخری الی امیر المومنین ع مختصرۃ ..... ص: ۱۰

[4] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۱۵۳

[5] مکارم الاخلاق / ۱۵۶ / فی الماء البارد ..... ص: ۱۵۶

(۱) دعا (۲) صدقہ (۳) ٹھنڈا پانی۔[1]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمَاءُ الْمَغْلِيُّ يَنْفَعُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يَضُرُّ مِنْ شَيْءٍ.

گرم پانی ہر چیز کے لئے مفید ہے اور اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔[2]

روایت ہے کہ:

دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام وَهُوَ مَحْمُومٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْكُلَ الْغُبَيْرَاءَ.

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے، حضرت علی علیہ السلام بخار میں مبتلا تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں انار کھانے کا مشورہ دیا۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اكْسِرُوا حَرَّ الْحُمَّى بِالْبَنَفْسَجِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ.

ہم اہل بیتؑ بخار کا علاج ٹھنڈے پانی اور سیب کھانے سے کرتے ہیں۔[4]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ لَا نَتَدَاوَى إِلَّا بِإِفَاضَةِ الْمَاءِ الْبَارِدِ يُصَبُّ عَلَيْنَا وَأَكْلِ التُّفَّاحِ.

ہم اہل بیتؑ بخار کو بنفشہ اور ٹھنڈے پانی سے دور کرتے ہیں اور سیب کے ذریعے علاج کرتے ہیں۔[5]

نیز فرمایا:

كُلِ التُّفَّاحَ فَإِنَّهُ يُطْفِئُ الْحَرَارَةَ وَيُبَرِّدُ الْجَوْفَ وَيَذْهَبُ بِالْحُمَّى.

سیب کھانے سے بدن کی حرارت دور ہوتی ہے اور بدن کا اندرونی حصہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور بخار کو ختم کرتا ہے۔[6]

نیز فرمایا:

اسْحَقِ السُّكَّرَ ثُمَّ امْخُضْهُ بِالْمَاءِ وَاشْرَبْهُ عَلَى الرِّيقِ وَعِنْدَ الْمَسَاءِ.

بخار کے علاج کے لئے چینی کو پانی میں حل کر کے ناشتہ کے وقت اور غروب کے وقت پئیں۔[7]

---

[1] الفقه المنسوب الی الامام الرضا علیه السلام/ ۳۴۷/ ۹۲ باب فضل الدعاء

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۵۷/ فی الماء المغلی..... ص:۱۵۷

[3] صحیفة الامام الرضا علیه السلام/ ۸۰/ متن الصحیفة

[4] تحف العقول/ النص/ ۱۱۰/ آدابه ع لاصحابه وهی اربعمائة باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

[5] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۶/ ۳۵۶/ باب التفاح..... ص:۳۵۵

[6] المحاسن/ ج۲/ ۵۵۱/ ۱۱۵ باب التفاح..... ص:۵۵۱

[7] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۸/ ۲۶۵/ حدیث القباب..... ص:۲۳۱

پھر فرمایا:

الْمَشْطُ لِلرَّأْسِ يَذْهَبُ بِالْوَبَاءِ قَالَ قُلْتُ: وَمَا الْوَبَاءُ قَالَ الْحُمَّى.

سر میں کنگھی کرنے سے بیماری ختم ہوجاتی ہے۔ پوچھا گیا: کونسی بیماری؟ فرمایا: بخار۔[۱]

امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا:

خَيْرُ الْأَشْيَاءِ لِحُمَّى الرِّبْعِ أَنْ يُؤْكَلَ فِي يَوْمِهَا الْفَالُوذَجُ الْمَعْمُولُ بِالْعَسَلِ وَيُكْثِرُ زَعْفَرَانَهُ وَلَا يُؤْكَلُ فِي يَوْمِهَا غَيْرُهُ.

ملیریا بخار کے علاج کے لئے بہترین چیز یہ ہے کہ شہد اور زعفران کے ساتھ فالودہ کھائیں اور اس دن اس کے علاوہ کوئی اور چیز نہ کھائیں۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

احْتَجِمُوا إِذَا هَاجَ بِكُمُ الدَّمُ فَإِنَّ الدَّمَ رُبَّمَا تَبَيَّغَ بِصَاحِبِهِ فَيَقْتُلُهُ.

جب بھی بلڈ پریشر زیادہ ہوجائے تو حجامۃ کرائیں کیونکہ بلڈ پریشر بعض اوقات موت کا سبب بنتا ہے۔[۳]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

الْحِجَامَةُ تُصِحُّ الْبَدَنَ وَتَشُدُّ الْعَقْلَ.

حجامۃ بدن کی سلامتی کا سبب ہے اور اس سے عقل قوی ہوتی ہے۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

طِبُّ الْعَرَبِ فِي ثَلَاثَةٍ شَرْطَةِ الْحَجَّامِ وَالْحُقْنَةِ وَآخِرُ الدَّوَاءِ الْكَيُّ.

تین چیزوں سے علاج ہوتا ہے:

(۱) ناک میں قطرے (۲) حجامۃ (۳) نورہ[۵]

اسی طرح فرمایا:

الدَّوَاءُ أَرْبَعَةٌ السَّعُوطُ وَالْحِجَامَةُ وَالنُّورَةُ وَالْحُقْنَةُ.

بہترین علاج یہ چار (طریقے) ہیں:

(۱) ناک میں قطرے ڈالنا (۲) حجامت

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج٦/٤٨٨/باب التمشط ص:٤٨٨

[۲] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج٥٩/١٠٠/باب ٥٣ علاج الحمی والیرقان وکثرۃ الدم وبیان علاماتہا..... ص:٩٣

[۳] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ج١٣/٨٠/١١-باب استحباب الحجامۃ ووقتہا وآدابہا..... ص:٧٧

[۴] تحف العقول/النص/١٠٠/آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:١٠٠

[۵] وسائل الشیعۃ/ج٢٥/٢٣٦/١٣٦-باب نبذۃ مما ینبغی التداوی بہ وما یجوز منہ..... ص:٢٢٤

(۳) حمام جانا۔ (۴) حقنہ [۱]

نیز فرمایا:

مِنْ دَوَاءِ الْاَنْبِيَاءِ الْحِجَامَةُ وَ النُّورَةُ وَ السُّعُوطُ.

یہ علاج انبیاء کی سنت ہیں:

(۱) حجامت (۲) نورہ (۳) ناک میں قطرے ڈالنا۔ [۲]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

طِبُّ الْعَرَبِ فِي ثَلَاثَةٍ شَرْطَةِ الْحَجَّامِ وَ الْحُقْنَةِ وَ آخِرُ الدَّوَاءِ الْكَيُّ.

عربوں میں تین علاج تھے:

(۱) گندہ خون نکالنا (۲) زائد بالوں کا صاف کرنا

(۳) داغ لگانا۔ [۳]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْاِجَّاصَ الطَّرِيَّ يُطْفِئُ الْحَرَارَةَ.

نرم اور تازہ ناشپاتی بدن کی حرارت کو خاموش کر دیتی ہے۔ [۴]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ اَرَادَ دَرْعَ الزُّكَامِ مُدَّةَ اَيَّامِ الشِّتَاءِ فَلْيَاْكُلْ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَ لُقَمٍ مِنَ الشَّهْدِ.

جب آدمی یہ چاہے کہ اسے سردیوں میں زکام نہ ہو تو اُسے ہر روز تین لقمے شہد کے کھانے چاہئے۔ [۵]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا ضَعُفَ الْمُسْلِمُ فَلْيَاْكُلِ اللَّحْمَ بِاللَّبَنِ فَاِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْقُوَّةَ فِيهِمَا

جب کوئی مسلمان ضعیف ہو جائے تو اسے دودھ کے ساتھ گوشت کھانا چاہیے کیونکہ خدا نے اس میں دو قوتیں رکھی ہیں۔ [۶]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْحِنَّاءُ يَذْهَبُ بِالسَّهَكِ وَ يَزِيدُ فِي مَاءِ الْوَجْهِ وَ يُطَيِّبُ النَّكْهَةَ وَ يُحَسِّنُ الْوَلَدَ.

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۸ / ۱۹۲ / حدیث قوم صالح ع..... ص:۱۸۵

[۲] طب الائمۃ علیہم السلام / ۵۷ / منافع الحجامۃ

[۳] وسائل الشیعۃ / ج ۲۵ / ۲۳۶ / ۱۳۶ - باب نبذة مما ینبغی التداوی بہ وما یجوز منہ..... ص:۲۲۴

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۳۵۹ / باب الاجاص..... ص:۳۵۹

[۵] بحارالانوار (ط-بیروت) / ج ۵۹ / ۳۲۴ / باب ۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ..... ص:۳۰۵

[۶] تحف العقول / النص / ۱۰۷ / آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

مہندی پسینہ کی بدبو کو ختم کر دیتی ہے اور چہرہ شاداب ہوتا ہے منہ سے خوشبو آتی ہے۔اس کی اولاد خوبصورت ہوتی ہے [۱]

حرام علاج سے پرہیز:

روایت ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ أَنْ يُتَدَاوَى بِهِ.

رسول اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے ناپاک اشیا سے علاج کرنے سے۔ [۲]

نیز فرمایا:

إِنَّ اللهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَ الدَّوَاءَ وَ جَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَ لَا تَتَدَاوُوا بِحَرَامٍ.

خدا نے ہر مرض کا علاج بھیجا اور ہر مرض کے لئے ایک دوا قرار دی ہے پس اپنا علاج کرو لیکن حرام سے علاج نہ کرو۔ [۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَيْسَ فِي حَرَامٍ شِفَاءٌ۔

کسی بھی حرام میں شفا نہیں ہے۔ [۴]

قائد بن طلحہ سے روایت ہے کہ

أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللهِ ﷺ عَنِ النَّبِيذِ يُجْعَلُ فِي الدَّوَاءِ فَقَالَ لَا لَيْسَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَسْتَشْفِيَ بِالْحَرَامِ.

کسی نے آپ علیہ السلام سے پوچھا: کیا شراب کو دواؤں میں ملا سکتے ہیں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: کسی کے لئے جائز نہیں وہ حرام سے شفا حاصل کرے۔ [۵]

ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے:

قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ﷺ عَنْ دَوَاءٍ عُجِنَ بِالْخَمْرِ فَقَالَ لَا وَ اللهِ مَا أُحِبُّ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهِ فَكَيْفَ أَتَدَاوَى بِهِ إِنَّهُ بِمَنْزِلَةِ شَحْمِ الْخِنْزِيرِ أَوْ لَحْمِ الْخِنْزِيرِ وَ إِنَّ أُنَاساً لَيَتَدَاوَوْنَ بِهِ.

حلبی کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام سے اس دوا کے بارے میں پوچھا: جس میں شراب ملی ہوئی تھی۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! مجھے اس کو دیکھنا پسند نہیں ہے چہ جائے کہ میں اس سے علاج کروں کیونکہ یہ خنزیر کے

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج٦/ ٤٨٤/ باب الخضاب بالحناء..... ص:٤٨٣

[۲] وسائل الشیعۃ/ ج٢٥/ ٣٤٦/ ٢٠-باب عدم جواز التداوی بشیء من الخمر والنبیذ والمسکر وغیرہا من المحرمات اکلا وشربا..... ص:٣٤٣

[۳] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج٥٩/ ٦/ ٧٦/ فائدۃ..... ص:٧٦

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج٨/ ١٩٣/ حدیث قوم صالح ع..... ص:١٨٥

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج٦/ ٤١٤/ باب من اضطر الی الخمر للدواء او للعطش او للتقیۃ..... ص:٤١٣

گوشت کی مانند ہے لیکن بعض لوگ اس سے علاج کرتے ہیں۔[1]

شادابی طبیعت کے عوامل:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق:

اِنَّ الرِّيحَ الطَّيِّبَةَ تَشُدُّ الْقَلْبِ.

خوشبو کے استعمال سے دل کو قوت ملتی ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

التَّطَيُّبُ نُشْرَةٌ وَ الْغُسْلُ نُشْرَةٌ وَ النَّظَرُ اِلَى الْخُضْرَةِ نُشْرَةٌ وَ الرُّكُوبُ نُشْرَةٌ.

خوشبو کا استعمال، دھونا، سبزے کو دیکھنا اور سواری کرنا۔ شادابی کا باعث ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

النُّشْوَةُ فِي عَشَرَةِ اَشْيَاءَ الْمَشْيُ وَ الرُّكُوبُ وَ الِارْتِمَاسُ فِي الْمَاءِ وَ النَّظَرُ اِلَى الْخُضْرَةِ وَ الْاَكْلُ وَ الشُّرْبُ وَ النَّظَرُ اِلَى الْمَرْاَةِ الْحَسْنَاءِ وَ الْجِمَاعُ وَ السِّوَاكُ وَ مُحَادَثَةُ الرِّجَالِ.

دس چیزوں میں شادابی ہے:

(۱) پیدل چلنا، (۲) سواری کرنا، (۳) پانی میں غوطہ لگانا، (۴) سبزے کو دیکھنا،
(۵) کھانا پینا، (۶) خوبصورت عورت کو دیکھنا، (۷) ہمبستری، (۸) مسواک کرنا،
(۹) پھول کے عرق سے سر کو دھونا اور (۱۰) دوستوں سے گفتگو کرنا۔[4]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَجْلِينَ الْبَصَرَ النَّظَرُ اِلَى الْخُضْرَةِ وَ النَّظَرُ اِلَى الْمَاءِ الْجَارِي وَ النَّظَرُ اِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ.

تین چیزوں سے آنکھ کو روشنی ملتی ہے:

(۱) سبزے پر نگاہ کرنا، (۲) جاری پانی کو دیکھنا،
(۳) خوبصورت چہرہ دیکھنا۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۱۴/ باب من اضطر الی الخمر للدواء او للعطش اوللتقیۃ ص:۴۱۳
[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۱۰/ باب الطیب ص:۵۱۰
[3] مکارم الاخلاق/ ۴۲/ فی التطیب ص:۴۱
[4] الخصال/ ج۲/ ۴۴۳/ النشوۃ فی عشرۃ اشیاء..... ص:۴۴۳
[5] الخصال/ ج۱/ ۹۲/ ثلاثۃ یجلین البصر ص:۹۲

پانچویں فصل:

نظافت

اسلامی تعلیمات کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

(۱)عقائد (۲)اخلاق (۳)احکام

عقائد سے انسان توحیدی ہوتا ہے اور وہ شرک وکفر سے پاک کرتے ہیں۔اسی طرح اخلاق انسان کو ظلم کی نجاست کینہ، حسد اور ہر برائی سے پاکیزہ رکھتا ہے۔چنانچہ فقہ واحکام انسان کو برے سلوک اور بری صفات سے بچاتے ہیں۔پس شائستہ دین الٰہی یہ ہے کہ دیندار افراد دین کے ذریعے ہر پلیدی سے پاک اور آلودگی سے طاہر ہوں۔

کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظافت کو جس طرح تقویٰ سب کا وظیفہ اور ہمیشگی ہے، نظامت بھی سب کا وظیفہ ہے۔جس طرح قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ تقویٰ کے بارے میں فرماتا ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝١٦

لہٰذا جہاں تک ممکن ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی بات سنو اور اطاعت کرو اور راہِ خدا میں خرچ کرو کہ اس میں تمہارے لئے خیر ہے اور جو اپنے ہی نفس کے بخل سے محفوظ ہو جائے وہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظافت کے بارے میں فرمایا:

تَنَظَّفُوا بِكُلِّ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى بَنَى الْإِسْلَامَ عَلَى النَّظَافَةِ وَلَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا كُلُّ نَظِيْفٍ.

---

[1] سورۂ تغابن:۱۶

جتنا ممکن ہو سکے نظافت اور پاکیزگی کی پاسداری کرو کیونکہ اسلام کی بنیاد نظافت پر ہے اور جنت پاکیزہ افراد کے لئے ہے۔ دین میں نظافت کی حفاظت کے لئے تاکید کی گئی ہے۔ [۱]

اہمیت نظافت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْإِسْلَامَ نَظِيفٌ فَتَنَظَّفُوا فَإِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَظِيفٌ.

اسلام پاکیزہ ہے، پس اپنے آپ کو پاکیزہ رکھو کیونکہ پاک شخص کے علاوہ کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔ [۲]

نیز فرمایا:

النَّظَافَةُ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيمَانُ مَعَ صَاحِبِهِ فِي الْجَنَّةِ.

نظافت ایمان میں سے ہے اور باایمان افراد جنتی ہیں۔ [۳]

نیز فرمایا:

لَا تُؤْوُوا التُّرَابَ خَلْفَ الْبَابِ فَإِنَّهُ مَأْوَى الشَّيَاطِينِ.

گھر کے پیچھے کوڑا کرکٹ جمع نہ کرو، وہ شیطان کی جگہ ہے۔ [۴]

نیز فرمایا:

بِئْسَ الْعَبْدُ الْقَاذُورَةُ.

بدترین بندے گندے اور ناپاک ہیں۔ [۵]

نیز فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُبْغِضُ الْوَسِخَ وَالشَّعَثَ.

تحقیق خدا گندے اور ناپاک افراد کو دشمن رکھتا ہے۔ [۶]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

نَظِّفُوا بُيُوتَكُمْ مِنْ حَوْكِ الْعَنْكَبُوتِ فَإِنَّ تَرْكَهُ فِي الْبَيْتِ يُورِثُ الْفَقْرَ.

---

[۱] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/۳۹۱/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم «ص» با ترجمہ فارسی

[۲] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/۲۷۶/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم «ص» با ترجمہ فارسی

[۳] بحار الانوار (ط۔ بیروت)/ ج۵۹/ ۲۹۱/ باب ۸۹ نادر..... ص:۲۸۹

[۴] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۱/ باب النوادر..... ص:۵۳۱

[۵] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۳۹/ باب التجمل واظہار النعمۃ..... ص:۴۳۸

[۶] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۰۴/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم «ص» با ترجمہ فارسی

اپنے گھر کو مکڑی کے جالے سے صاف رکھو کیونکہ اس سے فقر آتا ہے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَاءِ التَّنَظُّفُ.

پاکیزگی انبیا کے اخلاق میں سے ہے۔[۲]

نیز فرمایا:

كَانَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ﷺ........وَ يَكْنُسُ.........

حضرت علی علیہ السلام جو کام کرتے تھے ان میں سے ایک کام یہ تھا کہ آپ گھر میں جھاڑو دیتے تھے۔[۳]

نیز فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالَى اِذَا اَنْعَمَ عَلَى عَبْدٍ نِعْمَةً اَحَبَّ اَنْ يَرَى عَلَيْهِ اَثَرَهَا قِيلَ وَ كَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ يُنَظِّفُ ثَوْبَهُ وَ يُطَيِّبُ رِيحَهُ وَ يُجَصِّصُ دَارَهُ وَ يَكْنُسُ اَفْنِيَتَهُ.

جب بھی خدا کسی بندے کو نعمت دیتا ہے تو وہ اس کے آثار دیکھنا پسند فرماتا ہے۔

پوچھا گیا: کیسے؟

آپؑ نے فرمایا: لباس کو پاکیزہ رکھو اپنے آپ کو خوشبو لگاؤ، گھر میں سفیدی کرواور گھر میں جھاڑو دو۔ بیت الخلا کو پاکیزہ رکھنا انسان کی سعادت میں سے ہے۔[۴]

نیز فرمایا:

مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ..............وَ نَظَافَةُ مُتَوَضَّاهُ.

انسان کی سعادتوں میں سے.......................وضو کے ذریعے پاکیزہ رہنا ہے۔[۵]

بدن کا دھونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَقٌّ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْماً يَغْسِلُ فِيهِ رَاْسَهُ وَ جَسَدَهُ.

[۱] وسائل الشیعۃ/ ج ۵ / ۳۲۲ / ۱۳۔باب استحباب تنظیف البیوت من حوک العنکبوت وکراہۃ ترکہ..... ص:۳۲۲

[۲] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۵٦۷ / باب نوادر..... ص:۵۵۴

[۳] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳ / ۱٦۹ / باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵٦

[۴] مکارم الاخلاق/ ۴۱ / فی التطیب..... ص:۴۱

[۵] مکارم الاخلاق/ ۱۲٦ / فی المسکن الواسع وغیرہ..... ص:۱۲۵

خدا کا حق ہر مسلمان پر یہ ہے کہ وہ ہر ہفتے میں ایک بار سر اور جسم کو دھوئے۔[1]

نیز فرمایا:

لَا یَبِیتَنَّ اَحَدُکُمْ وَ یَدُہٗ غَمِرَۃٌ فَاِنْ فَعَلَ فَاَصَابَہٗ لَمَمُ الشَّیْطَانِ فَلَا یَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ.

کوئی شخص آلودہ ہاتھوں کے ساتھ نہ سوئے کیونکہ اگر کسی نے ایسا کیا تو شیطان دھوکہ دیتا ہے اور وہ شخص (بعد میں) اپنے آپ کی ملامت کرتا ہے۔[2]

نیز فرمایا:

اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ مَنَامِہٖ فَلْیَسْتَنْثِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَبِیْتُ عَلٰی خَیَاشِیْمِہٖ.

جب نیند سے بیدار ہو تو تین دفعہ ناک میں پانی ڈالو تاکہ ناک گندگی سے صاف ہو جائے۔[3]

نیز فرمایا:

وَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَوْمِہٖ فَلَا یَدْخِلُ یَدَہٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَہَا ثَلَاثاً، فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَا یَدْرِی اَیْنَ بَاتَتْ یَدُہٗ؟

جب سونے کے بعد اٹھو تو اس وقت تک کسی برتن میں ہاتھ نہ ڈالو، جب تک اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح تین بار دھو نہ لو کیونکہ تم میں کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ رات کو تمہارے ہاتھ کہاں کہاں لگے ہیں۔[4]

نیز فرمایا:

قُصُّوْا اَظَافِیْرَکُمْ وَ ادْفُنُوْا قُلَامَاتَکُمْ وَ نَقُّوْا بَرَاجِمَکُمْ وَ نَظُّوْا لَثَّاتَکُمْ مِنَ الطَّعَامِ وَ اسْتَاکُوْا وَلَا تَدْخُلُوْا عَلَیَّ قُخْرًا بُخْرًا.

ناخن کو اتارو اور دفن کرو جسم کے جوڑ اور ہاتھ کی انگلیوں کے مفاصل اور اپنے پاؤں کو صاف رکھو، مسوڑوں کو غذا سے پاک رکھو، مسواک کرو، متکبرانہ صورت اور منہ میں بدبو کی صورت میں مجھے نہ ملنا۔[5]

نیز فرمایا:

اِنَّ مِنَ الْفِطْرَۃِ الْمَضْمَضَۃُ وَ الْاِسْتِنْشَاقُ وَ السِّوَاکُ وَ قَصُّ الشَّارِبِ وَ تَقْلِیْمُ الْاَظَافِیْرِ وَ نَتْفُ الْاِبْطِ وَ الْاِسْتِحْدَادُ وَ غَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَ الْاِنْتِضَاحُ بِالْمَاءِ وَ الْاِخْتِتَانُ.

---

[1] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۴۴۸/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، با ترجمہ فارسی

[2] مکارم الاخلاق/ ۴۲۵/ الفصل الثانی فی ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۴۲۴

[3] الجامع الصغیر، ج۱، ص۶۹

[4] الجامع الصغیر، ج۱، ص۶۹

[5] کنز العمال، ج۶، ص۶۵۵

کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، مونچھوں کو چھوٹا کرنا، ناخن اتارنا، بغل اور شرم گاہ کے بالوں کو صاف کرنا، بدن کی گندی جگہ کو دھونا ہے، جیسے انگلیوں کے بند و جوڑ، استنجا کرنا اور ختنہ کرنا فطرت میں سے ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

.... تَنَظَّفُوا بِالْمَاءِ مِنَ النَّتْنِ الرِّيحِ الَّذِي يُتَأَذَّى بِهِ تَعَهَّدُوا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُبْغِضُ مِنْ عِبَادِهِ الْقَاذُورَةَ الَّذِي يَتَأَنَّفُ بِهِ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ............

.... بدبو کو پانی سے دھولو اور پاک وصاف رہو کیونکہ خدا ایسے بندے کو دشمن رکھتا ہے جو گندا و ناپاک ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بیٹھنے سے لوگ نفرت کرتے ہیں..................۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اسْتَأْصِلْ شَعْرَكَ، يَقِلُّ دَرَنُهُ وَ دَوَابُّهُ وَ وَسَخُهُ، وَ تَغْلُظُ رَقَبَتُكَ، وَ يَجْلُو بَصَرُكَ.

سر کے بالوں کو چھوٹا کروتا کہ میل کچیل اور جوؤں سے پاک رہے، اس سے گردن محکم اور نظر تیز ہوتی ہے۔[3]

امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

خَمْسٌ فِي الْجَسَدِ فَأَمَّا الَّتِي فِي الرَّأْسِ فَالسِّوَاكُ وَ أَخْذُ الشَّارِبِ وَ فَرْقُ الشَّعْرِ وَ الْمَضْمَضَةُ وَ الِاسْتِنْشَاقُ وَ أَمَّا الَّتِي فِي الْجَسَدِ فَالْخِتَانُ وَ حَلْقُ الْعَانَةِ وَ نَتْفُ الْإِبْطَيْنِ وَ تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَ الِاسْتِنْجَاءُ.

سر کے بارے میں پانچ سنتوں کی رعایت کرنی چاہیے: (۱) مسواک کرنا، (۲) مونچھوں کو چھوٹا کرنا، (۳) کنگھی کرنا، (۴) کلی کرنا اور (۵) ناک میں پانی ڈالنا۔

بدن کی بھی پانچ سنتوں کی رعایت کرنی چاہیے: (۱) ختنہ کرنا، (۲) شرمگاہ کے بال صاف کرنا، (۳) بغل کے بال صاف کرنا، (۴) ناخن اتارنا، اور (۵) استنجا کرنا۔[4]

یاسر خادم کہتا ہے:

كَانَ عليه السلام يَدْخُلُ الْمُتَوَضَّأَ فِي خُفٍّ صَغِيرٍ.

امام رضا علیہ السلام (ہمیشہ) جوتوں کے ساتھ بیت الخلاء میں جاتے تھے۔[5]

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص۱۷۳

[2] الخصال/ ج ۲ / ۶۲۰ /علم امیر المؤمنین ع اصحابہ فی مجلس واحد اربعمائۃ باب مما یصلح للمسلم فی دینہ ودنیاہ..... ص:۶۱۰

[3] کافی (ط-دار الحدیث)/ ج ۱۳ / ۱۲۰ / ۳۳-باب جز الشعر وحلقہ..... ص:۱۲۰

[4] الخصال/ ج ۱ / ۲۷۱ /خمس من السنن فی الراس وخمس فی الجسد ص:۲۷۱

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۲۱ / الفصل الثامن فی لبس الخف والنعل ص:۱۲۱

منہ اور دانتوں کی صفائی:

مسواک کی نصیحت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِسْتَاكُوْا وَ تَنَظَّفُوْا.

مسواک کرو اور پاکیزہ رہو۔[1]

السِّوَاكُ شَطْرُ الْوُضُوءِ.

مسواک کرنا وضو کا ایک حصہ ہے۔[2]

لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى اُمَّتِي لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ.

اگر یہ میری امت کے لئے مشکل نہ ہوتا تو میں اسے حکم دیتا کہ ہر نماز کے لئے مسواک کرو۔[3]

مَا زَالَ جَبْرَئِيلُ ؑ يُوصِينِي بِالسِّوَاكِ حَتَّى خِفْتُ اَنْ اُحْفِيَ اَوْ اَدْرَدَ.

جبرائیلؑ نے مسواک کرنے کی اتنی تاکید کی ہے کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں دانت گر نہ جائیں۔[4]

اَلْاَصَابِعُ تَجْرِي مَجْرَى السِّوَاكِ اِذَا لَمْ يَكُنْ سِوَاكٌ.

اگر مسواک نہ مل سکے تو انگلیوں سے مسواک کا کام لیں۔[5]

نیز فرمایا:

نَظِّفُوا طَرِيقَ الْقُرْآنِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَ مَا طَرِيقُ الْقُرْآنِ قَالَ اَفْوَاهُكُمْ قِيلَ بِمَا ذَا قَالَ بِالسِّوَاكِ.

راہِ قرآن کو پاکیزہ رکھو۔ پوچھا گیا: راہِ قرآن سے کیا مراد ہے؟

آپؐ نے فرمایا: تمہارے منہ۔

لوگوں نے پوچھا: کس چیز سے؟

حضور اکرمؐ نے فرمایا: مسواک۔[6]

---

[1] الجامع الصغیر، ج ۱، ص 148

[2] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۱ / ۵۳ / باب السواک..... ص: ۵۲

[3] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۳ / ۲۲ / باب السواک..... ص: ۲۲

[4] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۳ / ۲۳ / باب السواک..... ص: ۲۲

[5] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۴۷۵

[6] المحاسن / ج ۲ / ۵۵۸ / ۱۲۳ باب الخلال والسواک..... ص: ۵۵۸

نیز فرمایا:

مَا لِی اَرَاکُمْ تَدْخُلُونَ عَلَیَّ قُلْحاً مُرْغاً مَا لَکُمْ لَا تَسْتَاکُونَ.

میرے پاس زرد دانتوں اور بدبودار منہ کے ساتھ نہ آؤ، (اس کے لئے) مسواک کیوں نہیں کرتے ہو۔[۱]

امام باقر وامام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا:

لِکُلِّ شَیْءٍ طَهُورٌ وَ طَهُورُ الْفَمِ السِّوَاکُ.

ہر شے کے لئے پاکیزگی ہے اور منہ کو پاک وصاف رکھو مسواک کے ذریعے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

......وَ نَظِّفُوا الْمَاضِغَیْنِ.........

............اور اپنے دانتوں کو پاک وصاف رکھو............۔[۳]

رُوِیَ اَنَّ الْکَعْبَةَ شَکَتْ اِلَی اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِمَّا تَلْقَی مِنْ اَنْفَاسِ الْمُشْرِکِینَ فَاَوْحَی اللهُ تَبَارَکَ وَ تَعَالَی اِلَیْهَا قِرِّی یَا کَعْبَةُ فَاِنِّی مُبْدِلُکِ بِهِمْ قَوْماً یَتَنَظَّفُونَ بِقُضْبَانِ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا بَعَثَ اللهُ نَبِیَّهُ مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَزَلَ عَلَیْهِ الرُّوحُ الْاَمِینُ جِبْرِیلُ بِالسِّوَاکِ وَ الْخِلَالِ.

ایک روایت کے مطابق کعبہ نے مشرکین کی بدبودار نفسوں کا شکوہ کیا تو خدا نے وحی فرمائی: میں ایسی قوم کو جانشین کروں گا جو لکڑی کی مسواک سے صفائی کی رعایت کریں گے۔

خدا نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور پھر جبریلؑ کو حکم دیا کہ مسواک کرو۔[۴]

مسواک کرنے کا طریقہ:

راوی کہتا ہے:

کَانَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ علیہ السلام یَسْتَاکُ عَرْضاً وَ یَأْکُلُ هَرْتاً وَ قَالَ الْهَرْتُ اَنْ یَأْکُلَ بِاَصَابِعِهِ جَمِیعاً.

حضرت علی علیہ السلام اپنے دانتوں کو اوپر سے نیچے مسواک کرتے تھے اور غذا کو تمام انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے۔[۵]

آثار مسواک:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فِی السِّوَاکِ اثْنَتَا عَشْرَةَ خَصْلَةً هُوَ مِنَ السُّنَّةِ وَ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ وَ مَجْلَاةٌ لِلْبَصَرِ وَ یُرْضِی الرَّحْمَنَ وَ

---

[۱] المحاسن/ ج۲/ ۵۶۱/ ۱۲۳ باب الخلال والسواک..... ص:۵۵۸

[۲] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۵۳/ باب السواک..... ص:۵۲

[۳] الخصال/ ج۱/ ۲۵۸/ اتی الناس الحدیث من رسول اللہ ص من اربعة لیس لهم خامس..... ص:۲۵۵

[۴] مکارم الاخلاق/ ۵۰/ الفصل الثالث فی السواک..... ص:۴۸

[۵] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۶/ ۲۹۷/ باب نوادر..... ص:۲۹۶

يُبَيِّضُ الْاَسْنَانَ وَيَذْهَبُ بِالْحَفَرِ وَيَشُدُّ اللِّثَةَ وَيُشَهِّي الطَّعَامَ وَيَذْهَبُ بِالْبَلْغَمِ وَيَزِيدُ فِي الْحِفْظِ وَ يُضَاعِفُ الْحَسَنَاتِ وَتَفْرَحُ بِهِ الْمَلَائِكَةُ.

مسواک کرنے کے بارہ (۱۲) فائدے ہیں:

(۱) سنت رسولؐ ہے۔
(۲) دانتوں کو پاکیزہ رکھتا ہے۔
(۳) آنکھ کو روشنی ملتی ہے۔
(۴) خدا خوش ہوتا ہے۔
(۵) دانتوں کو سفید کرتا ہے۔
(۶) دانتوں کو پوسیدگی سے بچاتا ہے۔
(۷) مسوڑوں کو محکم۔
(۸) غذا کی میل دور کرتا ہے۔
(۹) بلغم کو ختم کرتا ہے۔
(۱۰) حافظہ کو قوت دیتا ہے۔
(۱۱) نیکی میں اضافہ ہوتا ہے۔
(۱۲) فرشتے خوش ہوتے ہیں۔[۱]

مسواک کرنے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَر کعتین [رَكْعَتَانِ] بِسِوَاكٍ اَحَبُّ اِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً بِغَيْرِ سِوَاكٍ.

مسواک کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھنا، خدا کے نزدیک ستر رکعت سے افضل ہے۔[۲]

نیز فرمایا:

مَنِ اسْتَاكَ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَ مَنِ اسْتَاكَ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ فَقَدْ اَدَامَ سُنَّةَ الْاَنْبِيَاءِ علیہم السلام.

جو شخص دن میں ایک بار مسواک کرتا ہے خدا اس سے راضی اور خوش ہوتا ہے اور وہ جنت میں جائے گا اور جو انسان دن میں دو بار مسواک کرتا ہے اس نے انبیاء کی سنت جاری رکھی۔[۳]

خلال کی نصیحت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُونَ فِي الْوُضُوءِ وَ مِنَ الطَّعَامِ وَ لَيْسَ شَيْءٌ اَشَدَّ عَلَى مَلَكَيِ الْمُؤْمِنِ مِنْ اَنْ يَرَيَا شَيْئاً مِنَ الطَّعَامِ فِي فِيهِ وَ هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي

کتنے اچھے ہیں وہ لوگ جو وضو اور غذا کھانے کے بعد خلال کرتے ہیں۔ مومن کے دو فرشتوں پر یہ سخت ہوتا ہے کہ

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۴۹۶ / باب السواک ص:۴۹۵
[۲] الخصال / ج ۲ / ۴۸۱ / فی السواک اثنتا عشرۃ خصلۃ ص:۴۸۰
[۳] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل / ج ۱ / ۳۶۱ / ۱ - باب تاکد استحبابہ وعدم وجوبہ واستحباب مداومتہ ص:۳۵۹

مومن اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کے دانتوں میں غذا ہو۔[1]

نیز فرمایا:

تَخَلَّلُوا فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ مِنْ أَنْ يَرَوْا فِي أَسْنَانِ الْعَبْدِ طَعَاماً.

خلال کرو اور دانتوں میں غذا کا ہونا فرشتوں کے لئے بہت نفرت کا باعث ہے۔[2]

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَأْمُرُنَا إِذَا تَخَلَّلْنَا أَنْ لَا نَشْرَبَ الْمَاءَ حَتَّى نَتَمَضْمَضَ ثَلَاثاً.

حضرت علیؑ ہمیشہ وصیت کرتے تھے کہ خلال کرنے اور تین بار کلی کرنے کے بعد پانی پیو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله يَتَخَلَّلُ بِكُلِّ مَا أَصَابَ مَا خَلَا الْخُوصَ وَ الْقَصَبَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کی شاخ اور سرکنڈوں سے مسواک نہیں کرتے تھے۔[4]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

تَخَلَّلُوا عَلَى أَثَرِ الطَّعَامِ فَإِنَّهُ مَصَحَّةٌ لِلْفَمِ وَ النَّوَاجِذِ وَ يَجْلِبُ الرِّزْقَ عَلَى الْعَبْدِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ کھانا کھانے کے بعد خلال کرو کیونکہ یہ منہ اور دانتوں کی سلامتی کا باعث ہے اور انسان کی روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[5]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

...... حَتَّى إِذَا فَرَغَ أُتِيَ بِالْخِلَالِ فَقَالَ يَا فَضْلُ أَدِرْ لِسَانَكَ فِي فِيكَ فَمَا تَبِعَ لِسَانَكَ فَكُلْهُ إِنْ شِئْتَ وَ مَا اسْتَكْرَهْتَهُ بِالْخِلَالِ فَالْفِظْهُ.

اپنی زبان کو اپنے منہ میں گھماؤ اور جو کچھ زبان کے ساتھ لگے چاہو تو کھالو۔ لیکن خلال کرنے سے دانتوں سے جو چیزیں نکلیں اور تم اس سے کراہت کرو تو اسے باہر پھینک دو۔[6]

---

[1] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۱۲۰ / ۳ فصل ذکر آداب الاکل..... ص:۱۱۷

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۵۳ / الفصل الخامس فی آداب الخلال..... ص:۱۵۲

[3] مکارم الاخلاق/ ۱۵۳ / الفصل الخامس فی آداب الخلال..... ص:۱۵۲

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۳۷۷ / باب الخلال..... ص:۳۷۶

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۵۳ / الفصل الخامس فی آداب الخلال..... ص:۱۵۲

[6] المحاسن/ ج ۲ / ۴۵۱ / ۴۸ باب نوادر فی الطعام ...ص:۴۴۹، وسائل الشیعۃ/ ج ۲۴ / ۴۳۴ / ۱۱۲ - باب جملۃ من آداب المائدۃ ..ص:۴۳۱، بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۶۳ / ۴۰۷ / باب ۱۷ جوامع آداب الاکل..... ص:۴۰۷

ناخن اور مونچھ کا کاٹنا:

رسول اکرم صلى الله عليه وآله وسلم نے فرمایا:

......وَ كَيْفَ لَا يَحْتَبِسُ عَنِّي الْوَحْيُ وَ أَنْتُمْ لَا تُقَلِّمُونَ أَظْفَارَكُمْ وَلَا تُنَقُّونَ رَوَائِحَكُمْ.

.................تمہارا ناخن نہ اتارنا اور تمہاری بدبو مجھ پر وحی نازل ہونے سے مانع ہے۔[۱]

مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله لِلرِّجَالِ قُصُّوا أَظَافِيرَكُمْ وَقَالَ لِلنِّسَاءِ اتْرُكْنَ مِنْ أَظَافِيرِكُنَّ فَإِنَّهُ أَزْيَنُ لَكُنَّ.

رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم نے مردوں سے فرمایا: اپنے ناخن کو چھوٹا کرو لیکن عورتوں سے فرمایا: کچھ ناخن کاٹیں اور کچھ حصہ رہنے دیں کیونکہ یہ تمہارے لئے زینت ہے۔[۲]

حضرت امیر علیہ السلام کے فرمان کے مطابق:

أَخْذُ الشَّارِبِ مِنَ النَّظَافَةِ وَ هُوَ مِنَ السُّنَّةِ الطِّيبُ فِي الشَّارِبِ كَرَامَةٌ لِلْكَاتِبَيْنِ وَ هُوَ مِنَ السُّنَّةِ الدُّهْنُ يُلَيِّنُ الْبَشَرَةَ.

مونچھوں کو چھوٹا کرنا پاکیزگی اور سنت ہے اور مونچھوں پر خوشبو لگانا سنت ہے اور جلد پر تیل ملنے سے وہ نرم ہوتی ہے۔[۳]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّمَا قُصَّتِ الْأَظْفَارُ لِأَنَّهَا مَقِيلُ الشَّيْطَانِ وَ مِنْهُ يَكُونُ النِّسْيَانُ.

شیطان کے لئے سب سے زیادہ چھپنے کی جگہ کہ جہاں وہ سکونت اختیار کرتا ہے اور انسان پر غلبہ پاتا ہے وہ ناخن کی جگہ ہے۔[۴]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ أَسْتَرَ وَ أَخْفَى مَا يُسَلِّطُ الشَّيْطَانَ مِنِ ابْنِ آدَمَ أَنْ صَارَ أَنْ يَسْكُنَ تَحْتَ الْأَظَافِيرِ.

ناخن کو چھوٹا کرو کیونکہ یہ شیطان کی آرام کرنے کی جگہ ہے اور یہ انسان کے لئے نسیان کا باعث بھی ہے۔[۵]

---

[۱] بحارالانوار (ط-بیروت) / ج۱۸ / ۲۵۵ / باب ۲ آخر فی کیفیۃ صدور الوحی ونزول جبرئیل ع وعلۃ احتباس الوحی و بیان انہ ص ہل کان قبل البعثۃ متعبدا بشریعۃ ام لا..... ص: ۲۴۴

[۲] مکارم الاخلاق/ ۶۶ / الفصل الاول فی تقلیم الاظفار..... ص: ۶۴

[۳] تحف العقول/ النص/ ۱۰۰ / آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص: ۱۰۰

[۴] مکارم الاخلاق/ ۶۶ / الفصل الاول فی تقلیم الاظفار..... ص: ۶۴

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۶ / ۴۹۰ / باب قص الاظفار..... ص: ۴۹۰

اسی طرح امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُؤْمِنُ مِنَ الْجُذَامِ وَ الْبَرَصِ وَ الْعَمَى وَإِنْ لَمْ تَحْتَجْ فَحُكَّهَا.

جمعہ کے دن ناخن کو اتارنے سے انسان جذام، دیوانگی، برص اور نابینائی سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر اتارنا نہ ہوں تو کناروں سے تراش دیں۔ [۱]

نیز فرمایا:

مَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ وَ قَصَّ شَارِبَهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَ عَلَى سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ أُعْطِيَ بِكُلِّ قُلَامَةٍ وَ جُزَازَةٍ عِتْقُ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ.

جو شخص جمعہ کے دن ناخن اتارتا ہے اور مونچھوں کو چھوٹا کرتا ہے اور پھر یہ پڑھتا ہے: "بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَ عَلَى سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ" تو ہر ایک جملہ کے مقابلے میں اسے حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ [۲]

بدن کے زائد بالوں کی صفائی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَتْرُكْ عَانَتَهُ فَوْقَ أَرْبَعِينَ يَوْماً وَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَدَعَ ذَلِكَ مِنْهَا فَوْقَ عِشْرِينَ يَوْماً.

جو شخص خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اگر مرد ہے تو چالیس دن بدن کے زائد بالوں کو صاف کرنے کو ترک نہ کرے اور اگر عورت ہے تو بیس دن سے زیادہ بدن کے زائد بالوں کو صاف کرنے کو ترک نہ کرے۔ [۳]

............وَ الْجُنُبُ لَا بَأْسَ أَنْ يَطَّلِيَ لِأَنَّ النُّورَةَ تَزِيدُ نَظَافَةً.

اور اس میں کوئی اشکال نہیں کہ مثانہ کے بالوں کو نورہ پاؤڈر سے صاف کریں کیونکہ اس سے پاکیزگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ [۴]

مَنْ لَمْ يَحْلِقْ عَانَتَهُ وَ يُقَلِّمْ أَظْفَارَهُ وَ يَجُزَّ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا.

جو شخص شرمگاہ کے بال صاف نہیں کرتا، ناخن نہیں اتارتا اور مونچھوں کو چھوٹا نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ [۵]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۴۹۰ / باب قص الاظفار..... ص:۴۹۰

[۲] الخصال/ ج۲ / ۳۹۱ / ماجاء فی یوم الجمعۃ..... ص:۳۹۰

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۵۰۶ / باب النورۃ..... ص:۵۰۵

[۴] مکارم الاخلاق/ ۶۰ / الفصل الرابع فی حلق الراس والعانۃ والابط..... ص:۵۸

[۵] الجامع الصغیر، ج۱، ص۶۴۵

لَا يُطَوِّلَنَّ اَحَدُكُمْ شَارِبَهُ وَلَا عَانَتَهُ وَلَا شَعْرَ اِبْطَيْهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَتَّخِذُهَا مَخَابِئَ يَسْتَتِرُ بِهَا.

مونچھوں، بغل اور زیر ناف کے بالوں کو دراز نہ ہونے دو۔ کیونکہ شیطان وہاں مخفی ہوتا ہے۔ [۱]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

نَتْفُ الْاِبْطِ يَنْفِي الرَّائِحَةَ الْمُنْكَرَةَ وَهُوَ طَهُورٌ.

بغل کے بالوں کو صاف کرنے سے بدبو دور ہوتی ہے اور پاکیزگی کا سبب ہے۔ [۲]

چنانچہ آپ نے فرمایا:

النُّورَةُ مَشَدَّةٌ لِلْبَدَنِ وَطَهُورٌ لِلْجَسَدِ.

نورہ (بال صاف کرنے والا پاؤڈر) بدن کو تقویت دیتا اور پاکیزہ کرتا ہے۔ [۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

السُّنَّةُ فِي النُّورَةِ فِي كُلِّ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْماً فَاِنْ اَتَتْ عَلَيْكَ عِشْرُونَ يَوْماً وَ لَيْسَ عِنْدَكَ فَاسْتَقْرِضْ عَلَى اللهِ.

ہر پندرہ دن میں نورے کا استعمال کرنا سنت ہے اگر بیس دن گزر جائیں اور تم وسیلہ بھی نہ رکھتے ہو تو قرض لے کر یہ کام انجام دو۔ [۴]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اِذَا اَرَدْتَ اسْتِعْمَالَ النُّورَةِ وَ لَا يُصِيبَكَ قُرُوحٌ وَ لَا شُقَاقٌ وَ لَا سَوَادٌ فَاغْتَسِلْ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ قَبْلَ اَنْ تَتَنَوَّرَ وَ مَنْ اَرَادَ دُخُولَ الْحَمَّامِ لِلنُّورَةِ فَلْيَجْتَنِبِ الْجِمَاعَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِاثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَاعَةً وَهُوَ تَمَامُ يَوْمٍ.

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ نورہ سے نہ کسی قسم کا زخم نہ آئے اور نہ بدن سیاہ پڑے تو پہلے بدن کو سرد پانی سے دھو لو اور جب تم حمام جانے (یعنی نورہ کے استعمال) کا ارادہ ہو تو اس کے بارہ گھنٹے تک ہمبستری نہ کرو۔ [۵]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَالَ اِذَا اطَّلَى بِالنُّورَةِ- اَللّٰهُمَّ طَيِّبْ مَا طَهُرَ مِنِّي وَطَهِّرْ مَا طَابَ مِنِّي وَ اَبْدِلْنِي شَعْراً طَاهِراً لَا يَعْصِيكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي تَطَهَّرْتُ ابْتِغَاءَ سُنَّةِ الْمُرْسَلِينَ وَ ابْتِغَاءَ رِضْوَانِكَ وَ مَغْفِرَتِكَ فَحَرِّمْ شَعْرِي وَ

---

[۱] علل الشرائع/ج ۲/۵۱۹/۲۹۲ باب العلۃ التی من اجلہا لا یجوز تطویل شعر الشارب والابط والعانۃ..... ص:۵۱۹

[۲] تحف العقول/النص/۱۰۱/آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

[۳] تحف العقول/النص/۱۰۱/آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۶/۵۰۶/باب النورۃ..... ص:۵۰۵

[۵] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ج ۱/۴۳۸/۸۷-باب نوادر ما یتعلق بابواب التنظیف..... ص:۴۳۴

بَشَرِی عَلَى النَّارِ وَ طَهِّرْ خَلْقِي وَ طَيِّبْ خُلُقِي وَزَكِّ عَمَلِي وَ اجْعَلْنِي مِمَّنْ يَلْقَاكَ عَلَى الْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِكَ وَدِينِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله حَبِيبِكَ وَرَسُولِكَ عَامِلًا بِشَرَائِعِكَ تَابِعاً لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صلى الله عليه وآله آخِذاً بِهِ مُتَأَدِّباً بِحُسْنِ تَأْدِيبِكَ وَ تَأْدِيبِ رَسُولِكَ وَ تَأْدِيبِ أَوْلِيَائِكَ الَّذِينَ غَذَوْتَهُمْ بِأَدَبِكَ وَ زَرَعْتَ الْحِكْمَةَ فِي صُدُورِهِمْ وَ جَعَلْتَهُمْ مَعَادِنَ لِعِلْمِكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِمْ.

جب کوئی زائد بالوں کو صاف کرتے وقت نورہ لگاتا ہے اور یہ پڑھتا ہے:

(یعنی) خدایا! جو کچھ میں نے پاکیزگی حاصل کی ہے اسے خوشبو بنا دے اور جو کچھ میں نے خوشبو حاصل کی ہے اسے پاکیزہ فرما، خدوندا! میں ارادہ کیا ہے تیرے انبیا علیہم السلام کی سنت تک پہنچنے کا، تیری خوشنودی اور تیری مغفرت کا۔ پس تو حرام کر دے میرے بالوں اور کھال پر جہنم اور پاکیزہ قرار دے میری تخلیق اور میرے خُلق کو، میرے عمل کو پاکیزہ کر دے، مجھے قرار دے دین حنیف اور تیرے خلیل ابراہیمؑ کی ملت سے ملحق والوں میں، اور قرار دے اپنے حبیب اور اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر عمل کرنے والا، اپنے نبیؐ کی سنت کی پیروی کرنے والا، مجھے آراستہ فرما اپنے اچھے ادب کے ساتھ، اپنے رسول کے ادب کے ساتھ اور اپنے اولیا کے ادب کے ساتھ۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے تیرے ادب کو پایا اور جن کے دلوں میں تیری حکمت پھلی پھولی اور ان کے لئے اپنے علم کے خزانے قرار دیئے ان سب پر تیرا درود ہو۔[۱]

شیخ صدوق کی روایت کے مطابق:

وَ كَانَ الصَّادِقُ عليه السلام يَطْلِي إِبْطَيْهِ فِي الْحَمَّامِ وَ يَقُولُ نَتْفُ الْإِبْطِ يُضْعِفُ الْمَنْكِبَيْنِ وَ يُوهِي وَ يُضْعِفُ الْبَصَرَ.

امام صادق علیہ السلام اپنی بغلوں کے بال حمام میں نورے سے صاف کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بغل کے بالوں کو اکھاڑنے سے نظر ضعیف ہوتی ہے۔[۲]

جمعہ کے دن نظافت و پاکیزگی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لِيَتَزَيَّنْ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَغْتَسِلُ وَ يَتَطَيَّبُ وَ يُسَرِّحُ لِحْيَتَهُ وَ يَلْبَسُ أَنْظَفَ ثِيَابِهِ .... فَإِنَّ اللهَ يَطَّلِعُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لِيُضَاعِفَ الْحَسَنَاتِ.

روز جمعہ اپنے آپ کو زینت دو، غسل کرو، خوشبو لگاؤ، بالوں میں کنگھی کرو، پاکیزہ ترین لباس پہنو کیونکہ اس دن خدا

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۶ / ۵۰۷ / باب النورۃ..... ص:۵۰۵

[۲] من لایحضرہ الفقیہ / ج۱ / ۱۲۰ / باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ..... ص:۱۱۰

زمین پر رہنے والوں پر نظر کرم فرماتا ہے تاکہ نیکیوں کو چند برابر کرے۔ [۱]

اس طرح فرمایا:

مَنِ اغْتَسَلَ لِلْجُمُعَةِ فَقَالَ- اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ- وَ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَ اجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ كَانَ طُهْراً مِنَ الْجُمُعَةِ اِلَى الْجُمُعَةِ.

جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور یہ دعا پڑھے:

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کا بندہ اور بھیجا ہوا ہے۔ خدایا! محمد اور اس کے خاندان پر درود بھیج۔ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک و پاکیزہ قرار دے تاکہ آنے والے جمعہ تک پاک و پاکیزہ رہے گا۔ [۲]

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

قَلِّمُوا اَظْفَارَكُمْ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَ اسْتَحِمُّوا يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَ اَصِيبُوا مِنَ الْحِجَامَةِ حَاجَتَكُمْ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَ تَطَيَّبُوا بِاَطْيَبِ طِيبِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

ناخن کو منگل کے دن اتارو اور بدھ کو حمام جاؤ اور جمعرات کو حجامت کراؤ۔ جمعہ کے دن اپنے آپ کو بہترین عطر سے معطر کرو۔ [۳]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَلَّمَ اَظَافِيرَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ اَخَذَ مِنْ شَارِبِهِ وَ اسْتَاكَ وَ اَفْرَغَ عَلَى رَاْسِهِ مِنَ الْمَاءِ حِينَ يَرُوحُ اِلَى الْجُمُعَةِ شَيَّعَهُ سَبْعُونَ اَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَ يَشْفَعُونَ لَهُ.

جو شخص جمعہ کے دن ناخن کاٹتا ہے اور مونچھوں کو چھوٹا کرتا ہے، مسواک کرتا ہو، جب نماز جمعہ کے لئے جائے تو اپنے سر پر پانی ڈالے۔ ایسا کرنے سے ستر ہزار فرشتے اس کی ہمراہی کرتے ہیں اور اس کی مغفرت اور شفاعت کرتے ہیں۔ [۴]

امام صادق علیہ السلام اجتماعی غسل جمعہ کی حکمت کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الْاَنْصَارَ كَانَتْ تَعْمَلُ فِي نَوَاضِحِهَا وَ اَمْوَالِهَا فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ حَضَرُوا الْمَسْجِدَ فَتَاَذَّى النَّاسُ بِاَرْوَاحِ آبَاطِهِمْ وَ اَجْسَادِهِمْ فَاَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِالْغُسْلِ فَجَرَتْ بِذَلِكَ السُّنَّةُ.

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۴۱۷/ باب التزین یوم الجمعۃ..... ص: ۴۱۷

[۲] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۱۲/ باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وماجاء فی التنظیف والزینۃ..... ص: ۱۱۰

[۳] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۱/ ۲۷۹/ ۲۸ باب فیما جاء عن الامام علی بن موسی ع من الاخبار المتفرقۃ..... ص: ۲۷۲

[۴] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۶/ ۴۶/ ۲۷- باب استحباب تقلیم الاظفار وحکمہا مع عدم الحاجۃ والاخذ من الشارب یوم الجمعۃ.. ص: ۴۴

انصار زمین کو پانی دیتے اور اپنے اموال کی حفاظت کرتے تھے اور جمعہ کے دن مسجد میں حاضر ہوتے تھے لوگ ان کی بغلوں سے آنے والی بدبو سے نفرت کرتے تھے۔ اس لئے رسول خدا ﷺ نے انہیں غسل کا حکم دیا اور اس طرح یہ غسل سنت ہو گیا۔[۱]

نظافت میں پیغمبرؐ کی سیرت:

جیسے نظافت خدا کے ہاں محبوب عمل ہے خوشبو بھی نظافت کے مصادیق میں سے ہے۔ رسول خدا ﷺ دوست رکھتے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمُ النِّسَاءُ وَ الطِّیبُ وَ جُعِلَ قُرَّةُ عَیْنِی فِی الصَّلَاةِ.

تمہاری دنیا میں عورتیں اور خوشبو میرے لئے محبوب ہے اور نماز میری نور چشم ہے۔[۲]

وَ کَانَ ﷺ اِذَا غَسَلَ رَأْسَهُ وَ لِحْیَتَهُ غَسَلَهُمَا بِالسِّدْرِ.

رسول خدا ﷺ سر اور داڑھی کو سدر کے پانی سے دھوتے تھے۔[۳]

وَ رُوِیَ اَنَّهُ ﷺ کَانَ لَا یَنَامُ اِلَّا وَ السِّوَاکُ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاِذَا نَهَضَ بَدَأَ بِالسِّوَاکِ.

رسول اکرم ﷺ مسواک کو سرہانے کے نیچے رکھتے تھے اور بیدار ہونے کے بعد پہلے مسواک کرتے تھے۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ کَانَ ﷺ رَسُولُ اللّٰهِ یَسْتَاکُ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَنَامَ.

جب بھی رسول خدا ﷺ سونا چاہتے تھے تو پہلے مسواک کرتے تھے۔[۵]

وَ کَانَ ﷺ یَسْتَاکُ کُلَّ لَیْلَةٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مَرَّةً قَبْلَ نَوْمِهِ وَ مَرَّةً اِذَا قَامَ مِنْ نَوْمِهِ اِلَی وِرْدِهِ وَ مَرَّةً قَبْلَ خُرُوجِهِ اِلَی صَلَاةِ الصُّبْحِ

رسول خدا ﷺ ہر رات تین بار مسواک کرتے تھے:

(۱) سونے سے پہلے

(۲) رات کو مناجات کرنے کے لئے جب اٹھتے تھے

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۱۲/ باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ..... ص:۱۱۰

[۲] الخصال/ ج۱/ ۱۶۵/ حبب الی النبی ص من الدنیا ثلاث..... ص:۱۶۵

[۳] مکارم الاخلاق/ ۳۲/ فی غسل راسہ..... ص:۳۲

[۴] مکارم الاخلاق/ ۳۹/ مایقول عند استیقاظہ ص..... ص:۳۹

[۵] مکارم الاخلاق/ ۲۹۱/ فیمن اراد الانتباہ للصلاۃ..... ص:۲۹۱

(۳) نماز صبح جانے سے پہلے۔ [۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَطْلِي الْعَانَةَ وَمَا تَحْتَ الْأَلْيَتَيْنِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جمعہ کو بدن کے زائد (بغلوں اور زیر ناف) بالوں کو صاف کرتے تھے۔ [۲]

عمومی جگہوں کی صفائی ستھرائی:

عمومی جگہیں:

وَنَهَى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنْ يَبُولَ أَحَدٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ مُثْمِرَةٍ أَوْ عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ.

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھل دار درخت کے نیچے اور راستے میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ [۳]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

أَيْنَ يَتَوَضَّأُ الْغُرَبَاءُ قَالَ يَتَّقُونَ شُطُوطَ الْأَنْهَارِ وَ الطُّرُقَ النَّافِذَةَ وَ تَحْتَ الْأَشْجَارِ الْمُثْمِرَةِ وَ مَوَاضِعَ اللَّعْنِ قِيلَ لَهُ وَمَا مَوَاضِعُ اللَّعْنِ فَقَالَ أَبْوَابُ الدُّورِ.

بیت الخلاء میں جانے کے وقت ان مقامات سے پرہیز کریں:

(۱) دریا کے کنارے

(۲) گزرنے کا راستہ، پھل دار درخت کے نیچے

(۳) وہ جگہ جو مورد لعنت ہو جیسے گھروں کے دروازوں کے سامنے۔ [۴]

ایک روایت میں ملتا ہے کہ

وَفِي خَبَرٍ آخَرَ لَعَنَ اللهُ الْمُتَغَوِّطَ فِي ظِلِّ النُّزَّلِ

خدا لعنت کرے اس شخص پر جو سائے کے نیچے پیشاب کرتا ہو۔ [۵]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَظِّفُوا سَاحَاتِكُمْ فَإِنَّ الْيَهُودَ أَنْتَنُ النَّاسِ سَاحَةً.

---

[۱] مکارم الاخلاق/ ۳۹/ فی سواکہ ص..... ص:۳۹

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۵۰۷/ باب النورۃ..... ص:۵۰۵

[۳] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[۴] معانی الاخبار/ النص/ ۳۶۸/ باب معنی مواضع اللعن..... ص:۳۶۸

[۵] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۲۵/ باب ارتیاد المکان للحدث والسنۃ فی دخولہ والآداب فیہ الی الخروج منہ..... ص:۲۲

گھر کا صحن اور گھر کے اردگرد کی جگہ کو پاکیزہ رکھو کہ یہ یہودیوں کا بدترین محلہ ہے۔[۱]

پانی:

روایت ہے کہ:

وَنَهَى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ يَبُولَ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ فَاِنَّهُ مِنْهُ يَكُونُ ذَهَابُ الْعَقْلِ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے کیونکہ اس سے عقل زائل ہوتی ہے۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمَاءُ لَهُ سُكَّانٌ فَلَا تُؤْذُوهُمْ بِبَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ.

پانی میں مخلوق رہتی ہے پیشاب، پاخانہ کر کے اسے تکلیف نہ دو۔[۳]

روایت میں ملتا ہے کہ

وَرُوِيَ اَنَّ الْبَوْلَ فِي الْمَاءِ الْجَارِي يُورِثُ السَّلَسَ وَفِي الرَّاكِدِ يُورِثُ الْحُصْرَ.

جاری پانی میں پیشاب کرنے سے تسلسل بول کی بیماری ہوتی ہے اور کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے پیشاب کے بند ہونے کی بیماری آتی ہے۔[۴]

برتن:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

غَسْلُ الْاِنَاءِ وَكَسْحُ الْفِنَاءِ مَجْلَبَةٌ لِلرِّزْقِ.

برتنوں کو دھونے اور گھر میں جھاڑو دینے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[۵]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

......وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُمْ وَاَوْكُوا اَسْقِيَتَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَكْشِفُ غِطَاءً وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً.

اپنے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھیں اور مشکیزے کے منہ بند کر کے رکھیں کیونکہ شیطان ڈھکنوں کو دور نہیں پھینکتا اور بند برتن کو نہیں کھولتا۔[۶]

---

[۱] موسوعۃ احادیث اہل البیتؑ، ج۱۱، ص۱۷۳

[۲] مکارم الاخلاق/ ۴۲۴ / الفصل الثانی فی ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۴۲۴

[۳] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱ / ۱۷ / ۲ / ۱۹ ۔باب کراہۃ البول فی الماء جاریا وراکدا وجملۃ من المناہی..... ص: ۲۷۰

[۴] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱ / ۱۷ / ۲ / ۱۹ ۔باب کراہۃ البول فی الماء جاریا وراکدا وجملۃ من المناہی..... ص: ۲۷۰

[۵] الخصال/ ج۱ / ۵۴ / خصلتان مجلبتان للرزق..... ص: ۵۴

[۶] علل الشرائع/ ج۲ / ۵۸۲ / ۳۸۵ ۔باب نوادر العلل..... ص: ۵۷۷

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

........وَ اَكْفِئْ اِنَاءَكَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَرْفَعُ اِنَاءً مُكْفَأً.

برتنوں کو الٹا کر کے رکھیں کیونکہ شیطان (آلودگی) الٹے برتنوں کو اٹھا نہ سکے۔[۱]

کوڑا کرکٹ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُخْرِجُوْا مَنْدِيْلَ الْغَمَرِ مِنْ بُيُوْتِكُمْ، فَاِنَّهُ مَبِيْتُ الْخَبِيْثِ وَ مَجْلِسُهُ.

آلودہ کپڑوں کو گھر سے باہر پھینک دو کیونکہ یہ آلودگی کے لئے بدترین جگہ ہے۔[۲]

اسی طرح فرمایا:

لَا تُبَيِّتُوا الْقُمَامَةَ فِي بُيُوتِكُمْ وَ اَخْرِجُوهَا نَهَاراً فَاِنَّهَا مَقْعَدُ الشَّيْطَانِ.

رات کو کوڑا کرکٹ گھروں میں نہ رکھو کیونکہ یہ شیطان کی (آلودگی والی) جگہ ہے۔[۳]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ بِدَفْنِ اَرْبَعَةٍ الشَّعْرِ وَ السِّنِّ وَ الظُّفُرِ وَ الدَّمِ.

ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار چیزوں کو دفن کرنے کا حکم دیا:

(۱) بال۔ (۲) ناخن۔ (۳) خون۔ (۴) دانت۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَدْفِنُ الرَّجُلُ اَظَافِيرَهُ وَ شَعْرَهُ اِذَا اَخَذَ مِنْهَا وَ هِيَ سُنَّةٌ.

ناخن اور بالوں کو دفن کرنا سنت ہے۔[۵]

استعمال شدہ پانی:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اغْتَسَلَ مِنَ الْمَاءِ الَّذِي قَدِ اغْتُسِلَ فِيهِ فَاَصَابَهُ الْجُذَامُ فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ.

جو شخص اپنے آپ کو استعمال شدہ پانی سے دھوئیں اور وہ جذام میں مبتلا ہو جائے تو اسے اپنی خود سرزنش کرنی چاہیے۔

---

[۱] مکارم الاخلاق/ ۱۲۸/ فی اغلاق الابواب وغیرہا..... ص:۱۲۸

[۲] الجامع الصغیر، ج۱، ص۶۹

[۳] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۵/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[۴] الخصال/ ج۱/ ۲۵۱/ الامر بدفن اربعۃ اشیاء..... ص:۲۵۱

[۵] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۲۸/ تقلیم الاظفار واخذ الشارب والمشط..... ص:۱۲۶

[۱]

چھینک:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَضَعْ کَفَّیْهِ عَلٰی وَجْهِهٖ وَلْیَخْفِضْ صَوْتَهٗ.

جب تمہیں چھینک آئے تو اپنے ہاتھوں کو چہرے کے سامنے کرلو اور آہستہ آواز سے چھینک لو۔[۲]

جھانویں کے استعمال کی ممانعت:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَخَذَ مِنَ الْحَمَّامِ خَزَفَةً فَحَكَّ بِهَا جَسَدَهٗ فَاَصَابَهُ الْبَرَصُ فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَمَنِ اغْتَسَلَ مِنَ الْمَاءِ الَّذِىْ قَدِ اغْتُسِلَ فِيْهِ فَاَصَابَهُ الْجُذَامُ فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ.

جو شخص حمام میں جھانواں (پاؤں کی میل اتارنے والا پتھر) استعمال کرے اور برص و جذام کے مرض میں مبتلا ہو جائے تو ایسے شخص کو اپنی سرزنش کرنی چاہیے۔[۳]

آلودہ تیل:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے چوہے اور کتے کے جھوٹے کے بارے میں پوچھا گیا:

قَالَ علیہ السلام: اِنْ كَانَ جَرَّةً اَوْ نَحْوَهَا فَلَا يَاْكُلْهُ وَلٰكِنْ يُنْتَفَعُ بِهٖ فِىْ سِرَاجٍ اَوْ غَيْرِهٖ.

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: تیل اور دودھ جو چوہے اور کتے کا بچا ہوا ہو اس کو نہ پینا لیکن تیل اس سے چراغ جلانے اور دیگر فوائدہ حاصل کر سکتے ہو۔[۴]

بلغم:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَنَخَّمَ فِى الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَدَّهَا فِىْ جَوْفِهٖ لَمْ تَمُرَّ بِدَاءٍ اِلَّا اَبْرَاَتْهُ.

جو شخص مسجد میں کھانسی کرے اور ناک وسینہ کی بلغم کو روک لے اس سے وہ بیماری سے بچ جاتا ہے۔[۵]

راوی کہتا ہے:

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۶/۵۰۳/باب الحمام..... ص:۴۹۶

[۲] الجامع الصغیر، ج۱، ص۱۱۶

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۶/۵۰۳/باب الحمام..... ص:۴۹۶

[۴] بحار الانوار (ط-بیروت)/ج۱۰/۲۶۱/باب ۱۷ ما وصل الینا من اخبار علی بن جعفر عن اخیہ موسی ع بغیر روایۃ الحمیر ی نقلنا ہا مجتمعۃ لما بینہا و بین اخبار الحمیر ی من اختلاف یسیر وفرقنا ما ورد بروایۃ الحمیر ی علی الابواب..... ص:۲۴۹

[۵] من لا یحضرہ الفقیہ/ج۱/۲۳۳/باب فضل المساجد وحرمتہا وثواب من صلی فیہا..... ص:۲۲۸

......وَلَا رَاَیْتُهُ تَفَلَ......

............میں نے امام رضا علیہ السلام کو لعاب دہن پھینکتے نہیں دیکھا............۔ [۱]

بیت الخلاء کے آداب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَشَدَّ النَّاسِ تَوَقِّياً لِلْبَوْلِ حَتّٰى اَنَّهُ كَانَ اِذَا اَرَادَ الْبَوْلَ عَمَدَ اِلٰى مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ مِنَ الْاَرْضِ اَوْ مَكَانٍ يَكُونُ فِيهِ التُّرَابُ الْكَثِيرُ كَرَاهِيَةَ اَنْ يُنْضَحَ عَلَيْهِ الْبَوْلُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کے لئے سب سے زیادہ شدید احتیاط سے کام لیتے جب آپ پیشاب کرنے کا ارادہ فرماتے تو بلندی (ایسی جگہ) پر تشریف لے جاتے (خود اونچی جگہ بیٹھیں اور پیشاب پستی میں گرے) یا ایسی جگہ جہاں دھول والی مٹی زیادہ ہو تشریف لے جاتے تا کہ پیشاب کے چھینٹے آپ پر نہ پڑیں۔ [۲]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْوُضُوءُ بَعْدَ الطَّهُورِ عَشْرُ حَسَنَاتٍ فَتَطَهَّرُوا.

طہارت کے بعد وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ پس باطہارت رہو۔ [۳]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَتَى الْخَلَاءَ لَا يَمْسَحُ بِيَمِينِهِ.

بیت الخلاء میں دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرنا۔ [۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا اَرَادَ دُخُولَ الْمُتَوَضَّاِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النِّجْسِ الْخَبِيثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اَللّٰهُمَّ اَمِطْ عَنِّي الْاَذٰى وَاَعِذْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النِّجْسِ الْخَبِيثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. اَللّٰهُمَّ اَمِطْ عَنِّي الْاَذٰى وَاَعِذْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

---

[۱] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۱۸۴ / ۴۴ باب فی ذکر اخلاق الرضا ع الکریمۃ ووصف عبادتہ..... ص:۱۷۸

[۲] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۱ / ۲۲ / باب ارتیاد المکان للحدث والسنۃ فی دخولہ والآداب فیہ الی الخروج منہ..... ص:۲۲

[۳] المحاسن/ ج۱ / ۴۷ / ۴۷ ثواب الطہر علی الطہر ص:۴۷

[۴] الجامع الصغیر، ج۱، ص۱۰۹

خدایا! میں پناہ مانگتا ہوں پلیدگی، نجاست اور شیطان سے جو خود بھی خبیث ہے اور دوسروں کو بھی خبیث بنا دیتا ہے۔ اے معبود! مجھ سے اذیت دینے والی چیزوں کو دور فرما اور پناہ دے مجھے شیطان رجیم سے۔[۱]

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَقْوَى الْاَسْبَابِ الْجَالِبَةِ لِلرِّزْقِ............ وَ الْمُدَاوَمَةُ عَلَى الطَّهَارَةِ.

جو شخص ہمیشہ باطہارت رہتا ہے اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمَضْمَضَةُ وَ الِاسْتِنْشَاقُ بِالْمَاءِ عِنْدَ الطُّهُورِ طَهُورٌ لِلْفَمِ وَ الْاَنْفِ.

طہارت (وضو) کے وقت منہ اور ناک کے دھونے کی وجہ سے منہ اور ناک پاک و پاکیزہ رہتے ہیں۔[۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا اَنَسُ اَكْثِرْ مِنَ الطُّهُورِ يَزِدِ اللهُ فِي عُمُرِكَ.

اے انس! طہارت اور پاکیزگی کی زیادہ رعایت کرو تا کہ خدا تیری عمر طولانی کرے۔[۴]

نفسیاتی نظافت:

جس طرح نظافت اور علاج انسان کے جسم کے لئے ضروری ہے اس طرح اس کی نفسیات کے لئے بھی ضروری ہے۔ آیات و روایات میں نفسانی سلامتی اور اس سے بچنے کے راہ حل ذکر ہوئے ہیں۔ بہت سے احکام انسان کی جان اور اس کی عقل کی حفاظت و رشد کے لئے بیان ہوئے ہیں۔ اس کا دوسرا حصہ جیسے کفارات، طہارت، آلودہ روح کے علاج ذکر ہوا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فَرَضَ اللهُ تَعَالَى............ وَ تَرْكَ شُرْبِ الْخَمْرِ تَحْصِيناً لِلْعَقْلِ.

خدا نے عقل کی پاکیزگی کے لئے اور ترک شراب پر جنت واجب کی ہے۔[۵]

خداوند عالم نے قرآن کو شفا کے طور پر تعارف کرایا ہے۔ مرض کو بھی بیان کیا ہے۔ ہم ظاہری بیماری اور اس کے نقصانات بھی دیکھ رہے ہیں۔ لیکن باطنی بیماریوں جیسے حرام نگاہ، بے عفتی، بے حجابی سے غافل ہیں۔

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۲۳/ باب ارتیاد المکان للحدث والسنۃ فی دخولہ والآداب فیہ الی الخروج منہ..... ص:۲۲
[۲] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۳/ ۳۱۸/ باب ۶۰ ما یورث الفقر والغناء..... ص:۳۱۴
[۳] تحف العقول/ النص/ ۱۰۱/ آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰
[۴] مکارم الاخلاق/ ۴۰/ فی التنظیف..... ص:۴۰
[۵] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۱۲/ [۲۴۹] ۲۵۲..... ص:۵۱۲

قرآن فرماتا ہے:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ﴿٣٢﴾

کسی آدمی سے لگی لپٹی بات نہ کرنا کہ جس کے دل میں بیماری ہو اسے لالچ پیدا ہو جائے اور ہمیشہ نیک باتیں کیا کرو۔ [۱]

اسی طرح قرآن میں ہے:

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَى مَا أَسَرُّوا فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ ﴿٥٢﴾

تم دیکھو گے کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان کی طرف جا رہے ہیں اور یہ عذر بیان کرتے ہیں کہ ہمیں گردشِ زمانہ کا خوف ہے۔ پس عنقریب خدا اپنی طرف سے فتح یا کوئی دوسرا امر لے آئے گا تو یہ اپنے دل کے چھپائے ہوئے راز پر پشیمان ہو جائیں گے۔ [۲]

آیات و روایات میں نفسانی نظافت سے مربوط دو عنوان عقل و دل بیان ہوئے ہیں۔

نظافت عقل:

عقل کا معنی منع ہے۔ اونٹ کے زانوں کا باندھنے کو عقال کہتے ہیں کیونکہ اونٹ کے زانو کو باندھنے سے وہ حرکت نہیں کر سکتا۔

عقل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) نظری (۲) عملی۔

عقل نظری انسان کے لئے اندیشہ و فکر کی رہنمائی کا نام ہے اور عقل عملی اس کے لئے انگیزہ کا رہبر ہے۔

عقل کی تباہی کے عوامل

شراب کی مستی:

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾

اے ایمان والو! شراب، قمار اور قربانی کے لئے نصب شدہ سنگ کہ جن کو مشرکین تبرک سمجھتے ہیں اور قمار کے تیر کہ جن

---

[۱] سورۂ احزاب: ۳۲

[۲] سورۂ مائدہ: ۵۲

سے بت پرست اور جانور کا گوشت تقسیم کرتے ہیں یہ سب کچھ پلیدی ہے اور شیطانی وسوسہ ہے لہٰذا ان سے پرہیز کرو تاکہ کامیابی حاصل کرسکو۔[1]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

حَرَّمَ اللهُ الْخَمْرَ لِمَا فِيهَا مِنَ الْفَسَادِ وَمِنْ تَغْيِيرِهَا.

بے شک خدا نے شراب کو اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ یہ تباہی کا موجب اور اس سے عقل میں تبدیلی ہوتی ہے (یعنی عقل ختم ہوجاتی ہے)۔[2]

گناہ کی مستی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَنْبَغِي لِلْعَاقِلِ اَنْ يَحْتَرِسَ مِنْ سُكْرِ الْمَالِ وَ سُكْرِ الْقُدْرَةِ وَ سُكْرِ الْعِلْمِ وَ سُكْرِ الْمَدْحِ وَ سُكْرِ الشَّبَابِ فَاِنَّ لِكُلِّ ذٰلِكَ رِيحاً خَبِيثَةً تَسْلُبُ الْعَقْلَ وَ تَسْتَخِفُّ الْوَقَارَ.

عاقل شخص پر ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو ثروت کی مستی، طاقت کی مستی، علم کی مستی، مدح کی مستی اور جوانی کی مستی سے روکے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے لئے بدبو ہے اور جو عقل کو سلب کردیتی ہے اور ان سے انسان کی عزت کم ہوجاتی ہے۔[3]

جس طرح شراب مستی کا عامل ہے اور عقل سلب ہوجاتی ہے اسی طرح گناہ کی مستی سے عقل زائل ہوجاتی ہے اور انسان درست ادراک نہیں کرسکتا۔[4]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمْ يُحَرِّمِ الْخَمْرَ لِاسْمِهَا وَلٰكِنْ حَرَّمَهَا لِعَاقِبَتِهَا فَمَا فَعَلَ فِعْلَ الْخَمْرِ فَهُوَ خَمْرٌ.

اللہ تعالیٰ نے شراب کو اس کے نام کی وجہ سے حرام نہیں کیا بلکہ حرام کیا ہے اس کے نتیجہ کی بنا پر لہٰذا جو چیز بھی شراب والا کام کرے وہ شراب (والا حکم رکھتی) ہے۔[5]

مَنْ سَلَّطَ ثَلَاثاً عَلَى ثَلَاثٍ فَكَاَنَّمَا اَعَانَ عَلَى هَدْمِ عَقْلِهِ مَنْ اَظْلَمَ نُورَ تَفَكُّرِهِ بِطُولِ اَمَلِهِ وَ مَحَا طَرَائِفَ حِكْمَتِهِ بِفُضُولِ كَلَامِهِ وَ اَطْفَاَ نُورَ عِبْرَتِهِ بِشَهَوَاتِ نَفْسِهِ.

---

[1] سورۂ مائدہ: ۹۰

[2] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۹۸ / ۳۳۔ باب فی ذکر ما کتب بہ الرضا ع الی محمد بن سنان فی جواب مسائلہ فی العلل ..... ص: ۸۸

[3] عیون الحکم والمواعظ (للیثی) / ۵۵۲ / الباب التاسع والعشر ون مما ورد من حکم امیر المؤمنین علی بن ابی طالب ع فی حرف الیاء

[4] تسنیم، ج ۲، ص ۳۳۶

[5] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ٦ / ۴۱۲ / باب ان الخمر انما حرمت لفعلها فما فعل فعل الخمر فھو خمر..... ص: ۴۱۲

تین چیزوں کو تین چیزوں پر مسلط کریں کیونکہ اس سے عقل کی نابودی ہوجاتی ہے:

(۱) جوشخص اپنے نورانی فکر کو لمبی امیدوں کے ساتھ تاریک کرتا ہے۔

(۲) جوشخص اپنی حکمت کو بیہودہ گفتگو سے زائل کرے۔

(۳) جو نور نصیحت کو اپنی خواہش نفسانی سے زائل کرے۔[۱]

خودپسندی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ اَحَدُ حُسَّادِ عَقْلِهِ.

خودپسندی حاسد عقل ہے۔[۲]

نادان افراد کی ہمراہی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ صَحِبَ جَاهِلًا نَقَصَ مِنْ عَقْلِهِ.

جوشخص نادان لوگوں کے ساتھ رہتا ہے اس کی عقل کم ہوجاتی ہے۔[۳]

عقل مند افراد کی نصیحت پر توجہ نہ دینا۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ الِاسْتِمَاعَ مِنْ ذَوِي الْعُقُولِ مَاتَ عَقْلُهُ.

جوشخص عقل مند افراد کی نصیحت کو ترک کرتا ہے اس کی عقل مردہ ہوجاتی ہے۔[۴]

بیہودہ گفتگو کرنا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْهَزْلُ فَسَدَ عَقْلُهُ.

جوشخص بیہودہ گفتگو زیادہ کرتا ہوتو ایسے شخص کی عقل تباہ ہوجاتی ہے۔[۵]

زیادہ مذاق کرنا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۱/۱۷/کتاب العقل والجہل ص:۱۰

[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۵۰۷/[۲۰۸]۲۱۲..... ص:۵۰۷

[۳] کنز الفوائد/ج۱/۱۹۹/فصل من کلام امیر المؤمنین ص فی العقل..... ص:۱۹۹

[۴] کنز الفوائد/ج۱/۱۹۹/فصل من کلام امیر المؤمنین ص فی العقل..... ص:۱۹۹

[۵] تصنیف غرر الحکم ودرر الکلم/۲۲۲/ذم المزح وکثرۃ الضحک وآثارہما..... ص:۲۲۲

مَنْ كَثُرَ مِزَاحُهُ اسْتُحْمِقَ.

جو شخص زیادہ مذاق کرے گا احمق بن جائے گا۔ [۱]

فقر و تنگدستی:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

يَا بُنَيَّ مَنِ ابْتُلِيَ بِالْفَقْرِ فَقَدِ ابْتُلِيَ بِأَرْبَعِ خِصَالٍ بِالضَّعْفِ فِي يَقِينِهِ وَ النُّقْصَانِ فِي عَقْلِهِ وَ الرِّقَّةِ فِي دِينِهِ وَ قِلَّةِ الْحَيَاءِ فِي وَجْهِهِ فَنَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفَقْرِ.

اے فرزند! جو شخص بھی فقر و تنگدستی میں گرفتار ہوتا ہے وہ چار مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے:

(۱) یقین ضعیف ہو جاتا ہے　(۲) عقل کم ہو جاتا ہے

(۳) دین میں سستی ہوتی ہے　(۴) بے حیائی ہوتی ہے۔

پس فقر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ [۲]

ترک تجارت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

تَرْكُ التِّجَارَةِ يَنْقُصُ الْعَقْلَ.

ترک تجارت سے عقل کم ہو جاتی ہے۔ [۳]

زیادہ گوشت کھانا:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

الْإِكْثَارُ مِنْ لُحُومِ الْوَحْشِ وَ الْبَقَرِ يُورِثُ تَغْيِيرَ الْعَقْلِ وَ تَحَيُّرَ الْفَهْمِ وَ تَبَلُّدَ الذِّهْنِ وَ كَثْرَةَ النِّسْيَانِ.

گوشت زیادہ کھانا وحشی جانوروں کا اور گائے کا عقل کی تغییر، چہرے کی بے رونقی، کند ذہنی اور نسیان کا باعث ہے۔ [۴]

گوشت کھانے سے پرہیز کی ممانعت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اللَّحْمُ يُنْبِتُ اللَّحْمَ وَ مَنْ تَرَكَ اللَّحْمَ أَرْبَعِينَ صَبَاحاً سَاءَ خُلُقُهُ.

---

[۱] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۴۵۴ / الفصل الاول بالمیم المفتوحۃ بلفظ من..... ص: ۴۲۳

[۲] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۱۰ / الفصل السابع والستون فی الفقراء

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۱۴۸ / باب فضل التجارۃ والمواظبۃ علیہا..... ص: ۱۴۸

[۴] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۶ / ۴۵۸ / ۱۱۲ - باب نوادر ما یتعلق بابواب الاطعمۃ المباحۃ ..... ص: ۴۵۵

جو شخص چالیس دن تک گوشت نہ کھائے وہ بداخلاق ہو جاتا ہے اور اس کا اخلاق تباہ ہو جاتا ہے۔[۱]

عقل کی سلامتی و رشد کے عوامل:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْعَقْلُ غَرِيزَةٌ تَزِيدُ بِالْعِلْمِ وَ التَّجَارِبِ.

عقل ایک غریزہ ہے جو علم و تجربہ سے زیادہ ہوتا ہے۔[۲]

نیز فرمایا:

كَثْرَةُ النَّظَرِ فِي الْحِكْمَةِ تَلْقَحُ الْعَقْلَ.

زیادہ سوچنے سے حکمت و عقل زیادہ ہوتی ہے۔[۳]

اسی طرح فرمایا:

بِتَرْكِ مَا لَا يَعْنِيكَ يَتِمُّ لَكَ الْعَقْلُ.

اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہارے لئے سودمند نہیں۔ اپنی عقل کی تکمیل کرو۔[۴]

رشد عقل میں غذا کی تاثیر:

ہم یہاں پر بعض غذائی مواد اور دوسرے امور جو عقل کی رشد و تقویت میں موثر ہیں ذکر کرتے ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا اتَّخَذَ اَحَدُكُمْ مَرَقاً فَلْيُكْثِرْ فِيهِ مِنَ الدُّبَّاءِ فَإِنَّهُ يَزِيدُ فِي الدِّمَاغِ وَ فِي الْعَقْلِ.

کدو کا سالن زیادہ کھاؤ کیونکہ اس سے مغز کی رشد اور عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔[۵]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الْحِجَامَةَ تُصَحِّحُ الْبَدَنَ وَ تَشُدُّ الْعَقْلَ.

حجامۃ صحت بدن کا سبب اور قوت عقل کا باعث ہے۔[۶]

---

[۱] بحار الانوار (ط۔ بیروت) / ج ۶۳ / ۶۲ / باب ۱۴ فضل اللحم والشحم وذم من ترک اللحم اربعین یوما وانواع اللحم..... ص:۵۶

[۲] عیون الحکم والمواعظ (للیثی) / ۵۲ / الفصل الاول مما اولہ الالف واللام..... ص:۱۷

[۳] تحف العقول / النص / ۳۶۴ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵۷

[۴] عیون الحکم والمواعظ (للیثی) / ۱۸۹ / الفصل الاول الباء الزائدۃ..... ص:۱۸۵

[۵] مکارم الاخلاق / ۱۷۷ / فی الدباء..... ص:۱۷۶

[۶] الخصال / ج ۲ / ۶۱۱ / علم امیر المؤمنین ع اصحابہ فی مجلس واحد اربعمائۃ باب مما یصلح للمسلم فی دینہ ودنیاہ..... ص:۶۱۰

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَطَيَّبَ اَوَّلَ النَّهَارِ، لَمْ يَزَلْ عَقْلُهُ مَعَهُ اِلَى اللَّيْلِ.

جو شخص دن کا آغاز خوشبو سے شروع کرے تو اس کی عقل رات تک اس کے ساتھ ہوگی۔[۱]

امام کے فرمان کے مطابق:

اِنَّ الْخَلَّ يَشُدُّ الذِّهْنَ وَيَزِيدُ فِي الْعَقْلِ.

سرکہ کھانے سے ذہن تیز ہوتا ہے اور عقل میں اضافے کا سبب ہے۔[۲]

نیز فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالسَّفَرْجَلِ فَاِنَّهُ يَزِيدُ فِي الْعَقْلِ.

بہ (ایک سبزی ہے) کھاؤ اس سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔[۳]

نکتہ:

بے شک اس بات کا انکار نہیں کہ کچھ اعمال اور کھانوں کا انسان کے فہم و ادراک پر اثر ہوتا ہے۔ لیکن قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ ذہن کی سلامتی، حافظہ میں تقویت اور رشد وفہم میں بہت سے عوامل مؤثر ہیں غذا ان میں سے ایک ہے۔

ممکن ہے کہ غذا اور اعمال انسانی فکر میں رشد کا باعث ہو لیکن کچھ موانع ہوں گے جو ان عوامل کے لئے مانع ہوتے ہیں۔ لہٰذا جو کچھ ان روایات میں بیان کیا گیا ہے وہ کلی اور عمومی نہیں ہے تاہم ہر جگہ اور ہر موقع پر یہی عوامل موثر ہوں۔

دل کی نظافت

دل کی سلامتی کی اہمیت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلَا وَ اِنَّ مِنَ الْبَلَاءِ الْفَاقَةَ وَ اَشَدُّ مِنَ الْفَاقَةِ مَرَضُ الْبَدَنِ وَ اَشَدُّ مِنْ مَرَضِ الْبَدَنِ مَرَضُ الْقَلْبِ اَلَا وَاِنَّ مِنَ النِّعَمِ سَعَةَ الْمَالِ وَ اَفْضَلُ مِنْ سَعَةِ الْمَالِ صِحَّةُ الْبَدَنِ وَ اَفْضَلُ مِنْ صِحَّةِ الْبَدَنِ تَقْوَى الْقَلْبِ.

آگاہ رہو! تنگ دستی ایک بلا ہے اور تنگ دستی سے بھی بدتر، بدن کی بیماری ہے اور بدن کی بیماری سے بھی بدتر دل کی بیماری ہے۔ آگاہ رہو نعمتیں، مال و ثروت میں گنجائش، مال کی کشائش سے برتر، تندرستی ہے اور تندرستی سے بڑھ کر دل کی

---

[۱] کافی (ط۔دارالحدیث)/ج ۱۳/ ۱۹۲/ ۴۸۔باب الطیب ص:۱۹۰

[۲] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج ۶/ ۳۲۹/ باب الخل ص:۳۲۹

[۳] مکارم الاخلاق/ ۱۷۲/ فی السفرجل ص:۱۷۱

سلامتی ہے۔[۱]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَا وَجَعَ اَوْجَعُ لِلْقُلُوبِ مِنَ الذُّنُوبِ.

دل کے لئے کوئی درد بھی گناہ سے بدتر نہیں ہے۔[۲]

تندرستی میں سالم دل کی تاثیر:

اَلَا وَاِنَّ مِنْ صِحَّةِ الْبَدَنِ تَقْوَی الْقَلْبِ.

ہوشیار رہو کہ بدن کی تندرستی کا کچھ حصہ دل کی سلامتی ہے۔[۳]

اسی طرح فرمایا:

فَاِنَّ تَقْوَی اللهِ......... شِفَاءُ مَرَضِ اَجْسَادِكُمْ.

تقویٰ الٰہی...... بدن کی بیماریوں کا علاج ہے۔[۴]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا عِلْمَ كَطَلَبِ السَّلَامَةِ وَلَا سَلَامَةَ كَسَلَامَةِ الْقَلْبِ.

کوئی بھی علم سلامتی جیسا علم نہیں اور کوئی سلامتی دل کی سلامتی جیسی نہیں ہے۔[۵]

سلامت دل پر اثر:

خدا نے قرآن مجید میں فرمایا:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾

وہ دن کہ جس میں انسان کا نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد۔ سوائے ان کے جو شرک و گناہ سے پاک دل لئے ہوئے خدا کے پاس آئیں ان کے لئے فائدہ ہوگا۔[۶]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا اَبَاذَرٍّ اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَا يَنْظُرُ اِلَى صُوَرِكُمْ وَ لَا اِلَى اَمْوَالِكُمْ وَ اَقْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلَى قُلُوبِكُمْ وَ اَعْمَالِكُمْ

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۲۰۳/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۲۰۰

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۷۵/ باب الذنوب..... ص:۲۶۸

[۳] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۴۵/ [۳۹۵]۳۸۸..... ص:۵۴۴

[۴] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۱۲/ الوصیۃ بالتقوی..... ص:۳۱۲

[۵] تحف العقول/ النص/ ۲۸۶/ وصیتہ ع لجابر بن یزید الجعفی..... ص:۲۸۴

[۶] سورۂ شعراء: ۸۸، ۸۹

اے ابوذرؓ! خداوند قدوس تمہارے چہروں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دل اور کردار کو دیکھتا ہے۔[1]

بیماری کے عوامل اور دل کی موت:

دل کی مندرجہ ذیل یہ بیماریاں ہیں: قساوت، اندھاپن، زنگ آلودگی، ان کے درج ذیل عوامل ہیں:

پیمان شکنی:

خداوند فرماتا ہے:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾

پھر ان کی عہد شکنی کی بنا پر ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت بنا دیا وہ ہمارے کلمات کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور انہوں نے ہماری یاددہانی کا اکثر حصّہ فراموش کر دیا ہے اور تم ان کی خیانتوں پر برابر مطلع ہوتے رہو گے علاوہ چندافراد کے لہٰذا ان سے درگزر کرو اور ان کی طرف سے کنارہ کشی کرو کہ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔[2]

زیادہ بولنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةُ الْقَلْبِ.

خدا کی یاد کے علاوہ زیادہ باتیں کرنا دل کو سخت کر دیتی ہیں۔[3]

طولانی عمر:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَطُولَنَّ عَلَيْكُمُ الْاَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوبُكُمْ.

اپنی عمر کو طولانی نہ سمجھو کہ قساوت کا موجب ہوگا۔[4]

اگر گناہ ہو گیا ہو اور دائمی طور پر گناہ پر اصرار ہو تو قساوت قلبی کا باعث ہے۔

لہوولعب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۴۶۹ / الفصل الخامس فی وصیۃ رسول اللہ ص لابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ..... ص: ۴۵۸

[2] سورۂ مائدہ: ۱۳

[3] الامالی (للطوسی) / النص / ۳ / [۱] المجلس الاول

[4] تحف العقول / النص / ۱۱۲ / آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص: ۱۰۰

ثَلَاثَةٌ يُقَسِّينَ الْقَلْبَ اسْتِمَاعُ اللَّهْوِ وَطَلَبُ الصَّيْدِ وَإِتْيَانُ بَابِ السُّلْطَانِ.

تین چیزوں سے دل میں قساوت پیدا ہوتی ہے لہو کو سننا، تفریح پر جانا، بادشاہ کے دربار میں رفت و آمد رکھنا۔[1]

بخیل آدمی کو دیکھنا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

النَّظَرُ إِلَى الْبَخِيلِ يُقَسِّي الْقَلْبَ.

بخیل کو دیکھنے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔[2]

بے فائدہ گفتگو:

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

إِيَّاكُمْ وَ الْمِرَاءَ وَ الْخُصُومَةَ فَإِنَّهُمَا يُمْرِضَانِ الْقُلُوبَ عَلَى الْإِخْوَانِ.

گفتگو بے حاصل اور دشمنی والی ہو تو ان دو چیزوں سے دل بیمار ہو جاتا ہے۔[3]

غیر خدا سے عشق:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ عَشِقَ شَيْئاً أَعْشَى بَصَرَهُ وَ أَمْرَضَ قَلْبَهُ.

جو شخص کسی چیز کا عاشق ہو جائے تو اس کی آنکھیں اندھی اور اس کا دل بیمار ہو جاتا ہے۔[4]

گناہ کا تکرار اور ثروت مند افراد کی محفل

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ يُمِتْنَ الْقَلْبَ الذَّنْبُ عَلَى الذَّنْبِ وَ كَثْرَةُ مُنَاقَشَةِ النِّسَاءِ يَعْنِي مُحَادَثَتَهُنَّ وَ مُمَارَاةُ الْأَحْمَقِ تَقُولُ وَ يَقُولُ وَ لَا يَرْجِعُ إِلَى خَيْرٍ أَبَداً وَ مُجَالَسَةُ الْمَوْتَى فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ مَا الْمَوْتَى قَالَ كُلُّ غَنِيٍّ مُتْرَفٍ.

چار چیزوں سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ گناہ پر گناہ۔ زیادہ گفتگو۔ احمق سے میل جول جس طرح تم کہو وہ بھی کہے تو کبھی خیر کی طرف نہیں آئے گا اور مُردوں سے ہمنشینی۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! مُردہ کون ہیں؟

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۶۶/ باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[2] تحف العقول/ النص/ ۲۱۴/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۲۰۰

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۰۰/ باب المراء والخصومۃ ومعاداۃ الرجال..... ص:۳۰۰

[4] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۱۶۰/ عصیان الخلق..... ص:۱۵۹

آپ نے فرمایا: ہر ثروت مند جو عیاش ہو۔[1]

عورت کی محفل اور گمراہ افراد کی ہمنشینی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مَفْسَدَةٌ لِلْقُلُوبِ اَلْخَلْوَةُ بِالنِّسَاءِ- وَ الِاسْتِمَاعُ مِنْهُنَّ وَ الْاَخْذُ بِرَاْيِهِنَّ وَ مُجَالَسَةُ الْمَوْتَى فَقِيلَ لَهُ يَارَسُولَ اللهِ وَمَا مُجَالَسَةُ الْمَوْتَى قَالَ مُجَالَسَةُ كُلِّ ضَالٍّ عَنِ الْاِيمَانِ وَجَائِرٍ فِي الْاَحْكَامِ.

چار چیزیں ایسی ہیں جو دل کی تباہی کا موجب بنتی ہیں۔ عورتوں کے ساتھ بیٹھنا اور ان کی باتیں سننا، ان کی رائے کو قبول کرنا اور مُردوں سے ہمنشینی۔

سوال ہوا: اے اللہ کے رسولؐ! مُردوں کی مجالس سے مراد کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہر قسم کی محفل جس میں گمراہ لوگ ہوں اور احکام الٰہی سے غافل ہوں۔[2]

زیادہ ہنسنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِيَّاكَ وَ كَثْرَةَ الضِّحْكِ، فَاِنَّهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ.

زیادہ نہ ہنسو کہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔[3]

دل کی سلامتی کے عوامل:

قرآن وسنت میں ایسے امور ذکر ہوئے ہیں جو دل کو زندہ کرتے ہیں اور نظافت کا باعث ہیں۔

(۱) قرآن کی تلاوت	(۲) نصیحت
(۳) یاد خدا	(۴) موت کو یاد کرنا
(۵) تفکر	(۶) نور حکمت
(۷) دانشمندوں کی محفل	(۸) علمی گفتگو، نیک لوگوں کا دیدار
(۹) صاحب معرفت کی محفل	(۱۰) غریبوں کو کھانا کھلانا
(۱۱) یتیم سے محبت	(۱۲) گناہ سے پاک رہنا
(۱۳) تقویٰ	(۱۴) غیر خدا سے دوری

[1] الخصال/ ج۱/ ۲۲۸/ اربع خصال یمتن القلب..... ص:۲۲۸

[2] الامالی (للمفید)/ النص/ ۳۱۵/ المجلس السابع والثلاثون

[3] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۵۴۱/ [۱۹] مجلس یوم الجمعۃ الرابع من المحرم سنۃ سبع وخمسین واربعمائۃ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُم مَّوۡعِظَةٞ مِّن رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٞ لِّمَا فِي ٱلصُّدُورِ وَهُدٗى وَرَحۡمَةٞ لِّلۡمُؤۡمِنِينَ﴿٥٧﴾

ایہاالناس! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی شفا کا سامان اور ہدایت اور صاحبانِ ایمان کے لئے رحمت قرآن آچکا ہے۔[1]

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَحْسَنُ الْحَدِيثِ وَ تَفَقَّهُوا فِيهِ فَإِنَّهُ رَبِيعُ الْقُلُوبِ وَ اسْتَشْفُوا بِنُورِهِ فَإِنَّهُ شِفَاءُ الصُّدُورِ.

قرآن کو سیکھو اور اس میں غور و فکر کرو۔ کیونکہ یہ دلوں کی بہار ہے اور اس کے نور سے شفا حاصل کرو کہ جو دلوں کی شفا ہے۔[2]

اسی طرح فرمایا:

مُجَالَسَةُ ذَوِي الْفَضَائِلِ حَيَاةُ الْقُلُوبِ.

صاحبانِ فضیلت کی محفل میں جاؤ اس سے دل زندہ رہتے ہیں۔[3]

نیز فرمایا:

لِقَاءُ أَهْلِ الْخَيْرِ عِمَارَةُ الْقُلُوبِ.

نیک افراد کا دیدار دل کو آباد کرتا ہے۔[4]

اور فرمایا:

لِقَاءُ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ عِمَارَةُ الْقُلُوبِ.

اہل معرفت کا دیدار دلوں کو حیات بخشتا ہے۔[5]

ایک اور حدیث میں ہے کہ فرمایا:

عِمَارَةُ الْقُلُوبِ فِي مُعَاشَرَةِ ذَوِي الْعُقُولِ.

---

[1] سورۂ یونس: ۵۷

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۱۶۴ / فضل القرآن ..... ص: ۱۶۴

[3] عیون الحکم والمواعظ (للیثی) / ۴۸۵ / الفصل الرابع باللفظ المطلق ..... ص: ۴۸۵

[4] تحف العقول / النص / ۸۰ / کتابہ الی ابنہ الحسن ع ..... ص: ۶۸

[5] عیون الحکم والمواعظ (للیثی) / ۴۱۹ / الفصل السابع باللفظ المطلق ..... ص: ۴۱۹

دلوں کی حیات عقل مند افراد کی محفل ہے۔ [۱]

نیز امام حسن علیہ السلام کو وصیت میں فرمایا:

أُوصِيكَ .... عِمَارَةِ قَلْبِكَ بِذِكْرِهِ.

میں تجھے نصیحت کرتا ہوں .... یاد خدا سے اپنے دلوں کو زندہ رکھو۔ [۲]

روایت میں ہے کہ

وَ رُوِيَ اَنَّ رَجُلًا شَكَا اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله قَسَاوَةَ قَلْبِهِ فَقَالَ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ يَلِينَ قَلْبُكَ فَاَطْعِمِ الْمِسْكِينَ وَ امْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ.

ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنی قساوت قلبی کی شکایت کی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: جب چاہو کہ تمہارا دل نرم ہو غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پر نوازش کا ہاتھ پھیرو۔ [۳]

---

[۱] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۳۴۰/ الفصل الخامس باللفظ المطلق ص:۳۳۹

[۲] تحف العقول/ النص/ ۶۸/ کتابہ الی ابنہ الحسن ع ص:۶۸

[۳] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۶۷/ الفصل السادس عشر فی ذکر الایتام ص:۱۶۷

چھٹی فصل:

کھانا اور پینا

اسلام میں کھانا پینا درحقیقت نعمت الٰہی سے فائدہ اٹھانے کا نام ہے اور خدا کی بندگی کی راہ میں ۔

اسی لئے روایات میں اس کی تاکید ہوئی ہے اور غیروں کی چیزیں کھانے پینے سے منع کیا گیا ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَزَالُ هَذِهِ الْأُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَلْبَسُوا لِبَاسَ الْعَجَمِ وَ يَطْعَمُوا أَطْعِمَةَ الْعَجَمِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ ضَرَبَهُمُ اللهُ بِالذُّلِّ.

حضرت علی علیہ السلام ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اس امت کے امور اس وقت تک خیر و صلاح تھے کہ جب تک انہوں نے غیروں کی غذا نہ کھائی اور لباس نہ پہنا تھا جب انہوں نے ایسا کیا تو خدا نے انہیں ذلیل و خوار کیا۔ [1]

غذا کھانے کے آداب

حلال خوری:

حدیث معراج میں ملتا ہے:

يَا أَحْمَدُ! ...... فَإِنْ أُطِيبَ مَطْعَمُكَ وَ مَشْرَبُكَ فَأَنْتَ فِي حِفْظِي وَ كَنَفِي.

اے احمدؐ! .... اگر تمہارا کھانا اور پینا پاک ہو تم میری حفظ وامان میں ہو۔ [2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] المحاسن/ ج ۲ / ۴۱۰ / ۱۵ باب التواضع ..... ص: ۴۰۹

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۲۰۳ / الباب الرابع والخمسون فیما سال رسول اللہ ص ربہ لیلۃ المعراج ..... ص: ۱۹۹

مَنْ اَكَلَ الْحَلَالَ قَامَ عَلٰى رَاْسِهٖ مَلَكٌ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ اَكْلِهٖ.

جو شخص حلال رزق کھاتا ہے۔تو ایک ایسے شخص کے سر پر ایک فرشتہ کھڑا ہوتا ہے جو اس کے لئے کھانے کے دوران مغفرت کرتا ہے اور کھانے سے فارغ ہونے تک وہ کھڑا رہتا ہے۔[۱]

ہاتھوں کا دھونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ يَنْفِي الْفَقْرَ وَبَعْدَهٗ يَنْفِي الْهَمَّ وَيُصَحِّحُ الْبَصَرَ.

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کے دھونے سے غربت وفقر دور ہوتا ہے۔کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے غم ختم ہوجاتے ہیں اور نظر تیز ہوتی ہے۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

غَسْلُ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهٗ زِيَادَةٌ فِي الرِّزْقِ.

غذا کھانے سے پہلے ہاتھوں کا دھونا اور کھانے کے بعد دھونے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[۳]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

صَاحِبُ الرَّحْلِ يَتَوَضَّأُ اَوَّلَ الْقَوْمِ قَبْلَ الطَّعَامِ، وَآخِرَ الْقَوْمِ بَعْدَ الطَّعَامِ.

میزبان کھانا کھانے سے پہلے، دوسروں سے پہلے اور غذا کے بعد اور دوسروں کے بعد اپنے ہاتھوں کو دھوئے۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهٗ يَزِيدَانِ فِي الرِّزْقِ.

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[۵]

اسی طرح فرمایا:

اَلْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ، يَبْدَأُ صَاحِبُ الْبَيْتِ لِئَلَّا يَحْتَشِمَ اَحَدٌ، فَاِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ بَدَأَ بِمَنْ عَلٰى يَمِينِ الْبَابِ حُرّاً كَانَ اَوْ عَبْداً.

میزبان کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کا دھونا شروع کرے تاکہ کوئی شرمندگی محسوس نہ کرے۔لیکن کھانے کے بعد

---

[۱] مکارم الاخلاق/ ۱۵۰ / الفصل الثالث فی آداب الاکل و مایتعلق بہ..... ص:۱۴۰

[۲] مکارم الاخلاق/ ۱۳۹ / الفصل الثانی فی آداب غسل الید وغیرہا..... ص:۱۳۹

[۳] تحف العقول/ النص/ ۱۰۱ / آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

[۴] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ) / النص/ ۷۰ / احادیث متفرقۃ..... ص:۹

[۵] المحاسن/ ج۲ / ۴۲۴ / ۳۰ باب الوضوء قبل الطعام وبعدہ..... ص:۴۲۴

کھڑے لوگوں میں سے دائیں سمت سے ہاتھ دھونا شروع کریں۔ [۱]

نیز فرمایا:

مَنْ غَسَلَ يَدَهُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَ بَعْدَهُ عَاشَ فِي سَعَةٍ وَ عُوفِيَ مِنْ بَلْوَى فِي جَسَدِهِ.

جو شخص کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوتا ہے۔ وہ کشائش و سلامتی میں ہوتا ہے۔ [۲]

اور فرمایا:

وَ كَانَ صلى الله عليه وآله وسلم إِذَا أَكَلَ الْخُبْزَ وَ اللَّحْمَ خَاصَّةً غَسَلَ يَدَيْهِ غَسْلًا جَيِّداً ثُمَّ مَسَحَ بِفَضْلِ الْمَاءِ الَّذِي فِي يَدِهِ وَجْهَهُ.

جس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص کر روٹی اور گوشت کھاتے تھے ہاتھوں کو اچھی طرح دھوتے تھے اور ہاتھوں کی تری کو منہ پر ملتے تھے۔ [۳]

بسم اللہ کہنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاجْتَمِعُوا عَلَيْهِ وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ.

اکٹھے کھانا کھاؤ اور بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھو تا کہ کھانے میں برکت ہو۔ [۴]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

......إِذَا وَضَعْتَهُ فَسَمِّ اللهِ.........

......جب کھانے کا دسترخوان بچھاؤ تو بھی بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھا کرو......۔ [۵]

امام کاظم علیہ السلام فرماتے تھے:

إِذَا شَرِبْتَ سَمَّيْتَ وَ إِذَا فَرَغْتَ حَمِدْتَ اللهَ.

کوئی بھی چیز پیتے وقت "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھو اور اس کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" پڑھو۔ [۶]

مرحوم صدوق لکھتے ہیں کہ روایت ہے کہ

أَنَّ مَنْ نَسِيَ أَنْ يُسَمِّيَ عَلَى كُلِّ لَوْنٍ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللهِ عَلَى أَوَّلِهِ وَ آخِرِهِ.

---

[۱] کافی (ط-دار الحدیث)/ ج ۱۲/ ۳۵۷/ ۵/ ۴-باب صفة الوضوء قبل الطعام..... ص:۳۵۶

[۲] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۶/ ۲۹۰/ باب الوضوء قبل الطعام وبعده..... ص:۲۹۰

[۳] مکارم الاخلاق/ ۳۱/ الفصل الثالث فی صفة اخلاقہ ص فی مطعمہ..... ص:۲۶

[۴] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۶۳/ ۳۴۹/ باب ۸ ذم الاکل وحدہ واستحباب اجتماع الایدی علی الطعام والتصدق مما یوکل..... ص:۳۴۷

[۵] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۳۵۶/ باب الاکل والشرب فی آنیة الذہب والفضة وغیر ذلک من آداب الطعام..... ص:۳۵۲

[۶] مکارم الاخلاق/ ۱۵۲/ الدعاء المروی عند شرب الماء..... ص:۱۵۱

جو شخص ہر قسم کے کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو جب اسے یاد آئے یہ پڑھے:

بِسۡمِ اللّٰہِ عَلٰی اَوَّلِہٖ وَآخِرِہٖ.

اللہ کے نام کے ساتھ آغاز بھی اختتام بھی۔[۱]

شکرگزاری:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أَجْرِ الصَّائِمِ الْمُحْتَسِبِ.

جو شخص کھاتا ہے اور شکر بجالاتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے کہ جس نے خدا کے لئے روزہ رکھا ہو۔[۲]

راستے میں کھانا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَأْكُلْ وَأَنْتَ تَمْشِي إِلَّا أَنْ تُضْطَرَّ إِلَى ذَلِكَ.

چلتے پھرتے کھانا نہ کھاؤ سوائے مجبوری کے۔[۳]

روایت ہے کہ

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنْ يُشْرَبَ قَائِماً قُلْتُ فَالْأَكْلُ قَالَ الْأَكْلُ أَشَدُّ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا: پوچھا گیا: کھانا؟ تو آپؐ نے فرمایا: کھڑے ہو کر کھانا بدتر ہے۔[۴]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَكَلْتُمْ فَاخْلَعُوا نِعَالَكُمْ فَإِنَّهُ أَرْوَحُ لِأَقْدَامِكُمْ وَإِنَّهَا سُنَّةٌ جَمِيلَةٌ.

کھانے کے وقت جوتوں کو اتارو کیونکہ اس سے پاؤں کو آرام ملتا ہے اور ایک اچھی سنت بھی ہے۔[۵]

نیز فرمایا:

الْأَكْلُ فِي السُّوقِ دَنَاءَةٌ.

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۳۵۶/ باب الاکل والشرب فی آنیۃ الذہب والفضۃ وغیر ذلک من آداب الطعام..... ص: ۳۵۲

[۲] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۹۴/ باب الشکر..... ص: ۹۴

[۳] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۳۵۴/ باب الاکل والشرب فی آنیۃ الذہب والفضۃ وغیر ذلک من آداب الطعام..... ص: ۳۵۲

[۴] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۱/ ۶۷/ الفصل الرابع فی ذکر احادیث رویتہا بطرق المذکورۃ محذوفۃ الاسناد اعتماداعلی الاسناد المذکور اولا وہی کلہا تنتہی الی الرسول ص..... ص: ۳۰

[۵] مکارم الاخلاق/ ۱۲۴/ فی خلع النعال والخفاف اذا جلس..... ص: ۱۲۴

بازار میں غذا کھانا پستی کا موجب ہے۔[۱]

پھونک نہ مارنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَهٰی عَنِ النَّفْخِ فِی الطَّعَامِ وَ الشَّرَابِ[۲]

کھانے اور پینے میں پھونک نہ مارو۔[۳] (کھانا اس قدر گرم نہ ہو کہ کھانا مشکل ہو اسی طرح نہ ہی زیادہ ٹھنڈا ہو)

امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ

اَنَّهُ رَخَّصَ فِی النَّفْخِ فِی الطَّعَامِ وَ الشَّرَابِ وَ قَالَ اِنَّمَا یُکْرَهُ ذٰلِكَ لِمَنْ کَانَ مَعَهُ غَیْرُهُ کَیْ لَا یَعَافَهُ.

آنحضرتؑ نے کھانے اور پینے کے وقت پھونک مارنے سے منع فرمایا اور فرمایا: یہ کام دوسروں کی موجودگی میں ناپسند ہے کیونکہ ممکن ہے وہ اسے نہ پسند کرتا ہو۔[۴]

پیٹ کے بل نہ لیٹنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنْ یَأْکُلَ الرَّجُلُ وَ هُوَ مُنْبَطِحٌ عَلٰی بَطْنِهٖ.

کھانا کھا کر شکم کے بل نہ لیٹو۔[۵]

غذا گرم نہ ہو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلطَّعَامُ الْحَارُّ غَیْرُ ذِیْ بَرَکَةٍ.

گرم کھانا بے برکت ہوتا ہے۔[۶]

طہارت میں رہنا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

نَهٰی رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ الْاَکْلِ عَلَی الْجَنَابَةِ.

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۴۸/ وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

[۲] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۶۹۵

[۳] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۱۱۸/ ۳ فصل ذکر آداب الاکل..... ص:۱۱۷

[۴] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۱۱۸/ ۳ فصل ذکر آداب الاکل..... ص:۱۱۷

[۵] الجامع الصغیر ج ۲، ص ۶۹۵

[۶] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۳۲۲/ باب الطعام الحار..... ص:۳۲۱

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابت کی حالت میں غذا کھانے سے منع فرمایا۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْاَكْلُ عَلَى الْجَنَابَةِ يُورِثُ الْفَقْرَ.

جنابت کی حالت میں غذا کھانا فقر کا باعث ہوتا ہے۔[2]

اچھی غذائیں:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْجُبُنُّ وَالْجَوْزُ اِذَا اجْتَمَعَا فِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا شِفَاءٌ وَاِنِ افْتَرَقَا كَانَ فِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا دَاءٌ.

جب کبھی پنیر اور اخروٹ اکٹھے کھائے جائیں تو ہر ایک میں شفا پائی جاتی ہے اور ہر ایک کو جدا جدا کھائیں تو ہر ایک بیماری کا سبب بنتا ہے۔[3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَنْبَغِي لِلْعَاقِلِ اَنْ يَتَذَكَّرَ عِنْدَ حَلَاوَةِ الْغِذَاءِ مَرَارَةَ الدَّوَاءِ.

عقل مند شخص کے لئے ضروری ہے کہ ہر قسم کی غذا نہ کھائے بلکہ اس کا مٹھاس اور تلخ ہونے کو بھی دیکھ لے۔[4]

متناسب غذا:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

فَاغْتَذِ مَا يُشَاكِلُ جَسَدَكَ وَمَنْ اَخَذَ مِنَ الطَّعَامِ زِيَادَةً لَمْ يُغَذِّهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِقَدَرٍ لَا زِيَادَةَ عَلَيْهِ وَلَا نَقْصَ فِي غِذَائِهِ نَفَعَهُ وَ كَذٰلِكَ الْمَاءُ.

مناسب غذا کھانا جو بدن کے لئے مفید ہو اور زیادہ کھانے کا کوئی فائدہ نہیں اور جو شخص اندازے کے مطابق کھاتا ہے وہ فائدے میں ہوتا ہے اور اسی طرح پانی پینے میں یہی اصول رعایت کرے۔[5]

رعایت غذا بر موسم:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

كُلِ الْبَارِدَ فِي الصَّيْفِ وَالْحَارَّ فِي الشِّتَاءِ وَالْمُعْتَدِلَ فِي الْفَصْلَيْنِ عَلَى قَدْرِ قُوَّتِكَ وَشَهْوَتِكَ.

گرمیوں میں میل کے مطابق سرد غذائیں کھائیں اور سردیوں میں گرم غذائیں کھائیں اور باقی موسم میں معتدل

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۳ / باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

[2] الخصال/ ج ۲ / ۵۰۵ / ست عشرۃ خصلۃ تورث الفقر وسبع عشرۃ خصلۃ تزید فی الرزق..... ص: ۵۰۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۳۴۰ / باب الجبن والجوز..... ص: ۳۴۰

[4] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج ۲۰ / ۲۷۲ / الحکم المنسوبۃ..... ص: ۲۵۳

[5] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۵۹ / ۳۱۱ / باب ۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ..... ص: ۳۰۵

غذائیں کھائیں۔[1]

غذا کھانے کے بعد پشت کے بل سونا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلِاسْتِلْقَاءُ بَعْدَ الشِّبَعِ يُسْمِنُ الْبَدَنَ وَ يُمْرِءُ الطَّعَامَ وَ يَسُلُّ الدَّاءَ.

کھانا کھانے کے بعد پشت کے بل لیٹنے سے انسان میں مٹاپا آتا ہے اور اس سے غذا خوشگوار اور بیماری ختم ہوتی ہے۔
[2]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا أَكَلْتَ شَيْئاً فَاسْتَلْقِ عَلَى قَفَاكَ، وَضَعْ رِجْلَكَ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى.

جب کبھی کھانا کھانے کے بعد لیٹو تو پشت کے بل لیٹو اور دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھیں۔[3]

نکتہ:

اس سے مراد کھانے کے بعد تھوڑی سی دیر کے لئے ایسی حالت میں لیٹا جائے اور ایسی حالت میں نہ سونا کیونکہ ایسی حالت میں سونے سے منع کیا گیا ہے۔

کھانا کھانے کے اوقات:

روایت میں ہے کہ

عَنِ ابْنِ أَخِي شِهَابِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ قَالَ: شَكَوْتُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ ع مَا أَلْقَى مِنَ الْأَوْجَاعِ وَ التُّخَمِ فَقَالَ تَغَدَّ وَ تَعَشَّ وَ لَا تَأْكُلْ بَيْنَهُمَا شَيْئاً فَإِنَّ فِيهِ فَسَادَ الْبَدَنِ أَ مَا سَمِعْتَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ- لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيها بُكْرَةً وَ عَشِيًّا.

شہاب بن عبد ربہ کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آنتوں کی بیماریوں کی شکایت کی۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ناشتہ اور شام کا کھانا کھاؤ اور ان کے درمیان کچھ نہ کھاؤ کیونکہ اس سے بدن کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے:

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا.[4]

---

[1] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج ۵۹/ ۳۱۱/ باب ۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ ..... ص: ۳۰۵
[2] الدعوات (للراوندی)/سلوۃ الحزین/النص/ ۸۰/فصل فی خصال یستغنی بہا عن الطب ..... ص: ۷۴
[3] کافی (ط-دارالحدیث)/ج ۱۲/ ۳۸۹/ ۴۸-باب نوادر ..... ص: ۳۷۷
[4] سورۂ مریم: ۶۲

اور انہیں صبح وشام رزق ملتا رہے گا۔[1]

لیکن ایسی بیماری سے دو چار ہونے کی صورت میں ڈاکٹر حضرات مشورہ دیتے ہیں کہ کم فاصلے میں مناسب غذا کا استعمال کرو۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ فِی الْجَسَدِ عِرْقاً یُقَالُ لَهُ الْعَشَاءُ فَاِنْ تَرَكَ الرَّجُلُ الْعَشَاءَ لَمْ یَزَلْ یَدْعُو عَلَیْهِ ذٰلِكَ الْعِرْقُ اِلَی اَنْ یُصْبِحَ یَقُولُ اَجَاعَكَ اللهُ كَمَا اَجَعْتَنِی وَ اَظْمَاَكَ اللهُ كَمَا اَظْمَاْتَنِی فَلَا یَدَعَنَّ اَحَدُكُمُ الْعَشَاءَ وَ لَوْ بِلُقْمَةٍ مِنْ خُبْزٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ.

انسان کے جسم میں عشاء نامی ایک رگ ہے کہ اگر کوئی شخص شام کو کچھ نہ کھائے تو وہ رگ صبح نفرین کرتی ہے اور کہتی ہے: خدا تجھے بھوکا و پیاسا کرے کیونکہ تو نے مجھے پیاسا رکھا ہے۔

پس تم میں کوئی آدمی شام کا کھانا ترک نہ کرے اگر روٹی کا ایک لقمہ ہی کیوں نہ ہو یا پانی کا ایک گھونٹ ہو۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا صَلَّیْتَ الْفَجْرَ فَكُلْ كِسْرَةً تُطَیِّبُ بِهَا نَكْهَتَكَ وَ تُطْفِئُ بِهَا حَرَارَتَكَ وَ تُقَوِّمُ بِهَا اَضْرَاسَكَ وَ تَشُدُّ بِهَا لِثَتَكَ وَ تَجْلِبُ [بِهَا] رِزْقَكَ وَ تُحَسِّنُ بِهَا خُلُقَكَ.

جب تم نماز صبح پڑھتے ہو تو تھوڑی سی غذا بھی کھالو تا کہ تمہارے جسم کی حرارت خاموش رہے اور دانتوں میں خوشبو آتی ہے اور وہ محکم ہے۔ مسوڑے سخت ہوتے ہیں اور روزی میں اضافہ ہوتا ہے اور اخلاق اچھا ہوتا ہے۔[3]

دسترخوان آداب

اکھٹے کھانا کھانا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَحَبُّ الطَّعَامِ اِلَی اللهِ تَعَالَی مَا كَثُرَتْ عَلَیْهِ الْاَیْدِی.

خدا کے نزدیک محبوب ترین غذا وہ ہے جس میں زیادہ ہاتھ ہوں۔[4]

كُلُوا جَمِیعاً وَلَا تَفَرَّقُوا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ فِی الْجَمَاعَةِ.

اکھٹے کھانا کھاؤ اور جدا جدا نہ کھاؤ کیونکہ یہ اجتماعی برکت ہوتی ہے۔[5]

---

[1] المحاسن/ ج ۲/ ۴۲۰/ ۲۶ باب الغداء والعشاء..... ص: ۴۲۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۸۹/ باب فضل العشاء وکراہیۃ ترکہ..... ص: ۲۸۸

[3] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۱۴۰/ فصل فی ذکر اشیاء من الماکولات والمشروبات وکیفیۃ تناولہا

[4] طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ ۱۹/ النص

[5] طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ ۲۱/ النص

اسی طرح فرمایا:

اِنَّ مِنْ شِرَارِ رِجَالِكُمُ .... اَلْآكِلَ وَحْدَهُ.

تم میں سے بدترین افراد وہ ہیں جو اکیلے کھانا کھاتے ہیں۔[1]

نیز فرمایا:

اَلْبَرَكَةُ فِي الثَّلَاثَةِ الْجَمَاعَةِ وَ السَّحُورِ وَ الثَّرِيدِ.

تین چیزوں میں برکت ہے: (۱) اکھٹے کھانا کھانا (۲) سحری کا کھانا اور (۳) ثرید کا کھانا (شوربے والا سالن)۔[2]

مزید فرمایا:

اَلطَّعَامُ اِذَا جَمَعَ اَرْبَعَ خِصَالٍ فَقَدْ تَمَّ اِذَا كَانَ مِنْ حَلَالٍ وَ كَثُرَتِ الْاَيْدِي وَ سُمِّيَ فِي اَوَّلِهِ وَ حُمِدَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي آخِرِهِ.

جب بھی چار صفات کے ساتھ کھانا کھاؤ تو وہ کامل ہوگا: (۱) حلال ہوتا، (۲) زیادہ ہاتھ ہوں، (۳) بسم اللہ اول میں پڑھی جائے اور (۴) آخر میں الحمد للہ پڑھنا۔[3]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله ثَلَاثاً : اَلْآكِلُ زَادِهِ وَحْدَهُ وَ الرَّاكِبَ الْفَلَاةِ وَحْدَهُ وَ النَّائِمَ فِي بَيْتٍ وَحْدَهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین گروہ پر نفرین کی ہے۔ (۱) جو شخص سفر میں زادہ راہ اکیلا کھائے۔ (۲) اکیلا سواری سواری پر سفر کرے اور (۳) گھر میں اکیلا سوئے۔[4]

راوی کہتا ہے:

.........وَ كَانَ اِذَا خَلَا وَ نَصَبَ مَائِدَتَهُ اَجْلَسَ مَعَهُ عَلَى مَائِدَتِهِ مَمَالِيكَهُ وَ مَوَالِيَهُ حَتَّى الْبَوَّابَ السَّائِسَ.

جب بھی امام رضا علیہ السلام دستر خوان پھیلاتے غلاموں، دربانوں، تیمار داروں کو بھی اپنے ساتھ دستر خوان پر بیٹھاتے تھے۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۲۹۲ / باب فی اصول الکفر وارکانہ..... ص:۲۸۹

[2] طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ ۲۰ / النص

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۲۷۳ / باب اجتماع الایدی علی الطعام..... ص:۲۷۳

[4] تفسیر نور الثقلین/ ج ۴ / ۱۷۹ / [سورۃ الروم (۳۰): الآیات ۲۰ الی ۲۴]..... ص:۱۷۳

[5] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۱۸۴ / ۴۴ باب فی ذکر اخلاق الرضا ع الکریمۃ ووصف عبادتہ..... ص:۱۷۸

اپنے پاس سے اٹھانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ فَلْيَأْكُلْ مِمَّا يَلِيهِ وَلَا يَتَنَاوَلْ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسِهِ وَلَا يَأْكُلْ مِنْ ذِرْوَةِ الْقَصْعَةِ فَإِنَّ مِنْ اَعْلَاهَا تَأْتِي الْبَرَكَةُ.

جب بھی دستر خوان پھیلاؤ تو اس پر اس چیز کو کھاؤ جو تمہارے نزدیک ہے اور دوسروں سے پہلے غذا پر لپک نہ پڑنا کیونکہ برکت سکون سے کھانے میں آتی ہے۔ [۱]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَكَلْتُمُ الثَّرِيدَ فَكُلُوا مِنْ جَوَانِبِهِ فَإِنَّ الذِّرْوَةَ فِيهَا الْبَرَكَةُ.

جب بھی تم شوربے والا گوشت کھاؤ تو اس کے اردگرد سے کھاؤ۔ کیونکہ برکت وسط میں ہے۔ [۲]

سادہ بیٹھنا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَلْيَجْلِسْ جِلْسَةَ الْعَبْدِ وَلَا يَضَعَنَّ اَحَدُكُمْ اِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرَى وَيَتَرَبَّعَ فَإِنَّهَا جِلْسَةٌ يُبْغِضُهَا اللهُ وَيَمْقُتُ صَاحِبَهَا.

جب تم دستر خوان پر بیٹھو تو غلاموں کو بھی بٹھاؤ اور ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر نہ رکھو اور چار زانوں کی حالت میں بھی نہ بیٹھو کیونکہ خدا ایسے بیٹھنے والے شخص کو دشمن رکھتا ہے۔ [۳]

آرام سے کھانا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَطِيلُوا الْجُلُوسَ عَلَى الْمَائِدَةِ فَإِنَّهَا سَاعَةٌ لَا تُحْسَبُ مِنْ اَعْمَارِكُمْ.

دستر خوان پر زیادہ دیر نہ بیٹھو کیونکہ یہ وقت تمہاری عمر میں شمار نہیں ہوتے۔ [۴]

دعوت کو قبول کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنْ يُدْعَى الرَّجُلُ اِلَى طَعَامٍ فَلَا يُجِيبَ اَوْ يُجِيبَ فَلَا يَأْكُلَ.........

---

[۱] مکارم الاخلاق/ ۱۴۹ / الفصل الثالث فی آداب الاکل و ما یتعلق بہ..... ص: ۱۴۰

[۲] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۳۴ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضاع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[۳] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۲۷۲ / باب الاکل متکئا..... ص: ۲۷۰

[۴] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۶ / ۲۳۳ / ۱۳۔ باب استحباب طول الجلوس علی المائدۃ وترک استعجال الذی یاکل ..... ص: ۲۳۳

جب تم کسی کو دعوت دو لیکن وہ قبول نہ کرے یا قبول کرے اور کھانا نہ کھائے یہ اس نے جفا کی ہے۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمْ عَلٰى اَخِيهِ الْمُسْلِمِ فَاَطْعَمَهُ فَلْيَاْكُلْ وَلَا يَسْئَلْ عَنْهُ وَاِنْ سَقَاهُ مِنْ شَرَابِهٖ فَلْيَشْرَبْ وَلَا يَسْئَلْ عَنْهُ.

جب بھی کسی مسلمان بھائی کے پاس جاؤ اور تمہیں کھانے پینے کی دعوت دیں اور کھاؤ پیو اور اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔[۲]

دعوت کے علاوہ کھانا نہ کھانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

يَا عَلِيُّ ثَمَانِيَةٌ اِنْ اُهِينُوا فَلَا يَلُومُوا اِلَّا اَنْفُسَهُمُ الذَّاهِبُ اِلٰى مَائِدَةٍ لَمْ يُدْعَ اِلَيْهَا.........

اگر آٹھ گروہوں کی اہانت ہو تو انہیں خود اپنی سرزنش کرنی چاہیے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ دعوت کے بغیر آ کر کھانا کھانا۔[۳]

سبزیوں سے فائدہ اٹھانا:

حدیث میں ملتا ہے کہ

خَضِّرُوا مَوَائِدَكُمْ بِالْبَقْلِ فَاِنَّهُ مَطْرَدَةٌ لِلشَّيْطَانِ مَعَ التَّسْمِيَةِ وَفِي رِوَايَةٍ زَيِّنُوا مَوَائِدَكُمْ.

اپنے دسترخوانوں کو سبزیوں سے سرسبز کرو کیونکہ سبزی کھانے سے اور بسم اللہ پڑھنے سے شیطان دور ہوتا ہے۔[۴]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اَنِّي لَا آكُلُ عَلٰى مَائِدَةٍ لَيْسَ عَلَيْهَا خَضْرَاءُ............

میں اس دسترخوان سے کھانا نہیں کھاتا جس پر سبزی نہ ہو۔[۵]

امام حسن علیہ السلام کا دسترخوان کے بارے میں حکم:

امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں:

فِي الْمَائِدَةِ اثْنَتَا عَشْرَةَ خَصْلَةً يَجِبُ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَعْرِفَهَا اَرْبَعٌ مِنْهَا فَرْضٌ وَاَرْبَعٌ سُنَّةٌ وَاَرْبَعٌ تَأْدِيبٌ فَاَمَّا الْفَرْضُ فَالْمَعْرِفَةُ وَ الرِّضَا وَ التَّسْمِيَةُ وَ الشُّكْرُ وَ اَمَّا السُّنَّةُ فَالْوُضُوءُ قَبْلَ

---

[۱] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۲ / ۱۴۵ / ۱۰۱۔باب استحباب سؤال الصاحب والجلیس عن اسمہ وکنیتہ ونسبہ وحالہ وکراہۃ ترکہ..... ص: ۱۴۴

[۲] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۹۱

[۳] الخصال/ ج ۲ / ۴۱۰ / ثمانیۃ ان اہینوا فلا یلوموا الا انفسہم..... ص: ۴۱۰

[۴] مکارم الاخلاق/ ۱۷۶ / الفصل الحادی عشر فی البقول..... ص: ۱۷۶

[۵] مکارم الاخلاق/ ۱۷۶ / الفصل الحادی عشر فی البقول..... ص: ۱۷۶

الطَّعَامِ وَ الْجُلُوسُ عَلَى الْجَانِبِ الْاَيْسَرِ وَ الْاَكْلُ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ وَ لَعْقُ الْاَصَابِعِ وَ اَمَّا التَّأْدِيبُ فَالْاَكْلُ مِمَّا يَلِيكَ وَ تَصْغِيرُ اللُّقْمَةِ وَ تَجْوِيدُ الْمَضْغِ وَ قِلَّةُ النَّظَرِ فِي وُجُوهِ النَّاسِ.

دسترخوان کے بارے میں بارہ نکات ہیں کہ ہر مسلمان کو یاد ہونے چاہیے۔ چار نکات لازم اور ضروری ہیں اور چار مستحب اور چار آداب میں سے ہیں۔

لازمی نکات یہ ہیں: خدا کی معرفت، خدا کی خوشنودی، بسم اللہ پڑھنا، الحمد اللہ کہنا۔

سنتی نکات یہ ہیں: غذا سے پہلے ہاتھوں کو دھونا۔ جسم کے بائیں طرف ہو کر بیٹھنا، تین انگلیوں سے کھانا، انگلیوں کا چاٹنا۔ ادب کے نکات یہ ہیں: اپنے سامنے سے کھانا۔ چھوٹا لقمہ کھانا اچھی طرح چبانہ اور دوسروں کے چہرے کی طرف کم دیکھنا۔[1]

پینے کے آداب

دھلے ہاتھوں سے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُغْسِلُوا اَيْدِيَكُمْ ثُمَّ اشْرِبُوا فِيهَا فَلَيْسَ مِنْ اِنَاءٍ اَطْيَبَ مِنَ الْيَدِ.

اپنے ہاتھوں کو دھولو اور پھر ان میں پانی پیؤ کیونکہ ہاتھ سے بڑھ کر پاکیزہ برتن نہیں ہے۔[2]

برتن کا استعمال:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَهَى صلى الله عليه وآله عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ.

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتن کے دہانے سے پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔[3]

نیز فرمایا:

وَ نَهَى اَنْ يُشْرَبَ الْمَاءُ كَمَا تَشْرَبُ الْبَهَائِمُ وَ قَالَ اشْرَبُوا بِاَيْدِيكُمْ فَاِنَّهُ اَفْضَلُ اَوَانِيكُمْ.

(جب پینے کا برتن موجود نہ ہو تو) حیوانات کی مانند پانی نہ پیو بلکہ اپنے ہاتھوں سے پانی پیو کیونکہ ہاتھ بہترین برتن ہوتے

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۳۵۹/ باب الاکل والشرب فی آنیۃ الذہب والفضۃ وغیر ذلک من آداب الطعام..... ص:۳۵۲

[2] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۱۸۴

[3] معانی الاخبار/ النص/ ۲۸۱/ باب معنی المحاقلۃ والمزابنۃ والعرایا والمخابرۃ والمخاضرۃ والمنابذۃ والملامسۃ وبیع الحصاۃ وغیر ذلک من المناہی..... ص:۲۷۷

ہیں۔[۱][۲]

سونے کا برتن:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَ الذَّهَبِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارُ جَهَنَّمَ.

جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں کھانا کھائے یا پانی پیئے تو ایسا شخص اپنے شکم میں دوزخ کی آگ بھرتا ہے۔[۳]

برتن کے دستہ کی جگہ سے نہ پینا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَاءَ مِنْ مُجَاوِرِ عُرْوَةِ الْإِنَاءِ فَإِنَّهُ مُجْتَمَعُ الْوَسَخِ.

برتن کے پکڑنے کی جگہ سے پانی نہ پیو کیونکہ یہ کثافت وگندگی کی جگہ ہے۔[۴]

ٹوٹے پیندے سے پانی نہ پینا:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

سُئِلَ عَنْهُ عَنْ حَدِّ الْإِنَاءِ فَقَالَ حَدُّهُ أَنْ لَا تَشْرَبَ مِنْ مَوْضِعِ كَسْرٍ إِنْ كَانَ بِهِ فَإِنَّهُ مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ فَإِذَا شَرِبْتَ سَمَّيْتَ فَإِذَا فَرَغْتَ حَمِدْتَ اللهَ.

برتن کے ٹوٹے پیندے سے پانی نہ پیو کیونکہ یہ آلودگی کی جگہ ہے۔ پانی کو بسم اللہ کے ساتھ پیو اور آخر میں الحمد اللہ پڑھو۔[۵]

شکر گزاری:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ إِذَا شَرِبَ الْمَاءَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْهُ أُجَاجاً بِذُنُوبِنَا وَ جَعَلَهُ عَذْباً فُرَاتاً بِنِعْمَتِهِ.

---

[۱] ہاتھوں سے پانی پینے سے مراد یہ ہے کہ دیہاتوں میں جہاں پانی نہروں اور کھائیوں میں بہہ رہا ہوتا ہے تو وہاں لوگ پانی کو منہ لگا کر پیتے ہیں جیسے حیوانات پانی پیتے ہیں۔ اس طرح پینے سے منع کیا گیا ہے کہا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ برتن نہ ہونے کی صورت میں چلو میں بھر کر پانی پیا جائے۔ شہروں میں بھی بعض افراد کو اس سے ملتا جلتا کام کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے وہ یہ کہ ٹونٹی سے منہ لگا کر پانی پینے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ بھی یقیناً اس حدیث کے زمرے میں آتے ہیں۔ (مجاہد حسین حرؔ)

[۲] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۰/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

[۳] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۱۸/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم ص۔ با ترجمہ فارسی، عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۲/ ۲۱۱/ باب الطہارۃ..... ص: ۱۶۷

[۴] مکارم الاخلاق/ ۴۲۴/ الفصل الثانی فی ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۴۲۴

[۵] بحار الانوار (ط - بیروت)/ ج ۶۳/ ۴۷۵/ باب ۲ آداب الشرب واوانیہ..... ص: ۴۵۸

جب بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی پیتے تو یہ فرماتے تھے؛

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَمْ یَجْعَلْهُ اُجَاجاً بِذُنُوبِنَا وَ جَعَلَهُ عَذْباً فُرَاتاً بِنِعْمَتِهِ.

اس خدا کا شکر کہ جس نے اسے میرے گناہوں کو ایمان پر تلخ قرار نہیں دیا بلکہ اسے نعمت کے سبب خوشگوار بنایا ہے۔ [۱]

کھڑے ہوکر پانی پینا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَ شُرْبَ الْمَاءِ قِیَاماً عَلَی اَرْجُلِکُمْ فَاِنَّهُ یُورِثُ الدَّاءَ الَّذِی لَا دَوَاءَ لَهُ اِلَّا اَنْ یُعَافِیَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ.

پانی کھڑے ہوکر نہ پیو اور لاعلاج مرض لاحق ہوتا ہے سوائے اس کے کہ خدا اسے شفا دے دے۔ [۲]

امام صادق علیہ السلام نے دن اور رات میں پانی پینے میں فرق رکھا کہ درحقیقت حضرت علی علیہ السلام کے قول کی تفسیر ہے کہ فرمایا:

شُرْبُ الْمَاءِ مِنْ قِیَامٍ بِالنَّهَارِ یُمْرِئُ الطَّعَامَ وَ شُرْبُ الْمَاءِ مِنْ قِیَامٍ بِاللَّیْلِ یُورِثُ الْمَاءَ الْاَصْفَرَ.

دن میں کھڑے ہوکر پانی پینا، غذا کو خوشگوار بناتا ہے اور رات میں بیماری کا باعث ہے رات کو کھڑے ہوکر پانی پینا چاہئے۔ [۳]

دوسروں کے بعد پینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَّ سَاقِیَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْباً.

اگر ایک گروہ کو پانی دیا جائے تو پہلے دوسروں کو پلائیں اور آخر میں خود پییں۔ [۴]

امام صادق علیہ السلام پینے کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الرَّجُلَ مِنْکُمْ لَیَشْرَبُ الشَّرْبَةَ مِنَ الْمَاءِ فَیَحْمَدُ اللّٰهَ فَیُوجِبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا الْجَنَّةَ ثُمَّ قَالَ یَأْخُذُ الْاِنَاءَ فَیَضَعُهُ عَلَی فِیهِ ثُمَّ یَشْرَبُ فَیُنَحِّیهِ فَهُوَ یَشْتَهِیهِ فَیَحْمَدُ اللّٰهَ ثُمَّ یَعُودُ فَیَشْرَبُ ثُمَّ یُنَحِّیهِ فَیَحْمَدُ اللّٰهَ ثُمَّ یَعُودُ فَیَشْرَبُ ثُمَّ یُنَحِّیهِ فَیَحْمَدُ اللّٰهَ فَیُوجِبُ لَهُ بِهَا الْجَنَّةَ.

جو شخص پانی پینے میں ان آداب کی رعایت کرے خدا اسے جنت عطا کرتا ہے:

---

[۱] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۳۸ / الباب الخامس فی التخویف والترهیب..... ص: ۳۱

[۲] علل الشرائع / ج ۲ / ۴۶۴ / ۲۲۲ باب النوادر..... ص: ۴۶۰

[۳] الکافی (ط-الاسلامیة) / ج ۶ / ۳۸۳ / باب شرب الماء من قیام والشرب فی نفس واحد..... ص: ۳۸۲

[۴] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۶۳ / ۳۶۷ / باب ۱۰ غسل الید قبل الطعام وبعده وآدابه..... ص: ۳۵۲، کنز الفوائد، ج ۱، ص ۱۷۰

جب پانی پینے کا برتن منہ کے قریب لے جاؤ تو بسم اللہ پڑھو اور پھر پینا شروع کرو اور سیر ہونے سے پہلے برتن منہ سے ہٹا لو اور خدا کی حمد بجالاؤ۔ پھر دوبارہ پیو اور برتن کو منہ سے دور کر لو، خدا کی حمد بجالاؤ پھر پیو اور برتن کو منہ سے ہٹا لو اور اللہ کی حمد بجالاؤ۔[1]

کھانے کے بچے ہوئے ٹکڑوں کو اٹھانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ تَتَبَّعَ مَا يَسۡقُطُ مِنَ السُّفۡرَةِ غُفِرَلَهُ.

جو شخص دستر خوان پر روٹی کے بچے ٹکڑوں کو کھاتا ہے اس کی مغفرت ہوتی ہے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

.... **كُلُّ مَا وَقَعَ تَحۡتَ مَائِدَتِكَ فَإِنَّهُ يَنۡفِي عَنۡكَ الۡفَقۡرَ وَ هُوَ مُهُورُ حُورِ الۡعِينِ وَ مَنۡ أَكَلَهُ حُشِيَ قَلۡبُهُ عِلۡماً وَ حِلۡماً وَ إِيمَاناً وَ نُوراً.**

.... غذا دستر خوان پر گر جاتی ہے اسے کھالیا کرو اس سے تیرا فقر دور ہوگا اور حور العین کا حق مہر ہے۔ جو شخص یہ کھاتا ہے اس کا دل، علم، حلم اور ایمان نورانی سے ہوجاتا ہے۔[3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

كُلُوا مَا يَسۡقُطُ مِنَ الۡخِوَانِ فَإِنَّهُ شِفَاءٌ مِنۡ كُلِّ دَاءٍ.

دستر خوان پر بچے ہوئے ٹکڑے کھاؤ کہ اس میں ہر بیماری کی شفا ہے۔[4]

راوی کہتا ہے:

أَكَلۡتُ بَيۡنَ يَدَيۡ أَبِي جَعۡفَرٍ الثَّانِي عليه السلام حَتَّى إِذَا فَرَغۡتُ وَ رُفِعَ الۡخِوَانُ ذَهَبَ الۡغُلَامُ يَرۡفَعُ مَا وَقَعَ مِنۡ فُتَاتِ الطَّعَامِ فَقَالَ لَهُ مَا كَانَ فِي الصَّحۡرَاءِ فَدَعۡهُ وَ لَوۡ فَخِذَ شَاةٍ وَ مَا كَانَ فِي الۡبَيۡتِ فَتَتَبَّعۡهُ وَ الۡقُطۡهُ.

میں نے امام جواد علیہ السلام کے ساتھ غذا کھائی۔ کھانے کے بعد خادم دستر خوان کو جمع کرنے آیا تو امام نے اس سے فرمایا: صحرا میں غذا کے بچے ہوئے ٹکڑوں کو جمع نہ کرو اگر چہ وہ بھیڑ کی ران ہی کیوں نہ ہو لیکن جو گھر میں گرے اسے جمع کرو۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۹۶/ باب الشکر..... ص: ۹۴

[2] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۵۸۷

[3] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۱۵۴/ فصل فی ذکر اشیاء من الماکولات والمشروبات وکیفیۃ تناولہا

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۳۰۰/ باب اکل مایسقط من الخوان..... ص: ۲۹۹

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۳۵۶/ باب الاکل والشرب فی آنیۃ الذہب والفضۃ وغیر ذلک من آداب الطعام..... ص: ۳۵۲

پرخوری:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَشْبَعُوا فَيُطْفَأَ نُورُ الْمَعْرِفَةِ مِنْ قُلُوبِكُمْ وَ مَنْ بَاتَ يُصَلِّي فِي خِفَّةٍ مِنَ الطَّعَامِ بَاتَتِ الْحُورُ الْعِينُ حَوْلَهُ.

اپنے آپ کو غذا سے سیر نہ کرو کیونکہ زیادہ کھانے سے تمہارے دلوں سے نور معرفت خاموش ہوجائے گا۔ جو شخص ہلکے پیٹ سے نماز شب پڑھے اس کے اردگرد حور العین رہتی ہیں۔[۱]

نیز فرمایا:

لَا تُمِيتُوا الْقُلُوبَ بِكَثْرَةِ الطَّعَامِ وَ الشَّرَابِ فَإِنَّ الْقُلُوبَ تَمُوتُ كَالزُّرُوعِ إِذَا كَثُرَ عَلَيْهِ الْمَاءُ.

اپنے دلوں کو زیادہ کھانے سے مردہ نہ کرو۔ کیونکہ دل زراعت کی مانند ہیں کہ زیادہ پانی انہیں نابود کردیتا ہے۔[۲]

اسی طرح فرمایا:

مَنْ أَكَلَ مَا يَشْتَهِي وَلَبِسَ مَا يَشْتَهِي وَرَكِبَ مَا يَشْتَهِي لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ حَتَّى يَنْزِعَ أَوْ يَتْرُكَ.

جو شخص اپنی مرضی کا کھاتا، پہنتا اور سواری کرتا ہے خدا اس پر اس وقت تک نظر کرم نہیں کرتا جب تک وہ اس روش کو ترک نہ کردے۔[۳]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

كَثْرَةُ الْأَكْلِ وَ النَّوْمِ تُفْسِدَانِ النَّفْسَ وَ تَجْلِبَانِ الْمَضَرَّةَ.

زیادہ کھانا اور زیادہ سونا انسان کے نفس کو خراب کردیتا ہے اور نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔[۴]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهَا اللهُ قِلَّةُ الْكَلَامِ وَ قِلَّةُ الْمَنَامِ وَ قِلَّةُ الطَّعَامِ.

خدا تین چیزوں کو دوست رکھتا ہے کم باتیں کرنا، کم سونا اور کم کھانا۔[۵]

نیز فرمایا:

---

[۱] مکارم الاخلاق/ ۱۵۰ / الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ..... ص:۱۴۰

[۲] مکارم الاخلاق/ ۱۵۰ / الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ..... ص:۱۴۰

[۳] تحف العقول/ النص/ ۳۸ / وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

[۴] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۳۸۹ / الفصل الخامس بلفظ کثرۃ..... ص:۳۸۹

[۵] مجموعۃ ورام/ ج ۲ / ۱۲۱ / الجزء الثانی

اَذِيبُوا طَعَامَكُمْ بِذِكْرِ اللهِ وَ الصَّلَاةِ وَلَا تَنَامُوا عَلَيْهَا فَتَقْسُوَ قُلُوبُكُمْ.

اپنی غذاؤں کو یاد خدا اور نماز سے ہضم کرو اور پر شکم ہو کر نہ سونا۔ کیونکہ اس سے انسان سنگ دل ہو جاتا ہے۔[۱]

پھر فرمایا:

اَطْوَلُكُمْ جُشَاءً اَطْوَلُكُمْ جُوعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جو شخص دنیا میں زیادہ کھا کر ڈکار لیتا ہے روز قیامت اس کی بھوک زیادہ ہوگی۔[۲]

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اس طرح نقل ہوا ہے کہ

اِذَا اَكَلْتِ فَاِيَّاكِ اَنْ تَشْبَعِينَ لِاَنَّ الطَّعَامَ اِذَا تَكَاثَرَ عَلَى الصَّدْرِ فَزَادَ فِي الْقَدْرِ ذَهَبَ مَاءُ الْوَجْهِ.........

کھانے سے معدے کو پر نہ کرو کیونکہ غذا معدے پر سنگین ہوتی ہے جس سے چہرے کی شادابی ختم ہوجاتی ہے............۔[۳]

حضرت لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں:

يَا بُنَيَّ اِذَا امْتَلَاَتِ الْمَعِدَةُ نَامَتِ الْفِكْرَةُ وَ خَرَسَتِ الْحِكْمَةُ وَ قَعَدَتِ الْاَعْضَاءُ عَنِ الْعِبَادَةِ

اے فرزند! جس کا بھی معدہ پر ہوتا ہے اس کی فکر سو جاتی ہے اور حکمت گنگ ہو جاتی ہے اور بدن کے اعضاء میں عبادت کرنے کے لئے سستی پیدا ہو جاتی ہے۔[۴]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

وَ هُوَ يَتَجَشَّأُ فَقَالَ اكْفُفْ جُشَاءَكَ فَاِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا شِبَعاً اَكْثَرُهُمْ جُوعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ فَمَا مَلَاَ اَبُو جُحَيْفَةَ بَطْنَهُ مِنْ طَعَامٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ.

ابو جحیفہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ڈکار لی تو حضرت نے فرمایا: اپنے ڈکار کو روکو (یعنی اتنا نہ کھاؤ کہ ڈکار آئے) جو لوگ دنیا میں سیر ہو کر کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن زیادہ بھوکے ہوں گے۔

امام نے فرمایا: اس دن کے بعد ابو جحیفہ نے مرتے دم تک پرخوری نہیں کی۔[۵]

نیز فرمایا:

لَا تَرْفَعْ يَدَكَ مِنَ الطَّعَامِ اِلَّا وَ اَنْتَ تَشْتَهِيهِ فَاِنْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَاَنْتَ تَسْتَمْرِئُهُ.

---

[۱] الدعوات (للراوندی)/سلوۃ الحزین/النص/۶/۷۶/فصل فی خصال یستغنی بہا عن الطب..... ص:۷۴

[۲] مکارم الاخلاق/۷/۱۴۷/الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ..... ص:۱۴۰

[۳] علل الشرائع/ج ۲/۷/۴۹۷/۲۵۲ باب علۃ خلق الوجہ من غیر کبر..... ص:۴۹۷

[۴] مجموعۃ ورام/ج ۱/۱۰۲/باب تہذیب الاخلاق..... ص:۹۴

[۵] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ج ۲/۳۹/۳۱/۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص:۲۴

اگر سیر ہونے سے پہلے کھانا کھانا چھوڑ دو تو تم غذا سے لذت اٹھاؤ گے۔ [۱]

حدیث میں ملتا ہے:

مَنْ قَلَّ طَعَامُهُ صَحَّ بَدَنُهُ وَ صَفَا قَلْبُهُ وَ مَنْ كَثُرَ طَعَامُهُ سَقُمَ بَدَنُهُ وَ قَسَا قَلْبُهُ.

جو شخص کم کھاتا ہے اس کا بدن سالم رہتا ہے اور اس کا دل صفا ہوتا ہے۔ جو شخص زیادہ کھائے اس کا بدن بیمار اور دل سخت ہوتا ہے۔ [۲]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ أَبْغَضَ إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ بَطْنٍ مَمْلُوءٍ.

خدا کے نزدیک مبغوض ترین وہ شخص ہے جو پرخوری کرتا ہے۔ [۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُبْغِضُ كَثْرَةَ الْأَكْلِ وَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ بُدٌّ مِنْ أَكْلَةٍ يُقِيمُ بِهَا صُلْبَهُ فَإِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَاماً فَلْيَجْعَلْ ثُلُثَ بَطْنِهِ لِلطَّعَامِ وَ ثُلُثَ بَطْنِهِ لِلشَّرَابِ وَ ثُلُثَ بَطْنِهِ لِلنَّفَسِ.

خدا ایسے شخص کو دشمن رکھتا ہے جو پرخوری کرتا ہے۔

اور مزید فرمایا: انسان ناچار ہے کہ اپنی زندگی کے لئے غذا کھاتا ہے پس جب وقت غذا کھائے تو ایک تہائی شکم غذا کے لئے اور ایک تہائی پینے کے لئے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے قرار دے۔ [۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْمُؤْمِنُ لَا يَغْلِبُهُ فَرْجُهُ وَ لَا يَفْضَحُهُ بَطْنُهُ.

مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ شہوت میں مبتلا ہو اور شکم سے رسوا ہو۔ [۵]

کھانے پینے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

أُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم بِطَعَامٍ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَهُ فِيهِ فَإِذَا هُوَ حَارٌّ فَقَالَ دَعُوهُ حَتَّى يَبْرُدَ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۱۷۲/ وصیۃ ع لکمیل بن زیاد مختصرۃ..... ص:۱۷۱

[۲] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۷۷/ فصل فی خصال یستغنی بہا عن الطب..... ص:۷۴

[۳] المحاسن/ ج ۲/ ۴۴۷/ ۴۴ باب النہی عن کثرۃ الطعام و کثرۃ الاکل..... ص:۴۴۵

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۶۹/ باب کراہیۃ کثرۃ الاکل..... ص:۲۶۸

[۵] تحف العقول/ النص/ ۳۵۸/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵۷

بَرَكَةً وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى لَمْ يُطْعِمْنَا الْحَارَّةَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے غذا لے آئے تھے آپ نے اپنی انگلی کو کھانے میں ڈالا اور جب دیکھا کہ گرم ہے۔ فرمایا کہ ٹھنڈا ہو جائے کہ اس کی برکت زیادہ ہے۔ خدا نے ہمیں گرم کھانا نہیں دیا ہے۔[1]

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ إِذَا أَكَلَ طَعَاماً يَقُولُ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَارْزُقْنَا خَيْراً مِنْهُ وَإِذَا أَكَلَ لَبَناً أَوْ شَرِبَهُ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَارْزُقْنَا فِيهِ.

جب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غذا کھاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَارْزُقْنَا خَيْراً مِنْهُ.

خدایا! ہمارے لئے اس میں برکت قرار دے اور اس سے بہتر روزی ہمیں عطا فرما۔

جب آپ دودھ پیتے تو یہ پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَارْزُقْنَا فِيهِ.

خدایا! اس میں ہمارے لئے برکت قرار دے اور اس میں ہماری روزی قرار دے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا أَكَلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ مُتَّكِئاً مُنْذُ بَعَثَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى أَنْ قَبَضَهُ وَكَانَ يَأْكُلُ إِكْلَةَ الْعَبْدِ وَيَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبْدِ قُلْتُ وَلِمَ ذٰلِكَ قَالَ تَوَاضُعاً لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت سے لے کر آخری عمر تک لیٹنے کی حالت میں کھانا نہیں کھایا اور ہمیشہ غلام کی مانند غذا کھاتے تھے اور غلام کی مانند بیٹھتے تھے اور وہ اس کو خدا کے لئے تواضع اور فروتنی انجام دیتے تھے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَأْكُلَ بِشِمَالِهِ أَوْ يَشْرَبَ بِهَا أَوْ يَتَنَاوَلَ بِهَا.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کھانے پینے اور کسی چیز اٹھانے کے لئے بایاں ہاتھ استعمال نہیں کرتے تھے۔ (یعنی نہ بائیں سے کھاتے پیتے اور نہ کوئی چیز اٹھاتے تھے)[4]

راوی کہتا ہے:

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۴۰ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ ..... ص: ۲۴

[2] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۳۹ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ ..... ص: ۲۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۲۷۰ / باب الاکل متکئا ..... ص: ۲۷۰

[4] مکارم الاخلاق / ۱۴۲ / الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ ..... ص: ۱۴۰

كَانَ صلى الله عليه وآله وسلم يَجْعَلُ يَمِينَهُ لِأَكْلِهِ وَشُرْبِهِ وَوُضُوئِهِ.........

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے پینے اور وضو دائیں ہاتھ سے کرتے تھے۔[۱]

روایت ہے کہ:

كَانَ صلى الله عليه وآله وسلم لَا يَأْكُلُ الْحَارَّ حَتَّى يَبْرُدَ وَيَقُولُ إِنَّ اللهَ لَا يُطْعِمُنَا نَاراً إِنَّ الطَّعَامَ الْحَارَّ غَيْرُ ذِي بَرَكَةٍ فَأَبْرِدُوهُ وَكَانَ صلى الله عليه وآله وسلم إِذَا أَكَلَ سَمَّى وَيَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ وَمِمَّا يَلِيهِ وَلَا يَتَنَاوَلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْ غَيْرِهِ وَيُؤْتَى بِالطَّعَامِ فَيَشْرَعُ قَبْلَ الْقَوْمِ ثُمَّ يَشْرَعُونَ وَكَانَ يَأْكُلُ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا وَالْوُسْطَى وَرُبَّمَا اسْتَعَانَ بِالرَّابِعَةِ وَكَانَ صلى الله عليه وآله وسلم يَأْكُلُ بِكَفِّهَا كُلِّهَا وَلَمْ يَأْكُلْ بِإِصْبَعَيْنِ وَيَقُولُ إِنَّ الْأَكْلَ بِإِصْبَعَيْنِ هُوَ أَكْلَةُ الشَّيْطَانِ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرد گرم غذا نہیں کھاتے تھے۔ جب تک سرد نہ ہو جاتی اور فرمایا کرتے تھے۔ خدا نے ہمیں آگ نہیں کھلائی۔ گرم غذا میں برکت نہیں ہے۔ پس اسے سرد ہونے دو۔ آنحضرتؐ جب بھی غذا کھاتے بسم اللہ پڑھتے اور اپنے سامنے سے تین انگلیوں سے غذا کھاتے تھے۔ دوسروں کے سامنے والی جگہ سے تناول نہ فرماتے تھے، کھانے میں دوسروں سے پہلے شروع کرتے اور تین انگلیوں سے غذا کھاتے تھے اور کبھی کبھی چوتھی انگلی سے بھی مدد لیتے تھے اور کبھی کبھی پورے ہاتھ سے کھانا کھاتے اور دو انگلیوں سے کھانا نہیں کھاتے تھے اور فرماتے: دو انگلیوں سے غذا کھانا شیطان کی کام ہے۔[۲]

انس کہتے ہیں:

مَا ذَمَّ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم طَعَاماً قَطُّ كَانَ إِذَا أَعْجَبَهُ أَكَلَهُ وَإِذَا كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کھانے کی مذمت نہیں فرمائی، اگر غذا کو پسند فرماتے تو اسے کھا لیتے اور اگر پسند نہ کرتے تو نہیں کھاتے تھے۔[۳]

روایت ہے کہ:

كَانَ صلى الله عليه وآله وسلم لَا يَأْكُلُ الثُّومَ وَلَا الْبَصَلَ وَلَا الْكُرَّاثَ وَلَا الْعَسَلَ الَّذِي فِيهِ الْمَغَافِيرُ وَهُوَ مَا يَبْقَى مِنَ الشَّجَرِ فِي بُطُونِ النَّحْلِ فَيُلْقِيهِ فِي الْعَسَلِ فَيَبْقَى رِيحٌ فِي الْفَمِ.

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیاز، لہسن، ککڑی اور شہد کو سرکہ کے ساتھ ملا کر نہیں کھاتے تھے کیونکہ اس کی وجہ سے منہ سے بدبو آتی ہے۔[۴]

---

[۱] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۳۷۲

[۲] مکارم الاخلاق / ۲۸ / الفصل الثالث فی صفۃ اخلاقہ ص فی مطعمہ ..... ص: ۲۶

[۳] بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ۱۶ / ۲۴۵ / فی صفۃ اخلاقہ فی مطعمہ ..... ص: ۲۴۱

[۴] مکارم الاخلاق / ۳۰ / الفصل الثالث فی صفۃ اخلاقہ ص فی مطعمہ ..... ص: ۲۶

روایت ہے کہ:

اِذَا جَلَسَ عَلَى الطَّعَامِ جَلَسَ مُحَقَّراً وَ كَانَ يَلْطَعُ اَصَابِعَهُ وَلَمْ يَتَجَشَّأْ قَطُّ وَ يُجِيبُ دَعْوَةَ الْحُرِّ وَ الْعَبْدِ وَلَوْ عَلَى ذِرَاعٍ اَوْ كُرَاعٍ وَيَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَلَوْ اَنَّهَا جُرْعَةُ لَبَنٍ وَيَاْكُلُهَا وَلَا يَاْكُلُ الصَّدَقَةَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دستر خوان پر سادہ طریقے سے بیٹھتے اور کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹتے تھے اور ہرگز ڈکار نہیں لیتے تھے اور ہر آزاد و غلام کی دعوت کو قبول فرماتے تھے۔ اگرچہ غذا میں سری پائے اور اوجھری ہی کیوں نہ ہوتی۔ ہدیہ کو قبول فرماتے اگرچہ دودھ کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہوتا۔ اسے پی لیتے، لیکن آپ صدقہ نہیں کھاتے تھے۔ [۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ قُوتُهُ الشَّعِيرَ مِنْ غَيْرِ اُدْمٍ......

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوراک نانِ جو تھی بغیر روغن وغیرہ کے ہوتے تھے۔ [۲]

روایت ہے کہ:

كَانَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا يَتَنَفَّسُ فِي الْاِنَاءِ اِذَا شَرِبَ فَاِنْ اَرَادَ اَنْ يَتَنَفَّسَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی پینے کے دوران برتن میں سانس نہیں لیتے بلکہ سانس لینے کے لئے برتن کو منہ سے جدا کرتے اور پھر دوبارہ پیتے تھے۔ [۳]

راوی کہتا ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا اَكَلَ لَقَّمَ مَنْ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَاِذَا شَرِبَ سَقَى مَنْ عَلَى يَمِينِهِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کھانا کھاتے تھے تو سامنے والے فرد کو پہلے لقمہ کھانے کے لئے فرماتے تھے اور پینے کے وقت جو شخص آپ کے دائیں طرف ہوتا ہے اسے پانی پہلے دیتے تھے۔ [۴]

---

[۱] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج۱۶/ ۲۲۷ / باب ۹ مکارم اخلاقہ وسیرہ وسننہ صلی اللہ علیہ وآلہ وما ادبہ اللہ تعالی بہ..... ص: ۱۹۴

[۲] الزہد/ النص/ ۲۹ / ۳ باب حسن الخلق والرفق والغضب

[۳] مکارم الاخلاق/ ۳۱ / الفصل الرابع فی صفۃ اخلاقہ ص فی مشربہ..... ص:۳۱

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۲۹۹ / باب نوادر..... ص:۲۹۶

ساتویں فصل:

لباس وزینت

لباس کی اہمیت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَیسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِیمَا سِوَی ھٰذِہِ الخِصَالِ...... ثَوْبٌ یُوَارِی عَوْرَتَهُ......

انسان کوحق حاصل ہے کہ اس کے پاس لباس ہو، تاکہ وہ اپنی شرمگاہ کو چھپائے۔[۱]

نیز فرمایا:

اَللِّبَاسُ یُظْهِرُ الْغِنَی......

لباس بے نیازی کی نشانی ہے۔[۲]

اسی طرح فرمایا:

ثَلَاثٌ یَفْرَحُ بِهِنَّ الْجِسْمُ وَیَرْبُو الطِّیبُ وَاللِّبَاسُ اللَّیِّنُ وَشُرْبُ الْعَسَلِ.

بدن کو تین چیزوں سے شاداب اور پرورش دیں: (۱) خوشبو (۲) نرم لباس (۳) شہد کا کھانا۔[۳]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۴۶۲

[۲] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۶۶۵/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص «با ترجمہ فارسی

[۳] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۵۹/ ۲۹۵/ باب ۸۹ نادر..... ص: ۲۸۹

الثِّيَابُ تُظْهِرُ الْجَمَالَ.........
لباس زیبائی کو ظاہر کرتا ہے۔[1]

نیز فرمایا:

النَّظِيفُ مِنَ الثِّيَابِ يُذْهِبُ الْهَمَّ وَ الْحَزَنَ وَهُوَ طَهُورٌ لِلصَّلَاةِ.
پاکیزہ لباس غم واندوہ کو ختم کرتا ہے اور نماز میں لباس کی پاکیزگی لازم ہے۔[2]

برہنگی کی ممانعت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

......لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُورَ إِلَيْهِ فِي الْحَمَّامِ بِلَا مِئْزَرٍ.
جو شخص حمام میں لنگ کے بغیر ہو اور دوسرا اسے دیکھتا ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر دو پر لعنت بھیجی ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

يَا عَلِيُّ كَرِهَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِأُمَّتِي......... الْغُسْلَ تَحْتَ السَّمَاءِ إِلَّا بِمِئْزَرٍ وَ كَرِهَ دُخُولَ الْأَنْهَارِ إِلَّا بِمِئْزَرٍ إِلَّا بِمِئْزَرٍ فَإِنَّ فِيهَا سُكَّاناً مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَ كَرِهَ دُخُولَ الْحَمَّامِ إِلَّا بِمِئْزَرٍ.........
اے علیؑ! خدا تعالیٰ ننگے ہونے، آسمان کے نیچے لنگی کے بغیر غسل کرنے اور ننگے نہر یا حمام میں داخل ہونے کو ناپسند فرماتا ہے۔[4]

نیز حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا تَعَرَّى أَحَدُكُمْ نَظَرَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ فَطَمِعَ فِيهِ فَاسْتَتِرُوا.
جب بھی تم برہنی کی حالت میں ہوتے ہو تو شیطان طمع کی نگاہ کرتا ہے پس خود کو ڈھانپو۔[5]

جوتا پہننے کے آداب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الخصال/ ج ۱ / ۹۲ / ثلاث خصال خصلة منها تظهر الغنى وخصلة تظهر الجمال وخصلة تكبت الاعداء..... ص: ۹۱
[2] الكافی (ط-الاسلامیة) / ج ۶ / ۴۴۴ / باب اللباس..... ص: ۴۴۱
[3] الكافی (ط-الاسلامیة) / ج ۶ / ۵۰۳ / باب الحمام..... ص: ۴۹۶
[4] مكارم الاخلاق / ۴۳۵ / الفصل الثالث فی وصیة النبی ص لعلی ع..... ص: ۴۳۳
[5] تهذیب الاحکام (تحقیق خرسان) / ج ۱ / ۳۷۳ / ۱۸- باب دخول الحمام وآدابه وسننه..... ص: ۳۷۳

اِنْتَعِلُوْا وَ تَخَفَّفُوْا وَ خَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ.

جوتے ہلکے اور آرام دہ پہنو۔ اہل کتاب کی مانند نہ ہو جاؤ۔[۱]

اسی طرح فرمایا:

وَمَنِ اتَّخَذَ نَعْلًا فَلْيَسْتَجِدْهَا .... وَمَنِ اتَّخَذَ ثَوْبًا فَلْيُنَظِّفْهُ.

جوتے اچھے اور لباس پاکیزہ پہنو۔[۲]

نیز فرمایا:

اِذَا اشْتَرَيْتَ نَعْلًا فَاسْتَجِدْهَا اِذَا اشْتَرَيْتَ ثَوْبًا فَاسْتَجِدْهُ.

جب تم لباس اور جوتے خریدنا چاہو تو اچھا اور نیا انتخاب کرو۔[۳]

اور فرمایا:

اِذَا تَخَفَّفَتْ اُمَّتِیْ بِالْخِفَافِ ذَاتَ الْمَنَاقِبِ الرِّجَالُ وَ النِّسَاءِ وَ خَصَفُوْا نِعَالَهُمْ تَخَلَّى اللهُ عَنْهُمْ.

میری امت کے جب مرد و عورت لیٹے (یعنی تلوا مکمل زمین پر لگتے) ہوئے جوتے نہ پہنیں اور صلہ رحمی سے دریغ نہ کریں تو خداوندان پر آسانی فرماتا ہے۔[۴]

نکتہ:

ایسی احادیث کا پیغام یہ ہے کہ مسلمان نظافت کی رعایت کریں، اچھا لباس پہنیں، سادہ زندگی گزاریں اور سجاوٹ نہ کریں۔

اس طرح فرمایا:

اِذَا خَلَعَ اَحَدُكُمْ ثِيَابَهُ فَلْيُسَمِّ ....

جب تم لباس کو اتارتے ہو تو اس وقت بسم اللہ پڑھو.............۔[۵]

نیز فرمایا:

...... اذا فَإِذَا نَزَعَ اَحَدُكُمْ ثَوْبَهُ فَلْيَطْوِهِ......

جب لباس اتارو تو اسے تہہ کر لیا کرو۔[۶]

---

[۱] الجامع الصغیر، ج۱ص۴۱۷

[۲] دعائم الاسلام/ ج۲ / ۱۵۸ / ۱فصل ذکر آداب اللباس..... ص:۱۵۳

[۳] الجامع الصغیر، ج۱ص۲۷

[۴] الجامع الصغیر، ج۱ص۸۲

[۵] علل الشرائع/ ج۲ / ۵۸۳ / ۸۵ / ۳باب نوادر العلل..... ص:۵۷۷

[۶] الجامع الصغیر، ج۱ص۸۹

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ الْبَقَاءَ وَلَا بَقَاءَ فَلْيُبَاكِرِ الْغَدَاءَ وَلْيُجَوِّدِ الْحِذَاءَ وَلْيُخَفِّفِ الرِّدَاءَ.

جو شخص باقی رہنا چاہتا ہو، ویسے تو کسی کے لئے بقا نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ وہ جلد ناشتہ کرے اور اچھا جوتا پہنے اور کم سے کم قرض لے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَإِذَا لَبِسْتَ ثِيَابَكَ فَقُلِ- اَللّٰهُمَّ اَلْبِسْنِي التَّقْوَى وَ جَنِّبْنِي الرَّدَى فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ اٰمِنْتَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ.

جب (نیا) لباس پہنو تو دعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اَلْبِسْنِي التَّقْوٰى وَ جَنِّبْنِي الرَّدَى.

اے معبود! مجھے تقویٰ کا لباس پہنا اور ہلاکت سے محفوظ رکھ۔

جب تم ایسا کرو گے تو تمام بیماریوں سے محفوظ رہو گے۔[1]

راوی کہتا ہے:

اَنَّهُ كَانَ يَلْبَسُ ثِيَابَهُ مِمَّا يَلِي يَمِينَهُ فَإِذَا لَبِسَ ثَوْباً جَدِيداً دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ فَقَرَأَ عَلَيْهِ إِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ[2] عَشْرَ مَرَّاتٍ وَ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ[3] عَشْرَ مَرَّاتٍ وَ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُونَ[4] عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَضَحَهُ عَلَى ذٰلِكَ الثَّوْبِ ثُمَّ قَالَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِثَوْبِهِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَلْبَسَهُ لَمْ يَزَلْ فِي رَغَدٍ مِنْ عَيْشِهِ مَا بَقِيَ مِنْهُ سِلْكٌ.

امام رضا علیہ السلام لباس کو دائیں طرف سے پہنتے تھے اور جب بھی نیا لباس پہنتے تو پانی کے کاسہ پر تین بار سورۂ قدر، دس مرتبہ قل ھو اللہ احد اور دس مرتبہ یاایھا الکافرون پڑھتے تھے پھر اس نئے لباس کو پہنتے تھے اس وقت فرماتے: جو شخص نئے لباس کو پہننے سے پہلے ایسا کرتا ہے وہ ہمیشہ نعمتوں سے مالا مال ہوتا ہے جب تک اس لباس کے دھاگے باقی رہتے ہیں۔[5]

اسحاق بن عمار کہتا ہے:

قُلْتُ لِاَبِي عَبْدِ اللهِ علیہ السلام يَكُونُ لِلْمُؤْمِنِ عَشَرَةُ اَقْمِصَةٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ عِشْرِينَ قَالَ نَعَمْ وَ لَيْسَ

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۳۸ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضاع من الاخبار المجموعۃ ..... ص: ۲۴

[2] سورۂ قدر

[3] سورۂ اخلاص

[4] سورۂ کافرون

[5] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۱ / ۳۱۵ / ۲۸ باب فیما جاء عن الامام علی بن موسی ع من الاخبار المتفرقۃ ..... ص: ۲۷۲

ذٰلِكَ مِنَ السَّرَفِ اِنَّمَا السَّرَفُ اَنْ يُجْعَلَ ثَوْبُ صَوْنِكَ ثَوْبَ بِذْلَتِكَ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا! کیا مومن کے لئے جائز ہے کہ اس کی دس قمیص ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں جائز ہے۔

پھر پوچھا گیا: اگر بیس قمیص رکھتا ہو تو؟

آپ نے فرمایا: اس کے لئے جائز ہے اور اسراف نہیں بلکہ اسراف یہ ہے کہ مہمانی اور جشن پر پہننے والا لباس عام حالت میں پہنے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَدْنَى الْاِسْرَافِ......... اِبْتِذَالُ ثَوْبِ الصَّوْنِ.

اسراف کم ترین یہ ہے............ اچھے لباس کو بیجا استعمال کیا جائے۔[۲]

اسی طرح فرمایا:

مِنَ السُّنَّةِ الْخُفُّ الْاَسْوَدُ وَ النَّعْلُ الصَّفْرَاءُ.

سیاہ جوتے اور زرد نعلین پہننا سنت ہے۔[۳]

نیز فرمایا:

مَنْ لَبِسَ نَعْلًا صَفْرَاءَ لَمْ يُبْلِهَا حَتّٰى يَسْتَفِيدَ مَالًا.

زرد نعلین پہننے والے کو سودمندی حاصل ہوتی ہے۔[۴]

اسی طرح فرمایا:

مَنْ لَبِسَ نَعْلًا صَفْرَاءَ كَانَ فِي سُرُورٍ حَتّٰى يُبْلِيَهَا.

زرد جوتے پہننے سے انسان ہمیشہ شادابی میں رہتا ہے۔[۵]

اسی طرح فرمایا:

يَنْبَغِي لِصَاحِبِ الْجِنَازَةِ اَنْ يُلْقِيَ رِدَاءَهُ حَتّٰى يُعْرَفَ وَ يَنْبَغِي لِجِيرَانِهِ اَنْ يُطْعِمُوا عَنْهُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ.

یہ ضروری ہے کہ صاحب عزا عبا نہ پہنے اور قمیص ہی پہنے تا کہ شناخت ہو سکے اور ضروری ہے کہ صاحب عزا کی اطراف

---

[۱] مکارم الاخلاق/ ۹۸ / فی کثرۃ الثیاب..... ص:۹۸
[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۴۶۰ / باب لبس الخلقان..... ص:۴۶۰
[۳] مکارم الاخلاق/ ۱۲۵ / فی خلع النعال والخفاف اذا جلس..... ص:۱۲۴
[۴] مکارم الاخلاق/ ۱۲۴ / فی خلع النعال والخفاف اذا جلس..... ص:۱۲۴
[۵] مکارم الاخلاق/ ۱۲۴ / فی خلع النعال والخفاف اذا جلس..... ص:۱۲۴

میں ہمسائے تین روز تک کھانے کا اہتمام کریں۔[1]

اس مطلب کی طرف کنایہ ہے کہ صاحب عزا ہمیشہ اور ہر حالت میں معمولی لباس پہنے۔

پسندیدہ لباس:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّكُمْ قَادِمُوْنَ عَلٰى اِخْوَانِكُمْ فَاصْلِحُوْا رِحَالَكُمْ وَ اصْلِحُوْا لِبَاسَكُمْ حَتّٰى تَكُوْنُوْا كَاَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ، فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْفَحْشَ وَلَا تَفَحُّشَ.

اپنے دینی مسلمان بھائی کے درمیان خوبصورت اور اچھا لباس پہنو۔ اس طرح کہ تم لوگوں کے درمیان بارعب ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کو دوست نہیں رکھتا۔[2]

اسی طرح فرمایا:

لَيْسَ مِنْ لِبَاسِكُمْ شَيْءٌ اَحْسَنَ مِنَ الْبَيَاضِ فَالْبَسُوهُ وَ كَفِّنُوا فِيهِ مَوْتَاكُمْ.

سفید لباس ہر لباس سے بہتر ہے۔ پس سفید لباس زیب تن کرو اور مردوں کو اس میں دفن کرو۔[3]

نیز فرمایا:

خَمْسٌ لَا اَدَعُهُنَّ حَتّٰى الْمَمَاتِ ...... وَ لُبْسُ الصُّوفِ .... لِيَكُونَ ذٰلِكَ سُنَّةً مِنْ بَعْدِي.

میں پانچ چیزوں کو مرنے تک ترک نہیں کروں گا .... (ان میں سے ایک) پشم کا لباس ہے .... تاکہ میرے بعد سنت قرار پائے۔[4]

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَلْبَسُوا مِنَ الْقُطْنِ فَاِنَّهُ لِبَاسُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ لِبَاسُنَا وَ لَمْ يَكُنْ يَلْبَسُ الصُّوفَ وَ الشَّعْرَ اِلَّا مِنْ عِلَّةٍ.

سوتی لباس پہنو کیونکہ یہ لباس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس تھا اور ہمارا بھی لباس یہی ہے۔ آپ پشم کا لباس اور بالوں سے بنا ہوا لباس صرف بیماری کے وقت پہنا کرتے تھے۔[5]

البتہ اس کا یہ معنی ہے کہ پشم اور سوتی ہر ایک لباس مناسب اور پہننے کے لئے مناسب ہے۔

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۱ / ۱۷۴ / باب التعزیۃ والجزع عند المصیبۃ وزیارۃ القبور والنوح والماتم ..... ص: ۱۷۳

[2] جامع الصغیر، ج۱ ص ۳۸۸

[3] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۱۶۱ / ۲ فصل ذکر ما یحل من اللباس وما یحرم منہ ...... ص: ۱۶۰

[4] علل الشرائع/ ج۱ / ۱۳۰ / ۱۰۸ باب علۃ تسلیم النبی ص علی الصبیان ..... ص: ۱۳۰

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۰۳ / فی لبس الثیاب البیض ..... ص: ۱۰۳

راوی کہتا ہے:

اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ لَبِسَ اَجْوَدَ ثِيَابِهِ فَقِيلَ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ لِمَ تَلْبَسُ اَجْوَدَ ثِيَابِكَ فَقَالَ اِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ فَاَتَجَمَّلُ لِرَبِّي وَ هُوَ يَقُولُ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ[1] فَاُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَ اَجْوَدَ ثِيَابِي.

امام حسن علیہ السلام جب بھی نماز پڑھنے کے لئے اٹھتے تو بہترین لباس پہنتے تھے۔

آپ سے پوچھا گیا: آپ کیوں بہترین لباس پہنتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: خدا زیبا ہے اور زیبائی کو پسند کرتا ہے، پس خود کو خدا کے لئے زیبا بناتا ہوں۔ وہ فرماتا ہے: مسجد میں زینت کے ساتھ آؤ۔ لہٰذا مجھے یہ پسند ہے کہ بہترین لباس پہنوں۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْكَتَّانُ مِنْ لِبَاسِ الْاَنْبِيَاءِ.

سوتی لباس انبیا علیہم السلام کا لباس ہے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

لِيَتَزَيَّنَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.....وَ يَلْبَسُ اَنْظَفَ ثِيَابِهِ.

روز جمعہ زینت کرو............اور پاکیزہ لباس پہنو۔[4]

راوی کہتا ہے:

كَانَ جُلُوسُ الرِّضَا عليه السلام فِي الصَّيْفِ عَلَى حَصِيرٍ وَ فِي الشِّتَاءِ عَلَى مِسْحٍ وَ لُبْسُهُ الْغَلِيظَ مِنَ الثِّيَابِ حَتَّى اِذَا بَرَزَ لِلنَّاسِ تَزَيَّنَ لَهُمْ.

امام صادق علیہ السلام گرمیوں میں چٹائی پر بیٹھتے تھے اور سردیوں میں زیرِ لباس بالوں سے بنا اور سخت لباس پہنتے تھے۔ جب آپ کو لوگوں میں آنا ہوتا تو اچھا لباس زیب تن فرماتے تھے۔[5]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

يُسْتَحَبُّ اَنْ يَعْتَمَّ الرَّجُلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ اَنْ يَلْبَسَ اَحْسَنَ ثِيَابِهِ وَ اَنْظَفَهَا.

---

[1] سورۂ اعراف: ۳۱

[2] بحار الانوار (ط۔ بیروت) / ج ۸۰ / ۱۷۵ / تذنیب..... ص: ۱۷۳

[3] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۴۴۹ / باب الکتان..... ص: ۴۴۹

[4] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۱ / ۱۱۶ / باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ..... ص: ۱۱۰

[5] عیون اخبار الرضا علیہ السلام / ج ۲ / ۱۷۸ / ۴۴ باب فی ذکر اخلاق الرضا ع الکریمۃ ووصف عبادتہ..... ص: ۱۷۸

جمعہ کے دن مستحب ہے کہ عمامہ باندھے، بہترین و پاکیزہ لباس پہنے اور اچھے عطر سے خوشبو لگا کر جائے۔[۱]

ناپسند لباس:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هَلَاكُ نِسَاءِ أُمَّتِي فِي الْأَحْمَرَيْنِ الذَّهَبِ وَ الثِّيَابِ الرِّقَاقِ.

میری امت کی عورتیں دو سرخ چیزوں سے ہلاک ہوں گی:

(۱) سونا (۲) باریک لباس۔[۲]

نیز فرمایا:

يَا عَلِيُّ! مَنْ أَطَاعَ امْرَأَتَهُ أَكَبَّهُ اللهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ فَقَالَ عَلِيٌّ علیہ السلام وَ مَا تِلْكَ الطَّاعَةُ قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَأْذَنُ لَهَا فِي......... وَ لُبْسِ الثِّيَابِ الرِّقَاقِ.

اے علیؑ! جو مرد اپنی عورت کی اطاعت کرتا ہے خدا اسے دوزخ میں ڈالے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا: یہ کس قسم کی اطاعت ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جو مرد عورت کو باریک لباس پہننے کی اجازت دیتا ہے۔[۳]

آپؐ ہی نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

أَيْ أَخِيْ! إِنِّيْ مُوْصِيْكَ بِوَصِيَّةٍ فَاحْفَظْهَا، لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهَا......... وَ الْبَسِ الْخَشِنَ الضَّيِّقَ مِنَ الثِّيَابِ لَعَلَّ الْعِزَّ وَ الْكِبْرِيَاءَ لَا يَكُوْنَ لَهُمَا فِيْكَ مَسَاغٌ.........

اے میرے بھائی! میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اس کی رعایت کرنا۔ شاید خدا تجھے فائدہ دے، اپنے اعضائے بدن کے مناسب لباس (سخت) پہنو تا کہ غرور و تکبر تمہیں نہ گھیر سکے۔[۴]

اسی طرح فرمایا:

عَشْرَ خِصَالٍ عَمِلَهَا قَوْمُ لُوْطٍ بِهَا أُهْلِكُوْا ...... وَ لِبَاسَ الْحَرِيْرِ.......

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اس لئے ہلاک ہوئی کہ وہ ریشم کا لباس پہنتی تھی۔[۵]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۱ / ۴۲۵ / باب وجوب الجمعۃ وفضلها ومن وضعت عنہ والصلاۃ والخطبۃ فیها..... ص:۴۰۹

[۲] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج۱ / ۱۸۳ / الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمۃ الاطہار..... ص:۱۷۳

[۳] مکارم الاخلاق/ ۴۳۸ / الفصل الثالث فی وصیۃ النبی ص لعلی ع..... ص:۴۳۳

[۴] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۴۶۸

[۵] الجامع الصغیر، ج۲، ص ۱۵۵

......سِتَّةٌ فِي هٰذِهِ الْاُمَّةِ مِنْ اَخْلَاقِ قَوْمِ لُوطٍ ....وَ اِرْخَاءُ الْاِزَارِ خُيَلَاءَ وَ حَلُّ الْاَزْرَارِ مِنَ الْقَبَاءِ وَ الْقَمِيصِ.

چھ چیزیں قوم لوط کے اخلاق میں سے اس امت میں ہیں: تکبر میں لمبا لباس پہننا کہ جو زمین سے گھسٹتا ہو، قمیص وقبا کے بٹنوں کو کھلے رکھنا۔[1]

اسی طرح روایت ہے:

قَالَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فِيمَا عَلَّمَ اَصْحَابَهُ لَا تَلْبَسُوا السَّوَادَ فَاِنَّهُ لِبَاسُ فِرْعَوْنَ.

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کالا لباس نہ پہننا کیونکہ یہ لباس فرعون کا تھا۔

نیز امیر المومنین علیہ السلام سے ہی مروی ہے کہ

مَنْ لَبِسَ الثِّيَابَ الْفَاخِرَةَ فَلَا بُدَّ لَهُ مِنَ الْكِبْرِ وَ لَا بُدَّ لِصَاحِبِ الْكِبْرِ مِنَ النَّارِ.

جو شخص فاخرہ لباس پہنتا ہے اس میں تکبر آتا ہے اور متکبر شخص دوزخ میں جائے گا۔[2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم ......نَهَاهُمْ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ، ....وَ عَنْ لِبَاسِ الْاِسْتَبْرَقِ وَ الْحَرِيرِ وَ الْقَزِّ وَ الْاُرْجُوَانِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو سونے کی انگوٹھی، چمکیلا لباس، ریشمی لباس اور ارغوانی لباس پہننے سے منع فرمایا۔[3]

كَانَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ لَا تَزَالُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَلْبَسُوا لِبَاسَ الْعَجَمِ وَ يَطْعَمُوا اَطْعِمَةَ الْعَجَمِ فَاِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ ضَرَبَهُمُ اللهُ بِالذُّلِّ.

حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: اس امت کے امور ہمیشہ خیر وصلاح میں ہوں گے۔ جب تک غیروں کی مانند کھانا نہ کھائیں اور لباس نہ پہنیں۔ پس اگر اس نے ایسا کیا تو خدا اسے ذلیل کرے گا۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَتَّخِذُوا الْمُلَسَّنَ فَاِنَّهُ حِذَاءُ فِرْعَوْنَ وَ هُوَ اَوَّلُ مَنْ حَذَا الْمُلَسَّنَ.

باریک اور نوک دار جوتے نہ پہنو کیونکہ یہ فرعون کے جوتے تھے اور پہلی بار اس نے پہنے تھے۔[5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الخصال/ ج ۱ / ۳۳۱ / ستۃ لا ینبغی ان یسلم علیھم وستۃ لا ینبغی لھم ان یؤموا وستۃ اشیاء فی ہذہ الامۃ من اخلاق قوم لوط..... ص: ۳۳۰

[2] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۱ / ۲۵۱ / باب ما یصلی فیہ وما لا یصلی فیہ من الثیاب وجمیع الانواع..... ص: ۲۴۷

[3] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ) / النص / ۱۷ / احادیث متفرقۃ..... ص: ۹

[4] المحاسن/ ج ۲ / ۴۱۰ / ۱۵ باب التواضع..... ص: ۴۰۹

[5] تحف العقول/ النص / ۱۰۵ / آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص: ۱۰۰

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزْجُرُ الرَّجُلَ يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ وَ يَنْهَى الْمَرْاَةَ اَنْ تَتَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ فِي لِبَاسِهَا.

رسول خدا ﷺ نے مردوں کو عورتوں کا لباس اور عورتوں کو مردوں کا لباس پہننے سے منع فرمایا۔[۱]

نمود و نمائش والا لباس:

لباس کے استعمال میں کمی یا زیادتی سے منع کیا گیا ہے۔(افراط وتفریط) زیادہ تر نازک لباس پہننا، نرم اور لمبا یا کم جیسے سخت لباس پہننا، چھوٹا لباس ہونا۔

نیز فرمایا:

نَهٰى عَنِ الشُّهْرَتَيْنِ دِقَّةُ الثِّيَابِ وَ غِلْظِهَا وَ لِيْنُهَا وَ خَشُوْنَتُهَا وَ طُوْلُهَا وَ قَصْرُهَا وَ لٰكِنْ سِدَادَ فِيْمَا بَيْنَ ذَالِكَ وَ اِقْتِصَادِ.

رسول خدا ﷺ نے ہر دو طرح کے لباس پہننے سے منع فرمایا ہے: بہت زیادہ باریک لباس پہنے سے اور نمود و نمائش والے لباس سے یا بہت زیادہ لمبے یا بہت زیادہ چھوٹے لباس سے۔[۲]

نیز فرمایا:

نَهٰى عَنْ لُبْسَتَيْنِ: اَلْمَشْهُوْرَةُ فِيْ حُسْنِهَا وَ الْمَشْهُوْرَةُ فِيْ قُبْحِهَا.

جو تم لباس پہنتے ہو اگر وہ نمود و نمائش والا لباس ہے تو اس سے پرہیز کرو۔[۳]

نیز فرمایا:

مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ اَعْرَضَ اللهُ عَنْهُ حَتّٰى يَضَعَهُ مَتٰى وَضَعَهُ.

جو بھی نمود و نمائش والا لباس پہنے گا اور اس کو منہ کے بل گراتا ہے جب تک وہ اسے ترک نہ کر دے۔[۴]

اسی طرح فرمایا:

مَنْ لَبِسَ ثِيَابَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا اَلْبَسَهُ اللهُ لِبَاسَ الذُّلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جو کوئی اس دنیا میں نمود و نمائش والا لباس پہنتا ہے خدا اسے روز قیامت ذلت کا لباس پہنائے گا۔[۵]

---

[۱] مکارم الاخلاق/ ۱۱۸ / فی تشبہ الرجال بالنساء..... ص:۱۱۸

[۲] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۶۹۱

[۳] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۷۰۳

[۴] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۶۴۳

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۴۴۵ / باب کراہیۃ الشہرۃ..... ص:۴۴۴

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ لَبِسَ ثَوْباً يَشْهَرُهُ- كَسَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَوْباً مِنَ النَّارِ.

جوکوئی نمود و نمائش والا لباس پہنتا ہے، قیامت کے دن خدا اسے آگ کا لباس پہنائے گا۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ يُبْغِضُ شُهْرَةَ اللِّبَاسِ.

خدا نمود و نمائش والے لباس کو دشمن رکھتا ہے۔[2]

اس طرح فرمایا:

كَفَى بِالرَّجُلِ خِزْياً اَنْ يَلْبَسَ ثَوْباً مُشَهِّراً.........

مرد کی ذلت اتنی ہی کافی ہے کہ شہرت کا لباس پہنے۔[3]

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۱۱۶ / فی لباس الشہرۃ..... ص:۱۱۶
[2] مکارم الاخلاق/ ۱۱۶ / فی لباس الشہرۃ..... ص:۱۱۶
[3] مکارم الاخلاق/ ۱۱۶ / فی لباس الشہرۃ..... ص:۱۱۶

آٹھویں فصل:

زینت وخوبصورتی

انسان کی زندگی میں مناسب زینت اورخوبصورتی کی تاکید کی گئی ہے۔
اسلام ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ ہم ایسے امور پر توجہ دیں۔

اصلاح:

روایت ہے کہ:

وَ كَانَ ﷺ يُحِبُّ الدُّهْنَ وَ يَكْرَهُ الشَّعَثَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفائی کو دوست رکھتے تھے اور کثافت کو ناپسند کرتے تھے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَالْبَسْ وَ تَجَمَّلْ فَإِنَّ اللهَ جَمِيلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَالَ وَ لْيَكُنْ مِنَ الْحَلَالِ.

پہنواورزینت کرو کیونکہ خدا جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔[۲]

نیز ابوبصیر امام صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ[۳] قَالَ هُوَ الْمَشْطُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

---

[۱] مکارم الاخلاق/ ۳۳/ فی دھنہ ص..... ص:۳۳
[۲] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج ۶۲ / ۱۲۵ / باب اجوامع ما یحل و ما یحرم من الماکولات والمشروبات وحکم المشتبہ بالحرام وما اضطروا الیہ..... ص:۹۲
[۳] سورۂ اعراف:۳۱

فَرِيضَةٍ وَ نَافِلَةٍ.

آپ سے اس آیت خدواند "خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ"(ہر نماز کے وقت اور ہر مسجد کے پاس زینت ساتھ رکھو) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: زینت سے مراد واجب اور مستحب نماز کے وقت سر میں کنگھی کرنا ہے۔[۱]

آپ نے عبید بن زیاد سے فرمایا:

اِظْهَارُ النِّعْمَةِ اَحَبُّ اِلَى اللهِ مِنْ صِيَانَتِهَا فَاِيَّاكَ اَنْ تَتَزَيَّنَ اِلَّا فِي اَحْسَنِ زِيِّ قَوْمِكَ......

خدا کے ہاں نعمت کو آشکار کرنا اس کے چھپانے سے بہتر ہے۔ پس اپنے آپ کو بہترین زینت سے آراستہ کرو۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الشَّعْرُ الْحَسَنُ مِنْ كِسْوَةِ اللهِ تَعَالَى فَاَكْرِمُوهُ.

اچھے اور خوبصورت بال اللہ کی طرف سے ایک لباس ہے، پس اس کا اکرام کرو۔[۳]

نیز فرمایا:

الْمُؤْمِنُ لَهُ........ وَ تَجَمُّلٌ فِي فَاقَةٍ.........

مومن کی صفات میں سے ہے کہ.................. (اسے) زیبا اور آراستہ رہنا چاہیئے خواہ فقر کی حالت ہو۔[۴]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الشَّيْبُ نُورٌ فَلَا تَنْتِفُوهُ.

سفید بال نورانیت ہے انہیں صاف نہ کرو۔[۵]

راوی کہتا ہے:

وَ كَانَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَتَمَشَّطُ وَ يُرَجِّلُ رَأْسَهُ بِالْمِدْرَى وَ تُرَجِّلُهُ نِسَاؤُهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ بالوں میں کنگھی کرتے تھے اور آراستہ کرتے اور بعض اوقات آپؐ کی زوجات آپؐ کے بالوں میں کنگھی کرتی تھیں اور مرتب و آراستہ کرتی تھیں۔[۶]

روایت ہے کہ:

---

[۱] تفسیر العیاشی/ ج ۲ / ۱۳ / [سورة الاعراف (۷):۳۱]..... ص:۱۲

[۲] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۶ / ۴۴۰ / باب التجمل واظهار النعمة ص:۴۳۸

[۳] من لایحضره الفقیه/ ج ۱ / ۱۲۹ / تقلیم الاظفار واخذ الشارب والمشط ص:۱۲۶

[۴] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۲ / ۲۳۱ / باب المؤمن وعلاماته وصفاته..... ص:۲۲۶

[۵] من لایحضره الفقیه/ ج ۱ / ۱۳۰ / تقلیم الاظفار واخذ الشارب والمشط ص:۱۲۶

[۶] مکارم الاخلاق/ ۳۳ / فی تسریحه ص..... ص:۳۳

وَ كَانَ صلى الله عليه وآله يَنْظُرُ فِي الْمِرْآةِ وَيُرَجِّلُ جُمَّتَهُ وَيَتَمَشَّطُ وَرُبَّمَا نَظَرَ فِي الْمَاءِ وَسَوَّى جُمَّتَهُ فِيهِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئینہ یا پانی پر نگاہ ڈالتے تھے بالوں میں کنگھی کر کے انہیں آراستہ کرتے تھے۔ [۱]

روایت ہے کہ:

لَقَدْ كَانَ يَتَجَمَّلُ لِأَصْحَابِهِ فَضْلًا عَلَى تَجَمُّلِهِ لِأَهْلِهِ وَ قَالَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا خَرَجَ إِلَى إِخْوَانِهِ أَنْ يَتَهَيَّأَ لَهُمْ وَ يَتَجَمَّلَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف خود آراستہ ہوتے تھے بلکہ اصحاب کو بھی آراستہ کراتے تھے اور فرماتے: خدا اس آدمی کو دوست رکھتا ہے جو اپنے بھائیوں میں آراستہ ہو کر جائے۔ [۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا:

لِلنِّسَاءِ اتْرُكْنَ مِنْ أَظَافِيرِكُنَّ فَإِنَّهُ أَزْيَنُ لَكُنَّ.

اپنے ناخنوں کا ایک حصہ رہنے دو کیونکہ یہ تمہارے لئے زینت ہے۔ [۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اتَّخَذَ شَعْراً فَلْيُحْسِنْ إِلَيْهِ.

جس شخص کے سر کے بال ہوں وہ انہیں مرتب و آراستہ رکھے۔ [۴]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

خَمْسٌ مِنَ السُّنَنِ فِي الرَّأْسِ............ وَ فَرْقُ الشَّعْرِ.......

سر کے بارے میں پانچ سنت ہیں:............ سر میں کنگھی کی جائے............۔ [۵]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ مِنَ النُّبُوَّةِ طَمُّ الشَّعْرِ وَ طِيبُ الرِّيحِ وَ كَثْرَةُ الطَّرُوقَةِ.

تین باتیں انبیا علیہم السلام کی سنت ہیں: بالوں کی اصلاح کرنا، خوشبو لگانا اور بہت زیادہ چلنا۔ [۶]

راوی کہتا ہے:

قُلْتُ لَهُ عليه السلام أَكَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله يَفْرُقُ شَعْرَهُ؟ قَالَ عليه السلام: لَا إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله كَانَ إِذَا طَالَ

---

[۱] مکارم الاخلاق/ ۳۴/ فی تسریحہ..... ص: ۳۴

[۲] وسائل الشیعۃ/ ج ۵/ ۱۱/ ۴-باب استحباب تزین المسلم للمسلم وللغریب والاہل والاصحاب..... ص: ۱۱

[۳] مکارم الاخلاق/ ۶۶/ الفصل الاول فی تقلیم الاظفار..... ص: ۶۴

[۴] دعائم الاسلام/ ج ۱/ ۱۲۵/ ذکر التنظف وطہارات الفطرۃ..... ص: ۱۲۳

[۵] الخصال/ ج ۱/ ۲۷۱/ خمس من السنن فی الراس وخمس فی الجسد..... ص: ۲۷۱

[۶] مکارم الاخلاق/ ۴۲/ فی التطیب..... ص: ۴۱

شَعْرُهُ كَانَ اِلَى شَحْمَةِ اُذُنِهِ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: آیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالوں میں کنگھی کیا کرتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی کے بال بکھر جاتے تھے تو داڑھی میں کنگھی کیا کرتے تھے۔ [۱]

روایت ہے کہ:

اَنَّهُ يَقُولُ عِنْدَ تَسْرِيحِ لِحْيَتِهِ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَلْبِسْنِي جَمَالًا فِي خَلْقِكَ وَ زِينَةً فِي عِبَادِكَ وَ حَسِّنْ شَعْرِي وَ بَشَرِي وَلَا تَبْتَلِنِي بِالنِّفَاقِ وَ ارْزُقْنِي الْمَهَابَةَ بَيْنَ بَرِيَّتِكَ وَ الرَّحْمَةَ مِنْ عِبَادِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داڑھی میں کنگھی کرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے تھے:

خدایا! محمدؐ اور اس خاندان پر درود بھیج، تیری مخلوق کے درمیان زیبائی اور اپنے بندوں میں زینت قرار دے۔ جلد اور بالوں کو زیبا بنا دے۔ نفاق میں مبتلا نہ فرما۔ اپنی مخلوق میں میری ہیبت قرار دے اور اپنے بندوں پر رحمت فرما۔ اے مہربان اللہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ [۲]

راوی کہتا ہے:

سَاَلْتُهُ عَنِ النِّسَاءِ هَلْ عَلَيْهِنَّ مِنَ التَّطَيُّبِ وَ التَّزَيُّنِ فِي الْجُمُعَةِ وَ الْعِيدَيْنِ مَا عَلَى الرِّجَالِ؟

قَالَ نَعَمْ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: زینت کرنا اور خوشبو لگانا، روز جمعہ و عید قربان و عید فطر کے دن کیا مردوں کی طرح عورتوں پر بھی لازم ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔ [۳]

نکتہ:

یہ ایسی صورت میں ہے کہ جب عورتیں نامحرم کو نہ دیکھیں۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

...... وَ طَمُّ الشَّعْرِ يَجْلُو الْبَصَرَ وَ يَزِيدُ فِي ضَوْءِ نُورِهِ.

سر کے بالوں کو چھوٹا کرنے سے آنکھ کو جلا ملتی ہے اور اس کا نور زیادہ ہوتا ہے۔ [۴]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ٦ / ٤٨٥ / باب اتخاذ الشعر والفرق..... ص: ٤٨٥

[۲] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج ٧٣ / ١١٦ / باب ١٤ تسریح الراس واللحیۃ وآدابہ وانواع الامشاط..... ص: ١١٣

[۳] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج ٨٦ / ٣٤٨ / باب ٤ اعمال یوم الجمعۃ وآدابہ ووظائفہ..... ص: ٣٢٩

[۴] وسائل الشیعۃ/ ج ٢ / ١٠٧ / ٦٠-باب استحباب حلق الراس للرجل وکراہۃ اطالۃ شعرہ..... ص: ١٠٥

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَخْذُ الشَّعْرِ مِنَ الْاَنْفِ یُحَسِّنُ الْوَجْهَ.

ناک کے بال صاف کرنے سے چہرے کو زیبائی ملتی ہے۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَلْقُ اللِّحْيَةِ مِنَ الْمُثْلَةِ وَ مَنْ مَثَّلَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ.

داڑھی کا منڈوانا مثلہ [۲] کرنا ہے اور مثلہ کرنے والے پر اللہ کی نفرین ہے۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

......**اَلْمَشْطُ لِلرَّأْسِ يَذْهَبُ بِالْوَبَاءِ قَالَ قُلْتُ وَ مَا الْوَبَاءُ قَالَ الْحُمَّى وَ الْمَشْطُ لِلِّحْيَةِ يَشُدُّ الْاَضْرَاسَ.**

......سر میں کنگھی کرنے سے بخار ختم ہوتا ہے راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا کہ وبا کیا ہے؟ فرمایا: بخار۔ اور فرمایا کہ کنگھی کرنے سے بالوں کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔[۴]

بعض اوقات سر کے بال منڈوانے سے زیبائی آتی ہے اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا:

اِحْلِقْ فَاِنَّهُ يَزِيدُ فِي جَمَالِكَ.

اپنے بالوں کو منڈاؤ کہ اس سے تمہاری زیبائی میں اضافہ ہوگا۔[۵]

اگر چہ ان روایات میں سر کے بالوں کی آرائش کے بارے میں بڑی تاکید ہوئی ہے۔ لیکن بعض روایات میں منع کیا گیا ہے یعنی افراط سے کام نہ لیا جائے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر کے بالوں کو زیادہ لمبا کرنے سے منع فرمایا ہے۔[۶]

خوشبو اور آراستہ:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَاءِ علیہم السلام اَلتَّطَيُّبُ......

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۴۸۸ / باب اخذ الشعر من الانف..... ص:۴۸۸

[۲] مثلہ مردے کے اعضا کے کاٹنے کو کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں مثلہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

[۳] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج۱ / ۴۰۶ / ۴۰- باب عدم جواز حلق اللحیۃ واستحباب توفیرہا قدر قبضۃ..... ص:۴۰۶

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۴۸۸ / باب التمشط..... ص:۴۸۸

[۵] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱ / ۱۲۴ / باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وماجاء فی التنظیف والزینۃ..... ص:۱۱۰

[۶] مکارم الاخلاق/ ۶۹ / فی الترجل..... ص:۶۹

چار باتیں اخلاق انبیاء میں سے ہیں: (۱) خوشبو لگانا.................. ۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا اَنْفَقْتَ فِي الطِّيبِ فَلَيْسَ بِسَرَفٍ.

خوشبو پر خرچ ہونے والا مال اسراف نہیں ہے۔[۲]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَنْبَغِي لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَدَعَ يَدَيْهَا مِنَ الْخِضَابِ وَلَوْ اَنْ تَمْسَحَهُمَا بِالْحِنَّاءِ مَسْحاً وَلَوْ كَانَتْ مُسِنَّةً.

ضروری ہے کہ عورتیں اپنے ہاتھوں کو مہندی سے خضاب کریں اگر چہ وہ بوڑھی ہی ہوں۔[۳]

اور اگر ان کے لئے زینت شمار ہوتی ہو تو نامحرم سے پردہ کریں۔

روایت ہے کہ کچھ خواتین نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر اپنے شوہروں کی شکایت کی تو:

فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتَّى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ مِنْ اَصْحَابِي لَا يَأْكُلُونَ اللَّحْمَ وَلَا يَشَمُّونَ الطِّيبَ وَلَا يَأْتُونَ النِّسَاءَ اَمَا اِنِّي آكُلُ اللَّحْمَ وَاَشَمُّ الطِّيبَ وَآتِي النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے اس حالت میں نکلے کہ آپؐ کی عبا زمین پر گھسٹ رہی تھی (یعنی آنحضرت بہت ہی ناراحت تھے) آپؐ سیدھے منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا: وہ شخص میرے اصحاب میں سے نہیں ہے جو گوشت نہ کھائے، خوشبو نہ لگائے اور اپنی بیویوں سے دور رہے۔ میں خود گوشت کھاتا ہوں، خوشبو لگاتا ہوں اور اپنی زوجات سے تعلقات رکھتا ہوں (یہی میری سنت ہے) جو میری سنت سے دوری اختیار کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔[۴]

نیز فرمایا:

لِيَتَطَيَّبْ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَوْ مِنْ قَارُورَةِ امْرَاَتِهِ.

روز جمعہ خوشبو لگاؤ اگر چہ عطر کی شیشی تمہاری بیویوں کی ہی کیوں نہ ہو۔[۵]

نیز فرمایا:

اقْبَلُوا الْكَرَامَةَ وَاَفْضَلُ الْكَرَامَةِ الطِّيبُ اَخَفُّهُ حَمْلاً وَاَطْيَبُهُ رِيحاً.

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۳۱/ تقلیم الاظفار واخذ الشارب والمشط ص:۱۲۶

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۱۲/ باب الطیب ص:۵۱۰

[۳] دعائم الاسلام/ ج۲/ ۱۶۷/ ۴ فصل ذکر الطیب واستحبابہ وفضلہ..... ص:۱۶۵

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۴۹۶/ باب کراہیۃ الرہبانیۃ وترک الباہ..... ص:۴۹۴

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۱۱/ باب الطیب..... ص:۵۱۰

ہدیہ کو قبول کرو اور بہترین ہدیہ عطر اور خوشبو ہے۔ ہلکا بھی ہے اور خوشبودار بھی۔ [۱]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

يُسْتَحَبُّ اَنْ يَعْتَمَّ الرَّجُلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ........ وَ يَتَطَيَّبَ فَيَدَّهِنَ بِاَطْيَبِ دُهْنِهِ.

مرد کے لئے مستحب ہے کہ وہ روز جمعہ................ بہترین عطر سے خوشبو لگائے۔ [۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ صلی اللہ علیہ وآلہ يَتَطَيَّبُ بِذُكُورِ الطِّيبِ وَ هُوَ الْمِسْكُ وَ الْعَنْبَرُ.

بہترین عطر استعمال کرو، بہترین عطر، مشک اور عنبر ہیں۔ [۳]

راوی کہتا ہے کہ:

اَنِّي كُنْتُ اَرَاهُ يَتَبَخَّرُ بِالْعُودِ الْهِنْدِيِّ السَّنِيِّ وَ يَسْتَعْمِلُ بَعْدَهُ مَاءَ وَرْدٍ وَ مِسْكاً.

میں ان کو (ہمیشہ) دیکھا کہ وہ بخور ہندی سلگاتے تھے، اس کے بعد عرق گلاب اور مشک استعمال کرتے۔ [۴]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

تَطَيَّبُوا بِاَطْيَبِ طِيبِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

روز جمعہ کو بہترین عطر سے خوشبو لگاؤ۔ [۵]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَتْ رَائِحَتُهُ وَ خَفِيَ لَوْنُهُ وَ طِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَ خَفِيَ رَائِحَتُهُ.

مردوں کے عطر زیادہ خوشبودار اور عورتوں کے کم خوشبو والے ہونے چاہئے۔ [۶]

روایت ہے کہ:

وَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَ اَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ علیہم السلام يَخْتَضِبُونَ بِالْكَتَمِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام حسین علیہ السلام اور امام باقر علیہ السلام ہمیشہ برگ نیل سے خضاب کرتے تھے۔ [۷]

روای کہتا ہے:

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۶۰ / وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

[۲] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۱ / ۴۲۵ / باب وجوب الجمعۃ وفضلہا ومن وضعت عنہ والصلاۃ والخطبۃ فیہا..... ص:۴۰۹

[۳] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱ / ۴۲۵ / ۶۶ -باب استحباب التطیب بالمسک والعنبر والزعفران والعود وما ینبغی..... ص:۴۲۵

[۴] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج۲ / ۱۷۹ / ۴۴ باب فی ذکر اخلاق الرضا ع الکریمۃ ووصف عبادتہ..... ص:۱۷۸

[۵] الخصال/ ج۲ / ۳۹۲ / ماجاء فی یوم الجمعۃ..... ص:۳۹۰

[۶] دعائم الاسلام/ ج۲ / ۱۶۶ / ۴ فصل ذکر الطیب واستحبابہ وفضلہ..... ص:۱۶۵

[۷] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۱ / ۱۲۲ / باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ..... ص:۱۱۰

رَاَیۡتُ اَبَا جَعۡفَرٍ ﷺ یَخۡتَضِبُ بِالۡحِنَّاءِ خِضَاباً قَانِیاً.

میں نے امام باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ سرخ مہندی سے خضاب کر رہے تھے۔[۱]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

لَا یَنۡبَغِی لِلرَّجُلِ اَنۡ یَدَعَ الطِّیبَ فِی کُلِّ یَوۡمٍ فَاِنۡ لَمۡ یَقۡدِرۡ عَلَیۡهِ فَیَوۡمٌ وَ یَوۡمٌ لَا فَاِنۡ لَمۡ یَقۡدِرۡ فَفِی کُلِّ جُمُعَةٍ وَلَا یَدَعۡ.

اچھا ہے کہ مرد ہر روز خوشبو اور عطر لگائے اور اگر ہر روز نہ ہو سکے تو درمیان میں ایک بار اور اگر نہ ہو سکے تو جمعہ کے دن خوشبو لگائے۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنۡ دُنۡیَاکُمۡ......وَ الطِّیبُ......

مجھے تمہاری دنیا کی محبوب ترین چیزوں میں سے............خوشبو لگانا............ ہے۔[۳]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ یَفۡرَحُ بِهِنَّ الۡجِسۡمُ وَ یَرۡبُو الطِّیبُ وَلِبَاسُ اللَّیِّنِ وَشُرۡبُ الۡعَسَلِ.

تین چیزوں کے استعمال سے جسم میں شادابی آتی ہے (۱) خوشبو کا استعمال (۲) اچھے لباس کا استعمال (۳) شہد کا کھانا۔[۴]

اسی طرح فرمایا:

اَلدُّهۡنَ یَذۡهِبُ الۡبُؤۡسَ.........

جسم پر تیل کی مالش کرنے سے بدبختی و سستی ختم ہوتی ہے اور جلد نرم ہوتی ہے۔[۵]

نیز فرمایا:

اِخۡتَضِبُوا بِالۡحِنَّاءِ فَاِنَّهُ یَزِیدُ فِی شَبَابِکُمۡ وَ جَمَالِکُمۡ وَ نِکَاحِکُمۡ وَ حُسۡنِ وُجُوهِکُمۡ وَ یُبَاهِی اللهُ بِکُمُ الۡمَلَائِکَةَ......

مہندی سے خضاب کرو کیونکہ اس سے جوانی، زیبائی اور تمہاری جنسی توانائی میں اضافہ ہوگا۔ یہ مباہات میں سے ہے کہ

---

[۱] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج ۶/ ۴۸۲/ باب الخضاب..... ص:۴۸۰

[۲] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج ۶/ ۵۱۰/ باب الطیب..... ص:۵۱۰

[۳] الخصال/ج ۱/ ۱۶۵/ حبب الی النبی ص من الدنیا ثلاث..... ص:۱۶۵

[۴] طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ ۲۵/ النص

[۵] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۵۱۹

خدا تمہاری وجہ سے اپنے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ يُضِئْنَ الْوَجْهَ النَّظَرُ اِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ وَ النَّظَرُ اِلَى الْمَاءِ وَ النَّظَرُ اِلَى الْخُضْرَةِ وَ الْكُحْلُ عِنْدَ النَّوْمِ.

چار چیزیں چہرے کو نورانی کرتی ہیں: (۱) خوبصورت چہرے کو دیکھنا، (۲) پانی کو دیکھنا، (۳) سبزے کو دیکھنا اور (۴) سوتے وقت آنکھوں میں سرمہ لگانا۔[۲]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْخِضَابَ وَ التَّهْيِئَةَ مِمَّا يَزِيدُ فِي عِفَّةِ النِّسَاءِ وَ لَقَدْ تَرَكَ النِّسَاءُ الْعِفَّةَ لِتَرْكِ اَزْوَاجِهِنَّ التَّهْيِئَةَ لَهُنَّ.

مردوں کی زیبائی اور خضاب کرنا عورتوں کی پاکدامنی کا سبب ہے۔ بعض عورتیں، اپنے چہروں کی زیبائی نہ ہونے سے ان سے جدا ہوتی ہیں۔[۳]

زینت وآراستگی:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَنْبَغِي لِلْمَرْاَةِ اَنْ تُعَطِّلَ نَفْسَهَا وَلَوْ تُعَلِّقُ فِي عُنُقِهَا قِلَادَةً.

یہ ضروری ہے کہ عورتیں خود کو آراستہ کرنے سے دور نہ رکھیں اگر چہ وہ گردن میں گردن بندہی کے ذریعے کیوں نہ ہو۔[۴]

روایت میں ہے کہ:

وَ نَهَى عَنِ التَّخَتُّمِ بِخَاتَمِ صُفْرٍ اَوْ حَدِيدٍ وَ نَهَى اَنْ يُنْقَشَ شَيْءٌ مِنَ الْحَيَوَانِ عَلَى الْخَاتَمِ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوہے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے اور انگوٹھی پر حیوان کی شکل بنانے سے بھی منع فرمایا۔[۵]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَخَتَّمُوا بِالْعَقِيقِ فَاِنَّهُ لَا يُصِيبُ اَحَدَكُمْ غَمٌّ مَا دَامَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ.

---

[۱] مکارم الاخلاق/ ۸۲ / الفصل الثالث فی الخضاب بالحناء والکتم والصفرة وخضاب الید للنساء..... ص:۸۰

[۲] الخصال/ ج۱ / ۲۳۷ / اربعة یضئن الوجه..... ص:۲۳۷

[۳] مکارم الاخلاق/ ۷۹ / الفصل الثانی فی الخضاب بالسواد..... ص:۷۹

[۴] الکافی (ط-الاسلامیة) / ج۵ / ۵۰۹ / باب کراهیة ان تتبتل النساء ویعطلن انفسهن..... ص:۵۰۹

[۵] من لایحضره الفقیه/ ج۴ / ۱۰ / باب ذکر جمل من مناهی النبی ص..... ص:۳

ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی پہنو کیونکہ جب تک یہ تمہارے ہاتھ میں ہے تمہارا غم دور رہے گا۔ [۱]

راوی کہتا ہے:

سَاَلْتُهُ عَنِ الْخَلَاخِيلِ اَيَصْلُحُ لُبْسُهَا لِلنِّسَاءِ وَ الصِّبْيَانِ قَالَ اِنْ كُنَّ صُمّاً فَلَا بَاْسَ وَاِنْ يَكُنْ لَهَا صَوْتٌ فَلَا.

میں امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کیا عورتوں اور بچیوں کے لئے پازیب پہننا جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ان کے لئے پازیب کا پہننا جائز ہے لیکن ان کی آواز نہ آئے وگرنہ جائز نہیں ہے۔ [۲]

---

[۱] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۷ / ۴ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضاع من الاخبار المجموعۃ ..... ص: ۲۴

[۲] مسائل علی بن جعفر و مستدرکاتہا/ ۱۳۸ /قسم المسائل

نویں فصل:

مکان وامکانات زندگی

پانی، غذا، لباس اور گھر انسان کی اہم ضروریات زندگی میں سے ہیں، مسکن، سکن سے بنا ہے یعنی آرام دہ جگہ۔ مسکن یعنی گھر جس میں انسان زندگی گزارتا ہے بعض اہل بیتؑ کی روایات موجود ہیں جو اس کی اہمیت بیان کرتی ہیں۔ [۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ وَ الْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ وَ الْمَرْكَبُ الْبَهِيُّ وَ الْوَلَدُ الصَّالِحُ.

مسلمان مرد سعادت مند اور خوش بخت وہ ہے جس کا گھر وسیع، سواری اچھی، بیوی اور صالح اولاد ہو۔ [۲]

مَنْ بَنَى مَنْزِلًا فَلْيَذْبَحْ كَبْشاً وَ لْيُطْعِمْ لَحْمَهُ الْمَسَاكِينَ.

جب آدمی گھر بنائے تو اسے (صدقہ کی نیت سے) بھیڑ ذبح کر کے اس کا گوشت غریبوں میں تقسیم کرنا چاہئے۔ [۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ بُيُوتِكُمْ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ اِلَيْهِ وَ شَرُّ بُيُوتِكُمْ بَيْتٌ يُسَاءُ اِلَيْهِ.

تمہارے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس گھر میں یتیم ہو جس کا احترام بھی ہو، بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو لیکن اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔ [۴]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] ادب فنائی مقربان، ج ۲، ص ۱۴۹، تسنیم، ج ۳، ص ۳۳۳، توحید در قرآن، ص ۱۲۲

[۲] مکارم الاخلاق/ ۱۲۵ / فی المسکن الواسع وغیرہ..... ص: ۱۲۵

[۳] مکارم الاخلاق/ ۱۲۷ / فیما یستحب عند البناء..... ص: ۱۲۷

[۴] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۲ / ۴۷۴ / ۸۷- باب استحباب مسح راس الیتیم ترحمالہ وملاطفتہ واسکاتہ اذا بکی..... ص: ۴۷۲

إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ هَوَانًا أَنْفَقَ مَالَهُ فِي الْبُنْيَانِ.........

خداوند عالم جس کو پست اور ذلیل کرنا چاہے اس کے مال کو تعمیرات میں خرچ کراتا ہے۔[1]

سواری اور گھر کی خوبیاں:

اچھا محلہ اور ہمسایہ:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ لِلدَّارِ شَرَفاً وَ شَرَفُهَا السَّاحَةُ الْوَاسِعَةُ وَ الْخُلَطَاءُ الصَّالِحُونَ وَ إِنَّ لَهَا بَرَكَةً وَ بَرَكَتُهَا جَوْدَةُ مَوْضِعِهَا وَ سَعَةُ سَاحَتِهَا وَ حُسْنُ جِوَارِ جِيرَانِهَا.

ہر گھر کے لئے ایک شرف ہے اور اس کا شرف وسیع صحن میں ہے اور ہر گھر کے لئے برکت ہے اور گھر کی برکت یہ ہے کہ وہ بڑا اور اچھی جگہ ہو اور اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کا ہمسایہ نیک اور صالح ہو۔[2]

بنیاد و استحکام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى يُحِبُّ إِذَا عَمِلَ أَحَدُكُمْ عَمَلًا أَنْ يُتْقِنَهُ.

بے شک! خدا تم میں سے ہر ایک سے یہ پسند کرتا ہے کہ تم جو کام بھی کرو اسے اچھا اور محکم کرو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کو دفن کرنے کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.........إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهُ سَيَبْلَى .... وَلَكِنَّ اللهَ يُحِبُّ عَبْداً إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَحْكَمَهُ.

میں جانتا ہوں کہ یہ قبر جلدی ویران ہو جائے گی لیکن خدا یہ پسند کرتا ہے کہ جب بھی آدمی کوئی کام کرے تو محکم و حکیمانہ کرے۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يُحِبُّهُمْ رَبُّكَ عَزَّ وَ جَلَّ رَجُلٌ نَزَلَ بَيْتًا خَرِبًا.........

(تین مرتبہ دہرایا) جو شخص ویران گھر میں رہے خدا اسے دوست نہیں رکھتا۔[5]

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۶۴

[2] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۳ / ۱۵۴ / باب ۲۶ سعۃ الدار و برکتھا و شومھا وحدھا و ذم من بناھا ریاء وسمعۃ ص:۱۴۸

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۰۵ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم. ص. با ترجمہ فارسی

[4] الامالی (للصدوق)/ النص / ۳۸۵ / المجلس الحادی والستون

[5] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۵۴۵

متعادل چھت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ابْنِ بَيْتَكَ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ فَمَا كَانَ فَوْقَ ذٰلِكَ سَكَنَهُ الشَّيَاطِينُ.

گھر کی چھت متعادل بناؤ (یعنی سات ہاتھ اونچی) اس سے اونچی بنانا شیطانوں کی رہائش کا باعث ہوتی ہے۔[1]

وسعت اور صفائی:

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ حُسْنُ مَجْلِسِهِ وَ سَعَةُ فِنَائِهِ وَ نَظَافَةُ مُتَوَضَّاهُ.

انسان کی سعادتوں میں سے ہے کہ اسکے رہنے کا کمرہ اچھا ہو، گھر کا صحن وسیع ہو، بیت الخلاء اور حمام صاف ستھرا ہو۔[2]

آپ ہی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ! ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ ....وَ يَسَعُكَ بَيْتُكَ

اے تین چیزیں نجات دینے والی ہیں: ....(تیسری چیز) وسیع گھر۔[3]

اسی طرح فرمایا:

.... الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ .... فَمَّا الدَّارُ فَضِيقُ سَاحَتِهَا وَ شَرُّ جِيرَانِهَا وَ كَثْرَةُ عُيُوبِهَا.

نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے: ....(تیسری چیز) وہ گھر ہے جس کا صحن چھوٹا ہو، جس کے ہمسائے برے ہوں اور جس کے زیادہ عیب ہوں۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مِنْ نَعِيمِ الدُّنْيَا ....مَرْكَبٌ وَطِيءٌ وَ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ وَ الْمَنْزِلُ الْوَاسِعُ.

تین چیزیں دنیا کی نعمتوں میں سے ہیں ....اچھی سواری، صالح بیوی اور وسیع گھر۔[5]

درست استعمال:

آنحضورؐ نے فرمایا:

مَنْ أَكَلَ مَا يَشْتَهِي وَ لَبِسَ مَا يَشْتَهِي وَ رَكِبَ مَا يَشْتَهِي لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ حَتّٰى يَنْزِعَ أَوْ يَتْرُكَ.

جو شخص ہوس کی خاطر کھانا کھاتا، لباس پہنتا اور سواری پر سوار ہوتا ہے تو خدا اس پر لطف و کرم نہیں کرتا یہاں تک کہ

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۵۲۹ / باب تشیید البناء..... ص: ۵۲۸

[2] مکارم الاخلاق / ۱۲۶ / فی المسکن الواسع وغیرہ..... ص: ۱۲۵

[3] تحف العقول / النص / ۷ / وصیتہ لامیر المؤمنین ع..... ص: ۶

[4] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۳ / ۵۵۶ / باب النوادر..... ص: ۵۵۱

[5] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۴۲۵ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم۔ ص۔ با ترجمہ فارسی

اسے ترک نہ کردے۔[1]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

حَقٌّ عَلَى اللهِ اَنْ لَا يُعْصَى فِي دَارٍ اِلَّا اَضْحَاهَا لِلشَّمْسِ حَتَّى تُطَهِّرَهَا.

خدا کے لئے یہ جائز ہے کہ ہر وہ گھر جس میں اللہ کی نافرمانی ہو، اسے برباد کردے یا اس پر سورج چمکے اور (اسے جلا ڈالے تاکہ معنوی نجاست سے) وہ پاک ہو (پس خدا کی معصیت گھر کی ویرانی کا سبب ہے)۔[2]

گھر کے انتخاب میں زمان کی شرائط کی رعایت کرنا:

روایت ہے کہ:

اِنَّ اَبَا الْحَسَنِ علیہ السلام اشْتَرَى دَاراً وَ اَمَرَ مَوْلًى لَهُ يَتَحَوَّلُ اِلَيْهَا وَ قَالَ اِنَّ مَنْزِلَكَ ضَيِّقٌ فَقَالَ قَدْ اَجْزَاَتْ هٰذِهِ الدَّارُ لِاَبِي فَقَالَ اَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام اِنْ كَانَ اَبُوكَ اَحْمَقَ فَتَبْتَغِي اَنْ تَكُونَ مِثْلَهُ.

امام رضا علیہ السلام نے ایک گھر خریدا اور ایک صحابی سے فرمایا کہ وہ وہاں منتقل ہوجائے اور آپ نے فرمایا: تمہاری جائے رہائش چھوٹی ہے۔

اس شخص نے کہا: یہ گھر میرے والد نے بنایا تھا۔

آپ نے فرمایا: اگر تمہارے والد نادان تھے تو کیا ضروری ہے تم بھی اسی کی مانند ہوجاؤ۔[3]

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۳۸/ وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۷۲/ باب الذنوب..... ص:۲۶۸

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۲۵/ باب سعۃ المنزل..... ص:۵۲۵

دسویں فصل:

سفر

سفر کرنے کے کچھ آداب ہیں جن کی رعایت کرنا ضروری ہے تا کہ سفر اچھا رہے۔ اس فصل میں تین قسم کے مطالب کو ذکر کیا گیا ہے کہ آداب سفر، سفر میں ساتھی اور مسافر کا دیدار۔

سفر کی اہمیت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ سَافِرْ فَفِي الْأَسْفَارِ خَمْسُ فَوَائِدَ
تَفَرُّجُ هَمٍّ وَ اكْتِسَابُ مَعِيشَةٍ
وَ عِلْمٌ وَ آدَابٌ وَ صُحْبَةُ مَاجِدٍ

سفر کرو کہ اس میں پانچ فائدے ہیں: (۱) غم دور ہوتا ہے (۲) رزق میں اضافہ ہوتا ہے (۳) عقل میں اضافہ ہوتا ہے (۴) علم میں اضافہ ہوتا ہے اور (۵) باشرف ادب ہمراہی ملتا ہے۔ [1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَ دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ.

بے شک تین دعائیں مستجاب ہوتی ہیں: (۱) دعائے مظلوم، (۲) دعائے مسافر اور (۳) باپ کی دعا اولاد کے لئے۔

---

[1] دیوان امیر المؤمنین علیہ السلام/ ۱۳۹ / امر بہ مسافرت و بیان فوائد و ثمرات آن..... ص: ۱۳۹

[۱]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا یَخْرُجِ الرَّجُلُ فِي سَفَرٍ یَخَافُ فِیهِ عَلَی دِینِهِ وَصَلَاتِهِ.

ایسے شخص کو سفر نہیں کرنا چاہیے جس کے دین و نماز خطرے میں ہوں۔[۲]

آداب سفر:

دعا اور صدقہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر پر جاتے تو اس طرح دعا مانگتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَ الْمَالِ وَ الْوَلَدِ.

اے اللہ! میں سفر کی مشقت اور واپسی کے غم واندوہ اور اہل ومال کی بدحالی کے منظر سے پناہ مانگتا ہوں۔[۳]

حضرت علی علیہ السلام جب سفر پر جاتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَ اَنْتَ الْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ وَلَا يَجْمَعُهُمَا غَيْرُكَ لِاَنَّ الْمُسْتَخْلَفَ لَا يَكُونُ مُسْتَصْحَباً وَ الْمُسْتَصْحَبُ لَا يَكُونُ مُسْتَخْلَفاً.

اے اللہ! تو ہی سفر میں رفیق اور بال بچوں کا محافظ ہے سفر وحضر کو تیرے علاوہ کوئی یکجا نہیں کر سکتا، کیونکہ جسے پیچھے چھوڑا جائے وہ ساتھی نہیں ہوسکتا، اور جسے ساتھ لیا جائے اسے پیچھے نہیں چھوڑا جا سکتا۔[۴]

فقہ الرضاؑ میں آیا ہے کہ

اِذَا اَرَدْتَ الْخُرُوجَ اِلَى الْحَجِّ اِلَى اَنْ قَالَ وَ اجْمَعْ اَهْلَكَ وَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَ مَجِّدِ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ ارْفَعْ يَدَيْكَ اِلَى اللهِ تَعَالَى وَ قُلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْتَوْدِعُكَ الْيَوْمَ دِينِي وَ نَفْسِي وَ مَالِي وَ اَهْلِي وَ وُلْدِي وَ جَمِيعَ جِيرَانِي وَ اِخْوَانِنَا الْمُؤْمِنِينَ الشَّاهِدَ مِنَّا وَ الْغَائِبَ عَنَّا.

---

[۱] مکارم الاخلاق/ ۲۷۵ / فیمن یستجاب دعاؤہ..... ص:۲۷۵

[۲] الخصال/ ج ۲ / ۶۳۰ / علم امیر المؤمنین ع اصحابہ فی مجلس واحد اربعمائۃ باب مما یصلح للمسلم فی دینہ ودنیاہ..... ص:۶۱۰

[۳] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد/ ج ۲ / ۶۷۴ / ذوالحجۃ..... ص:۶۷۱

مصباح المتہجد میں یہ دعا کس معصومؑ کی ہے مذکور نہیں ہے کافی طویل دعا ہے یہ درمیان کا ایک ٹکڑا ہے۔ لیکن نہج البلاغہ ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ کا خطبہ نمبر ۴۶ کا پہلا حصہ ہے اور دوسرا حصہ وہ ہے جو آئندہ حدیث میں آرہا ہے۔ میری ناقص نظر میں یہ دعا مولا علی علیہ السلام ہی کی ہے لہٰذا اس کو دوسرے حصہ کے ساتھ ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔ (مجاہد حسین حرّ)

[۴] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۸۶ / ۴۶ ومن کلام لہ ع عند عزمہ علی المسیر الی الشام وہو دعاء دعا بہ ربہ عند وضع رجلہ فی الرکاب..... ص:۸۶

جب تم حج کا قصد کرو اپنے خاندان کو جمع کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور خدا کی تعریف کرو۔ پیغمبرؐ پر درود بھیجو، اپنے ہاتھوں کو بلند کرو اور یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْتَوْدِعُكَ الْيَوْمَ دِينِي وَ نَفْسِي وَ مَالِي وَ اَهْلِي وَ وُلْدِي وَ جَمِيعَ جِيرَانِي وَ اِخْوَانِنَا الْمُؤْمِنِينَ الشَّاهِدَ مِنَّا وَ الْغَائِبَ عَنَّا.

خدایا: آج میں دین و دنیا، جان و مال، خاندان و اولاد اور تمام ہمسائے اور مومن بھائی حاضر و غائب سب کو تجھے سونپتا ہوں۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

افْتَتِحْ سَفَرَكَ بِالصَّدَقَةِ وَ اقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِي

سفر کا آغاز صدقہ دینے سے اور آیت الکرسی کی تلاوت سے کرو۔[2]

سفر کا وقت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ مَا لَا تُطْوَى بِالنَّهَارِ.

رات کو سفر کرو کیونکہ جس طرح رات کو زمین کو طے کرنا ہوتا ہے اسی طرح دن کو نہیں ہوتا۔[3]

روایت میں ہے کہ:

.................**وَ كَرِهَ رُكُوبَ الْبَحْرِ فِي هَيَجَانِهِ.**

(رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) طوفان کے دوران دریائی سفر کو ناپسند فرمایا۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَانَ مُسَافِراً فَلْيُسَافِرْ يَوْمَ السَّبْتِ فَلَوْ أَنَّ حَجَراً زَالَ عَنْ جَبَلٍ يَوْمَ السَّبْتِ لَرَدَّهُ اللهُ عَزَّ ذِكْرُهُ إِلَى مَوْضِعِهِ.

مسافر کو چاہیے کہ جب سفر کا ارادہ کرے تو ہفتے کے دن سفر شروع کرے حتیٰ کہ اگر اس پر پہاڑ سے کوئی پتھر گرنا (مقدر) ہو تو خدا اسے روک دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے مقام (گھر) پر لوٹ آئے۔[5]

---

[1] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۸ / ۱۲۱ / ۱۰ - باب استحباب الوصیۃ لمن اراد السفر والغسل والدعاء..... ص:۱۲۱

[2] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۲۸۳ / باب القول عند الخروج من بیتہ و فضل الصدقۃ..... ص: ۲۸۳

[3] مجموعۃ ورام/ ج ۱ / ۳۴ / باب السفر والسیر والفراق والقدوم والوداع..... ص:۳۳

[4] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۳ / ۵۵۷ / باب النوادر..... ص:۵۵۱

[5] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۸ / ۱۴۳ / حدیث محاسبۃ النفس..... ص: ۱۴۳

لوازمات سفر:

رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم نے فرمایا:

مِنْ شَرَفِ الرَّجُلِ اَنْ يُطَيِّبَ زَادَهُ اِذَا خَرَجَ فِي سَفَرِهِ.

انسان کے باشرف ہونے کی نشانی یہ ہے کہ سفر کے لئے نکلے تو زادراہ اچھا اور دل پسند ساتھ رکھے۔[1]

رسول اکرم صلى الله عليه وآله وسلم نے فرمایا:

زَادُ الْمُسَافِرِ الْحُدَاءُ وَ الشِّعْرُ مَا كَانَ مِنْهُ لَيْسَ فِيهِ جَفَاءٌ.

مسافر کا (ایک) زادِراہ راستے میں حدی (عربی شاعری کی ایک صنف) اور شعر پڑھنا (بھی) ہے لیکن بے ہودہ نہ ہوں۔[2]

راوی کہتا ہے:

اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم كَانَ اِذَا سَافَرَ حَمَلَ مَعَهُ خَمْسَةَ اَشْيَاءَ الْمِرْآةَ وَ الْمُكْحُلَةَ وَ الْمِدْرَى وَ السِّوَاكَ وَ الْمُشْطَ وَ فِي رِوَايَةٍ اُخْرَى وَ الْمِقْرَاض

جب بھی رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم سفر کرتے تھے پانچ چیزوں کو ہمراہ لے جاتے تھے: آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، مسواک اور قینچی۔[3]

امام صادق علیہ السلام کے فرمان کے مطابق:

فِي وَصِيَّةِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ سَافِرْ بِسَيْفِكَ وَ خُفِّكَ وَ عِمَامَتِكَ وَ خِبَائِكَ وَ سِقَائِكَ وَ اِبْرَتِكَ وَ خُيُوطِكَ وَ مِخْرَزِكَ وَ تَزَوَّدْ مَعَكَ الْاَدْوِيَةَ تَنْتَفِعُ بِهَا اَنْتَ وَ مَنْ مَعَكَ.

لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی: اے میرے بیٹے! سفر میں ان وسائل کو ساتھ رکھا کرو: تلوار، جوتا، عمامہ، خیمہ، مشک، سوئی و دھاگہ اور اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے ضرورت کی دوا۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَمَّا الَّتِي فِي السَّفَرِ فَكَثْرَةُ الزَّادِ وَ طِيبُهُ وَ بَذْلُهُ لِمَنْ كَانَ مَعَكَ وَ كِتْمَانُكَ عَلَى الْقَوْمِ اَمْرَهُمْ - بَعْدَ مُفَارَقَتِكَ اِيَّاهُمْ وَ كَثْرَةُ الْمِزَاحِ فِي غَيْرِ مَا يُسْخِطُ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ.........

جب بھی سفر کا ارادہ کرو تو اپنے ساتھ اچھا اور زیادہ زادراہ رکھو تا کہ اپنے ہمراہیوں کی خدمت کر سکو، اپنے ہمراہیوں

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۸/ ۳۰۳/ حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ..... ص:۲۹۷

[2] المحاسن/ ج ۲/ ۳۵۸/ ۱۸ باب الحداء..... ص:۳۵۸

[3] بحار الانوار (ط - بیروت)/ ج ۷۳/ ۲۳۹/ باب ۴۸ حمل العصا وادارۃ الحنک وسائر آداب الخروج من الصدقۃ والدعاء والصلاۃ وسائر الادعیۃ المتعلقۃ بالسفر..... ص:۲۲۹

[4] المحاسن/ ج ۲/ ۳۶۰/ ۲۲ باب ما یحمل المسافر معہ من السلاح والآلات..... ص:۳۶۰

کے رازوں کو ان سے جدا ہو جانے بعد بھی پوشیدہ رکھو اور ان کے ساتھ ایسی خوش مزاجی سے پیش آؤ کہ جو ناراضگی خدا کا باعث نہ ہو۔[۱]

خدا حافظی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا خَرَجَ أَحَدُكُمْ إِلَى سَفَرٍ فَلْيُوَدِّعْ إِخْوَانَهُ فَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ لَهُ فِي دُعَائِهِمُ الْبَرَكَةَ.

جب بھی تم سفر پر جاؤ تو اپنے دینی بھائیوں سے خدا حافظی کرو کیونکہ خدا تمہارے لئے ان کی دعاؤں سے برکت قرار دے گا۔[۲]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

وَدِّعُوا أَخَاكُمْ فَإِنَّهُ لَا بُدَّ لِلشَّاخِصِ أَنْ يَمْضِيَ وَلِلْمُشَيِّعِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ.

جب تم سفر پر جاؤ تو اپنے دینی بھائیوں کو الوداع کرو کیونکہ مسافر کو جانا ہے اور رخصت کرنے والا واپس آ جاتا ہے۔[۳]

رخصت کی دعا:

روایت ہے کہ:

شَيَّعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ جَعْفَرَ الطَّيَّارِ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَزَوَّدَهُ هَذِهِ الْكَلِمَاتِ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب جعفر طیارؑ کو حبشہ کی طرف روانہ کیا تو اس دعا کو توشہ راہ قرار دیا:

اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِهِ فِي تَيْسِيرِ كُلِّ عَسِيرٍ فَإِنَّ تَيْسِيرَ الْعَسِيرِ عَلَيْكَ يَسِيرٌ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَسْأَلُكَ لَهُ الْيُسْرَ وَ الْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.

خدایا! اس کی حل مشکلات اور سختی میں نظر کرم فرما کیونکہ سختی کو تو ہی آسان کر سکتا ہے ہر چیز پر تیری قدرت ہے، تجھ سے آسائش و عافیت دائمی دنیا و آخرت میں چاہتا ہوں۔[۴]

روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ إِذَا وَدَّعَ مُسَافِراً أَخَذَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ أَحْسَنَ اللهُ لَكَ الصَّحَابَةَ وَ أَكْمَلَ لَكَ الْمَعُونَةَ وَ سَهَّلَ لَكَ الْحُزُونَةَ وَ قَرَّبَ لَكَ الْبَعِيدَ وَ كَفَاكَ الْمُهِمَّ وَ حَفِظَ لَكَ دِينَكَ وَ أَمَانَتَكَ وَ خَوَاتِيمَ عَمَلِكَ وَوَجَّهَكَ لِكُلِّ خَيْرٍ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللهِ أَسْتَوْدِعُ اللهَ نَفْسَكَ سِرْ عَلَى بَرَكَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو رخصت کرتے تو اس کا ہاتھ پکڑتے اور اس طرح دعا دیتے۔ خدا تیرے لئے اچھا ساتھی

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۹۴/ باب المروءۃ فی السفر ص:۲۹۴

[۲] الجامع الصغیر، ج۱،ص۸۹

[۳] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۷۵/ باب تشییع المسافر وتودیعہ والدعاء لہ..... ص:۲۷۵

[۴] مکارم الاخلاق/ ۲۴۹/ فی التشییع ص:۲۴۹

قرار دے اور تیری پوری مدد کرے، مشکل کو آسان کرے، دور کو نزدیک کرے، تیری حاجات پوری ہوں۔ تیرے امانت اور دین کی حفاظت کرے آخر میں تیرے کام کو بابرکت بنائے، تجھے خیر کی رہنمائی کرے، تقویٰ الٰہی اختیار کرو، اپنے آپ کو بابرکت اُمید سے حرکت کرو اور اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرو۔

راستے میں کم ٹھہراؤ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا كُنْتُمْ فِيْ سَفَرٍ فَاَقِلُّوْا الْمُكْثَ فِي الْمَنَازِلِ.

جب بھی سفر کرو تو دوران سفر تھوڑا تھوڑا آرام کر لیا کرو۔[۱]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا سِرْتَ فِي اَرْضٍ خِصْبَةٍ فَارْفُقْ بِالسَّيْرِ وَاِذَا سِرْتَ فِي اَرْضٍ مُجْدِبَةٍ فَعَجِّلْ بِالسَّيْرِ.

جب تم سرسبز اور نرم زمین پر سفر کر رہے ہو تو آرام سے سفر کرو اور جب زمین سخت و خشک آئے تو جلدی حرکت کرو۔[۲]

گروہی سفر میں اخراجات:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنَ السُّنَّةِ اِذَا خَرَجَ الْقَوْمُ فِي سَفَرٍ اَنْ يُخْرِجُوا نَفَقَتَهُمْ فَاِنَّ ذٰلِكَ اَطْيَبُ لِاَنْفُسِهِمْ وَ اَحْسَنُ لِاَخْلَاقِهِمْ.

سفر کے آداب میں سے یہ ہے کہ سفر کرنے والے پہلے اپنے اخراجات کے پیسے جدا کرلیں اور معین کریں کہ اس میں آرام کا باعث اور نیک بختی ہوتی ہے۔[۳]

مالی لحاظ سے ہم سفر:

حسین ابن اعلاء کہتا ہے کہ

خَرَجْنَا اِلَى مَكَّةَ نَيِّفاً وَ عِشْرِينَ رَجُلًا فَكُنْتُ اَذْبَحُ لَهُمْ فِي كُلِّ مَنْزِلٍ شَاةً فَلَمَّا اَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَ عَلَى اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ علیہ السلام قَالَ وَاهاً يَا حُسَيْنُ وَ اَتُذِلُّ الْمُؤْمِنِينَ قُلْتُ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ علیہ السلام بَلَغَنِي اَنَّكَ كُنْتَ تَذْبَحُ لَهُمْ فِي كُلِّ مَنْزِلٍ شَاةً قُلْتُ يَا مَوْلَايَ وَ اللّٰهِ مَا اَرَدْتُ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالَى فَقَالَ علیہ السلام اَمَا كُنْتَ تَرَى اَنَّ فِيهِمْ مَنْ يُحِبُّ اَنْ يَفْعَلَ مِثْلَ فَعَالِكَ فَلَا يَبْلُغُ مَقْدُرَتُهُ ذٰلِكَ فَتَتَقَاصَرُ اِلَيْهِ نَفْسُهُ قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ وَ عَلَيْكَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا اَعُودُ.

ہم پچیس آدمیوں کا ایک گروہ مکہ میں حج کرنے کے لئے نکلے اور ہر ٹھہرنے والی جگہ میں مختصر توقف کیا۔ میں نے ان

---

[۱] الجامع الصغیر، ج۱، ص۱۲۹

[۲] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۹۰/ باب حسن القیام علی الدواب..... ص:۲۸۹

[۳] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۷۸/ باب الرفقاء فی السفر و وجوب حق بعضہم علی بعض..... ص:۲۷۸

کے لئے بھیڑ ذبح کی۔ جب ہم امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا: اے حسین! تو اپنے مومن ساتھیوں کو ذلیل وخوار کیا؟

میں نے عرض کیا: ایسے کام کرنے سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ تو نے ہر ٹھہراؤ پر ایک بھیڑ ذبح کی ہے۔

میں نے عرض کیا: میں نے یہ کام اللہ کی رضایت کے لئے کیا ہے۔

آپ نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے ان میں سے بعض افراد یہی کام کرنا چاہتے تھے لیکن ان کے پاس مال نہ تھا۔ یہ اس کا موجب بنا کہ انہوں نے شرمندگی کا اظہار کیا اور ذلت کا احساس ہوا؟

میں نے کہا: خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔[۱]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا صَحِبْتَ فَاصْحَبْ نَحْوَكَ وَلَا تَصْحَبَنَّ مَنْ يَكْفِيكَ فَإِنَّ ذَلِكَ مَذَلَّةٌ لِلْمُؤْمِنِ.

اپنے جیسے کے ساتھ سفر کرو کیونکہ ایسے شخص کے ساتھ سفر کرنا جو تمہاری جگہ بھی خرچ کرے مومن کے لئے ذلت ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اصْحَبْ مَنْ تَتَزَيَّنُ بِهِ وَلَا تَصْحَبْ مَنْ يَتَزَيَّنُ بِكَ.

ایسے ہم سفر کا انتخاب کرو جس کا خرچ تیرے خرچ کے برابر ہو تا کہ تمہیں ذلت کا احساس نہ ہو۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ الرَّجُلُ مَعَ قَوْمٍ مَيَاسِيرَ وَهُوَ أَقَلُّهُمْ شَيْئاً فَيُخْرِجُ الْقَوْمُ النَّفَقَةَ وَلَا يَقْدِرُ هُوَ أَنْ يُخْرِجَ مِثْلَ مَا أَخْرَجُوا فَقَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ لِيَخْرُجْ مَعَ مَنْ هُوَ مِثْلُهُ.

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام بیان کیا کہ ایک شخص سفر پر نکلا ایک ایسے گروہ کے ساتھ کہ وہ کم خرچ رکھتا ہے اور وہ اپنے ہمراہیوں کی مثل وافر مقدار میں زادِ راہ خرچ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا (اس کے بارے میں آپؑ کیا فرماتے ہیں)۔ پس امامؑ نے فرمایا کہ میں دوست نہیں رکھتا کہ کوئی خود کو ذلت میں ڈالے پس چاہئے کہ انسان ایسے لوگوں کے ساتھ سفر کرے جو اس کی مثل ہوں۔[۴]

نکتہ:

ایسی احادیث کا پیغام یہ ہے کہ امکان کی صورت میں مال کے لحاظ سے برابر کے شخص کے ساتھ سفر کیا جائے۔

---

[۱] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/۱۹۱/فصل..... ص:۱۸۶

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۴/۲۸۶/باب الوصیۃ..... ص:۲۸۵

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۴/۲۸۷/باب الوصیۃ..... ص:۲۸۵

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۴/۲۸۷/باب الوصیۃ..... ص:۲۸۵

تحفے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا سَافَرَ اَحَدُكُمْ فَقَدِمَ مِنْ سَفَرِهٖ فَلْيَأْتِ اَهْلَهُ بِمَا تَيَسَّرَ وَلَوْ بِحَجَرٍ.

جب تم سفر سے واپس آؤ تو اپنے اہل وعیال کے لئے تحفے لاؤ اگرچہ پتھر کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ [1]

سفر کے لئے ضروری ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الرَّفِيقَ ثُمَّ السَّفَرَ.

اپنے ہم سفر کو پہچان لو اور پھر سفر کرو۔ [2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو وصیت فرمائی:

لَا تَخْرُجْ فِي سَفَرٍ وَحْدَكَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ.

اکیلے سفر نہ کرو۔ کیونکہ تنہا مسافر کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ [3]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَنْ سَافَرَ وَحْدَهُ......

کیا میں تمہیں شریر لوگوں کے بارے میں بتاؤں؟

اصحاب نے عرض کی: ضرور یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپؐ نے فرمایا: بدترین افراد وہ ہیں جو اکیلے سفر کرتے ہیں...................۔ [4]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَصْحَبَنَّ فِي سَفَرِكَ مَنْ لَا يَرَى لَكَ مِنَ الْفَضْلِ عَلَيْهِ كَمَا تَرَى لَهُ عَلَيْكَ.

ایسے انسان کے ساتھ سفر نہ کرو جو تمہارا اتنا احترام نہ کرتا ہو جتنا تم اس کا احترام کرتے ہو۔ [5]

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج۱۱/ ۴۵۹/ ۶۷۔ باب استحباب استصحاب المسافر ہدیۃ لاہلہ اذا رجع ص:۴۵۹

[2] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۷۸/ باب الرفقاء فی السفر ووجوب حق بعضہم علی بعض..... ص:۲۷۸

[3] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۳۰۳/ حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ..... ص:۲۹۷

[4] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۷۷/ باب کراہۃ الوحدۃ فی السفر ص:۲۷۶

[5] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج۴/ ۲۸۶/ باب الوصیۃ..... ص:۲۸۵

گروہی سفر کی ذمہ داری:

سرپرست کا انتخاب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ.

جب تین آدمی اکٹھے سفر کریں تو ان میں ایک کو امیر اور سرپرست کا انتخاب کرو۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّكَ سَتَصْحَبُ أَقْوَاماً فَلَا تَقُولَنَّ انْزِلُوا هَاهُنَا وَلَا تَنْزِلُوا هَاهُنَا فَإِنَّ فِيهِمْ مَنْ يَكْفِيكَ.

گروہی سفر میں دوسروں سے یہ نہ کہو یہاں توقف کریں یا وہاں، کیونکہ ان کے درمیان ایک شخص ذمہ دار ہونا چاہئے جو اس کا فیصلہ کرے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا اصْطَحَبَ اثْنَانِ إِلَّا كَانَ أَعْظَمُهُمَا أَجْراً وَأَحَبُّهُمَا إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَرْفَقَهُمَا بِصَاحِبِهِ.

جو شخص اپنے ہم سفر کے ساتھ زیادہ اچھا سلوک کرے تو اسے زیادہ ثواب ملتا ہے اور وہ خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہوتا ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَصِيَّةِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ........ كُنْ لِأَصْحَابِكَ مُوَافِقاً إِلَّا فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

لقمان حکیم نے اپنے فرزند سے نصیحت کی کہ..................اے میرے بیٹے! خدا کی نافرمانی کے علاوہ ہر بات میں اپنے سفروں کے ہم موافق و ہم دل رہنا۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَحُسْنِ الْخُلُقِ وَحُسْنِ الصِّحَابَةِ لِمَنْ صَحِبَكَ وَكَظْمِ الْغَيْظِ.

ہم سفر افراد کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا اور غصہ پینا سفر کے آداب میں سے ہے۔[5]

أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام صَاحَبَ رَجُلًا ذِمِّيّاً فَقَالَ لَهُ الذِّمِّيُّ أَيْنَ تُرِيدُ يَا عَبْدَ اللهِ فَقَالَ أُرِيدُ

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص۸۹

[2] المحاسن/ ج۲ / ۳۶۴ / ۲۸ باب ارتیاد المنازل..... ص:۳۶۴

[3] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج۲ / ۱۲۰ / باب الرفق..... ص:۱۱۸

[4] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج۸ / ۳۰۳ / حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ..... ص:۲۹۷

[5] من لا یحضرہ الفقیہ / ج۲ / ۵۲۷ / باب سیاق مناسک الحج..... ص:۵۲۵

الْكُوفَةَ فَلَمَّا عَدَلَ الطَّرِيقُ بِالذِّمِّيِّ عَدَلَ مَعَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ لَهُ الذِّمِّيُّ أَلَسْتَ زَعَمْتَ أَنَّكَ تُرِيدُ الْكُوفَةَ فَقَالَ لَهُ بَلَى فَقَالَ لَهُ الذِّمِّيُّ فَقَدْ تَرَكْتَ الطَّرِيقَ فَقَالَ لَهُ قَدْ عَلِمْتُ قَالَ فَلِمَ عَدَلْتَ مَعِي وَ قَدْ عَلِمْتَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا مِنْ تَمَامِ حُسْنِ الصُّحْبَةِ أَنْ يُشَيِّعَ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ هُنَيْئَةً إِذَا فَارَقَهُ وَ كَذَلِكَ أَمَرَنَا نَبِيُّنَا فَقَالَ لَهُ الذِّمِّيُّ هَكَذَا قَالَ قَالَ نَعَمْ قَالَ الذِّمِّيُّ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَبِعَهُ مَنْ تَبِعَهُ لِأَفْعَالِهِ الْكَرِيمَةِ فَأَنَا أُشْهِدُكَ أَنِّي عَلَى دِينِكَ وَ رَجَعَ الذِّمِّيُّ مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا عَرَفَهُ أَسْلَمَ.

ایک دفعہ حضرت امیر علیہ السلام ایک غیر مسلم کے ساتھ ہمسفر تھے۔

اس نے پوچھا: اے اللہ کے بندے! کہاں جا رہے ہو؟

آپ نے فرمایا: میں کوفہ جا رہا ہوں۔

جب دو جدا ہونے والے راستوں پر پہنچے تو اس غیر مسلم کا راستہ جدا ہو گیا۔ لیکن حضرت چند قدم اس کے ساتھ چلے۔

وہ کہنے لگے: آپ نے تو کوفہ جانا تھا لیکن میرے ساتھ آ رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا: یہ اچھے ہمسفر کے آداب میں سے ہے کہ جیسے انسان اپنے سفر میں دوسرے سے جدا ہوجاتا ہے تو چند قدم اسے رخصت کرنا چاہیے۔ ہمارے رسولؐ نے یہی حکم دیا ہے۔

وہ آپ سے پوچھتا ہے: کیا ایسا ہی فرمان ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

وہ غیر مسلم کہنے لگا: بے شک ان کے پیروکاروں نے کریمانہ کردار سے ان کی اتباع کی۔ پس میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ تیرے دین کا پیروکار رہوں۔ اس وقت اس غیر مسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو پہچان لیا اور اسلام لے آیا۔[۱]

خدمت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ فِي السَّفَرِ.

سفر میں قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ لَا يُسَافِرُ إِلَّا مَعَ رِفْقَةٍ لَا يَعْرِفُونَهُ وَ يَشْتَرِطُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَكُونَ مِنْ خَدَمِ الرِّفْقَةِ.

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۶۷۰ / باب حسن الصحابۃ وحق الصاحب فی السفر ..... ص: ۶۶۹

[۲] مکارم الاخلاق / ۲۵۱ / الفصل الرابع فی مکارم الاخلاق فی السفر وحسن الصحبۃ ومراقبۃ الحقوق وطلب الرفقۃ ..... ص: ۲۵۰

امام سجاد علیہ السلام ایسے افراد کے ساتھ سفر کرتے تھے جو آپ کو نہ جانتے تھے اور شرط کرتے تھے کہ آپ بھی خدمت کرنے والوں میں سے ہوں گے۔[1]

بخشش:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَمَّا مُرُوءَةُ السَّفَرِ فَبَذْلُ الزَّادِ وَ قِلَّةُ الْخِلَافِ عَلَى مَنْ صَحِبَكَ وَ كَثْرَةُ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي كُلِّ مَصْعَدٍ وَ مَهْبَطٍ وَ نُزُولٍ وَ قِيَامٍ وَ قُعُودٍ.

سفر میں جوان مردی یہ ہے: ہم سفروں کو کھانا کھلانا، زادہ راہ کا خرچ کرنا، ہم سفر افراد سے کم مخالفت کرنا، کوچ کرنے، ٹھہرنے اور قیام وقعود کے وقت ذکر خدا زیادہ کرنا۔[2]

نیز فرمایا:

اَكْثِرِ التَّبَسُّمَ فِي وُجُوهِهِمْ وَ كُنْ كَرِيماً عَلَى زَادِكَ.

سفر میں اپنے ہمسفر افراد سے تبسم کا اظہار کرو اور اپنے زادہ راہ کو بخش دے۔[3]

اور فرمایا:

وَ اغْلِبْهُمْ بِثَلَاثٍ بِطُولِ الصَّمْتِ وَ كَثْرَةِ الصَّلَاةِ وَ سَخَاءِ النَّفْسِ بِمَا مَعَكَ مِنْ دَابَّةٍ اَوْ مَالٍ اَوْ زَادٍ.

زیادہ نمازیں پڑھنا، طولانی سکوت، اور ہمسفر افراد سے سخاوت کرنا سفر کے آداب میں سے ہے۔[4]

بیماروں کی تیمارداری:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا كُنْتُمْ فِي سَفَرٍ فَمَرِضَ اَحَدُكُمْ، فَاَقِيمُوا عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ.

جب سفر میں تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو جائے تو تین دن تک جلدی نہ کرو۔[5]

نیز فرمایا:

سِيرُوا سَيْرَ اَضْعَفِكُمْ.

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۱۴۵ / ۴۰ باب السبب الذی من اجلہ قبل علی بن موسی الرضاع ولایۃ العہد من المامون وذکر ما جری فی ذلک ومن کرہہ ومن رضی بہ وغیر ذلک..... ص:۱۳۸

[2] الخصال/ ج ۱ / ۵۴ / المروءۃ مروءتان..... ص:۵۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۸ / ۳۴۸ / حدیث اسلام علی ع..... ص:۳۳۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۸ / ۳۴۸ / حدیث اسلام علی ع..... ص:۳۳۸

[5] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ) / النص/ ۱۳۶ / احادیث متفرقۃ..... ص:۹

سفر میں کمزور افراد کے حال پر رحم کرو۔ [۱]

ہمسفر افراد کے احترام کی رعایت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

......مُرُوَّةُ السَّفَرِ .... تَرْكُ الرِّوَايَةِ عَلَيْهِمْ إِذَا أَنْتَ فَارَقْتَهُمْ.

سفر میں مردانگی یہ ہے کہ................ جب ہم سفر افراد سے جدا ہو تو ان کی برائی نہ کرو۔ [۲]

نیز فرمایا:

لَيْسَ مِنَ الْمُرُوءَةِ أَنْ يُحَدِّثَ الرَّجُلُ بِمَا يَلْقَى فِي السَّفَرِ مِنْ خَيْرٍ أَوْ شَرٍّ.

یہ جواں مردی نہیں ہے کہ سفر کی برائی یا اچھائی کو بیان کرتا پھرے۔ [۳]

مسافر کا دیدار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَقٌّ عَلَى الْمُسْلِمِ إِذَا أَرَادَ سَفَراً أَنْ يُعْلِمَ إِخْوَانَهُ وَحَقٌّ عَلَى إِخْوَانِهِ إِذَا قَدِمَ أَنْ يَأْتُوهُ.

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جب وہ سفر کا قصد کرے تو اپنے دوستوں کو خبر دے اور ان کے دوستوں پر لازم ہے کہ جب وہ سفر سے واپس آئے تو اس کے دیدار کے لئے آئیں۔ [۴]

امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد سے نقل فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ لَمَّا جَاءَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْحَبَشَةِ قَامَ إِلَيْهِ وَ اسْتَقْبَلَهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ خُطْوَةً وَعَانَقَهُ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ........ وَبَكَى فَرَحاً بِرُؤْيَتِهِ.

جب جعفر بن ابی طالبؑ حبشہ سے واپس آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے احترام کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور بارہ قدم آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ ان کی آنکھوں کو آپؐ نے چوما...................... اور ان کے دیدار کی خوشحالی سے آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ [۵]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ فَلْيُسْرِعْ أَحَدُكُمْ بِالْإِيَابَةِ إِلَى أَهْلِهِ.

---

[۱] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۱ / ۲۸۴ / الفصل العاشر فی احادیث تتضمن شیئا من الآداب الدینیۃ ص:۲۴۶

[۲] تحف العقول/ النص/ ۳۷۴ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵۷

[۳] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۲ / ۲۷۴ / باب ما یجب علی المسافر فی الطریق من حسن الصحابۃ وکظم الغیظ وحسن الخلق وکف الاذی والورع. ص:۲۷۴

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۲ / ۱۷۴ / باب حق المؤمن علی اخیہ واداء حقہ..... ص:۱۶۹

[۵] الخصال/ ج۲ / ۴۸۴ / استقبل النبی ص جعفر بن ابی طالب ع لما انصرف من الحبشۃ اثنتی عشرۃ خطوۃ..... ص:۴۸۴

سفر ایک قسم کا عذاب ہے۔ پس جب تمہارا سفر ختم ہو جائے تو جلدی اپنے اہل و عیال کے پاس جاؤ۔[۱]

......كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنۡ سَفَرٍ اسۡتَقۡبَلَ بِالۡحَسَنِ وَ الۡحُسَيۡنِ عليهما السلام فَاَخَذَهُمَا اِلَيۡهِ.

جب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے واپس آتے تو امام حسن و حسین علیہما السلام کے دیدار کے لئے جاتے تھے اور انہیں آغوش میں اٹھا لیتے تھے۔[۲]

سفر کے بارے میں حضرت لقمان کی نصیحتیں:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ لُقۡمَانُ لِابۡنِهِ اِذَا سَافَرۡتَ مَعَ قَوۡمٍ فَاَكۡثِرِ اسۡتِشَارَتَهُمۡ فِي اَمۡرِكَ وَ اُمُورِهِمۡ وَ اَكۡثِرِ التَّبَسُّمَ فِي وُجُوهِهِمۡ وَ كُنۡ كَرِيماً عَلَى زَادِكَ بَيۡنَهُمۡ وَ اِذَا دَعَوۡكَ فَاَجِبۡهُمۡ وَ اِذَا اسۡتَعَانُوا بِكَ فَاَعِنۡهُمۡ وَ اسۡتَعۡمِلۡ طُولَ الصَّمۡتِ وَ كَثۡرَةَ الصَّلَاةِ وَ سَخَاءَ النَّفۡسِ بِمَا مَعَكَ مِنۡ دَابَّةٍ اَوۡ مَاءٍ اَوۡ زَادٍ وَ اِذَا اسۡتَشۡهَدُوكَ عَلَى الۡحَقِّ فَاشۡهَدۡ لَهُمۡ وَ اجۡهَدۡ رَاۡيَكَ لَهُمۡ اِذَا اسۡتَشَارُوكَ ثُمَّ لَا تَعۡزِمۡ حَتَّى تَتَثَبَّتَ وَ تَنۡظُرَ وَ لَا تُجِبۡ فِي مَشُورَةٍ حَتَّى تَقُومَ فِيهَا وَ تَقۡعُدَ وَ تَنَامَ وَ تَاۡكُلَ وَ تُصَلِّيَ وَ اَنۡتَ مُسۡتَعۡمِلٌ فِكۡرَتَكَ وَ حِكۡمَتَكَ فِي مَشُورَتِكَ فَاِنَّ مَنۡ لَمۡ يُمۡحِضِ النَّصِيحَةَ لِمَنِ اسۡتَشَارَهُ سَلَبَهُ اللهُ رَاۡيَهُ وَ نَزَعَ عَنۡهُ الۡاَمَانَةَ وَ اِذَا رَاَيۡتَ اَصۡحَابَكَ يَمۡشُونَ فَامۡشِ مَعَهُمۡ وَ اِذَا رَاَيۡتَهُمۡ يَعۡمَلُونَ فَاعۡمَلۡ مَعَهُمۡ وَ اِذَا تَصَدَّقُوا وَ اَعۡطَوۡا قَرۡضاً فَاَعۡطِ مَعَهُمۡ وَ اسۡمَعۡ لِمَنۡ هُوَ اَكۡبَرُ مِنۡكَ سِنّاً وَ اِذَا اَمَرُوكَ بِاَمۡرٍ اَوۡ سَاَلُوكَ شَيۡئاً فَقُلۡ نَعَمۡ وَ لَا تَقُلۡ لَا فَاِنَّ لَا عِيٌّ وَ لُؤۡمٌ وَ اِذَا تَحَيَّرۡتُمۡ فِي الطَّرِيقِ فَانۡزِلُوا وَ اِذَا شَكَكۡتُمۡ فِي الۡقَصۡدِ فَقِفُوا وَ تَآمَرُوا وَ اِذَا رَاَيۡتُمۡ شَخۡصاً وَاحِداً فَلَا تَسۡاَلُوهُ عَنۡ طَرِيقِكُمۡ وَ لَا تَسۡتَرۡشِدُوهُ فَاِنَّ الشَّخۡصَ الۡوَاحِدَ فِي الۡفَلَاةِ مُرِيبٌ لَعَلَّهُ يَكُونُ عَيۡنَ اللُّصُوصِ اَوۡ يَكُونُ هُوَ الشَّيۡطَانَ الَّذِي حَيَّرَكُمۡ وَ احۡذَرُوا الشَّخۡصَيۡنِ اَيۡضاً اِلَّا اَنۡ تَرَوۡا مَا لَا اَرَى فَاِنَّ الۡعَاقِلَ اِذَا اَبۡصَرَ بِعَيۡنِهِ شَيۡئاً عَرَفَ الۡحَقَّ مِنۡهُ وَ الشَّاهِدُ يَرَى مَا لَا يَرَى الۡغَائِبُ يَا بُنَيَّ اِذَا جَاءَ وَقۡتُ الصَّلَاةِ فَلَا تُؤَخِّرۡهَا لِشَيۡءٍ وَ صَلِّهَا وَ اسۡتَرِحۡ مِنۡهَا فَاِنَّهَا دَيۡنٌ وَ صَلِّ فِي جَمَاعَةٍ وَ لَوۡ عَلَى رَاۡسِ زُجٍّ وَ لَا تَنَامَنَّ عَلَى دَابَّتِكَ فَاِنَّ ذَلِكَ يُسۡرِعُ فِي دَبَرِهَا وَ لَيۡسَ ذَلِكَ مِنۡ فِعۡلِ الۡحُكَمَاءِ اِلَّا اَنۡ تَكُونَ فِي مَحۡمِلٍ يُمۡكِنُكَ التَّمَدُّدُ لِاسۡتِرۡخَاءِ الۡمَفَاصِلِ فَاِذَا قَرُبۡتَ مِنَ الۡمَنۡزِلِ فَانۡزِلۡ عَنۡ دَابَّتِكَ وَ ابۡدَاۡ بِعَلۡفِهَا قَبۡلَ نَفۡسِكَ فَاِنَّهَا نَفۡسُكَ وَ اِذَا اَرَدۡتُمُ النُّزُولَ فَعَلَيۡكُمۡ مِنۡ بِقَاعِ الۡاَرۡضِ بِاَحۡسَنِهَا لَوۡناً وَ اَلۡيَنِهَا تُرۡبَةً وَ اَكۡثَرِهَا عُشۡبَةً وَ اِذَا نَزَلۡتَ فَصَلِّ رَكۡعَتَيۡنِ

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۲ / ۳۰۰ / باب النوادر..... ص:۳۰۰

[۲] اعلام الوری باعلام الہدی (ط-القدیمۃ) / النص / ۱۲۴ / غزوۃ تبوک..... ص:۱۲۲

قَبْلَ اَنْ تَجْلِسَ فَاِذَا اَرَدْتَ قَضَاءَ حَاجَتِكَ فَاَبْعِدِ الْمَذْهَبَ فِي الْاَرْضِ وَاِذَا ارْتَحَلْتَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ وَدِّعِ الْاَرْضَ الَّتِي حَلَلْتَ بِهَا وَ سَلِّمْ عَلَيْهَا وَ عَلَى اَهْلِهَا فَاِنَّ لِكُلِّ بُقْعَةٍ اَهْلًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَا تَأْكُلَ طَعَاماً حَتَّى تَبْدَأَ فَتَتَصَدَّقَ مِنْهُ فَافْعَلْ وَ عَلَيْكَ بِقِرَاءَةِ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَا دُمْتَ رَاكِباً وَ عَلَيْكَ بِالتَّسْبِيحِ مَا دُمْتَ عَامِلًا عَمَلًا وَ عَلَيْكَ بِالدُّعَاءِ مَا دُمْتَ خَالِياً وَ اِيَّاكَ وَ السَّيْرَ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ اِلَى آخِرِهِ وَاِيَّاكَ وَرَفْعَ الصَّوْتِ فِي مَسِيرِكَ.

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا: جب بھی تم گروہ کے ساتھ سفر کرو۔ اپنے امور میں دوسروں سے مشورہ کرو۔ ان سے خوشی کا اظہار کرو۔ اپنے مال میں سے ان پر خرچ کرو۔ ان کی دعوت کو قبول کرو اور ان کی مدد میں جلدی کرو۔ طولانی سکوت، زیادہ نمازیں اور سخاوت مندی کرو۔ ان کے لئے حق کا گواہ بنو۔ مشورے کے وقت اپنی رائے دینے کی کوشش کرو۔ تحقیق سے پہلے قطعی فیصلہ نہ دو۔ مشورے کا جواب اٹھتے بیٹھتے سونے کھانے اور نماز کے بعد دوے اور فکر وحکمت سے کام لو۔

جو کوئی مکمل طور پر خیر خواہی نہیں کر سکتا خدا اس کی رائے کو سلب کر دیتا ہے۔ امانت کو واپس کرو۔ جب تیرے ہمسفر جا رہے ہوں تو تو بھی ان کے ہمراہ جانا۔ جب وہ کام کرتے ہیں تو بھی کام کر۔ جب وہ قرضہ یا صدقہ دیں تو تم بھی شریک ہونا، اپنے سے بڑے آدمی کی بات کو سنو، جب وہ تمہیں کوئی کام کہیں تو اسے قبول کرو اور منع نہ کرو کیونکہ نہ کہنا پستی ہے۔

جب راستے میں پریشان ہو تو اتر کر آرام کرنا۔ جب تو نے سفر کرنے میں تردید کی تو توقف کرنا۔ مشورہ کرنا۔ جب تو ایک شخص کو دیکھے تو اس سے راہ نہ پوچھنا۔ کیونکہ بیابان میں ایک شخص گمراہ کرنے والا ہوتا ہے۔ شاید چور اور ڈاکو ہوں شاید جاسوس ہوں یا شیطان ہو جو تجھے پریشان کرتا ہے۔

دو آدمیوں سے بھی پرہیز کرنا مگر یہ کہ کوئی ہاتھ میں آئے کیونکہ عقل مند شخص اس وقت چیز کو دیکھتا ہے جب حق کی شناخت رکھتا ہو۔ حاضر چیز کو دیکھو گے اور غائب کو نہیں دیکھے گا۔

اے بیٹے! جب بھی نماز کا وقت آئے اس میں تاخیر نہ کرنا بلکہ اسے وقت پر بجالاؤ اور آسودہ حال رہو۔ نماز ایسا دین ہے جو آدمی پر فرض ہے۔ اسے جماعت کے ساتھ پڑھو اگرچہ نوک نیزہ پر ہو۔ سواری پر نہ سونا کیونکہ یہ حکیمانہ کام نہیں مگر یہ کہ کجاوہ میں ہو اور آرام ممکن ہو۔ جب منزل مقصود پر پہنچو تو پیدل ہو جاؤ پہلے سواری کو غذا دو پھر خود کھاؤ کیونکہ ان کی جان تیری جان ہے۔ جب راستے میں ٹھہرنا ہو تو ایسی جگہ کا انتخاب کرنا جو سرسبز و شاداب اور خرم ہو۔ جس میں زیادہ گھاس ہو اور خاک نرم ہو۔ جب سواری سے اترو تو پہلے دو رکعت نماز پڑھو اس کے بعد اس سرزمین کو الوداع کہو۔ اس اور اس سرزمیں پر رہنے والوں پر سلام بھیجو۔ جب بیت الخلاء جانا ہو تو دور چلے جانا۔ حرکت سے پہلے بھی دو رکعت نماز پڑھو۔ ہر جگہ فرشتے ساکن ہوتے ہیں اگر ہو سکے تو کھانے سے پہلے صدقہ دینا جب تک سوار ہو قرآن کی تلاوت کرو۔ کام کرتے وقت تسبیح پڑھو۔

اگر کوئی کام نہ ہو تو دعا کرو۔ رات کے اول تا آخر حرکت کرنے سے پرہیز کرو۔ راستے میں اپنی آواز بلند نہ کرو۔ [1]

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۲۹۶ / باب آداب المسافر..... ص:۲۹۶

گیارہویں فصل:

خواب و بیداری

نینداور بیداری انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہیں اور انہیں ایک خاص نظم وضبط سے تنظیم کیا جائے۔ نیند سے جسم میں قوت و پائیداری ہوتی ہے اوراس کے خلل سے انسان کو اپنی زندگی کے وظائف سرانجام دینے سے مشکل پیش آتی ہے۔ یعنی وقت پر سونا اور وقت پر جاگنا۔

اہل بیتؑ کی روایات میں سے بہت خاص دستورات ہیں جن کی رعایت کرنا ضروری ہے۔ جیسے سونے کے آداب ہیں کہ وقت پر سونا اور زیادہ یا کم نہ سونا۔

دائیں سمت:

اسلام میں بعض کام انجام دینے کے لئے دائیں طرف کو اولویت دی گئی ہے جیسے دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا، مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں رکھنا، بیت الخلاء سے خارج ہوتے وقت دایاں پاؤں باہر رکھنا، وغیرہ ان کے مصادیق ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ فِي كُلِّ شَيْءٍ.

خدا ہر چیز میں دائیں سمت کو دوست رکھتا ہے۔[1]

روایت میں ملتا ہے کہ:

كَانَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُعْجِبُهُ التَّيَامُنُ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِي التَّرَجُّلِ وَ الْاِنْتِعَالِ.

---

[1] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱/ ۳۳۰/ ۳۰-باب وجوب الترتیب فی الوضوء وجواز مسح الرجلین معا..... ص:۳۲۹

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات پر خوش ہوتے تھے کہ کاموں کو دائیں ہاتھ سے انجام دیا جائے۔ حتیٰ کہ جوتے اتارتے وقت اور پہنتے وقت دائیں طرف سے شروع کریں۔[1]

دائیں سمت کو آلودہ کرنے سے نہی ہوئی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَرَدْتَّ أَنْ تَبْزُقَ فَلَا تَبْزُقْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَ لَكِنْ عَنْ يَسَارِكَ إِنْ كَانَ فَارِغًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَارِغًا فَتَحْتَ قَدَمَيْكَ.

لعاب دہن کو دائیں طرف نہ پھینکو اور اگر بائیں طرف خالی فضا نہ ہو تو اپنے پیروں کے درمیان پھینکو۔[2]

سونے کے آداب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ! اَلنَّوْمُ أَرْبَعَةٌ نَوْمُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَى أَقْفِيَتِهِمْ وَ نَوْمُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى أَيْمَانِهِمْ وَ نَوْمُ الْكُفَّارِ وَ الْمُنَافِقِينَ عَلَى أَيْسَارِهِمْ وَ نَوْمُ الشَّيَاطِينِ عَلَى وُجُوهِهِمْ.

اے علیؑ! سونا چار قسم کا ہوتا ہے۔ انبیاء پشت کے بل سوتے ہیں مومنین دائیں پہلو سوتے ہیں۔ کافر اور منافق بائیں پہلو سوتے ہیں اور ان کے چہروں پر شیطان کی نیند ہے۔[3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلنَّوْمُ عَلَى أَرْبَعَةِ أَصْنَافٍ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ عَلَى أَقْفِيَتِهَا مُسْتَلْقِيَةً وَ أَعْيُنُهَا لَا تَنَامُ مُتَوَقِّعَةً لِوَحْيِ رَبِّهَا عَزَّ وَ جَلَّ وَ الْمُؤْمِنُ يَنَامُ عَلَى يَمِينِهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَ الْمُلُوكُ وَ أَبْنَاؤُهَا تَنَامُ عَلَى شِمَالِهَا لِيَسْتَمْرِءُوا مَا يَأْكُلُونَ وَ إِبْلِيسُ وَ أَخَوَاتُهُ وَ كُلُّ مَجْنُونٍ وَ ذُو عَاهَةٍ يَنَامُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ مُنْبَطِحِينَ.

سونے کی چار قسمیں ہیں انبیاء پشت کے بل سوتے ہیں اور ان کی آنکھیں خدا کی وحی کے لئے نہیں سوتی ہیں۔ مومن قبلہ رخ دائیں پہلو سوتا ہے۔ بادشاہ اور ان کی اولاد غذا کو خوشگوار بنانے کے لئے بائیں پہلو سوتے ہیں۔ ابلیس اور اس کے بھائی، دیوانے اور نفسیاتی مریض شکم کے بل سوتے ہیں۔[4]

---

[1] اخلاق النبیؐ وآدابہ؛ ص ۱۴۹

[2] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۶۶

[3] مکارم الاخلاق/ ۴۴۰ / الفصل الثالث فی وصیۃ النبی ص لعلی ع ..... ص: ۴۳۳

[4] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۱ / ۲۴۶ / ۲۴ باب ماجاء عن الرضاؑ من خبر الشامی و ماسال عنہ امیر المؤمنین ع فی جامع الکوفۃ ..... ص: ۲۴۰

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله يَسْتَاكُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ وَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ.

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونا چاہتے تھے تو مسواک کرتے اور بستر پر جاتے اور دائیں پہلو سوتے تھے دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے۔[۱]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

أَنَّ النَّوْمَ سُلْطَانُ الدِّمَاغِ وَ هُوَ قِوَامُ الْجَسَدِ وَ قُوَّتُهُ فَإِذَا أَرَدْتَ النَّوْمَ فَلْيَكُنِ اضْطِجَاعُكَ أَوَّلًا عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ انْقَلِبْ عَلَى الْأَيْسَرِ وَ كَذَلِكَ فَقُمْ مِنْ مَضْجَعِكَ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ كَمَا بَدَأْتَ بِهِ عِنْدَ نَوْمِكَ.

نیند کی قدرت اور سلطنت مغز میں ہے اور اس سے جسم طاقتور اور پائیدار ہوتا ہے پس جب بھی سونے کا ارادہ ہو پہلے دائیں پہلو لیٹیں پھر بائیں پہلو سوئیں اس طرح اٹھتے وقت دائیں سمت سے اٹھیں۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ أَنْ يَنَامَ إِلَّا وَ جَوْفُهُ مُمْتَلِئٌ مِنَ الطَّعَامِ فَإِنَّهُ أَهْدَأُ لِنَوْمِهِ وَ أَطْيَبُ لِنَكْهَتِهِ.

ضروری ہے کہ بوڑھے افراد پرشکم سوئیں مگر یہ کہ ان کے لئے پرشکم ہونا نقصان دہ ہو کیونکہ اس سے اچھی نیند ہوگی۔[۳]

سونے کا مکان:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَهَى أَنْ يَنَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَطْحٍ لَيْسَ بِمَحْجُورٍ عَلَيْهِ.

چھت یا وہ جگہ جو محفوظ نہیں وہاں مت سوئیں۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَلَا تَنَامَنَّ عَلَى دَابَّتِكَ فَإِنَّ ذَلِكَ سَرِيعٌ فِي دَبَرِهَا وَلَيْسَ ذَلِكَ مِنْ فِعْلِ الْحُكَمَاءِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ فِي

---

[۱] مکارم الاخلاق/۲۹۱/فیمن ارادالانتباہ للصلاۃ..... ص:۲۹۱

[۲] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج۵۹/۳۱۶/باب ۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ..... ص:۳۰۵

[۳] مکارم الاخلاق/۱۴۷/الفصل الثالث فی آداب الاکل و ما یتعلق بہ..... ص:۱۴۰

[۴] الجامع الصغیر، ج۲، ص۷۰۷

مَحْمِلٍ یُمْکِنُكَ التَّمَدُّدُ لِاسْتِرْخَاءِ الْمَفَاصِلِ.

چار پائے کی پشت پر مت سونا کیونکہ اس سے پشت کے زخم جلدی آتے ہیں اور یہ حکیمانہ کام نہیں۔مگر یہ کہ تو کجاوہ میں ہو اور وہاں آرام کر رہے ہو (اور نیند آ جائے)۔[1]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثَلَاثَةً .... وَ النَّائِمَ فِي بَيْتٍ وَحْدَهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر تین مرتبہ لعنت کی ہے...........اور جو اکیلا سوتا ہے۔[2]

وقت نیند:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

النَّوْمُ اَوَّلَ النَّهَارِ خُرْقٌ وَ الْقَائِلَةُ نِعْمَةٌ وَ النَّوْمُ بَعْدَ الْعَصْرِ حُمْقٌ وَ النَّوْمُ بَيْنَ الْعِشَاءَيْنِ يَحْرِمُ الرِّزْقَ.

دن کے آغاز میں سونا نادانی کا سبب ہے۔قیلولہ کرنا نعمت ہے۔عصر کے بعد سونا حماقت ہے اور مغرب وعشاء کے درمیان سونے سے روزی میں کمی آتی ہے۔[3]

نیند میں میانہ روی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّوْمُ بَيْنَ الْعِشَاءَيْنِ يُورِثُ الْفَقْرَ وَ النَّوْمُ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ يُورِثُ الْفَقْرَ.

مغرب اور عشا کے درمیان سونا باعث فقر وتنگدستی ہے اور طلوع آفتاب سے پہلے سونا باعث فقر ہے۔[4]

نیز فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهَا اللهُ قِلَّةُ الْكَلَامِ وَ قِلَّةُ الْمَنَامِ وَ قِلَّةُ الطَّعَامِ.

خدا تین چیزوں کو دوست رکھتا ہے۔کم بولنا،کم سونا اور کم کھانا۔[5]

نیز فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۸/۳۴۹/حدیث اسلام علی ع..... ص:۳۳۸

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ج۲/۲۷۷/باب کراہۃ الوحدۃ فی السفر ص:۲۷۶

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ج۱/۵۰۲/باب کراہیۃ النوم بعد الغداۃ..... ص:۵۰۱

[4] الخصال/ج۲/۵۰۵/ست عشرۃ خصلۃ تورث الفقر وسبع عشرۃ خصلۃ تزید فی الرزق..... ص:۵۰۴

[5] مجموعۃ ورام/ج۲/۱۲۱/الجزء الثانی

أَخْشَى مَا خَشِيتُ عَلَى أُمَّتِي ....وَمُدَاوَمَةِ النَّوْمِ.........

(بدترین چیزوں میں سے ایک چیز کہ) جس کی وجہ سے میں اپنی امت کے بارے میں زیادہ خوفزدہ ہوں وہ..................زیادہ سونا ہے...........۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

أَهْلُ الدُّنْيَا مَنْ كَثُرَ أَكْلُهُ وَضَحِكُهُ وَنَوْمُهُ

اہل دنیا وہ شخص ہے جو زیادہ کھاتا ہے، زیادہ ہنستا ہے اور زیادہ سوتا ہو۔[2]

اسی طرح فرمایا:

كَثْرَةُ الْأَكْلِ وَ النَّوْمِ تُفْسِدَانِ النَّفْسَ وَ تَجْلِبَانِ الْمَضَرَّةَ.

زیادہ کھانا اور زیادہ سونے سے نفس کو نقصان پہنچتا ہے اور ضرر ہوتا ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَثْرَةُ النَّوْمِ مَذْهَبَةٌ لِلدِّينِ وَ الدُّنْيَا.

زیادہ سونے سے دین و دنیا دونوں نابود ہوتے ہیں۔[4]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

أَرْبَعَةٌ الْقَلِيلُ مِنْهَا كَثِيرٌ النَّارُ الْقَلِيلُ مِنْهَا كَثِيرٌ وَ النَّوْمُ الْقَلِيلُ مِنْهُ كَثِيرٌ وَ الْمَرَضُ الْقَلِيلُ مِنْهُ كَثِيرٌ وَ الْعَدَاوَةُ الْقَلِيلُ مِنْهَا كَثِيرٌ.

چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر کم بھی ہوں تو زیادہ ہیں۔ آگ کم بھی ہو تو (جلانے کے لئے) زیادہ ہے، نیند کم بھی ہو تو بھی بہت ہے، بیماری کم بھی ہو تو زیادہ (لگتی) ہے، دشمنی کم بھی ہو تو بھی زیادہ ہے۔[5]

پریشان خواب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا رَأَى الرَّجُلُ مَا يَكْرَهُ فِي مَنَامِهِ فَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ شِقِّهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ نَائِماً وَ لْيَقُلْ إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ لَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئاً إِلَّا بِإِذْنِ اللهِ ثُمَّ لْيَقُلْ عُذْتُ

[1] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۱۷۳/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم. ص «باترجمہ فارسی

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۲۰۱/ الباب الرابع والخمسون فیما سال رسول اللہ ص ربہ لیلۃ المعراج..... ص:۱۹۹

[3] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۳۸۹/ الفصل الخامس بلفظ کثرۃ..... ص:۳۸۹

[4] کافی (ط-دارالحدیث)/ ج۹/ ۵۵۸/ ۹-باب کراہیۃ النوم والفراغ..... ص:۵۵۸

[5] الخصال/ ج۱/ ۲۳۸/ اربعۃ القلیل منہا کثیر..... ص:۲۳۸

بِمَا عَاذَتْ بِهٖ مَلَائِکَةُ اللهِ الْمُقَرَّبُونَ وَ اَنْبِیَاؤُهُ الْمُرْسَلُونَ وَ عِبَادُهُ الصَّالِحُونَ مِنْ شَرِّ مَا رَاَیْتُ وَ مِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ.

جب بھی کوئی شخص ڈراؤنا خواب دیکھے۔ پہلو بہ پہلو ہو کر یہ آیت پڑھے:

اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیْسَ بِضَآرِّهِمْ شَیْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللهِ ؕ

(بُری باتوں کی) سرگوشی تو بس ایک شیطانی کام ہے (اور اس لئے کرتے ہیں) تا کہ ایمانداروں کو اس سے رنج پہنچے۔ حالانکہ خدا کی مشیّت کے بغیر سرگوشی ان (مومنین) کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی

پھر یہ پڑھو:

عُذْتُ بِمَا عَاذَتْ بِهٖ مَلَائِکَةُ اللهِ الْمُقَرَّبُونَ وَ اَنْبِیَاؤُهُ الْمُرْسَلُونَ وَ عِبَادُهُ الصَّالِحُونَ مِنْ شَرِّ مَا رَاَیْتُ وَ مِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ.

وہ چیز کہ جس سے مقرب فرشتوں، انبیاء مرسل اور شائستہ بندوں نے خدا کی پناہ لی ہے، میں پناہ لیتا ہوں اس خواب سے جو میں نے دیکھا اور شر شیطان سے پناہ لیتا ہوں خدا کی۔ [1]

فرصت سے استفادہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِی اَیَّامِ دَهْرِکُمْ نَفَحَاتٍ اَلَا فتعرضین [فَتَعَرَّضُوا] لَهَا بِکَثْرَةِ الاِسْتِعْدَادِ.

خدا نے تمہیں تمہاری زندگیوں میں حیات بخش نسیم دی ہے۔ زیادہ آمادگی اور فرصت سے حاصل کرو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ [2]

نیز فرمایا:

فَلْیَأْخُذِ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ مِنْ نَفْسِهٖ لِنَفْسِهٖ وَ مِنْ دُنْیَاهُ لِآخِرَتِهٖ وَ فِی الشَّبِیبَةِ قَبْلَ الْکِبَرِ وَ فِی الْحَیَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ.

مومن کو چاہیے کہ اپنی قدرت کو اپنے نفع، اپنی دنیا کو اپنی آخرت، جوانی سے پہلے بڑھاپے اور موت سے پہلے زندگی سے فائدہ اٹھائے۔ [3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۸ / ۱۴۲ / حدیث ابلیس..... ص:۱۴۱

[2] عوالی اللئالی العزیزیة فی الاحادیث الدینیة/ ج۴ / ۱۱۸ / الجملة الثانیة فی الاحادیث المتعلقة بالعلم واهله وحاملیه..... ص:۵۹

[3] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۲ / ۷۰ / باب الخوف والرجاء..... ص:۶۷

الْفُرْصَةُ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ فَانْتَهِزُوا فُرَصَ الْخَيْرِ.

اور فرصت کی گھڑیاں (تیز رو) ابر کی طرح گزر جاتی ہیں۔ لہٰذا بھلائی کے ملے ہوئے موقعوں کو غنیمت جانو۔[۱]

نیز فرمایا:

الْفُرْصَةُ سَرِيعَةُ الْفَوْتِ، بَطِيئَةُ الْعَوْدِ.

فرصت کے لمحات گزر جلدی جاتے ہیں اور آتے دیر سے ہیں۔[۲]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

وَبَادِرْ بِانْتِهَازِ الْبُغْيَةِ عِنْدَ إِمْكَانِ الْفُرْصَةِ وَلَا إِمْكَانَ كَالْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ مَعَ صِحَّةِ الْأَبْدَانِ.

اپنے مطلوب امور کو فرصت سے ملنے سے حاصل کرو اور کوئی فرصت، فراغت اور تندرستی سے بڑھ کر نہیں ہے۔[۳]

اسی طرح فرمایا:

إِيَّاكَ وَالتَّفْرِيطَ عِنْدَ إِمْكَانِ الْفُرْصَةِ فَإِنَّهُ مَيْدَانٌ يَجْرِي لِأَهْلِهِ بِالْخُسْرَانِ.

فرصت ملنے سے فائدہ نہ اٹھانا سے پرہیز کرو کیونکہ یہ وہ وقت ہے جب صاحب فرصت کے لئے نقصان دہ ہے۔[۴]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ يَعْمَلَانِ فِيكَ فَاعْمَلْ فِيهِمَا وَيَأْخُذَانِ مِنْكَ فَخُذْ مِنْهُمَا.

تحقیق دن رات تمہارے اندر کام کر رہے ہیں پس تم بھی ان میں کام کرو اور یہ دونوں تم سے کچھ لے رہے لہٰذا تم بھی ان سے کچھ حاصل کرو۔[۵]

نیز فرمایا:

وَقَالَ علیہ السلام كُلُّ مُعَاجَلٍ يَسْأَلُ الْإِنْظَارَ وَكُلُّ مُؤَجَّلٍ يَتَعَلَّلُ بِالتَّسْوِيفِ.

جسے جلدی سے موت آ جاتی ہے وہ مہلت کا خواہاں ہوتا ہے اور جسے مہلت زندگی دی گئی ہے وہ ٹال مٹول کرتا رہتا ہے۔[۶]

نکتہ:

یاقوت بروقت مل سکتا ہے لیکن وقت پر یاقوت ساتھ نہیں آئے گا۔

---

[۱] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۴۷۱/۲۱/۔..... ص:۴۷۱

[۲] غرر الحکم ودرر الکلم/۱۱۳/۲۰۴۱..... ص:۱۱۳

[۳] تحف العقول/النص/۲۸۶/وصیتہ ع لجابر بن یزید الجعفی..... ص:۲۸۴

[۴] تحف العقول/النص/۲۸۶/وصیتہ ع لجابر بن یزید الجعفی..... ص:۲۸۴

[۵] غرر الحکم ودرر الکلم/۲۵۴/۳۲۹..... ص:۲۵۴

[۶] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۵۲۵/[۲۹۱]۲۸۵..... ص:۵۲۵

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَتَأَدَّبْ لِلْوَقْتِ فَوَقْتُهُ مَقْتٌ.

جو وقت بیہودہ گزر جائے وہ باعث افسوس وشرمندگی ہے۔[1]

جوانی کی فرصت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَمْ يَمْهَدُوا فِي سَلَامَةِ الْأَبْدَانِ وَ لَمْ يَعْتَبِرُوا فِي أُنُفِ الْأَوَانِ فَهَلْ يَنْتَظِرُ أَهْلُ بَضَاضَةِ الشَّبَابِ إِلَّا حَوَانِيَ الْهَرَمِ.

اس وقت انہوں نے کچھ سامان نہ کیا کہ جب بدن تندرست تھے، اور اس وقت عبرت ونصیحت حاصل نہ کی کہ جب جوانی کا دَور تھا۔ کیا یہ بھرپور جوانی والے کمر جھکا دینے والے بڑھاپے کے منتظر ہیں۔[2]

نیز فرمایا:

مَنْ شَغَلَ نَفْسَهُ بِمَا لَا يَجِبُ ضَيَّعَ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَجِبُ.

ہر وہ شخص کہ جو خود کو ایسے کام میں مشغول کرلے کہ جو اس پر لازم نہ ہو خود کو ضائع کرلے گا ایسے کام سے جو اس پر لازم ہے۔[3]

نیز فرمایا:

غَافِصِ [عافص] الْفُرْصَةَ عِنْدَ إِمْكَانِهَا فَإِنَّكَ غَيْرُ مُدْرِكِهَا بَعْدَ فَوْتِهَا.

فرصت کے وقت غفلت سے امکان کی حد تک بچو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ضائع ہوجانے والا وقت دوبارہ درک نہ کرسکو۔[4]

نیز فرمایا:

مَنْ أَخَّرَ الْفُرْصَةَ عَنْ وَقْتِهَا فَلْيَكُنْ عَلَى ثِقَةٍ مِنْ فَوْتِهَا.

فرصت کے اوقات کو دوسرے وقت کے لئے مؤخر کردینا وقت کے ضائع ہوجانے کا باعث بن سکتا ہے۔[5]

نیز فرمایا:

إِضَاعَةُ الْفُرْصَةِ غُصَّةٌ.

---

[1] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج۱۱ / ۲۳۳ / [بیان احوال العارفین] ص:۱۸۱

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۱۱۰ / التذکیر بضروب النعم ص:۱۱۰

[3] غرر الحکم ودرر الکلم / ۶۲۱ / ۸۷۴ ..... ص:۶۲۱

[4] غرر الحکم ودرر الکلم / ۴۷۵ / ۶۳ ..... ص:۴۷۵

[5] غرر الحکم ودرر الکلم / ۶۳۸ / ۱۱۴۰ ..... ص:۶۳۸

موقع کو ہاتھ سے جانے دینا رنج واندوہ کا باعث ہوتا ہے۔[۱]

نیز فرمایا:

بَادِرِ الْفُرْصَةَ قَبْلَ اَنْ تَكُونَ غُصَّةً.

فرصت کا موقع غنیمت جانو۔قبل اس کے کہ وہ رنج واندوہ کا سبب بن جائے۔[۲]

فکر گناہ سے نجات:

جب کسی میں فکر گناہ ہجوم لاتی ہے تو اسے انجام نہیں دینا چاہیے بلکہ خدا کی پناہ لینی چاہیے اور خدا پر توکل کرنا چاہیے اور شیطانی دام سے نجات پانی چاہیے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَا يَعْمَلْهَا فَإِنَّهُ رُبَّمَا عَمِلَ الْعَبْدُ السَّيِّئَةَ فَيَرَاهُ اللهُ سُبْحَانَهُ فَيَقُولُ لَا وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَا أَغْفِرُ لَكَ بَعْدَهَا أَبَداً.

بعض دفعہ انسان گناہ کے بارے میں سوچتا ہے اور انجام نہیں دیتا کیونکہ بعض اوقات بندہ خدا کے حضور گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور خدا نے فرمایا: میری عزت وجلالت کی قسم! اس کے بعد تیری مغفرت نہیں ہے۔[۳]

ذکر خدا گناہ سے راہ نجات ہے:

جو شخص خود سے غافل ہے لیکن شیطان اس سے غافل نہیں ہے پس انسان کو اپنا حساب کرنا چاہیے اور اپنے سرمائے سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَتَمَكَّنُ الشَّيْطَانُ بِالْوَسْوَسَةِ مِنَ الْعَبْدِ إِلَّا وَ قَدْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى وَ اسْتَهَانَ بِأَمْرِهِ وَ سَكَنَ إِلَى نَهْيِهِ وَ نَسِيَ اطِّلَاعَهُ عَلَى سِرِّهِ.........

شیطان بندے میں وسوسہ ڈالنے کی قدرت نہیں رکھتا مگر وہ انسان ذکر خدا سے غافل ہو اور اس کے حکم کو اہمیت نہ دے اور نافرمانی کرے۔خدا کی معرفت اس کے اسرار کو خاموش کر دیتی ہے۔[۴]

نیز فرمایا:

---

[۱] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۸۹/ [۱۱۴]۱۱۸..... ص:۴۸۹

[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۰۲/ وصایا شتی..... ص:۴۰۲

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۱۴۳/ باب تعجیل فعل الخیر..... ص:۱۴۲

[۴] مصباح الشریعۃ/ ۷۹/ الباب الخامس والثلاثون فی الوسوسۃ

إِذَا أَتَاكَ الشَّيْطَانُ مُوَسْوِساً لِيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ الْحَقِّ وَ يُنْسِيَكَ ذِكْرَ اللهِ فَاسْتَعِذْ مِنْهُ بِرَبِّكَ وَ رَبِّهِ فَإِنَّهُ يُؤَيِّدُ الْحَقَّ عَلَى الْبَاطِلِ وَ يَنْصُرُ الْمَظْلُومَ بِقَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ.

جب شیطان وسوسہ ڈالے اور راہ حق سے منحرف کرے تو خدا کو یاد کرو اور اس کے بعد خدا کی پناہ لو۔ خدا پر توکل کرو کیونکہ وہ حق کو باطل پر غالب کرتا ہے اور مظلوم کی مدد کرتا ہے۔ کیونکہ خداوند قدوس نے خود فرمایا ہے: شیطان مومنین اور خدا پر توکل کرنے والے افراد پر غلبہ نہیں پا سکتا۔ [۱]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ إِيَّاكَ وَ الْإِعْجَابَ بِنَفْسِكَ وَ الثِّقَةَ بِمَا يُعْجِبُكَ مِنْهَا وَ حُبَّ الْإِطْرَاءِ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ أَوْثَقِ فُرَصِ الشَّيْطَانِ فِي نَفْسِهِ لِيَمْحَقَ مَا يَكُونُ مِنْ إِحْسَانِ الْمُحْسِنِينَ.

اور دیکھو خود پسندی سے بچتے رہنا اور اپنی جو باتیں اچھی معلوم ہوں ان پر اترانا نہیں اور نہ لوگوں کے بڑھا چڑھا کر سراہنے کو پسند کرنا۔ کیونکہ شیطان کو جو مواقع ملا کرتے ہیں ان میں یہ سب سے زیادہ اس کے نزدیک بھروسے کا ذریعہ ہے کہ وہ اس طرح نیکوکاروں کی نیکیوں پر پانی پھیر دے۔ [۲]

نکتہ:

یادخدا اور اس کی پناہ دام شیطان سے نجات کا ایک بہترین راہ ہے۔ جیسے کوئی زمین اور زمان خدا کے حضور سے خالی نہیں ہے۔ کوئی زیادہ یادخدا سے خاموش نہ رہے۔ کیونکہ بشر کی دائمی نیاز ہے۔ رفع نیاز کا بہترین عامل ہے۔ یادخدا بے نیازی ہے اور ہمیشہ نیاز مندوں کی حاجت کو پورا کرتی ہے۔ اس لئے اگر زمان، مکان یا زبان سے اس فرصت سے فائدہ نہ اٹھایا گیا تو حسرت کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔ [۳]

مصداق ذکر:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ذِكْرُ اللهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ لَيْسَ سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَ اللهُ أَكْبَرُ فَقَطْ وَ لَكِنْ إِذَا وَرَدَ عَلَيْكَ شَيْءٌ أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ أَخَذْتَ بِهِ أَوْ إِذَا وَرَدَ عَلَيْكَ شَيْءٌ نَهَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَنْهُ تَرَكْتَهُ.

ذکر صرف یہ نہیں کہ "سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَ اللهُ أَكْبَرُ (اللہ کی ذات پاک، حمد ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا اور اللہ بزرگ و برتر ہے) پڑھیں بلکہ ذکر یہ ہے کہ جب اس کا حکم ہو

---

[۱] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج۱/ ۱۷۹/ ۲۹ - باب نوادر ما یتعلق بابواب مقدمۃ العبادات..... ص:۱۷۶

[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۴۳/ ۵۳ - و من کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر و اعمالہا حین اضطرب امر امیرہا محمد بن ابی بکر، و ہو اطول عہد کتبہ و اجمعہ للمحاسن...... ص:۴۲۶

[۳] ر۔ک: تسنیم، ج۷، ص ۵۵۴

اس کی پیروی کرو اور جب کسی چیز سے منع کر دیا جائے اسے ترک کر دو۔[۱]

جس طرح اسلام میں اصل ذکر کرنے کی سفارش کی گئی ہے اس کی کیفیت بھی بیان ہوئی ہے یاد خدا ذکر ماثور یعنی حدیث کی روشنی میں بیان ہوا ہو وہ ذکر کریں۔ اپنے پاس سے ذکر نہ بناتے پھریں۔ اہل معرفت کی بھی یہی تاکید ہے۔ ذکر ماثور زبان یا قلم سے ہو۔ ایک عمل صالح ہے، لیکن اعمال کا سردار نہیں ہوگا بلکہ ذکر قلبی تمام صالح اعمال کا سردار ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ أَكْثَرَ ذِكْرَ اللّٰهِ أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِي جَنَّتِهِ.

جو خدا کو زیادہ یاد کرتا ہے خدا اسے اپنی بہشت کے سائے میں جگہ عطا کرتا ہے۔[۳]

نکتہ:

کثرت ذکر خدا سے اس کا دشمن دفع ہوتا ہے کیونکہ ابلیس اپنی ساری فوج کے ساتھ انسانی دل میں وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے اور تکرار ذکر سے وہ دور ہوسکتا ہے۔ اس کے آسیب بھی رافع ہیں کیونکہ اگر مستی کے اثر سے شیطان نفوذ کر جائے تو اس کے برے اثرات ہوتے ہیں لیکن کثرت ذکر سے دفع کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح یاد خدا رغبت و جذب کا وسیلہ بھی ہے۔ لہٰذا ہمیشہ خدا کی یاد میں رہنا چاہیے تا کہ کثرت برکات سے بہرہ مند ہوں اگر ایسا ہو تو خوف خدا سراسر وجود میں آ جاتا ہے۔ دل نرم اور اندرونی آرام حاصل ہوتا ہے اور عشق کے اشک آنکھوں سے گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲ / ۱۴۴ / باب الانصاف والعدل..... ص:۱۴۴

[۲] ر۔ک: تسنیم، ج۷، ص ۵۵۴

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲ / ۱۲۲ / باب التواضع..... ص:۱۲۱

بارہویں فصل:

تفریحات اور ورزش

سالم تفریحات روشن انسان کی سلامتی کو برقرار رکھنے کے عوامل ہیں۔ اہل بیتؑ نے ان کی بڑی تاکید کی ہے ان کے مصادیق ذکر ہوئے ہیں۔ سالم تفریحات کے آثار میں سے ایک یہ ہے کہ انسان دینی و زندگی کے امور میں مدد حاصل کرتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلَى الْعَاقِلِ مَا لَمْ يَكُنْ مَغْلُوباً عَلَى عَقْلِهِ اَنْ يَكُونَ لَهُ سَاعَاتٌ......... وَ سَاعَةٌ يَخْلُو فِيهَا بِحَظِّ نَفْسِهِ مِنَ الْحَلَالِ وَ اِنَّ هَذِهِ السَّاعَةَ عَوْنٌ لِتِلْكَ السَّاعَاتِ وَ اسْتِجْمَامٌ لِلْقُلُوبِ وَ تَفْرِيغٌ لَهَا.

عقل مند افراد اپنے فراغت کے اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔............ ایک حصہ حلال کمائی کے لئے اور یہ حصہ دوسرے امور میں قوت کا سبب بنتا ہے اور دل کو آرام و سکون ملتا ہے۔[۱]

صحتمند تفریحات کی اہمیت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُلْهُوا وَ الْعَبُوا فَاِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يُّرٰى فِي دِيْنِكُمْ غِلْظَةٌ.

سرگرمی اور کھیل کھیلیں کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں تم میں سختی ہو۔[۲]

---

[۱] معانی الاخبار/ النص/ ۳۳۴/ باب معنی تحیۃ المسجد و معنی الصلاۃ و ما یتصل بذلک من تمام الحدیث..... ص: ۳۳۲

[۲] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۲۵۹/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، با ترجمہ فارسی

حضرت علی علیہ السلام اس آیت "لَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا" [1] کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

لَا تَنْسَ صِحَّتَكَ وَ [قُوَّتَكَ] وَ فَرَاغَكَ وَ شَبَابَكَ وَ نَشَاطَكَ وَ غِنَاكَ اَنْ تَطْلُبَ بِهِ الْآخِرَةَ.

سلامتی، قدرت، فراغت، جوانی، نشاط، بے نیازی اور اپنی ثروت کو فراموش نہ کرو اور اس کے ذریعے آخرت کا فائدہ اٹھاؤ۔ [2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ فِي حِكْمَةِ آلِ دَاوُدَ يَنْبَغِي لِلْمُسْلِمِ الْعَاقِلِ اَنْ لَا يُرَى ظَاعِناً اِلَّا فِي ثَلَاثٍ مَرَمَّةٍ لِمَعَاشٍ اَوْ تَزَوُّدٍ لِمَعَادٍ اَوْ لَذَّةٍ فِي غَيْرِ ذَاتِ مُحَرَّمٍ.

آل داؤد کی حکمت میں آیا ہے کہ عقل مند مسلمان کے لئے لازم ہے کہ تین کاموں کے علاوہ کوئی اور کام نہ کریں۔ (۱) ترمیم زندگی (۲) زادہ راہ (۳) غیر حرام میں لذت۔ [3]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اجْتَهِدُوا فِي اَنْ يَكُونَ زَمَانُكُمْ اَرْبَعَ سَاعَاتٍ سَاعَةً لِمُنَاجَاةِ اللهِ وَ سَاعَةً لِاَمْرِ الْمَعَاشِ وَ سَاعَةً لِمُعَاشَرَةِ الْاِخْوَانِ وَ الثِّقَاتِ الَّذِينَ يُعَرِّفُونَكُمْ عُيُوبَكُمْ وَ يُخْلِصُونَ لَكُمْ فِي الْبَاطِنِ وَ سَاعَةً تَخْلُونَ فِيهَا لِلَذَّاتِكُمْ فِي غَيْرِ مُحَرَّمٍ.

کوشش کرو اپنے دن رات کو چار حصوں میں تقسیم کرو: ایک حصہ مناجات خدا کے لئے، ایک حصہ اپنی ضروریات زندگی کے حصول کے لئے، ایک حصہ اپنے دوستوں سے ملاقات کے لئے ایسے دوست جو تمہیں تمہارے عیوب سے آگاہ کریں اور باطنی طور پر تم سے مخلص ہوں اور ایک حصہ ایسی لذات کے حصول کے کہ جو تم پر حرام نہ ہوں۔ [4]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِجْعَلُوا لِاَنْفُسِكُمْ حَظّاً مِنَ الدُّنْيَا بِاِعْطَائِهَا مَا تَشْتَهِي مِنَ الْحَلَالِ وَ مَا لَا يَثْلِمُ الْمُرُوَّةَ وَ مَا لَا سَرَفَ فِيهِ وَ اسْتَعِينُوا بِذَلِكَ عَلَى اُمُورِ الدِّينِ فَاِنَّهُ رُوِيَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَرَكَ دُنْيَاهُ لِدِينِهِ.........

خود کو دنیا سے استفادہ کرنے والا قرار دو اس طرح کہ اس کے حلال کی رغبت رکھو اور جس میں تمہاری عزت نفس نہ ہو

---

[1] سورۂ قصص: ۷۷

[2] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۱۲۲/ فصل فی فنون شتی من حالات العافیۃ والشکر علیہا

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۸۷/ باب اصلاح المال وتقدیر المعیشۃ ..... ص: ۸۷

[4] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۵/ ۳۲۱/ باب ۲۵ مواعظ موسی بن جعفر وحکمہ ع ..... ص: ۲۹۶

اس سے دور رہو اس طرح تم دینی کاموں میں معاونت کرو کیونکہ ایک روایت میں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے جو دنیا کے کاموں کو دین کی خاطر چھوڑ دے............۔[۱]

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَوْقَاتُ السُّرُورِ خُلْسَةٌ.

خوشی کے لمحات بہت جلد رخصت ہو جاتے ہیں۔[۲]

نیز فرمایا:

اَلسُّرُورُ يَبْسُطُ النَّفْسَ وَيُثِيرُ النَّشَاطَ.

یعنی خوشی کے لمحات انسان میں وسعت پیدا کر دیتے ہیں اور باعث طراوت ہوتے ہیں۔[۳]

تفریح کے مصادیق

گھڑسواری اور تیراندازی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَحَبُّ اللَّهْوِ اِلَى اللهِ تَعَالَى اِجْرَاءُ الْخَيْلِ وَالرَّمْيُ.

خدا کے نزدیک بہترین سرگرمیاں گھڑسواری اور تیراندازی ہیں۔[۴]

نیز فرمایا:

اِرْمُوا وَارْكَبُوا وَاَنْ تَرْمُوا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوا......

تیراندازی اور گھڑسواری سیکھو کیونکہ تیراندازی خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔[۵]

اسی طرح فرمایا:

.........وَالرُّكُوبُ يُسْرٌ.

............اور گھڑسواری سرور و شادابی کا سبب ہے۔[۶]

پھر فرمایا:

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۴۱۰/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۰۸

[۲] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۵۸/ ۱۱۲۶..... ص:۵۸

[۳] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۱۱۳/ ۲۰۴۵..... ص:۱۱۳

[۴] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۱۶۹/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص «باترجمہ فارسی

[۵] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۰/ ۱۱۸/ ۵۷- باب استحباب ملاعبۃ الزوجۃ ومداعبتہا..... ص:۱۱۸

[۶] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۶/ ۳۶۷/ ۳۷- باب اکل العسل والاستشفاء بہ..... ص:۳۶۵

كُلُّ لَهْوِ الْمُؤْمِنِ بَاطِلٌ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ فِي تَأْدِيبِهِ الْفَرَسَ وَ رَمْيِهِ عَنْ قَوْسِهِ وَ مُلَاعَبَتِهِ امْرَأَتَهُ.

مومن کی سرگرمیوں میں ہے کہ گھوڑے کو تربیت دے، تیر اندازی سیکھے اور اپنی عورتوں سے استفادہ کرے کیونکہ یہ ان کا حق ہے۔[1]

تیراندازی اور عورت سے فائدہ:

مروی ہے کہ

سُئِلَ ابْنُ مَالِكٍ هَلْ كُنْتُمْ تَتَرَاهَنُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ نَعَمْ رَاهَنَ رَسُولُ اللهِ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فَسَبَقَ فَسُرَّ بِذَلِكَ وَ أَعْجَبَهُ.

انس بن مالک سے لوگوں نے پوچھا: کیا تم نے رسول خدا ﷺ کے زمانے میں گھڑسواری کی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ رسول خدا ﷺ کے اپنے گھوڑے کے ساتھ مقابلہ کیا اور وہ جیت گئے اس کام سے وہ خوش ہوا۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ نَاقَةٌ لَا تُسْبَقُ فَسَابَقَ أَعْرَابِيٌّ بِنَاقَتِهِ فَسَبَقَتْهَا فَاكْتَأَبَ لِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّهَا تَرَفَّعَتْ فَحَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ إِلَّا وَضَعَهُ اللهُ.

رسول خدا ﷺ کے پاس ایک اونٹ تھا جو دوڑ میں کبھی پیچھے نہیں رہتا تھا ہمیشہ مقابلہ جیت جاتا تھا کہ ایک دفعہ آپؐ نے ایک دیہاتی عرب کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس دیہاتی کا اونٹ آپ کے اونٹ سے آگے نکل گیا یہ دیکھ مسلمان غمگین ہوئے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اس اونٹ نے اپنے آپ کو برتر سمجھا (یعنی تکبر کیا لہٰذا اسے شکست ہوئی)۔[3]

مروی ہے کہ:

وَ رُوِيَ أَنَّهُ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَتَرَامَوْنَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَا فِي الْحِزْبِ الَّذِي فِيهِ ابْنُ الْأَدْرَعِ فَأَمْسَكَ الْحِزْبُ الْآخَرُ.

ایک دفعہ رسول خدا ﷺ انصار کے گروہ کے پاس سے گزرے جو تیر اندازی کر رہے تھے۔ آپ بھی ایک گروہ میں شامل ہو گئے اور اکٹھے مقابلہ کیا۔[4]

مروی ہے کہ

أَنَّهُ كَانَ يَحْضُرُ الرَّمْيَ وَ الرِّهَانَ.

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج۵ / ۵۰ / باب فضل ارتباط الخیل و اجرائہا والرمی..... ص:۴۷

[2] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ / ج۳ / ۲۶۵ / باب السبق والرمایۃ..... ص:۲۶۵

[3] المحاسن / ج۱ / ۱۲۲ / ۱۲۲ عقاب الکبر..... ص:۱۲۲

[4] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ / ج۳ / ۲۶۶ / باب السبق والرمایۃ..... ص:۲۶۵

امام صادق علیہ السلام تیر اندازی اور گھڑ سواری کے مقابلوں میں شریک ہوتے تھے۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ فَقَدْ كَفَرَ الَّذِي عَلَّمَهُ.

جو شخص تیر اندزی یاد کر کے بھول جائے اور ترک کر دے، بے شک اس نے استاد کی ناشکری کی ہے۔[۲]

تیراکی اور بُنائی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ لَهْوِ الْمُؤْمِنِ السِّبَاحَةُ وَ خَيْرُ لَهْوِ الْمَرْأَةِ الْمَغْزَلُ.

مومن مرد کی بہترین سرگرمی تیراکی اور عورت کی سرگرمی بنائی ہے۔[۳]

روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله يُعْجِبُهُ أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ سَابِحًا رَامِيًا.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے (مل کر) خوش ہوتے تھے جو تیراکی اور تیر اندازی کا ماہر ہوتا۔[۴]

آپؐ نے فرمایا:

عَلِّمُوا أَبْنَائَكُمُ الرَّمْيَ وَ السِّبَاحَةَ.

اپنے بچوں کو تیر اندازی اور تیراکی کی تعلیم دو۔[۵]

لطیفہ گوئی:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَهْوُ الْمُؤْمِنِ فِي ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ التَّمَتُّعِ بِالنِّسَاءِ وَ مُفَاكَهَةِ الْإِخْوَانِ وَ الصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ.

مومن کی سرگرمیاں تین چیزوں میں ہیں: (۱) بیوی سے فائدہ، (۲) دوستوں سے خوش مزاجی اور (۳) نماز شب۔[۶]

ناپسندیدہ کھیل:

حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۵۰ / باب فضل ارتباط الخیل واجرائہا والرمی..... ص:۴۷

[۲] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۲۰۶ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم» ص« با ترجمہ فارسی

[۳] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۴۷۳ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم» ص« با ترجمہ فارسی

[۴] الدر المنشور، ج ۳، ص ۱۹۳

[۵] النوادر (للر اوندی)/ ترجمہ صادقی اردستانی/ ۱۳۴ / فی الصدقۃ و........ ص:۱۳۴

[۶] الخصال/ ج ۱ / ۱۶۱ / لہو المؤمن فی ثلاثۃ اشیاء..... ص:۱۶۱

وَ اَمَّا الَّتِی مِنْ اَخْلَاقِ قَوْمِ لُوطٍ فَالْجُلَاهِقُ وَ هُوَ الْبُنْدُقُ وَ الحذف [الْخَذْفُ] وَ مَضْغُ الْعِلْكِ وَ اِرْخَاءُ الْاِزَارِ خُيَلَاءَ وَ حَلُّ الْاَزْرَارِ مِنَ الْقَبَاءِ وَ الْقَمِيصِ.

قوم لوط کی ناپسندیدہ مندرجہ ذیل خصلتیں تھیں: مہرہ بازی، تیلہ بازی، سقز کو چوسنا، گریبان کے بٹن کھولنا۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

يَدْخُلُ فِي الْمَيْسِرِ، .... مِنْ اَنْوَاعِ الْقِمَارِ.

قمار کا کھیل میسر کی مانند ہے۔[2]

جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ذکر ہوا ہے:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ.

شراب اور جوا اور بت اور پاسے تو بس ناپاک (بُرے) شیطانی کام ہیں۔[3]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

نَهَى عَنْ جَمِيعِ الْقِمَارِ وَ اَمَرَ الْعِبَادَ بِالاجْتِنَابِ مِنْهَا وَ سَمَّاهَا رِجْساً فَقَالَ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ.

خدا نے بندوں کو تمام قسم کے قمار سے منع فرمایا اور اسے پلیدی کا نام دیا اور فرمایا:

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ.[4]

پلید چیزیں وہ ہیں کہ جن سے وسوسہ شیطانی ہو۔ پس ان سے پرہیز کرو۔[5]

---

[1] الخصال/ ج ۱ / ۳۳۱ / ستۃ لا ینبغی ان یسلم علیہم وستۃ لا ینبغی لہم ان یؤموا وستۃ اشیاء فی ہذہ الامۃ من اخلاق قوم لوط ..... ص: ۳۳۰

[2] تفسیر کنز الدقائق و بحر الغرائب/ ج ۴ / ۲۲۰ / [سورۃ المائدۃ (۵): الآیات ۹۰ الی ۹۴] ..... ص: ۲۱۸

[3] سورۂ مائدہ: ۹۰

[4] سورۂ مائدہ: ۹۰

[5] الفقہ المنسوب الی الامام الرضا علیہ السلام/ ۲۸۴ / ۴۶ باب اللعب بالشطرنج والنرد والقمار والضرب بالصوالج وغیرہ

دوسرا حصہ

تعامل انسان باہم نوع

پہلی فصل:

رشتہ داروں سے تعلق

رشتہ داروں سے تعلق اوران کے ساتھ نیکی کرنا خاص کر ماں باپ کے ساتھ، ایک رشد کی ایک مہم راہ ہے۔[۱] قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔[۲] خدا پر ایمان کے بعد بافضیلت ترین اعمال شمار ہوتے ہیں۔[۳] اس کا مادی اور معنوی بہت ہی ثواب ہے۔[۴] یہ تعلق اتنا مہم ہے کہ شیعہ علماء کا اجماع ہے۔(قرآن، سنت، اجماع وعقل) کہ یہ ایک اہم دینی واجب ہے[۵] اسے پانے کے لئے ایک سال کا سفر کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔[۶]

رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا ایک قسم کی خدا سے پیمان شکنی شمار ہوتی ہے[۷] اور خدا کے نزدیک اتنی نفرت انگیز ہے کہ قطع رحمی سے منع کیا گیا ہے۔[۸] خدا نے قرآن میں تین جگہ ان پر لعنت بھیجی ہے[۹] اور فقہ میں بھی قطع رحمی گناہان کبیرہ میں سے ہے۔[۱۰][۱] اس

---

[۱] الکافی، ج ۲،ص ۱۵۷

[۲] الخصال، ج ۱، ۱۵۷

[۳] سورۂ بقرہ: ۱۸۳، سورۂ نساء: ۳۶، سورۂ انعام: ۱۵۱

[۴] الکافی، ج ۲،ص ۱۵۷

[۵] مفاتیح الشرائع، ج ۲،ص، ۷، ۸

[۶] من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۴،ص ۳۶۱

[۷] سورۂ بقرہ: ۳۷، سورۂ رعد: ۲۵

[۸] سورۂ بقرہ: ۲۷، سورۂ رعد: ۲۵، سورۂ محمدؐ: ۲۲، ۲۳

[۹] الکافی، ج ۲،ص ۶۴۱

[۱۰] [۱] تحریر الوسیلہ، ج ۱،ص ۲۷۴

سے انسان بہت ہی جلد نابود ہوجاتا ہے[1] ہزار سال کی مسافت سے آنے والی جنت کی خوشبو قطع رحم کرنے والا نہیں سونگھ سکتا۔[2]

اس حصے میں پہلے اس کی اہمیت، آثار، عوامل، مصادیق اور مراتب بطور کلی اور مختصر بیان ہوں گے۔ اس کے بعد صلہ رحمی کے موارد تفصیل سے ذکر ہوں گے۔

صلہ رحمی کی اہمیت:

خداوند فرماتا ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ اَفَكُلَّمَا جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۸۷

اور یہ تحقیقی بات ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (توریت) دی اور انکے بعد بہت سے پیغمبروں کو انکے قدم بہ قدم لے چلے اور مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ کو (بھی بہت سے) واضح اور روشن معجزے دیئے اور پاک رُوح (جبرئیل) کے ذریعے سے انکی مدد کی۔ (کیا تم اس قدر بد دماغ ہو گئے ہو) کہ جب کوئی پیغمبر تمہارے پاس تمہاری خواہش نفسانی کیخلاف کوئی حکم لیکر آیا تو تم اکڑ بیٹھے پھر تم نے بعض (پیغمبروں) کو تو جھٹلایا اور بعض کو جان سے مار ڈالا۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُکُمْ عَلٰی خَیْرِ اَخْلَاقِ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ؟ قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: مَنْ وَصَلَ مَنْ قَطَعَه............

کیا تمہیں دنیا و آخرت کے بہترین انسانوں کے بارے اخلاق کے لحاظ سے رہنمائی کروں۔

لوگوں نے کہا: جی ہاں (ضرور کیجئے)۔

آپؐ نے فرمایا: وہ شخص ہے کہ جس سے کوئی قطع رحم کرے تو وہ صلہ رحمی کرتا ہو............۔[4]

صلہ رحمی خدا کے ہاں اتنی اہم ہے کہ اسے ثواب کے لحاظ سے سریع ترین عبادت قرار دیا ہے۔ آخرت کے ثواب کے علاوہ دنیا میں ثواب بھی ہے۔[5]

---

[1] علل الشرائع، ص ۵۸۴

[2] الکافی، ج ۶، ص ۵۰

[3] سورہ بقرہ: ۸۳

[4] الزہد، ص ۳۹

[5] وَ اِنَّ اَعْجَلَ الطَّاعَةِ ثَوَاباً لَصِلَةُ الرَّحِمِ وَ اِنَّ الْقَوْمَ لَيَكُونُونَ فُجَّاراً فَيَتَوَاصَلُونَ فَتَنْمِي اَمْوَالُهُمْ وَ يَبَرُّونَ فَتَزْدَادُ اَعْمَارُهُمْ (الخصال/ ج۱ / ۱۲۴/ ثلاث خصال لا یموت صاحبهن حتی یری وبالهن..... ص: ۱۲۴)

ایک اورروایت میں صلہ رحمی کی اہمیت کے بارے میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ اَمَرَ بِثَلَاثَۃٍ مَقْرُونٍ بِہَا ثَلَاثَۃٌ اُخْرَی اَمَرَ بِالصَّلَاۃِ وَ الزَّکَاۃِ فَمَنْ صَلّٰی وَلَمْ یُزَکِّ لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ صَلَاتُہُ وَ اَمَرَ بِالشُّکْرِ لَہُ وَلِلْوَالِدَیْنِ فَمَنْ لَمْ یَشْکُرْ وَالِدَیْہِ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ وَ اَمَرَ بِاتِّقَاءِ اللّٰہِ وَ صِلَۃِ الرَّحِمِ فَمَنْ لَمْ یَصِلْ رَحِمَہُ لَمْ یَتَّقِ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ.

تین چیزوں کوتین اور چیزوں کے ساتھ ذکر کیا:

(۱) نماز پڑھنے اور زکات ادا کرنے کا حکم دیا۔ پس جو بھی زکات ادا نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں۔

(۲) شکر خدا کے ساتھ والدین کا ذکر ہوا ہے پس جس نے والدین کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے خدا کا شکر نہیں کیا۔

(۳) تقویٰ الٰہی اور صلہ رحمی کا حکم دیا۔ پس جس نے صلہ رحمی نہیں کی اس نے تقویٰ اختیار نہیں کیا۔ [۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُوصِی الشَّاہِدَ مِنْ اُمَّتِی وَ الْغَائِبَ مِنْہُمْ وَ مَنْ فِی اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَ اَرْحَامِ النِّسَاءِ اِلَی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اَنْ یَصِلَ الرَّحِمَ وَاِنْ کَانَتْ مِنْہُ عَلَی مَسِیرَۃِ سَنَۃٍ فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنَ الدِّینِ.

میں اپنی امت کے تمام افراد خواہ وہ غائب ہیں یا حاضر حتیٰ جو ماں باپ کی صلب میں ہیں اور پیدا ہوں گے، ان سب کو سفارش کرتا ہوں کہ صلہ رحمی کریں اگر چہ ان کے درمیان ایک سال کا فاصلہ ہو اور یہ دین اسلام ہے۔ [۲]

صلہ رحمی کے آثار:

دنیا وآخرت دونوں میں صلہ رحمی کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے۔ ہم بعض کو بیان کرتے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ سَرَّہُ اَنْ یُنْسَاَ لَہُ فِی عُمُرِہِ وَ یُوَسَّعَ لَہُ فِی رِزْقِہِ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ وَ لْیَصِلْ رَحِمَہُ.

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی موت میں تاخیر اور روزی میں اضافہ ہو۔ تو پس تقویٰ اختیار کرے اور صلہ رحمی کرے۔ [۳]

اسی طرح فرمایا:

اِنَّ الرَّجُلَ لَیَصِلُ رَحِمَہُ وَ مَا بَقِیَ مِنْ عُمُرِہِ اِلَّا ثَلَاثُ سِنِینَ، فَیَزِیدُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالَی فِی عُمُرِہِ ثَلَاثِینَ سَنَۃً.

اگر کسی کی عمر میں سے صرف تین سال رہتے ہوں تو صلہ رحمی کرنے سے خداوند اس کی عمر تینتیس (۳۳) کر دیتا ہے۔

---

[۱] الخصال/ ج۱ / ۱۵۶ / ثلاثۃ مقرون بہا ثلاثۃ ص:۱۵۶

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۵۱ / باب صلۃ الرحم ص:۱۵۰

[۳] الزہد/ النص/ ۳۹ / ۵ باب برالوالدین والقرابۃ والعشیرۃ والقطیعۃ

[۱]

ایک اور روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم مَنْ ضَمِنَ لِي وَاحِدَةً ضَمِنْتُ لَهُ اَرْبَعَةً- يَصِلُ رَحِمَهُ فَيُحِبُّهُ اَهْلُهُ وَ يُوَسَّعُ عَلَيْهِ فِي رِزْقِهِ- وَيُزَادُ فِي اَجَلِهِ وَيُدْخِلُهُ اللهُ فِي الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَهُ.

آپ نے فرمایا: جو شخص مجھے ایک عمل کی ضمانت دیتا ہے میں اسے چار چیزوں کی ضمانت دوں گا۔ جو کوئی صلہ رحمی کرے گا میں اسے دوست رکھتا ہوں اس کی روزی میں اضافہ کرتا ہوں اس کی عمر طولانی کرتا ہوں اور جنت میں بھیجوں گا۔ [۲]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

صِلَةُ الْاَرْحَامِ تُزَكِّي الْاَعْمَالَ وَ تُنْمِي الْاَمْوَالَ وَ تَدْفَعُ الْبَلْوَى وَ تُيَسِّرُ الْحِسَابَ وَ تُنْسِئُ فِي الْاَجَلِ.

صلہ رحمی اعمال کی پاکیزگی، مال میں اضافہ، بلا کو دفع کرنے، حساب کو آسان کرنے اور موت میں تاخیر کا موجب ہے۔ [۳]

مروی ہے کہ:

قَالَ مُوسَى اِلَهِي فَمَا جَزَاءُ مَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ قَالَ يَا مُوسَى اُنْسِي لَهُ اَجَلَهُ وَ اُهَوِّنُ عَلَيْهِ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَيُنَادِيهِ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ هَلُمَّ اِلَيْنَا فَادْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِهَا شِئْتَ.

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے پوچھا: جو صلہ رحمی کرتا ہے اسے کتنا ثواب ملتا ہے؟

فرمایا: اس کی موت میں تاخیر کر دیتا ہوں، اس پر موت کے سکرات آسان کرتا ہوں، جنت کے فرشتے ندا دیں گے، ہماری طرف آؤ، جس دروازے سے داخل ہونا چاہتے ہو داخل ہو جاؤ۔ [۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

صِلَةُ الرَّحِمِ وَحُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ وَيَزِيدَانِ فِي الْاَعْمَارِ.

صلہ رحمی سے اچھے پڑوسی ملتے ہیں، شہر آباد ہوتے ہیں، اور عمریں طولانی ہوتی ہیں۔ [۵]

---

[۱] قرب الاسناد (ط-الحديثة) / النص / ۳۵۵ / احاديث متفرقة..... ص: ۳۴۲

[۲] عيون اخبار الرضا عليه السلام / ج ۲ / ۷ / ۳ / ۳۱ باب فيما جاء عن الرضا من الاخبار المجموعة..... ص: ۲۴

[۳] الكافی (ط-الاسلامية) / ج ۲ / ۱۵۰ / باب صلة الرحم..... ص: ۱۵۰

[۴] الامالی (للصدوق) / النص / ۲۰۸ / المجلس السابع والثلاثون

[۵] الكافی (ط-الاسلامية) / ج ۲ / ۱۵۲ / باب صلة الرحم..... ص: ۱۵۰

قطع رحمی کے آثار:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ اَمَرَ بِثَلَاثَةٍ مَقْرُونٍ بِهَا ثَلَاثَةٌ اُخْرٰى اَمَرَ بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ فَمَنْ صَلّٰى وَ لَمْ يُزَكِّ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ صَلَاتُهُ وَ اَمَرَ بِالشُّكْرِ لَهُ وَ لِلْوَالِدَيْنِ فَمَنْ لَمْ يَشْكُرْ وَالِدَيْهِ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ وَ اَمَرَ بِاتِّقَاءِ اللهِ وَ صِلَةِ الرَّحِمِ فَمَنْ لَمْ يَصِلْ رَحِمَهُ لَمْ يَتَّقِ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ.

اللہ نے تقویٰ الٰہی کے ساتھ صلہ رحمی کو قرار دیا ہے۔ پس جو کوئی صلہ رحمی نہ کرے، اس میں تقویٰ الٰہی نہیں ہے۔ جس کے نتیجے میں دوسرے اعمال بھی قبول نہیں ہوں گے۔ اس کے دنیا اور آخرت کے امور سخت ہوں گے۔ [۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

......قَطِيعَةُ الرَّحِمِ تَحْجُبُ الدُّعَاءَ

قطع رحمی سے دعا قبول نہیں ہوتی ہے۔ [۲]

اس طرح فرمایا:

وَ اِذَا قَطَعُوا الْاَرْحَامَ جُعِلَتِ الْاَمْوَالُ فِي اَيْدِي الْاَشْرَارِ.

جو شخص ہمیشہ قطع رحمی کرتا ہو اس کا مال شریر لوگوں کے ہاتھوں قرار دیا جاتا ہے۔ [۳]

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

اَرْبَعَةٌ اَسْرَعُ شَيْءٍ عُقُوبَةً .... وَ رَجُلٌ يَصِلُ قَرَابَتَهُ وَ يَقْطَعُونَهُ.

چار چیزوں کی جلدی سزا ملتی ہے: .... جو شخص تعلق بناتا ہے اور پھر قطع رحمی کرتا ہے۔ [۴]

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ

الذُّنُوبُ .... وَ الَّتِي تُعَجِّلُ الْفَنَاءَ قَطِيعَةُ الرَّحِمِ.

وہ گناہ جو انسان کو جلدی فنا کر دیتا ہے قطع رحمی ہے۔ [۵]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] الخصال/ ج۱/ ۱۵۶/ ثلاثة مقرون بها ثلاثة ص:۱۵۶

[۲] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱۲/ ۳۳۴/ ۳۹-باب تحریم التظاہر بالمنکرات وذکر جملة من المحرمات والمکروہات ص:۳۲۶

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۴۷/ باب فی عقوبات المعاصی العاجلة ص:۳۴۷

[۴] الخصال/ ج۱/ ۲۳۰/ اربعة اسرع شیء عقوبة ص:۲۳۰

[۵] معانی الاخبار/ النص/ ۲۷۰/ باب معنی الذنوب التی تغیر النعم والتی تورث الندم والتی تنزل النقم والتی تدفع القسم والتی تہتک العصم ومعنی الذنوب التی تنزل البلاء والتی تدیل الاعداء والتی تعجل الفناء والتی تقطع الرجاء والتی تظلم الہواء والتی تکشف الغطاء والتی ترد الدعاء ص:۲۶۹

............وَ يَكُونُ اَجَلُهُ ثَلَاثاً وَ ثَلَاثِينَ سَنَةً فَيَكُونُ قَاطِعاً لِلرَّحِمِ فَيَنْقُصُهُ اللهُ ثَلَاثِينَ سَنَةً وَ يَجْعَلُ اَجَلَهُ اِلَى ثَلَاثِ سِنِينَ.

وہ شخص کہ جس کی عمر میں تینتیس (۳۳) سال رہتے ہوں اور قطع رحمی کرے، پس خدا کی اس کی عمر تیس سال کم کر دیتا ہے۔ [۱]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاِنَّ الرَّحِمَ لَهَا لِسَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَلْقٌ تَقُولُ يَا رَبِّ صِلْ مَنْ وَصَلَنِي وَ اقْطَعْ مَنْ قَطَعَنِي فَالرَّجُلُ لَيُرَى بِسَبِيلِ خَيْرٍ اِذَا اَتَتْهُ الرَّحِمُ الَّتِي قَطَعَهَا فَتَهْوِي بِهِ اِلَى اَسْفَلِ قَعْرٍ فِي النَّارِ.

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ رحم کو بولنے کی طاقت دے گا تو وہ خدا کی بارگاہ میں التجا کرے گی خدایا! اس کے ساتھ تعلق جوڑ جس نے مجھ سے تعلق جوڑا اور اس سے قطع تعلق کر جس نے مجھ سے قطع تعلق کیا پس جب وہ شخص کہ جو ظاہر طور پر نیک ہو اور اس نے اچانک صلہ رحمی کو قطع رحمی میں تبدیل کر دیا ہوگا اس کے پاس آئے گا تو اسے دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا۔ [۲]

نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاِنَّ رِيحَ الْجَنَّةِ تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ اَلْفِ عَامٍ وَلَا يَجِدُهَا عَاقٌّ وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ.

ہزار سال دور سے جنت کی آنے والی ایک خوشبو ہے۔ قطع رحمی کرنے والا اور والدین پر ستم کرنے والا، دونوں وہ خوشبو نہیں سونگھ سکتے۔ [۳]

قطع رحمی کے بعض عوامل:

رشتہ داروں سے تعلق توڑنا اور والدین کے ساتھ ستم کرنے کے مختلف عوامل ہیں۔ لیکن دو مہم عوامل یہ ہیں:

(۱) بے حیائی (۲) حرص۔

امام صادق علیہ السلام نے مفضل سے فرمایا:

فَاِنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ لَوْ لَا الْحَيَاءُ لَمْ يَرْعَ حَقَّ وَالِدَيْهِ وَلَمْ يَصِلْ ذَا رَحِمٍ.

بعض ایسے افراد ہیں کہ اگر حیا نہ ہوتی تو ماں باپ کا حق اور صلہ رحمی کی رعایت نہ کرتے۔ [۴]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۱۵۳/باب صلۃ الرحم..... ص:۱۵۰

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۱۵۶/باب صلۃ الرحم..... ص:۱۵۰

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۳۴۹/باب العقوق..... ص:۳۴۸

[۴] توحید المفضل/۷۹/اختصاص الانسان بالحیاء دون بقیۃ الحیوانات..... ص:۷۹

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ الشُّحَّ فَإِنَّهُ دَعَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ حَتَّى سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَ دَعَاهُمْ حَتَّى قَطَعُوا أَرْحَامَهُمْ.

حرص سے پرہیز کرو کیونکہ یہی پہلی اقوام میں خون ریزی اور قطع رحمی کا موجب بنا۔[1]

صلہ رحمی کے طریقے:

صلہ رحمی اس کا نام نہیں کہ انسان رشتہ داروں کے گھر جائے بلکہ اس کے کئی طریقے ہیں۔ اس کا کامل مصداق یہ ہے کہ دوسروں سے پہلے رشتہ داروں کی ضرورت کو پورا کرے اور انہیں خوشحال کرے۔[2] پس صلہ رحمی اور اس سے رشتہ داروں کی شان کے متناسب ہو۔ چنانچہ بعض اوقات اس سے سلام کرنا یا سلام کا اچھا جواب دینا ہو۔ صلہ رحمی کے بعض طریقے مندرجہ ذیل ہیں: رشتہ داروں کو تکلیف نہ دینا، سلام و اکرام کرنا، کھانا کھلانا، اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو، بیمار کی تیمارداری کرنا[3]، مراسم عزا میں شرکت کرنا[4]، ان کا دیدار کرنا[5]، ہدیہ دینا[6]، دوسروں سے پہلے ان کی ضروریات کو پورا کرنا۔[7]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَهْلَ الْقَرَابَةِ تَزَاوَرُوا وَ لَا تَتَجَاوَرُوا وَ تَهَادَوْا فَإِنَّ الزِّيَارَةَ تَزِيدُ فِي الْمَوَدَّةِ وَ التَّجَاوُرَ يُحْدِثُ الْقَطِيعَةَ وَ الْهَدِيَّةَ تَسُلُّ الشَّحْنَاءَ.

اے رشتہ دارو! ایک دوسرے کا دیدار کیا کرو لیکن ہمسایہ نہ بنو، ایک دوسرے کو ہدیہ دو کیونکہ دیدار سے دوستی میں اضافہ ہوتا ہے اور ہمسائیگی ممکن ہے تعلق کو توڑنے کا سبب بنے۔ تحفہ آدمی کے دل کو نرم کرتا ہے۔[8]

امام صادق علیہ السلام ایسے ہی احادیث میں فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی کرو اگرچہ وہ سلام کرنا ہی کیوں نہ ہو،[9] اپنے رشتہ داروں سے تعلق بناؤ، اگرچہ ایک گھونٹ پانی کا دینے سے ہو۔[10] [11] اپنے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو اور ان کے جنازوں میں شرکت کرو

---

[1] الخصال/ ج ۱/ ۱۷۶/ الشح یولد ثلاث خصال مذمومة ص:۱۷۵

[2] تسنیم، ج ۲، ص ۵۶۰

[3] وَ عُودُوا مَرْضَاهُمْ (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۱۹/ باب التقیۃ ..... ص:۲۱۷)

[4] وَ اشْهَدُوا جَنَائِزَهُمْ (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۱۹/ باب التقیۃ ..... ص:۲۱۷)

[5] يَا أَهْلَ الْقَرَابَةِ تَزَاوَرُوا (الجعفریات (الاشعثیات)/ ۱۵۳/ باب فضل الہدیۃ ..... ص:۱۵۳)

[6] يَا أَهْلَ الْقَرَابَةِ ..... وَ تَهَادَوْا (الجعفریات (الاشعثیات)/ ۱۵۳/ باب فضل الہدیۃ ..... ص:۱۵۳)

[7] لَا صَدَقَةَ وَ ذُو رَحِمٍ مُحْتَاجٌ. (من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۶۸/ باب فضل الصدقۃ ..... ص:۶۶)

[8] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱۳/ ۲۰۵/ ۱۷- باب استحباب الاہداء الی المسلم ولو بنقاو قبول ہدیتہ ..ص: ۲۰۳

[9] صِلُوا أَرْحَامَكُمْ وَ لَوْ بِالتَّسْلِيمِ (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۵۵/ باب صلۃ الرحم.....ص:۱۵۰)

[10] [11] صِلْ رَحِمَكَ وَ لَوْ بِشَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ. (قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/ النص/ ۳۵۵/ احادیث متفرقۃ.....ص:۳۴۲)

اوران کی بیماری سے ان کی عیادت کرو۔ ان کے حقوق کی رعایت کرو[۱] بہترین رشتہ داری سے تعلق یہ ہے کہ انہیں کوئی تکلیف نہ دو۔[۲]

صلہ رحمی کی حد:

رشتہ داروں میں سے صرف اچھے لوگوں سے تعلق قائم نہیں کرنا چاہیے کیونکہ صلہ رحمی کا حکم صرف باایمان رشتہ داروں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ ایک وظیفہ الٰہی واخلاقی ہے اوراس کا دائرہ وسیع تر ہے۔ والدین اگر چہ مسلمان نہ بھی ہوں تو بھی ان کا احترام لازم ہے اوران کی ضروریات پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔ اگر غیر مسلمانوں سے تعلق سے دین کے احکام وعقائد کا مسئلہ ہو یعنی ہمارا دین خطرے میں ہو تو ایسی صورت میں ان سے نہ صرف تعلق نہ قائم کریں بلکہ تعلق قائم کرنا جائز بھی نہیں ہے۔[۳]

خداوند فرماتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور ہم نے انسان کو جسے اس کی ماں نے دُکھ پر دُکھ سہ کے پیٹ میں رکھا (اس کے علاوہ) دو برس میں (جاکے) اس کی دودھ بڑھائی کی (اپنے اور) اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی کہ میرا بھی شکریہ ادا کرو اوراپنے والدین کا (بھی اور آخر سب کو) میری طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اوراگر تیرے ماں باپ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرا شریک ایسی چیز کو قرار دے جس کا تجھے کچھ علم بھی نہیں تو تُو (اس میں) ان کی اطاعت نہ کر (مگر تکلیف نہ پہنچا) اور دنیا (کے کاموں) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دے اوراس کے طریقہ پر چل جو (ہر بات میں) میری (ہی) طرف رجوع کرے پھر تو (آخر) تم سب کی رجوع میری ہی طرف ہے تب (دنیا میں) جو کچھ تم کرتے تھے (اس وقت اس کا انجام) بتادونگا۔[۴]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اَهْلُ بَيْتِي اَبَوْا اِلَّا تَوَثُّباً عَلَيَّ وَ قَطِيعَةً لِي وَ شَتِيمَةً

---

[۱] صِلُوا عَشَائِرَكُمْ وَ اشْهَدُوا جَنَائِزَهُمْ وَ عُودُوا مَرْضَاهُمْ وَ اَدُّوا حُقُوقَهُمْ (الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۶۳۶ / باب ما یجب من المعاشرۃ..... ص:5 ۶۳)

[۲] اَفْضَلُ مَا تُوصَلُ بِهِ الرَّحِمُ كَفُّ الْاَذَى عَنْهَا (الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۵۱ / باب صلۃ الرحم..... ص:۱۵۰)

[۳] تسنیم، ج ۲، ص ۵۶۰، ۵۶۱

[۴] سورۂ لقمان: ۱۴، ۱۵

فَأَرْفُضُهُمْ قَالَ إِذاً يَرْفُضَكُمُ اللّٰهُ جَمِيعاً قَالَ فَكَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ وَ تُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ وَ تَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ كَانَ لَكَ مِنَ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ ظَهِيرٌ.

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسولؐ! ہمارے کچھ ایسے رشتہ دار ہیں جو مجھ پر ستم کرتے ہیں، مجھے گالیاں دیتے ہیں اور میرے لئے کوئی کام نہیں کرتے۔ کیا میں اسے چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ایسی صورت میں خدا تم سب کو چھوڑ دے گا، اس شخص نے دوبارہ پوچھا: پس میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: جو تم سے تعلق توڑتا ہے اس سے تعلق بناؤ اور اگر تو نے ایسا کیا تو خداوند عالم ان کو تیرے لئے مددگار بنائے گا۔[1]

مروی ہے کہ:

عَنِ الْجَهْمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام تَكُونُ لِيَ الْقَرَابَةُ عَلَى غَيْرِ أَمْرِي أَلَهُمْ عَلَيَّ حَقٌّ قَالَ نَعَمْ حَقُّ الرَّحِمِ لَا يَقْطَعُهُ شَيْءٌ وَإِذَا كَانُوا عَلَى أَمْرِكَ كَانَ لَهُمْ حَقَّانِ حَقُّ الرَّحِمِ وَحَقُّ الْإِسْلَامِ.

جہم بن حمید نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: جو میرے رشتہ داری میرے عقیدے کے مخالف عقیدہ رکھتے ہوں، کیا ان کا مجھ پر کوئی حق ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں رشتہ دار حق رکھتے ہیں کہ ان سے کسی قسم کا تعلق ختم نہ کرو۔ اگر وہ تیرے عقیدے کے مطابق ہیں تو وہ تجھ پر دو حق رکھتے ہیں حق صلہ رحمی اور حق اسلام۔[2]

رشتہ داری کے مراتب

رشتہ داروں سے تعلقات قائم ایک طرف اور سب رشتہ داروں سے تعلقات قائم کرنے میں ناتوانی دوسری طرف۔

آیات[3] و روایات میں رشتہ داروں سے مراتب کے لحاظ سے ان سے تعلقات قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے صلہ رحمی کے مراتب مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ماں باپ اور ان دونوں میں ماں مقدم ہے۔

(۲) بہن اور بھائی۔

(۳) دوسرے نسبی رشتہ دار جیسے چچا، پھوپھی، ماما، ممانی، خالہ، چچازاد۔

(۴) دوسرے سببی رشتہ دار جیسے: داماد، بیوی، شوہر۔

ان سب کو تفصیل سے ذکر کریں گے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت منقول ہے کہ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۵۰ / باب صلۃ الرحم ..... ص: ۱۵۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۵۷ / باب صلۃ الرحم ..... ص: ۱۵۰

[3] سورۂ بقرہ: ۱۸۰، ۲۱۵

خَمْسُ تَمَرَاتٍ اَوْ خَمْسُ قُرَصٍ اَوْ دَنَانِيرُ اَوْ دَرَاهِمُ يَمْلِكُهَا الْاِنْسَانُ وَ هُوَ يُرِيدُ اَنْ يُمْضِيَهَا فَاَفْضَلُهَا مَا اَنْفَقَهُ الْاِنْسَانُ عَلَى وَالِدَيْهِ ثُمَّ الثَّانِيَةُ عَلَى نَفْسِهِ وَ عِيَالِهِ ثُمَّ الثَّالِثَةُ عَلَى قَرَابَتِهِ الْفُقَرَاءِ ثُمَّ الرَّابِعَةُ عَلَى جِيرَانِهِ الْفُقَرَاءِ ثُمَّ الْخَامِسَةُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَ هُوَ اَخَسُّهَا اَجْراً.

جس شخص کے پاس پانچ کھجور کے دانے، پانچ روٹیاں، یا پانچ درہم و دینار ہوں تو انہیں بہترین خرچ کرنا والدین پر خرچ کرنا ہے۔ دوسرے حصہ اپنے اور اہل وعیال کے لئے تیسری حصہ غریب رشتہ داروں کے لئے، چوتھا حصہ فقیر ہمسایہ کے لئے پانچواں حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا جس کا ان سب سے کم ثواب ہے۔[۱]

ان سب کو دینا حکم خدا ہے اور ثواب بھی ہے یاد رہے کہ ان کار خیر سے صدقے کا ثواب کم ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

اِبْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ اُمَّكَ وَ اَبَاكَ وَ اُخْتَكَ وَ اَخَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ فَاَدْنَاكَ وَ قَالَ لَا صَدَقَةَ وَ ذُو رَحِمٍ مُحْتَاجٌ.

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: حقوق کے رعایت میں اپنے آپ سے آغاز کرو۔ سب سے پہلے تیری ماں، پھر تیرا باپ، پھر بہنیں اور بھائی پھر ان سب کے حقوق کی رعایت کرنا جو زیادہ قریب ہوں۔[۲]

نیز حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ سِرْ سَنَتَيْنِ بَرَّ وَالِدَيْكَ سِرْ سَنَةً صِلْ رَحِمَكَ.

اے علیؑ! والدین سے نیکی کے لئے دو سال اور رشتہ داروں سے تعلق رکھنے کے لئے ایک سال کا سفر کریں۔[۳]

صلہ رحمی کے موارد:

آیات وروایات میں صلہ رحمی کے مندرجہ ذیل موارد بیان ہوئے ہیں: والدین، ماں، باپ، اہل وعیال، اولاد، بیٹا، بیٹی، بیوی، شوہر، بھائی، بہن اور دوسرے سببی اور نسبی رشتہ دار جیسے سسر، ساس، داماد وغیرہ۔

ہم ہر ایک کو ترتیب سے بیان کرتے ہیں۔

---

[۱] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۵ /۶۶ / باب دخول الصوفیۃ علی ابی عبداللہ ع واحتجاجھم علیہ فیما ینھون الناس عنہ من طلب الرزق... ص:۶۵
[۲] الاختصاص/ النص/ ۲۱۹ / حدیث فی اوقات المکروھۃ للجماع وجملۃ من وصایا ہم ع..... ص:۲۱۸
[۳] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۴ /۳۶۱ / باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

(ا) والدین سے نیکی

والدین

والدین کے ساتھ احسان کرنا اتنا اہم ہے کہ اگر چہ وہ مشرک ہوں اوران کا شرک بھی ان سے نیکی میں مانع نہیں ہے کم سے کم بے احترامی و گستاخی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ان سے دنیا میں اور مرنے کے بعد بھی بہت ہی تواضع سے پیش آنے کی سفارش کی گئی ہے اور نماز، جہاد، حج ...... کا ثواب ملتا ہے حتیٰ کہ ان کا شکر خدا کے شکر کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ بہترین شاہد آیات ہیں جن میں والدین سے نیکی کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝۲۳

اور تمہارے پروردگار نے تو حکم ہی دیا ہے کہ اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیکی کرنا اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں (اور کسی بات پر خفا ہوں) تو (خبردار ان کے جواب میں) اُف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور (جو کچھ کہنا سننا ہو تو) بہت ادب سے کہا کرو۔[۱]

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝۲۴ۭ

اور ان کے سامنے نیاز سے خاکساری کا پہلو جھکائے رکھو اور (ان کے حق میں) دُعا کرو کہ اے میرے پالنے جس طرح ان دونوں نے میرے چھٹپنے میں میری پرورش کی اسی طرح تو بھی اُن پر رحم فرما۔[۲]

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۵

اور اگر تیرے ماں باپ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرا شریک ایسی چیز کو قرار دے جس کا تجھے کچھ علم بھی نہیں تو تُو (اس میں) ان کی اطاعت نہ کر (مگر تکلیف نہ پہنچا) اور دنیا (کے کاموں) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دے اور اس کے طریقہ پر چل جو (ہر بات میں) میری (ہی) طرف رجوع کرے پھر تو (آخر) تم سب کی رجوع میری ہی طرف ہے تب (دنیا میں) جو کچھ تم کرتے تھے (اس وقت اس کا انجام) بتادونگا۔[۳]

مروی ہے کہ:

---

[۱] سورۂ اسراء: ۲۳

[۲] سورۂ اسراء: ۲۴

[۳] سورۂ لقمان: ۱۵

عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ قَالَ: قُلْتُ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

منصور بن حازم نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: سب سے بہترین عمل کونسا ہے؟

امام نے فرمایا: بروقت نماز، والدین سے نیکی اور راہ خدا میں جہاد کرنا۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَمْ يَجْعَلِ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِاَحَدٍ فِيهِنَّ رُخْصَةً اَدَاءُ الْاَمَانَةِ اِلَى الْبَرِّ وَ الْفَاجِرِ وَ الْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ لِلْبَرِّ وَ الْفَاجِرِ وَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ بَرَّيْنِ كَانَا اَوْ فَاجِرَيْنِ.

خدا نے تین چیزوں میں کسی کو کوئی رعایت نہیں دی۔ (۱) امانت میں خیانت نہ کرو، اگر چہ نیک شخص کی ہو یا بد آدمی کی۔ (۲) عہد پورا کرو اگر چہ نیک آدمی سے ہو یا بد سے۔ (۳) والدین سے نیکی کرو اگر چہ مشرک ہی کیوں نہ ہو۔ والدین کے ساتھ نیکی کرنا ان کے مرنے کے بعد بھی تا کید کی گئی ہے۔[2]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَيِّدُ الْاَبْرَارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ بَرَّ وَالِدَيْهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا.

قیامت کے دن نیک افراد میں وہ شخص زیادہ خوش ہوگا جو اپنے والدین کے ساتھ مرنے کے بعد بھی نیکی کرتا ہے۔[3]

فوت ہوجانے بعد نیکی یعنی ان کی نمازیں پڑھنا وقرآن خوانی کرنا وغیرہ۔

والدین سے نیکی کرنے کے مخصوص اوقات:

والدین سے نیکی کرنے کا کوئی خاص زمانہ نہیں ہے لیکن بعض اوقات میں دو برابر ثواب ملتا ہے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ عَمَلٍ اَفْضَلَ يَوْمَ النَّحْرِ مِنْ دَمٍ مَسْفُوكٍ اَوْ مَشْيٍ فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ اَوْ ذِي رَحِمٍ قَاطِعٍ.

کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو عید قربان کے اعمال اور والدین سے نیکی کرنے سے افضل ہو۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَ كُتِبَ بَرّاً.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۵۸ / باب البر بالوالدین..... ص:۱۵۷

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۶۲ / باب البر بالوالدین..... ص:۱۵۷

[3] بحارالانوار (ط-بیروت) / ج ۷۱ / ۸۶ / باب ۲ برالوالدین والاولاد وحقوق بعضہم علی بعض والمنع من العقوق..... ص:۲۲

[4] الخصال / ج ۱ / ۲۹۸ / ما من عمل یوم النحر افضل من خمس خصال..... ص:۲۹۸

جوشخص ہر جمعہ کے دن ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرتا ہے اس کی مغفرت ہوتی ہے اور اس کا شمار نیک افراد میں سے ہے۔[۱]

والدین سے نیکی کے آثار:

رضایت الٰہی:

روایت میں ملتا ہے کہ

رُوِیَ: اَنَّ اَوَّلَ مَا کَتَبَهُ اللهُ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ اِنِّي لَا اِلَهَ اِلَّا اَنَا مَنْ رَضِيَ عَنْهُ وَالِدَاهُ فَاَنَا عَنْهُ رَاضٍ.

خداوند نے لوح محفوظ پر سب سے پہلے جو چیز لکھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں جس کے والدین اس سے راضی ہوں میں بھی اس سے راضی ہوں۔[۲]

آسمانی نزول رحمت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يُفَتَّحُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ بِالرَّحْمَةِ فِي اَرْبَعِ مَوَاضِعَ عِنْدَ نُزُولِ الْمَطَرِ وَ عِنْدَ نَظَرِ الْوَلَدِ فِي وَجْهِ الْوَالِدَيْنِ وَعِنْدَ فَتْحِ بَابِ الْكَعْبَةِ وَعِنْدَ النِّكَاحِ.

آسمانی رحمت کے دروازے چار وقت میں کھلتے ہیں، بارش برسنے کے دوران، بچے کا والدین کے چہرے پر نگاہ کرتے وقت، کعبہ کے کھلنے کے دوران اور شام کے نکاح کے وقت۔[۳]

جنت کے بہترین مراتب:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اَسْكَنَهُ اللهُ فِي اَعْلَى عِلِّيِّينَ فِي غُرَفٍ فَوْقَ غُرَفٍ فِي مَحَلِّ الشَّرَفِ كُلِّ الشَّرَفِ مَنْ آوَى الْيَتِيمَ وَ نَظَرَ لَهُ فَكَانَ لَهُ اَباً رَحِيماً وَمَنْ رَحِمَ الضَّعِيفَ وَ اَعَانَهُ وَ كَفَاهُ وَ مَنْ اَنْفَقَ عَلَى وَالِدَيْهِ وَرَفَقَ بِهِمَا وَ بَرَّهُمَا وَلَمْ يَحْزُنْهُمَا.

چار صفات ایسی ہیں کہ اگر ان میں ایک مومن میں پائی جائے تو خدا اسے جنت میں بہترین مرتبہ عطا کرتا ہے اور جنت کے تمام بہترین محلوں میں اور عالی ترین شرف کے محل پر فائز کرتا ہے:

(۱) جو ماں باپ پر خرچ کرتا ہو،

---

[۱] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج۸۶/ ۳۵۹/ باب ۴ا اعمال یوم الجمعۃ وآدابہ ووظائفہ..... ص:۳۲۹

[۲] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ج۱۵/ ۱۷۶/ ۶۸-باب وجوب برالوالدین..... ص:۱۷۳

[۳] جامع الاخبار(للشعیری)/۱۰۱/ الفصل الثامن والخمسون فی التزویج

(۲)ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہو،
(۳)ان دونوں کے ساتھ نیکی کرتا ہو
(۴)ان دونوں کو غمگین نہ کرتا ہو۔[1]

عرش الٰہی کے سائے کے فائدے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

بَيْنَا مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ يُنَاجِي رَبَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِذْ رَأَى رَجُلًا تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَقَالَ يَا رَبِّ مَنْ هَذَا الَّذِي قَدْ أَظَلَّهُ عَرْشُكَ فَقَالَ هَذَا كَانَ بَارّاً بِوَالِدَيْهِ وَ لَمْ يَمْشِ بِالنَّمِيمَةِ.

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو عرش الٰہی کے نیچے دعا و مناجات کرتے ہوئے دیکھا۔
پوچھا گیا: پروردگارا! یہ کون ہے جس پر تیرے عرش کا سایہ ہوگا؟
فرمایا: یہ وہ شخص ہے جو اپنے ماں باپ سے نیکی کرے اور چاپلوس نہ ہو۔[2]

شیعت کی علامت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَوَ اللهِ مَا شِيعَتُنَا إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللهَ وَ أَطَاعَهُ وَ مَا كَانُوا يُعْرَفُونَ يَا جَابِرُ إِلَّا بِالتَّوَاضُعِ وَ التَّخَشُّعِ وَ الْأَمَانَةِ وَ كَثْرَةِ ذِكْرِ اللهِ وَ الصَّوْمِ وَ الصَّلَاةِ وَ الْبِرِّ بِالْوَالِدَيْنِ.

ہمارا شیعہ نہیں ہے مگر وہ کہ جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اس کی اطاعت کرے، اے جابر! ہمارے شیعہ معروف نہیں ہوں گے مگر تواضع، خشیت، امانت، کثرت سے ذکرِ خدا، روزہ، نماز اور والدین کے ساتھ نیک سلوک سے۔[3]

والدہ:

ماں کی بڑی عظمت ہے وہ اپنے بچوں کے لئے کتنی ہی مشکلات برداشت کرتی ہے، اسی سے ماں کے مقام کی فضیلت بھی معلوم ہوجاتی ہے۔ اسی وجہ سے امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے:

وَ أَمَّا حَقُّ أُمِّكَ فَأَنْ تَعْلَمَ أَنَّهَا حَمَلَتْكَ حَيْثُ لَا يَحْتَمِلُ أَحَدٌ أَحَداً وَ أَعْطَتْكَ مِنْ ثَمَرَةِ قَلْبِهَا مَا لَا يُعْطِي أَحَدٌ أَحَداً وَ وَقَتْكَ بِجَمِيعِ جَوَارِحِهَا وَ لَمْ تُبَالِ أَنْ تَجُوعَ وَ تُطْعِمَكَ وَ تَعْطَشَ وَ تَسْقِيَكَ وَ تَعْرَى وَ تَكْسُوَكَ وَ تَضْحَى وَ تُظِلَّكَ وَ تَهْجُرَ النَّوْمَ لِأَجْلِكَ وَ وَقَتْكَ الْحَرَّ وَ الْبَرْدَ لِتَكُونَ لَهَا فَإِنَّكَ لَا تُطِيقُ شُكْرَهَا إِلَّا بِعَوْنِ اللهِ وَ تَوْفِيقِهِ.

---

[1] الامالی (للمفید)/النص/۱۶۷/المجلس الحادی والعشرون
[2] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج۷۱/۶۵/باب۲ برالوالدین والاولاد وحقوق بعضهم علی بعض والمنع من العقوق..... ص:۲۲
[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۷۴/باب الطاعۃ والتقوی..... ص:۷۳

تیری ماں کا حق یہ ہے کہ اس نے تجھے اس طرح اٹھایا کہ کسی اور نے تجھے نہیں اٹھایا۔ اس نے ثمرہ قلب سے جو کچھ عطا کیا وہ کسی نے نہیں عطا کیا۔ اس نے اپنے تمام اعضائے بدن سے تیری خدمت کی وہ خود بھوکی رہی اور تجھے غذا دیتی تھی یا خود پیاسی تھی لیکن تجھے اس نے سیراب کیا یا خود عریاں تھی اور تجھے لباس دیا خود دھوپ میں تھی اور تجھے سائے کے نیچے بٹھایا۔ وہ خود نہیں سوتی تھی اس نے تجھے گرمی وسردی سے محفوظ رکھا تا کہ تم بڑے ہو کر اس کے ہو جاؤ۔

جان لو! کہ تم اس کے شکریہ ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے سوائے خدا کی توفیق اور اس کی مدد سے۔ [۱]

پہلے ماں کا حق:

ماں کے حق کا دائرہ وسیع ہے اور اتنا مہم ہے کہ حتی باپ کے حق سے زیادہ حق ہے اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا كُنْتَ فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ فَإِنْ دَعَاكَ وَالِدُكَ فَلَا تَقْطَعْهَا وَإِنْ دَعَتْكَ وَالِدَتُكَ فَاقْطَعْهَا.

جب تم مستحب نماز پڑھ رہے ہو اور تمہارا باپ تمہیں بلائے تو نماز کو نہ چھوڑو اور اگر ماں بلائے تو نماز توڑ دو اور اس کی بات سنو۔ [۲]

ماں سے زیادہ نیکی کرنا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ يَا رَبِّ اَوْصِنِي قَالَ أُوصِيكَ بِي فَقَالَ يَا رَبِّ اَوْصِنِي قَالَ أُوصِيكَ بِي ثَلَاثاً قَالَ يَا رَبِّ اَوْصِنِي قَالَ أُوصِيكَ بِأُمِّكَ قَالَ يَا رَبِّ اَوْصِنِي قَالَ أُوصِيكَ بِأُمِّكَ قَالَ اَوْصِنِي قَالَ أُوصِيكَ بِأَبِيكَ قَالَ فَكَانَ يُقَالُ لِاَجْلِ ذَلِكَ إِنَّ لِلْاُمِّ ثُلُثَيِ الْبِرِّ وَلِلْاَبِ الثُّلُثَ.

حضرت موسیٰ بن عمران نے تین بار اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: پروردگارا! مجھے نصیحت فرما۔ خداوند عالم نے ہر تین بار یہ فرمایا: میں تجھے اپنے لئے سفارش کرتا ہوں۔

پھر عرض کیا: پروردگارا! مجھے نصیحت فرما۔

اللہ نے فرمایا: تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ ماں کے بارے میں۔

پھر عرض کیا: اے پروردگارا! مجھے نصیحت فرما۔

اللہ نے فرمایا: میں تجھے ماں کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں۔

پھر کہا پروردگارا! مجھے نصیحت فرما۔

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۶۲۱/ باب الحقوق..... ص:۶۱۸

[۲] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۵/ ۱۸۱/ ۷۰۔ باب استحباب الزیادۃ فی برالام علی برالاب..... ص:۱۷۹

اللہ نے فرمایا: تجھے باپ کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں یعنی ماں باپ کی خدمت کرنے کی نصیحت تھی۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ نیکی میں سے دو تہائی ماں کا اور ایک تہائی باپ کا حق ہے۔[1]

نکتہ:

اگرچہ روایات میں باپ سے زیادہ ماں سے نیکی کرنے کی سفارش کی گئی ہے اس حدیث کے بارے میں یہ احتمال بھی ہے کہ یہ نصیحت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی ماں کے بارے میں ہو۔

امام رضا علیہ السلام نے ماں کے حق کے مقدم ہونے کے بارے میں فرمایا:

وَ اعْلَمْ اَنَّ حَقَّ الْاُمِّ اَلْزَمُ الْحُقُوقِ وَ اَوْجَبُهَا لِاَنَّهَا حَمَلَتْ حَيْثُ لَا يَحْمِلُ اَحَدٌ اَحَداً وَ وَقَتْ بِالسَّمْعِ وَ الْبَصَرِ وَ جَمِيعِ الْجَوَارِحِ مَسْرُورَةً مُسْتَبْشِرَةً بِذَلِكَ فَحَمَلَتْهُ بِمَا فِيهِ مِنَ الْمَكْرُوهِ وَ الَّذِي لَا يَصْبِرُ عَلَيْهِ اَحَدٌ وَ رَضِيَتْ بِاَنْ تَجُوعَ وَ يَشْبَعَ وَلَدُهَا وَ تَظْمَأَ وَ يَرْوَى وَ تَعْرَى وَ يَكْتَسِي وَ يَظَلُّ وَ تَضْحَى فَلْيَكُنِ الشُّكْرُ لَهَا وَ الْبِرُّ وَ الرِّفْقُ بِهَا عَلَى قَدْرِ ذَلِكَ وَ اِنْ كُنْتُمْ لَا تُطِيقُونَ بِاَدْنَى حَقِّهَا اِلَّا بِعَوْنِ اللهِ وَ قَدْ قَرَنَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ حَقَّهَا بِحَقِّهِ فَقَالَ اشْكُرْ لِي وَ لِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيرُ.

ماں کا حق لازم ترین اور واجب ترین حقوق میں سے ہے۔ کیونکہ ماں بچے کو اس طرح اٹھاتی ہے کہ کوئی دوسرا اسے نہیں اٹھا سکتا۔ ہر لحاظ سے اس کی خدمت اور حفاظت کرتی ہے حالانکہ ماں اس سے خوش ہوتی ہے پس وہ بچوں کو بڑی سختی سے پالتی ہے اور صبر کرتی ہے آپ بھوکی رہتی ہے بچوں کو سیر کرتی ہے خود پیاسی رہتی ہے بچوں کو سیراب کرتی ہے خود دھوپ میں ہوتی ہے اور بچے کو سائے میں رکھتی ہے۔ اگرچہ ماں کا پورا حق ادا کرنے کی انسان میں طاقت نہیں ہے لیکن جتنا ممکن ہو سکے اس کے حق کو ادا کریں۔

اللہ فرماتا ہے:

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ.[2]

میرا شکر بجالاؤ اور والدین کا بھی شکریہ ادا کریں۔[3]

والد:

والد کی بھی قدر و منزلت کرنی چاہیے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الامالی (للصدوق)/ النص/۵۱۱/ المجلس السابع والسبعون

[2] سورۂ لقمان: ۱۴

[3] الفقہ المنسوب الی الامام الرضا علیہ السلام/ ۳۳۴/ ۸۶ باب حق الوالد علی ولدہ

رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ.

خدا کی رضایت باپ کی رضا کے ساتھ ہے اور اللہ کا غضب بھی باپ کا غضب ہوتا ہے۔ [۱]

باپ نعمتوں کی جڑ:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَمَّا حَقُّ اَبِيكَ فَتَعْلَمُ اَنَّهُ اَصْلُكَ وَ اَنَّكَ فَرْعُهُ وَ اَنَّكَ لَوْلَاهُ لَمْ تَكُنْ فَمَهْمَا رَاَيْتَ فِي نَفْسِكَ مِمَّا يُعْجِبُكَ فَاعْلَمْ اَنَّ اَبَاكَ اَصْلُ النِّعْمَةِ عَلَيْكَ فِيهِ وَ احْمَدِ اللهَ وَ اشْكُرْهُ عَلَى قَدْرِ ذٰلِكَ.

باپ کا حق یہ ہے کہ تو اتنا جان لے کہ وہ تیری جڑ ہے اور تو اس کی شاخ، جان لے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو تو بھی نہ ہوتا۔ پس جب بھی تجھے نعمت ملے خوشحال رہو۔ تیرا باپ تیری جڑ بھی ایک نعمت ہے۔ خدا کی حمد بجا اور نعمت کے برابر اس کا شکر ادا کرو۔ [۲]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

عَلَيْكَ بِطَاعَةِ الْاَبِ وَ بِرِّهِ وَ التَّوَاضُعِ وَ الْخُضُوعِ وَ الْاِعْظَامِ وَ الْاِكْرَامِ لَهُ وَ خَفْضِ الصَّوْتِ بِحَضْرَتِهِ فَاِنَّ الْاَبَ اَصْلُ الِابْنِ وَ الِابْنَ فَرْعُهُ لَوْلَاهُ لَمْ يَكُنْ بِقُدْرَةِ اللهِ ابْذُلُوا لَهُمُ الْاَمْوَالَ وَ الْجَاهَ وَ النَّفْسَ وَ قَدْ اَرْوِي اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيكَ فَجُعِلَتْ لَهُ النَّفْسُ وَ الْمَالُ تَابِعُوهُمْ فِي الدُّنْيَا اَحْسَنَ الْمُتَابَعَةِ بِالْبِرِّ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ بِالدُّعَاءِ لَهُمْ وَ التَّرَحُّمِ عَلَيْهِمْ.

باپ سے نیکی کرو، اس کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ، اس کا اکرام کرو۔ اس کے سامنے آرام اور نرم لہجہ میں بات کرو کیونکہ باپ جڑ اور بیٹا شاخ ہوتا ہے تمہاری جان و مال تیرے باپ کے لئے ہے۔ پس دنیا میں باپ سے نیکی کرو اور ان کی وفات کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کرو اور طلب رحمت کرو۔ [۳]

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ اَبِي الْعَلَاءِ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِي عَبْدِ اللهِ علیہ السلام مَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ قَالَ قُوتُهُ بِغَيْرِ سَرَفٍ اِذَا اضْطُرَّ اِلَيْهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ فَقَوْلُ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ لِلرَّجُلِ الَّذِي اَتَاهُ فَقَدَّمَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهُ اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيكَ فَقَالَ اِنَّمَا جَاءَ بِاَبِيهِ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ هٰذَا اَبِي وَ قَدْ ظَلَمَنِي مِيرَاثِي مِنْ اُمِّي فَاَخْبَرَهُ الْاَبُ اَنَّهُ قَدْ اَنْفَقَهُ عَلَيْهِ وَ عَلَى نَفْسِهِ فَقَالَ اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيكَ وَ لَمْ يَكُنْ عِنْدَ الرَّجُلِ شَيْءٌ اَ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ يَحْبِسُ الْاَبَ لِلِابْنِ.

---

[۱] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۵۰۲ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم۔ ص۔ با ترجمہ فارسی

[۲] تحف العقول / النص / ۲۶۳ / و اما حق الرحم..... ص: ۲۶۳

[۳] الفقہ المنسوب الی الامام الرضا علیہ السلام / ۳۳۴ / ۸۶ باب حق الوالد علی ولدہ

حسین بن ابی علاء کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھتا ہے کہ باپ اپنے بچے کے مال سے کتنا حق رکھتا ہے ؟

آپ نے فرمایا: روزانہ کی غذا کے برابر اور اسراف بھی نہ ہو۔ وہ بھی محتاج اور ناچار ہونے کی صورت میں لے سکتا ہے۔

راوی نے پوچھا: پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کلام کے بارے میں کیا فرمائیں گے کہ آپ نے ایک شخص سے فرمایا تھا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔

امام نے فرمایا: وہ شخص اپنے باپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ! میرے والد نے میری ماں کے ترکہ میں سے ملنے والی میراث میں مجھ پر ستم کیا ہے؟ باپ نے کہا: میں نے اس مال کو اپنے اور اس بچے کے لئے خرچ کیا ہے۔ (اس پر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے کہا تھا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں۔ یہ اس صورت میں تھا کہ باپ کے پاس مال بھی نہ تھا۔ [۱]

باپ سے ہمیشہ کے لئے نیکی:

امام رضا علیہ السلام نے اپنے والد گرامی کی شہادت کے بعد ان کے لئے دعا کے ضمن میں فرمایا:

عَلَيْكَ بِطَاعَةِ الْأَبِ وَبِرِّهِ .... وَبَعْدَ الْمَوْتِ بِالدُّعَاءِ لَهُمْ وَ الرَّحِمِ عَلَيْهِمْ فَإِنَّهُ رُوِيَ أَنَّ مَنْ بَرَّ أَبَاهُ فِي حَيَاتِهِ وَلَمْ يَدْعُ لَهُ بَعْدَ وَفَاتِهِ سَمَّاهُ اللهُ عَاقّاً.

تم پر لازم ہے کی اپنے والد کی اطاعت کرو اس کے ساتھ نیکی کرو اور اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے مغفرت کی دعا کرو کیونکہ مروی ہے کہ جو شخص بھی باپ کی زندگی میں تو اس سے نیکی کرتا ہے لیکن اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے دعا نہ کرے تو خداوند عالم اسے قطع رحمی کرنے والوں میں شمار کرتا ہے۔ [۲]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الْعَبْدَ لَيَكُونُ بَارّاً بِوَالِدَيْهِ فِي حَيَاتِهِمَا ثُمَّ يَمُوتَانِ فَلَا يَقْضِي عَنْهُمَا الدَّيْنَ وَ لَا يَسْتَغْفِرُ لَهُمَا فَيَكْتُبُهُ اللهُ عَاقّاً.

جو شخص والدین کی زندگی میں ان سے نیکی کرے لیکن ان کے مرنے کے بعد ان کے قرض ادا نہ کرے اور اں کے لئے مغفرت کی دعا نہ کرے تو خدا ایسے شخص کو والدین کا عاق سمجھتا ہے۔ [۳]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۱۳۶/ باب الرجل یاخذ من مال ولدہ والولد یاخذ من مال ابیہ..... ص: ۱۳۵

[۲] الفقہ المنسوب الی الامام الرضا علیہ السلام/ ۳۳۴/ ۸۶ باب حق الوالد علی ولدہ

[۳] الزہد/ النص/ ۳۳/ ۵ باب بر الوالدین والقرابۃ والعشیرۃ والقطیعۃ

والدین سے قطع رحمی:

والدین سے قطع رحمی کی مذمت ہوئی ہے جو اپنے والدین کی اہانت کرتے ہیں وہ مشکلات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

خداوند قرآن میں فرماتا ہے:

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖۗ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚۖ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝۱۷ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ۝۱۸

اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تمہارا بُرا ہو تم کیا مجھے دھمکی دیتے ہو کہ میں دوبارہ (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ بہت سے لوگ مجھ سے پہلے گزر چکے (اور کوئی نہ زندہ ہوا) اور دونوں فریاد کر رہے تھے کہ تجھ پر وائے ہو ایمان لے آ خدا کا وعدہ ضرور سچّا ہے۔ تو وہ بول اٹھا کہ یہ تو بس اگلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جنات اور آدمیوں کی (دوسری) امتیں جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں ان ہی کے شمول میں ان پر بھی عذاب کا وعدہ متحقق ہو چکا ہے یہ لوگ بے شک گھاٹا اٹھانے والے تھے۔ [۱]

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ۝۲۳

(خبردار ان کے جواب میں) اُف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور (جو کچھ کہنا سُننا ہو تو) بہت ادب سے کہا کرو۔ [۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِیَّاكُمْ وَ عُقُوقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّ رِیحَ الْجَنَّةِ تُوجَدُ مِنْ مَسِیرَةِ اَلْفِ عَامٍ وَ لَا یَجِدُهَا عَاقٌّ وَ لَا قَاطِعُ رَحِمٍ.

والدین پر ستم کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ ہزار سال کی مسافت سے جنت کی آنے والی خوشبو کو نہیں سونگھ سکتے اور والدین کی عاق اولاد بھی اسے نہیں سونگھ سکتی ہے۔ [۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَدْنَی الْعُقُوقِ اُفٍّ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ شَیْئاً اَهْوَنَ مِنْهُ لَنَهَی عَنْهُ.

عاق والدین کا کم ترین مرتبہ ان کو اف کہنا ہے۔ اگر کوئی چیز اف سے کم تر ہوتی تو خدا اس سے بھی منع فرماتا۔ [۴]

---

[۱] سورۂ احقاف: ۱۷، ۱۸

[۲] سورۂ بنی اسرائیل: ۲۳

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۴۹/ باب العقوق..... ص: ۳۴۸

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۴۸/ باب العقوق..... ص: ۳۴۸

اسی طرح فرمایا:

مَنْ نَظَرَ اِلَى اَبَوَيْهِ نَظَرَ مَاقِتٍ وَ هُمَا ظَالِمَانِ لَهُ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ لَهُ صَلَاةً.

جو شخص اپنے والدین کو غصے کی نظر سے دیکھے اگر چہ وہ دونوں اس پر ظلم ہی کر رہے ہوں تو بھی خداوند عالم اس کی نماز کو قبول نہیں کرتا۔[۱]

عاق والدین کا شدید ترین مرتبہ ان کو قتل کرنا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فَوْقَ كُلِّ عُقُوقٍ عُقُوقاً حَتَّى يَقْتُلَ الرَّجُلُ اَحَدَ وَالِدَيْهِ فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَلَيْسَ فَوْقَهُ عُقُوقٌ.

ہر ستم پر ایک ستم ہوتا ہے جہاں تک کہ جو والدین میں کسی ایک کو قتل کرتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی ستم نہیں ہے۔[۲]

ستم سے مراد انہیں تکلیف دینا ہے جو ان سے قطع رحمی کا سبب ہو۔[۳]

والدین سے بدسلوکی کے بعض آثار:

ماں باپ سے بداخلاقی کرنے سے نہ صرف دنیا میں عذاب ہوتا ہے بلکہ آخرت میں بھی عذاب ملتا ہے[۴] حدیث قدسی میں ہے کہ خدا فرماتا ہے:

بِعِزَّتِي وَ جَلَالِي وَ ارْتِفَاعِ مَكَانِي، لَوْ اَنَّ الْعَاقَّ لِوَالِدَيْهِ يَعْمَلُ بِاَعْمَالِ الْاَنْبِيَاۤءِ جَمِيعًا لَمْ اَقْبَلْهَا مِنْهُ.

میری عزت وجلالت کی قسم! اگر والدین کا عاق شخص تمام انبیاء کے برابر بھی عبادت کرے، میں اس کی وہ عبادت قبول نہیں کروں گا۔[۵]

امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۳۴۹/باب العقوق..... ص:۳۴۸

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۳۴۸/باب العقوق..... ص:۳۴۸

[۳] اذا آذاہ و عصاہ و ترك الاحسان الیه و هو البر به. و اصله من العَقِّ و هو الشق و القطع. (مجمع البحرین/ج۵/۲۱۵/(عقق)..... ص:۲۱۵)

[۴] فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ الْكُفْرِ اِلَّا اَنْ يَدْخُلَ فِي عُقُوقٍ اَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ص- اَلْجَنَّةُ طَيِّبَةٌ طَيَّبَهَا اللهُ وَ طَيَّبَ رِيحَهَا يُوجَدُ رِيحُهَا مِنْ مَسِيرَةِ اَلْفَيْ عَامٍ وَ لَا يَجِدُ رِيحَ الْجَنَّةِ عَاقٌّ وَ لَا قَاطِعُ رَحِمٍ وَ لَا مُرْخِي الْاِزَارِ خُيَلَاءَ. (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۶/۵۰/باب برالاولاد..... ص:۴۹) عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ لِاَنَّ اللهَ جَعَلَ الْعَاقَّ عَصِيّاً شَقِيّاً. (وسائل الشیعۃ/ج۱۵/۳۲۸/۴۶-باب تعیین الکبائر التی یجب اجتنابھا..... ص:۳۱۸)

[۵] جامع السعادات، ج۲، ص۲۷۱

الْعُقُوقُ يُعْقِبُ الْقِلَّةَ وَيُؤَدِّي إِلَى الذِّلَّةِ.

عاقِ والدین خاندان ونسل کے ختم ہونے اور دنیا کی ذلت وخواری کا موجب بنتا ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام کے فرمان کے مطابق:

وَ الذُّنُوبُ .... الَّتِي تَرُدُّ الدُّعَاءَ وَ تُظْلِمُ الْهَوَاءَ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ.

وہ اعمال جن کا دنیا میں انجام مل جاتا ہے وہ والدین کو تکلیف دینا ہے اور دعا کی قبولیت نہیں ہوتی اور فضائے معنوی تاریک ہوتی ہے۔[2]

والدین کے لئے دعا:

مومنین کے لئے ضروری ہے کہ وہ والدین سے نیکی کرنے کے لئے امام سجاد علیہ السلام کی دعا بھی پڑھیں۔ خدا سے ادب واحترام کی توفیق اور والدین سے نیکی کرنے کی توفیق کی دعا کریں۔ دعا یہ ہے:

① اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ، وَ اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ، وَ اخْصُصْهُمْ بِأَفْضَلِ صَلَوَاتِكَ وَ رَحْمَتِكَ وَ بَرَكَاتِكَ وَ سَلَامِكَ.

(۱) خدایا! اپنے بندہ اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور ان کے اہل بیت طاہرین علیہم السلام پر بھی اور ان سب کو بہترین صلوات، رحمت، برکات اور سلام کے ساتھ مخصوص فرما۔

② وَ اخْصُصِ اَللّٰهُمَّ وَالِدَيَّ بِالْكَرَامَةِ لَدَيْكَ، وَ الصَّلَاةِ مِنْكَ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

(۲) اور خدایا! میرے والدین کو بھی خصوصیت کے ساتھ اپنی بارگاہ میں کرامت اور رحمت عطا فرما اے بہترین رحم کرنے والے۔

③ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ اَلْهِمْنِي عِلْمَ مَا يَجِبُ لَهُمَا عَلَيَّ اِلْهَاماً، وَ اجْمَعْ لِي عِلْمَ ذٰلِكَ كُلِّهِ تَمَاماً، ثُمَّ اسْتَعْمِلْنِي بِمَا تُلْهِمُنِي مِنْهُ، وَ وَفِّقْنِي لِلنُّفُوذِ فِيمَا تُبَصِّرُنِي مِنْ عِلْمِهِ حَتّٰى لَا يَفُوتَنِي اسْتِعْمَالُ شَيْءٍ عَلَّمْتَنِيهِ، وَ لَا تَثْقُلَ اَرْكَانِي عَنِ الْحُفُوفِ فِيمَا اَلْهَمْتَنِيهِ.

(۳) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور مجھے ان تمام امور کا الہام فرمادے جو والدین کے لئے مجھ پر واجب کیے ہیں اور ان سب کا مکمل علم میرے پاس جمع کردے اور ان پر عمل کرنے کے راستہ پر لگادے اور مجھے توفیق دے کہ جس علم کی بصیرت تونے عطا فرمادی ہے اسے اپنی زندگی میں نافذ کرسکوں تاکہ کوئی تیرا دیا ہوا علم عمل سے الگ نہ رہ جائے اور تیرے الہام کا اتباع کرنے میں میرے اعضاء کو گرانی کا احساس نہ ہو۔

---

[1] بحار الانوار (ط۔بیروت)/ج ۷۱/ ۸۴/ باب ۲ بر الوالدین والاولاد وحقوق بعضہم علی بعض والمنع من العقوق..... ص:۲۲

[2] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج ۲/ ۴۴۸/ باب فی تفسیر الذنوب..... ص:۴۴۷

④ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ كَمَا شَرَّفْتَنَا بِهِ، وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، كَمَا اَوْجَبْتَ لَنَا الْحَقَّ عَلَى الْخَلْقِ بِسَبَبِهِ.

(۴) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ہمیں ان کے ذریعہ شرف بخشا ہے اور ان پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ان کے حق کو تمام مخلوقات پر لازم قرار دیا ہے۔

⑤ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي اَهَابُهُمَا هَيْبَةَ السُّلْطَانِ الْعَسُوفِ، وَ اَبَرُّهُمَا بِرَّ الْاُمِّ الرَّءُوفِ، وَ اجْعَلْ طَاعَتِي لِوَالِدَيَّ وَ بِرِّي بِهِمَا اَقَرَّ لِعَيْنِي مِنْ رَقْدَةِ الْوَسْنَانِ، وَ اَثْلَجَ لِصَدْرِي مِنْ شَرْبَةِ الظَّمْآنِ حَتَّى اُوثِرَ عَلَى هَوَايَ هَوَاهُمَا، وَ اُقَدِّمَ عَلَى رِضَايَ رِضَاهُمَا وَ اَسْتَكْثِرَ بِرَّهُمَا بِي وَ اِنْ قَلَّ، وَ اَسْتَقِلَّ بِرِّي بِهِمَا وَ اِنْ كَثُرَ.

(۵) خدایا! مجھے توفیق دے کہ میں اپنے ماں باپ سے اس طرح ڈروں جیسے کسی جابر سلطان سے ڈرا جاتا ہے اور ان کے ساتھ اس طرح مہربانی کروں جس طرح ایک مادر مہربان اپنی اولاد کے ساتھ مہربانی کرتی ہے اور پھر میری اس اطاعت کو اور میرے اس نیک برتاؤ کو میری آنکھوں کے لئے اس سے زیادہ خوشگوار بنادے جتنا خواب آلود آنکھوں میں نیند کا خمار خوشگوار ہوتا ہے اور اس سے زیادہ باعث سکون بنادے جتنا تشنہ لب کے لئے جرعہ آب باعث سکون ہوتا ہے تاکہ میں ان کی خواہش کو اپنی خواہش پر مقدم کروں اور ان کی رضا کو اپنی رضا سے آگے رکھوں۔ ان کے کئے ہوئے احسانات کو زیادہ سمجھوں چاہے وہ قلیل ہی کیوں نہ ہوں اور اپنی خدمات کو قلیل تصور کروں چاہے وہ کثیر ہی کیوں نہ ہوں۔

⑥ اَللّٰهُمَّ خَفِّضْ لَهُمَا صَوْتِي، وَ اَطِبْ لَهُمَا كَلَامِي، وَ اَلِنْ لَهُمَا عَرِيكَتِي، وَ اعْطِفْ عَلَيْهِمَا قَلْبِي، وَ صَيِّرْنِي بِهِمَا رَفِيقاً، وَ عَلَيْهِمَا شَفِيقاً.

(٦) خدایا! ان کے سامنے میری آواز کو دبا دے میرے کلام کو خوشگوار بنادے، میرے مزاج کو نرم کردے، میرے دل کو مہربان بنادے، مجھے ان کا رفیق اور ان کے حال پر شفیق بنادے۔

⑦ اَللّٰهُمَّ اشْكُرْ لَهُمَا تَرْبِيَتِي، وَ اَثِبْهُمَا عَلَى تَكْرِمَتِي، وَ احْفَظْ لَهُمَا مَا حَفِظَاهُ مِنِّي فِي صِغَرِي.

(٧) خدایا! انھیں میری تربیت کی جزا مرحمت فرما اور میری نگہداشت کا ثواب عطا فرما اور جس طرح انھوں نے بچپنے میں میری حفاظت کی ہے تو ان کی حفاظت فرما۔

⑧ اَللّٰهُمَّ وَ مَا مَسَّهُمَا مِنِّي مِنْ اَذًى، اَوْ خَلَصَ اِلَيْهِمَا عَنِّي مِنْ مَكْرُوهٍ، اَوْ ضَاعَ قِبَلِي لَهُمَا مِنْ حَقٍّ فَاجْعَلْهُ حِطَّةً لِذُنُوبِهِمَا، وَ عُلُوّاً فِي دَرَجَاتِهِمَا، وَ زِيَادَةً فِي حَسَنَاتِهِمَا، يَا مُبَدِّلَ السَّيِّئَاتِ بِاَضْعَافِهَا مِنَ الْحَسَنَاتِ.

(٨) خدایا! اور انھیں میری طرف سے جو بھی اذیت پہنچی ہے یا کوئی ناخوشگوار صورت پیش آئی ہو یا میرے پاس ان کا کوئی حق ضائع ہو گیا ہو تو اسے ان کے گناہوں کا کفارہ، ان کے درجات میں بلندی کا سبب اور ان کی نیکیوں میں اضافہ کا سامان

بنادے اے برائیوں کو کئی گنا نیکیوں میں تبدیل کر دینے والے۔

⑨ اَللّٰهُمَّ وَ مَا تَعَدَّيَا عَلَيَّ فِيهِ مِنْ قَوْلٍ، اَوْ اَسْرَفَا عَلَيَّ فِيهِ مِنْ فِعْلٍ، اَوْ ضَيَّعَاهُ لِي مِنْ حَقٍّ، اَوْ قَصَّرَا بِي عَنْهُ مِنْ وَاجِبٍ فَقَدْ وَهَبْتُهُ لَهُمَا، وَ جُدْتُ بِهِ عَلَيْهِمَا وَ رَغِبْتُ اِلَيْكَ فِي وَضْعِ تَبِعَتِهِ عَنْهُمَا، فَاِنِّي لَا اَتَّهِمُهُمَا عَلَى نَفْسِي، وَلَا اَسْتَبْطِئُهُمَا فِي بِرِّي، وَلَا اَكْرَهُ مَا تَوَلَّيَاهُ مِنْ اَمْرِي يَا رَبِّ.

(۹) خدایا! اور اگر انھوں نے کسی قول میں مجھ پر زیادتی کی ہے یا کسی عمل میں حد سے تجاوز کیا ہے یا میرے کسی حق کو برباد کیا ہے یا میرے بارے میں کسی واجب میں کوتاہی کی ہے تو میں اسے معاف کئے دیتا ہوں اور انھیں بخش رہا ہوں بلکہ یہ التماس رکھتا ہوں کہ تو ان سے اس کے مؤاخذہ کو برطرف فرمادے کہ میں انھیں اپنے بارے میں متہم نہیں کرنا چاہتا ہوں اور نہ تربیت کے سلسلہ میں انھیں سست قرار دیتا ہوں اور نہ ان کے کسی عمل کو ناگوار قرار دیتا ہوں۔

⑩ فَهُمَا اَوْجَبُ حَقّاً عَلَيَّ، وَ اَقْدَمُ اِحْسَاناً اِلَيَّ، وَ اَعْظَمُ مِنَّةً لَدَيَّ مِنْ اَنْ اُقَاصَّهُمَا بِعَدْلٍ، اَوْ اُجَازِيَهُمَا عَلَى مِثْلٍ، اَيْنَ اِذاً يَا اِلَهِي طُولُ شُغْلِهِمَا بِتَرْبِيَتِي وَ اَيْنَ شِدَّةُ تَعَبِهِمَا فِي حِرَاسَتِي وَ اَيْنَ اِقْتَارُهُمَا عَلَى اَنْفُسِهِمَا لِلتَّوْسِعَةِ عَلَيَّ

(۱۰) کہ مالک ان دونوں کا حق میرے اوپر زیادہ واجب ہے اور ان کے احسانات میری خدمات کے پہلے سے ہیں اور ان کی شان اس سے بالاتر ہے کہ میں کسی عدل کی بنا پر ان سے بدلہ لوں یا ان کے ساتھ برابر کا معاملہ کروں ایسا کروں گا تو ان کے اس احسان کا کیا ہوگا جو انھوں نے میری طویل تربیت کی مشغولیت میں کیا ہے یا میری حفاظت میں وسعت اور سکون کا سامان فراہم کیا ہے۔

⑪ هَيْهَاتَ مَا يَسْتَوْفِيَانِ مِنِّي حَقَّهُمَا، وَ لَا اُدْرِكُ مَا يَجِبُ عَلَيَّ لَهُمَا، وَ لَا اَنَا بِقَاضٍ وَظِيفَةَ خِدْمَتِهِمَا، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ اَعِنِّي يَا خَيْرَ مَنِ اسْتُعِينَ بِهِ، وَ وَفِّقْنِي يَا اَهْدَى مَنْ رُغِبَ اِلَيْهِ، وَ لَا تَجْعَلْنِي فِي اَهْلِ الْعُقُوقِ لِلْآبَاءِ وَ الْاُمَّهَاتِ يَوْمَ تُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُونَ.

(۱۱) بھلا وہ مجھ سے اپنا مکمل حق کہاں حاصل کر سکتے ہیں میں تو ان کے حقوق کا ادراک بھی نہیں رکھتا ہوں اور ان کی خدمات کے فرض کو ادا بھی نہیں کر سکتا ہوں۔

⑫ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ، وَ اخْصُصْ اَبَوَيَّ بِاَفْضَلِ مَا خَصَصْتَ بِهِ آبَاءَ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَ اُمَّهَاتِهِمْ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

(۱۲) تو خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور اس راہ میں میری امداد فرما اے وہ بہترین ذات جس سے مدد مانگی جاتی ہے اور مجھے توفیق عطا فرما اے سب سے زیادہ مرکز توجہ اور ہدایت دینے والے اور مجھے ان لوگوں میں نہ قرار دے دینا جو ماں باپ کے نافرمان ہوں۔ اس دن جس دن ہر نفس کو اس کے کئے کا مکمل بدلہ دیا جائیگا اور کسی پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔ خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور میرے والدین کو وہ بہترین نعمت عطا فرما جو تو نے اپنے بندگان مومنین میں

کسی والدین کو بھی عطا فرمائی ہے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

⑬ اَللّٰهُمَّ لَا تُنْسِنِي ذِكْرَهُمَا فِي اَدْبَارِ صَلَوَاتِي، وَ فِي اِنًى مِنْ آنَاءِ لَيْلِي، وَ فِي كُلِّ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ نَهَارِي.

(۱۳) اور خدایا! مجھے ان کی یاد سے غافل نہ ہونے دینا، نہ نمازوں کے بعد اور نہ رات کے لمحات میں اور نہ دن کی ساعات میں۔

⑭ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ اغْفِرْ لِي بِدُعَائِي لَهُمَا، وَ اغْفِرْ لَهُمَا بِبِرِّهِمَا بِي مَغْفِرَةً حَتْماً، وَ ارْضَ عَنْهُمَا بِشَفَاعَتِي لَهُمَا رِضًى عَزْماً، وَبَلِّغْهُمَا بِالْكَرَامَةِ مَوَاطِنَ السَّلَامَةِ.

(۱۴) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور میری دعائے خیر کے سبب انھیں بخش دے اور میرے ساتھ ان کی نیکیوں کے بدلہ ان کی حتمی مغفرت فرما اور میری گزارش کی بنا پر ان سے مکمل طور پر راضی ہوجا اور اپنی کرامت کی بنا پر انھیں بہترین سلامتی کی منزل تک پہنچا دے۔

⑮ اَللّٰهُمَّ وَ اِنْ سَبَقَتْ مَغْفِرَتُكَ لَهُمَا فَشَفِّعْهُمَا فِيَّ، وَ اِنْ سَبَقَتْ مَغْفِرَتُكَ لِي فَشَفِّعْنِي فِيهِمَا حَتَّى نَجْتَمِعَ بِرَأْفَتِكَ فِي دَارِ كَرَامَتِكَ وَ مَحَلِّ مَغْفِرَتِكَ وَ رَحْمَتِكَ، اِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ، وَ الْمَنِّ الْقَدِيمِ، وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ.

(۱۵) اور خدایا! اگر تو انھیں پہلے بخش چکا ہے تو اب انھیں میرے حق میں شفیق بنا دے اور اگر میری بخشش پہلے ہو جائے تو مجھے ان کے حق میں سفارش کا حق عطا کر دینا تا کہ ہم سب ایک کرامت کی منزل اور مغفرت و رحمت کے محل میں جمع ہو جائیں۔ کہ تو عظیم ترین فضل کا مالک اور قدیم ترین احسان کرنے والا اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔[1]

[1] صحیفہ سجادیہ۔ والدین کے حق میں امام کی دعا

(۲) اہل وعیال سے نیکی:

اہل وعیال:

بشر کا سب سے پہلا رشد اور آرام بخش مرکز خاندان ہے۔[1] جس کی ذمہ داری ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے، دنیا وآخرت کی مشکلات سے نجات ملتی ہے۔[2] قرآن وروایات میں اس کی بڑی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ خاندان کے رشد اور ترقی کے لئے کئی آداب ذکر ہوئے ہیں۔[3] اگر ان آداب کی رعایت کریں تو خاندان کی آسائش ترقی کا موجب ہے خدا سے خاندان کی نجات اور آسائش کی دعا کرنی چاہیے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے حکم سے اپنے بیوی بچوں کو مکہ لے آئے۔ دعا کے لئے ہاتھ بلند کرتے ہیں اور خدا سے اس طرح عرض کرتے ہیں:

رَبَّنَآ اِنِّىٓ اَسۡكَنۡتُ مِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ بِوَادٍ غَيۡرِ ذِىۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَيۡتِكَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُـقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ فَاجۡعَلۡ اَفۡـئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهۡوِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ وَارۡزُقۡهُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَشۡكُرُوۡنَ ﴿۳۷﴾

اے ہمارے پالنے والے میں نے تیرے معزز گھر (کعبہ) کے پاس ایک بے کھیتی (کے ویران) بیابان (مکّہ) میں اپنی (کچھ اولاد کو لاکر) بسایا ہے تاکہ اے ہمارے پالنے والے یہ لوگ برابر یہاں نماز پڑھا کریں تو تو کچھ لوگوں کے

---

[1] وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا وَجَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّرَحۡمَةً ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۲۱﴾ اور اسی (کی قدرت) کی نشانیوں میں ایک یہ (بھی) ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری ہی جنس کی بیبیاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ رہ کر چین کرو اور تم لوگوں کے درمیان پیار اور اُلفت پیدا کردی۔ اس میں شک نہیں کہ اس میں غور کرنے والوں کے واسطے (قدرتِ خدا کی) یقینی بہت سی نشانیاں ہیں۔ (سورۂ روم:۲۱)

هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ اِلَيۡهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰٮهَا حَمَلَتۡ حَمۡلًا خَفِيۡفًا فَمَرَّتۡ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثۡقَلَتۡ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنۡ اٰتَيۡتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۸۹﴾ وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص (آدمؑ) سے پیدا کیا اور اس (کی بچی ہوئی مٹی) سے اس کا جوڑا بھی بنا ڈالا تاکہ اس کے ساتھ رہے سہے پھر جب انسان اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے تو بیوی ایک ہلکے سے حمل سے حاملہ ہوجاتی ہے پھر اسے لیے لیے چلتی پھرتی ہے پھر جب وہ (زیادہ دن ہونے سے) بوجھل ہوجاتی ہے تو دونوں (میاں بیوی) اپنے پروردگار خدا سے دعا کرنے لگے کہ اگر تو ہمیں نیک فرزند عطا فرمائے تو ہم ضرور تیرے شکر گزار ہوں گے۔ (سورۂ اعراف:۱۸۹)

[2] يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَاَهۡلِيۡكُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ عَلَيۡهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعۡصُوۡنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُوۡنَ مَا يُؤۡمَرُوۡنَ ﴿۶﴾ اے ایماندارو! اپنے آپ کو اور اپنے لڑکے بالوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور ان پر وہ تندخو سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں کہ خدا جس بات کا حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

[3] ازدواج، طلاق، نفقہ اور ارثظ سے مربوط آیات قرآنی

دلوں کو ان کی طرف مائل کر (تاکہ وہ یہاں آکر آباد ہوں) اور انہیں طرح طرح کے پھلوں سے روزی عطا کرتا کہ یہ لوگ (تیرا) شکر کریں۔[1]

اسی طرح جب حضرت لوط علیہ السلام کافی کوشش کے بعد بھی لوگوں کو ہلاکت سے نجات نہ دے سکے تو اپنے باایمان خاندان کے لئے اس طرح دعا کرتے ہیں:

رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾

پروردگارا جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں اس سے مجھے اور میرے لڑکے بالوں کو نجات دے۔[2]

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے خاندان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بچوں کو مصر کے حاکم کے شہر میں بھیجا تاکہ ضرورت کی گندم لے آئیں۔قحط سالی کا سامنا تھا حتیٰ کہ دوسری بار پھر گندم کے لئے بنیامین اور دوسرے بھائیوں کو بھیجا۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَ كُلُّ مَا أَنْفَقَ الْمُؤْمِنُ مِنْ نَفَقَةٍ عَلَى نَفْسِهِ وَ عِيَالِهِ وَ أَهْلِهِ كُتِبَ لَهُ بِهَا صَدَقَةً وَمَا وَقَى بِهِ عِرْضَهُ كُتِبَ لَهُ صَدَقَةً الْخَبَرَ.

ہر نیکی صدقہ شمار ہوتی ہے اور ہر وہ چیز جو مومن اپنے اور اپنے خاندان پر خرچ کرتا ہے۔ نیز ہر وہ چیز جس سے انسان اپنی آبرو محفوظ کرتا ہے صدقہ میں شمار ہوتا ہے۔[4]

اور فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَ أَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي.

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنے خاندان کے لئے اچھے ہوں میں اپنے خاندان کے لئے تم میں سے بہترین ہوں۔[5]

نیز فرمایا:

مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَاشْتَرَى تُحْفَةً فَحَمَلَهَا إِلَى عِيَالِهِ كَانَ كَحَامِلِ صَدَقَةٍ إِلَى قَوْمٍ مَحَاوِيجَ.

جو شخص بازار جاتا ہے اور ایک تحفہ لاتا ہے اور اپنے خاندان کو دیتا ہے وہ ایسا شخص ہے جو محتاجوں کو صدقہ دیتا ہے۔[6]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] سورۂ ابراہیم:

[2] سورۂ شعرا:۱۶۹

[3] سورۂ یوسف آیات ۵۸ تا ۶۸

[4] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ج ۷/ ۲۳۹/ ۳۸-باب استحباب فعل المعروف واحکامہ..... ص:۲۳۹

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ج ۳/ ۵۵۵/ باب النوادر..... ص:۵۵۱

[6] الامالی (للصدوق)/النص/ ۵۷۷/ المجلس الخامس والثمانون

مَنْ طَلَبَ هٰذَا الرِّزْقَ مِنْ حِلِّهِ لِيَعُودَ بِهِ عَلٰى نَفْسِهِ وَ عِيَالِهِ، كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ، فَإِنْ غُلِبَ عَلَيْهِ، فَلْيَسْتَدِنْ عَلَى اللّٰهِ وَ عَلٰى رَسُولِهِ مَا يَقُوتُ بِهِ عِيَالَهُ، فَإِنْ مَاتَ وَ لَمْ يَقْضِهِ، كَانَ عَلَى الْإِمَامِ قَضَاؤُهُ.

جو شخص حلال روزی کماتا ہے اور اپنے اور اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے وہ درحقیقت راہ خدا میں مجاہد ہے۔ اگر کوئی شخص تنگدست ہوجائے، خدا اور رسولؐ کی ضمانت دے کر قرض لے تا کہ اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کرسکے۔ اگر وہ قرض ادا کرنے سے پہلے مرجائے تو وقت کے اسلامی حاکم پر ہے کہ وہ اس کا قرض ادا کرے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا اَعْسَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيَضْرِبْ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغِي مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَلَا يَغُمَّ نَفْسَهُ وَ اَهْلَهُ.

جب تم میں سے کوئی تنگ دست ہوجائے وہ سفر کرے اور فضل خدا کے درپے ہو۔ اپنے آپ اور خاندان کو ناراض نہ کرے۔[2]

لیکن یاد رہے کہ اہل وعیال سے نیکی کرنا اپنی قدرت کے مطابق ہو۔

اس لئے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

صَاحِبُ النِّعْمَةِ يَجِبُ عَلَيْهِ التَّوْسِعَةُ عَنْ عِيَالِهِ.

صاحب نعمت اپنے اہل وعیال کے لئے کشائش فراہم کرے۔[3]

اپنے اہل وعیال کے ہمراہ کھانا کھانا:

مومن کو چاہیے کہ وہ ہرخوشی وغمی میں اپنے خاندان کو شامل کرے حتیٰ کہ کھانا کھانے میں بھی اکٹھے ہوں۔

قرآن فرماتا ہے:

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝

اور خدا ہی نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق (ودولت) میں ترجیح دی ہے۔ پھر جن لوگوں کو روزی زیادہ دی گئی ہے وہ لوگ اپنی روزی میں سے ان لوگوں کو جن پر ان کی دسترس ہے (لونڈی غلام وغیرہ) دینے والے نہیں (حالانکہ) اس مال

---

[1] کافی (ط-دارالحدیث)/ج۹/۵۸۰/۱۹-باب الدین..... ص:۵۷۸

[2] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ج۳/۱۹۳/باب التجارۃ..... ص:۱۹۳

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۴/۱۱/باب کفایۃ العیال والتوسع علیھم..... ص:۱۱

میں تو سب کے سب (مالک غلام وغیرہ) برابر ہیں تو کیا یہ لوگ خدا کی نعمت کے منکر ہیں۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں فرمایا:

لَا یَجُوزُ لِلرَّجُلِ اَنْ یَخُصَّ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ مِنَ الْمَاْكُولِ دُونَ عِيَالِهِ.

یہ اچھا نہیں کہ کوئی شخص کھانے کی کوئی چیز اپنے لئے مختص کرے یعنی اکیلا کھائے بلکہ اہل وعیال کے ہمراہ کھانا کھانا چاہیے۔ [2]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تواضع کی ایک نشانی یہ فرمائی کہ مرد اپنے اہل وعیال کے ساتھ کھانا کھاتا ہے اور فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَمْسٍ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَلَيْسَ بِمُتَكَبِّرٍ اعْتِقَالِ الشَّاةِ وَ لُبْسِ الصُّوفِ وَ مُجَالَسَةِ الْفُقَرَاءِ وَ اَنْ يَرْكَبَ الْحِمَارَ وَ اَنْ يَاْكُلَ الرَّجُلُ مَعَ عِيَالِهِ.

کیا میں تمہیں پانچ ایسی چیزوں کی خبر دوں جس سے انسان متکبر نہیں ہوگا۔ گلہ بانی و بھیڑ بکریوں کا باندھنا، سادہ لباس پہننا، غریبوں کی محفل میں بیٹھنا، گدھے پر سوار ہونا، اور مرد کا اپنے اہل وعیال کے ساتھ مل کر کھانا کھانا۔ [3]

دوسروں پر خاندان کو مقدم کرنا:

اسلامی ثقافت میں اپنے خاندان کو اہمیت دینا ایک اصل شمار ہوتی ہے اور بہت سی روایات اس مطالب پر دلالت کرتی ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَعْطَى اللهُ اَحَدَكُمْ خَيْراً فَلْيَبْدَاْ بِنَفْسِهِ وَ اَهْلِ بَيْتِهِ

جب خدا تمہیں خیر عطا کرے تو پہلے اپنے اور اپنے اہل وعیال کی خدمت کرو۔ [4]

نیز فرمایا:

اِبْدَاْ بِمَنْ تَعُولُ الْاَدْنَى فَالْاَدْنَى.

اپنے خاندان سے شروع کرو جو زیادہ قریب ہو اُسے مقدم کرو۔ [5]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] سورہ نحل: ۷۱

[2] بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ۹ / ۲۲۱ / ما ورد عن المعصومین علیہم السلام فی تفسیر آیات الباب ..... ص: ۱۷۳، تفسیر القمی / ج ۱ / ۳۸۷ / [سورة النحل (۱۶): الآیات ۶۸ الی ۸۰] ..... ص: ۳۸۷

[3] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل / ج ۱۲ / ۳۵ / ۶۰ - باب حد التکبر والتجبر المحرمین..... ص: ۳۴

[4] عمدة عیون صحاح الاخبار فی مناقب امام الابرار / النص / ۴۱۸ / فصل فی ذکر ما ورد فی الاثنی عشر خلیفة من فنون الصحاح الستة ..... ص: 416، بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ۳۶ / ۳۶۲ / باب ۴۱ نصوص الرسول ص علیہم علیہم السلام ..... ص: ۲۳۶

[5] الکافی (ط - الاسلامیة) / ج ۵ / ۶۷ / باب دخول الصوفیة علی ابی عبد اللہ ع واحتجاجھم علیه فیما ینہون الناس عنه من طلب الرزق ... ص: ۶۵

لَاَنْ اَدْخُلَ السُّوقَ وَ مَعِي دَرَاهِمُ اَبْتَاعُ بِهِ لِعِيَالِي لَحْماً وَ قَدْ قَرِمُوا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ نَسَمَةً.

جب میں بازار میں داخل ہوتا ہوں اور میرے پاس پیسے ہوں تو اپنے اہل وعیال کے لئے گوشت خریدتا اور اس کی ضرورت کو پورا کرتا ہوں۔[۱]

جمعہ کے دن اہل وعیال پر توجہ:

خاندان سے نیکی کرنا ہمیشہ ایک مطلوب عمل ہے۔ جمعہ کے دن اہل وعیال پر احسان کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ اسی لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَطْرِفُوا اَهَالِيَكُمْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ بِشَيْءٍ مِنَ الْفَاكِهَةِ اَوِ اللَّحْمِ حَتَّى يَفْرَحُوا بِالْجُمُعَةِ.

جمعہ کے دن اپنے بیوی بچوں کی پھل اور گوشت سے خدمت کروتا کہ آنے والے جمعہ تک وہ خوش ہوں۔[۲]

اہل خانہ کے ساتھ نیکی کرنے کا ثواب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ! خِدْمَةُ الْعِيَالِ كَفَّارَةٌ لِلْكَبَائِرِ وَ يُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ مُهُورُ حُورِ الْعِينِ وَ يَزِيدُ فِي الْحَسَنَاتِ وَ الدَّرَجَاتِ. يَا عَلِيُّ! لَا يَخْدُمُ الْعِيَالَ اِلَّا صِدِّيقٌ اَوْ شَهِيدٌ اَوْ رَجُلٌ يُرِيدُ اللهُ بِهِ خَيْرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.

اے علیؑ! بیوی بچوں کی خدمت گناہانِ کبیرہ کا کفارہ ہے۔ غضب الٰہی ختم ہوتا ہے، جنت کی حوریں حق مہر میں ملتی ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ اے علیؑ! اہل خانہ کی خدمت صرف وہ آدمی کرسکتا ہے جو صدیق، شہید یا ایسا مرد ہو کہ خدا جس کے لئے دنیا وآخرت کی سعادت عطا کرتا ہے۔[۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اَقْرَبُكُمْ مِنِّي مَجْلِساً يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَحْسَنُكُمْ خُلُقاً وَ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهِ.

روز قیامت تم میں سے میرے نزدیک ترین وہ شخص ہوگا جو تم میں سے زیادہ متقی اور جو اپنے اہل خانہ کے لئے ہمدرد

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴ / ۱۲ / باب کفایۃ العیال والتوسع علیہم..... ص:۱۱

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۲۹۹ / باب نوادر..... ص:۲۹۶

[۳] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۳ / الفصل التاسع والخمسون فی خدمۃ العیال

ہو۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

...............وَ سَلِّمْ فِي بَيْتِكَ يَزِدِ اللّٰهُ فِي بَرَكَتِكَ.

..................اور جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرو خدا برکت میں اضافہ کرتا ہے۔[۲]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اَرْضَاكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَسْبَغُكُمْ عَلٰى عِيَالِهِ.

خدا کے نزدیک تم میں سے پسندیدہ ترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل خانہ پر زیادہ مہربان ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی اپنے بیوی بچوں کے لئے بھلائی کا سوچتا ہے اس کی عمر طولانی ہوتی ہے۔[۳]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

وَمَنْ حَسُنَ بِرُّهُ بِاَهْلِهِ زَادَ اللّٰهُ فِي عُمُرِهِ.

جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہو اس کی عمر طولانی ہوتی ہے۔[۴]

نیز فرمایا:

وَمَنْ حَسُنَ بِرُّهُ بِاِخْوَانِهِ وَ اَهْلِهِ مُدَّ فِي عُمُرِهِ.

جو اپنے بھائیوں اور اہل خانہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہو اس کی عمر طولانی ہوتی ہے۔[۵]

اہل خانہ کے لئے سوچ وبچار کا ثواب:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ كَيْفَ اَصْبَحْتَ يَا عَلِيُّ فَقُلْتُ اَصْبَحْتُ وَ لَيْسَ فِي يَدِي شَيْءٌ غَيْرُ الْمَاءِ وَ اَنَا مُغْتَمٌّ لِحَالِ فَرْخَيَّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ علیہما السلام فَقَالَ لِي يَا عَلِيُّ غَمُّ الْعِيَالِ سِتْرٌ مِنَ النَّارِ.

میں ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا: اے علیؑ! تم نے صبح کس حالت میں کی؟ میں نے کہا: میرے پاس پانی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ میں حسن وحسین علیہما السلام کے لئے پریشان ہوں۔

---

[۱] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۳۸ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ ..... ص: ۲۴

[۲] الامالی (للمفید)/ النص/ ۶۰ / المجلس السابع

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۸ / ۶۹ / حدیث علی بن الحسین ع ..... ص: ۶۸

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۸ / ۲۱۹ / حدیث الصیحۃ ..... ص: ۲۰۹

[۵] تحف العقول/ النص/ ۳۸۸ / وصیۃ ع لہشام وصفتہ للعقل ..... ص: ۳۸۳

آپ نے فرمایا: اے علیؑ! اہل خانہ کے لئے پریشانی دوزخ کی آگ کے مقابلے میں حجاب ہے۔[۱]

اہل خانہ کو تباہ کرنے کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَلْعُونٌ مَلْعُونٌ مَنْ ضَيَّعَ مَنْ يَعُولُ.

خدا کی رحمت سے دور ہے، خدا کی رحمت سے دور ہے جو اپنے اہل خانہ کو تباہ کرتا ہے۔[۲]

روایت میں ہے کہ:

أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُشْبِعَ الرَّجُلُ نَفْسَهُ وَ يُجِيعَ أَهْلَهُ وَ قَالَ كَفَى بِالْمَرْءِ هَلَاكاً أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَعُولُ.

آپؐ نے جو شخص خود سیر ہو کر کھانے اور اہل خانہ کو بھوکا رکھنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ ایک شخص کے ہلاک ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو تباہ کرتا ہے۔[۳]

اہل خانہ سے بد اخلاقی کا انجام:

روایت میں ہے کہ

.... رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ رَجَعَ النَّاسُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ رَأَيْنَاكَ صَنَعْتَ عَلَى سَعْدٍ مَا لَمْ تَصْنَعْهُ عَلَى أَحَدٍ إِنَّكَ تَبِعْتَ جَنَازَتَهُ بِلَا رِدَاءٍ وَ لَا حِذَاءٍ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ بِلَا حِذَاءٍ وَ لَا رِدَاءٍ فَتَأَسَّيْتُ بِهِمْ قَالُوا وَ كُنْتَ تَأْخُذُ يَمْنَةَ السَّرِيرِ مَرَّةً وَ يَسْرَةَ السَّرِيرِ مَرَّةً قَالَ كَانَتْ يَدِي فِي يَدِ جَبْرَئِيلَ آخُذُ حَيْثُ مَا أَخَذَ فَقَالُوا أَمَرْتَ بِغُسْلِهِ وَ صَلَّيْتَ عَلَى جِنَازَتِهِ وَ لَحَدْتَهُ ثُمَّ قُلْتَ إِنَّ سَعْداً قَدْ أَصَابَتْهُ ضَمَّةٌ قَالَ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَعَمْ إِنَّهُ كَانَ فِي خُلُقِهِ مَعَ أَهْلِهِ سُوءٌ.

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور لوگ سعد بن معاذ کو دفن کرنے کے بعد واپس آئے تو لوگوں نے پوچھا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے سعد سے وہ سلوک کیا جو کسی کے ساتھ آپؐ نے نہیں کیا تھا۔ اس کے جنازے کے ساتھ ردا اور جوتوں کے بغیر تشریف لے گئے۔

آپ نے فرمایا: اس کے جنازے میں فرشتے بھی ردا اور جوتوں کے بغیر حاضر تھے۔ میں نے ان کی پیروی کی ہے۔ آپ نے اس کے تابوت کو ایک بار دائیں طرف اور دوسری بار بائیں طرف سے پکڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرا ہاتھ

---

[۱] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۹۱ / الفصل التاسع والاربعون فی کیف اصبحت

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴ / ۱۲ / باب کفایۃ العیال والتوسع علیھم..... ص:۱۱

[۳] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۱۹۳ / ۱ فصل ذکر الرغائب فی النکاح..... ص:۱۸۹

جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا۔ جہاں سے وہ پکڑتا تھا میں بھی وہیں سے پکڑ لیتا تھا۔

لوگوں نے کہا: آپ نے اس کے غسل کا حکم دیا اور خود آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور آپ ہی نے اسے دفن کیا پھر آپ نے فرمایا: بے شک! سعد کی قبر پر عذاب ہوا (اس کا کیا مطلب ایسا کیونکر ہے؟)۔

آپ نے فرمایا: ہاں! وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بد اخلاق تھا۔[1]

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شَرُّ النَّاسِ الْمُضَيِّقُ عَلٰى اَهْلِهِ.

بدترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے سخت ہو۔[2]

ایک روایت میں ہے کہ:

قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ كَيْفَ يَكُوْنُ ضَيِّقًا عَلٰى اَهْلِهِ؟

قَالَ: اَلرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ خَشَعَتِ امْرَاَتُهُ وَ هَرَبَ وَلَدُهُ وَ فَرَّ فَإِذَا خَرَجَ ضَحِكَتِ امْرَاَتُهُ وَ اسْتَأْنَسَ اَهْلُ بَيْتِهِ.

ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! اہل خانہ پر سخت گیری سے کیا مراد ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور اس کی بیوی، بچے ڈریں اور جب گھر سے باہر جائے تو بیوی، بچے خوش ہوں۔[3]

اولاد:

اولاد، امانت اور نعمت الٰہی ہے اور خدا کی نشانیاں ہیں۔[4]

والدین ان کی سلامتی، رشد اور تعلیم و تربیت کے ذمہ دار ہیں۔[5]

---

[1] علل الشرائع/ج ا/۳۱۰/۲۶۲ باب العلۃ التی من اجلہا یکون عذاب القبر ص:۳۰۹

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)/۵۳۸/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باترجمہ فارسی

[3] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج۸، ص۲۵

[4] "وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً" اور اسی نے تمہارے واسطے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے پیدا کیے (سورۂ نحل: ۷۲)، اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ. اس نے تمہاری چار پایوں اور لڑکے بالوں سے مدد کی (سورۂ شعراء: ۱۳۳)

[5] يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا. اے ایماندارو! اپنے آپ کو اور اپنے لڑکے بالوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ (سورۂ تحریم:۶)، لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ نہ ماں کا اس کے بچے کی وجہ سے نقصان گوارا کیا جائے اور نہ جس (باپ) کا لڑکا ہے اس کا (بلکہ دستور کے مطابق دیا جائے) (سورۂ بقرہ: ۲۳۳)

اچھی تربیت کا ثواب[1] اور بری تربیت کا عذاب ہوگا۔[2]

اہل بیتؑ کی روایات میں والدین، بچوں کے حقوق کے عہدیدار ہیں اور ان کے حقوق مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اچھا نام انتخاب کرنا (۲) اس کی ماں کا احترام کرنا

(۳) والدین سے منسوب کرنا (۴) نظافت

(۵) مناسب غذا (۶) تعلیم وتربیت

(۷) اس سے محبت (۸) اس کا اکرام

(۹) نیک کام میں اس کی مدد کرنا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى وَالِدِهِ إِذَا كَانَ ذَكَراً أَنْ يَسْتَفْرِهَ أُمَّهُ وَ يَسْتَحْسِنَ اسْمَهُ وَ يُعَلِّمَهُ كِتَابَ اللهِ وَ يُطَهِّرَهُ وَ يُعَلِّمَهُ السِّبَاحَةَ وَإِذَا كَانَتْ أُنْثَى أَنْ يَسْتَفْرِهَ أُمَّهَا وَ يَسْتَحْسِنَ اسْمَهَا وَ يُعَلِّمَهَا سُورَةَ النُّورِ وَلَا يُعَلِّمَهَا سُورَةَ يُوسُفَ وَلَا يُنْزِلَهَا الْغُرَفَ وَ يُعَجِّلَ سَرَاحَهَا إِلَى بَيْتِ زَوْجِهَا.

بچے کا باپ پر یہ حق ہے کہ اس کی ماں کا احترام کرے، اس کا اچھا نام رکھے، اگر بیٹا ہے تو اسے قرآن کی تعلیم دیں، اس کا ختنہ کرنا، تیراکی سکھانا، اگر لڑکی ہو تو اسے سورۂ نور کی تعلیم دینا، اسے اوپر والے کمرے میں جگہ نہ دے، اس کی شادی میں جلدی کرنا۔[3]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ أَمَّا حَقُّ وَلَدِكَ فَأَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ مِنْكَ وَ مُضَافٌ إِلَيْكَ فِي عَاجِلِ الدُّنْيَا بِخَيْرِهِ وَ شَرِّهِ.

بچے کا حق یہ ہے کہ تم جان لو کہ اس دنیا میں اس کا اچھا یا برا ہونا تم سے مربوط ہے۔[4]

بچے کی صفائی ستھرائی:

بچے کی روحانی پاکیزگی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا. اور اپنے گھر کے لوگوں کو نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کی تاکید کیا کرتے تھے اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ تھے۔ (سورۂ مریم: ۵۵)

[2] إِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حقیقت میں وہی بڑے گھاٹے میں ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈالا۔ (سورۂ شوریٰ: ۴۵)

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۶ / ۴۹ / باب حق الاولاد..... ص:۴۸

[4] من لا یحضرہ الفقیہ / ج۲ / ۶۲۲ / باب الحقوق..... ص:۶۱۸

لَا يُجَامِعِ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَا جَارِيَتَهُ وَفِي الْبَيْتِ صَبِيٌّ، فَإِنَّ ذٰلِكَ مِمَّا يُوْرِثُ الزِّنٰى.

کوئی شخص اپنی بیوی یا کنیز سے اس کمرے میں ہم بستری نہ کرے جس میں کوئی بچہ ہو، کیونکہ یہ چیز باعث بنتی ہے کہ زنا کی طرف راغب ہو جائیں۔[1]

بیماری سے پیشگی بچاؤ:

بچے کو پاکیزہ اور اسے صاف ستھرا رکھنے سے بچہ بعض بیماریوں سے بچ جاتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَرِهَ اَنْ يَغْشَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَ هِيَ حَائِضٌ فَإِنْ فَعَلَ وَ خَرَجَ الْوَلَدُ مَجْذُوماً أَوْ بِهِ بَرَصٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ .... وَ كَرِهَ اَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ اَهْلَهُ وَ قَدِ احْتَلَمَ حَتّٰى يَغْتَسِلَ مِنَ الاِحْتِلَامِ فَإِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ وَ خَرَجَ الْوَلَدُ مَجْنُوناً فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

مرد کا عورت کے ساتھ جماع کرنا کہ جب عورت حیض کی حالت میں ہو تو یہ حرام ہے اگر ایسا ہو تو بچے جذام و برص کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اسے اپنی سرزنش کرنی چاہیے۔..... غسل جنابت کرنے سے پہلے عورت کے ساتھ ہمبستری کرنا مکروہ ہے۔ اگر ایسا اس نے کیا تو بچہ، دیوانہ پیدا ہوگا اور اسے اپنی سرزنش کرنی چاہیے۔[2]

بیماری سے پیشگی بچاؤ کے ساتھ ہمبستری کو ایک زمانے میں ترک کرنا ہوتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

يَا عَلِيُّ لَا تُجَامِعْ اَهْلَكَ لَيْلَةَ النِّصْفِ وَ لَا لَيْلَةَ الْهِلَالِ أَ مَا رَأَيْتَ الْمَجْنُونَ يُصْرَعُ فِي لَيْلَةِ الْهِلَالِ وَلَيْلَةِ النِّصْفِ كَثِيراً.

اے علیؑ! آدھی رات اور قمری ماہ کے اول میں جماع نہ کرنا، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دیوانے رات اور اول ماہ میں بے ہوش ہوتے ہیں۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تُجَامِعْ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ وَ لَا فِي وَسَطِهِ وَ لَا فِي آخِرِهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلْيُسَلِّمْ لِسِقْطِ الْوَلَدِ فَإِنْ تَمَّ أَوْشَكَ أَنْ يَكُونَ مَجْنُوناً أَلَا تَرَى أَنَّ الْمَجْنُونَ أَكْثَرُ مَا يُصْرَعُ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ وَوَسَطِهِ وَآخِرِهِ.

قمری ماہ کی پہلی، درمیانی اور آخری تاریخ میں جماع نہ کرو کیونکہ جو بھی ایسا کرتا ہے تو اس کا بچہ سقط ہو جاتا ہے اور ممکن ہے بچہ دیوانہ ہو۔[4]

---

[1] کافی (ط - دار الحدیث) / ج ۱۱ / ۱۴۳ / ۱۴۲ - باب کراہیۃ ان یواقع الرجل اہلہ وفی البیت صبی..... ص: ۱۴۲

[2] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۴ / ۳۵۷ / باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[3] تحف العقول / النص / ۱۲ / وصیۃ اخری الی امیر المؤمنین ع مختصرۃ..... ص: ۱۰

[4] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۳ / ۴۰۳ / باب الاوقات التی یکرہ فیہا الجماع..... ص: ۴۰۲

البتہ روایات میں امیر المومنین علیہ السلام سے آیا ہے کہ ماہ رمضان کی پہلی شب دوسرے مہینوں سے مستثنیٰ ہے۔[۱]

بچے کی بیماری سے پیشگی احتیاط کے موارد مندرجہ ذیل ہیں: جماع کے وقت بیوی سے باتیں نہ کرنا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے بچہ گونگا پیدا ہوتا ہے۔[۲]

صفائی ستھرائی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اغْسِلُوا صِبْيَانَكُمْ مِنَ الْغَمَرِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَشَمُّ الْغَمَرَ فَيَفْزَعُ الصَّبِيُّ فِي رُقَادِهِ وَ يَتَأَذَّى بِهَا الْكَاتِبَانِ.

بچوں کو آلودگی سے صاف ستھرا رکھو کیونکہ شیطان آلودگی کو سونگھتا ہے بچہ خواب میں ڈرتا ہے اور بچے کے ساتھ فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔[۳]

بچے کا ساتویں دن ختنہ کرنا:

ختنہ سنت ہے اور نظافت بھی ہے معصومین علیہم السلام کی روایات ہیں کہ

اَنِ اخْتِنُوا اَوْلَادَكُمْ يَوْمَ السَّابِعِ يَطَّهَّرُوا.

اپنے بیٹے کا ولادت سے ساتویں دن ختنہ کروتا کہ وہ پاک ہوجائے۔[۴]

پیشگی تحفظ معنوی:

پیشگی تحفظ یہ ہے کہ بچوں کی پیدائش کے وقت اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی جائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ! إِذَا وُلِدَ لَكَ غُلَامٌ اَوْ جَارِيَةٌ فَأَذِّنْ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى وَ اَقِمْ فِي الْيُسْرَى فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّهُ الشَّيْطَانُ اَبَدًا.

اے علیؑ! جب تیرے ہاں بیٹا یا بیٹی پیدا ہوتو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھو شیطان اسے ضرر و نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔[۵]

---

[۱] يُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يَأْتِيَ اَهْلَهُ - اَوَّلَ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ - اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلَى نِسَائِكُمْ وَ الرَّفَثُ الْمُجَامَعَةُ. (الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۴ / ۱۸۰ / باب النوادر ..... ص:۱۸۰)

[۲] نَهَاكُمْ عَنْ........ وَ كَرِهَ الْكَلَامَ عِنْدَ الْجِمَاعِ وَ قَالَ يُورِثُ الْخَرَسَ يَعْنِي فِي الْوَلَدِ. (الخصال/ ج ۲ / ۵۲۰ / النہی عن اربع وعشرين خصلة ..... ص:۵۲۰)

[۳] عيون اخبار الرضا عليه السلام/ ج ۲ / ۶۹ / ۳۱ باب فيما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعة ص:۲۴

[۴] الکافی (ط-الاسلامية)/ ج ۶ / ۳۵ / باب التطهير ص:۳۴

[۵] تحف العقول/ النص/ ۱۳ / وصية اخرى الى امير المؤمنين ع مختصرة ص:۱۰

نیز فرمایا:

يَا عَلِيُّ إِذَا جَامَعْتَ فَقُلْ:

اے علیؑ! جماع کے وقت یہ دعا پڑھو:

"بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي"

خدا کے نام سے، اے معبود مجھے اور میری اولاد کو جو مجھے عطا فرمائے شیطان سے دور رکھ۔

فَإِنْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَكُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ أَبَداً.

اگر تمہارا بچہ پیدا ہوا تو شیطان اسے ضرر و نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔[1]

بچے کی غذا:

غذا کا حق:

شیر خوار بچے کی غذا یعنی دودھ پلانا اور اس احکام پر بڑی تاکید کی گئی ہے۔ خداوند قرآن میں فرماتا ہے:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ

جو شخص اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلوانا چاہے تو اس کی خاطر سے مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلائیں اور جس (باپ) کا وہ لڑکا ہے اس پر ماؤں کا کھانا کپڑا دستور کے مطابق لازم ہے۔[2]

بچے کو دودھ پلانے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا حَمَلَتِ الْمَرْأَةُ كَانَتْ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْمُجَاهِدِ بِنَفْسِهِ وَ مَالِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ فَإِذَا وَضَعَتْ كَانَ لَهَا مِنَ الْأَجْرِ مَا لَا تَدْرِي مَا هُوَ لِعِظَمِهِ فَإِذَا أَرْضَعَتْ كَانَ لَهَا بِكُلِّ مَصَّةٍ كَعِدْلِ عِتْقِ مُحَرَّرٍ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ رَضَاعِهِ ضَرَبَ مَلَكٌ عَلَى جَنْبِهَا [جَنْبَيْهَا] وَ قَالَ استانف [اسْتَأْنِفِي] الْعَمَلَ فَقَدْ غُفِرَ لَكِ.

جب عورت حاملہ ہو تو وہ روزہ دار، نماز گزار اور ایسے مجاہد کی مانند ہے جو جان و مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور جب بچے کی ولادت ہو اسے اتنا ثواب ملتا ہے جسے کوئی نہیں جانتا اور جب ماں بچے کو دودھ پلاتی ہے تو بچے کا ہر دفعہ ماں کا دودھ پینا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ جب دودھ چھوٹ جائے تو ماں کے

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۱۲/ وصیۃ اخری الی امیر المؤمنین ع مختصرۃ..... ص: ۱۰

[2] سورۂ بقرہ: ۲۳۳

پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے: خدا نے تجھے بخش دیا ہے اپنے کام دوبارہ شروع کرو۔[۱]

بچے کی تعلیم و تربیت:

اسلام نے بچے کی تعلیم و تربیت کے بارے میں چند نکات بیان کئے ہیں:

۱۔ معارف دینی، عقائد، اخلاق، قرائت، احکام کا جاننا، عبادت کرنا۔

۲۔ ادب اور اجتماعی مہارت

۳۔ ادب اور دفاعی مہارت

قرآن اور احکام دین کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ عَلَّمَهُ الْقُرْآنَ دُعِيَ بِالْأَبَوَيْنِ فَيُكْسَيَانِ حُلَّتَيْنِ يُضِيءُ مِنْ نُورِهِمَا وُجُوهُ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

جو اپنے بچے کو قرآن سکھاتا ہے تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو بلایا جائے گا۔ دو لباس والدین پہنیں گے کہ جن کے نور سے جنتی افراد کے چہرے روشن ہوں گے۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَّ الْقُرْآنَ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالرَّجُلِ الشَّاحِبِ يَقُولُ لِرَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ: يَا رَبِّ هَذَا اَظْمَأْتُ نَهَارَهُ، وَاَسْهَرْتُ لَيْلَهُ، وَقَوَّيْتُ فِي رَحْمَتِكَ طَمَعَهُ، وَفَسَحْتُ فِي مَغْفِرَتِكَ اَمَلَهُ، فَكُنْ عِنْدَ ظَنِّي [فِيكَ] وَظَنِّهِ.

يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: اَعْطُوهُ الْمُلْكَ بِيَمِينِهِ، وَالْخُلْدَ بِشِمَالِهِ، وَاقْرِنُوهُ بِأَزْوَاجِهِ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَاكْسُوا وَالِدَيْهِ حُلَّةً لَا تَقُومُ لَهَا الدُّنْيَا بِمَا فِيهَا.

فَيَنْظُرُ اِلَيْهِمَا الْخَلَائِقُ فَيُعَظِّمُونَهُمَا. وَيَنْظُرَانِ اِلَى اَنْفُسِهِمَا فَيَعْجَبَانِ مِنْهَا وَيَقُولَانِ: يَا رَبَّنَا اَنَّى لَنَا هَذِهِ وَلَمْ تَبْلُغْهَا اَعْمَالُنَا.

فَيُقَالُ: هَذَا بِتَعْلِيمِكُمَا وَلَدَكُمَا الْقُرْآنَ، وَتَبْصِيرِكُمَا اِيَّاهُ بِدِينِ الْاِسْلَامِ وَرِيَاضَتِكُمَا اِيَّاهُ- عَلَى حُبِّ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ وَعَلِيٍّ وَلِيِّ اللهِ

روز قیامت قرآن ایک شخص کے ساتھ آئے گا اور پروردگار فرمائے گا: یہ وہ شخص ہے جسے میں نے دن میں بھوکا اور رات کو بیدار رکھا۔ پس اس کے طمع کو تیری رحمت قرار دیا اور اس کی امیدیں تیری مغفرت ہے، پس میرے گمان کے مطابق

---

[۱] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۴۱۱/ المجلس الرابع والستون

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۹/ باب برالاولاد..... ص:۴۹

عمل کرو۔

خدا فرمائے گا تیرے دائیں ہاتھ میں مشک دیا اور بائیں ہاتھ میں مردانگی، اس کے ماں باپ کو زیور دے جو بہت قیمتی ہوں گے۔

پس روزِ قیامت تمام لوگ اس کے ماں باپ کو دیکھیں گے اور انہیں باعظمت شمار کیا جائے گا۔ والدین یہ دیکھ کر تعجب کریں گے اور پوچھیں گے: اے پروردگار! یہ عظمت کیسے حاصل ہوئی ہے جبکہ ہم نے یہ اعمال انجام نہیں دیئے ہیں؟

خدا فرمائے گا: یہ عظمت بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے، اسلامی تربیت کرنے اور اللہ کے رسول (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اللہ کے ولی (حضرت علی علیہ السلام) سے محبت کی وجہ سے ہے۔[1]

بچوں کو دینی تعلیم سے محروم رکھنے کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض افراد پر نگاہ ڈالی اور فرمایا:

اَنَّهُ نَظَرَ اِلٰی بَعْضِ الْاَطْفَالِ فَقَالَ وَيْلٌ لِاَوْلَادِ آخِرِ الزَّمَانِ مِنْ آبَائِهِمْ فَقِيلَ يَارَسُولَ اللهِ مِنْ آبَائِهِمُ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَا مِنْ آبَائِهِمُ الْمُؤْمِنِينَ لَا يُعَلِّمُونَهُمْ شَيْئاً مِنَ الْفَرَائِضِ وَ اِذَا تَعَلَّمُوا اَوْلَادُهُمْ مَنَعُوهُمْ وَرَضُوا عَنْهُمْ بِعَرَضٍ يَسِيرٍ مِنَ الدُّنْيَا فَاَنَا مِنْهُمْ بَرِیءٌ وَ هُمْ مِنِّي بِرَاءٌ.

آخری زمانے کے بچوں پر افسوس ہے کہ باپ نے ان کے ساتھ کیا کیا؟

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! اس وجہ سے کہ ان کے باپ مشرک تھے؟

آپؐ نے فرمایا: نہیں بلکہ ایسے باپ کہ جو مومن ہیں لیکن بچوں کو واجبات دین نہیں سکھاتے بلکہ انہیں یاد کرنے سے منع کرتے ہیں۔ تو دنیا کا بہت کم فائدہ انہیں ملے گا میں ان سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بیزار ہیں۔[2]

دفاعی و اجتماعی مہارت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِّمُوا اَوْلَادَكُمُ السِّبَاحَةَ وَ الرِّمَايَةَ.

اپنے بچوں کو تیراکی اور تیر اندازی کی تعلیم دو۔[3]

اسی طرح فرمایا:

---

[1] التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری علیہ السلام/ ۴۵۰ / [فی فضائل القرآن، وفضل تعلمہ وتعلیمہ:]..... ص: ۴۴۹

[2] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۶ / الفصل الثانی والستون فی الاولاد

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۴۷ / باب تادیب الولد..... ص: ۴۶

اَکْرِمُوا اَوْلَادَکُمْ وَ اَحْسِنُوا اَدَبَهُمْ یُغْفَرْ لَکُمْ.

بچوں کا احترام کرو اور ان کی اچھی تربیت کرو تا کہ تمہاری مغفرت ہو سکے۔[1]

نیز فرمایا:

یَا عَلِیُّ حَقُّ الْوَلَدِ عَلَی وَالِدِهِ اَنْ یُحْسِنَ اسْمَهُ وَ اَدَبَهُ وَ یَضَعَهُ مَوْضِعاً صَالِحًا.

اے علیؑ! بچے کا باپ پر یہ حق ہے کہ باپ اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے اور اس کو مقام دے۔[2]

بچوں سے محبت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَبَّلَ وَلَدَهُ کَتَبَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ حَسَنَةً.

جو شخص اپنے بچے کا بوسہ لیتا ہے۔ خدا اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

اَکْثِرُوا مِنْ قُبْلَةِ اَوْلَادِکُمْ فَاِنَّ لَکُمْ بِکُلِّ قُبْلَةٍ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ مَسِيرَةَ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ.

بچوں کا زیادہ بوسہ لیا کرو۔ بے شک ہر بوسے کے مقابلے میں تجھے جنت میں ایک درجہ ملے گا کہ جس کی مسافت پانچ سو سال ہے۔[4]

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں:

کُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذْ دَخَلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ قَبَّلَهُ ثُمَّ قَالَ حُزُقَّةٌ حُزُقَّةٌ تَرَقَّ عَيْنَ بَقَّةَ وَ وَضَعَ فَمَهُ عَلَى فِيهِ وَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ وَ اَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا، جب حسین بن علی علیہ السلام داخل ہوئے تو آپؐ نے انہیں اٹھایا اور ان کا بوسہ لیا اور ان کے منہ پر اپنا منہ رکھا اور فرمایا: خدایا! میں اِسے دوست رکھتا ہوں، پس تو بھی اُسے دوست رکھ جو اِسے دوست رکھتا ہے۔[5]

نکتہ:

اس حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ آپ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ بچوں کی تربیت اس طرح کرو کہ امام حسین علیہ السلام کے دوست ہوں اور امام حسین علیہ السلام کو دوست رکھیں گے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا ان کے لئے ہے۔

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۲۲۲ / فی فضل الاولاد..... ص:۲۱۸

[2] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۲ / ۷ / ۳ / باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۴۹ / باب برالاولاد..... ص:۴۹

[4] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ) / ج ۲ / ۳۶۹ / فصل فی ذکر حق الولد علی الوالد..... ص:۳۶۸

[5] بحارالانوار (ط-بیروت) / ج ۳۶ / ۳۱۳ / باب ۴۱ نصوص الرسول ص علیہم علیہم السلام..... ص:۲۳۶

اولاد سے سختی کرنے کا انجام:

روایت میں ہے کہ

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ فَقَالَ عُيَيْنَةُ وَ فِي رِوَايَةِ غَيْرِهِ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ أَنَّ لِي عَشَرَةً مَا قَبَّلْتُ وَاحِداً مِنْهُمْ قَطُّ فَقَالَ ﷺ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ وَ فِي رِوَايَةِ حَفْصٍ الْفَرَّاءِ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى الْتُمِعَ لَوْنُهُ وَ قَالَ لِلرَّجُلِ إِنْ كَانَ اللهُ قَدْ نَزَعَ الرَّحْمَةَ مِنْ قَلْبِكَ فَمَا أَصْنَعُ بِكَ مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَ لَمْ يُعَزِّزْ كَبِيرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا.

ایک دن رسول خدا ﷺ نے امام حسن و حسین علیہما السلام کا بوسہ لیا۔ (یہ دیکھ کر) اقرع بن حابس نامی شخص نے کہا: میرے دس بچے ہیں اور میں نے ان میں کسی کا بوسہ نہیں لیا۔

آپ نے فرمایا: جو شخص بچوں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ آپ اس شخص کی اس بات پر بہت ناراض ہوئے اور آپ کے چہرے کے آثار بدل گئے اور اسے فرمایا: اگر خدا نے تیرے دل سے محبت و عواطف کو نکال دیا ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ جو شخص چھوٹے بچوں پر مہربان نہ ہو اور ہمارے بزرگوں کا احترام نہ کرے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ [۱]

اولاد کا احترام کرنا:

کرامت اچھے اخلاق کا اہم عامل ہے۔ [۲] اس لئے بچے کی تربیت میں محبت کی روح پھونکی جائے۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَ أَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ يُغْفَرْ لَكُمْ.

اپنے بچوں کا احترام و اکرام کرو ان کی اچھی تربیت کرو کیونکہ اس سے تمہاری مغفرت ہوتی ہے۔ [۳]

بچے کو اچھے نام سے بلانا:

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يَنْحَلُ أَحَدُكُمْ وَلَدَهُ الِاسْمُ الْحَسَنُ فَلْيُحْسِنْ أَحَدُكُمُ اسْمَ وَلَدِهِ.

---

[۱] وسائل الشیعۃ/ ج۲۱ / ۴۸۵ / ۸۹۔ باب استحباب تقبیل الانسان ولدہ علی وجہ الرحمۃ..... ص:۴۸۴

[۲] مَنْ كَرُمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ هَانَتْ عَلَيْهِ شَهَوَاتُهُ. (نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۵۵ / [۴۵۸] ۴۴۹..... ص:۵۵۵)

[۳] مکارم الاخلاق/ ۲۲۲ / فی فضل الاولاد..... ص:۲۱۸

یعنی باپ کی طرف سے بچے کے لئے سب سے پہلا ہدیہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے۔[1]

نیز فرمایا:

اِذَا سَمَّیْتُمُ الْوَلَدَ مُحَمَّداً فَاَکْرِمُوهُ وَ اَوْسِعُوا لَهُ فِی الْمَجَالِسِ وَلَا تُقَبِّحُوا لَهُ وَجْهاً.

جب بچوں کا نام محمد رکھو تو اس کا اکرام کرو اور مجالس میں اسے جگہ دو اور (اسے دیکھ کر) تیوری نہ چڑھاؤ۔[2]

پیغمبرؐ کے نام کا ثواب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مَائِدَةٍ وُضِعَتْ وَ حَضَرَ عَلَيْهَا مَنِ اسْمُهُ اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّدٌ اِلَّا قُدِّسَ ذَلِكَ الْمَنْزِلُ فِی كُلِّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ.

جس گھر کے دستر خوان پر احمد یا محمد نامی شخص حاضر ہوتا ہے اس گھر میں روزانہ دو بار برکت نازل ہوتی ہے۔[3]

بچے کی شادی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ حَقِّ الْوَلَدِ عَلَى وَالِدِهِ ثَلَاثَةٌ يُحَسِّنُ اسْمَهُ وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتَابَةَ وَ يُزَوِّجُهُ اِذَا بَلَغَ.

بچے کے باپ پر تین حق ہیں: (۱) اس کا اچھا سا نام رکھے، (۲) اسے پڑھنا لکھنا سکھائے (۳) جب وہ بالغ ہو جائے اس کی شادی کرے۔[4]

بچے کی مدد کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ اَعَانَ وَلَدَهُ عَلَى بِرِّهِ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ يُعِينُهُ عَلَى بِرِّهِ قَالَ يَقْبَلُ مَيْسُورَهُ وَ يَتَجَاوَزُ عَنْ مَعْسُورِهِ.

خدا ایسے شخص پر رحمت کرے جو اپنے بچے کے نیک کاموں میں اس کی مدد کرے۔

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۱۰۱ / ۱۳۰ / باب ۵ الاسماء والکنی ..... ص: ۱۲۷

[2] عیون اخبار الرضا علیہ السلام / ج ۲ / ۲۹ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضاع من الاخبار المجموعة ..... ص: ۲۴

[3] عیون اخبار الرضا علیہ السلام / ج ۲ / ۲۹ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضاع من الاخبار المجموعة ..... ص: ۲۴

[4] مکارم الاخلاق / ۲۲۰ / فی فضل الاولاد ..... ص: ۲۱۸

پوچھا: کیسے؟ نیکی میں کس طرح مدد کی جائے؟
آپ نے فرمایا: جس چیز کی وہ قدرت رکھتا ہے اس سے قبول کرو اور جو کام اس کے لئے مشکل ہو اُس سے درگزر کرو۔ [1]

بچوں میں مساوات:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَوُّوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ.

اپنے بچوں میں ہدیہ دینے میں مساوات قائم کرو۔ [2]

روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَبْصَرَ رَجُلًا لَهُ وَلَدَيْنِ [وَلَدَانِ] فَقَبَّلَ أَحَدَهُمَا وَ تَرَكَ الْآخَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَهَلَّا وَاسَيْتَ بَيْنَهُمَا.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے دو بچے تھے صرف ایک کا بوسہ لیتا تھا، آپؐ نے اس سے فرمایا: اپنے بچوں کے درمیان عدالت اور مساوات قائم کرو۔ [3]

نیز آپؐ نے فرمایا:

اعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي السِّرِّ كَمَا تُحِبُّونَ أَنْ يَعْدِلُوا بَيْنَكُمْ فِي الْبِرِّ وَ اللُّطْفِ.

اپنے بچوں کے درمیان عدالت سے کام لو جس طرح تم پسند کرتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ نیکی اور لطف کرنے میں عدالت سے کام لیں۔ [4]

بیٹیوں سے پہلے نیکی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَاشْتَرَى تُحْفَةً فَحَمَلَهَا إِلَى عِيَالِهِ كَانَ كَحَامِلِ صَدَقَةٍ إِلَى قَوْمٍ مَحَاوِيجَ وَ لْيَبْدَأْ بِالْإِنَاثِ قَبْلَ الذُّكُورِ فَإِنَّهُ مَنْ فَرَّحَ أُنْثَى فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ.

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۵۰ / باب برالاولاد..... ص:۴۹
[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۵۱۹ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم۔ ص۔ با ترجمہ فارسی
[3] الجعفریات (الاشعثیات)، ص:۵۵
[4] مکارم الاخلاق/ ۲۲۰ / فی فضل الاولاد..... ص:۲۱۸

جو شخص بازار جاتا ہے اور تحفہ خرید کر لے آتا ہے اور وہ اپنے اہل وعیال کو دیتا ہے ایسا شخص درحقیقت فقیروں کے لئے صدقہ دے رہا ہوتا ہے۔ بچیوں کو بچوں پر مقدم رکھو کیونکہ جو شخص بیٹیوں کو خوشحال رکھتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ایک غلام آزاد کیا ہو۔ [۱]

اس طرح آپؑ نے فرمایا:

وَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلًا اَحَدًا لَفَضَّلْتَ الْإِنَاثِ.

اپنے بچوں کو ہدیہ دیتے وقت مساوات قائم کرواگر چاہتے ہو کہ کسی کو زیادہ ہدیہ دوتو پہلے بیٹیوں کو دو۔ [۲]

اولاد کے لئے دعا:

ضروری ہے کہ انسان اولاد کی اچھی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کے لئے دعا کرے اور یہ دعا پڑھے جو امام سجاد علیہ السلام سے منقول ہے:

① اَللّٰهُمَّ وَمُنَّ عَلَيَّ بِبَقَاءِ وُلْدِي وَبِإِصْلَاحِهِمْ لِي وبِإِمْتَاعِي بِهِمْ.

(۱) خدایا! مجھ پر میری اولاد کی بقا ان کے حالات کی اصلاح اور ان سے میری بہرہ مندی کے ذریعہ احسان فرما۔

② اِلٰهِي امْدُدْ لِي فِي اَعْمَارِهِمْ، وَزِدْ لِي فِي آجَالِهِمْ، وَرَبِّ لِي صَغِيرَهُمْ، وَقَوِّ لِي ضَعِيفَهُمْ، وَاَصِحَّ لِي اَبْدَانَهُمْ وَ اَدْيَانَهُمْ وَ اَخْلَاقَهُمْ، وَعَافِهِمْ فِي اَنْفُسِهِمْ وَفِي جَوَارِحِهِمْ وَفِي كُلِّ مَا عُنِيتُ بِهِ مِنْ اَمْرِهِمْ، وَاَدْرِرْ لِي وَعَلَى يَدِي اَرْزَاقَهُمْ.

(۲) خدایا! میرے حق میں ان کی عمر دراز کردے ان کی مدت حیات میں اضافہ فرمادے ان کے کمسنوں کی تربیت فرما ان کے کمزوروں کو قوت عطا فرما ان کے بدن کو صحت دے۔ ان کے دین واخلاق کو درست فرمادے ان کے نفس اور اعضاء وجوارح اور جن اشیاء کے لئے ان کے بارے میں میں فکرمند ہوں سب میں عافیت عطا فرما ان کے رزق کو میرے ذریعہ اور میرے ہاتھوں مسلسل بنادے۔

③ وَ اجْعَلْهُمْ اَبْرَاراً اَتْقِيَاءَ بُصَرَاءَ سَامِعِينَ مُطِيعِينَ لَكَ، وَ لِاَوْلِيَائِكَ مُحِبِّينَ مُنَاصِحِينَ، وَ لِجَمِيعِ اَعْدَائِكَ مُعَانِدِينَ وَ مُبْغِضِينَ، آمِينَ.

(۳) انھیں نیک کردار، پرہیزگار، صاحب بصیرت، فرمانبردار، تیری اور تیرے اولیاء کی اطاعت کرنے والے، محب، مخلص اور اپنے دشمنوں کا دشمن اور ان سے بغض رکھنے والا بنادے۔ آمین۔

④ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ بِهِمْ عَضُدِي، وَ اَقِمْ بِهِمْ اَوَدِي، وَ كَثِّرْ بِهِمْ عَدَدِي، وَ زَيِّنْ بِهِمْ مَحْضَرِي، وَ اَحْيِ

---

[۱] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۰۱/ ثواب من دخل السوق فاشتری تحفۃ فحملها الی عیالہ وثواب من فرح ابنتہ .... ص: ۲۰۱

[۲] الخلاف، طوسی، ج ۳، ص ۵۶۲

بِهِمْ ذِكْرِي، وَ اكْفِنِي بِهِمْ فِي غَيْبَتِي، وَ أَعِنِّي بِهِمْ عَلَى حَاجَتِي، وَ اجْعَلْهُمْ لِي مُحِبِّينَ، وَ عَلَيَّ حَدِبِينَ مُقْبِلِينَ مُسْتَقِيمِينَ لِي، مُطِيعِينَ، غَيْرَ عَاصِينَ وَلَا عَاقِّينَ وَلَا مُخَالِفِينَ وَلَا خَاطِئِينَ.

(۴) خدایا! ان کے ذریعہ میرے بازوؤں کو مضبوط بنادے میرے ذکر کو زندہ بنادے اور میری غیبت میں انھیں میرا بدل بنادے میری حاجتوں میں ان کے ذریعہ میری امداد فرما اور انھیں میرا چاہنے والا اور میرے حال پر مہربانی کرنے والا اور میری طرف توجہ کرنے والا اور میرے حق میں سیدھا اور اطاعت گذار بنادے جہاں نہ معصیت کریں نہ عاق ہوں، نہ مخالفت کریں اور نہ غلطی کریں۔

۵ وَ أَعِنِّي عَلَى تَرْبِيَتِهِمْ وَ تَأْدِيبِهِمْ، وَ بِرِّهِمْ، وَ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ مَعَهُمْ أَوْلَاداً ذُكُوراً، وَ اجْعَلْ ذَلِكَ خَيْراً لِي، وَ اجْعَلْهُمْ لِي عَوْناً عَلَى مَا سَأَلْتُكَ.

(۵) اور میری امداد فرما ان کی تربیت، تادیب اور نیکی کے سلسلہ میں اور مجھے ان کے ساتھ مزید اولاد ذکور عطا فرما اور اسے بھی میرے حق میں خیر قرار دے دے جس چیز کا سوال کر رہا ہوں اور انھیں میرا مددگار بنادے۔

۶ وَ أَعِذْنِي وَ ذُرِّيَّتِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، فَإِنَّكَ خَلَقْتَنَا وَ أَمَرْتَنَا وَ نَهَيْتَنَا وَ رَغَّبْتَنَا فِي ثَوَابِ مَا أَمَرْتَنَا وَ رَهَّبْتَنَا عِقَابَهُ، وَ جَعَلْتَ لَنَا عَدُوّاً يَكِيدُنَا، سَلَّطْتَهُ مِنَّا عَلَى مَا لَمْ تُسَلِّطْنَا عَلَيْهِ مِنْهُ، أَسْكَنْتَهُ صُدُورَنَا، وَ أَجْرَيْتَهُ مَجَارِيَ دِمَائِنَا، لَا يَغْفُلُ إِنْ غَفَلْنَا، وَ لَا يَنْسَى إِنْ نَسِينَا، يُؤْمِنُنَا عِقَابَكَ، وَ يُخَوِّفُنَا بِغَيْرِكَ.

(۶) اور مجھے اور میری ذات کو شیطان رجیم سے اپنی پناہ میں رکھنا کہ تو نے ہی ہمیں پیدا کیا ہے اور اپنے عذاب سے ڈرایا ہے اور شیطان کو ہمارا دشمن قرار دیا ہے جو کہ ہمیشہ مکاری کرتا رہتا ہے اور اسے میرے اوپر وہ اختیار دیدیتا ہے ہماری رگوں میں خون کی طرح دوڑا دیا ہے ہم اس سے غافل بھی ہو جائیں تو وہ ہم سے غافل نہیں ہوتا ہے ہم اسے بھول بھی جائیں تو وہ ہم کو بھلاتا نہیں ہے تیرے عقاب سے مطمئن بناتا ہے اور دوسروں کا خوف پیدا کراتا ہے۔

۷ إِنْ هَمَمْنَا بِفَاحِشَةٍ شَجَّعَنَا عَلَيْهَا، وَ إِنْ هَمَمْنَا بِعَمَلٍ صَالِحٍ ثَبَّطَنَا عَنْهُ، يَتَعَرَّضُ لَنَا بِالشَّهَوَاتِ، وَ يَنْصِبُ لَنَا بِالشُّبُهَاتِ، إِنْ وَعَدَنَا كَذَبَنَا، وَ إِنْ مَنَّانَا أَخْلَفَنَا، وَ إِلَّا تَصْرِفْ عَنَّا كَيْدَهُ يُضِلَّنَا، وَ إِلَّا تَقِنَا خَبَالَهُ يَسْتَزِلَّنَا.

(۷) ہم برائیوں کا ارادہ کرتے ہیں تو حوصلہ افزائی کرتا ہے نیک عمل کا ارادہ کرتے ہیں تو روک دیتا ہے خواہشات کو سامنے لا کر رکھ دیتا ہے اور شبہات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھتا رہتا ہے وعدے کرتا ہے تو جھوٹے وعدے کرتا ہے اور امید دلاتا ہے تو اس کے برخلاف کرتا ہے اب اگر تو اس کے مکر کو توڑ نہ دے گا تو وہ ہمیں گمراہ کر کے چھوڑے گا اور ہمیں اس کے فتنہ سے بچا نہ لے گا تو وہ ہمارے قدموں کو ڈگمگا کے رہے گا۔

۸ اَللّٰهُمَّ فَاقْهَرْ سُلْطَانَهُ عَنَّا بِسُلْطَانِكَ حَتَّى تَحْبِسَهُ عَنَّا بِكَثْرَةِ الدُّعَاءِ لَكَ فَنُصْبِحَ مِنْ كَيْدِهِ

فِي الْمَعْصُومِينَ بِكَ.

(۸) خدایا! اب اس کے اقتدار کو اپنی طاقت کے زور سے دبا دے تاکہ ہماری کثیر دعاؤں کے سبب اسے بالکل ہماری طرف سے روک دے اور ہم تیرے طفیل اس کے مکر سے محفوظ لوگوں میں شامل ہو جائیں۔

⑨ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِي كُلَّ سُؤْلِي، وَ اقْضِ لِي حَوَائِجِي، وَلَا تَمْنَعْنِي الْإِجَابَةَ وَ قَدْ ضَمِنْتَهَا لِي، وَلَا تَحْجُبْ دُعَائِي عَنْكَ وَ قَدْ اَمَرْتَنِي بِهِ، وَ امْنُنْ عَلَيَّ بِكُلِّ مَا يُصْلِحُنِي فِي دُنْيَايَ وَ آخِرَتِي مَا ذَكَرْتُ مِنْهُ وَ مَا نَسِيتُ، اَوْ اَظْهَرْتُ اَوْ اَخْفَيْتُ اَوْ اَعْلَنْتُ اَوْ اَسْرَرْتُ.

(۹) خدایا! ہمارے تمام مطالبات کو عطا کر دے ہماری تمام حاجتیں پوری کر دے ہمیں قبولیت دعا سے محروم نہ کرنا جب کہ تو نے اس کی ضمانت بھی لی ہے اور ہماری دعاؤں کو اپنی بارگاہ سے دور نہ کر دینا جب کہ تو نے دعا کا حکم دیا ہے ہمیں وہ تمام چیزیں عنایت فرما دے جس میں ہماری دنیا آخرت کی بھلائی ہو چاہے وہ ہمیں یاد ہوں یا ہم انھیں بھول گئے ہوں۔

⑩ وَ اجْعَلْنِي فِي جَمِيعِ ذٰلِكَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ بِسُؤَالِي اِيَّاكَ، الْمُنْجِحِينَ بِالطَّلَبِ اِلَيْكَ غَيْرِ الْمَمْنُوعِينَ بِالتَّوَكُّلِ عَلَيْكَ.

(۱۰) ان تمام مراحل میں ہمیں ان مصلحین میں قرار دیدینا جو تیرے سوالی ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

⑪ الْمُعَوَّدِينَ بِالتَّعَوُّذِ بِكَ، الرَّابِحِينَ فِي التِّجَارَةِ عَلَيْكَ، الْمُجَارِينَ بِعِزِّكَ، الْمُوَسَّعِ عَلَيْهِمُ الرِّزْقُ الْحَلَالُ مِنْ فَضْلِكَ، الْوَاسِعِ بِجُودِكَ وَ كَرَمِكَ، الْمُعَزِّينَ مِنَ الذُّلِّ بِكَ، وَ الْمُجَارِينَ مِنَ الظُّلْمِ بِعَدْلِكَ، وَ الْمُعَافَيْنَ مِنَ الْبَلَاءِ بِرَحْمَتِكَ، وَ الْمُغْنَيْنَ مِنَ الْفَقْرِ بِغِنَاكَ، وَ الْمَعْصُومِينَ مِنَ الذُّنُوبِ وَ الزَّلَلِ وَ الْخَطَاءِ بِتَقْوَاكَ، وَ الْمُوَفَّقِينَ لِلْخَيْرِ وَ الرُّشْدِ وَ الصَّوَابِ بِطَاعَتِكَ، وَ الْمُحَالِ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الذُّنُوبِ بِقُدْرَتِكَ، التَّارِكِينَ لِكُلِّ مَعْصِيَتِكَ، السَّاكِنِينَ فِي جِوَارِكَ.

(۱۱) اور وہ تیری پناہ کے طلبگار ہیں اور تیرے ساتھ تجارت کرنے میں کامیابی کے طلبگار ہیں اور تیری عزت کی پناہ میں ہیں اور تو نے اپنے جود و کرم سے ان کے رزق حلال میں وسعت دی ہے۔ تیرے کرم کے طفیل ذلت کے مقابلہ میں صاحب عزت ہیں اور تیرے عدل کے طفیل ظلم سے محفوظ ہیں تیری رحمت کے سہارے بلاؤں سے عافیت میں ہیں اور تیری بے نیازی کے صدقہ میں فقر و فاقہ سے بے نیاز ہیں تیرے تقویٰ کی بنا پر گناہ، لغزش اور خطا سے محفوظ ہیں اور تیری اطاعت کے سبب خیر۔ نیکی اور ہدایت کی توفیق حاصل کئے ہوئے ہیں تیری قدرت نے ان کے اور گناہوں کے درمیان دیوار کھڑی کر دی ہے لہٰذا ہر معصیت کے ترک کرنے والے اور تیرے جوار کے ساکن ہیں۔

⑫ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنَا جَمِيعَ ذٰلِكَ بِتَوْفِيقِكَ وَ رَحْمَتِكَ، وَ اَعِذْنَا مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ، وَ اَعْطِ جَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ مِثْلَ الَّذِي سَاَلْتُكَ لِنَفْسِي وَ لِوُلْدِي فِي عَاجِلِ الدُّنْيَا وَ آجِلِ الْآخِرَةِ، اِنَّكَ قَرِيبٌ مُجِيبٌ سَمِيعٌ عَلِيمٌ عَفُوٌّ غَفُورٌ رَءُوفٌ رَحِيمٌ.

(۱۲) خدایا! ہمیں اپنی توفیق اور رحمت کے طفیل میں یہ تمام نعمتیں عنایت فرمادے اور ہمیں جہنم کی آگ سے بچالے اور تمام مسلمین ومسلمات اور مومنین ومومنات کو وہ سب عطا فرمادے جس کا سوال میں نے اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے کیا ہے دنیا میں آخرت میں بھی کہ تو قریب بھی ہے اور مجیب بھی ہے۔ سمیع بھی ہے اور علیم بھی معاف کرنے والا بھی ہے اور بخشنے والا بھی۔ مہربان بھی ہے اور رحیم بھی۔

۱۳ وَ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

(۱۳) اور ہمیں دنیا اور آخرت دونوں مقامات پر نیکی عطا فرما اور عذاب جہنم سے محفوظ بنادے۔[۱]

مرد کی عورت پر توجہ

عورت کی عظمت:

گھر میں عورت کے وجود سے اتنی برکت ہوتی ہے کہ مرد کی زندگی آرام وسکون کی علامت شمار کیا گیا ہے، اس کی گفتگو بھی نیک کام شمار ہوتی ہے۔[۲]

بعض احادیث میں ملتا ہے کہ

رَكْعَتَانِ يُصَلِّيهِمَا مُتَزَوِّجٌ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً يُصَلِّيهِمَا عَزَبٌ.

شادی شدہ شخص دو رکعت نماز غیر شادی شدہ کی دن رات کی عبادت سے افضل ہے۔[۳]

ایک حدیث میں ہے کہ

رَكْعَةٌ يُصَلِّيهَا مُتَزَوِّجٌ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً يُصَلِّيهَا عَزَبٌ.

شادی شدہ مرد کی ایک رکعت نماز غیر شادی شدہ مرد کی ستر رکعتوں سے افضل ہے۔[۴]

امام صادق علیہ السلام سے فرمایا:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي ﷺ فَقَالَ لَهُ هَلْ لَكَ مِنْ زَوْجَةٍ قَالَ لَا فَقَالَ أَبِي ﷺ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيهَا وَ إِنِّي بِتُّ لَيْلَةً وَ لَيْسَتْ لِي زَوْجَةٌ ثُمَّ قَالَ ﷺ الرَّكْعَتَانِ يُصَلِّيهِمَا رَجُلٌ مُتَزَوِّجٌ أَفْضَلُ مِنْ رَجُلٍ أَعْزَبَ يَقُومُ لَيْلَهُ وَ يَصُومُ نَهَارَهُ ثُمَّ أَعْطَاهُ أَبِي سَبْعَةَ دَنَانِيرَ ثُمَّ قَالَ ﷺ تَزَوَّجْ بِهَذِهِ ثُمَّ قَالَ أَبِي ﷺ

---

[۱] صحیفۂ سجادیہ: دعا ۲۵

[۲] وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ۚ اور اس سے اس کا جوڑا بھی بناڈالا تا کہ اس کے ساتھ رہے سہے (سورۂ اعراف: ۱۸۹)

[۳] مکارم الاخلاق/ ۱۹۷/ الفصل الاول فی الرغبۃ فی التزویج و برکۃ المراۃ وشؤمہا..... ص: ۱۹۶

[۴] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۲/ ۳۷۴/ مجلس فی ذکر الحث علی النکاح وفضلہ..... ص: ۳۷۳

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اِتَّخِذُوا الْاَهْلَ فَاِنَّهُ اَرْزَقُ لَكُمْ.

ایک شخص میرے والد گرامی کے پاس آیا تو میرے والد گرامی نے اس شخص سے پوچھا: کیا تیری بیوی ہے؟

اس نے جواب دیا: نہیں۔

میرے والد گرامی نے فرمایا: میں اس پر خوش نہیں کہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ میرے لئے ہو اور ایک رات بیوی کے بغیر رہوں۔

پھر فرمایا: شادی شدہ شخص کی دو رکعت نماز غیر شادی شدہ کی تمام رات کی عبادت اور روزے سے افضل ہے۔

پھر میرے باپ نے اسے سات طلائی سکے دیئے اور فرمایا: ان پیسوں سے شادی کرو۔ پھر رسول خدا ﷺ سے یہ نقل فرمایا کہ بیوی اختیار کرو، بے شک اس سے تمہاری روزی میں اضافہ ہوگا۔[۱]

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ لَهْوِ الْمُؤْمِنِ بَاطِلٌ اِلَّا فِي ثَلَاثٍ فِي تَأْدِيبِهِ الْفَرَسَ وَ رَمْيِهِ عَنْ قَوْسِهِ وَ مُلَاعَبَتِهِ امْرَاَتَهُ فَاِنَّهُنَّ حَقٌّ.

ہر وہ عمل جو مومن کے لئے سرگرمی کا سبب ہو۔ باطل ہے لیکن تین چیزوں میں سرگرمی جائز ہے گھوڑے پالنا، تیر اندازی اور بیوی سے مذاق۔[۲]

عورت کی منزلت اور اس کا ماں ہونے کا مقام بیان ہوا ہے اب مطلب عورت کے حقوق کے بارے میں بیان ہوگا۔ عورت اور مرد آپس میں ایک دوسرے پر کئی حقوق رکھتے ہیں تا کہ ان کی زندگی اچھی اور شیریں گزرے۔[۳] ان حقوق کی رعایت نہ کرنے سے تلخ کلامی ہوتی ہے۔ خداوند نے عورتوں کو مردوں اور مردوں کو عورتوں کے لئے لباس قرار دیا ہے۔[۴] لباس سے جسم کو کوئی ضرر نہیں پہنچنا۔ عیوب چھپاتا ہے، گرمی و سردی سے محفوظ رکھتا ہے اس کے علاوہ زینت بخش اور آرام کا سبب ہے مرد اور عورت ایک دوسرے کے لئے اس طرح ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ان میں دوستی اور مہربانی کا ماحول ہو۔[۵]

خداوند فرماتا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ

اور اسی (کی قدرت) کی نشانیوں میں ایک یہ (بھی) ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری ہی جنس کی بیبیاں پیدا

---

[۱] وسائل الشیعة/ ج ۲۰ / ۱۹ / ۲ - باب کراهة العزوبة وترک التزویج والتسری وان حلف علی الترک واستحباب تقدیمهما علی الصلاة ان امکن..... ص:۱۸

[۲] الکافی (ط - الاسلامیة) / ج ۵ / ۵۰ / باب فضل ارتباط الخیل واجرائها والرمی..... ص:۴۷

[۳] فَدَارِهَا عَلَى كُلِّ حَالٍ وَاَحْسِنِ الصُّحْبَةَ لَهَا لِيَصْفُوَ عَيْشُكَ. (من لا یحضره الفقیه/ ج ۳ / ۵۵۶ / باب النوادر..... ص:۵۵۱)

[۴] هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عورتیں (گویا) تمہاری چولی اور تم گویا ان کے دامن ہو (سورۂ بقرہ: ۱۸۷)

[۵] ر۔ک، تسنیم، ج ۹ ص ۴۶۰، ۴۶۲

کیں تا کہ تم ان کے ساتھ رہ کر چین کرو اور تم لوگوں کے درمیان پیار اور اُلفت پیدا کر دی۔[1]

اسی طرح عورت سے تعاون کرنے کی سفارش کی گئی ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

اور بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔[2]

بیوی کے ساتھ نیکی سے پیش آئیں، ان کا حق مہر ادا کریں،[3] حقوق متقابل[4] اور زندگی کے اخراجات پورا کریں۔[5] حتیٰ کہ طلاق دینے کے وقت بھی اس سے اچھا برتاؤ کی سفارش کی گئی ہے۔[6] پس کبھی بھی مرد عورت پر ستم نہ کرے۔ اس کے حقوق سے غافل نہ ہو، اگرچہ وہ غلطی کی مرتکب ہو جائے۔ حتیٰ کہ طلاق کے بعد عورت کو شوہر کے مال کے مطابق ہدیہ دینے کی سفارش کی گئی ہے۔

مرد جس عورت سے جماع نہ کرے یا اس کا حق مہر معین نہ کرے اور طلاق دے دے۔ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے لیکن ان عورتوں کو کہ جن کا حق مہر مقرر نہیں کیا گیا، طلاق دیتے وقت انہیں مناسب ہدیہ دیا جائے۔ البتہ مرد اپنی قدرت کے مطابق دے گا۔[7]

یہ حقوق نیک افراد کے سپرد کئے گئے ہیں:

پھر اس کے بعد چند آیات کا ذکر کرتے ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں خداوند فرماتا ہے:

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ.

اور جن عورتوں کو (تعین مہر اور ہاتھ لگائے بغیر) طلاق دی جائے ان کے ساتھ (جوڑے، روپے وغیرہ سے) سلوک کرنا لازم ہے (یہ بھی) پرہیزگاروں پر ایک حق ہے۔[8]

یہ ہدیہ حق مہر کے علاوہ عورت کے لئے ہے تمام مسلمانوں پر یہ واجب ہے اور یہ "**حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ**" قرینہ ہے۔ ایک

---

[1] سورۂ روم:۲۱

[2] سورۂ نساء:۱۹

[3] **وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** اور ان کا مہر حسنِ سلوک سے دے دو۔ (سورۂ نساء:۲۵)

[4] **وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** اور شریعت کے موافق عورتوں کا (مردوں پر) وہی سب کچھ (حق) ہے جو (مردوں کا) عورتوں پر ہے، ۔(سورۂ بقرہ:۲۲۸)

[5] **رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** اس پر ماؤں کا کھانا کپڑا دستور کے مطابق لازم ہے۔ (سورۂ بقرہ:۲۳۳)

[6] **فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ** تو اچھے عنوان سے ان کو روک لو یا حسن سلوک سے بالکل رخصت ہی کر دو۔ (سورۂ بقرہ:۲۳۱)

[7] **لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾** اور اگر تم نے اپنی بیبیوں کو ہاتھ نہ لگایا اور نہ مہر ہی معین کیا ہو اس کے قبل ہی تم ان کو طلاق دے دو (تو اس میں بھی) تم پر کچھ الزام نہیں ہے ہاں ان عورتوں کے ساتھ (دستور کے مطابق) مالدار پر اپنی حقیقت کے موافق اور غریب پر اپنی حیثیت کے موافق (کپڑے روپے وغیرہ سے) کچھ سلوک کرنا لازم ہے۔ نیکی کرنے والوں پر یہ بھی ایک حق ہے۔ (سورۂ بقرہ:۲۳۶)

[8] سورۂ بقرہ:۲۴۱

مستحب ہدیہ ہے جو پرہیزگار افراد ادا کرتے ہیں۔[۱]

ان قرآنی آیات کی روشنی میں، اہل بیت علیہم السلام سے بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں کہ بعض کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں۔

بیوی سے نیکی:

بیوی سے نیکی کا مہم ترین مورد اس سے اظہار محبت و الفت اور بحیثیت شوہر خود کو ایسے آراستہ رکھنا ہے کہ جیسے ایک خاندان کے حاکم کو ہونا چاہئے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام محمد حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَإِنَّ الْمَرْأَةَ رَيْحَانَةٌ وَ لَيْسَتْ بِقَهْرَمَانَةٍ فَدَارِهَا عَلَى كُلِّ حَالٍ وَ أَحْسِنِ الصُّحْبَةَ لَهَا لِيَصْفُوَ عَيْشُكَ.

عورت ریحانہ (ایک پھول کی شاخ) کی مانند ہے قہرمان (یعنی پہلوان یا سخت جان) نہیں۔ پس ہر حال میں اس کا خیال رکھو اور اس کے ساتھ نیکی کرو تاکہ تمہاری زندگی پرسکون گزرے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا غِنَى بِالزَّوْجِ عَنْ ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ فِيمَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ زَوْجَتِهِ وَ هِيَ الْمُوَافَقَةُ لِيَجْتَلِبَ بِهَا مُوَافَقَتَهَا وَ مَحَبَّتَهَا وَ هَوَاهَا وَ حُسْنُ خُلُقِهِ مَعَهَا وَ اسْتِعْمَالُهُ اسْتِمَالَةَ قَلْبِهَا بِالْهَيْئَةِ الْحَسَنَةِ فِي عَيْنِهَا وَ تَوْسِعَتُهُ عَلَيْهَا.

مرد پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کے لئے تین باتوں میں رعایت کرے: (۱) عورت کی محبت کا جواب محبت سے دے اور اسے خود سے پیار و محبت کے لئے مائل کرے، (۲) اس کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے، خود کو اس کی نگاہوں میں آراستہ رکھے (۳) اس کی ضروریات زندگی پوری کرے۔[۳]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

تَهْيِئَةُ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ مِمَّا تَزِيدُ فِي عِفَّتِهَا.

مرد کا آرائش کرنا اپنی بیوی کے لئے اس کی عفت میں اضافے کا باعث ہے۔[۴]

---

[۱] ر ک تسنیم، ج۱۱، ص۵۲۰

[۲] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۳/ ۵۵۶/ باب النوادر..... ص:۵۵۱

[۳] تحف العقول/ النص/ ۳۲۳/ و من کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[۴] مکارم الاخلاق/ ۹۷/ فی التجمل..... ص:۹۶

بیوی سے نیکی کا ثواب:

اس حصے میں وہ حدیث نقل ہوں گی جو عورت کی خدمت کرنے سے ثواب پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وَفَاطِمَةُ جَالِسَةٌ عِنْدَ الْقِدْرِ وَاَنَا اُنَقِّي الْعَدَسَ قَالَ يَا اَبَا الْحَسَنِ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله قَالَ اسْمَعْ مِنِّي وَمَا اَقُولُ اِلَّا مَنْ اَمَرَ رَبِّي مَا مِنْ رَجُلٍ يُعِينُ امْرَاَتَهُ فِي بَيْتِهَا اِلَّا كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ عَلَى بَدَنِهِ عِبَادَةُ سَنَةٍ صِيَامِ نَهَارُهَا وَقِيَامِ لَيْلُهَا.

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور ایک طرف فاطمہؑ تشریف فرما تھیں میں مسور کی دال صاف کرر ہا تھا۔ آپ نے مجھے مخاطب کیا: اے ابوالحسنؑ! میں نے کہا: لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ نے فرمایا: میری بات غور سے سنو اور (یاد رکھو) میری بات کلام الٰہی ہوتی ہے جو مرد گھر میں اپنی بیوی کی مدد کرتا ہے اسے روزہ اور شب بیداری جیسی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔[1]

آخر میں فرمایا:

يَا عَلِيُّ لَا يَخْدُمُ الْعِيَالَ اِلَّا صِدِّيقٌ اَوْ شَهِيدٌ اَوْ رَجُلٌ يُرِيدُ اللهُ بِهِ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

اے علیؑ! اپنی بیوی کی خدمت صرف وہ کرسکتا ہے جو صدیق یا شہید ہو، یا وہ جسے خدا دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرماتا ہے۔[2]

عورت کی بداخلاقی پر مرد کو ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَبَرَ عَلَى سُوءِ خُلُقِ امْرَاَةٍ وَاحْتَسَبَهُ اَعْطَاهُ اللهُ تَعَالَى بِكُلِّ مَرَّةٍ يَصْبِرُ عَلَيْهَا مِنَ الثَّوَابِ مَا اَعْطَى اَيُّوبَ عليه السلام عَلَى بَلَائِهِ.

خدا کے لئے اپنی بیوی کی بداخلاقی برداشت کرنا اور صبر کرنا، اللہ اسے حضرت ایوب علیہ السلام کے برابر کا ثواب عطا کرتا ہے۔[3]

---

[1] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۲/ الفصل التاسع والخمسون فی خدمۃ العیال

[2] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۳/ الفصل التاسع والخمسون فی خدمۃ العیال

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۷/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص: ۲۸۰

بیوی سے نیکی کی حد:

عورت سے نیکی کرنے کی حد یہ ہے کہ اصلی ضروریات جیسے گھر، نان ونفقہ اور اخلاق سے پیش آنا۔

حتیٰ کہ گفتگو میں بھی اور معاشرت دونوں میں اخلاق سے پیش آنا، اگر چہ والدین کی اطاعت معصیت میں ضروری نہیں یعنی اگر والدین حرام کام کا حکم دیں تو لازم نہیں کہ ان کی اطاعت کی جائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یَا عَلِیُّ مَنْ اَطَاعَ امْرَاَتَهُ اَکَبَّهُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَی وَجْهِهِ فِی النَّارِ. فَقَالَ عَلِیٌّ علیہ السلام وَ مَا تِلْكَ الطَّاعَةُ؟ قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَأْذَنُ لَهَا فِی الذَّهَابِ اِلَی الْحَمَّامَاتِ وَ الْعُرُسَاتِ وَ النَّائِحَاتِ وَ لُبْسِ الثِّیَابِ الرِّقَاقِ.

اے علیؑ! جو شخص عورت کی پیروی کرتا ہے خدا اسے منہ کے بل دوزخ میں ڈالتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا: یہ کس قسم کی پیروی ہے؟

آپ نے فرمایا: عورت کو عمومی حمام میں جانے کی اجازت دینا، خوشی وغمی کے مراسم میں بغیر اجازت کے جانا اور باریک لباس پہننا۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ الْمَرْاَةُ اِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَابِ دَارِهَا مُتَزَیِّنَةً مُتَعَطِّرَةً وَ الزَّوْجُ بِذَاكَ رَاضٍ بُنِیَ لِزَوْجِهَا بِكُلِّ قَدَمٍ بَیْتٌ فِی النَّارِ فَقَصِّرُوا اَجْنِحَةَ نِسَائِكُمْ وَ لَا تُطَوِّلُوهَا فَاِنَّ فِی تَطْوِیلِ اَجْنِحَتِهَا نَدَامَةً وَ جَزَاؤُهَا النَّارُ وَ فِی قَصْرِ اَجْنِحَتِهَا رِضًا وَ سُرُورٌ وَ دُخُولُ الْجَنَّةِ بِغَیْرِ حِسَابٍ احْفَظُوا وَصِیَّتِی فِی اَمْرِ نِسَائِكُمْ حَتَّی تَنْجُوا مِنْ شِدَّةِ الْحِسَابِ وَ مَنْ لَمْ یَحْفَظْ وَصِیَّتِی فَمَا اَسْوَاَ حَالَهُ بَیْنَ یَدَیِ اللهِ تَعَالَی.

جو عورت آرائش کرے اور معطر ہو کر گھر سے باہر جائے، اس کا شوہر اس کام سے راضی ہو تو اس شوہر کے لئے عورت کے ہر قدم کے برابر دوزخ میں گھر بنتا ہے۔ پس اپنی عورتوں کے بال چھوٹے کرائیں، کیونکہ لمبے بالوں میں پشیمانی ہوتی ہے اور اس کا انجام دوزخ ہے۔ چھوٹے بالوں سے وہ خوش ہوتی ہیں اور بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ عورتوں کے بارے میں میری وصیت پر عمل کرو۔ تاکہ حساب کی دشواری سے بچ جاؤ جو شخص میری وصیت پر عمل نہیں کرتا۔ خدا کے نزدیک اس کا کتنا برا حال ہوگا۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی روایت ہے کہ

اِذَا عَمِلَتْ اُمَّتِی خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهِمُ الْبَلَاءُ............ وَ اَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ وَ عَصَی

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۶۲/ باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[2] جامع الاخبار(للشعیری)/ ۱۵۸/ الفصل الحادی والعشرون والمائة فی النساء

أُمَّةٌ.........

جب میری امت میں دس عادات رائج ہوں گی وہ مصیبت میں مبتلا ہوگی۔.................. جو شخص بیوی کی پیروی کرتا ہو اور ماں کی نافرمانی.................. ۔[۱]

بیوی سے شوہر کی ناراضگی کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ ضَرَبَ امْرَاَةً بِغَيْرِ حَقٍّ فَاَنَا خَصْمُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا تَضْرِبُوا نِسَاءَكُمْ فَمَنْ ضَرَبَهُمْ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ.

جو شخص اپنی بیوی پر ستم کرتا ہو روزِ قیامت وہ اس کا دشمن ہوگا۔ اپنی عورتوں کو نہ مارو۔ جو عورتوں کو مارتا ہے وہ خدا و رسولؐ کا نافرمان ہوگا۔[۲]

حق مہر نہ ادا کرنے کا انجام:

عورت کا حق مہر ایک قرضہ ہے کہ جس کی ادائیگی واجب ہے اور جان بوجھ کر تاخیر کرنا گناہ ہے۔

عبداللہ ابن عباس کہتا ہے کہ

خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَبْلَ وَفَاتِهِ وَ هِيَ آخِرُ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا بِالْمَدِينَةِ حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ تَعَالَى فَوَعَظَ بِمَوَاعِظَ ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ........... وَمَنْ ظَلَمَ امْرَاَةً مَهْرَهَا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ زَانٍ وَيَقُولُ اللهُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدِي زَوَّجْتُكَ اَمَتِي عَلَى عَهْدِي فَلَمْ تَفِ لِي بِالْعَهْدِ فَيَتَوَلَّى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ طَلَبَ حَقِّهَا فَيَسْتَوْجِبُ حَسَنَاتِهِ كُلَّهَا فَلَا يَفِي بِحَقِّهَا فَيُؤْمَرُ بِهِ اِلَى النَّارِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت سے پہلے مدینہ میں آخری خطبہ دیا آپؐ کی حالت یہ تھی کہ آپؐ کی آنکھیں گریہ کر رہی تھیں یہ دیکھ کر لوگوں کے دل خوف سے ڈر گئے۔ آپؐ نے فرمایا:........... جو عورت کا حق مہر ادا نہیں کرتا۔ خدا کے نزدیک وہ زناکار ہے۔ روز قیامت خدا اس سے فرمائے گا: میرے بندے! میں نے خود اپنی کنیز کو تیرے عقد میں دیا لیکن تو نے اس سے وفا نہیں کی۔ پس اس حق کا طلبگار خدا ہوگا۔ مرد کی تمام نیکیاں عورت کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی لیکن پھر بھی مرد حق ادا نہیں کر سکے گا جس کی وجہ سے کہا جائے گا کہ اس مرد کو دوزخ میں ڈالو۔[۳]

---

[۱] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱ /۷۱ / الباب السابع عشر فی عقاب الزناء والربا..... ص:۷۱
[۲] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱ / ۱۷۵ / الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمۃ الاطہار..... ص:۱۷۳
[۳] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۳ /عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

شوہر سے نیکی:

انسان رشد وترقی میں عورت کا محتاج ہوتا ہے اسی لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو شادی نہ کرنے اور شوہر ترک کرنے سے منع فرمایا ہے۔[۱] اس وجہ سے اگر عورتیں شادی کے دوران زندگی کی مشترک مشکلات کو برداشت نہیں کریں گی وہ فضیلت سے محروم ہیں اور جبران بھی نہیں ہوگا۔

روایت میں ہے کہ:

دَخَلَتِ امْرَاَةٌ عَلَى اَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام فَقَالَتْ اَصْلَحَكَ اللهُ اِنِّي امْرَاَةٌ مُتَبَتِّلَةٌ فَقَالَ وَ مَا التَّبَتُّلُ عِنْدَكِ قَالَتْ لَا اَتَزَوَّجُ قَالَ وَ لِمَ قَالَتْ اَلْتَمِسُ بِذَلِكَ الْفَضْلَ فَقَالَ انْصَرِفِي فَلَوْ كَانَ ذَلِكِ فَضْلًا لَكَانَتْ فَاطِمَةُ عليها السلام اَحَقَّ بِهِ مِنْكِ اِنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ يَسْبِقُهَا اِلَى الْفَضْلِ.

ایک عورت نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں عورت دنیا سے جدا ہوں۔

امام نے پوچھا: اس سے تمہاری کیا مراد ہے؟

اس عورت نے کہا: شادی نہیں کروں گی۔

امام صادق علیہ السلام نے پوچھا: کیوں؟

اس نے کہا: میں با فضیلت بننا چاہتی ہوں۔

امام نے فرمایا: اس سے باز آجاؤ۔ اگر شادی نہ کرنے میں فضیلت ہوتی تو جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا شادی نہ کرتیں، جبکہ فضیلت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر کوئی با فضیلت نہیں ہے۔[۲]

لڑکیوں کی شادی میں جلدی کرنے پر اسلام نے تاکید کی ہے جبرئیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور کہا:

يَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّكَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ اِنَّ الْاَبْكَارَ مِنَ النِّسَاءِ بِمَنْزِلَةِ الثَّمَرِ عَلَى الشَّجَرِ فَاِذَا اَيْنَعَ الثَّمَرُ فَلَا دَوَاءَ لَهُ اِلَّا اجْتِنَاؤُهُ وَ اِلَّا اَفْسَدَتْهُ الشَّمْسُ وَ غَيَّرَتْهُ الرِّيحُ وَ اِنَّ الْاَبْكَارَ اِذَا اَدْرَكْنَ مَا يُدْرِكُ النِّسَاءُ فَلَا دَوَاءَ لَهُنَّ اِلَّا الْبُعُولُ وَ اِلَّا لَمْ يُؤْمَنْ عَلَيْهِنَّ الْفِتْنَةُ.

اے محمدؐ! پروردگار آپؐ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: کنواری لڑکیاں درخت کے پھل کی مانند ہیں کہ اگر وقت پر پھل نہ اتارا جائے تو خراب ہوجاتا ہے سورج اور ہوا سے تباہ ہوجاتا ہے۔ لڑکیاں بھی جب بالغ ہوجائیں ان کے لئے بہترین چیز

---

[۱] نَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله النِّسَاءَ اَنْ يَتَبَتَّلْنَ وَ يُعَطِّلْنَ اَنْفُسَهُنَّ مِنَ الْاَزْوَاجِ. (الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۵۰۹ / باب کراہیۃ ان تتبتل النساء ویعطلن انفسہن ..... ص:۵۰۹)

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۵۰۹ / باب کراہیۃ ان تتبتل النساء ویعطلن انفسہن ص:۵۰۹

شوہر ہے وگرنہ فتنہ وفساد سے دوچار ہوں گی۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ اَنْ لَا تَطْمَثَ ابْنَتُهُ فِي بَيْتِهِ.

مرد کی سعادت یہ ہے کہ اس کی بیٹی کو گھر میں حیض نہ آئے۔[۲]

عورت کی شوہر کے برابر ذمہ داری:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ الْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى اَهْلِ بَيْتِ بَعْلِهَا وَ وُلْدِهِ وَ هِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ.

عورت خاندان، شوہر اور اولاد کی نگہبان ہوتی ہے اور اس کی ذمہ دار ہے۔[۳]

شوہر کا احترام:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ اَمَرْتُ اَحَداً اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا.

اگر میں چاہتا اور کسی کو دستور دیتا کہ دوسروں کو سجدہ کرے تو میں عورت سے کہتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔[۴]

شوہر سے با اخلاق:

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْمَرْاَةَ...... وَ لَا يَحِلُّ لَهَا اَنْ تَنْظُرَ اِلَى وَجْهِهِ نَظْرَةً مُغْضِبَةً.

عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ غصے سے شوہر کو دیکھے۔[۵]

شوہر کی خدمت:

روایت میں ہے کہ:

مَا مِنِ امْرَاَةٍ تَسْقِي زَوْجَهَا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ اِلَّا كَانَ خَيْراً لَهَا مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ صِيَامِ نَهَارُهَا وَ قِيَامِ لَيْلُهَا............ وَ غَفَرَ لَهَا سِتِّينَ خَطِيئَةً.

کوئی عورت اپنے شوہر کو ایک گھونٹ پانی نہیں دیتی مگر اس کے لئے ایک سال کی عبادت کہ جس میں دن میں روزے

---

[۱] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۱ / ۲۸۹ / ۲۸ باب فیما جاء عن الامام علی بن موسی ع من الاخبار المتفرقة..... ص:۲۷۲

[۲] الکافی (ط-الاسلامیة) / ج ۵ / ۳۳۶ / باب مایستحب من تزویج النساء عند بلوغهن و تحصینهن بالازواج..... ص:۳۳۶

[۳] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۸۴ / الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمة الاطهار..... ص:۱۷۳

[۴] الکافی (ط-الاسلامیة) / ج ۵ / ۵۰۸ / باب حق الزوج علی المراة..... ص:۵۰۶

[۵] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج14، ص:۲۴۳

اور رات بھر عبادت کی ہو(اس کا) کا ثواب لکھا جاتا ہے............اس کے ساٹھ گناہ بخشے جائیں گے۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَيُّمَا امْرَاَةٍ خَدَمَتْ زَوْجَهَا سَبْعَةَ اَيَّامٍ اَغْلَقَ اللهُ عَنْهَا سَبْعَةَ اَبْوَابِ النَّارِ وَ فَتَحَ لَهَا ثَمَانِيَةَ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ تَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَتْ.

جو عورت سات دن اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہے تو خداوند عالم اس پر دوزخ کے سات دروزاے بند کر دیتا ہے۔ جنت کے آٹھ دروازے اس کی طرف کھول دیئے جاتے ہیں۔جس سے چاہے داخل ہو۔[۲]

روایت میں ہے کہ:

سَاَلَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله عَنْ فَضْلِ النِّسَاءِ فِي خِدْمَةِ اَزْوَاجِهِنَّ فَقَالَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ رَفَعَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا شَيْئاً مِنْ مَوْضِعٍ اِلَى مَوْضِعٍ تُرِيدُ بِهِ صَلَاحاً اِلَّا نَظَرَ اللهُ اِلَيْهَا وَ مَنْ نَظَرَ اللهُ اِلَيْهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ.

جناب ام سلمہ ؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: عورتوں کو مردوں کی خدمت کرنے کا کتنا ثواب ہے؟

حضرت ؐ نے فرمایا: کوئی شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی چیز ادھر ادھر نہیں کرتی۔ خدا اس پر نظر کرم کرتا ہے اور جس پر خدا کی نظر کرم ہو وہ دوزخ میں نہیں جاتا۔[۳]

شوہر کی اطاعت کا ثواب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله خَرَجَ فِي بَعْضِ حَوَائِجِهِ فَعَهِدَ اِلَى امْرَاَتِهِ عَهْداً اَلَّا تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهَا حَتَّى يَقْدَمَ قَالَ وَ اِنَّ اَبَاهَا مَرِضَ فَبَعَثَتِ الْمَرْاَةُ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجِي خَرَجَ وَ عَهِدَ اِلَيَّ اَنْ لَا اَخْرُجَ مِنْ بَيْتِي حَتَّى يَقْدَمَ وَ اِنَّ اَبِي قَدْ مَرِضَ فَتَاْمُرُنِي اَنْ اَعُودَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله لَا اجْلِسِي فِي بَيْتِكِ وَ اَطِيعِي زَوْجَكِ قَالَ فَثَقُلَ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ ثَانِياً بِذَلِكَ فَقَالَتْ فَتَاْمُرُنِي اَنْ اَعُودَهُ فَقَالَ اجْلِسِي فِي بَيْتِكِ وَ اَطِيعِي زَوْجَكِ قَالَ فَمَاتَ اَبُوهَا فَبَعَثَتْ اِلَيْهِ اِنَّ اَبِي قَدْ مَاتَ فَتَاْمُرُنِي اَنْ اُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَا اجْلِسِي فِي بَيْتِكِ وَ اَطِيعِي زَوْجَكِ قَالَ فَدُفِنَ الرَّجُلُ فَبَعَثَ اِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله اَنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَكِ وَ لِاَبِيكِ بِطَاعَتِكِ لِزَوْجِكِ.

انصار کا ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سفر پر گیا اور اس نے اپنی بیوی سے عہد لیا کہ وہ گھر سے باہر نہ

---

[۱] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۰ / ۱۷۲ / ۸۹ ۔باب استحباب خدمۃ المراۃ زوجہا فی البیت..... ص:۱۷۲

[۲] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۰ / ۱۷۲ / ۸۹ ۔باب استحباب خدمۃ المراۃ زوجہا فی البیت..... ص:۱۷۲

[۳] بحار الانوار (ط۔بیروت)/ ج ۱۰۰ / ۲۵۱ / باب ۱۴ احوال الرجال والنساء ومعاشرۃ بعضہم مع بعض وفضل بعضہم علی بعض ص:۲۴۰

نکلے۔اس کے واپس آنے پہلے اس عورت کا باپ بیمار ہوگیا۔اس عورت نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ میرا شوہر سفر پر ہے اور میں نے باہر نہ نکلنے کا عہد بھی دیا ہے۔اب میرے والد مریض ہیں کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں اپنے والد کی عیادت کے لئے گھر سے باہر جاؤں؟

حضرتؐ نے فرمایا: نہیں، گھر ہی میں بیٹھو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو۔ بیمار والد روز بروز زیادہ مریض ہوتا گیا، دوبارہ اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام بھیجا گیا۔

آپؐ نے فرمایا: گھر میں بیٹھو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو۔

آخر باپ فوت ہوگیا اور آپ کو پیغام بھیجا کہ کیا آپ حکم دیں گے کہ باپ کے جنازے میں شریک ہوسکوں۔

آپؐ نے فرمایا: نہیں گھر میں بیٹھو اور شوہر کی اطاعت کر۔

باپ کو دفن بھی کردیا گیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام بھیجا کہ خدا نے تمہیں اور تمہارے والد کو اس لئے بخش دیا کہ تم نے اپنے شوہر کی اطاعت کی ہے۔[1]

نکتہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں اس واقعہ میں اگرچہ اسرار ہیں لیکن یہ کوئی کلی قانون نہیں اور ہر زمان ومکان فرق کرتا ہے۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ شوہر کی اطاعت کا ثواب زیادہ ہے۔

شوہر کی رضایت کا ثواب:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا شَفِيعَ لِلْمَرْاَةِ اَنْجَحُ عِنْدَ رَبِّهَا مِنْ رِضَا زَوْجِهَا وَ لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ عليها السلام قَامَ عَلَيْهَا اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي رَاضٍ عَنِ ابْنَةِ نَبِيِّكَ

عورت کے لئے اپنے شوہر کی رضایت سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں ہے۔ جب حضرت فاطمہؑ اس دار فانی سے رخصت ہوئیں تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: خدایا! میں پیغمبرؐ کی بیٹی سے راضی ہوں۔[2]

شوہر سے نیکی اور اس کے ساتھ عورت کا اخلاق سے پیش آنا روایات کی روشنی میں عورتوں کا جہاد ہے۔[3]

صابر بیویوں کا ثواب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مِنَ النِّسَاءِ يَرْفَعُ اللهُ عَنْهُنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ وَ يَكُونُ مَحْشَرُهُنَّ مَعَ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۵ / ۵۱۳ / باب ما یجب من طاعۃ الزوج علی المراۃ..... ص: ۵۱۳

[2] الخصال/ ج ۲ / ۵۸۸ / ثلاث وسبعون خصلۃ فی آداب النساء والفرق بین احکامہن واحکام الرجال..... ص:۵۸۵

[3] جِهَادُ الْمَرْاَةِ حُسْنُ التَّبَعُّلِ. (الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۵ / ۵۰۷ / باب حق الزوج علی المراۃ..... ص:۵۰۶)

امْرَاَةٌ صَبَرَتْ عَلَى غَيْرَةِ زَوْجِهَا وَ امْرَاَةٌ صَبَرَتْ عَلَى سُوءِ خُلُقِ زَوْجِهَا وَ امْرَاَةٌ وَهَبَتْ صَدَاقَهَا لِزَوْجِهَا يُعْطِي اللّٰهُ تَعَالَى لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ ثَوَابَ اَلْفِ شَهِيدٍ.

خداوند عالم تین قسم کی عورتوں کو عذاب نہیں دیتا اور روز قیامت رسول خدا ﷺ کی بیٹی جناب فاطمہؑ کے ساتھ محشور ہوں گی۔

(۱) وہ عورت جو شوہر کی غیرت پر صبر کرے۔

(۲) وہ عورت جو شوہر کی بداخلاقی پر صبر کرے۔

(۳) وہ عورت جو اپنا حق مہر اپنے شوہر کو بخش دے۔

خدا ان سب کو ہزار شہید کا ثواب عطا کرتا ہے۔[۱]

شوہر کی اطاعت نہ کرنے کا انجام:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

يَا مَعَاشِرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَ اَطِعْنَ اَزْوَاجَكُنَّ فَاِنَّ اَكْثَرَكُنَّ فِي النَّارِ فَلَمَّا سَمِعْنَ ذٰلِكَ بَكَيْنَ ثُمَّ قَامَتْ اِلَيْهِ امْرَاَةٌ مِنْهُنَّ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّارِ مَعَ الْكُفَّارِ وَ اللّٰهِ مَا نَحْنُ بِكُفَّارٍ فَنَكُونَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكُنَّ كَافِرَاتٌ بِحَقِّ اَزْوَاجِكُنَّ.

عید قربان کے دن رسول خدا ﷺ مدینہ سے باہر گئے اور آپ کا عورتوں سے ملنا ہوا، آپؐ نے ان سے فرمایا: اے عورتوں کے گروہ! صدقہ دو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو۔ بے شک تم میں سے اکثر دوزخ میں جائیں گی۔

عورتیں یہ سن کر رونے لگیں پھر ان میں سے ایک عورت اٹھی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! ہم دوزخ میں کافروں کے ساتھ ہوں گی؟ خدا کی قسم ہم کافر نہیں ہیں کہ دوزخ میں جائیں۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: تم اپنے شوہروں کے حقوق کی کافر ہو۔[۲]

شوہر کی جنسی ضرورت پر توجہ نہ دینا:

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

الْمَرْاَةُ الَّتِي يَدْعُوهَا زَوْجُهَا لِبَعْضِ الْحَاجَةِ فَلَا تَزَالُ تُسَوِّفُهُ حَتّٰى يَنْعُسَ زَوْجُهَا وَ يَنَامَ فَتِلْكَ لَا تَزَالُ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهَا حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ زَوْجُهَا.

جس عورت کو شوہر ہمبستری کے لئے بلائے اور وہ تاخیر کرتی رہے اور شوہر کی خواہش ختم ہو جائے اور وہ سو جائے تو شوہر کے بیدار ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے ہیں۔[۳]

---

[۱] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج۱ / ۱۷۵ / الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمۃ الاطہار..... ص: ۱۷۳

[۲] الکافی (ط- الاسلامیۃ) / ج۵ / ۵۱۴ / باب ما یجب من طاعۃ الزوج علی المراۃ..... ص: ۵۱۳

[۳] الکافی (ط- الاسلامیۃ) / ج۵ / ۵۰۹ / باب کراہیۃ ان تمنع النساء از واجہن..... ص: ۵۰۸

تکلیف دینے والی عورت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَةٌ تُؤْذِيهِ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ صَلَاتَهَا وَلَا حَسَنَةً مِنْ عَمَلِهَا حَتَّى تُعِينَهُ وَتُرْضِيَهُ وَإِنْ صَامَتِ الدَّهْرَ وَقَامَتْ وَأَعْتَقَتِ الرِّقَابَ وَأَنْفَقَتِ الْأَمْوَالَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَكَانَتْ أَوَّلَ مَنْ يَرِدُ النَّارَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَعَلَى الرَّجُلِ مِثْلُ ذٰلِكَ الْوِزْرِ وَالْعَذَابِ.

جو عورت اپنے شوہر کو تکلیف پہنچائے نہ اس کی مدد کرے اور نہ اسے راضی کرے، خداوند عالم اس کی نماز اور کوئی دوسری نیکی قبول نہیں فرماتا۔ اگر چہ وہ عورت تمام دن روزہ رکھے اور عبادت کرے اور غلام کو آزاد کرے اور مال کو راہ خدا میں خرچ کرتی ہو۔ یہ عورت آگ میں سب سے پہلے جانے والی ہوگی۔

پھر فرمایا: شوہر کا بھی یہی انجام ہے۔ اگر شوہر اپنی بیوی پر ستم کرے۔[۱]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ آذَتْ زَوْجَهَا بِلِسَانِهَا لَمْ يَقْبَلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهَا صَرْفًا.

جو عورت اپنے شوہر کو زبان سے دکھ دے خدا اس سے کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔[۲]

ایک اور روایت میں ہے کہ

وَمَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَةٌ لَمْ تُوَافِقْهُ وَلَمْ تَصْبِرْ عَلَى مَا رَزَقَهُ اللهُ تَعَالَى وَشَقَّتْ عَلَيْهِ وَحَمَّلَتْهُ مَا لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهَا حَسَنَةً تَتَّقِي بِهَا حَرَّ النَّارِ وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهَا مَا دَامَتْ كَذٰلِكَ.

جس شخص کی بیوی اس کی موافق نہ ہو تو اُسے خدا کے لئے صبر کرنا چاہیے، شوہر کے لئے سخت ہو اور اس سے ایسی فرمائش کرے جو وہ پورا نہ کرسکتا ہو تو خداوند عالم اس کی کوئی نیکی قبول نہ کرے گا اس پر غضب ناک ہوگا اور اسے ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈال دے گا۔[۳]

شوہر کی اطاعت کی حد:

عورتوں سے خداوند عالم کی رضامندی و ناراضگی ان کے شوہروں کی رضامندی و ناراضگی سے مربوط ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ فِي حَقٍّ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهَا صَلَاةٌ حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا.

---

[۱] بحار الانوار (ط۔ بیروت) / ج ۷۳ / ۳۶۳ / باب ۶۷ جوامع مناہی النبی ص ومتفرقاتہا..... ص:۳۲۸

[۲] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۴ / ۱۴ / باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[۳] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال / النص / ۲۸۷ / عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

وہ عورت جو رات اس حالت میں گزارتی ہے کہ اس کا شوہر اس کی خاطر غصے میں ہو تو اس کی اس وقت تک نماز قبول نہیں جب تک اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔[1]

(۳) بہن بھائیوں سے نیکی:

نسبی بھائیوں سے رشتہ داری کا تعلق کی تاکید کی گئی ہے۔ امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَمَّا حَقُّ اَخِيكَ فَاَنْ تَعْلَمَ اَنَّهُ يَدُكَ وَ عِزُّكَ وَ قُوَّتُكَ فَلَا تَتَّخِذْهُ سِلَاحاً عَلَى مَعْصِيَةِ اللهِ وَ لَا عُدَّةً لِلظُّلْمِ لِخَلْقِ اللهِ وَ لَا تَدَعْ نُصْرَتَهُ عَلَى عَدُوِّهِ وَ النَّصِيحَةَ لَهُ.

تیرے بھائی کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو جان لے وہ تیری حمایت کرنے والا ہے پس اسے معصیت الٰہی میں استعمال نہ کر اور مخلوق خدا پر ستم نہ کر۔ اس کی خیر خواہی سے اور اس کے دشمنوں کے مقابلے میں اس کی مدد کرے۔[2]

ایک روایت میں ہے کہ

مَنْ اَكْرَمَ اَخَاهُ فَاِنَّمَا يُكْرِمُ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَمَا ظَنُّكُمْ بِمَنْ يُكْرِمُ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ يُفْعَلَ بِهِ.

جس نے بھائی کا احترام کیا، خدا اس کا احترام کرے گا پس جس شخص کا اللہ تعالیٰ اکرم کرے اس کے ثواب میں کیا گمان ہے؟[3]

نیز دوسری روایت میں ہے کہ

فَلَمَّا صَارَ ابْنَ سَبْعِ سِنِينَ قَالَ لِاُمِّهِ حَلِيمَةَ: يَا اُمِّي اَيْنَ اِخْوَتِي؟ قَالَتْ: يَا بُنَيَّ اِنَّهُمْ يَرْعَوْنَ الْغَنَمَ الَّتِي رَزَقَنَا اللهُ اِيَّاهَا بِبَرَكَتِكَ. قَالَ: يَا اُمَّاهُ! مَا اَنْصَفْتِنِي؟ قَالَتْ: كَيْفَ ذٰلِكَ يَا وُلْدِي؟ قَالَ: اَكُونَ اَنَا فِي الظِّلِّ وَ اِخْوَتِي فِي الشَّمْسِ وَ الْحَرِّ الشَّدِيدِ.

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر سات سال ہوئی تو آپؐ نے حلیمہ سعدیہ سے فرمایا: اے ماں! میرے بھائی کہاں ہیں؟

انہوں نے جواب دیا: اے میرے دل کے چین! وہ بھیڑ بکریاں چرانے کے لئے گئے ہیں خدا نے انہیں تیری وجہ سے برکت عطا فرمائی ہے۔

آنحضورؐ نے فرمایا: اے ماں: آپ نے مجھ سے انصاف نہیں کیا۔

انہوں نے پوچھا: کیسے؟

آپؐ نے فرمایا: میں سائے میں ہوں اور میرے بھائی سورج کی دھوپ و گرمی میں ہیں۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۵۰۷ / باب حق الزوج علی المراۃ..... ص:۵۰۶

[2] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۲ / ۶۲۲ / باب الحقوق..... ص:۶۱۸

[3] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۹۰/ فصل..... ص:۱۸۶

بڑے بھائی کا مقام:

امام رضا علیہ السلام کے فرمان کے مطابق بھائیوں کے درمیان بڑے بھائی کا مقام زیادہ ہوتا ہے اور اہل خانہ میں وہ باپ کا مقام رکھتا ہے۔[۱]

رضاعی بہن بھائیوں سے نیکی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَتَتهُ اُختٌ لَهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيهَا سُرَّ بِهَا وَ بَسَطَ مِلحَفَتَهُ لَهَا فَاَجلَسَهَا عَلَيهَا ثُمَّ اَقبَلَ يُحَدِّثُهَا وَ يَضحَكُ فِي وَجهِهَا ثُمَّ قَامَت وَ ذَهَبَت وَ جَاءَ اَخُوهَا فَلَم يَصنَع بِهِ مَا صَنَعَ بِهَا فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ صَنَعتَ بِاُختِهِ مَا لَم تَصنَع بِهِ وَ هُوَ رَجُلٌ فَقَالَ لِاَنَّهَا كَانَت اَبَرَّ بِوَالِدَيهَا مِنهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن آپ کی خدمت میں آئی۔ آپ اسے دیکھ کر بڑے خوش ہوئے آپ نے اپنی اوڑھنی زمین پر بچھا دی اور اُسے اس پر بٹھایا اور آپ اس سے باتیں کرنے لگ گئے اور خوشی سے ہنسے۔ پھر آپ کا رضاعی بھائی آیا۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو سلوک بہن سے کیا وہ بھائی سے نہ کیا۔ آپ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! جو سلوک آپ نے بہن سے کیا وہ بھائی سے نہیں کیا۔ حالانکہ وہ ایک مرد تھا۔

آپ نے فرمایا: کیونکہ اس عورت کی والدین سے نیکی بھائی سے زیادہ تھی۔[۲]

یہ صلہ رحمی پر دلالت کرتی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رضاعی بہن بھائیوں سے صلہ رحمی کرتے تھے۔

(۴) نسبی رشتہ داروں سے نیکی:

گذشتہ ابحاث میں ہم نے سببی و نسبی رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کے حوالے سے جانا اب ہم تمام رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کے حوالے سے گزارشات پیش کریں گے۔

امام صادق علیہ السلام نے زید شحام سے فرمایا:

اِقرَأ عَلَى مَن تَرَى اَنَّهُ يُطِيعُنِي مِنهُم وَ يَأخُذُ بِقَولِيَ السَّلَامَ وَ اُوصِيكُم بِتَقوَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ .... صِلُوا عَشَائِرَكُم وَ اشهَدُوا جَنَائِزَهُم وَ عُودُوا مَرضَاهُم وَ اَدُّوا حُقُوقَهُم .... قِيلَ هَذَا

---

[۱] اَلْاَخُ الْاَكْبَرُ بِمَنْزِلَةِ الْاَبِ. (تحف العقول/ النص/ ۴۴۲ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۴۲)

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۱۶۱ / باب البر بالوالدین..... ص:۱۵۷

جَعْفَرِیٌّ فَیَسُرُّنِی ذَلِكَ وَ یَدْخُلُ عَلَیَّ مِنْهُ السُّرُورُ

میرا اسلام ہوان افراد پر جو میری پیروی کرتے اور میری باتوں پر عمل کرتے ہیں اور ان سے کہو کہ تقویٰ الٰہی اختیار کرو..........اور اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو۔ ان کے جنازوں میں شرکت کرو، ان کی بیماری میں عیادت کرو، ان کے حقوق ادا کرو، ....اگر تم نے ایسا کیا تو کہا جائے گا کہ یہ مرد جعفری ہے۔ تمہارے اس کام نے مجھے خوشحال کر دیا ہے۔[1]

خالہ سے نیکی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ إِنِّي قَدْ وَلَدْتُ بِنْتاً وَ رَبَّيْتُهَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ فَأَلْبَسْتُهَا وَ حَلَّيْتُهَا ثُمَّ جِئْتُ بِهَا إِلَى قَلِيبٍ فَدَفَعْتُهَا فِي جَوْفِهِ وَ كَانَ آخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْهَا وَ هِيَ تَقُولُ يَا أَبَتَاهْ فَمَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ قَالَ أَ لَكَ أُمٌّ حَيَّةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ خَالَةٌ حَيَّةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَابْرَرْهَا فَإِنَّهَا بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ يُكَفِّرْ عَنْكَ مَا صَنَعْتَ.

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: میری ایک بیٹی تھی اسے پالا، جب وہ بالغ ہوگئی تو اسے لباس پہنایا اور زیور سے آراستہ کیا اور ایک کنویں میں ڈال دیا، بیٹی سے میں نے جو آخری بات سنی وہ یہ تھی کہ وہ کہہ رہی تھی: بابا جان! (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے) اس گناہ کا کفارہ کیا ہے؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تیری ماں زندہ ہے؟

اس نے جواب دیا: نہیں۔

آپؐ نے پوچھا: کیا تیری خالہ زندہ ہے؟

اس نے جواب دیا: ہاں۔

فرمایا: پس تو اپنی خالہ سے نیکی کر۔ بے شک! وہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے خالہ سے نیکی کرو تمہارے گناہ کا کفارہ ہے۔[2]

(۵) سببی رشتہ داروں سے نیکی:

رشتہ داری میں ایک تعلق دامادی ہے کہ ایک مرد و عورت آپس میں عقد کرتے ہیں تو مرد عورت کے خاندان کے لئے داماد ہے۔

---

[1] الکافی (ط- الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۶۳۶ / باب ما یجب من المعاشرۃ..... ص:5 ۶۳

[2] الکافی (ط- الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۶۲ / باب البر بالوالدین..... ص:۱۵۷

صلۂ رحمی میں شامل ہے جو سببی اور نسبی دونوں رشتہ داروں کو شامل ہے۔ کیونکہ بعض خطبوں میں سببی رشتہ دار بھی ارحام میں آتے ہیں۔ [۱]

پس انسان محتاط رہے اور اپنے سببی ارحام سے بھی قطع رحمی نہ کرے۔ خداوند قرآن میں فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾

اور وہی تو وہ خدا ہے جس نے پانی (منی) سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان اور سُسرال والا بنایا اور (اے رسولؐ) تمہارا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔ [۲]

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خدا سے فاطمہؑ کی شادی علی علیہ السلام سے کی تو خطبہ میں فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالٰی جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ نَسَباً لَاحِقاً وَ اَمْراً مُفْتَرَضاً وَشَّجَ بِهِ الْاَرْحَامَ وَ اَلْزَمَهُ الْاَنَامَ.

خداوند عالم نے دامادی کا تعلق قائم کیا ہے جو اس بات کا موجب ہے کہ داماد بھی رشتہ داروں میں شمار ہوتا ہے۔ [۳]

اسی طرح فرمایا:

یَا اَهْلَ الْقَرَابَةِ! تَزَاوَرُوْا وَ لَا تَجَاوَرُوْا وَ تَهَادَوْا فَاِنَ الْهَدِیَّةَ تَسُلُّ السَّجِیَّةِ وَ الزِّیَارَةَ تُثْبِتُ الْمَوَدَّةَ.

قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کا دیدار کریں لیکن ہمسایہ نہ بننا اور ایک دوسرے کو ہدیہ دو کیونکہ ہدیہ کینہ کو ختم کرتا ہے اور دوستی کو محکم کرتا ہے۔ [۴]

یہ حکم سببی اور نسبی دونوں رشتہ داروں کو شامل ہے۔ پس جس طرح نسبی رشتہ سے سلوک کرتے ہو سببی رشتہ داروں سے ایسا ہی سلوک کرو۔ اگرچہ پہلے سببی رشتہ داروں کا حق ہے۔

رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کے آثار:

صلہ رحمی کے ثواب کے علاوہ اس کے دنیاوی اور آخروی آثار بھی ہیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا یَسْتَغْنِی الرَّجُلُ وَ اِنْ كَانَ ذَا مَالٍ عَنْ عِتْرَتِهٖ وَ دِفَاعِهِمْ عَنْهُ بِاَیْدِیْهِمْ وَ اَلْسِنَتِهِمْ وَ هُمْ اَعْظَمُ النَّاسِ حَیْطَةً مِنْ وَرَائِهٖ وَ اَلَمُّهُمْ لِشَعَثِهٖ وَ اَعْطَفُهُمْ عَلَیْهِ عِنْدَ نَازِلَةٍ اِذَا

---

[۱] جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ نَسَباً لَاحِقاً (روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج۱ / ۱۴۷ / خطبۃ النبی لما اراد تزویج فاطمۃ .... ص:۱۴۷)

[۲] سورۂ فرقان: ۵۴

[۳] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج۱ / ۱۴۷ / خطبۃ النبی لما اراد تزویج فاطمۃ من علی..... ص:۱۴۷

[۴] جامع احادیث الشیعۃ (للبروجردی)/ ج ۲۲ / ۷۹۸ / (۷۷) باب استحباب الاہداء الی المسلم ولو نبقا وقبول ہدیتہ و جواز قبول ہدیۃ الکافر وما یہدیہ المجوس الی بیوت النیران واستحباب رد ظروف الہدایا معجلا وکراہۃ رد الطیب والحلوا..... ص:۷۹۶

نَزَلَتْ بِهِ وَلِسَانُ الصِّدْقِ يَجْعَلُهُ اللهُ لِلْمَرْءِ فِي النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْمَالِ يَرِثُهُ غَيْرُهُ

و منها أَلَا لَا يَعْدِلَنَّ أَحَدُكُمْ عَنِ الْقَرَابَةِ يَرَى بِهَا الْخَصَاصَةَ أَنْ يَسُدَّهَا بِالَّذِي لَا يَزِيدُهُ إِنْ أَمْسَكَهُ وَلَا يَنْقُصُهُ إِنْ أَهْلَكَهُ وَمَنْ يَقْبِضْ يَدَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ فَإِنَّمَا تُقْبَضُ مِنْهُ عَنْهُمْ يَدٌ وَاحِدَةٌ وَتُقْبَضُ مِنْهُمْ عَنْهُ أَيْدٍ كَثِيرَةٌ وَمَنْ تَلِنْ حَاشِيَتُهُ يَسْتَدِمْ مِنْ قَوْمِهِ الْمَوَدَّةَ.

اے لوگو! کوئی شخص بھی اگرچہ وہ مالدار ہو اپنے قبیلہ والوں اور اس امر سے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے اس کی حمایت کریں بے نیاز نہیں ہوسکتا اور وہی لوگ سب سے زیادہ اس کے پشت پناہ اور اس کی پریشانیوں کو دور کرنے والے اور مصیبت پڑنے کی صورت میں اس پر شفیق و مہربان ہوتے ہیں۔ اللہ جس شخص کا سچا ذکرِ خیر لوگوں میں برقرار رکھتا ہے۔ تو یہ اس مال سے کہیں بہتر ہے۔ جس کا وہ دوسروں کو وارث بنا جاتا ہے۔

دیکھو تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے قریبیوں کو فقر و فاقہ میں پائے تو ان کی احتیاج کو اس امداد سے دُور کرنے میں پہلو تہی نہ کرے جس کے روکنے سے یہ کچھ بڑھ نہ جائے گا اور صرف کرنے سے اس میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ جو شخص اپنے قبیلے کی اعانت سے ہاتھ روک لیتا ہے۔ تو اس کا تو ایک ہاتھ رکتا ہے لیکن وقت پڑنے پر بہت سے ہاتھ اس کی مدد سے رُک جاتے ہیں جو شخص نرم خو ہو وہ اپنی قوم کی محبت ہمیشہ باقی رکھ سکتا ہے۔ [۱]

۶۔ بہترین رشتہ دار:

بشریت کے سب سے بڑے خادم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام ہیں وہ انسانوں میں حیات کا واسطہ جاویداں ہیں۔ اسی لئے انسان پر معنوی حیات کا حق رکھتے ہیں۔ ان کی اطاعت اور معرفت بہترین صلہ رحمی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صِلْ مَنْ وَصَلَنِي، وَاقْطَعْ مَنْ قَطَعَنِي......

اے خدا! جو مجھ سے صلہ رحمی کرتا ہے اس پر صلہ رحمی فرما اور جو مجھ سے قطع رحمی کرتا ہے اس سے قطع رحمی فرما۔ [۲]

سادات سے نیکی:

سادات سے نیکی کرنا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں کا احترام کرنا درحقیقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام ہے۔ روایت ہے کہ

---

[۱] نہج البلاغہ نمبر خطبہ ۲۳

[۲] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۱۵۱ / باب صلۃ الرحم..... ص:۱۵۰

انسانی احترام کی بنا پر بھی اولادِ رسولؐ احترام ضروری ہے۔[1]

خداوند فرماتا ہے:

قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى ؕ

(اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ رسالت) کا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا اپنے قرابت داروں (اہلبیتؑ) کی محبت کے سوائے۔[2]

ابن عباس کا قول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: خدا نے جس سے مودت کرنے کا حکم دیا وہ کون سے افراد ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: علیؑ، فاطمہؑ، اور ان دو کی اولاد۔[3]

اس آیت کے اصلی مصداق اہل بیت علیہم السلام ہیں لیکن دوسری رسولؐ کی نسل فاطمہؑ کی اولاد کا احترام واکرام ہے۔

اسی وجہ سے احکام فقہ کے مطابق واجب صدقہ یعنی کہ جو روایات میں لوگوں کے ہاتھوں کی میل کچیل کہا گیا ہے۔ یہ صدقہ تمام سادات پر حرام ہے۔[4]

علامہ حلی فرماتے ہیں:

تمام علماء ومراجع کا یہ فتویٰ ہے کہ غیر سادات کی زکات سید پر حرام ہے۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے موقع پر فرمایا:

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِی وَلَا لِاَهْلِ بَيْتِی.

صدقہ میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے حلال نہیں ہے۔[6]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِبَنِی هَاشِمٍ اِلَّا فِی وَجْهَيْنِ اِنْ كَانُوا عَطَاشَى وَ اَصَابُوا مَاءً فَشَرِبُوا وَ صَدَقَةُ

---

[1] خطبہ زہرا سلام اللہ علیہا "اَبِی يَقُولُ الْمَرْءُ يُحْفَظُ فِی وُلْدِهِ" (الاحتجاج علی اہل اللجاج (للطبرسی)/ ج۱ / ۱۰۳ / احتجاج فاطمۃ الزہراء ع علی القوم لما منعوہا فدک وقولہا لہم عندالوفاۃ بالامامۃ ..... ص:۹۷)

[2] سورۂ شوریٰ: ۲۳

[3] البرہان فی تفسیر القرآن، ج۲، ص ۸۲۳

[4] اِنَّ الصَّدَقَةَ اَوْسَاخُ اَيْدِی النَّاسِ وَ اِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَیَّ مِنْهَا وَمِنْ غَيْرِهَا مَا قَدْ حَرَّمَهُ. (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۴ / ۵۸ / باب الصدقۃ لبنی ہاشم وموالیہم وصلتہم ..... ص:۵۸)

[5] التحریر الاحکام: ج۱، ص۶۹

[6] کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ (ط-القدیمۃ)/ ج۱ / ۳۹۵ / فصل فی ذکر مناقب شتی واحادیث متفرقۃ اوردہا الرواۃ والمحدثون واخبار وآثار دالۃ علی ما نحن بصددہ من ذکر فضلہ..... ص:۳۷۶

بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ.

صدقہ سادات کے لئے حلال نہیں سوائے دوصورتوں کے:

ا۔ پیاسے ہوں اور پانی آجائے تو پی لیں۔

۲۔صدقہ سادات۔[۱]

سادات سے نیکی کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعَةٌ أَنَا لَهُمْ شَفِيعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُكْرِمُ لِذُرِّيَّتِي مِنْ بَعْدِي وَ الْقَاضِي لَهُمْ حَوَائِجَهُمْ وَ السَّاعِي لَهُمْ فِي أُمُورِهِمْ عِنْدَ اضْطِرَارِهِمْ إِلَيْهِ وَ الْمُحِبُّ لَهُمْ بِقَلْبِهِ وَ لِسَانِهِ.

روز قیامت میں چار گروہوں کی شفاعت کروں گا:

ا۔میرے بعد میری اولاد کا احترام کرنے والا۔

۲۔ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا۔

۳۔وہ لوگ جو ان کی مشکلات کو حل کریں۔

۴۔جو انہیں دل وزبان سے دوست رکھتے ہوں۔[۲]

اسی طرح فرمایا:

عِيَادَةُ بَنِي هَاشِمٍ فَرِيضَةٌ وَ زِيَارَتُهُمْ سُنَّةٌ.

بنی ہاشم (سادات) کی عیادت فریضہ اور ان کی زیارت سنت ہے۔[۳]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ النَّظَرُ إِلَى ذُرِّيَّتِنَا عِبَادَةٌ فَقِيلَ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ النَّظَرُ إِلَى الْأَئِمَّةِ مِنْكُمْ عِبَادَةٌ أَوِ النَّظَرُ إِلَى جَمِيعِ ذُرِّيَّةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ قَالَ بَلِ النَّظَرُ إِلَى جَمِيعِ ذُرِّيَّةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ عِبَادَةٌ مَا لَمْ يُفَارِقُوا مِنْهَاجَهُ وَ لَمْ يَتَلَوَّثُوا بِالْمَعَاصِي.

ہماری اولاد کا دیدار عبادت ہے۔

راوی نے پوچھا؛ آپ کی نسل سے ائمہؑ یا آپؐ کی زیارت عبادت ہے۔

---

[۱] الخصال/ ج۱/ ۶۲/ لاتحل الصدقة لبنی ہاشم الا فی وجہین..... ص:۶۲

[۲] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج۱/ ۲۵۴/ ۲۶ باب ماجاء عن الرضاع من الاخبار النادرة فی فنون شتی..... ص:۲۵۳

[۳] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۹۳/ ۲۳۴/ باب ۲۷ مدح الذریة الطیبة وثواب صلتہم..... ص:۲۱۷

آپؑ نے فرمایا: میری تمام اولاد سے محبت کرنا عبادت ہے جب وہ گناہوں سے آلودہ نہ ہوں۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَيُّمَا رَجُلٍ صَنَعَ اِلَى رَجُلٍ مِنْ وُلْدِي صَنِيعَةً فَلَمْ يُكَافِئْهُ عَلَيْهَا فَاَنَا الْمُكَافِئُ لَهُ عَلَيْهَا.

میری اولاد میں سے کسی کے ساتھ نیکی کرتا ہے اور وہ نیکی کا صلہ نہ دے تو میں اس کا صلہ دوں گا۔ سادات کو تکلیف دینے کا بُرا انجام ہوتا ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا قُمْتُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ تَشَفَّعْتُ فِي اَصْحَابِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِي فَيُشَفِّعُنِي اللهُ فِيهِمْ وَ اللهِ لَا تَشَفَّعْتُ فِيمَنْ آذَى ذُرِّيَّتِي.

جب مجھے مقام محمود ملا اور اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت کروں گا اور خدا ان کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمائے گا۔ لیکن میری اولاد کو تکلیف دینے والے شخص کی شفاعت نہیں کروں گا۔[۳]

---

[۱] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۵۱ / ۱۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ ..... ص: ۲۴

[۲] بحار الانوار (ط۔ بیروت) / ج ۹۳ / ۲۳۵ / باب ۲۷ مدح الذریۃ الطیبۃ وثواب صلتھم ..... ص: ۲۱۷

[۳] الامالی (للصدوق) / النص / ۲۹۴ / المجلس التاسع والاربعون

دوسری فصل:

مسلمان

اس فصل میں دینی بھائیوں[1] کے حقوق کی رعایت کرنا، مومنین کے ساتھ تعامل گناہگاروں اور ظاہری مسلمان کے بارے میں بحث ہوگی۔

دینی بھائیوں کے حقوق:

اسلامی معاشرے میں خدا کے نزدیک انسان کی لیاقت وایمان بڑی اہمیت ہے اور یہ اصل قرآنی ہے۔

اَفَمَنۡ كَانَ مُؤۡمِنًا كَمَنۡ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسۡتَوٗنَ ۱۸

کیا جو شخص ایماندار ہے اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جو بدکار ہے (ہرگز نہیں یہ دونوں) برابر نہیں ہو سکتے۔[2]

دوسری آیت میں ہے:

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ

مومنین تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔[3]

اور دوسری جگہ اللہ فرماتا ہے:

الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ۘ

---

[1] دینی بھائیوں سے مراد یہاں مومنین کرام ہیں۔

[2] سورۂ سجدہ: ۱۸

[3] سورۂ حجرات: ۱۰

ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں ان میں سے بعض کے بعض رفیق ہیں۔[۱]

عجیب یہ بات ہے کہ تمام باایمان مسلمان بھی ایک مرتبہ والے نہیں ہیں مختلف مراتب رکھتے ہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

قَامَ رَجُلٌ بِالْبَصْرَةِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبِرْنَا عَنِ الْإِخْوَانِ فَقَالَ الْإِخْوَانُ صِنْفَانِ إِخْوَانُ الثِّقَةِ وَ إِخْوَانُ الْمُكَاشَرَةِ فَأَمَّا إِخْوَانُ الثِّقَةِ فَهُمُ الْكَفُّ وَ الْجَنَاحُ وَ الْأَهْلُ وَ الْمَالُ فَإِذَا كُنْتَ مِنْ أَخِيكَ عَلَى حَدِّ الثِّقَةِ فَابْذُلْ لَهُ مَالَكَ وَ بَدَنَكَ وَ صَافِ مَنْ صَافَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ وَ اكْتُمْ سِرَّهُ وَ عَيْبَهُ وَ أَظْهِرْ مِنْهُ الْحَسَنَ وَ اعْلَمْ أَيُّهَا السَّائِلُ أَنَّهُمْ أَقَلُّ مِنَ الْكِبْرِيتِ الْأَحْمَرِ وَ أَمَّا إِخْوَانُ الْمُكَاشَرَةِ فَإِنَّكَ تُصِيبُ لَذَّتَكَ مِنْهُمْ فَلَا تَقْطَعَنَّ ذَلِكَ مِنْهُمْ وَ لَا تَطْلُبَنَّ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ مِنْ ضَمِيرِهِمْ وَ ابْذُلْ لَهُمْ مَا بَذَلُوا لَكَ مِنْ طَلَاقَةِ الْوَجْهِ وَ حَلَاوَةِ اللِّسَانِ.

بصرہ کے لوگوں میں ایک شخص امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے آیا اور کہنے لگا: اے امیر المومنینؑ! ہمیں اپنے برادران کے بارے میں آگاہ کیجئے۔ پس آپؑ نے فرمایا: بھائی دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) قابل اعتماد (۲) غیر قابل اعتماد۔ قابل اعتماد بھائی ایسے ہیں جیسے انسان کے اپنے دست و بازو، اعضائے بدن اور مثل خانوادہ۔ پس جب تمہارے پاس کوئی حد ثقہ تک پہنچا ہوا بھائی ہو تو اپنا مال و بدن سب کچھ اس پر نچھاور کر دے اس کے دوست کو اپنا دوست اور اس کے دشمن کو اپنا دشمن سمجھ اس کے رازوں اور عیبوں کو چھپا اس اچھائیوں کو ظاہر کر، پس جان لے اے سوال کرنے والے! یہ لوگ کبریت احمر[۲] سے بھی زیادہ کمیاب ہوتے ہیں باقی رہے غیر قابل اعتماد بھائی تو ان سے استفادہ کر وان سے قطع تعلق نہ کرو اور ان سے کوئی ایسی امید بھی نہ رکھو جو ان کے لئے مشکل ہو ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔[۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنْ تُسْلِمَ قَلْبَكَ لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ أَنْ يَسْلَمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِكَ وَ يَدِكَ.

اسلام یعنی تیرے دل کا تسلیم ہونا اور مسلمان تیرے ہاتھ اور زبان سے محفوظ ہوں۔[۴]

اسی لئے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ مُسْلِماً أَوْ ضَرَّهُ أَوْ مَاكَرَهُ.

وہ ہم میں سے نہیں جو مسلمان سے خیانت کرے یا اسے فریب و نقصان دے۔[۵]

---

[۱] سورۂ توبہ: ۷۱

[۲] سرخ رنگ کا کمیاب و نایاب ہیرا

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۲۴۸ / باب فی ان المؤمن صنفان..... ص: ۲۴۸

[۴] کنز العمال، ج ۱ ص ۴۲

[۵] تحف العقول / النص / ۴۲ / وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۳۵

نیز فرمایا:

مَنْ بَاتَ وَفِي قَلْبِهِ غِشٌّ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ بَاتَ فِي سَخَطِ اللهِ وَأَصْبَحَ كَذَلِكَ حَتَّى يَتُوبَ.

جو شخص اس حالت میں سوتا ہے کہ دوسرے مسلمان کے لئے بدخواہ ہو اس کی نینداور بیداری پر غضب الٰہی ہوتا رہتا ہے جب تک توبہ نہ کرے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ عَامَلَ النَّاسَ فَلَمْ يَظْلِمْهُمْ وَحَدَّثَهُمْ فَلَمْ يَكْذِبْهُمْ وَوَعَدَهُمْ فَلَمْ يُخْلِفْهُمْ كَانَ مِمَّنْ حُرِّمَتْ غِيبَتُهُ وَكَمَلَتْ مُرُوءَتُهُ وَظَهَرَ عَدْلُهُ وَوَجَبَتْ أُخُوَّتُهُ.

جو شخص لوگوں پر ستم نہ کرتا ہو انہیں زبان سے تکلیف نہ دیتا ہو، جھوٹ نہ بولتا ہو، وعدہ خلافی نہ کرتا ہو، ایسے شخص کی غیبت کرنا حرام، ان کی مروت کامل، اس کی عدالت ظاہر اور اس سے برابری لازم ہے۔[۲]

نیز فرمایا:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَغُشُّهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَغْتَابُهُ وَلَا يَخُونُهُ وَلَا يَحْرِمُهُ.

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اسے فریب نہ دے، اس کی غیبت نہ کرے، اس پر ستم نہ کرے، اس سے خیانت نہ کرے اور اسے محروم نہ کرے۔[۳]

ا۔ مومنین کے ساتھ میل جول

مومنین کا جمع ہونا:

مومنین کے ایمان کا مرکز خدا، رسولؐ اور اہل بیتؑ ہیں۔ ان سب پر ضروری ہے کہ اس محور و مرکز میں ایک دوسرے کے امور میں ان کی اصلاح کرے، تفرقہ وجدائی سے پرہیز کرے تاکہ ایمان اہداف کو پا سکے۔ اسی لئے خدا نے فرمایا ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا

تم سب خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اختلاف وتفرقہ سے پرہیز کرو۔[۴]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۴ / ۱۵ / باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۲۳۹ / باب المؤمن وعلاماتہ وصفاتہ..... ص: ۲۳۶

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۶۷ / باب اخوۃ المؤمنین بعضہم لبعض..... ص: ۱۶۵

[۴] سورۂ آل عمران: ۱۰۳

اَیُّهَا النَّاسُ! عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِیَّاکُمْ وَالْفُرْقَةِ.

اے لوگو! باجماعت اور اکٹھے رہو اور جدائی سے بچو۔[1]

روایت ہے کہ

...... یَسْئَلُ الْاِمَام عَلِیّ عَنِ السُّنَّةِ وَ الْبِدْعَةِ وَ عَنِ الْجَمَاعَةِ وَ الْفُرْقَةِ؟ فَقَالَ ...... وَ الْجَمَاعَةُ وَ اللهِ مُجَامَعَةُ اَهْلِ الْحَقِّ وَاِنْ قَلُّوْا وَ الْفُرْقَةُ مُجَامَعَةُ اَهْلِ الْبَاطِلِ وَاِنْ کَثُرُوْا.

حضرت علی علیہ السلام سے جدائی اور تفرقہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اجتماع سے مراد پیوستگی اور حق کے پیروکاروں کا اجتماع ہے اگرچہ وہ کم ہی کیوں نہ ہوں، تفرقہ سے مراد باطل کا اجتماع ہے اگرچہ وہ کثرت ہی میں کیوں نہ ہوں۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اسْتَکْثِرُوا مِنَ الْاِخْوَانِ فَاِنَّ لِکُلِّ مُؤْمِنٍ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً وَ قَالَ اسْتَکْثِرُوا مِنَ الْاِخْوَانِ فَاِنَّ لِکُلِّ مُؤْمِنٍ شَفَاعَةً وَ قَالَ اَکْثِرُوا مِنْ مُؤَاخَاةِ الْمُؤْمِنِینَ فَاِنَّ لَهُمْ عِنْدَ اللهِ یَداً یُکَافِئُهُمْ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

اپنے مومن بھائی کے لئے زیادہ اجماع کا انتظام کرو کیونکہ ہر مومن کی ایک دعا مستجاب ہوتی ہے۔ (ہوسکتا ہے اس کے ساتھ تمہاری دعا بھی مستجاب ہو)

اور فرمایا:

مومن بھائی کی خدمت کرو کیونکہ ہر ایک مومن کے لئے ایک شفاعت۔

نیز فرمایا:

مومن بھائیوں سے کثرت سے ملو کیونکہ خدا کے نزدیک ان کا ایک حق ہے اور روز قیامت خدا انہیں ثواب عطا فرمائے گا۔

مومنین کے اجتماع کی برکتیں:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ اَنَّ اَحَدًا مِنْهُمْ یَصْبِرُ مَعَ اَصْحَابِهِ لَا یَقْطَعُهُمْ وَ یَصْبِرُ فِی مِثْلِ جُوْعِهِمْ وَ مِثْلِ غَمِّهِمْ اِلَّا کَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ کَاَجْرِ سَبْعِیْنَ مِمَّنْ غَزَا مَعِیَ غَزْوَةَ تَبُوْكِ......

---

[1] کنز العمال، ج ا، ص ۲۰۶

[2] کنز العمال، ج ا، ص ۳۷۸

مسلمان بھائی اپنے دوستوں کے ساتھ مشکلات میں صبر کرے اور ان سے جدا نہ ہو ان کی بھوک اور غم کو برداشت کرے، اسے میرے ساتھ جنگ تبوک میں ستر افراد کے برابر ثواب ملتا ہے۔[۱]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اجْتَمِعُوا وَ تَذَاكَرُوا تَحُفَّ بِكُمُ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَ اللهُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَنَا.

اکٹھے بیٹھو اور آپس میں گفتگو کرو، ایسی صورت میں فرشتے احاطہ کئے رہتے ہیں۔ خدا اس شخص پر رحمت کرے جو ہمارے احادیث کو زندہ کرے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا اجْتَمَعَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَصَاعِداً إِلَّا حَضَرَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مِثْلُهُمْ فَإِنْ دَعَوْا بِخَيْرٍ أَمَّنُوا وَإِنِ اسْتَعَاذُوا مِنْ شَرٍّ دَعَوُا اللهَ لِيَصْرِفَهُ عَنْهُمْ وَإِنْ سَأَلُوا حَاجَةً تَشَفَّعُوا إِلَى اللهِ وَسَأَلُوهُ قَضَاءَهَا.

اگر تین مومنین اکٹھے ہوں تو فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اگر وہ دعا مانگتے ہیں تو فرشتے آمین کہتے ہیں اگر وہ کسی شر سے خدا کی پناہ لیتے ہیں تو خدا ان سے شر کو دور فرماتا ہے۔ اگر وہ لوگ کوئی حاجات طلب کریں تو خداوند عالم کے پاس فرشتے شفاعت کریں گے تاکہ ان کی حاجات پوری ہوجائیں۔[۳]

مومنوں سے نیکی:

آیات و روایات میں اس مطلب کی تاکید ہوئی ہے کہ مومنین ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کریں اور اس نیکی کے تین عمدہ مرکز ہیں: (۱) مادی حمایت، (۲) معنوی حمایت اور (۳) عاطفی حمایت۔

(الف) مادی حمایت:

ضروریات کو پورا کرنے کا ثواب:

ابن عباسؓ کہتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ هُوَ مُعْتَكِفٌ وَ هُوَ يَطُوفُ حَوْلَ الْكَعْبَةِ فَعَرَضَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ شِيعَتِهِ فَقَالَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ إِنَّ عَلَيَّ دَيْناً لِفُلَانٍ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَقْضِيَهُ عَنِّي

---

[۱] التحصین، ص ۲۴

[۲] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۲ / ۲۲ / ۱۰ - باب استحباب اجتماع الاخوان ومحادثتهم ..... ص: ۲۰

[۳] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۸۷ / باب تذاکر الاخوان ..... ص: ۱۸۶

فَقَالَ علیه السلام وَ رَبِّ هَذَا الْبَيْتِ مَا أُصْبِحُ وَ عِنْدِي شَيْءٌ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَسْتَمْهِلَهُ عَنِّي فَقَدْ تَهَدَّدَنِي بِالْحَبْسِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَطَعَ الْإِمَامُ الطَّوَافَ وَ سَعَى مَعَهُ فَقُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ أَ لَسْتَ [أَ نَسِيتَ أَنَّكَ] مُعْتَكِفاً فَقَالَ بَلَى [لَا] وَ لَكِنْ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ یَقُولُ مَنْ قَضَى أَخَاهُ الْمُؤْمِنَ حَاجَةً كَانَ كَمَنْ عَبَدَ اللَّهَ تِسْعَةَ آلَافِ سَنَةٍ صَائِماً نَهَارَهُ وَ قَائِماً لَيْلَهُ.

میں امام حسن علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں تھا آپؑ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے اور کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ایک شخص نے آپؑ سے کہا: اے فرزند پیغمبر! میں فلاں شخص کا مقروض ہوں کیا آپ میرا قرض ادا کروا سکتے ہیں؟

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اس کعبہ کی قسم! آج میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔

اس شخص نے کہا: بہتر سمجھیں تو مجھے مہلت دلوا دیں کیونکہ جس کا میں مقروض ہوں اس نے مجھے قید کرنے کی دھمکی دی ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ امام حسن علیہ السلام نے طواف چھوڑ دیا اور اس شخص کی ضرورت پوری کرنے چلے گئے۔ میں نے کہا: یا بن رسول اللہؐ! آپ تو اعتکاف میں تھے؟

آپؑ نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن میں نے اپنے والدگرامی سے سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مومن کی ضرورت کو پورا کرتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے کہ جو نو ہزار سال روزے، نماز شب اور خدا کی عبادت کرتا رہا ہو۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَأَنْ أَحُجَّ حِجَّةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ رَقَبَةً حَتَّى انْتَهَى إِلَى عَشَرَةٍ وَ مِثْلِهَا وَ مِثْلِهَا حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعِينَ.

میرے نزدیک ایک حج یا دو حج انجام دینے سے یہ بہتر ہے ایک غلام یا دو غلام یا حتیٰ ستر غلام آزاد کرو۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَفَى ضَرِيراً حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَ مَشَى لَهُ فِيهَا حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ لَهُ حَاجَتَهُ أَعْطَاهُ اللَّهُ بَرَاءَةً مِنَ النِّفَاقِ وَ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ وَ قَضَى لَهُ سَبْعِينَ حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَ لَا يَزَالُ يَخُوضُ فِي رَحْمَةِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ حَتَّى يَرْجِعَ.

جو شخص کسی نابینا کی حاجت کو پورا کرتا ہے اور اس ضرورت کے لئے قدم اٹھاتا ہے تا کہ خدا اس کی حاجت کو پورا کرے، خدا تیرے لئے نفاق اور دوزخ سے نجات دیتا ہے۔اس شخص کی ستر دنیاوی حاجات پوری ہوتی ہیں اور ہمیشہ رحمت

---

[1] عدة الداعی ونجاح الساعی/ ۱۹۲/فصل..... ص:۱۸۶

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/النص/۱۴۱/ثواب الصدقة..... ص:۱۳۹

الٰہی میں ہوتا ہے حتیٰ کہ پلٹ آنے تک۔[۱]

اطعام مومن کی اہمیت:

کھانا کھلانا دوسروں سے نیکی کرنے کا اہم مورد ہے کہ جس کی آیات و روایات میں بڑی تاکید کی گئی ہے اور ابرار لوگوں کی صفات میں اس طرح آیا ہے:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰي حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ⑧ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاۗءً وَّلَا شُكُوْرًا ⑨

اور اس کی محبت میں محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں، (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو تم کو بس خالص خدا کے لیے کھلاتے ہیں ہم نہ تم سے بدلہ کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرمایا کہ آپ نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ وَ اَفْشَى السَّلَامَ وَ صَلّٰى وَ النَّاسُ نِيَامٌ.

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو کھانا کھلاتا ہے، سلام بلند آواز سے کرتا ہے اور جب لوگ سوئے ہوتے ہیں تو یہ نماز شب میں مشغول ہوتا ہے۔[۳]

مومن کو کھانا کھلانے کا ثواب:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ مُوجِبَاتِ مَغْفِرَةِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِطْعَامُ الطَّعَامِ.

کھانا کھلانا اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے وسیلوں میں ایک وسیلہ ہے۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَطْعَمَ مُؤْمِناً حَتّٰى يُشْبِعَهُ لَمْ يَدْرِ اَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ مَا لَهُ مِنَ الْاَجْرِ فِي الْاٰخِرَةِ لَا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ.

جو شخص کسی مومن کو کھانا کھلاتا ہے اگرچہ تھوڑا سا ہی کیوں نہ ہو تو روزِ قیامت اس کے اجر کو سوائے رب العالمین کے کوئی نہ دے گا نہ کوئی ملک مقرب اور نہ نبی مرسل۔[۵]

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۶/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳
[۲] سورۂ انسان: ۸، ۹
[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۵۰/ باب فضل اطعام الطعام..... ص: ۵۰
[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۵۲/ باب فضل اطعام الطعام..... ص: ۵۰
[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۰۱/ باب اطعام المؤمن..... ص: ۲۰۰

اسی طرح فرمایا:

مَنْ اَطْعَمَ مُؤْمِناً مُوسِراً كَانَ لَهُ يَعْدِلُ رَقَبَةً مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيلَ يُنْقِذُهُ مِنَ الذَّبْحِ وَمَنْ اَطْعَمَ مُؤْمِناً مُحْتَاجاً كَانَ لَهُ يَعْدِلُ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيلَ يُنْقِذُهَا مِنَ الذَّبْحِ.

جو شخص کسی مومن کو کھانا کھلاتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے غلام آزاد کیا ہو۔ جو شخص ضرورت مند کو کھانا کھلاتا ہے اسے سو غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔[1]

مومن کو کھانا نہ کھلانے کا انجام:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ بَاتَ شَبْعَانَ وَ بِحَضْرَتِهِ مُؤْمِنٌ جَائِعٌ طَاوٍ قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مَلَائِكَتِي اُشْهِدُكُمْ عَلَى هَذَا الْعَبْدِ اَنِّي اَمَرْتُهُ فَعَصَانِي وَ اَطَاعَ غَيْرِي وَ وَكَلْتُهُ اِلَى عَمَلِهِ وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَا غَفَرْتُ لَهُ اَبَداً.

جو شخص کھانے سے سیر ہو کر سوئے اور ایک نزدیک کوئی مومن بھوکا ہو۔ خداوند عالم فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! تمہیں اس بندے پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حکم دیا، لیکن اس نے نافرمانی کی اور انجام نہیں دیا، میری عزت وجلالت کی قسم! میں انہیں ہرگز نہیں بخشوں گا۔[2]

نکتہ:

مومن کو کھانا کھلانے اور ان کی مدد کرنا ذلت وخواری کا سبب نہ بنے جیسا کہ آداب سفر میں بیان ہو چکا ہے۔[3]

حسین ابی اعلاء ایک گروہ کے ساتھ مکہ گئے، اپنے ساتھیوں کی خدمت کی خاطر جہاں بھی رکتے تھے ان کے لئے ایک بھیڑ ذبح کرتے تھے لیکن امام صادق علیہ السلام نے اس پر اعتراض کیا اور فرمایا: تو نے اس کام سے ساتھیوں کو ذلیل کیا ہے کیونکہ ان میں سے بعض کا ارادہ تھا وہ یہی کام انجام دیں لیکن مالی قدرت نہ ہونے کی وجہ سے وہ نہ کر سکے اور انہوں نے کمتری کا احساس کیا۔[4]

مومن کو سیراب کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَقَى مُؤْمِناً شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ مِنْ حَيْثُ يَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ اَعْطَاهُ اللهُ بِكُلِّ شَرْبَةٍ سَبْعِينَ اَلْفَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۰۳/ باب اطعام المؤمن..... ص:۲۰۰

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۵۰/ عقاب من اشبع مؤمنا جائعا..... ص:۲۵۰

[3] ر۔ک: بخش یکم، فصل دہم، آداب سفر، ص ۱۸۴

[4] فَقَالَ بَلَغَنِي اَنَّكَ كُنْتَ تَذْبَحُ لَهُمْ فِي كُلِّ مَنْزِلٍ شَاةً قُلْتُ مَا اَرَدْتُ اِلَّا اللهَ فَقَالَ اَمَا كُنْتَ تَرَى اَنَّ فِيهِمْ مَنْ يُحِبُّ اَنْ يَفْعَلَ فَعَالَكَ فَلَا يَبْلُغُ مَقْدُرَتُهُ ذَلِكَ فَتَتَقَاصَرُ اِلَيْهِ نَفْسُهُ. (بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۳/ ۲۶۹/ باب ۴۹ حسن الخلق وحسن الصحابۃ وسائر آداب السفر ..... ص:۲۶۶)

حَسَنَةٍ وَاِنْ سَقَاهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَكَاَنَّمَا اَعْتَقَ عَشْرَ رِقَابٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيلَ.

جس مومن کے ہاتھ میں پانی ہو وہ دوسروں کو پلائے خداوند عالم ہر گھونٹ کے مقابلے میں ستر ہزار نیکی عطا کرتا ہے۔ لیکن جس کے پاس نہ ہو اور کسی ذریعے سے حاصل کر کے کسی مومن کو سیراب کرے تو خدا اسے ایسا ثواب عطا کرتا ہے گویا اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے دس غلام آزاد کئے ہیں۔ [1]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَمَنْ سَقَى مُؤْمِناً مِنْ ظَمَاٍ سَقَاهُ اللهُ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ.

جو شخص کسی پیاسے مومن کو پانی پلاتا ہے خداوند عالم اسے قیامت کے دن رحیق مختوم سے سیراب کرے گا۔ [2]

مومن کو لباس دینے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَسَا اَحَداً مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ ثَوْباً مِنْ عُرْيٍ اَوْ اَعَانَهُ بِشَيْءٍ مِمَّا يَقُوتُهُ مِنْ مَعِيشَتِهِ وَكَّلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ سَبْعِينَ اَلْفَ مَلَكٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَسْتَغْفِرُونَ لِكُلِّ ذَنْبٍ عَمِلَهُ اِلَى اَنْ يُنْفَخَ فِي الصُّورِ.

جو شخص کسی مسلمان فقیر کو لباس دیتا ہے یا کوئی ایسی چیز دیتا ہے جس سے اس کی معیشت میں بہتری ہو تو خداوند عالم اس پر ستر ہزار فرشتوں کو مامور کرتا ہے تا کہ اس کے ہر ایک گناہ کے لئے مغفرت طلب کرتے رہیں یہاں تک کہ صور پھونکا جائے۔ [3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَسَا مُؤْمِناً ثَوْباً مِنْ عُرْيٍ كَسَاهُ اللهُ مِنْ اِسْتَبْرَقِ الْجَنَّةِ وَمَنْ كَسَا مُؤْمِناً ثَوْباً مِنْ غِنًى لَمْ يَزَلْ فِي سِتْرٍ مِنَ اللهِ مَا بَقِيَ مِنَ الثَّوْبِ خِرْقَةٌ.

جو شخص کسی برہنہ کو کپڑے دیتا ہے خدا اسے جنتی لباس عطا فرمائے گا اور اگر کسی صاحب مال کو لباس دیا تو جب تک لباس رہے گا وہ خدا کی پناہ میں ہوگا۔ [4]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیة) / ج ۲ / ۲۰۱ / باب اطعام المؤمن..... ص: ۲۰۰
[2] الکافی (ط-الاسلامیة) / ج ۲ / ۲۰۱ / باب اطعام المؤمن..... ص: ۲۰۰
[3] الکافی (ط-الاسلامیة) / ج ۲ / ۲۰۵ / باب من کسا مؤمنا..... ص: ۲۰۴
[4] الکافی (ط-الاسلامیة) / ج ۲ / ۲۰۵ / باب من کسا مؤمنا..... ص: ۲۰۴

مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلُ ثَوْبٍ فَعَلِمَ اَنَّ بِحَضْرَتِهِ مُؤْمِناً مُحْتَاجاً اِلَيْهِ فَلَمْ يَدْفَعْهُ اِلَيْهِ اَكَبَّهُ اللهُ تَعَالَى فِي النَّارِ عَلَى مَنْخِرَيْهِ.

اگر کسی کے پاس اضافی لباس ہو اور وہ جانتا بھی ہو کہ کوئی ضرورت مند شخص ہے لیکن اسے نہیں دیتا۔ خدا اسے منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔ [1]

مومن کو مکان نہ دینے کا انجام:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ دَارٌ وَ احْتَاجَ مُؤْمِنٌ اِلَى اَنْ يَسْكُنَهَا فَمَنَعَهُ اِيَّاهَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مَلَائِكَتِي عَبْدِي بَخِلَ عَلَى عَبْدِي بِسُكْنَى الدُّنْيَا وَ عِزَّتِي لَا يَسْكُنُ جِنَانِي اَبَداً.

اگر ایک شخص کے پاس مکان ہو اور ایک محتاج مومن کو نہ دے تو خداوند عالم فرشتوں سے فرماتا ہے: اے فرشتو! میرے ایک بندے نے دوسرے بندے پر مکان کے بارے میں بخل کیا میری عزت کی قسم! اسے ہرگز جنت میں جگہ نہیں ملے گی۔ [2]

مومن کی شادی:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنی پھوپھی سے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ ظِلًّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَسْتَظِلُّ تَحْتَهُ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ وَصِيُّ نَبِيٍّ اَوْ عَبْدٌ اَعْتَقَ عَبْداً مُؤْمِناً اَوْ عَبْدٌ قَضَى مَغْرَمَ مُؤْمِنٍ اَوْ مُؤْمِنٌ كَفَّ اَيْمَةَ مُؤْمِنٍ.

محمد بن جعفر کی مدد کے لئے تعاون کریں تاکہ وہ اپنی بیوی کا حق مہر ادا کر سکے، روز قیامت اللہ کا ایک سایہ ایسا ہوگا جس کے نیچے صرف نبی یا اس کا جانشین یا وہ مومن کہ جس نے غلام مومن آزاد کیا ہو، یا مومن کا قرض ادا کیا ہو، یا وہ مومن جس نے کسی مومن کی شادی کرائی ہو۔ [3]

مومن کی خدمت:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۵۰/ عقاب من اکتسی مؤمن عاری..... ص: ۲۵۰

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۴۱/ عقاب من منع مؤمنا سکنی دارہ..... ص: ۲۴۱

[3] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۰/ ۴۷/ ۱۲- باب استحباب السعی فی التزویج والشفاعۃ فیہ وعدم جواز السعی فی تفریق بین الزوجین..... ص: ۴۵

ثَلَاثَةٌ يَسْتَظِلُّونَ بِظِلِّ عَرْشِ اللهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ رَجُلٌ زَوَّجَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ أَوْ أَخْدَمَهُ أَوْ كَتَمَ لَهُ سِرّاً.

جس دن خدا کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا تین گروہ اس سائے سے فائدہ اٹھائیں گے۔ جس شخص نے کسی مومن کی شادی میں اس کی مدد کی ہو یا اس کی کوئی اور خدمت کرے یا اس کے راز کو چھپائے رکھے۔[1]

مومن کو ہدیہ دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَهَادَوْا تَحَابُّوا تَهَادَوْا فَإِنَّهَا تَذْهَبُ بِالضَّغَائِنِ.

ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو تاکہ آپس میں دوستی ہو کیونکہ ہدیہ دینے سے دل سے کینہ ختم ہو جاتا ہے۔[2]

اسی طرح فرمایا:

الْهَدِيَّةُ تُورِثُ الْمَوَدَّةَ وَ تُجَدِّدُ الْأُخُوَّةَ وَ تُذْهِبُ الضَّغِينَةَ وَ تَهَادَوْا تَحَابُّوا.

ہدیہ دینے سے محبت پیدا ہوتی ہے رشتہ داری کو شائستہ بناتا ہے کینہ ختم ہوتا ہے، ایک دوسرے کو ہدیہ دو تاکہ تم میں دوستی بنے۔[3]

ہدیہ کو قبول کرنا:

ابراہیم کرخی کہتا ہے:

عَنِ الرَّجُلِ تَكُونُ لَهُ الضَّيْعَةُ الْكَبِيرَةُ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْمِهْرَجَانِ أَوِ النَّيْرُوزِ أَهْدَوْا إِلَيْهِ الشَّيْءَ لَيْسَ هُوَ عَلَيْهِمْ يَتَقَرَّبُونَ بِذَلِكَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَلَيْسَ هُمْ مُصَلِّينَ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَلْيَقْبَلْ هَدِيَّتَهُمْ وَ لْيُكَافِهِمْ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله قَالَ لَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ وَ كَانَ ذَلِكَ مِنَ الدِّينِ وَ لَوْ أَنَّ كَافِراً أَوْ مُنَافِقاً أَهْدَى إِلَيَّ وَسْقاً مَا قَبِلْتُ وَ كَانَ ذَلِكَ مِنَ الدِّينِ أَبَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِي زَبْدَ الْمُشْرِكِينَ وَ الْمُنَافِقِينَ وَ طَعَامَهُمْ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: ایک شخص ہے جس کا ایک بڑا باغ ہے، جب بھی کوئی جشن ہوتا ہے یا نوروز کے دن تو لوگ اس کی خوشامد کے لئے ہدیے لے جاتے ہیں۔ (یعنی کیا وہ قبول کرلے؟)

امام علیہ السلام نے پوچھا: کیا وہ نماز پڑھتے ہیں؟

---

[1] الخصال/ ج ۱/ ۱۴۱/ ثلاثة یستظلون بظل عرش اللہ عزوجل یوم القیامۃ ..... ص: ۱۴۱

[2] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۱۴۴/ باب الہدیۃ..... ص: ۱۴۱

[3] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۷۴/ ۱۶۶/ باب ۷ ماجمع من مفردات کلمات الرسول ص وجوامع کلمہ..... ص: ۱۳۷

میں نے کہا: جی ہاں۔

فرمایا: ان کے ہدیے کو وہ قبول کرے اور لوگوں کو ہدیے کا صلہ دے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے کوئی بھیڑ کے پائے بھی ہدیہ کرے تو میں قبول کرتا ہوں کیونکہ یہ دین شمار ہوتا ہے لیکن اگر کافر میرے لئے ایک اونٹ کا بار بھی لے آئے تو میں قبول نہیں کروں گا اور یہ بھی دین ہے کیونکہ خدا مشرکین و منافقین کا ہدیہ اور غذا میرے لئے پسند نہیں فرماتا۔[۱]

مسلمان کو قرض دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ اَقْرَضَ مُسْلِماً قَرْضاً يُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللهِ اِلَّا احْتُسِبَ لَهُ اَجْرُهَا بِحِسَابِ الصَّدَقَةِ حَتَّى يَرْجِعَ اِلَيْهِ.

جب مسلمان کسی کو خوشنودی خدا کی خاطر قرض دیتا ہے تو وہ قرض واپس دینے تک صدقہ شمار ہوتا ہے (یعنی گویا ہر روز صدقہ دے رہا ہے)۔[۲]

مومن کی تجارت حمایت:

مسلمانوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے ساتھ خرید و فروخت میں ایک دوسرے کی حمایت کریں نہ سود کے طور پر اور نہ ظالمانہ۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

رِبْحُ الْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ رِبًا اِلَّا اَنْ يَشْتَرِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَارْبَحْ عَلَيْهِ قُوتَ يَوْمِكَ اَوْ يَشْتَرِيَهُ لِلتِّجَارَةِ فَارْبَحُوا عَلَيْهِمْ وَ ارْفُقُوا بِهِمْ.

مومن کا نفع مومن پر سود ہے مگر یہ کہ سو درہم کا خرید لے۔ (یعنی زیادہ رقم سے) ایسی صورت میں اپنے ہر روز کے کھانے کے برابر نفع لے سکتے ہو یا اگر تجارت کے قصد سے خریدے اور ان سے نفع لے لیکن ان پر رحم کرو۔[۳]

(ب) حمایت معنوی

مومن کی ثقافتی ترقی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اتَّقُوا اللهَ وَ كُونُوا اِخْوَاناً بَرَرَةً مُتَحَابِّينَ فِي اللهِ مُتَوَاصِلِينَ مُتَرَاحِمِينَ تَزَاوَرُوا وَ تَلَاقَوْا وَ تَذَاكَرُوا اَمْرَنَا وَ اَحْيُوهُ.

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۱۴۱ / باب الہدیۃ..... ص: ۱۴۱

[۲] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال / النص / ۱۳۸ / ثواب من اقرض مؤمنا..... ص: ۱۳۸

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۱۵۴ / باب آداب التجارۃ..... ص: ۱۵۰

تقویٰ الٰہی اختیار کرو ایک دوسرے کے اچھے دینی بھائی، راہ خدا میں دوستی اور آپس میں مہر و محبت سے ایک دوسرے کا دیدار و ملاقات کرو اور ہماری احادیث کو زندہ کرو۔[1]

خیر خواہی:

امام علی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام سے فرمایا:

امْحَضْ اَخَاكَ النَّصِيحَةَ حَسَنَةً كَانَتْ اَوْ قَبِيحَةً وَ سَاعِدْهُ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

اپنے بھائی سے خیر خواہی کرو اور بے غرض رہو، اس کا اچھا کام ہو یا بُرا ہر حال میں اس کی مدد کرو[2]۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَحَبُّ اِخْوَانِي اِلَيَّ مَنْ اَهْدَى اِلَيَّ عُيُوبِي.

تم میں سے محبوب ترین شخص وہ ہے جو میرے عیب کو مجھے ہدیہ کرے۔[4]

مومن کے دشمنوں سے ترک دوستی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَتَّخِذَنَّ عَدُوَّ صَدِيقِكَ صَدِيقاً فَتُعَادِيَ صَدِيقَكَ.

اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ کیونکہ اس طرح سے تم اپنے دوست سے دشمنی کرو گے[5]۔[6]

اور فرمایا:

اَصْدِقَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ وَ اَعْدَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ فَاَصْدِقَاؤُكَ صَدِيقُكَ وَ صَدِيقُ صَدِيقِكَ وَ عَدُوُّ عَدُوِّكَ وَ اَمَّا اَعْدَاؤُكَ فَعَدُوُّكَ وَ عَدُوُّ صَدِيقِكَ وَ صَدِيقُ عَدُوِّكَ.

تیرے دوست اور دشمن تین قسم کے ہیں، دوست مندرجہ ذیل ہیں:

تیرا دوست، دوست کا دوست، تیرے دشمن کا دشمن۔

دشمن مندرجہ ذیل ہیں:

---

[1] مصادقۃ الاخوان/ ۳۴/ ۵ باب اجتماع الاخوان فی محادثتھم

[2] اچھے کام میں معاونت تو یہی ہے کہ اس کی مدد کی جائے اور برے کام میں معاونت سے مراد یہ ہے کہ اسے برائی سے بچایا جائے نہ کہ اس کے ساتھ خود بھی برائی شامل ہو جائیں۔ (مجاہد حسین حرؔ)

[3] تحف العقول/ النص/ ۸۱/ کتابہ الی ابنہ الحسن ع..... ص:۶۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۶۳۹/ باب من یجب مصادقتہ و مصاحبتہ..... ص:۶۳۸

[5] یاد رہے کہ اس جملہ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اگر کسی شخص کی دو افراد سے دوستی ہوئی اور بعد میں پتہ چلے کہ ان کی آپس میں دشمنی ہے تو ان میں سے ایک سے دوستی ختم کر دے بلکہ اگر ان سے حقیقی دوستی ہے تو اپنی طرف سے پوری کوشش کرے کہ ان کی دشمنی ختم کروائے کیونکہ دوستی کا حق بھی یہی ہے کہ محبتیں بڑھائی جائیں اور نفرتیں مٹائی جائیں۔ (مجاہد حسین حرؔ)

[6] تحف العقول/ النص/ ۸۱/ کتابہ الی ابنہ الحسن ع..... ص:۶۸

تیرا دشمن، دوست کا دشمن، تیرے دشمن کا دوست ۔[1]

مومن کی رازداری:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فَإِذَا كُنْتَ مِنْ أَخِيكَ عَلَى حَبْلِ الثِّقَةِ، فَابْذُلْ لَهُ مَالَكَ وَ بَدَنَكَ، وَ صَافِ مَنْ صَافَاهُ، وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ، وَ اكْتُمْ سِرَّهُ وَ عَيْبَهُ، وَ أَظْهِرْ مِنْهُ الْحَسَنَ.

جب تیرا دینی بھائی قابل وثوق وقابل اعتماد ہو تو اس پر مال وجان قربان کردو یا دوست کے دوست، دشمن کے دشمن سے دوستی رکھو، اس کے عیوب کو چھپاؤ اور اس کی نیکیاں بیان کرو ۔[2]

مومن کے ساتھ پروپیگنڈہ نہ کرنا:

خداوند عالم پروپیگنڈے کے بارے میں جو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں سے ایک کے ساتھ کیا گیا تھا فرماتا ہے:

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾

اور جب تم لوگوں نے اس کو سنا تو اسی وقت ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلائی کا گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ بول اٹھے کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے ۔[3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَرَفَ مِنْ أَخِيهِ وَثِيقَةَ دِينٍ وَ سَدَادَ طَرِيقٍ فَلَا يَسْمَعَنَّ فِيهِ أَقَاوِيلَ الرِّجَالِ.

اے لوگو! اگر تمہیں اپنے کسی بھائی کی دینداری کی پختگی اور طور طریقوں کی درستگی کا علم ہو تو پھر اس کے بارے میں افواہی باتوں پر کان نہ دھرو ۔[4]

نیز فرمایا:

ضَعْ أَمْرَ أَخِيكَ عَلَى أَحْسَنِهِ حَتَّى يَأْتِيَكَ مَا يَغْلِبُكَ مِنْهُ وَ لَا تَظُنَّنَّ بِكَلِمَةٍ خَرَجَتْ مِنْ أَخِيكَ سُوءاً وَ أَنْتَ تَجِدُ لَهَا فِي الْخَيْرِ مَحْمِلًا.

اپنے بھائی کے کام کو درست سمجھو اور جو بات بھائی سے سنو تو اس کی بری توجیہ کرنے کی بجائے اچھی توجیہ کرو ۔[5]

مومن پر تہمت لگانے سے پرہیز:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۵۲۸ / [۳۰۱] ۲۹۵..... ص:۵۲۷

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۲ / ۲۴۸ / باب فی ان المؤمن صنفان..... ص:۲۴۸

[3] سورۂ نور: ۱۲

[4] نہج البلاغہ؛ خطبہ ۱۳۹ ترجمہ مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۲ / ۳۶۲ / باب التہمۃ وسوء الظن..... ص:۳۶۱

اِذَا اتَّهَمَ الْمُؤْمِنُ اَخَاهُ انْمَاثَ الْاِيْمَانُ مِنْ قَلْبِهِ كَمَا يَنْمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ.

جب بھی کوئی مومن اپنے مومن بھائی پر تہمت لگائے یا اس سے بدگمانی کرے تو اس کے دل سے ایمان زائل ہونے لگے گا جس طرح نمک پانی میں گھلنے لگتا ہے۔[1]

مومن کی حفظ و آبرو:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَ لَمْ يَخْلُصِ الْاِيْمَانُ اِلَى قَلْبِهِ لَا تَذُمُّوا الْمُسْلِمِينَ وَ لَا تَتَبَّعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَاتِهِمْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَ مَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ تَعَالَى عَوْرَتَهُ.

اے مسلمانو! اسلام صرف زبان پر لے آئے ہو لیکن تمہارے دلوں میں خالص ایمان نہیں آیا، مسلمان کی مذمت نہ کرو اور اس کے عیب چھپاؤ کیونکہ جو شخص کسی کے عیب آشکار کرے خدا اس کے عیب آشکار کرتا ہے۔[2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَحْبِبْ اَخَاكَ الْمُسْلِمَ .... كُنْ لَهُ ظَهْراً فَاِنَّهُ ظَهْرٌ لَكَ وَ اِنْ غَابَ فَاحْفَظْهُ فِي غَيْبَتِهِ وَ اِنْ شَهِدَ فَزُرْهُ وَ اَجِلَّهُ وَ اَكْرِمْهُ .... وَ اِنِ ابْتُلِيَ فَاعْضُدْهُ وَ تَمَحَّلْ لَهُ.

اپنے مسلمان بھائی کو دوست رکھو............ اس کی حمایت کرو کہ وہ تمہاری حمایت کرے گا۔ جب وہ غیب ہوں تو اس کی آبرو کی حفاظت کرو اگر حاضر ہے تو دیدار کرو، اس کا اکرام کرو،............ جب وہ مشکلات میں ہو تو اس کی مدد کرو اور اس کی فکر کرو۔[3]

ابو بصیر کہتا ہے:

قُلْتُ لِاَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام الرَّجُلُ مِنْ اَصْحَابِنَا يَسْتَحْيِي اَنْ يَاْخُذَ مِنَ الزَّكَاةِ فَاُعْطِيهِ مِنَ الزَّكَاةِ وَ لَا اُسَمِّي لَهُ اَنَّهَا مِنَ الزَّكَاةِ فَقَالَ اَعْطِهِ وَ لَا تُسَمِّ لَهُ وَ لَا تُذِلَّ الْمُؤْمِنَ.

میں نے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا: ہمارے افراد میں سے ایک شخص زکات لینے سے شرماتا ہے۔ میں اس کا نام لئے بغیر اسے زکات دیتا ہوں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اسے زکات دو اور زکات کا نام نہ لو اور مومن کو ذلیل نہ کرو۔[4]

مومن کی عزت و آبرو کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۳۶۱ / باب التہمۃ وسوء الظن ..... ص: ۳۶۱

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۳۵۴ / باب من طلب عثرات المؤمنین وعوراتہم ..... ص: ۳۵۴

[3] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۸۱ / الفصل الرابع والعشرون فی محاسن الافعال..... ص: ۱۸۰

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳ / ۵۶۴ / باب من تحل لہ الزکاۃ فیمتنع من اخذہا..... ص: ۵۶۳

مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ.

جو شخص اپنے مسلمان کی پاکدامنی کا خیال کرتا ہے اس پر جنت حتمی ہے۔ [۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اغْتِيبَ عِنْدَهُ أَخُوهُ الْمُؤْمِنُ فَنَصَرَهُ وَ أَعَانَهُ نَصَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ مَنْ لَمْ يَنْصُرْهُ وَلَمْ يَدْفَعْ عَنْهُ وَ هُوَ يَقْدِرُ خَذَلَهُ اللهُ وَ حَقَّرَهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.

اگر کوئی مسلمان بھائی غیب ہو اور ایک شخص اس کی مدد کرے تو خدا اس کی دنیا و آخرت میں مدد فرمائے گا۔ اگر اس کا دفاع نہ کرے حالانکہ قدرت بھی رکھتا ہو تو وہ آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا۔ [۲]

مومن کو معاف کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ .... كُونُوا إِخْوَاناً فِي اللهِ كَمَا أَمَرَكُمُ اللهُ- لَا تَتَنَافَرُوا .... وَ لَا تَتَبَاغَوْا وَ لَا تَبَاغَضُوا وَ لَا تَدَابَرُوا......

خبردار!............ راہ خدا میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی بنو۔ جیسا کہ خدا نے اس کا حکم دیا ہے.................. ایک دوسرے سے نفرت نہ کرو، ایک دوسرے پر ستم نہ کرو، ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو اور ایک دوسرے سے دور نہ ہونا............۔ [۳]

اسی طرح آپؐ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ مَنْ رَفَقَ بِأُمَّتِي فَارْفُقْ بِهِ وَ مَنْ شَقَّ عَلَيْهِمْ فَشُقَّ عَلَيْهِ.

خدا سے اس طرح دعا کیا کرو، خدایا! جو میری امت سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں ان سے اچھا برتاؤ فرما جو لوگ سخت ہیں ان پر سختی فرما۔ [۴]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

عَلَيْكَ بِمُدَارَاةِ النَّاسِ وَ إِكْرَامِ الْعُلَمَاءِ وَ الصَّفْحِ عَنْ زَلَّاتِ الْإِخْوَانِ فَقَدْ أَدَّبَكَ سَيِّدُ الْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ بِقَوْلِهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَ صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَ أَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ.

لوگوں سے اچھا سلوک کرو، عالموں کا اکرام کرو، مومن بھائی کی لغزش کو معاف کرو کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ جو تم پر ستم

---

[۱] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۴۵ /ثواب من ردعن عرض اخیہ المسلم وجبت لہ الجنۃ البتۃ ص:۱۴۵

[۲] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۹۱ /فصل ص:۱۸۶

[۳] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج۷۲ / ۲۵۲ / باب۶۶ الغیبۃ ص:۲۲۰

[۴] مجموعۃ ورام/ ج۱ / ۴ / فہرست مافی ہذا المجلد ص:۵

کرے اسے معاف کرو، جو تم سے قطع رحمی کرے تم اس سے صلہ رحمی کرو اگر چہ وہ تمہیں محروم کرے۔[1]

غلام مسلمان کی آزادی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَعْتَقَ مُسْلِماً اَعْتَقَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِکُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْواً مِنَ النَّارِ.

جو شخص مسلمان غلام کو آزاد کراتا ہے تو خداوند عالم اس غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔[2]

مومن کی دعا:

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

فَاعْلَمْ اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ

حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس تو اپنے اور باایمان مردوں عورتوں کے لئے مغفرت کی دعا کر۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ شَيْءٌ اَسْرَعَ اِجَابَةً مِنْ دَعْوَةِ غَائِبٍ لِغَائِبٍ.

کوئی شے (دعا) ایسی نہیں ہے کہ جو غائب شخص کے لئے کی جانے والی دعا سے جلدی قبول ہوتی ہے۔[4]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَسْرَعُ الدُّعَاءِ نَجَاحاً لِلْاِجَابَةِ دُعَاءُ الْاَخِ لِاَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ وَ اِذَا بَدَاَ اَيْبَدَاُ بِالدُّعَاءِ لِاَخِيهِ فَيَقُولُ لَهُ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِهِ آمِينَ وَ لَكَ مِثْلَاهُ.

وہ دعا جو بہت جلد قبول ہوتی ہے وہ بھائی کی غیبت میں بھائی کا دعا کرنا ہے جب دعا وہ کرتا ہے تو ایک فرشتہ مامور ہوتا ہے جو آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لئے بھی اسی کی مانند ہے۔[5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

دُعَاءُ الرَّجُلِ لِاَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ يُدِرُّ الرِّزْقَ وَ يَدْفَعُ الْمَكْرُوهَ.

غائب بھائی کی دعا، بھائی کے لئے روزی میں برکت کا موجب ہے اور پریشانی سے مانع ہے۔[6]

---

[1] بحارالانوار (ط۔ بیروت) / ج ۷۵ / ۷۱ / باب ۱۶ ما جمع من جوامع کلم امیر المؤمنین صلی اللہ علیہ وعلی ذریتہ..... ص:۳۶

[2] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۱۸۰ / باب ثواب العتق وفضلہ والرغبۃ فیہ..... ص:۱۸۰

[3] سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم):۱۹

[4] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۵۱۰ / باب من تستجاب دعوتہ..... ص:۵۰۹

[5] عدۃ الداعی ونجاح الساعی / ۱۸۳ / الرابع عشر الدعاء للاخوان والتماسہ منہم..... ص:۱۸۲

[6] عدۃ الداعی ونجاح الساعی / ۱۸۳ / الرابع عشر الدعاء للاخوان والتماسہ منہم..... ص:۱۸۲

اسلام میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مسلمان بھائی، غائب بھائیوں کے لئے دعا کرے اور ضروری ہے کہ امام سجاد علیہ السلام کی دعا ان کے لئے پڑھے۔[۱]

مسلمان کی مدد کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَغَاثَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ حَتّٰى يُخْرِجَهُ مِنْ هَمٍّ وَ كُرْبَةٍ وَ وَرْطَةٍ كَتَبَ اللهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَ رَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَ اَعْطَاهُ ثَوَابَ عِتْقِ عَشْرِ نَسَمَاتٍ وَ دَفَعَ عَنْهُ عَشْرَ نِقِمَاتٍ وَ اَعَدَّ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَشْرَ شَفَاعَاتٍ.

جو شخص کسی مسلمان بھائی کی فریاد کو سنے تا کہ اسے غم و مشکلات سے نجات دے۔ خدا اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے، اس کا درجہ بلند کرتا ہے، دس غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے، دس مصیبتوں کو دور کرتا ہے اور اس کے لئے دس شفاعت تیار کرتا ہے۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

......اِنَّ مُعَاوَنَةَ الْمُسْلِمِ خَيْرٌ، وَ اَعْظَمُ اَجْراً مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَ اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.

مسلمان کی مدد کرنے کا اجر ایک ماہ رمضان اور مسجد الحرام میں اعتکاف میں بیٹھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔[۳]

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

......وَ مَنْ اَعَانَهُ عَلٰى ظَالِمٍ لَهُ اَعَانَهُ اللهُ عَلٰى اِجَازَةِ الصِّرَاطِ عِنْدَ دَحْضِ الْاَقْدَامِ.

............جب کوئی شخص کسی دینی بھائی کی مشکل میں مدد کرتا ہے خداوند عالم اس کی اس وقت مدد فرمائے گا جب صراط مستقیم سے گزرتے لوگوں کے قدم لڑکھڑاتے ہیں۔[۴]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَصْبَحَ لَا يَهْتَمُّ بِاُمُورِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ وَ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يُنَادِي يَا لَلْمُسْلِمِينَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ.

جو شخص صبح کرتا ہے اور مسلمان بھائیوں کے امور کی اصلاح کے لئے کوئی کام انجام نہیں دیتا وہ مسلمان نہیں ہے جو شخص کسی فریاد کرنے والے کی فریاد کو سنے اور اس کا جواب نہ دے تو وہ مسلمان نہیں۔[۵]

---

[۱] صحیفہ سجادیہ کی دعا نمبر ۲۶ جو کہ پہلے ہمسایوں کے حق میں دعا کے عنوان سے گزر چکی ہے۔
[۲] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۴۸ /ثواب من اغاث اخاه المسلم ص:۱۴۸
[۳] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۵ / ۲۱۸ / باب ۲۳ مواعظ الصادق جعفر بن محمد ع ووصایاه وحکمه ص:۱۹۰
[۴] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۴۶ /ثواب من قضی لاخیه حاجة وثواب من نفس عن مؤمن کربة وثواب من..... ص:۱۴۶
[۵] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۲ / ۱۶۴ / باب الاهتمام باموراالمسلمین والنصیحة لهم ونفعهم ص:۱۶۳

زیارت مومن کا ثواب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لِكُلِّ شَيْءٍ شَيْءٌ يَسْتَرِيحُ إِلَيْهِ وَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْتَرِيحُ إِلَى أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ كَمَا يَسْتَرِيحُ الطَّيْرُ إِلَى شَكْلِهِ......

ہر چیز کو ایک چیز کے ساتھ آرام وسکون ملتا ہے مومن کو مومن کے ساتھ آرام وسکون ملتا ہے، جس طرح پرندہ اپنے لئے سکون حاصل کرتا ہے............۔[1]

ایک اور جگہ فرمایا:

مَنْ زَارَ أَخَاهُ لِلّٰهِ لَا لِشَيْءٍ غَيْرِهِ بَلْ لِالْتِمَاسِ مَا وَعَدَ اللهُ وَ تَنَجُّزِ مَا عِنْدَهُ وَكَّلَ اللهُ بِهِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُنَادُونَهُ أَلَا طِبْتَ وَ طَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ.

جو شخص کسی مومن کی زیارت خدا کے لئے کرتا ہے یا جس کا خدا نے وعدہ دیا ہے۔ خداوند عالم ستر ہزار فرشتے اس پر مامور کرتا ہے تا کہ اسے آواز دیں کہ خوش آمدید، جنت مبارک ہو۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَقِيَ مَلَكٌ رَجُلًا عَلَى بَابِ دَارٍ كَانَ رَبُّهَا غَائِباً فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ مَا جَاءَ بِكَ إِلَى بَابِ هَذِهِ الدَّارِ فَقَالَ لِي أَخٌ أَرَدْتُ زِيَارَتَهُ قَالَ لِرَحِمٍ مَاسَّةٍ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ أَمْ نَزَعَتْكَ [تُرَغِّبُكَ] إِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ مَا بَيْنَنَا رَحِمٌ مَاسَّةٌ أَقْرَبُ مِنْ رَحِمِ الْإِسْلَامِ- وَ مَا نَزَعَتْنِي [تُرَغِّبُنِي] إِلَيْهِ حَاجَةٌ وَ لَكِنْ زُرْتُهُ فِي اللهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ فَأَبْشِرْ فَإِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكَ وَ هُوَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ لَكَ إِيَّايَ قَصَدْتَ وَ مَا عِنْدِي أَرَدْتَ بِصَنِيعِكَ فَإِنِّي أَوْجَبْتُ لَكَ الْجَنَّةَ وَ عَافَيْتُكَ مِنْ غَضَبِي......

ایک فرشتے نے ایک شخص سے ایسے گھر کے دروازے پر ملاقات کی جس کا مالک غائب تھا۔ اس سے پوچھا: کس وجہ سے تم یہاں آئے ہو؟

اس شخص نے کہا: میرے اور اس کے درمیان رشتہ داری ہے اور خدا کے لئے اس کے پاس آیا تھا۔

فرشتے نے کہا: میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں تمہیں بشارت ہو، اللہ تمہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم نے میرے لئے قصد کیا اور جو کچھ میرے پاس ہے تم نے اس کا ارادہ کیا ہے میں نے تم پر جنت واجب کر دی ہے اور تم پر میرا غضب نہیں ہوگا۔[3]

---

[1] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۸۷/فصل..... ص:۱۸۶

[2] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۸۸/فصل..... ص:۱۸۶

[3] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۸۹/فصل..... ص:۱۸۶

مومن پر نگاہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ النَّظَرُ إِلَى الْأَخِ يَوَدُّهُ فِي اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ عِبَادَةٌ.

دینی بھائی پر نگاہ کرنا کہ جس کی دوستی خدا کے لئے ہو، عبادت شمار ہوتی ہے۔[۱]

مومن سے خندہ پیشانی سے پیش آنا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

تَبَسُّمُ الرَّجُلِ فِي وَجْهِ أَخِيهِ حَسَنَةٌ.

(مومن) بھائی کے چہرے کو دیکھ کر مسکرانا نیکی ہے۔[۲]

روایت میں ہے کہ:

سُئِلَ الصَّادِقُ عليه السلام مَا حَدُّ حُسْنِ الْخُلُقِ قَالَ تُلِينُ جَانِبَكَ وَ تُطِيبُ كَلَامَكَ وَ تَلْقَى أَخَاكَ بِبِشْرٍ حَسَنٍ.

امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: حسن خلق کیا ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: نرمی سے پیش آنا، خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آنا، سلام کرنا اور ہاتھ ملانا۔[۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا تَلَاقَيْتُمْ فَتَلَاقَوْا بِالتَّسْلِيمِ وَ التَّصَافُحِ وَ إِذَا تَفَرَّقْتُمْ فَتَفَرَّقُوا بِالِاسْتِغْفَارِ.

جب تم ایک دوسرے سے ملو تو سلام کرو اور ایک دوسرے کا مصافحہ کرو، خدا ان دو ہاتھوں کے درمیان اپنا ہاتھ قرار دیتا ہے۔[۴]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الْمُؤْمِنَيْنِ إِذَا الْتَقَيَا وَ تَصَافَحَا أَدْخَلَ اللهُ يَدَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا فَصَافَحَ أَشَدَّهُمَا حُبّاً لِصَاحِبِهِ.

مومنوں کو ایک دوسرے سے ملاقات کرنی چاہیے، ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا چاہیے، ان کے درمیان خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جس کی زیادہ محبت ہو وہ مصافحہ کرے۔[۵]

---

[۱] مجموعۃ ورام/ ج ۲ / ۱۷۵ / الجزء الثانی

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۸۸ / باب ادخال السرور علی المؤمنین..... ص:۱۸۸

[۳] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۴۱۲ / ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص:۳۷۶

[۴] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۸۹ /فصل..... ص:۱۸۶

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۷۹ / باب المصافحۃ..... ص:۱۷۹

مومن کی دعوت قبول کرنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ مِنۡ حَقِّ الۡمُسۡلِمِ عَلَی الۡمُسۡلِمِ اَنۡ یُجِیبَہُ اِذَا دَعَاہُ.

مسلمان کا مسلمان پر ایک حق یہ ہے کہ اس کی دعوت کو قبول کرے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سِرۡ ثَلَاثَۃَ اَمۡیَالٍ اَجِبۡ دَعۡوَۃً.

مومن کی دعوت کو قبول کرو اگر چہ تین میل (تقریباً پانچ کلومیٹر) کا سفر ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔[2]

مومن کا کھانا کھانا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یُعۡرَفُ حُبُّ الرَّجُلِ بِاَکۡلِہِ مِنۡ طَعَامِ اَخِیہِ.

انسان دوست اپنے بھائی کی غذا کھانے سے پہچانا جاتا ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ کَفَی بِالۡقَوۡمِ اِثۡماً اَنۡ یَسۡتَقِلُّوا مَا یُقَرِّبُہُ اِلَیۡہِمۡ اَخُوھُمۡ.

لوگوں میں یہی گناہ کافی ہے کہ مومن بھائی کی دعوت کو اہمیت نہ دی جائے۔[4]

(ج)۔ عاطفی حمایت

مومن کو خوش کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ سَرَّ مُؤۡمِناً فَقَدۡ سَرَّنِی وَ مَنۡ سَرَّنِی فَقَدۡ سَرَّ اللہَ.

جو شخص کسی مومن کو خوش کرتا ہے اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے خدا کو خوش کیا۔[5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا بَعَثَ اللہُ الۡمُؤۡمِنَ مِنۡ قَبۡرِہِ خَرَجَ مَعَہُ مِثَالٌ یَقۡدُمُ اَمَامَہُ کُلَّمَا رَاَی الۡمُؤۡمِنُ ھَوۡلًا مِنۡ

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۲۷۴ / باب اجابۃ دعوۃ المسلم..... ص:۲۷۴

[2] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۴ / ۳۶۱ / باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[3] وسائل الشیعۃ/ ج۲۴ / ۲۸۶ / ۲۵۔باب استحباب اجادۃ الاکل فی منزل المؤمن والانبساط فیہ..... ص:۲۸۳

[4] وسائل الشیعۃ/ ج۲۴ / ۲۷۷ / ۲۱۔باب عدم جواز استقلال صاحب المنزل مایقدمہ للضیف واحتقارہ..... ص:۲۷۶

[5] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۲ / ۱۸۸ / باب ادخال السرور علی المؤمنین..... ص:۱۸۸

اَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ لَهُ الْمِثَالُ لَا تَفْزَعْ وَلَا تَحْزَنْ وَ اَبْشِرْ بِالسُّرُورِ وَ الْكَرَامَةِ مِنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ حَتَّى يَقِفَ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَيُحَاسِبُهُ حِساباً يَسِيراً وَ يَأْمُرُ بِهِ اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمِثَالُ اَمَامَهُ فَيَقُولُ لَهُ الْمُؤْمِنُ يَرْحَمُكَ اللهُ نِعْمَ الْخَارِجُ خَرَجْتَ مَعِي مِنْ قَبْرِي وَ مَا زِلْتَ تُبَشِّرُنِي بِالسُّرُورِ وَ الْكَرَامَةِ مِنَ اللهِ حَتَّى رَاَيْتُ ذٰلِكَ فَيَقُولُ مَنْ اَنْتَ فَيَقُولُ اَنَا السُّرُورُ الَّذِي كُنْتَ اَدْخَلْتَ عَلَى اَخِيكَ الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا خَلَقَنِي اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْهُ لِاُبَشِّرَكَ.

جب خداوند عالم مومن کو قبر سے اٹھائے گا تو اس کے ساتھ ایک چیز ہوگی جو اس کے آگے آگے چلے گی، جب مومن قیامت کے ہولناک واقعات کو دیکھے گا وہ چیز کہے گی: پریشان نہ ہو، خدا کی طرف سے بشارت ہے کہ تو باکرامت اور شادمان ہے۔ اس وقت مومن کہے گا: خدا تجھ پر رحمت کرے کتنا اچھا ساتھی ہے اور قبر سے اٹھنے سے لے کر اب تک سرور و کرامت کی بشارت دے رہے ہو۔ پھر مومن پوچھے گا تم کون ہو؟ وہ چیز کہے گی میں وہ سرور اور خوشی ہوں جس سے تو نے اپنے مومن بھائی کو دنیا میں خوش کیا ہے۔[1]

مومن کی تکریم:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَكْرَمَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ بِكَلِمَةٍ يُلْطِفُهُ بِهَا وَ فَرَّجَ عَنْهُ كُرْبَتَهُ لَمْ يَزَلْ فِي ظِلِّ اللهِ الْمَمْدُودِ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ مَا كَانَ فِي ذٰلِكَ.

جو شخص کسی مسلمان بھائی کو اچھے کلمات سے اس کا احترام کرے تو اس کا غم ختم ہوتا ہے جب تک وہ اکرام کرتا ہے اور سایہ الٰہی میں ہوتا ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَكْرَمَ اَخَاهُ فَاِنَّمَا يُكْرِمُ اللهَ فَمَا ظَنُّكُمْ بِمَنْ يُكْرِمُ اللهَ اَنْ يَفْعَلَ اللهُ بِهِ.

جو شخص اپنے دینی بھائی کو خوش کرے اور اس کا اکرام کرے تو خدا اس کا اتنا اکرام کرتا ہے جو بشر کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔[3]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَحْبِبْ اَخَاكَ الْمُسْلِمَ وَ اَحْبِبْ لَهُ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ. وَ اكْرَهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ...... وَ اَجِلَّهُ وَ اَكْرِمْهُ فَاِنَّهُ مِنْكَ وَ اَنْتَ مِنْهُ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲ / ۱۹۰ / باب ادخال السرور علی المؤمنین..... ص:۱۸۸
[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲ / ۲۰۶ / باب فی الطاف المؤمن و اکرامہ..... ص:۲۰۵
[3] عدۃ الداعی و نجاح الساعی/ ۱۹۰ /فصل..... ص:۱۸۶

اپنے مسلمان بھائی کو دوست رکھو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اس کے لئے پسند کرو، جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو اس کے لئے بھی ناپسند کرو۔ اس کا اکرام کرو، کیونکہ وہ تم سے ہے اور تم اس سے ہو۔[۱]

مومن کا استقبال:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَالَ لِاَخِيهِ: مَرْحَباً، كَتَبَ اللهُ لَهُ مَرْحَباً اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جو شخص اپنے بھائی کو خوش آمدید کہتا ہے تو خدا ایسے شخص کے لئے قیامت تک خوش آمدید لکھتا رہتا ہے۔[۲]

اچھا برتاؤ:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَتَى رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اَوْصِنِي فَكَانَ فِيمَا اَوْصَاهُ اَنْ قَالَ اَلْقَ اَخَاكَ بِوَجْهٍ مُنْبَسِطٍ.

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے نصیحت کریں۔
آپ نے فرمایا: اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آو۔[۳]

نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ يُبْغِضُ الْمُعَبِّسَ فِي وَجْهِ اِخْوَانِهِ.

جو شخص اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے اس پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے۔[۴]

مومن بھائی کی بیماری کا اعلان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَنْبَغِي لِلْمَرِيضِ مِنْكُمْ اَنْ يُؤْذِنَ اِخْوَانَهُ بِمَرَضِهِ فَيَعُودُونَهُ فَيُؤْجَرُ فِيهِمْ وَ يُؤْجَرُونَ فِيهِ قَالَ فَقِيلَ لَهُ نَعَمْ هُمْ يُؤْجَرُونَ بِمَمْشَاهُمْ اِلَيْهِ فَكَيْفَ يُؤْجَرُ هُوَ فِيهِمْ قَالَ فَقَالَ بِاكْتِسَابِهِ لَهُمُ الْحَسَنَاتِ فَيُؤْجَرُ فِيهِمْ فَيُكْتَبُ لَهُ بِذَلِكَ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَ يُرْفَعُ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَ يُمْحَى بِهَا عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ.

ضروری ہے کہ جب کوئی بیمار ہو تو اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی آگاہ کرے تاکہ وہ بھی اس کی عیادت کریں۔
پوچھا گیا: کیا اس عیادت سے ثواب ملتا ہے؟

---

[۱] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۸۳ / الفصل الرابع فی منزلۃ الشیعۃ عند اللہ وحقوقہم و مایجب ان یکونوا علیہ..... ص:۷۶
[۲] کافی (ط-دارالحدیث)/ ج ۳ / ۵۲۴ / ۸۸-باب فی الطاف المؤمن واکرامہ..... ص:۵۲۴
[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۱۰۳ / باب حسن البشر..... ص:۱۰۳
[۴] کشف الریبۃ، ص ۸۳

آپ نے فرمایا: کیونکہ اس نے دوسروں کو آگاہ کیا۔لہٰذا اسے بھی ثواب ملے گا اور اس کے لئے دس نیکی لکھی جائیں گی، اس کے درجات بلند ہوں گے، اور دس گناہ معاف ہوں گے۔[1]

مومن کو خط لکھنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

التَّوَاصُلُ بَيْنَ الْإِخْوَانِ التَّزَاوُرُ وَ التَّوَاصُلُ بَيْنَهُمْ فِي السَّفَرِ التَّكَاتُبُ.

جب مومن بھائی وطن میں ہو تو اس کا دیدار کرو اور اگر وہ سفر میں ہے تو اسے خط لکھو۔[2]

مومن کی درخواست کو رد کرنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَسْأَلُوا إِخْوَانَكُمُ الْحَوَائِجَ فَيَمْنَعُوكُمْ فَتَغْضَبُونَ وَ تَكْفُرُونَ.

اپنے بھائیوں سے درخواست نہ کرو کہ اگر وہ تمہیں کچھ نہ دے سکے تو تم ناراض ہو گے۔[3]

نکتہ:

اگر چہ مومنین پر لازم ہے کہ دینی بھائی کی ضرورت کو پورا کریں لیکن ان کے لئے یہ کام ہمیشہ ممکن نہیں ہوتا، اس لئے ان سے درخواست بھی بعض دفعہ باعث تکلیف ہوتی ہے اور جب وہ آپ کی درخواست پر توجہ نہیں دے پاتے تو یہ بات درخواست گزار کے لئے ناراضگی کا موجب بن جاتی ہے۔

مومنین سے درخواست:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

أَحْبِبْ أَخَاكَ الْمُسْلِمَ وَ أَحْبِبْ لَهُ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ اكْرَهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ وَ إِنِ احْتَجْتَ فَسَلْهُ وَ إِنْ سَأَلَكَ فَأَعْطِهِ.

اپنے مسلمان بھائی کو دوست رکھو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اس کے لئے بھی وہی پسند کرو اور جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو اس کے لئے بھی پسند نہ کرو جب تجھے کسی چیز کی ضرورت ہو تو اس سے مانگ لو اور جب وہ تجھ سے درخواست کرے تو اسے عطا کر۔[4]

نکتہ:

اگر چہ زندگی میں انسان خود کفیل نہیں ہوتا لیکن خاص شرائط اور قدرت کے مطابق ضرورت پورا کرنا چاہیے۔بعض کے پاس کچھ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۳/ ۱۱۷/ باب المریض یؤذن بہ الناس..... ص:۱۱۷

[2] وسائل الشیعۃ/ ج۱۲/ ۱۳۶/ ۹۳-باب استحباب التکاتب فی السفر و وجوب رد جواب الکتاب..... ص:۱۳۵

[3] مصادقۃ الاخوان/ ۵۴/ ک باب النہی عن سؤال الاخوان الحوائج

[4] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۸۱/ الفصل الرابع والعشرون فی محاسن الافعال..... ص:۱۸۰

نہیں ہوتا اور محتاج کو قرض لے کر اسے دیتا ہے یہ اپنے آپ کو زحمت میں ڈالنا ہے۔

مومن کے عذر کو قبول کرنا:

حسن بن راشد کہتا ہے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا سَاَلْتَ مُؤْمِناً حَاجَةً فَهَيِّئْ لَهُ الْمَعَاذِيرَ قَبْلَ اَنْ يُعْذِرَ فَاِنِ اعْتَذَرَ فَاقْبَلْ عُذْرَهُ وَ اِنْ ظَنَنْتَ اَنَّ الْاُمُورَ عَلَى خِلَافِ مَا قَالَ.

اگر تم کسی مومن سے کوئی چیز مانگو اور وہ عذر خواہی کرے تو اس کے عذر کو قبول کرو اگر چہ تمہارا گمان اس کے خلاف ہو۔ [۱]

مومنین کی باتوں پر اعتماد:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنِّي اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَبْضِعَ بِضَاعَةً اِلَى الْيَمَنِ فَاَتَيْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام فَقُلْتُ لَهُ اِنِّي اُرِيدُ اَنْ اَسْتَبْضِعَ فُلَاناً بِضَاعَةً فَقَالَ لِي اَ مَا عَلِمْتَ اَنَّهُ يَشْرَبُ الْخَمْرَ فَقُلْتُ قَدْ بَلَغَنِي مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اَنَّهُمْ يَقُولُونَ ذَلِكَ فَقَالَ لِي صَدِّقْهُمْ فَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ- يُؤْمِنُ بِاللهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ.

میں نے ایک دفعہ ارادہ کیا کہ یمن میں تجارت کے لئے کسی شخص کو شریک کروں۔ میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور اس شخص کے انتخاب کے بارے میں مشورہ کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ شراب خور ہے؟

میں نے کہا: مومنین ایسا ہی کہتے ہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: لوگوں سے اس کی شراب خوری کی تصدیق کرو۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے:

يُؤْمِنُ بِاللهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ [۲]

خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنین (کی باتوں) کا یقین رکھتے ہیں۔ [۳]

مومن سے محبت کا اظہار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَحَبَّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ فَاِنَّهُ اَصْلَحُ لِذَاتِ الْبَيْنِ.

تم میں سے ہر ایک بھائی اور دوست ہو اور جس سے دوستی ہو اس سے اس کا اظہار کرو، کیونکہ یہ تمہارے لئے بہتر تعلق ہے۔ [۴]

---

[۱] مصادقة الاخوان/ ٦۴ /کو باب الشکوی الی الاخوان

[۲] سورۂ توبہ: ٦١

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج٦ / ٣٩٧ / باب شارب الخمر..... ص: ٣٩٥

[۴] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج٧١ / ١٨٢ / باب ١١٢ استحباب اخبار الاخ فی اللہ بحبہ لہ وان القلب یہدی الی القلب..... ص: ١٨١

اہل سنت سے نیکی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشِّيعَةِ إِنَّكُمْ قَدْ نُسِبْتُمْ إِلَيْنَا كُونُوا لَنَا زَيْناً وَلَا تَكُونُوا عَلَيْنَا شَيْناً - مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِثْلَ أَصْحَابِ عَلِيٍّ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ لَيَكُونُ فِي الْقَبِيلَةِ فَيَكُونُ إِمَامَهُمْ وَ مُؤَذِّنَهُمْ وَ صَاحِبَ أَمَانَاتِهِمْ وَوَدَائِعِهِمْ عُودُوا مَرْضَاهُمْ وَ اشْهَدُوا جَنَائِزَهُمْ وَ صَلُّوا فِي مَسَاجِدِهِمْ وَلَا يَسْبِقُوكُمْ إِلَى خَيْرٍ فَأَنْتُمْ وَ اللهِ أَحَقُّ مِنْهُمْ بِهِ.

اے شیعہ گروہ! تم ہم سے منسوب ہو۔ پس ہمارے لئے زینت کا باعث بنو اور ننگ کا سبب نہ بنو، کیا مانع ہے کہ لوگوں کے درمیان ہمارے علی علیہ السلام کی طرح چاہنے والوں کی مانند اہل سنت بھی محب اہل بیتؑ ہیں اگر ان میں کوئی مرد زندہ ہے اور قبیلے میں پیش نماز، مؤذن یا امانت دار ہے ان کی بیماری میں عیادت کے لئے جاؤ اور ان کے نماز جنازہ میں شرکت کرو اور ان کی مساجد میں نماز پڑھو، وہ تم سے نیکی میں سبقت حاصل نہ کریں، خدا کی قسم! تم ان سے زیادہ نیکی کے مستحق ہو۔ [1]

۲۔ فاسقین سے میل جول

بہت سی آیات میں فاسقوں کے ساتھ رابطہ کے بارے میں ملتا ہے کہ جیسے:

گناہ گاروں کے بارے میں تحقیق:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا ......

اے گروہ مومنین! اگر کوئی فاسق تمہارے لئے خبر لے آئے تو اس کے بارے میں تحقیق کرلیا کرو۔ [2]

گناہ گاروں کی گواہی کو قبول نہ کرنا:

وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ

ان کی گواہی کو ہرگز قبول نہ کریں۔ [3]

ان سے دوری:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے فاسقوں سے جدائی کی درخواست کی تھی اور فرمایا:

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ.

---

[1] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ٦٧/ الفصل الثالث فی آداب الشیعۃ ..... ص: ٦٤

[2] سورۂ حجرات: ٦

[3] سورۂ نور: ٤

ہمارے اور فاسقوں کے درمیان فاصلہ فرما۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل شدہ روایت میں ان کی دعوت کو قبول کرنے اور ان کے دسترخوان پر حاضر ہونے سے منع کیا گیا ہے۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا كُمَيْلُ! ......وَ اهْجُرِ الْفَاسِقِينَ.

اے کمیل! ....فاسقوں سے دور رہو۔[۳]

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی حسین بن علی علیہما السلام نے مجھ سے فرمایا:

يَا بُنَيَّ انْظُرْ خَمْسَةً فَلَا تُصَاحِبْهُمْ وَ لَا تُحَادِثْهُمْ وَ لَا تُرَافِقْهُمْ فِي طَرِيقٍ فَقُلْتُ يَا أَبَهْ مَنْ هُمْ قَالَ إِيَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ الْكَذَّابِ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَةِ السَّرَابِ يُقَرِّبُ لَكَ الْبَعِيدَ وَ يُبَاعِدُ لَكَ الْقَرِيبَ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ الْفَاسِقِ فَإِنَّهُ بَائِعُكَ بِأُكْلَةٍ أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ الْبَخِيلِ فَإِنَّهُ يَخْذُلُكَ فِي مَالِهِ أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ الْأَحْمَقِ فَإِنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَنْفَعَكَ فَيَضُرُّكَ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ الْقَاطِعِ لِرَحِمِهِ فَإِنِّي وَجَدْتُهُ مَلْعُوناً فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

اے بیٹے! پانچ افراد سے بچو اور ان سے گفتگو اور ان کی ہمراہی نہ کرنا۔

میں نے پوچھا: باباجان، وہ افراد کون ہیں؟

آپ نے فرمایا: جھوٹے شخص کا ساتھ چھوڑ دینا، وہ دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور دکھاتا ہے۔ فاسق آدمی سے بچنا کیونکہ تمہیں ایک لقمہ یا اس سے بھی کم تر قیمت میں بیچ دے گا۔ بخیل آدمی سے دور رہنا کیونکہ وہ تمہیں حاجت کے وقت ذلیل وخوار کرے گا، احمق آدمی سے دور رہنا وہ تمہیں فائدہ دینے کی کوشش کرے گا لیکن نقصان ہوگا۔ قطع رحمی کرنے والے سے پرہیز کرو کیونکہ قرآن میں اس پر لعنت کی گئی ہے۔[۴]

گناہ گاروں سے حسن خلق:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مُدَارَاةُ النَّاسِ نِصْفُ الْإِيمَانِ ......ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام ......وَ خَالِطُوا الْفُجَّارَ جِهَاراً وَ لَا

---

[۱] سورۂ مائدہ: ۲۵

[۲] وَ نَهَى عَنْ إِجَابَةِ الْفَاسِقِينَ إِلَى طَعَامِهِمْ. (من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۷/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳)

[۳] تحف العقول/ النص/ ۱۷۳/ وصیتہ ع لکمیل بن زیاد مختصرۃ..... ص: ۱۷۱

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۷۶/ باب مجالسۃ اہل المعاصی..... ص: ۳۷۴

تَمِیلُوا عَلَیۡہِمۡ فَیَظۡلِمُوکُمۡ.

لوگوں سے اچھا برتاؤ اور حسن اخلاق سے پیش آنا نصف ایمان ہے۔

امام صادق علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ظاہری طور پر گناہ گار لوگوں سے میل جول رکھو اور ان سے لڑائی جھگڑا نہ کرو کہ اس سے وہ تم پر ستم کریں گے۔[۱]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

......دَارِ الۡفَاسِقَ عَنۡ دِینِكَ وَ اَبۡغِضۡهُ بِقَلۡبِكَ وَزَایِلۡهُ بِاَعۡمَالِكَ لِئَلَّا تَكُونَ مِثۡلَهُ......

............فاسق شخص کے ساتھ اپنے دین کی حفاظت کے لئے میل جول رکھو اور دل میں اس سے بیزار رہو۔ اس کے کردار پر نہ چلنا............۔[۲]

گناہ گاروں کا احترام کرنا:

حضرت علی علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

اِذَا سَادَ الۡقَوۡمَ فَاسِقُهُمۡ وَ کَانَ زَعِیمُ الۡقَوۡمِ اَذَلَّهُمۡ وَ اُکۡرِمَ الرَّجُلُ الۡفَاسِقُ فَلۡیُنۡتَظَرِ الۡبَلَاءُ.

جب بھی لوگوں پر ایک فاسق قوم حکمران بن جائے تو لوگوں کو ذلیل کرے گی جب گناہ گار کا احترام کیا جانے لگے تو بلا و مصیبت کا انتظار کرنا چاہیے۔[۳]

(۳) ظاہری مسلمانوں سے میل جول

معاشرے میں ایک انحرافی اور خطرناک ترین گروہ منافقوں کا گروہ ہے۔

اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ.

بے شک منافقین بدچلن ہیں۔[۴]

اِتَّخَذُوۡۤا اَیۡمَانَهُمۡ جُنَّةً فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ؕ

ان لوگوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہے تو (اسی کے ذریعہ سے لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔[۵]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۲/ ۱۱۷/باب المداراۃ..... ص:۱۱۶

[۲] الامالی (للمفید)/النص/۲۲۲/المجلس السادس والعشرون

[۳] تحف العقول/النص/۳۶/وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

[۴] سورۂ توبہ:۶۷

[۵] سورۂ منافقون:۲

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ

یہ لوگ (تمہارے) دشمن ہیں تم ان سے بچے رہو۔[۱]

منافق کے بعض اوصاف:

منافق ظاہری طور پر دیندار اور مومن ہوتا ہے۔ ہر چیز سے پہلے اس کی شناخت ضروری ہے۔ منافقین کے بعض اوصاف یہ ہیں:

جھوٹے ایمان کا ادعا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو (زبان سے تو) کہتے ہیں کہ ہم خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ (دل سے) ایمان نہیں لائے۔[۲]

دھوکے باز:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

خدا کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ آپ اپنے ہی کو دھوکا دیتے ہیں اور کچھ شعور نہیں رکھتے۔[۳]

انحصار طلبی:

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ پہنچے تو عزت دار لوگ (خود) ذلیل (رسولؐ) کو ضرور باہر کر دیں گے حالانکہ عزّت تو خاص خدا اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے مگر منافقین نہیں جانتے۔[۴]

موت سے خوف:

......فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ ......

.... جب جہاد ان پر واجب کیا گیا تو ان میں سے کچھ لوگ (بودے پن میں) لوگوں سے اس طرح ڈرنے لگے جیسے کوئی خدا سے ڈرے بلکہ اس سے کہیں زیادہ اور (گھبرا کر) کہنے لگے خدایا تو نے ہم پر جہاد کیوں واجب کر

---

[۱] سورۂ منافقون: ۴

[۲] سورۂ بقرہ: ۸

[۳] سورۂ بقرہ: ۹

[۴] سورۂ منافقون: ۸

دیا............۔[1]

قوم پرستی:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ.

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں تم بھی ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم بھی اسی طرح ایمان لائیں جس طرح اور بے وقوف ایمان لائے۔ خبردار ہو جاؤ یہی لوگ بے وقوف ہیں لیکن نہیں جانتے۔[2]

دشمن سے سازش:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۲۶

یہ اس لئے کہ جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی (کتاب) سے بیزار ہیں یہ ان سے کہتے ہیں کہ بعض کاموں میں ہم تمہاری ہی بات مانیں گے اور خدا ان کے پوشیدہ مشوروں سے واقف ہے۔[3]

عبادت میں سستی:

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۱۴۲

بے شک منافقین (اپنے خیال میں) خدا کو فریب دیتے ہیں اور درانحالیکہ وہ ان کے فریب کو (باطل کرنے والا) ہے۔ اور جب یہ لوگ نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو (بے دلی سے) الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں اور فقط لوگوں کو دکھاتے ہیں اور دل سے تو خدا کو کچھ یوں ہی سا یاد کرتے ہیں۔[4]

مومنین کا مذاق:

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۱۴

اور جب ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے تو کہتے ہیں ہم تو ایمان لا چکے اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ تخلیہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو (مسلمانوں کو) بناتے ہیں۔[5]

پیمان شکنی:

---

[1] سورۂ نساء: ۷۷

[2] سورۂ بقرہ: ۱۳

[3] سورۂ محمد: ۲۶

[4] سورۂ نساء: ۱۴۲

[5] سورۂ بقرہ: ۱۴

فَاَعۡقَبَہُمۡ نِفَاقًا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ اِلٰی یَوۡمِ یَلۡقَوۡنَہٗ بِمَاۤ اَخۡلَفُوا اللّٰہَ مَا وَعَدُوۡہُ وَبِمَا کَانُوۡا یَکۡذِبُوۡنَ﴿۷۷﴾

اس کے خمیازہ میں اپنی ملاقات کے دن (قیامت) تک ان کے دلوں میں (گویا خود) نفاق ڈال دیا اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے جو خدا سے وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس وجہ سے کہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔[۱]

چھپانا:

اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ سِرَّہُمۡ وَنَجۡوٰىہُمۡ وَاَنَّ اللّٰہَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ﴿۷۸﴾

کیا وہ لوگ اتنا بھی نہ جانتے تھے کہ خدا ان کے (سارے) بھید اور ان کی سرگوشی (سب کچھ) جانتا ہے اور یہ کہ خدا غیب کی باتوں سے خوب آگاہ ہے۔[۲]

مومنین کی عیب جوئی:

اَلَّذِیۡنَ یَلۡمِزُوۡنَ الۡمُطَّوِّعِیۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیۡنَ لَا یَجِدُوۡنَ اِلَّا جُہۡدَہُمۡ فَیَسۡخَرُوۡنَ مِنۡہُمۡ ؕ سَخِرَ اللّٰہُ مِنۡہُمۡ ۫ وَلَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ﴿۷۹﴾

جو لوگ دل کھول کر خیرات کرنے والے مومنین پر (ریاکاری کا) اور ان مومنین پر جو صرف اپنی مشقت کی مزدوری پاتے (شیخی کا) الزام لگاتے ہیں پھر ان سے مسخراپن کرتے تو خدا بھی ان سے تمسخر کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔[۳]

خیانت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنۡ کُنَّ فِیهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَ اِنۡ صَامَ وَ صَلّٰى مَنۡ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخۡلَفَ وَ اِذَا اؤۡتُمِنَ خَانَ.

جس شخص میں تین علامات ہوں، وہ منافق ہے اگر چہ روزے رکھے اور نماز پڑھے۔ (۱) جب بھی بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے (۲) جب بھی وعدہ کرتا ہے وعدہ خلافی کرتا ہے، (۳) جب بھی امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔[۴]

حق ناشناسی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يَجۡهَلُ حَقَّهُمۡ اِلَّا مُنَافِقٌ مَعۡرُوفٌ بِالنِّفَاقِ ذُو الشَّيۡبَةِ فِي الۡاِسۡلَامِ وَ حَامِلُ الۡقُرۡآنِ وَ الۡاِمَامُ الۡعَادِلُ.

---

[۱] سورۂ توبہ: ۷۷

[۲] سورۂ توبہ: ۷۸

[۳] سورۂ توبہ: ۷۹

[۴] تحف العقول/ النص/ ۳۱۶/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

تین گروہ ایسے ہیں کہ منافق کے سوا کوئی ان کی بے احترامی نہیں کرتا۔
ا۔جس کے بال اسلام میں سفید ہوں۔
۲۔قرآن شناس دانشمند
۳۔باانصاف پیشوا۔[1]

عیاشی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا ابْنَ مَسْعُودٍ سَيَأْتِي مِنْ بَعْدِي أَقْوَامٌ يَأْكُلُونَ طَيِّبَاتِ الطَّعَامِ وَ أَلْوَانَهَا وَ يَرْكَبُونَ الدَّوَابَّ وَ يَتَزَيَّنُونَ بِزِينَةِ الْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا وَ يَتَبَرَّجُونَ تَبَرُّجَ النِّسَاءِ وَ زِيُّهُمْ مِثْلُ زِيِّ الْمُلُوكِ الْجَبَابِرَةِ هُمْ مُنَافِقُو هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ شَارِبُوا الْقَهَوَاتِ لَاعِبُونَ بِالْكِعَابِ رَاكِبُونَ الشَّهَوَاتِ تَارِكُونَ الْجَمَاعَاتِ رَاقِدُونَ عَنِ الْعَتَمَاتِ مُفَرِّطُونَ فِي الْغَدَوَاتِ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا.

اے مسعود کے بیٹے! میرے بعد ایسی اقوام آئیں گی کہ رنگارنگ کے کھانے کھائیں گے، وہ گھوڑوں پر سواری کریں گے حالانکہ اپنے آپ کو عورتوں کی مانند زینت کریں گے، جس طرح عورتیں جلوہ گر ہوتی ہے۔ بادشاہوں کی مانند ظالمانہ زندگی گزاریں گی۔ اس امت کے آخری زمانے کے منافق ہیں کہ جو شراب پئیں گے۔ باکرہ لڑکیوں کے پیچھے ہوں گے، شہوت کی سواری پر سوار ہوں گے۔ نماز جماعت کو ترک کریں گے، نماز میں سستی کریں گے، زیادہ کھائیں گے۔ قرآن کے بعض حصے کی تلاوت کریں گے کہ جیسے:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا.[2]

پھر ان کے بعد کچھ ناخلف (ان کے) جانشین ہوئے جنہوں نے نمازیں کھوئیں اور نفسانی خواہشوں کے چیلے بن بیٹھے عنقریب ہی یہ لوگ اپنی گمراہی (کے خمیازے) سے مل جائیں گے۔[3]

منافقین سے سلوک:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیة)/ج ۲/ ۶۵۸/ باب وجوب اجلال ذی الشیبة المسلم..... ص:۶۵۸
[2] سورۂ مریم:۵۹
[3] مکارم الاخلاق/ ۴۴۹/ الفصل الرابع فی موعظة رسول اللہ ص لابن مسعود..... ص:۴۴۶

جَانِبِ الْمُنَافِقِينَ وَ لَا تُصَاحِبِ الْخَائِنِينَ- يَا كُمَيْلُ لَا تَطْرُقْ أَبْوَابَ الظَّالِمِينَ لِلِاخْتِلَاطِ بِهِمْ وَ الِاكْتِسَابِ مَعَهُمْ وَ إِيَّاكَ أَنْ تُعَظِّمَهُمْ وَ أَنْ تَشْهَدَ فِي مَجَالِسِهِمْ بِمَا يُسْخِطُ اللّٰهَ عَلَيْكَ وَ إِنِ اضْطَرَرْتَ إِلَى حُضُورِهِمْ فَدَاوِمْ ذِكْرَ اللّٰهِ وَ التَّوَكُّلَ عَلَيْهِ وَ اسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِهِمْ وَ أَطْرِقْ عَنْهُمْ وَ أَنْكِرْ بِقَلْبِكَ فِعْلَهُمْ وَ اجْهَرْ بِتَعْظِيمِ اللّٰهِ لِتُسْمِعَهُمْ فَإِنَّكَ بِهَا تُؤَيَّدُ وَ تُكْفَى شَرَّهُمْ.

اے کمیل! منافقین سے دور رہو، خائن سے بچو، اے کمیل! ظالموں کے ساتھ میل جول اور تجارت نہ کرو، ان کی اطاعت اوران کی مجالس میں جانے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ یہ کام غضب الٰہی کا موجب ہے۔اے کمیل! اگر مجبور ہوکر جاؤ بھی تو خدا کو یاد کرنا، اوراس پرتوکل کرنا اوران کے شر سے خدا کی پناہ لو ان کے پاس جاؤ لیکن ان کے کردار سے تمہارے دل بیزار ہوں۔ بلند آواز سے خدا کی عظمت کو یاد کروتا کہ وہ سنیں کیونکہ اس سے تیری ان پر ہیبت ہوگی اوران کے شر سے امان میں رہوگے۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

صَانِعِ الْمُنَافِقَ بِلِسَانِكَ، وَ أَخْلِصْ وُدَّكَ لِلْمُؤْمِنِ.

اے اسحاق! منافق سے زبانی میل جول رکھواور مومن سے خالص دوستی رکھو۔ [2]

---

[1] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج ۷۴/ ۴۱۳/ باب ۱۵ مواعظ امیر المؤمنین ع وخطبہ ایضاوحکمہ ص:۳۷۶

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴۰۴/ ومن الفاظ رسول اللّٰہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص:۳۷۶

تیسری فصل:

اغیار سے سلوک

توحید پرست (اہل کتاب):

اہل کتاب سے مراد آسمانی کتابوں کی پیروی کرنے والے ہیں، اگرچہ زیادہ تر یہ کلمہ یہودی اور عیسائی مذہب کے لئے استعمال ہوا ہے۔[۱]

عام ارتباط کا قانون:

عام طور پر الٰہی رابطہ لوگوں سے نیکی کرنے کا نام ہے مسلمان ہو یا کافر۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

---

[۱] وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے رسول (محمدؐ) آیا اور وہ اُس (کتاب توریت) کی جو ان کے پاس ہے تصدیق بھی کرتا ہے تو ان اہل کتاب کے ایک گروہ نے کتابِ خدا کو اپنے پس پشت پھینک دیا گویا وہ لوگ کچھ جانتے ہی نہیں۔ (سورۂ بقرہ: ۱۰۱)، قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ تم (ان سے) کہو اے اہلِ کتاب تم ایسی (ٹھکانے کی) بات پر تو آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنائیں اور خدا کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا پروردگار نہ بنائے۔ پھر اگر (اس سے بھی) منہ موڑیں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہنا ہم (خدا کے) فرمانبردار ہیں۔ (سورۂ آل عمران: ۶۴)

وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے (جو تمہارے بزرگ تھے) عہد و پیمان لیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ اچھے سُلوک کرنا اور لوگوں کیساتھ اچھی طرح (نرمی) سے باتیں کرنا اور برابر نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا۔ پھر تم میں سے تھوڑے آدمیوں کے سوا (سب کے سب) پھر گئے اور تم لوگ ہو ہی اقرار سے منہ پھیرنے والے۔ [۱]

وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾

اور جو کچھ خدا نے تجھے دے رکھا ہے اس میں آخرت کے گھر بھی جستجو کر اور دُنیا سے جس قدر تیرا حصّہ ہے مت بھول جا اور جس طرح خدا نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اوروں کے ساتھ احسان کر اور رُوئے زمین میں فساد کا خواہاں نہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ خدا فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ [۲]

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ﴿۷﴾

اگر تم اچھے کام کرو گے تو اپنے فائدے کے لیے اچھے کام کرو گے اور اگر تم بُرے کام کرو گے تو (بھی) اپنے ہی لیے۔ پھر جب دوسرے وقت کا وعدہ آپہنچا تو (تو ہم نے طیطوس رُومی کو تم پر مسلّط کیا) تا کہ وہ لوگ (مارتے مارتے) تمہارے چہرے بگاڑ دیں (کہ پہچانے نہ جاؤ) اور جس طرح پہلی دفعہ مسجد (بیت المقدس) میں گھس گئے تھے اسی طرح پھر گھس پڑیں۔ جس چیز پر قابو پائیں خوب اچھی طرح برباد کردیں۔ [۳]

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾

اور جب پرہیزگاروں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل کیا ہے تو بول اُٹھتے ہیں کہ سب اچھے سے اچھا۔ جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لیے اس دنیا میں (بھی) بھلائی (ہی بھلائی) ہے۔ اور آخرت کا گھر تو (ان کے لیے اچھا ہی ہے اور پرہیزگاروں کا بھی (آخرت کا) گھر کیسا عمدہ ہے۔ [۴]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اہل کتاب سے دشمنی نہ کرتے تھے بلکہ اچھا برتاؤ کرتے تھے، اہل کتاب سے میل جول رکھنے کے تین

[۱] سورۂ بقرہ: ۸۳
[۲] سورۂ قصص: ۷۷
[۳] سورۂ اسراء: ۷
[۴] سورۂ نحل: ۳۰

طریقے بیان ہوئے ہیں:

(الف) اہل کتاب سے انسانی دوستی:

قرآن مجید میں ہے:

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ.

جولوگ تم سے (تمہارے) دین کے بارے میں نہیں لڑے بھڑے اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ان لوگوں کے ساتھ احسان کرنے اور ان کے ساتھ انصاف سے پیش آنے سے خدا تمہیں منع نہیں کرتا۔ بے شک خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ [۱]

یہ عمومی قانون الٰہی تمام غیر مسلموں کے ساتھ مرتبط ہے۔ جب تک کہ وہ مسلمانوں کے لئے اذیت پہنچانے کا سبب نہ ہوں اور نظام اسلامی کے لئے نقصاندہ واقع نہ ہوں اس حیثیت سے کہ وہ انسان ہیں اور ہر شخص کو زندگی گزارنے کی آزادی ہے۔ یہ سب اصل حقوق انسانی کی رعایت اور انسان دوستی کی بنا پر ہے۔ [۲]

اہل کتاب پر تہمت نہ لگاؤ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَصْلُحُ لِلْمُسْلِمِ اَنْ يَقْذِفَ يَهُوْدِيّاً وَلَا نَصْرَانِيّاً وَلَا مَجُوْسِيّاً بِمَا لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ مِنْهُ.

مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ یہودی، عیسائی یا مجوسی پر تہمت لگائیں۔ جس چیز کا علم انہیں نہ ہو۔ [۳]

ہمسایہ یہودی کے ساتھ نیکی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَاِنْ جَالَسَكَ يَهُوْدِيٌّ فَاَحْسِنْ مُجَالَسَتَهُ.

اگر چہ یہودی تیرا ہمسایہ ہو تو بھی اس سے نیکی کر۔ [۴]

یہودی کی عیادت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَادَ يَهُوْدِيّاً فِي مَرَضِهِ.

---

[۱] سورۂ ممتحنہ: ۸

[۲] تسنیم، ج ۵، ص ۵۷

[۳] دعائم الاسلام، ج 2، ص: ۴۶۰

[۴] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۴۰۴ / ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص: ۳۷۶

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بیمار یہودی کی عیادت فرمائی۔[۱]

اہل کتاب کی حریم سے تجاوز نہ کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَاِنَّ اللّٰہَ لَمۡ یُحِلَّ لَکُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا بُیُوتَ اَھۡلِ الۡکِتَابِ اِلَّا بِاِذۡنٍ......

اہل کتاب کے گھر میں بے بغیر اجازت کے داخل ہونا، تمہارے لئے حلال نہیں ہے۔[۲]

اہل کتاب کے اموال میں تصرف سے پرہیز:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَمۡ یُحِلَّ لَکُمۡ ....وَلَا اَکۡلَ ثِمَارِھِمۡ اِذَا اَعۡطَوۡکُمُ الَّذِی عَلَیۡھِمۡ

تمہارے لئے حلال نہیں کیا گیا..................اوران کی کھیتیوں سے پھل ومیوہ جات نہ کھاؤ۔[۳]

ہمسفر اہل کتاب سے نیکی:

جیسا کہ پہلے حصہ میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اپنی زندگی کے دوران ایک دفعہ ایک اہل کتاب کے ساتھ سفر کیا اور جب ایک دوسرے سے جدا ہونے لگے تو آپ اسے رخصت کرنے کے لئے چند قدم اس کے ساتھ چلے، جب اس شخص نے پوچھا کہ آپ میرے ساتھ ساتھ کیوں چل رہے ہیں حالانکہ آپ کا راستہ جدا ہے۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ ہمارے پیغمبر کی تعلیم ہے۔آپ کے اس کریمانہ سلوک سے وہ مسلمان ہو گیا۔[۴]

اہل کتاب طبیب کے پاس جانا:

محمد بن مسلم امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

عَنِ الرَّجُلِ یُدَاوِیهِ النَّصۡرَانِیُّ وَ الۡیَهُودِیُّ وَ یَتَّخِذُ لَهُ الۡاَدۡوِیَةَ فَقَالَ لَا بَأۡسَ بِذَلِكَ اِنَّمَا الشِّفَاءُ بِیَدِ اللّٰهِ.

ایک شخص کا علاج یہودی یا عیسائی طبیب نے کیا۔لوگوں نے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے بے شک شفا خدا کے پاس ہے۔[۵]

اہل کتاب کو خط لکھنے کا ادب:

ابوبصیر نے روایت کی ہے کہ:

---

[۱] الجعفریات (الاشعثیات)، ص:۱۵۹

[۲] مشکاۃ المصابیح، ج۱، ص۵۸

[۳] مشکاۃ المصابیح، ج۱، ص۵۸

[۴] ر،ک: بخش یکم، فصل دہم، عنوان مدیریت سفر گروہی، ص۱۸۵

[۵] وسائل الشیعۃ/ ج۲۵ / ۲۳۶ / ۱۳۶ - باب نبذۃ مماینبغی التداوی بہ وما یجوز منہ..... ص: ۲۲۴

عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الْحَاجَةُ إِلَى الْمَجُوسِيِّ أَوْ إِلَى الْيَهُودِيِّ أَوْ إِلَى النَّصْرَانِيِّ أَوْ أَنْ يَكُونَ عَامِلًا أَوْ دِهْقَاناً مِنْ عُظَمَاءِ أَهْلِ أَرْضِهِ فَيَكْتُبُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فِي الْحَاجَةِ الْعَظِيمَةِ أَ يَبْدَأُ بِالْعِلْجِ وَ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ فِي كِتَابِهِ وَ إِنَّمَا يَصْنَعُ ذَلِكَ لِكَيْ تُقْضَى حَاجَتُهُ قَالَ أَمَّا أَنْ تَبْدَأَ بِهِ فَلَا وَ لَكِنْ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فِي كِتَابِكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله قَدْ كَانَ يَكْتُبُ إِلَى كِسْرَى وَ قَيْصَرَ.

امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا اگر کوئی نیاز مند ہو اور وہ کسی یہودی یا عیسائی سے رجوع کرے اور خط لکھے تو کیا یہودی کو مقدم کیا جا سکتا ہے اور اس کو سلام لکھا جا سکتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ جائز نہیں کہ ابتدا میں کافر کا نام ہو لیکن خط میں اسے سلام لکھ سکتے ہیں کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کو خط لکھا تھا۔[1]

البتہ بیان ہوگا کہ مجوسی کے بارے میں فرق ہے۔

اہل کتاب کا گزرنا:

علی بن جعفر کہتا ہے:

سَأَلْتُهُ عَنِ الْيَهُودِيِّ وَ النَّصْرَانِيِّ وَ الْمَجُوسِيِّ هَلْ يَصْلُحُ لَهُمْ أَنْ يَسْكُنُوا فِي دَارِ الْهِجْرَةِ- قَالَ أَمَّا أَنْ يَلْبَثُوا بِهَا فَلَا يَصْلُحُ وَ قَالَ إِنْ نَزَلُوا بِهَا نَهَاراً أَوْ أُخْرِجُوا مِنْهَا بِاللَّيْلِ فَلَا بَأْسَ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا یہودی، عیسائی اور مجوسی اسلامی سرزمین کو رہائش کے لئے اختیار کر سکتے ہیں؟

حضرت امام نے فرمایا: ان کا وہاں رہنا شائستہ نہیں ہے لیکن وہ دن کو آئیں اور رات کو چلے جائیں۔[2]

اہل کتاب ذمی کے حقوق:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ حَقُّ الذِّمَّةِ أَنْ تَقْبَلَ مِنْهُمْ مَا قَبِلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْهُمْ وَ لَا تَظْلِمَهُمْ مَا وَفَوْا اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ بِعَهْدِهِ.

ذمی کے بارے میں یہ ہے کہ جو کچھ خدا نے ان سے قبول کیا تم بھی قبول کرو، جب تک وہ وعدہ کی پابندی کریں ان پر ستم نہ کرو۔[3]

اہل ذمہ پر ستم کا انجام:

آپ علیہ السلام نے مزید فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۲/ ۶۵۱/ باب مکاتبۃ اہل الذمۃ ص:۶۵۱

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۵/ ۱۳۳/ ۵۲- باب انہ ینبغی اخراج الیہود والنصاری من جزیرۃ العرب والوصاۃ بالمسلمین من القبط و بقریش والعرب والموالی و کراہۃ مساکنۃ الخوز ومناکحتہم ص:۱۳۲

[3] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۶۲۵/ باب الحقوق..... ص:۶۱۸

وَ تَحْكُمَ فِيهِمْ بِمَا حَكَمَ اللهُ بِهِ عَلَى نَفْسِكَ فِيمَا جَرَى بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُمْ مِنْ مُعَامَلَةٍ وَ لْيَكُنْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ ظُلْمِهِمْ مِنْ رِعَايَةِ ذِمَّةِ اللهِ وَ الْوَفَاءِ بِعَهْدِهِ وَ عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم حَائِلٌ فَإِنَّهُ بَلَغَنَا أَنَّهُ قَالَ مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِداً كُنْتُ خَصْمَهُ فَاتَّقِ اللهَ.

ان کے ساتھ معاملہ خدا کے حکم کے مطابق ہے اور عمل کرو، اس لئے وہ اسلام کی پناہ میں ہیں۔ ان سے وعدہ وفا کرو، ان پر ستم نہ کرو کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اہل ذمہ پر ستم کرتا ہے میں اس کا دشمن ہوں، پس خدا سے ڈرو۔ [۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ إِذَا غُدِرَ بِأَهْلِ الذِّمَّةِ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ عَدُوُّهُمْ.

جب اہل ذمہ کے ساتھ خیانت یا فریب کرو گے تو دشمن تم پر غالب آ جائے گا۔ [۲]

اہل ذمہ کا دفاع:

نہ صرف اہل ذمہ پر ستم کرنا جائز نہیں بلکہ ان کے دفاع کی تاکید کی گئی ہے، کیونکہ وہ اسلام کے قانون کے پابند ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی جان و مال کی حفاظت ضروری ہے، اہل ذمہ کو بھی اسلامی قوانین کی رعایت کرنی چاہیے۔ اس لئے مسلمان اپنے درمیان اور غیر مسلم کے ساتھ بھی عہد کی وفا کریں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ لَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى الْمَرْأَةِ الْمُسْلِمَةِ وَ الْأُخْرَى الْمُعَاهِدَةِ فَيَنْتَزِعُ حِجْلَهَا وَ قُلُبَهَا وَ قَلَائِدَهَا وَ رُعُثَهَا مَا تَمْتَنِعُ مِنْهُ إِلَّا بِالِاسْتِرْجَاعِ وَ الِاسْتِرْحَامِ ثُمَّ انْصَرَفُوا وَافِرِينَ مَا نَالَ رَجُلًا مِنْهُمْ كَلْمٌ وَ لَا أُرِيقَ لَهُمْ دَمٌ فَلَوْ أَنَّ امْرَأً مُسْلِماً مَاتَ مِنْ بَعْدِ هَذَا أَسَفاً مَا كَانَ بِهِ مَلُوماً بَلْ كَانَ بِهِ عِنْدِي جَدِيراً.

مجھے تو یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ اس جماعت کا ایک آدمی مسلمان اور ذمی عورتوں کے گھروں میں گھس جاتا تھا اور اس کے پیروں سے کڑے (ہاتھوں سے کنگن) اور گلو بند اور گوشوارے اتار لیتا تھا اور ان کے پاس اس سے حفاظت کا کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا۔ سوا اس کے کہ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہتے صبر سے کام لیں یا خوشامدیں کر کے اس سے رحم کی التجا کریں۔ وہ لدے پھندے ہوئے پلٹ گئے۔ نہ کسی کے زخم آیا نہ کسی کا خون بہا۔ اب اگر کوئی مسلمان ان سانحات کے بعد رنج و ملال سے مر جائے تو اسے ملامت نہیں کی جا سکتی بلکہ میرے نزدیک ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ [۳]

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۲۷۲/ واما حق الرحم..... ص:۲۶۳

[۲] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۳۹/ الباب السادس فی التحذیر بالعقوبۃ فی الدنیا..... ص:۳۸

[۳] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۶۹/ ۲۹ ۱۳استنهاض الناس..... ص:۶۹

(ب) غیر مسلم سے دل بستگی کی ممانعت:

انحرافات سے بچنا:

خداوند عالم فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ.

اے ایماندارو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم تو ان کے پاس دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور جو (دین) حق تمہارے پاس آیا ہے اس سے وہ لوگ انکار کرتے ہیں وہ لوگ رسول کو اور تم کو اس بات پر (گھر سے) نکالتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار خدا پر ایمان لے آئے ہو اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری خوشنودی کی تمنا میں (گھر سے) نکلے ہو تو (ایسا نہ کرو کہ) ان کے پاس چھپ چھپ کر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو کچھ بھی چھپا کر یا بالاعلان کرتے ہو میں اس سے خوب واقف ہوں اور تم میں سے جو شخص ایسا کرے گا تو وہ سیدھی راہ سے یقینا بھٹک گیا۔ [1]

دوسری آیت میں ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ.

اے ایماندارو یہودیوں اور نصرانیوں کو اپنا سر پرست نہ بناؤ (کیونکہ) یہ لوگ (تمہارے مخالف ہیں مگر) باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور (یاد رہے کہ) تم میں سے جس نے ان کو اپنا سر پرست بنایا پس پھر وہ بھی انہی لوگوں میں ہو گیا۔ بے شک خدا ظالموں کو راہ راست پر نہیں لاتا۔ [2]

اہل کتاب سے دل بستگی کی نہی کی علت:

خدا اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾

اور (اے رسولؐ) نہ تو یہودی کبھی تم سے رضا مند ہونگے نہ نصاریٰ یہاں تک کہ تم انکے مذہب کی پیروی کرو۔ (اے

---

[1] سورۂ ممتحنہ:۱

[2] سورۂ مائدہ:۵۱

رسولؐ) ان سے کہہ دو کہ بس خدا ہی کی ہدایت تو ہدایت ہے (باقی ڈھکوسلا ہے) اور اگر تم اسکے بعد بھی کہ تمہارے پاس علم (قران) آچکا ہے انکی خواہشوں پر چلے تو (یاد رہے کہ پھر) تم کو خدا (کے غضب) سے بچانیوالا نہ کوئی سرپرست ہوگا نہ مددگار۔ [۱]

ان کا مومن سے کینہ نہ رکھنا:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

(اے رسولؐ) تم ایمان لانے والوں کا دشمن سب سے بڑھ کر یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ایمانداروں کا دوست ہونے میں سب سے بڑھ کے قریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ کیونکہ ان (نصاریٰ) میں سے یقینی بہت سے عالم اور عابد ہیں اور اس سبب سے بھی کہ یہ لوگ ہرگز شیخی نہیں کرتے۔ [۲]

ان کا انحرافی عقائد سے سلامتی:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾

اور یہودی کہنے لگے کہ خدا کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (بخیل ہوگیا) انہی کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں اور ان کے (اس) کہنے پر خدا کی پھٹکار (بھلا خدا کا ہاتھ بندھنے کیوں لگا) بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ اور جو (کتاب) تمہارے پاس نازل کی گئی ہے (ان کا رشک وحسد) ان میں سے بہتیروں کی کفر وسرکشی کو اور بڑھا دے گا۔ اور (گویا) ہم نے خود ان کے آپس میں روز قیامت تک عداوت اور کینے کی بنیاد ڈال دی۔ جب یہ لوگ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں تو خدا اس کو بجھا دیتا ہے اور روئے زمین میں فساد پھیلانے کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں اور خدا فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔ [۳]

یہ آیت اس مطلب پر دلالت کرتی ہے کہ ان کے انحرافات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین اور توحید میں بھی تھے۔

ان کی برتری طلبی سے خوف:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰۗؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ۭ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

---

[۱] سورۂ بقرہ: ۱۲۰

[۲] سورۂ مائدہ: ۸۲

[۳] سورۂ مائدہ: ۶۴

بَيۡنَهُمَا ۚ وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ۝۱۸

اور یہودی اور نصرانی تو کہتے ہیں کہ ہم ہی خدا کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں (اے رسولؐ ان سے) تم کہو کہ (اگر ایسا ہے تو) پھر تمہیں تمہارے گناہوں کی سزا کیوں دیتا ہے (تمہارا یہ خیال لغو ہے) بلکہ تم بھی اس کی مخلوقات سے ایک بشر ہو۔ خدا جسے چاہے گا بخش دے گا اور جس کو چاہے گا سزا دے گا۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے سب خدا ہی کا ملک ہے اور (سب کو) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔[۱]

ان کے فریب سے بچنا:

اگرچہ ممکن ہے کہ بعض اہل ذمہ با ایمان ہو جائیں لیکن پھر بھی ان کے معاملہ میں ہوشیاری سے کام لیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے:

وَقَالَتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اٰمِنُوۡا بِالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَجۡهَ النَّهَارِ وَاكۡفُرُوۡۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ۝۷۲

اور اہل کتاب سے ایک گروہ نے (اپنے لوگوں سے) کہا کہ مسلمانوں پر جو کتاب نازل ہوئی ہے اس پر صبح سویرے ایمان لاؤ اور آخر وقت انکار کر دیا کرو شاید مسلمان (اس تدبیر سے اپنے دین سے) پھر جائیں۔[۲]

نکتہ:

کہا جاتا ہے کہ اہل کتاب کا ایک گروہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اسلام کا اظہار کیا اور اس دن کے آخری حصے میں مرتد ہو گیا اس کی یہ سازش تھی کہ وہ اس بات کا اعلان کریں گے کہ ہم نے اسلام قبول کیا اور اسے آزمایا ہے تو اس میں ہمیں کوئی حقیقت نظر نہیں آئی۔ لہٰذا ہم واپس اپنے دین میں آگئے ہیں۔

(ج) اہل کتاب سے محتاط:

سلام میں اہل کتاب سے پہل کی ممانعت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَبۡدَءُوا اَهۡلَ الۡكِتَابِ بِالتَّسۡلِيمِ وَاِذَا سَلَّمُوا عَلَيۡكُمۡ فَقُولُوا وَعَلَيۡكُمۡ.

جب اہل کتاب سے ملو کہ سلام سے آغاز نہ کرو جب وہ تمہیں سلام دیں تو تم جواب دو اور کہو: عَلَيۡكُمۡ.[۳]

اہل کتاب کے مشابہت کی ممانعت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] سورۂ مائدہ:۱۸

[۲] سورۂ آل عمران:۷۲

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۶۴۹/باب التسلیم علی اہل الملل ص:۶۴۸

حُفُّوا الشَّوَارِبَ وَ اَعْفُوا اللِّحَى وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ.

اپنی مونچھوں کو چھوٹا کرواور اپنے آپ کو یہودیوں کے مشابہ نہ کرو۔[1]

اہل ذمہ کے مراسم میں عدم شرکت:

روایت میں ملتا ہے کہ

فِي اَهْلِ الذِّمَّةِ-......وَلَا تُشَيِّعُوا جَنَائِزَهُمْ.

اہل ذمہ کے جنازے میں شریک نہ ہو۔[2]

نکتہ:

یہ ممانعت غیروں کی ثقافت وتمدن وعقائد سے مسلمانوں کو بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

یہودی اورعیسائی:

بیشتر آداب معاشرت نصاریٰ و یہود کے ضمن میں بحث اہل کتاب میں آچکے ہیں یہاں صرف موارد خاص کی طرف اشارہ کریں گے۔

عیسائی یہودیوں سے بہتر اوران سے تعامل

خداوند عالم فرماتا ہے:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٨٢﴾

تم ایمان لانے والوں کا دشمن سب سے بڑھ کر یہودیوں اورمشرکوں کو پاؤ گے اور ایمانداروں کا دوست ہونے میں سب سے بڑھ کے قریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو اپنے کونصاریٰ کہتے ہیں۔ کیونکہ ان (نصاریٰ) میں سے یقینی بہت سے عالم اور عابد ہیں اوراس سبب سے بھی کہ یہ لوگ ہرگز شیخی نہیں کرتے۔[3]

نکتہ:

یہودی قوم کے مذہبی پیشوا خودکو باقی دنیا سے ممتاز سمجھتے ہیں اور وہ بہت متکبر ومستکبر ہوتے ہیں لہٰذا یہودیوں سے بچو، عیسائی بھی یہی سلوک کرتے ہیں۔

دوسری آیت میں خدا فرماتا ہے:

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۳۰/ تقلیم الاظفار واخذ الشارب والمشط ص:۱۲۶

[2] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۷۲/ ۳۹۲/ باب ۸۵ النہی عن موادۃ الکفار ومعاشرتہم واطاعتہم والدعاء لہم ص:۳۸۵

[3] سورۂ مائدہ:۸۲

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ﴿۷۵﴾

اور اہل کتاب کچھ ایسے بھی ہیں کہ اگر ان کے پاس روپے کے ڈھیر امانت رکھ دو تو بھی اسے (جب چاہو بعینہٖ) تمہارے حوالہ کردیں گے اور بعض ایسے ہیں کہ اگر ایک اشرفی بھی امانت رکھو، تو جب تک تم برابر ان (کے سر) پر کھڑے نہ رہو گے تمہیں واپس نہ دیں گے یہ (بدمعاملگی) اس وجہ سے ہے کہ ان کا تو یہ قول ہے کہ (عرب کے) جاہلوں (کا حق مار لینے) میں ہم پر کوئی (الزام کی) راہ ہی نہیں اور وہ جان بوجھ کر خدا پر جھوٹ جوڑتے ہیں۔[۱]

مجوسی:

مجوسی[۲] کے ساتھ آداب وحقوق کی بحث زیادہ ہے، اہل کتاب کے ضمن کی بحث میں آئے ہیں: اب خاص موارد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مجوسی کی اہانت سے ممانعت:

اگر چہ مجوسی، یہودی اور عیسائیوں سے کم مرتبہ ہیں لیکن اسلام میں بشری حقوق اور انسانی حقوق کا خیال رکھا گیا ہے۔

ابوالحسن فدا کہتا ہے:

عَنْ اَبِي الْحَسَنِ الْحَذَّاءِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَنِي رَجُلٌ وَ قَالَ مَا فَعَلَ غَرِيمُكَ قُلْتُ ذَاكَ ابْنُ الْفَاعِلَةِ فَنَظَرَ اِلَيَّ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ نَظَراً شَدِيداً قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اِنَّهُ مَجُوسِيٌّ يَنْكِحُ اُمَّهُ وَ اُخْتَهُ قَالَ اَ وَ لَيْسَ ذٰلِكَ فِي دِينِهِمْ نِكَاحٌ.

میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ کسی نے مجھ سے پوچھا: تیرے ساتھ تیرے طلبگار نے کیا کیا؟

میں نے کہا: وہ حرامزادہ ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے غصے کی نگاہ سے میری طرف دیکھا تو میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! وہ شخص مجوسی ہے جو کہ ماں اور بہن سے شادی کرتا ہے۔[۳]

---

[۱] سورۂ آل عمران: ۷۵

[۲] مجوسی یزدان (نور) اور اہریمن (ظلمت) کا اعتقاد رکھتے ہیں اور گمان رکھتے ہیں کہ خیر و نیکی یزدان کی طرف ہوتی ہے اور فساد و برائی اہریمن کی طرف سے۔ (الملل ونحل، شہرستانی، واژہ مجوس)

[۳] یاد رہے کہ دنیا میں واحد مذہب مجوسی ہے کہ جن کے ہاں محارم کے ساتھ نکاح جائز ہے اور وہ اپنے محارم کے ساتھ باقاعدہ نکاح کرتے ہیں۔

حضرتؑ نے فرمایا: کیا یہ کام ان کے دین میں نکاح نہیں ہے؟ یعنی مجوسی ہونے کی بنا پر اس کو حرامزادہ کہنا درست نہیں۔[1]

۲۔ بت پرست

بت پرستوں کا کھانا کھانے کی ممانعت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ اَنَّ مُؤْمِناً دَعَانِي إِلىٰ طَعَامِ ذِرَاعِ شَاةٍ لَاَجَبْتُهُ، وَ كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الدِّينِ، .... اَبَى اللهُ- عَزَّ وَ جَلَّ- لِي زَبْدَ الْمُشْرِكِينَ وَ الْمُنَافِقِينَ وَ طَعَامَهُمْ.

اگر کوئی مومن میرے لئے سری پائے کی غذا لے آئے اور دعوت کرے تو میں اس کی دعوت قبول کرتا ہوں۔ یہ دین کا جز ہے.........لیکن خدا نے مجھے مشرکین اور منافقین کی غذا سے منع فرمایا ہے۔[2]

مشرکین کے ہدیہ کو قبول نہ کرنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ كَانَ عِيَاضٌ رَجُلًا عَظِيمَ الْخَطَرِ وَ كَانَ قَاضِياً لِاَهْلِ عُكَاظٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَانَ عِيَاضٌ إِذَا دَخَلَ مَكَّةَ اَلْقَى عَنْهُ ثِيَابَ الذُّنُوبِ وَ الرَّجَاسَةِ وَ اَخَذَ ثِيَابَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله لِطُهْرِهَا فَلَبِسَهَا وَ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ فَلَمَّا اَنْ ظَهَرَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله اَتَاهُ عِيَاضٌ بِهَدِيَّةٍ فَاَبَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله اَنْ يَقْبَلَهَا وَ قَالَ يَا عِيَاضُ لَوْ اَسْلَمْتَ لَقَبِلْتُ هَدِيَّتَكَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ اَبَى لِي زَبْدَ الْمُشْرِكِينَ

ثُمَّ إِنَّ عِيَاضاً بَعْدَ ذٰلِكَ اَسْلَمَ وَ حَسُنَ إِسْلَامُهُ فَاَهْدَى إِلىٰ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله هَدِيَّةً فَقَبِلَهَا مِنْهُ.

عیاض جاہلیت کے زمانے میں اہل عکاظ کا قاضی تھا۔ وہ جب بھی مکہ میں داخل ہوتا گناہ اور پلید لباس کو اتار دیتا تھا اور لباس پیغمبرؐ (قبل از رسالت) کو پکڑ لیتا اور خانہ کعبہ کا طواف کرتا۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتا اور ہدیہ دیتا ہے۔

---

[1] علل الشرائع/ج۲/ ۵۴۰/ ۳۲۶باب علل نوادر الحدود..... ص:۵۳۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۶/ ۲۷۴/باب اجابۃ دعوۃ المسلم..... ص:۲۷۴

لیکن رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول کرنے سے منع فرمایااور فرمایا: اے عیاض! اگر تم اسلام لے آتے تو میں تمہارا ہدیہ قبول کرتا کیونکہ خدا نے مجھے مشرکین کا ہدیہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس کے بعد عیاض اسلام لے آیا اور اسلام کا پابند رہا۔ پھر رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہدیہ لے آیا اور رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول فرمایا۔[1]

کفار کی شباہت سے ممانعت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَوْحَى اللهُ اِلَى نَبِيٍّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ اَنْ قُلْ لِقَوْمِكَ لَا تَلْبَسُوا لِبَاسَ اَعْدَائِي وَلَا تَطْعَمُوا مَطَاعِمَ اَعْدَائِي وَلَا تُشَاكِلُوا بِمَا شَاكَلَ اَعْدَائِي فَتَكُونُوا اَعْدَائِي كَمَا هُمْ اَعْدَائِي.

خدا نے انبیاء میں سے ایک نبی پر یوں وحی نازل فرمائی۔ اپنی قوم سے کہہ دو میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو، دشمنوں کے کھانوں کو نہ کھاؤ اور اپنے آپ کو دشمن جیسا نہ بناؤ کہ وہ میرا دشمن شمار ہوتا ہے گویا وہ میرے دشمن ہیں۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

...... قَلَّ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ اِلَّا اَوْشَكَ اَنْ يَكُونَ مِنْهُمْ...

جو شخص اپنے آپ کو کسی گروہ کے مشابہ بناتا ہے وہ ان سے ملحق ہوجاتا ہے۔[3]

مشرکین کے شہروں میں زہر آلود نہ کرو:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله نَهَى اَنْ يُرْمَى السَّمُّ فِي بِلَادِ الْمُشْرِكِينَ.

رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کے شہروں میں زہر پھینکنے سے منع فرمایا۔[4]

مشرکین کے بچے اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو:

رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۵/ ۱۴۲/ باب الہدیۃ..... ص:۱۴۱

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۵/ ۱۴۶/ ۶۴-باب عدم جواز مضاہاۃ اعداء اللہ فی الملابس والمطاعم ونحوہا..... ص:۱۴۶

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۰۶/ [۲۰۳] ۲۰۷..... ص:۵۰۶

[4] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ، ج ۳،ص:۱۸۶

اقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ وَ اسْتَحْيُوا شُيُوخَهُمْ وَ صِبْيَانَهُمْ.

مشرکین کو قتل کرو لیکن ان کے بوڑھوں اور بچوں کو زندہ چھوڑ دو۔ [۱]

۳۔ انحرافی فرقہ

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ ذُكِرَ عِنْدَهُ الصُّوفِيَّةُ وَ لَمْ يُنْكِرْهُمْ بِلِسَانِهِ وَ قَلْبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا وَ مَنْ أَنْكَرَهُمْ فَكَأَنَّمَا جَاهَدَ الْكُفَّارَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

جو شخص کسی صوفی فرقہ کا کلام سنتا ہے اور دل و زبان سے اس کا انکار نہیں کرتا وہ ہم سے نہیں ہے۔ جو شخص ان کا انکار کرے گویا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر اس نے جہاد کیا۔ [۲]

نکتہ:

کچھ گروہ ہیں جو توحید یا ولایت یا شریعت میں منحرف ہوتے ہیں۔

[۱] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۵ / ۶۵ / ۱۸۔ باب انہ لا یجوز ان یقتل من اہل الحرب المراۃ ولا المقعد ولا الاعمی ولا الشیخ الفانی ولا المجنون ولا الولدان الا ان یقاتلوا و لا تؤخذ منہم الجزیۃ..... ص: ۶۴

[۲] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج 12، ص: ۳۲۳

چوتھی فصل:

مستضعفین

یہاں پر مستضعفین سے مراد یہ ہے کہ مردوں، عورتوں اور بچوں کا وہ گروہ جو بے چارے ہوں اور کفر و گمراہی سے نجات نہ پا سکتے ہوں۔[۱] امید نہیں کہ خدا انہیں بخش دے۔[۲]

امام باقر علیہ السلام مستضعفین کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

هُوَ الَّذِی لَا یَهْتَدِی حِیلَةً اِلَی الْکُفْرِ فَیَکْفُرَ وَ لَا یَهْتَدِی سَبِیلًا اِلَی الْاِیمَانِ لَا یَسْتَطِیعُ اَنْ یُؤْمِنَ........ مَرْفُوعٌ عَنْهُمُ الْقَلَمُ.

مستضعفین وہ لوگ ہیں کہ جو نہ کفر کرتے ہیں اور نہ ایمان لاتے ہیں۔............لہٰذا ان سے تکلیف ساقط ہے۔[۳]

یہ گروہ نہ مومنین اور نہ کافروں میں سے ہے ان پر حاکم شرائط کے سبب مستضعفین کا نام دیا گیا ہے ان کی مدد کرنے کے بارے میں خاص قوانین ہیں۔

مستضعفین سے تبرا کی ممانعت:

زرارہ کہتے ہیں:

---

[۱] اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا. مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے اس قدر بے بس ہیں کہ نہ تو (دار الحرب سے نکلنے کی) کوئی تدبیر کر سکتے ہیں نہ ان کو اپنی رہائی کی کوئی راہ دکھائی دیتی ہے (سورۂ نساء:۹۸)

[۲] فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا تو امید ہے کہ خدا ایسے لوگوں سے درگزر کرے۔ اور خدا تو بڑا معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔ (سورۂ نساء:۹۹)

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۲ / ۴۰۴ / باب المستضعف ص:۴۰۴

دَخَلْتُ اَنَا وَ حُمْرَانُ اَوْ اَنَا وَ بُكَيْرٌ عَلَى اَبِي جَعْفَرٍ قَالَ قُلْتُ لَهُ اِنَّا نَمُدُّ الْمِطْمَارَ قَالَ وَ مَا الْمِطْمَارُ قُلْتُ التُّرُّ فَمَنْ وَافَقَنَا مِنْ عَلَوِيٍّ اَوْ غَيْرِهِ تَوَلَّيْنَاهُ وَ مَنْ خَالَفَنَا مِنْ عَلَوِيٍّ اَوْ غَيْرِهِ بَرِئْنَا مِنْهُ فَقَالَ لِي يَا زُرَارَةُ قَوْلُ اللهِ اَصْدَقُ مِنْ قَوْلِكَ فَاَيْنَ الَّذِينَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ- اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ وَ الْوِلْدَانِ لا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَ لا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا اَيْنَ الْمُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللهِ اَيْنَ الَّذِينَ خَلَطُوا عَمَلًا صالِحاً وَ آخَرَ سَيِّئاً اَيْنَ اَصْحَابُ الْاَعْرَافِ اَيْنَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ.

میں حمران یا بکیر کے ساتھ امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے امام سے عرض کیا: ہم معیار اور میزان قرار دیتے ہیں جو ہمارے موافق ہے خواہ شیعہ ہو یا غیر شیعہ ان سے دوستی کرتے ہیں اور جو ہمارا مخالف ہے اس سے ہم بیزار ہیں۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے زرارہ! خدا کا کلام تیری بات سے زیادہ سچا ہے پس جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

"اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ" [1]

کون ہیں؟ مسلمانوں کا ایک گروہ کہ جن کے اعمال کا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے، نہ ان کے لئے قطعی عذاب ہے اور نہ وہ قابل بخشش ہیں اور جو عمل صالح کرتے ہیں اور گناہ بھی کرتے ہیں اور اصحاب اعراف ہیں وہ کہ اگر انہیں کچھ عطا کیا جائے تو اسلام سے محبت کرتے ہیں یہ گروہ کہاں ہے؟ [2]

مستضعفین کی مالی حمایت:

روایت ہے کہ:

قِيلَ لَهُ مَنْ يَسْتَحِقُّ الزَّكَاةَ فَقَالَ الْمُسْتَضْعَفُونَ مِنْ شِيعَةِ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الَّذِينَ لَمْ تَقْوَ بَصَائِرُهُمْ فَاَمَّا مَنْ قَوِيَتْ بَصِيرَتُهُ وَ حَسُنَتْ بِالْوَلَايَةِ لِاَوْلِيَائِهِ وَ الْبَرَاءَةِ مِنْ اَعْدَائِهِ مَعْرِفَتُهُ فَذَلِكَ اَخُوكُمْ فِي الدِّينِ اَمَسُّ بِكُمْ رَحِماً مِنَ الْآبَاءِ وَ الْاُمَّهَاتِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: زکات کا مستحق کون ہے؟

آپ نے فرمایا: محمد وآل محمد علیہم السلام کے شیعہ مستضعفین جس کی دینی بصیرت پختہ نہیں ہے لیکن جو بابصیرت شیعہ ہیں وہ ہمارے ولایت کو قبول کرتے ہیں اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہوتے ہیں لہٰذا وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ [3]

---

[1] سورۂ نساء:۹۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۳۸۲/باب اصناف الناس..... ص:۳۸۱

[3] وسائل الشیعۃ/ج۹/۲۲۹/۷-باب عدم جواز دفع الزکاۃ الی المخالف فی الاعتقاد الحق من الاصول کالمجسمۃ والمجبرۃ والواقفیۃ والنواصب ونحوہم..... ص:۲۲۷

پانچویں فصل:

دشمن افراد

دشمنی کبھی عبادت اور کبھی گناہ شمار ہوتی ہے۔ اس لئے قرآن میں اس کا حکم بھی ہوا اور ممانعت بھی کی گئی ہے۔ خدا نے مومنین شیطان، منافقین اور ملحد افراد کے بارے میں فرمایا کہ یہ تمہارے دشمن ہیں، شیطان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ پس اسے دشمن سمجھو اور منافقین کے بارے میں ہے:

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٤﴾

اور جب تم ان کو دیکھو گے تو (تناسب اعضا کی وجہ سے) ان کا قد و قامت تمہیں بہت اچھا معلوم ہوگا اور اگر گفتگو کریں گے تو ایسی کہ تم توجہ سے سنو (مگر عقل سے خالی) گویا دیواروں سے لگائی ہوئی بیکار لکڑیاں ہیں ہر چیخ کی آواز کو سنتے ہیں کہ ان پر ہی آ پڑی یہ لوگ (تمہارے) دشمن ہیں تم ان سے بچے رہو خدا انہیں مار ڈالے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔ [1]

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملحد افراد سے دشمنی کے بارے میں فرمایا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٤﴾

(مسلمانو) تمہارے واسطے تو ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں (کے قول و فعل) کا اچھا نمونہ (موجود) ہے کہ جب انہوں

---

[1] سورۂ منافقون: ۴

نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور ان (بتوں) سے جنہیں تم خدا کے سوا پوجتے ہو بیزار ہیں ہم تو تمہارے (دین کے) منکر ہیں اور جب تک تم یکتا خدا پر ایمان نہ لاؤ ہمارے تمہارے درمیان کھلم کھلا عداوت اور دشمنی قائم ہو گئی مگر (ہاں) ابراہیمؑ نے اپنے (منہ بولے) باپ سے یہ (البتہ) کہا تھا کہ میں آپ کے لیے مغفرت کی دعا ضرور کروں گا اور خدا کے سامنے تو میں آپ کے واسطے کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے پالنے والے (خدا) ہم نے تجھی پر بھروسہ کر لیا ہے اور تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف (ہمیں) لوٹ کر جانا ہے۔[۱]

اس کے مقابلے میں اولیاء الٰہی اور مومنین سے دشمنی کی مذمت ہوئی ہے اور اس کے بارے میں فرمایا:

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۝۹۱

شیطان کی تو بس یہی تمنا ہے کہ شراب اور جوئے کی بدولت تم میں باہم عداوت و دشمنی ڈلوا دے اور خدا کی یاد اور نماز سے باز رکھے تو کیا تم اس سے باز آنے والے ہو۔[۲]

اسلام کے دستورات کا محور خدا کے بندوں سے دشمنی سے نفی اور محبت و مودت کا حکم دیا گیا ہے اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا عَهِدَ اِلَيَّ جَبْرَئِيلُ عليه السلام فِي شَيْءٍ مَا عَهِدَ اِلَيَّ فِي مُعَادَاةِ الرِّجَالِ.

جبرائیل علیہ السلام نے جتنی دوسروں سے دشمنی نہ کرنے کی تاکید کی اتنی کسی اور چیز کی تاکید نہیں ہوئی۔[۳]

اسی طرح فرمایا:

مَا نُهِيتُ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ مَا نُهِيتُ عَنْ مُلَاحَاةِ الرِّجَالِ.

بتوں کی پوجا کی ممانعت کے بعد سب سے زیادہ دشمنی کی نفی کی گئی ہے۔[۴]

ایک اور حدیث میں ہے کہ

مَا اَتَانِي جَبْرَئِيلُ عليه السلام قَطُّ اِلَّا وَعَظَنِي فَآخِرُ قَوْلِهِ لِي اِيَّاكَ وَمُشَارَّةَ النَّاسِ فَاِنَّهَا تَكْشِفُ الْعَوْرَةَ وَتَذْهَبُ بِالْعِزِّ.

جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ میرے پاس موعظہ کے لئے آتے ہیں اور اس کے موعظہ کے بعد یہ تھا کہ ایک دوسروں سے دشمنی سے پرہیز کیا جائے کیونکہ اس سے زوال آتا ہے۔ عیب آشکار ہوتے ہیں اور عزت کم ہو جاتی ہے۔[۵]

---

[۱] سورۂ ممتحنہ: ۴

[۲] سورۂ مائدہ: ۹۱

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۳۰۲ / باب المراء والخصومۃ ومعاداۃ الرجال..... ص: ۳۰۰

[۴] تحف العقول/ النص/ ۴۲ / وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۳۵

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۳۰۲ / باب المراء والخصومۃ ومعاداۃ الرجال..... ص: ۳۰۰

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

يَا بُنَيَّ .... وَلَا تَتَّخِذْ عَدُوّاً وَاحِداً وَ الْوَاحِدُ كَثِيرٌ

اپنے لئے ایک آدمی کو بھی دشمن نہ بناؤ کہ ایک دشمن بھی بہت ہوتا ہے۔[1]

اقسام دشمن:

اس مطلب کو دو صورتوں میں بیان کیا جائے گا: (۱) دشمن شخص (۲) شخص مکتب اور ہر ایک پر جداگانہ بحث کرتے ہیں؛

(۱) دشمن شخص:

ان سے مراد وہ افراد ہیں صرف ایک شخص کے ساتھ جھگڑا اور دشمنی کرتا ہے۔ روایات میں ان سے سلوک کے بارے میں نصیحت ہوتی ہے۔ کہ بعض کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں:

عدالت وانصاف:

انسان کو یہ زیب دیتا ہے کہ مسلمان اپنے دشمن سے عادلانہ سلوک کرے اور بے عدالتی سے پرہیز کرے۔

خدا قرآن مجید میں اس کے بارے میں فرماتا ہے:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸

اے ایماندارو خدا کی خوشنودی کے لیے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لیے تیار رہو۔ اور تمہیں کسی قبیلے کی عداوت اس جُرم میں نہ پھنسوا دے کہ تم ناانصافی کرنے لگو (خبردار) بلکہ تم (ہر حال میں) انصاف کرو۔ یہی پرہیزگاری سے بہت قریب ہے۔ اور خدا سے ڈرو۔ کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو (اچھا یا بُرا) خدا اُسے ضرور جانتا ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السلام امام حسن علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

يَا بُنَيَّ أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللهِ فِي الْغِنَى وَ الْفَقْرِ .... وَ بِالْعَدْلِ عَلَى الصَّدِيقِ وَ الْعَدُوِّ.

تمہیں ہر حال میں تقویٰ الٰہی اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ خواہ ثروت مند ہو یا فقیر............ دوست و دشمن کے بارے میں عدالت کی سفارش کرتا ہوں۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے مومن کے وصف کے بارے میں فرمایا:

---

[1] بحار الانوار (ط۔ بیروت) / ج ۱۳ / ۴۱۴ / باب ۱۸ قصص لقمان وحکمہ ..... ص: ۴۰۸

[2] سورۂ مائدہ: ۸

[3] تحف العقول / النص / ۸۸ / وصیتہ لابنہ الحسین ع ..... ص: ۸۸

......لَا یَظْلِمُ الْاَعْدَاءَ.

وہ اپنے دشمنوں پر ظلم نہیں کرتا۔[1]

کتنا اچھا ہے کہ مومن اپنے دشمن سے بھی اچھا اور منصفانہ سلوک کرے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہؒ سے فرمایا:

.... وَ ابْذُلْ لِصَدِیقِكَ نَفْسَكَ وَ مَالَكَ .... وَ لِلْعَامَّةِ بِشْرَكَ وَ مَحَبَّتَكَ وَ لِعَدُوِّكَ عَدْلَكَ وَ اِنْصَافَكَ.

اپنے دوستوں پر جان و مال قربان کرو،..................لوگوں سے دوستی کا اظہار کرو، اور اپنے دشمن سے عدل و انصاف کرو۔[2]

دشمن کے لئے شہادت چھپانے ممانعت:

حضرت علی علیہ السلام نے پرہیزگاروں کے وصف کے بارے میں فرمایا:

......لَا یُحَدِّثُ بِمَا یُؤْتَمَنُ عَلَیْهِ الْاَصْدِقَاءُ وَلَا یَکْتُمُ شَهَادَتَهُ لِلْاَعْدَاءِ.

جو اسے راز دیا جاتا ہے وہ دوسروں کے سامنے نہیں کہتا اور دشمن کے لئے بھی شہادت کو پنہاں نہیں کرتا۔[3]

عہد سے وفا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنْ عَقَدْتَ بَیْنَكَ وَ بَیْنَ عَدُوِّكَ عُقْدَةً اَوْ اَلْبَسْتَهُ مِنْكَ ذِمَّةً فَحُطْ عَهْدَكَ بِالْوَفَاءِ وَ ارْعَ ذِمَّتَكَ بِالْاَمَانَةِ.

اگر اپنے اور دشمن کے درمیان کوئی معاہدہ کرو، یا اسے اپنے دامن میں پناہ دو، تو پھر عہد کی پابندی کرو، وعدہ کا لحاظ رکھو۔[4]

دشمن سے درگزر کرنا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَکْرِمْ مِنْ وُدِّكَ وَ اصْفَحْ عَنْ عَدُوِّكَ یَتِمَّ لَكَ الْفَضْلُ.

اس کا احترام کر جو تجھ سے دوستی کرتا ہے اور دشمن کو معاف کر دو کہ یہ تیرے لئے فضیلت ہے۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۴۷ / باب خصال المؤمن..... ص:۴۷

[2] الخصال / ج ۱ / ۱۴۷ / النہی عن ثلاث خصال..... ص:۱۴۷

[3] صفات الشیعۃ / ۲۴ / الحدیث الخامس والثلاثون

[4] نہج البلاغہ عہد نامہ مالک اشتر خط نمبر ۵۳ مترجم مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ

[5] غرر الحکم و درر الکلم / ۱۳۸ / ۱۴۴..... ص:۱۳۸

دشمن کے مقابلے میں حلم وسکوت:

جابرؓ سے روایت ہے کہ:

سَمِعَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍؑ رَجُلًا يَشْتِمُ قَنْبَراً وَ قَدْ رَامَ قَنْبَرٌ اَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَنَادَاهُ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّؑ مَهْلًا يَا قَنْبَرُ دَعْ شَاتِمَكَ مُهَاناً تُرْضِ الرَّحْمٰنَ وَ تُسْخِطِ الشَّيْطَانَ وَ تُعَاقِبْ عَدُوَّكَ فَوَ الَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَاَ النَّسَمَةَ مَا اَرْضَى الْمُؤْمِنُ رَبَّهُ بِمِثْلِ الْحِلْمِ وَ لَا اَسْخَطَ الشَّيْطَانَ بِمِثْلِ الصَّمْتِ وَلَا عُوقِبَ الْاَحْمَقُ بِمِثْلِ السُّكُوتِ عَنْهُ.

حضرت علی علیہ السلام نے یہ سنا کہ کسی آدمی نے قنبر کو گالیاں دیں۔قنبر چاہتے تھے کہ اس کو جواب دیں۔حضرت علی علیہ السلام نے قنبر سے فرمایا: اے قنبر خاموش رہو، اس کو چھوڑ دو تاکہ خدا کی رضایت تمہارے شامل حال ہو(کیا) تم شیطان کو غصہ دلانا اور دشمن سے بدلہ لینا چاہتے ہو؟ اس کی قسم! جس نے دانے کو شگاف کیا اور انسان کو خلق فرمایا: مومن حلم جیسی چیز سے اپنے خدا کو خوش کرتا ہے اور خاموشی کے ذریعے احمق کو تکلیف دیتا ہے۔[1]

مومن کے حقوق سے شکایت:

مومن کی یہ شان نہیں کہ اپنے دشمن کے حقوق کا خیال نہ کرے کیونکہ یہ ظلم ہے اور مومن ظلم سے پرہیز کرتا ہے۔

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَّا حَقُّ الْخَصْمِ الْمُدَّعِي عَلَيْكَ فَاِنْ كَانَ مَا يَدَّعِي عَلَيْكَ حَقّاً كُنْتَ شَاهِدَهُ عَلَى نَفْسِكَ وَلَمْ تَظْلِمْهُ وَ اَوْفَيْتَهُ حَقَّهُ وَ اِنْ كَانَ مَا يَدَّعِي بَاطِلًا رَفَقْتَ بِهِ وَلَمْ تَاْتِ فِي اَمْرِهِ غَيْرَ الرِّفْقِ وَلَمْ تُسْخِطْ رَبَّكَ فِي اَمْرِهِ وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ وَ اَمَّا حَقُّ خَصْمِكَ الَّذِي تَدَّعِي عَلَيْهِ فَاِنْ كُنْتَ مُحِقّاً فِي دَعْوَاكَ اَجْمَلْتَ مُقَاوَلَتَهُ وَ لَمْ تَجْحَدْ حَقَّهُ وَ اِنْ كُنْتَ مُبْطِلًا فِي دَعْوَاكَ اتَّقَيْتَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ تُبْتَ اِلَيْهِ وَ تَرَكْتَ الدَّعْوَى

باقی رہا دشمن کا حق تو اگر اس نے تم پر دعویٰ کیا ہے اور وہ سچا ہے اور اس کا دعویٰ حق ہے تو تم اپنے خلاف اس گواہی کو قبول کرو، اس پر ستم نہ کرو اور اس کا حق ادا کرو اور اگر وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہو تو پھر بھی اس سے اچھا برتاؤ کرو اور اس کے علاوہ اس کے نرمی کے سوا کچھ نہ کرو اور اپنے رب کو اس معاملہ میں ناراض نہ کرو کیونکہ کوئی قوت نہیں ہے مگر اللہ کی عطا کردہ اور اگر مدعا علیہ کا حق جس پر تم نے دعویٰ کیا ہے (اس کے مقابلہ میں) تم اپنے دعویٰ میں حق پر ہو تو بھی اس سے اچھی گفتگو کرو اور جہاں اس کا حق ہے اس سے انکار نہ کرو اور اگر تمہارا دعویٰ باطل اور جھوٹا ہے تو اللہ سے ڈرو توبہ کرو اور اپنے دعویٰ سے باز

[1] الامالی (للمفید)/النص/۱۱۸/المجلس الرابع عشر

آجاؤ۔[1]

دشمنی کم ہونے کے عوامل:

اگر مومن کی کسی کے ساتھ دشمنی ہو جائے تو اسے کم کرنے کے لئے سوچنا چاہیے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَتِ الْحُكَمَاءُ فِيمَا مَضَى مِنَ الدَّهْرِ تَقُولُ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الِاخْتِلَافُ إِلَى الْأَبْوَابِ ………… وَ التَّاسِعُ أَبْوَابُ الْأَعْدَاءِ الَّتِي تَسْكُنُ بِالْمُدَارَاةِ غَوَائِلُهُمْ وَ يُدْفَعُ بِالْحِيَلِ وَ الرِّفْقِ وَ اللُّطْفِ وَ الزِّيَارَةِ عَدَاوَتُهُمْ.

حکما کہا کرتے تھے کہ سفر اور ملاقات صرف دس کاموں کے لیے مناسب ہے: ………………

درخانہ دشمنانی کہ بمدارای با آنان شر شان دفع می شود و بنرمی و تدبیر و ملاطفت و دیدن از آنہا دشمنیشان برطرف میگردد.

نواں سفر؛ دشمنی ختم کرنے کی نیت سے دشمنوں کے گھر تک چل کر جانا اور اس سے نرمی و لطافت سے بات چیت کرنا چاہئے۔[2]

۲۔ مذہبی دشمنی:

شخصی دشمنی سے مذہبی دشمنی زیادہ خطرناک ہوتی ہے، اس لئے خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے[3] پس اسے دشمن سمجھو۔ لہٰذا مذہبی دشمنی سے اچھا برتاؤ اور میل جول رکھیں۔ اس میں ہوشیاری، تدبیر اور بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم یہاں پر بعض تدابیر کو بیان کرتے ہیں۔

ہدف نہ چھوڑنا:

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ۖ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ④

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۶۲۴ / باب الحقوق..... ص:۶۱۸

[2] الخصال/ ج ۲ / ۴۲۶ / ینبغی ان یکون الاختلاف الی الابواب لعشرۃ اوجہ..... ص:۴۲۶

[3] إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے اپنا دشمن بنائے رہو۔ (سورۂ فاطر:۶)

(مسلمانو) تمہارے واسطے تو ابراہیمؑ اوران کے ساتھیوں (کے قول وفعل) کا اچھا نمونہ (موجود) ہے کہ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اوران (بتوں) سے جنہیں تم خدا کے سوا پوجتے ہو بیزار ہیں ہم تو تمہارے (دین کے) منکر ہیں اور جب تک تم یکتا خدا پر ایمان نہ لاؤ ہمارے تمہارے درمیان کھلم کھلا عداوت اور دشمنی قائم ہو گئی مگر (ہاں) ابراہیمؑ نے اپنے (منہ بولے) باپ سے یہ (البتہ) کہا تھا کہ میں آپ کے لیے مغفرت کی دعا ضرور کروں گا اور خدا کے سامنے تو میں آپ کے واسطے کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے پالنے والے (خدا) ہم نے تجھی پر بھروسہ کر لیا ہے اور تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف (ہمیں) لوٹ کر جانا ہے۔[۱]

حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کے پیروکار ہمارے لئے ایک نمونہ ہیں۔ جب انہوں نے کہا: جب تک ایمان نہیں لاؤ گے دشمنی جاری رہے گی کیونکہ کافر سے دشمنی خدا سے جلوۂ محبت ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ كَافِراً فَقَدْ اَبْغَضَ اللهَ وَ مَنْ اَبْغَضَ كَافِراً فَقَدْ اَحَبَّ اللهَ ثُمَّ قَالَ صلى الله عليه وآله صَدِيقُ عَدُوِّ اللهِ عَدُوُّ اللهِ.

جوشخص کافر کو دوست رکھتا ہے، اس نے خدا سے دشمنی کی ہے اور جو کافر سے نفرت کرتا ہے۔ وہ خدا کو دوست رکھتا ہے۔

پھر فرمایا: خدا کے دشمن کا دوست بے شک خدا کا دشمن ہے۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَوْثَقُ عُرَى الْاِيمَانِ الْحُبُّ فِي اللهِ وَ الْبُغْضُ فِي اللهِ وَ تَوَالِي اَوْلِيَاءِ اللهِ وَ التَّبَرِّي مِنْ اَعْدَاءِ اللهِ.

ایمان کا محکم ترین وثوق واعتماد خدا کے لئے محبت ہے اور نفرت خدا کے لئے ہے، خدا کے دوستوں کو دوست رکھنا اور خدا کے دشمنوں سے بیزار رہنا چاہیے۔[۳]

دشمن کے مقابلے میں عزت:

مومن ہمیشہ ہر کام کو خدا کی رضایت کے لئے کرتا ہے اور اسی سے مدد مانگتا ہے۔ سختی و پریشانی کے وقت خدا سے طلب رحمت کرتا ہے اور دشمن کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا تا کہ اس کی عزت باقی رہے۔ امام باقر علیہ السلام نے اس کے بارے میں فرمایا:

لَا تَسْتَعِنْ بِعَدُوٍّ لَنَا فِي حَاجَةٍ- وَلَا تَسْتَطْعِمْهُ وَلَا تَسْأَلْهُ شَرْبَةً.

ضرورت کے وقت ہمارے دشمنوں سے کچھ نہ مانگو اوران سے کھانے پینے کی اشیاء کا تقاضا نہ کرو۔[۴]

---

[۱] سورۂ ممتحنہ: ۴

[۲] الامالی (للصدوق) / النص / ۶۰۵ / المجلس الثامن والثمانون

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۲۶ / باب الحب فی اللہ والبغض فی اللہ..... ص: ۱۲۴

[۴] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار / النص / ۹۹ / الفصل السادس فی کرامۃ المؤمن علی اللہ عزوجل..... ص: ۹۸

دشمن کی چالاکی سے ہوشیار:

دشمن اپنے اہداف کو پانے کے لئے یہ کوشش کرتا ہے کہ معاشرے میں اپنی ثقافت مختلف طریقوں سے مسلمانوں میں رائج کرے جیسے لباس، غذا، برتاؤ۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے دشمن کو اس کے اہداف میں ناکام کرے۔ لیکن افسوس آج جو انگریز کام کرتے ہیں مسلمان اسے انجام دے کہ فخر محسوس کرتا ہے۔

رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

لَا تَلْبَسُوا لِبَاسَ اَعْدَائِي وَلَا تَطْعَمُوا مَطَاعِمَ اَعْدَائِي وَلَا تَسْلُكُوا مَسَالِكَ اَعْدَائِي فَتَكُونُوا اَعْدَائِي كَمَا هُمْ اَعْدَائِي.

میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو، میرے دشمن کی غذا نہ کھاؤ اور ان کے جیسا برتاؤ نہ کرو، اگر کسی نے ایسا کیا تو وہ بھی میرا دشمن ہی شمار ہوگا۔[۱]

دفاعی آمادگی:

مسلمان کو دشمن کے ہر حربے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ قرآن وسنت میں اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

خدا فرماتا ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝۶۰

اور (مسلمانو) ان کفار کے (مقابلہ کے) واسطے جہاں تک تم سے ہو سکے (اپنے بازو کے) زور سے اور بندھے ہوئے گھوڑوں سے (لڑائی کا) سامان مہیا کرو اس سے خدا کے دشمن اور اپنے دشمن اور اس کے سوا دوسرے لوگوں پر بھی اپنی دھاک بٹھالو گے جنہیں تم نہیں جانتے ہو۔ مگر خدا تو ان کو جانتا ہے۔ اور خدا کی راہ میں تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے۔ وہ تم پورا پورا بھر پاؤ گے اور تم پر کسی طرح ظلم نہیں کیا جائے گا۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام دشمن سے مقابلہ کی آمادگی کے بارے میں فرماتے ہیں:

اُغْزُوهُمْ قَبْلَ اَنْ يَغْزُوكُمْ فَوَاللهِ مَا غُزِيَ قَوْمٌ قَطُّ فِي عُقْرِ دَارِهِمْ اِلَّا ذَلُّوا.

اس سے پہلے کہ وہ تمہارے ساتھ جنگ کریں تمہیں دفاع کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ خدا کی قسم! جو لوگ گھر میں بیٹھ جاتے ہیں وہ ذلیل وخوار ہوتے ہیں۔[۳]

---

[۱] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۲۳ / ۳۰ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المنشورۃ..... ص:۲

[۲] سورۂ انفال:۶۰

[۳] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۶۹ / ۲۹ ۱۳۳ استنہاض الناس..... ص:۶۹

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله فَنَظَرَ فِي الشَّيْبِ فِي لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله نُورٌ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُوراً يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ فَخَضَبَ الرَّجُلُ بِالْحِنَّاءِ ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله فَلَمَّا رَأَى الْخِضَابَ قَالَ نُورٌ وَ إِسْلَامٌ قَالَ فَخَضَبَ الرَّجُلُ بِالسَّوَادِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله نُورٌ وَ إِسْلَامٌ وَ إِيمَانٌ وَ مَحَبَّةٌ إِلَى نِسَائِكُمْ وَ رَهْبَةٌ فِي قُلُوبِ عَدُوِّكُمْ.

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا، حضرت نے اس کی سفید ریش کو دیکھا اور فرمایا: نور ہے، جو شخص اسلام میں اپنی ریش کو سفید کرتا ہے روز قیامت اس کے لئے نور ہے۔ اس مرد نے مہندی سے داڑھی کو خضاب کیا۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا، حضرت نے اس کا خضاب دیکھ کر فرمایا: نور اور اسلام ہے اس مرد نے دوبارہ سیاہ رنگ کا خضاب کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: خضاب نور و ایمان اور اسلام ہے اس سے بیوی سے محبت ہوتی ہے اور دشمن کے دل میں خوف رہتا ہے۔ [1]

دشمن سے تقیہ:

مومن کے لئے شائستہ ہے کہ جب دشمن حاکم ہوں تو جان و مال و ناموس کی حفاظت کے لئے تقیہ کرے۔ سوائے اس کے کہ دین خطرے میں ہو یعنی پھر تقیہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دین خدا نابود ہو جاتا ہے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّآ أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ.

مومنین مومنین کو چھوڑ کے کافروں کو اپنا سرپرست نہ بنائیں۔ اور جو ایسا کرے گا تو اُس کا خدا سے کچھ سروکار نہیں مگر (اس قسم کی تدبیروں سے) کسی طرح ان (کے شر) سے بچنا چاہو تو (خیر) اور خدا تم کو اپنے ہی سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ [2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَظْمُ الْغَيْظِ عَنِ الْعَدُوِّ فِي دَوْلَاتِهِمْ تَقِيَّةً حَزْمٌ لِمَنْ أَخَذَ بِهِ وَ تَحَرُّزٌ مِنَ التَّعَرُّضِ لِلْبَلَاءِ فِي الدُّنْيَا وَ مُعَانَدَةُ الْأَعْدَاءِ فِي دَوْلَاتِهِمْ وَ مُمَاظَّتُهُمْ فِي غَيْرِ تَقِيَّةٍ تَرْكُ أَمْرِ اللّٰهِ فَجَامِلُوا النَّاسَ يَسْمَنْ ذٰلِكَ لَكُمْ عِنْدَهُمْ وَ لَا تُعَادُوهُمْ فَتَحْمِلُوهُمْ عَلَى رِقَابِكُمْ فَتَذِلُّوا.

جن دشمنوں کی سلطنت میں تم ہو ان کے مظالم پر غصہ پینا احتیاطی تقیہ ہے خصوصاً اس کے لئے جو گرفتار بلا ہو اور بلائے کے پیش آنے سے اور صاحبان حکومت (جو دشمن ہیں ان) کی دشمنی سے بچنے کے لئے اور ان کی دشمنی کا اظہار بغیر تقیہ کے امر

[1] مکارم الاخلاق/ ۷۹ / الفصل الثانی فی الخضاب بالسواد..... ص:۷۹

[2] سورۂ عمران: ۲۸

خدا کا کرنا ہے ایسے لوگوں سے میانہ روی کے ساتھ سلوک کرو تاکہ تمہاری یہ روش ان کے نزدیک وزن دار بنے تم ان سے کھلم کھلا دشمنی نہ کرو ورنہ تم ان کو اپنی گردنوں پر سوار کر کے ذلیل ہو جاؤ گے۔[1]

ایک اور حدیث میں فرمایا:

الْمُؤْمِنُ مُجَاهِدٌ لِاَنَّهُ يُجَاهِدُ اَعْدَاءَ اللهِ تَعَالَى فِي دَوْلَةِ الْبَاطِلِ بِالتَّقِيَّةِ وَفِي دَوْلَةِ الْحَقِّ بِالسَّيْفِ.

وہ مومن مجاہد ہے کیونکہ خدا کے دشمنوں اور باطل حکومت کے دوران تقیہ کرتا ہے اور حق کی حکومت میں تلوار سے لڑتا ہے۔[2]

تجاوز دشمن سے دفاع کا ثواب:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ عَنِ الْمُسْلِمِينَ .... عَادِيَةَ عَدُوٍّ مُكَابِرٍ لِلْمُسْلِمِينَ غَفَرَ اللهُ لَهُ ذَنْبَهُ.

جو شخص بھی ظالم دشمن کے مقابل .... مسلمانوں کا دفاع کرتا ہے۔ خداوند عالم اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔[3]

شر دشمن کو دفع کرنے کی دعا:

مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذاتی اور مذہبی دشمنی کا دفاع کرے۔ تدبیر سوچے اور دعا کرے۔

جیسے امام سجاد علیہ السلام کی مندرجہ ذیل دعا ہے:

① اِلٰهِي هَدَيْتَنِي فَلَهَوْتُ، وَ وَعَظْتَ فَقَسَوْتُ، وَ اَبْلَيْتَ الْجَمِيلَ فَعَصَيْتُ، ثُمَّ عَرَفْتُ مَا اَصْدَرْتَ اِذْ عَرَّفْتَنِيهِ، فَاسْتَغْفَرْتُ فَاَقَلْتَ، فَعُدْتُ فَسَتَرْتَ، فَلَكَ اِلٰهِي الْحَمْدُ.

(۱) خدایا! تو نے مجھے ہدایت دی مگر میں غافل رہا اور تو نے مجھے نصیحت کی لیکن میں سنگدلی کا شکار رہا تو نے بہترین نعمتیں دی مگر میں نافرمانی کرتا رہا اس کے بعد جب تیرے پہچنوانے سے میں نے تیرے حکم توبہ کو پہچان کر استغفار کیا تو تو نے معاف بھی کر دیا پھر میں نے دوبارہ جو گناہ کیا اور تو نے اس پر بھی پردہ ڈال دیا تو مالک اب ساری تعریف تیرے ہی لئے ہے۔

② تَقَحَّمْتُ اَوْدِيَةَ الْهَلَاكِ، وَ حَلَلْتُ شِعَابَ تَلَفٍ، تَعَرَّضْتُ فِيهَا لِسَطَوَاتِكَ وَ بِحُلُولِهَا عُقُوبَاتِكَ.

(۲) کہ میں ہلاکت کی وادیوں میں کود پڑا اور بربادی کے گڑھوں میں گر پڑا جن کی بنا پر تیرے عذاب کا سامنا ہے تیرے غضب کے نازل ہونے کا مستحق ہو گیا ہوں۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۲/۱۰۹/باب کظم الغیظ ص:۱۰۹

[2] علل الشرائع/ج ۲/۴۶۷/۲۲۲ باب النوادر ص:۴۶۰

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ج ۷۲/۲۰/باب ۳۳ نصر الضعفاء والمظلومین واغاثتہم وتفریج کرب المؤمنین ورد العادیۃ عنہم وستر عیوبہم ص:۱۷

③ وَ وَسِيلَتِي إِلَيْكَ التَّوْحِيدُ، وَ ذَرِيعَتِي أَنِّي لَمْ أُشْرِكْ بِكَ شَيْئاً، وَ لَمْ أَتَّخِذْ مَعَكَ إِلَهاً، وَ قَدْ فَرَرْتُ إِلَيْكَ بِنَفْسِي، وَ إِلَيْكَ مَفَرُّ الْمُسِيءِ، وَ مَفْزَعُ الْمُضَيِّعِ لِحَظِّ نَفْسِهِ الْمُلْتَجِئِ.

(۳) تو اب میرا وسیلہ تیری بارگاہ میں صرف تیری توحید ہے کہ میں نے کسی کو تیرا شریک نہیں بنایا اور دوسرا کوئی خدا اختیار نہیں کیا، میں اپنی جان لے کر تیری طرف بھاگ کر آ گیا ہوں اور ہر عمل بھاگ کر تیری طرف آتا ہے اور ہر اپنے برباد کرنے والے کی بازگشت تیری ہی طرف ہوتی ہے۔

④ فَكَمْ مِنْ عَدُوٍّ انْتَضَى عَلَيَّ سَيْفَ عَدَاوَتِهِ، وَ شَحَذَ لِي ظُبَةَ مُدْيَتِهِ، وَ أَرْهَفَ لِي شَبَا حَدِّهِ، وَ دَافَ لِي قَوَاتِلَ سُمُومِهِ، وَ سَدَّدَ نَحْوِي صَوَائِبَ سِهَامِهِ، وَ لَمْ تَنَمْ عَنِّي عَيْنُ حِرَاسَتِهِ، وَ أَضْمَرَ أَنْ يَسُومَنِي الْمَكْرُوهَ، وَ يُجَرِّعَنِي زُعَاقَ مَرَارَتِهِ.

(۴) کتنے ہی دشمن ہیں جنھوں نے دشمنی کی تلوار کھینچی اور اپنی چھری کی دھار کو تیز کر لیا اور اپنی سختیوں کی باڑھ کو تیز تر بنا لیا اور میرے لئے قاتل زہر پانی میں ملا دیا اور ایک لمحہ کے لئے بھی ان کے تعاقب کی نگاہیں غافل نہیں ہوئیں اور وہ دل یہ عزم لئے رہے کہ مجھے ناخوشگوار حالات میں مبتلا کر دیں اور اپنی تلخیوں کے گھونٹ پلا دیں

⑤ فَنَظَرْتَ يَا إِلَهِي إِلَى ضَعْفِي عَنِ احْتِمَالِ الْفَوَادِحِ، وَ عَجْزِي عَنِ الِانْتِصَارِ مِمَّنْ قَصَدَنِي بِمُحَارَبَتِهِ، وَ وَحْدَتِي فِي كَثِيرِ عَدَدِ مَنْ نَاوَانِي، وَ أَرْصَدَ لِي بِالْبَلَاءِ فِيمَا لَمْ أُعْمِلْ فِيهِ فِكْرِي.

(۵) لیکن جب پروردگار تو نے دیکھا کہ میں ان سنگینیوں کو برداشت کرنے سے کمزور ہوں اور آمادہ جنگ افراد کے مقابلہ سے قاصر ہوں اور دشمنوں اور مجھے نشانہ ستم بنانے والوں کی کثیر تعداد کے سامنے اکیلا ہوں تو میں نے تو اس سلسلہ میں کچھ سوچا بھی نہیں تھا۔

⑥ فَابْتَدَأْتَنِي بِنَصْرِكَ، وَ شَدَدْتَ أَزْرِي بِقُوَّتِكَ، ثُمَّ فَلَلْتَ لِي حَدَّهُ، وَ صَيَّرْتَهُ مِنْ بَعْدِ جَمْعٍ عَدِيدٍ وَحْدَهُ، وَ أَعْلَيْتَ كَعْبِي عَلَيْهِ، وَ جَعَلْتَ مَا سَدَّدَهُ مَرْدُوداً عَلَيْهِ، فَرَدَدْتَهُ لَمْ يَشْفِ غَيْظَهُ، وَ لَمْ يَسْكُنْ غَلِيلُهُ، قَدْ عَضَّ عَلَى شَوَاهُ وَ أَدْبَرَ مُوَلِّياً قَدْ أَخْلَفَتْ سَرَايَاهُ.

(۶) لیکن تو نے بلا کہے ہماری مدد کر دی اور میری کمر کو مضبوط کر دیا میری خاطر دشمن کی باڑھ کو کند کر دیا اور اسے کثیر لشکر جمع کرنے کے بعد بھی اکیلا بنا دیا اور میرے پایہ کو اس سے بلند تر بنا دیا اور جس تیر کا رخ اس نے میری طرف کیا تھا اسے اس طرف پلٹا دیا کہ نہ اس کا غصہ فرو ہو سکا اور نہ اس کے دل کی آگ ٹھنڈی ہو سکی اس نے اپنی ہی بوٹیاں کاٹ لیں اور اس طرح ناکام ہو کر منہ پھرایا کہ اسکے لشکروں نے بھی اس سے غداری کر دی۔

⑦ وَ كَمْ مِنْ بَاغٍ بَغَانِي بِمَكَايِدِهِ، وَ نَصَبَ لِي شَرَكَ مَصَايِدِهِ، وَ وَكَّلَ بِي تَفَقُّدَ رِعَايَتِهِ، وَ أَضْبَأَ إِلَيَّ إِضْبَاءَ السَّبُعِ لِطَرِيدَتِهِ انْتِظَاراً لِانْتِهَازِ الْفُرْصَةِ لِفَرِيسَتِهِ، وَ هُوَ يُظْهِرُ لِي بَشَاشَةَ الْمَلَقِ، وَ يَنْظُرُنِي عَلَى شِدَّةِ الْحَنَقِ.

(۷) اور کتنے ہی ایسے باغی ہیں جنھوں نے اپنی مکاریوں سے مجھ پر ظلم کیا شکاری جال میری راہ میں بچھائے اور اپنی نگاہ غضب کا مجھ پر پہرہ لگایا اور اس طرح گھاٹ لگا کر بیٹھ گئے جس طرح کوئی درندہ اپنے شکار کے انتظار میں بیٹھتا ہے کہ کب موقع ملے اور اسے پھاڑ ڈالے اور اس کے بعد بھی میرے سامنے خوشامدی مسرت کا اظہار کرتے رہے اور انتہائی کینہ ور نظروں سے دیکھتے رہے۔

⑧ فَلَمَّا رَاَيۡتَ يَا اِلٰهِي تَبَارَكۡتَ وَ تَعَالَيۡتَ دَغَلَ سَرِيرَتِهِ، وَ قُبۡحَ مَا انۡطَوَى عَلَيۡهِ، اَرۡكَسۡتَهُ لِاُمِّ رَاۡسِهِ فِي زُبۡيَتِهِ، وَ رَدَدۡتَهُ فِي مَهۡوَى حُفۡرَتِهِ، فَانۡقَمَعَ بَعۡدَ اسۡتِطَالَتِهِ ذَلِيلًا فِي رِبَقِ حِبَالَتِهِ الَّتِي كَانَ يُقَدِّرُ اَنۡ يَرَانِي فِيهَا، وَ قَدۡ كَادَ اَنۡ يَحُلَّ بِي لَوۡ لَا رَحۡمَتُكَ مَا حَلَّ بِسَاحَتِهِ.

(۸) مگر جب خدا نے بابرکت اور بلند و برتر ہستی کی بنا پر اس کی اندرونی خباثت کو دیکھ لیا اور یہ دیکھ لیا کہ وہ کیا برتر جذبات اپنے اندر چھپائے ہوئے ہیں تو تو نے انھیں سر کے بل گڑھے میں اُلٹ دیا اور ان کے کھودے ہوئے ہلاکت کے غار میں لپٹا دیا۔

⑨ وَ كَمۡ مِنۡ حَاسِدٍ قَدۡ شَرِقَ بِي بِغُصَّتِهِ، وَ شَجِيَ مِنِّي بِغَيۡظِهِ، وَ سَلَقَنِي بِحَدِّ لِسَانِهِ، وَ وَحَرَنِي بِقَرۡفِ عُيُوبِهِ، وَ جَعَلَ عِرۡضِي غَرَضاً لِمَرَامِيهِ، وَ قَلَّدَنِي خِلَالًا لَمۡ تَزَلۡ فِيهِ، وَ وَحَرَنِي بِكَيۡدِهِ، وَ قَصَدَنِي بِمَكِيدَتِهِ.

(۹) اب وہ اپنے غرور و سربلندی کا مظاہرہ کرنے کے بعد ذلیل ہو کر اس پھندے میں گرفتار ہو گئے ہیں جس میں مجھے دیکھنے کا منصوبہ بنا رہے تھے اور قریب تھا کہ تیری رحمت شامل حال نہ ہوتی تو جو بلا ان کے غیظ کی بنا پر گلے میں غصہ کا پھندہ پڑ گیا مجھے اپنی زبان کی تیزی سے ستاتے رہے اور تیروں کا نشانہ بناتے رہے اور اپنی عادتوں کو میرے سر منڈھتے رہے، اپنی مکاریوں سے مجھے تپاتے رہے اور اپنی چال بازیوں کا نشانہ مجھے بناتے رہے۔

⑩ فَنَادَيۡتُكَ يَا اِلٰهِي مُسۡتَغِيثاً بِكَ، وَاثِقاً بِسُرۡعَةِ اِجَابَتِكَ، عَالِماً اَنَّهُ لَا يُضۡطَهَدُ مَنۡ اَوَى اِلَى ظِلِّ كَنَفِكَ، وَ لَا يَفۡزَعُ مَنۡ لَجَاَ اِلَى مَعۡقِلِ انۡتِصَارِكَ، فَحَصَّنۡتَنِي مِنۡ بَاۡسِهِ بِقُدۡرَتِكَ.

(۱۰) لیکن جب میں نے تجھے فریاد کر کے پکارا اس اعتماد کے ساتھ کہ تو فوراً قبول کر لے گا اور اس کے یقین کے ساتھ جو تیرے سایۂ رحمت میں آ جائے اسے کوئی پامال نہیں کر سکتا اور جو تیری کمک کی پناہ گاہ میں پناہ لے لے وہ پریشان نہیں ہوتا تو تو نے اپنی قدرت کے سہارے اس کو حملوں سے بچایا۔

⑪ وَ كَمۡ مِنۡ سَحَائِبِ مَكۡرُوهٍ جَلَّيۡتَهَا عَنِّي، وَ سَحَائِبِ نِعَمٍ اَمۡطَرۡتَهَا عَلَيَّ، وَ جَدَاوِلِ رَحۡمَةٍ نَشَرۡتَهَا، وَ عَافِيَةٍ اَلۡبَسۡتَهَا، وَ اَعۡيُنِ اَحۡدَاثٍ طَمَسۡتَهَا، وَ غَوَاشِي كُرُبَاتٍ كَشَفۡتَهَا.

(۱۱) اسی طرح کتنے ہی مصیبتوں کے بادل تھے جنھیں تو نے چھانٹ دیا اور کتنے ہی نعمتوں کے ابر کرم تھے جنھیں برسا دیا، کتنی نعمت کی نہریں تھیں جنھیں جاری کر دیا اور کتنی ہی عافیت کے لباس تھے جنھیں پہنا دیا، کتنی ہی حوادث کی آنکھیں تھیں

جنھیں پھوڑ دیا اور کتنے ہی رنج وغم کے پردے تھے جنھیں اٹھا دیا۔

⑫ وَ كَمْ مِنْ ظَنٍّ حَسَنٍ حَقَّقْتَ، وَ عَدَمٍ جَبَرْتَ، وَ صَرْعَةٍ اَنْعَشْتَ، وَ مَسْكَنَةٍ حَوَّلْتَ.

(۱۲) کتنے ہی حسن ظن تھے جنھیں حقیقت بنا دیا اور کتنے ہی فقر و فاقہ کے حالات تھے جن کی اصلاح کر دی اور ہلاکت سے بچایا اور مسکنت کو بے نیازی میں تبدیل کر دیا۔

⑬ كُلُّ ذٰلِكَ اِنْعَاماً وَ تَطَوُّلًا مِنْكَ، وَ فِي جَمِيعِهِ انْهِمَاكاً مِنِّي عَلَى مَعَاصِيكَ، لَمْ تَمْنَعْكَ اِسَاءَتِي عَنْ اِتْمَامِ اِحْسَانِكَ، وَ لَا حَجَرَنِي ذٰلِكَ عَنِ ارْتِكَابِ مَسَاخِطِكَ، لَا تُسْأَلُ عَمَّا تَفْعَلُ.

(۱۳) یہ سب تیرا فضل و کرم و انعام تھا اور سب کے مقابلہ میں میری طرف سے صرف گناہوں میں انہاک ہی دیکھنے میں آیا لیکن نہ میری برائیاں تجھے احسانات کی تکمیل سے روک سکیں اور نہ تیرا کرم مجھے نافرمانیوں کے ارتکاب سے روک سکا اور اگر چہ تجھ سے کسی عمل کے بارے میں باز پرس نہیں ہو سکتی ہے۔

⑭ وَ لَقَدْ سُئِلْتَ فَاَعْطَيْتَ، وَ لَمْ تُسْأَلْ فَابْتَدَاْتَ، وَ اسْتُمِيحَ فَضْلُكَ فَمَا اَكْدَيْتَ، اَبَيْتَ يَا مَوْلَايَ اِلَّا اِحْسَاناً وَ امْتِنَاناً وَ تَطَوُّلًا وَ اِنْعَاماً، وَ اَبَيْتُ اِلَّا تَقَحُّماً لِحُرُمَاتِكَ، وَ تَعَدِّياً لِحُدُودِكَ، وَ غَفْلَةً عَنْ وَعِيدِكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ اِلٰهِي مِنْ مُقْتَدِرٍ لَا يُغْلَبُ، وَ ذِي اَنَاةٍ لَا يَعْجَلُ.

(۱۴) لیکن تجھ سے مانگا گیا تو تو نے دے دیا اور نہیں مانگا گیا تو بھی از خود عنایت کر دیا، تجھ سے فضل و کرم کی درخواست کی گئی تو تو نے بخل سے کام نہیں لیا گویا میرے مالک تجھے احسان، فضل، منت و کرم اور انعام کے علاوہ ہر چیز سے انکار ہے اور مجھے تیرے محرمات میں کود پڑنے، تیرے حدود سے تجاوز کر جانے اور تیرے عذاب سے غفلت کے علاوہ ہر شے سے انکار ہے۔ تیرے لئے حمد ہے میرے پروردگار کہ تو وہ صاحب اقتدار ہے جو مغلوب نہیں ہوتا اور وہ بردبار ہے جو عجلت سے کام نہیں لیتا ہے۔

⑮ هٰذَا مَقَامُ مَنِ اعْتَرَفَ بِسُبُوغِ النِّعَمِ، وَ قَابَلَهَا بِالتَّقْصِيرِ، وَ شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ بِالتَّضْيِيعِ.

(۱۵) یہ اس بندہ کا موقف ہے جسے اس بات کا اعتراف ہے کہ تو نے مکمل نعمتیں دی ہیں اور اس نے کوتاہی کی ہے اور پھر اپنے نفس کی بربادی کا خود گواہ ہے۔

⑯ اَللّٰهُمَّ فَاِنِّي اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ بِالْمُحَمَّدِيَّةِ الرَّفِيعَةِ، وَ الْعَلَوِيَّةِ الْبَيْضَاءِ، وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِهِمَا اَنْ تُعِيذَنِي مِنْ شَرِّ كَذَا وَ كَذَا، فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَضِيقُ عَلَيْكَ فِي وُجْدِكَ، وَ لَا يَتَكَاَّدُكَ فِي قُدْرَتِكَ وَ اَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(۱۶) خدایا! میں تجھ سے قریب ہونا چاہتا ہوں قریب ترین محمدیت اور روشن ترین علویت کے ذریعہ اور ان دونوں کو واسطہ قرار دے کہ تیری طرف متوجہ ہوں کہ تو مجھے ہر ایک شے سے بچا لے گا کہ کام تیرے کرم کی بارگاہ میں تنگی نہیں پیدا کر سکتا ہے تیری قدرت کو تھکا نہیں سکتا ہے اور ہر شے پر قادر ہے۔

⑰ فَهَبْ لِي يَا إِلَهِي مِنْ رَحْمَتِكَ وَ دَوَامِ تَوْفِيقِكَ مَا أَتَّخِذُهُ سُلَّماً أَعْرُجُ بِهِ إِلَى رِضْوَانِكَ، وَ آمَنُ بِهِ مِنْ عِقَابِكَ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

(۱۷) لہٰذا خدایا! مجھے اپنی رحمت اور دائمی توفیق کی بنا پر وسیلہ قرار دے دے جس کو زینہ بنا کر میں تیری رضا کی بلندی تک پہنچ جاؤں اور تیرے عذاب سے امان حاصل کرلوں، اے بہترین رحم کرنے والے۔ [۱]

[۱] صحیفہ سجادیہ دعا نمبر ۴۹

چھٹی فصل:

معاشرے کے افراد

حسن خلق ومعاشرے کے بارے میں نکات:

حسن خلق خدا کے نزدیک محبوب ترین وبہترین عمل ہے۔پس یہ واجبات الٰہی مین سے ہے۔

روایات کی روشنی میں یہ صفت نہ صرف لوگوں کے آباد ہونے کا موجب اور روزی میں اضافے کا باعث اور پسندیدہ عمل ہے بلکہ یہ انسانی نجات کا موجب، اس کے گناہوں کی مغفرت، اور روزِ قیامت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب اور ان کی شفاعت کے حصول کا باعث ہے۔

اسلامی تہذیب وتمدن میں حسن اخلاق سے رحمت الٰہی شامل حال ہوتی ہے۔خدا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے خطاب میں حسن خلق کا بہترین نمونہ عمل کے طور پر یاد کیا ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ. [1]

اور بے شک تمہارے اخلاق بڑے (اعلیٰ درجہ کے) ہیں۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ. [2]

خدا کی ایک مہربانی ہے کہ تم (سا) نرم دل (سردار) ان کو ملا اور تم اگر بدمزاج اور سخت دل ہوتے تب تو یہ لوگ (خدا جانے کب کے) تمہارے گرد سے تتّر بتّر ہو گئے ہوتے۔

---

[1] سورۂ قلم: ۴

[2] سورۂ آل عمران: ۱۵۹

حسن خلق کا شمار نفسانی فضائل میں ہوتا ہے۔ انسان تبسم اور ظاہری خندہ پیشانی سے مادی منافع حاصل کرتا ہے اور بعض اوقات مادی نفع کے حصول کے لئے انسان دکھاوے کے طور پر اخلاق سے پیش آتا ہے ان دونوں میں فرق ہے۔

اس حصے کی بحث تین موضوعات پر مشتمل ہے:

(۱) خندہ پیشانی (۲) خوش اخلاقی (۳) اچھا کردار

امام صادق علیہ السلام نے ان تینوں موضوعات کو حسن خلق کے باب میں ذکر فرمایا ہے۔[۱] یہاں پر خوش اخلاقی کے آثار، اہمیت اور ثواب کے علاوہ بداخلاقی کے انجام کو روایات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ اکثر ایسی احادیث ذکر ہوتی ہیں جن میں ہم جنس کی اخلاقیات کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

حسن خلق کی اہمیت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا يُوضَعُ فِي مِيزَانِ امْرِءٍ-يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَفْضَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ.

قیامت کے دن حسن خلق سے بہتر انسان کے نامہ اعمال میں کوئی چیز نہ ہوگی۔[۲]

نیز فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلَ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ.

ترازوِ عمل میں حسن خلق سے وزنی چیز کوئی نہیں ہے۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا يَقْدَمُ الْمُؤْمِنُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ بِعَمَلٍ بَعْدَ الْفَرَائِضِ أَحَبَّ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ أَنْ يَسَعَ النَّاسَ بِخُلُقِهِ.

مومن واجبات کی ادائیگی کے بعد کوئی بھی عمل حسن خلق سے برتر بارگاہِ خداوند عالم میں پیش نہیں کرتا۔[۴]

---

[۱] تُلِينُ جَانِبَكَ وَ تُطِيبُ كَلَامَكَ وَ تَلْقَى أَخَاكَ بِبِشْرٍ حَسَنٍ. (من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۴۱۲ / ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص:۳۷۶)

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۹۹ / باب حسن الخلق..... ص:۹۹

[۳] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۳۷ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا من الاخبار المجموعۃ..... ص:۲۴

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۱۰۰ / باب حسن الخلق..... ص:۹۹

خوش اخلاقی کے فوائد:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْبِرُّ وَ حُسْنُ الْخُلُقِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ وَ يَزِيدَانِ فِي الْأَعْمَارِ.

نیکی وخوش اخلاقی دنیا کو آباد کرتی ہے اور نیکی سے انسان کی زندگی میں اضافہ ہوتا ہے۔[1]

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:

حُسْنُ الْخُلُقِ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ.

خوش اخلاقی سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[2]

نیز فرمایا:

حُسْنُ الْخُلُقِ مَجْلَبَةٌ لِلْمَوَدَّةِ.

خوش اخلاقی دوستی کا عامل ہے۔[3]

خوش اخلاقی کا ثواب:

قربِ الٰہی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَا قُرْبَى كَحُسْنِ الْخُلُقِ.

قربِ الٰہی کے لئے خوش اخلاقی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔[4]

روایت ہے کہ

سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخَلُ بِهِ الْجَنَّةُ
قَالَ تَقْوَى اللهِ وَ حُسْنُ الْخُلُقِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سی چیز زیادہ جنت کا موجب ہوتی ہے۔
آپ نے فرمایا: تقویٰ الٰہی اور خوش اخلاقی۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۲/۱۰۰/باب حسن الخلق..... ص:۹۹
[2] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/النص/۲۲۱/الفصل الاول فی حسن الخلق..... ص:۲۲۱
[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۱/۲۷/۲/کتاب العقل والجہل..... ص:۱۰
[4] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/النص/۲۲۳/الفصل الاول فی حسن الخلق..... ص:۲۲۱
[5] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ج ۲/۳۸/۳۱ باب فیما جاء عن الرضاع من الاخبار المجموعۃ..... ص:۲۴

قرب رسولؐ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَقْرَبَكُمْ مِنِّي غَداً وَ اَوْجَبَكُمْ عَلَيَّ شَفَاعَةً اَصْدَقُكُمْ لِسَاناً وَ اَدَّاكُمْ لِلْاَمَانَةِ وَ اَحْسَنُكُمْ خُلُقاً وَ اَقْرَبُكُمْ مِنَ النَّاسِ.

میرے نزدیک ترین وہ شخص ہے اورروز قیامت اسے شفاعت نصیب ہوگی جوزیادہ سچا، امانت دار، خوش اخلاق ترین اور لوگوں کے بھی زیادہ قریب ہے۔[1]

گناہ کی معافی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَمَلَ اِيمَانُهُ، وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَرْنِهِ اِلَى قَدَمِهِ ذُنُوباً لَمْ يَنْقُصْهُ ذٰلِكَ. قَالَ: وَ هُوَ: الصِّدْقُ، وَ اَدَاءُ الْاَمَانَةِ، وَ الْحَيَاءُ، وَ حُسْنُ الْخُلُقِ.

چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں بھی ہوں اس کا ایمان کامل ہوگا اگرچہ سرتاپا گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو۔ اس کی قدر کو کم نہ کرو، (۱) سچائی، (۲) امانتداری، (۳) حیا اور (۴) خوش اخلاقی اس کی صفات ہیں۔[2]

نکتہ:

اس حدیث کا پیغام یہ ہے کہ یہ چار قسم کی صفات جس میں ہوں تو وہ شخص گناہ سے بچتا ہے اور اس کا ایمان کامل ہوتا ہے،

نماز و روزہ کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْعَبْدَ لَيَنَالُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ.

مومن انسان حسن اخلاق سے روزہ دار اور شب بیدار کے درجات کو حاصل کرسکتا ہے۔[3]

جہاد کا ثواب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَيُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الثَّوَابِ عَلَى حُسْنِ الْخُلُقِ كَمَا يُعْطِي الْمُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَغْدُو عَلَيْهِ وَ يَرُوحُ.

حسن خلق والے شخص کو خداوند عالم ایسے مجاہد کا ثواب عطا کرتا ہے جو دن رات خدا کی راہ میں جنگ کرتا ہو۔[4]

---

[1] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۵۰۸/ المجلس السادس والسبعون

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۹۹/ باب حسن الخلق..... ص:۹۹

[3] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۷/ ۳۱/ ۳ باب فیما جاء عن الرضا من الاخبار المجموعۃ..... ص:۲۴

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۰۱/ باب حسن الخلق..... ص:۹۹

بداخلاقی کے آثار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ سَاءَ خُلُقُهُ عَذَّبَ نَفۡسَهُ.

بداخلاق انسان اپنے آپ کو زحمت میں ڈالتا ہے۔[۱]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنۡ سَاءَ خُلُقُهُ مَلَّهُ اَهۡلُهُ.

بداخلاق آدمی کا خاندان اس سے تھکا ہوا اور بیزار ہوتا ہے۔[۲]

اس طرح فرمایا:

مَنۡ سَاءَ خُلُقُهُ ضَاقَ رِزۡقُهُ.

بداخلاقی عمل کو تباہ کر دیتی ہے۔[۳]

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلۡخُلُقُ السَّيِّئُ يُفۡسِدُ الۡعَمَلَ كَمَا يُفۡسِدُ الۡخَلُّ الۡعَسَلَ.

بداخلاقی عمل کو تباہ و برباد کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔[۴]

روایت ہے کہ:

قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ فُلَانَةَ تَصُومُ النَّهَارَ وَ تَقُومُ اللَّيۡلَ وَ هِيَ سَيِّئَةُ الۡخُلُقِ تُؤۡذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا فَقَالَ لَا خَيۡرَ فِيهَا هِيَ مِنۡ اَهۡلِ النَّارِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا گیا کہ فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات بھر عبادت انجام دیتی ہے لیکن ہمسایوں کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آتی ہے۔ آپ نے فرمایا: اس میں اچھائی نہیں ہے اور وہ جہنم میں جائے گی۔[۵]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۳۲۱/باب سوء الخلق..... ص:۳۲۱

[۲] تحف العقول/النص/۲۱۴/وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۲۰۰

[۳] غرر الحکم ودرر الکلم/۵۹۲/۳۷۸..... ص:۵۹۲

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۳۲۲/باب سوء الخلق..... ص:۳۲۱

[۵] بحار الانوار (ط-بیروت)/ج۶۸/۳۹۴/باب ۹۲ حسن الخلق وتفسیر قولہ تعالی انک لعلی خلق عظیم..... ص:۳۷۲

تزاحم اخلاقی:

اعلیٰ اخلاقی فعل میں دوطرح کی معرفت لازم ہے:

نیک اور بد کی شناخت:

اس معرفت کو حاصل کرنے کے لئے زیادہ زحمت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ خدا نے انسان کو نیک سے بد کی شناخت کا الہام کیا ہے اور فرمایا:

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝

جان کی اور جس نے اُسے درست کیا، پھر اس کی بدکاری اور پرہیزگاری کو اسے سمجھا دیا۔[۱]

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝

بلکہ انسان تو اپنے اوپر آپ گواہ ہے، اگر چہ وہ (اپنے گناہوں کی) عذر معذرت پڑا کرتا رہے۔[۲]

خوب سے خوب تر کی تشخیص:

بعض اوقات انسان کا عمل اخلاقی لحاظ سے خوب سے خوب تر اور بد سے بدتر پر ختم ہوتا ہے ان دو کی تشخیص اور ایک دوسرے سے شناخت کرنا ضروری ہے تا کہ اس تزاحم سے نجات ملے ہر زمانہ، وہم وخیال کا زمانہ نہیں ہے کہ احساس کی بنا پر ایک طرف کو ترجیح دی جاسکے بلکہ عقل کی مدد سے دلیل نقل قائم ہے جس کا تعلق وحی سے ہے۔

انسان کوئی کام ترحم کی وجہ سے انجام دیتا ہے۔ جب عقل ونقل کی طرف سے تائید ہوجائے۔ ایک ایسا ستون ہے کیونکہ عقل خدا کی بندگی کے طریقے کی طرف ہادی ہے اور دوسروں پر رحم۔

راوی کہتا ہے کہ:

قُلْتُ لَهُ مَا الْعَقْلُ؟ قَالَ مَا عُبِدَ بِهِ الرَّحْمٰنُ وَاكْتُسِبَ بِهِ الْجِنَانُ

میں نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ عقل کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: عقل وہ چیز ہے جس کے ذریعے خدا کی عبادت ہوتی ہے اور جنت ملتی ہے۔[۳]

نکتہ:

معرفت حق و باطل، صدق وکذب، خیر وشر اور حسن وقبح عقل نظری کا کام ہے۔ حق وصدق، خیر وحسن یعنی شر کے مقابلے میں عقل

---

[۱] سورۂ شمس: ۷، ۸

[۲] سورۂ قیامت: ۱۴، ۱۵

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۱۱/ کتاب العقل والجہل ..... ص: ۱۰

عملی ہے۔

تزاحم اخلاقی کے نمونے:

۱۔امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جَاءَتِ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ عُثْمَانَ يَصُومُ النَّهَارَ وَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ مُغْضَباً يَحْمِلُ نَعْلَيْهِ حَتَّى جَاءَ إِلَى عُثْمَانَ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي فَانْصَرَفَ عُثْمَانُ حِينَ رَأَى رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ فَقَالَ لَهُ يَا عُثْمَانُ لَمْ يُرْسِلْنِي اللهُ تَعَالَى بِالرَّهْبَانِيَّةِ وَ لَكِنْ بَعَثَنِي بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّهْلَةِ السَّمْحَةِ أَصُومُ وَ أُصَلِّي وَ أَلْمِسُ أَهْلِي فَمَنْ أَحَبَّ فِطْرَتِي فَلْيَسْتَنَّ بِسُنَّتِي وَ مِنْ سُنَّتِيَ النِّكَاحُ.

عثمان بن مظعون کی بیوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! عثمان دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے اور ہمبستری نہیں کرتا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصہ آیا، جوتوں کو اتار کر ہاتھوں میں لیا اور گھر سے نکلے اور عثمان کے پاس گئے، وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ عثمان نے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، نماز چھوڑ دی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے عثمان! خدا نے مجھے رہبانیت کے لئے نہیں بھیجا بلکہ مجھے ایک اعتدال پسند اور آسان دین کے ساتھ بھیجا، میں روزہ رکھتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور بیوی سے ہمبستری بھی کرتا ہوں۔ پس جو شخص میرے دین کو دوست رکھتا ہے وہ میری سنت پر عمل کرے۔[1]

۲۔اسحاق بن عمار کہتا ہے:

دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ علیہ السلام فَنَظَرَ إِلَيَّ بِوَجْهٍ قَاطِبٍ فَقُلْتُ مَا الَّذِي غَيَّرَكَ لِي قَالَ الَّذِي غَيَّرَكَ لِإِخْوَانِكَ بَلَغَنِي يَا إِسْحَاقُ أَنَّكَ أَقْعَدْتَ بِبَابِكَ بَوَّاباً يَرُدُّ عَنْكَ فُقَرَاءَ الشِّيعَةِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي خِفْتُ الشُّهْرَةَ فَقَالَ أَفَلَا خِفْتَ الْبَلِيَّةَ أَوَ مَا عَلِمْتَ أَنَّ الْمُؤْمِنَيْنِ إِذَا الْتَقَيَا فَتَصَافَحَا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ الرَّحْمَةَ عَلَيْهِمَا......

ایک دن میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے حیرت سے مجھے دیکھا۔

میں نے کہا: کس چیز نے آپ کو میرے بارے میں پریشان کیا؟

آپ نے فرمایا: تو نے اپنے بھائیوں سے اچھا سلوک نہیں کیا۔ میں نے سنا ہے کہ تیرے گھر کے سامنے دربان ہیں تا کہ کوئی شیعہ فقیر تیرے پاس نہ آسکے؟

میں نے عرض کیا: میں قربان جاؤں۔ میں شہرت سے ڈرتا ہوں۔

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج۵/۴۹۴/باب کراہیۃ الرہبانیۃ وترک الباہ..... ص:۴۹۴

آپ نے فرمایا: بلا نازل سے کیوں نہیں ڈرتا؟ کیا تو نے نہیں سنا کہ مومن ایک دوسرے کی ملاقات کریں اور ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ خدا ان دونوں پر رحمت فرمائے گا۔[۱]

جیسا کہ آپ نے دو واقعات کو پڑھا اور ہر دو آدمی بہترین اخلاق پر تھے۔ لیکن تشخیص میں انہوں نے خطا کی ہے اور معصومؑ کے ذریعے حق کی شناخت ہوئی۔

۳۔ زکریا بن آدم قم کے بزرگوں میں سے تھے کہتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلَى الرِّضَا ﷺ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ فِي حِدْثَانِ........ وَلَمْ يَزَلْ يُحَدِّثُنِي وَ اُحَدِّثُهُ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَقَامَ ﷺ فَصَلَّى الْفَجْرَ.

میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا.................. رات کے آغاز سے ہی مجھ سے گفتگو کرتے رہے۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی، اٹھے،، نماز پڑھی۔[۲]

حالانکہ امامؑ کے نزدیک نماز کا ثواب زیادہ ہے لیکن آپ نے اس رات کو ایک مہمان کے ساتھ دینی مسائل کے بارے میں گفتگو کو بہتر سمجھا ہے۔

ڈاکٹری امور میں تزاحم اخلاقی:

ڈاکٹری مسائل میں بھی اخلاق کو بڑی اہمیت حاصل ہے بے رحمی سے کسی کو مارنا اور سقط جنین کے بارے میں بحث ہوتی ہے اور کئی سوال ذہن میں آتے ہیں۔

کیا ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ بیماری، خاندان کے کہنے پر اور ان کے کہے بغیر، بیماری کے درد و رنج سے نجات کے وقت اس شخص کی موت کو جلدی آنے کی خواہش رکھیں۔

کیا معلوم بچے کی ولادت کے خطرے سے بچنے کے لئے سقط جنین جائز ہے۔

اس موضوع کو یہاں پر بیان کرنا مناسب نہیں اور اپنی جگہ بیان ہوگا کیونکہ تزاحم اخلاقی کے ربط کی وجہ سے مختصر وضاحت کریں گے۔ یورپ کے دانشمندوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔[۳]

لیکن اسلام کی نظر کو بیان کرتے ہیں اول سوال اور پھر اس کا جواب ہوگا۔

حق حیات کا کون مالک ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقی مالک خدا ہے۔ کوئی کسی زندگی و موت کا مالک نہیں۔ اس لئے قرآن نے فرمایا: صرف وہی ہے جو موت بھی دیتا ہے اور حیات بھی دیتا ہے۔

---

[۱] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۸۱ / باب المصافحۃ..... ص:۱۷۹

[۲] وسائل الشیعۃ / ج ۸ / ۱۶۳ / ۴۰۔باب کراہۃ ترک صلاۃ اللیل..... ص:۱۵۹

[۳] ر۔ک، درآمدی بر اخلاق زیستی، ص ۱۷۷۔۱۸۹

حتیٰ کہ خود انسان اپنی حیات کا مالک نہیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے:

وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿٤٤﴾

اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔[1]

موت میں جلدی کرنا حرام ہے اور نفس کا قتل شمار ہوتا ہے۔ اسی لئے موت کے لئے مصنوعی تنفس کا قطع کرنا یا موت کا ٹیکہ لگانا حرام ہے۔ اسی طرح تمام فقہاء اس بات پر بھی متفق ہیں جب جنین میں روح آجائے تو پھر سقط کرنا جائز نہیں ہے۔[2] اگر ماں کی موت اور سقط جنین میں تزاحم ہوجائے تو مقام تزاحم ترجیح کے معیار کا لحاظ رکھا جائے گا۔

شہریوں کے مصادیق:

اب شہریوں کے مصادیق بیان کریں گے، اسلام نے حسن معاشرت کی تاکید کی ہے۔

ا۔ ہمسائے

خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿٣٦﴾

اور خدا ہی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پہلو میں بیٹھنے والے مصاحبین اور پردیسیوں اور اپنے زرخرید لونڈی غلام کے ساتھ احسان کرو بے شک خدا اکڑ کے چلنے والوں اور شیخی بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔[3]

ہمسایہ کے ساتھ نیکی کی اہمیت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] سورۂ نجم: ۴۴

[2] وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ اور جس جان کا مارنا خدا نے حرام کردیا ہے اس کو قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (بفتوائے شرع) (سورہ اسراء: ۳۳)

[3] سورۂ نساء: ۳۶

......اللہَ اللہَ فِي جِيرَانِكُمْ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى بِهِمْ وَ مَا زَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوصِي بِهِمْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُمْ......

خدا کے لئے ہمسایوں سے غافل نہ رہنا کیونکہ رسول خدا ﷺ نے ان کے بارے میں نصیحت فرمائی ہے اور ہمیشہ ان کے لئے سفارش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ آپ انہیں وراثت کا حق دار بنا دیں۔ [1]

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ أَكْرِمِ الْجَارَ وَلَوْ كَانَ كَافِراً.

اے علیؑ! ہمسایہ کا احترام کرو اگر چہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ [2]

مقام ہمسایہ:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

قَرَأْتُ فِي كِتَابِ عَلِيٍّ ؑ .... أَنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرَ مُضَارٍّ وَ لَا آثِمٍ وَ حُرْمَةُ الْجَارِ عَلَى الْجَارِ كَحُرْمَةِ أُمِّهِ.

میں نے کتاب علیؑ میں پڑھا ہے کہ ہمسایہ خود انسان (اہل خانہ) کی مانند ہے۔ اسے کسی قسم کا ضرر پہنچائیں نہ زیادتی کریں، ہمسائے کی عزت ماں کی عزت کے برابر ہے۔ [3]

حق ہمسایہ:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

.... وَ أَمَّا حَقُّ جَارِكَ فَحِفْظُهُ غَائِباً وَ إِكْرَامُهُ شَاهِداً وَ نُصْرَتُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُوماً وَ لَا تَتَبَّعْ لَهُ عَوْرَةً فَإِنْ عَلِمْتَ عَلَيْهِ سُوءاً سَتَرْتَهُ عَلَيْهِ وَ إِنْ عَلِمْتَ أَنَّهُ يَقْبَلُ نَصِيحَتَكَ نَصَحْتَهُ فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ وَلَا تُسْلِمْهُ عِنْدَ شَدِيدَةٍ وَ تُقِيلُ عَثْرَتَهُ وَ تَغْفِرُ ذَنْبَهُ وَ تُعَاشِرُهُ مُعَاشَرَةً كَرِيمَةً.

جب وہ غائب ہو تو اس کی حفاظت کرو اور اس کی موجودگی میں اس کی عزت کرو۔ جب اس پر ستم ہو تو اس کی مدد کرو اور اس کے عیب ظاہر نہ کرو، جب بھی تم اس کی برائی دیکھو تو اسے آشکار نہ کرو اگر وہ تمہارا خیر خواہ ہے تو اسے نصیحت کرو، مشکلات

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۷ / ۵۱ / باب صدقات النبی ص و فاطمۃ والائمۃ ع و وصایاہم..... ص: ۴۷

[2] جامع الاخبار (للشعیری) / ۸۴ / الفصل الاربعون فی فضیلۃ بر الوالدین

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۶۶۶ / باب حق الجوار..... ص: ۶۶۶

کے وقت اسے تنہا نہ چھوڑو، اس کی لغزش میں اسے معاف کرو اور اس کے ساتھ کریمانہ سلوک کرو۔[۱]

ہمسائے کے راز چھپانا:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

حَقُّ جَارِكَ .... وَلَا تَتَبَّعْ لَهُ عَوْرَةً فَإِنْ عَلِمْتَ عَلَيْهِ سُوءاً سَتَرْتَهُ عَلَيْهِ.

ہمسایوں کے حقوق میں ایک حق یہ ہے کہ اس کے عیب اور گناہوں میں تجسس نہ کرا اور اگر اس کی بدی تمہیں معلوم ہو تو اسے پنہاں رکھو۔[۲]

ہمسائیگی کی حدود:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ أَرْبَعِينَ دَاراً جِيرَانٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ.

انسان کے گھر کے آگے پیچھے دائیں بائیں ہر چار طرف چالیس گھر ہمسایوں میں شمار ہوتے ہیں۔[۳]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

حَرِيمُ الْمَسْجِدِ أَرْبَعُونَ ذِرَاعاً وَالْجِوَارِ أَرْبَعُونَ دَاراً مِنْ أَرْبَعَةِ جَوَانِبِهَا.

مسجد کا حریم چالیس ہاتھ اور ہمسائیگی چاروں اطراف سے چالیس گھر تک حریم ہے۔[۴]

نکتہ:

پہلے اپارٹمنٹ نہیں ہوتے تھے بلکہ زمین پر الگ الگ گھر ہوتے تھے آج کل کئی طبقوں پر مشتمل عمارتیں ہیں۔لہٰذا ان میں بھی رہنے والے حضرات ہمسائے شمار ہوں گے۔

ہمسایہ سے بردباری:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

لَيْسَ حُسْنُ الْجِوَارِ كَفَّ الْأَذَى وَلَكِنَّ حُسْنَ الْجِوَارِ صَبْرُكَ عَلَى الْأَذَى.

ہمسائے سے اچھا سلوک کرنا، تکلیف نہ دینے میں منحصر نہیں بلکہ ہمسائیگی سے صلہ رحمی و حسن اخلاق سے زمین آباد ہوتی

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۶۲۳ / باب الحقوق..... ص:۶۱۸
[۲] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۶۲۳ / باب الحقوق..... ص:۶۱۸
[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۶۶۹ / باب حد الجوار..... ص:۶۶۹
[۴] الخصال/ ج ۲ / ۵۴۴ / حریم المسجد اربعون ذراعا والجوار اربعون دارا من اربعۃ جوانبہا..... ص:۵۴۴

ہیں اور عمریں طولانی ہوتی ہیں۔[۱]

ہمسائے سے نیکی کا ثواب:

آباد ہونا اور عمر طولانی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

صِلَةُ الرَّحِمِ وَ حُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ وَ يَزِيدَانِ فِي الْأَعْمَارِ.

صلہ رحمی اور ہمسائیگی سے سرزمین آباد ہوتی ہیں اور عمر طولانی ہوتی ہیں۔[۲]

روزی میں برکت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حُسْنُ الْجِوَارِ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ.

ہمسائے اگر نیک ہوں تو روزی میں برکت ہوتی ہے۔[۳]

رحمت الٰہی کا شامل حال ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَحِمَ اللهُ جَاراً أَعَانَ جَارَهُ عَلَى بِرِّهِ.

خدا رحمت کرے اس ہمسائے پر جو اپنے ہمسائے کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔[۴]

جنت میں داخل ہونا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ رُزِقَ مِنْ أَرْبَعَةِ خِصَالٍ وَاحِداً دَخَلَ الْجَنَّةَ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ أَوْ صِلَةِ الرَّحِمِ أَوْ حُسْنِ الْجِوَارِ أَوْ حُسْنِ الْخُلُقِ.

جس شخص میں چار صفات ہوں وہ جنت میں داخل ہوگا: (۱) صلہ رحمی (۲) والدین سے نیکی (۳) اچھے ہمسائے (۴) خوش اخلاقی۔[۵]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۶۶۷ / باب حق الجوار..... ص:۶۶۶

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۱۵۲ / باب صلۃ الرحم..... ص:۱۵۰

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۶۶۶ / باب حق الجوار..... ص:۶۶۶

[۴] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۲۸۸ / المجلس الثامن والاربعون

[۵] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۶ / الفصل الثالث والستون فی صلۃ الرحم

ہمسائے پر توجہ نہ دینے کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا آمَنَ بِي مَنْ بَاتَ شَبْعَانَ وَ جَارُهُ جَائِعٌ قَالَ وَ مَا مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ يَبِيتُ وَ فِيهِمْ جَائِعٌ يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جو شخص خود سیر ہو کر سوئے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو، وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا۔

اگر ایک گھر کے افراد سیر ہو کر سو جائیں اور ان کے پڑوسی بھوکے ہوں روز قیامت ان پر خدا کی نظر کرم نہیں ہوگی۔[۱]

نیز فرمایا:

......مَنْ مَنَعَ الْمَاعُونَ مِنْ جَارِهِ إِذَا احْتَاجَ إِلَيْهِ مَنَعَهُ اللهُ فَضْلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ وَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ.

............جو شخص اپنے ہمسائے کو ضرورت کی چیز نہیں دیتا قیامت کے دن وہ خدا کے فضل و کرم سے محروم رہے گا۔[۲]

ہمسائے کو تکلیف دینے کا انجام:

مومنین کے جرگہ سے خارج ہو:

عبداللہ بن مسعود کہتا ہے کہ

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَقَالَ: يَا ابْنَةَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله، هَلْ تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله عِنْدَكِ شَيْئاً تَطْرِفِينِيهِ؟ فَقَالَتْ: يَا جَارِيَةُ، هَاتِ تِلْكَ الْحَرِيرَةَ، فَطَلَبَتْهَا، فَلَمْ تَجِدْهَا، فَقَالَتْ: وَيْحَكِ اُطْلُبِيهَا فَإِنَّهَا تَعْدِلُ عِنْدِي حَسَناً وَ حُسَيْناً، فَطَلَبَتْهَا، فَإِذَا هِيَ قَدْ قَمَمَتْهَا فِي قُمَامَتِهَا، فَإِذَا فِيهَا: قَالَ مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ: لَيْسَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ لَمْ يَأْمَنْ جَارُهُ بَوَائِقَهُ، وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ......

ایک دن ایک شخص حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے رسولؐ کی بیٹی! کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی چیز چھوڑ گئے ہیں، جس سے میں فائدہ اٹھا سکوں؟

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنی کنیز سے فرمایا: اس تحریر کو لاؤ۔

کنیز نے بڑی جستجو کی مگر اسے وہ تحریر نہ ملی۔

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۶۶۸ / باب حق الجوار..... ص:۶۶۶

[۲] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال / النص / ۲۸۴ / عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا: تم پر افسوس! تلاش کرو وہ تحریر میرے نزدیک حسن وحسین (علیہما السلام) کے برابر ہے۔

آخر وہ تحریر مل گئی جس پر یہ لکھا ہوا تھا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ مومن نہیں جو ہمسائے کو تکلیف دے اور وہ امان میں نہیں ہوگا جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَا شِيعَةَ آلِ مُحَمَّدٍ اعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَّا .... وَمَنْ لَمْ يُحْسِنْ .... وَ مُجَاوَرَةَ مَنْ جَاوَرَهُ.

اے آل محمد علیہم السلام کے ماننے والو! وہ ہم میں سے نہیں ہے.................. جو شخص اپنے ہمسائے سے اچھا برتاؤ نہیں کرتا۔[2]

رحمت خدا سے محرومیت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

......وَ مَنْ آذَى جَارَهُ فَهُوَ مَلْعُونٌ وَ مَنْ أَبْغَضَ عِتْرَتِي فَهُوَ مَلْعُونٌ وَ مُنَافِقٌ خَاسِرٌ يَا عَلِيُّ أَكْرِمِ الْجَارَ وَلَوْ كَانَ كَافِراً.

اے علیؑ! جو شخص اپنے پڑوسی کو تکلیف دیتا ہے وہ خدا کی رحمت سے محروم ہے اور جو شخص ہمارے خاندان سے کینہ رکھتا ہو وہ ملعون، منافق اور خسارہ اٹھانے والا ہے۔

اے علیؑ! ہمسائے کی عزت کرو اگرچہ وہ کافر ہی ہو۔[3]

رسوائی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَرِهَ التَّطَلُّعَ فِي الدُّورِ.

ہمسائے کے گھر چلنا پھرنا جائز نہیں ہے۔[4]

نیز فرمایا:

وَ مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ جَارِهِ فَنَظَرَ إِلَى عَوْرَةِ رَجُلٍ أَوْ شَعْرِ امْرَأَةٍ أَوْ شَيْءٍ مِنْ جَسَدِهَا كَانَ حَقّاً عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ النَّارَ مَعَ الْمُنَافِقِينَ الَّذِينَ كَانُوا يَبْتَغُونَ عَوْرَاتِ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا وَ لَا يَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى يَفْضَحَهُ اللهُ وَ يُبْدِيَ لِلنَّاسِ عَوْرَتَهُ فِي الْآخِرَةِ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ المقدمۃ/ ۶/ الحدیث عند الشیعۃ..... ص: ۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۶۳۷/ باب حسن المعاشرۃ..... ص: ۶۳۷

[3] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۸۴/ الفصل الاربعون فی فضیلۃ بر الوالدین

[4] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۵۵۶/ باب النوادر..... ص: ۵۵۱

جوشخص ہمسائے کے گھر جائے اورعورت یااس کے بال یا بدن یاعورت کے بدن کا کوئی اورعضو دیکھے توحق یہ ہے کہ خداوندعالم قیامت میں اسے منافقین کے ساتھ محشور کرے گا کہ جولوگوں کے راز ڈھونڈتے ہیں دوزخی ہیں اور دنیا میں انہیں رسوا کرے گا۔[1]

ہمسایوں کے لئے دعا کرنا:

ہمسایوں کے ساتھ ادب ونیکی کرنے کے علاوہ ان کے حق میں دعا بھی کرنی چاہیے۔ ہمسائے کے لئے امام سجاد علیہ السلام کی یہ دعا پڑھی جائے۔

① اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ، وَ تَوَلَّنِی فِی جِیرَانِی وَ مَوَالِیَّ الْعَارِفِیْنَ بِحَقِّنَا، وَ الْمُنَابِذِیْنَ لِاَعْدَائِنَا بِاَفْضَلِ وَلَایَتِكَ.

(۱) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور ہماری بہترین امداد فرما ہمارے ہمسایہ اور ان دوستوں کے حق میں جو ہمارے حق کے پہچاننے والے اور ہمارے دشمنوں کوٹھکرانے والے ہیں۔

② وَ وَفِّقْھُمْ لِاِقَامَةِ سُنَّتِكَ، وَ الْاَخْذِ بِمَحَاسِنِ اَدَبِكَ فِی اِرْفَاقِ ضَعِیفِھِمْ، وَ سَدِّ خَلَّتِھِمْ، وَ عِیَادَةِ مَرِیضِھِمْ، وَ ھِدَایَةِ مُسْتَرْشِدِھِمْ، وَ مُنَاصَحَةِ مُسْتَشِیرِھِمْ، وَ تَعَھُّدِ قَادِمِھِمْ، وَ کِتْمَانِ اَسْرَارِھِمْ، وَ سَتْرِ عَوْرَاتِھِمْ، وَ نُصْرَةِ مَظْلُومِھِمْ، وَ حُسْنِ مُوَاسَاتِھِمْ بِالْمَاعُوْنِ، وَ الْعَوْدِ عَلَیْھِمْ بِالْجِدَةِ وَ الْاِفْضَالِ، وَ اِعْطَاءِ مَا یَجِبُ لَھُمْ قَبْلَ السُّؤَالِ

(۲) اور انھیں توفیق دے کہ تیری سنت کو قائم، کرنے کمزوروں کے ساتھ نرمی برتنے، ان کی حاجت روائی کرنے مشورہ لینے والوں کو صحیح مشورہ دینے، وارد ہونے والے سے ملاقات کرنے، اسرار کو پوشیدہ رکھنے، عیوب کو چھپانے، مظلوم کی امداد کرنے، ظروف کے معاملہ میں ہمدردی کرنے، بخشش وانعام کے ذریعہ انھیں فائدہ پہنچانے اور سوال سے پہلے عطا کرنے میں بہترین ادب کا مظاہرہ کریں۔

③ وَ اجْعَلْنِی اَللّٰھُمَّ اَجْزِی بِالْاِحْسَانِ مُسِیئَھُمْ، وَ اُعْرِضُ بِالتَّجَاوُزِ عَنْ ظَالِمِھِمْ، وَ اَسْتَعْمِلُ حُسْنَ الظَّنِّ فِی کَافَّتِھِمْ، وَ اَتَوَلّٰی بِالْبِرِّ عَامَّتَھُمْ، وَ اَغُضُّ بَصَرِی عَنْھُمْ عِفَّةً، وَ اُلِینُ جَانِبِی لَھُمْ تَوَاضُعاً، وَ اَرِقُّ عَلٰی اَھْلِ الْبَلَاءِ مِنْھُمْ رَحْمَةً، وَ اُسِرُّ لَھُمْ بِالْغَیْبِ مَوَدَّةً، وَ اُحِبُّ بَقَاءَ النِّعْمَةِ عِنْدَھُمْ نُصْحاً، وَ اُوجِبُ لَھُمْ مَا اُوجِبُ لِحَامَّتِی، وَ اَرْعٰی لَھُمْ مَا اَرْعٰی لِخَاصَّتِی.

(۳) اور مجھے بھی توفیق دے کہ میں ان کے بدسلوکیوں کو اچھا بدلہ دوں، ان کے مظالم سے درگذر کروں، سب کے بارے میں حسن ظن سے کام لوں، عام لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کروں، بر بنائے عفت نگاہوں کو نیچا رکھوں، تواضع کے

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۲/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

ساتھ اپنے پہلو کو نرم رکھوں۔ جو مبتلائے مصیبت ہو جائیں ان کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کروں جو نگاہوں سے غائب ہوں ان کی بھی محبت دل میں رکھوں۔ اخلاص کے ساتھ ان کی نعمتوں کی بقا کی خواہش کروں اور جو کچھ اپنے قرابتداروں کے لئے لازم قرار دیتا ہوں ان کے لئے بھی لازم قرار دوں اور جن باتوں کا اپنے خواص کے بارے میں خیال رکھتا ہوں ان کے بارے میں خیال رکھوں۔

(۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ، وَارْزُقْنِي مِثْلَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ، وَاجْعَلْ لِي أَوْفَى الْحُظُوظِ فِيمَا عِنْدَهُمْ، وَزِدْهُمْ بَصِيرَةً فِي حَقِّي، وَمَعْرِفَةً بِفَضْلِي حَتّٰى يَسْعَدُوا بِي وَأَسْعَدَ بِهِمْ، آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ.

(۴) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور مجھے یہی تمام چیزیں ان کی طرف سے عنایت فرمادے اور جو چیزیں ان کے پاس ہیں ان میں میرے حصہ کو وافر قرار دے دے کہ وہ میرے ذریعہ نیک بخت ہوں اور میں ان کے ذریعہ خوش بخت رہوں آمین یارب العالمین۔ [۱]

۲۔ دانشمند افراد

علم وعالم کے احترام کی بڑی تاکید ہوئی ہے۔ ہر علم امت اسلامی کی سعادت کا باعث ہے۔ قرآن وسنت میں اس کی تاکید کی گئی ہے۔ دانشمند افراد کوشش وسعی کر کے لوگوں کے معاشرتی مسائل حل کرتے ہیں۔ جس سے ان کی عزت واستقلال کا سبب ہے۔ امت اسلامی پر ضروری ہے کہ ان دانشمندوں، علماء ومجتہدین کی باتوں پر عمل کریں یہ لوگوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ آیات وروایات میں ان کی عزت واکرام کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ [۲]

علم وعالم کی قدر:

خداوند عالم علم وعالم کی قدر کے بارے میں قرآن مجید میں فرماتا ہے:

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۱۰

تم کہہ دو کہ اے میرے ایماندار بندو اپنے پروردگار (ہی) سے ڈرتے رہو (کیونکہ) جن لوگوں نے اس دنیا میں نیکی کی انہی کے لیے (آخرت میں) بھلائی ہے۔ اور خدا کی زمین تو کشادہ ہے (جہاں عبادت نہ کر سکو اسے چھوڑ دو) صبر کرنے

---

[۱] صحیفہ سجادیہ دعا نمبر ۲۶

[۲] ر.ک: سروش ہدایت، ج ۱، ص ۱۳۰، ۱۳۱

والوں ہی کو تو ان کا بھرپور بے حساب بدلہ دیا جائے گا۔[۱]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ النُّجُومِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

عالم کو عابد پر اس طرح برتری حاصل ہے جس طرح چودھویں شب کو دوسرے ستاروں پر برتری ہے۔[۲]

ایک اور حدیث میں ہے کہ

سَأَلْتُ جَبْرَائِيلَ عليه السلام فَقُلْتُ الْعُلَمَاءُ أَكْرَمُ عِنْدَ اللهِ أَمِ الشُّهَدَاءُ فَقَالَ الْعَالِمُ الْوَاحِدُ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْ أَلْفِ شَهِيدٍ فَإِنَّ اقْتِدَاءَ الْعُلَمَاءِ بِالْأَنْبِيَاءِ وَ اقْتِدَاءَ الشُّهَدَاءِ بِالْعُلَمَاءِ.

جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا گیا: آیا خدا کے نزدیک علماء افضل ہیں یا شہدا؟

فرمایا: خدا کے نزدیک ایک عالم ہزار شہداء سے افضل ہے کیونکہ علماء انبیاء کی پیروی کرتے ہیں اور شہدا علما کی پیروی کرتے ہیں۔[۳]

علما کا احترام عبادات میں سے ایک بافضیلت عبادت ہے۔ اس حصے میں تین موضوع، عالم کی قدر، طلب علم کی فضیلت اور ان کی تعلیم کے بارے میں دلالت کرنے والی روایات کو پیش کرتے ہیں۔

(الف) علماء

عالم کی زیارت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ النَّظَرَ إِلَى وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ.

عالم کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔[۴]

نیز فرمایا:

النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ الْعَالِمِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ عِتْقِ أَلْفِ رَقَبَةٍ.

تمہارے لئے عالم کے چہرہ کو دیکھنے کا ثواب ہزار غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ ہے۔[۵]

---

[۱] سورۂ زمر: ۹

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۱ / ۳۴ / باب ثواب العالم والمتعلم ..... ص: ۳۴

[۳] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج۱ / ۱۶۴ / الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی ..... ص: ۱۶۰

[۴] من لا یحضرہ الفقیہ / ج۲ / ۲۰۵ / باب فضائل الحج ..... ص: ۲۰۱

[۵] جامع الاخبار (للشعیری) / ۳۸ / الفصل العشرون فی العلم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَنْظُرَ اِلَى عُتَقَاءِ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اِلَى الْمُتَعَلِّمِينَ فَوَ الَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ مَا مِنْ مُتَعَلِّمٍ يَخْتَلِفُ اِلَى بَابِ الْعَالِمِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ قَدَمٍ عِبَادَةَ سَنَةٍ وَ بَنَى اللّٰهُ بِكُلِّ قَدَمٍ مَدِينَةً فِى الْجَنَّةِ وَ يَمْشِى عَلَى الْاَرْضِ وَ هِىَ تَسْتَغْفِرُ لَهُ وَ يُمْسِى وَ يُصْبِحُ مَغْفُوراً لَهُ وَ شَهِدَتِ الْمَلَائِكَةُ اَنَّهُمْ عُتَقَاءُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ.

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ دوزخ سے بچ جانے والوں کو دیکھنا چاہے تو وہ طالب علموں کی زیارت کرے۔ پس وہ خدا جس کے قبضے میں میری جان ہے! جب طالب علم، علم حاصل کرنے کے لئے عالم کے پاس جاتا ہے تو خداوند عالم اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا کرتا ہے اور ہر قدم کے بدلے میں جنت میں ایک شہر بناتا ہے اور جب زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کی مغفرت کی دعا کرتی ہے، اس کا دن رات مغفرت الٰہی میں گزرتا ہے، فرشتے اس کی شہادت دیتے ہیں وہ (جہنم سے) آزاد شدہ ہے۔[۱]

عالم کے احترام کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

......وَ مَنْ اَكْرَمَ عَالِماً فَقَدْ اَكْرَمَنِى وَ مَنْ اَكْرَمَنِى فَقَدْ اَكْرَمَ اللّٰهَ وَ مَنْ اَكْرَمَ اللّٰهَ فَمَصِيرُهُ اِلَى الْجَنَّةِ.

جس نے عالم کا احترام کیا اس نے میرا احترام کیا اور جس نے میرا احترام کیا، اس نے خدا کا احترام کیا اور جو خدا کا احترام کرتا ہے اسے جنت ملتی ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَكْرَمَ فَقِيهاً مُسْلِماً لَقِىَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ هُوَ عَنْهُ رَاضٍ.

جو شخص دین شناس عالم کی عزت کرتا ہے روز قیامت خدا اس سے راضی ہوگا۔[۳]

علماء کا دوسروں پر حق:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج۱/۱۸۴/باب افرض العلم ووجوب طلبہ والحث علیہ وثواب العالم والمتعلم..... ص:۱۶۲

[۲] جامع الاخبار (للشعیری)/۳۸/الفصل العشرون فی العلم

[۳] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج۲/۴۴/باب ۱۰ حق العالم..... ص:۴۰

مِنۡ حَقِّ الۡعَالِمِ اَنۡ لَا تُكۡثِرَ عَلَيۡهِ السُّؤَالَ وَ لَا تَأۡخُذَ بِثَوۡبِهٖ وَ اِذَا دَخَلۡتَ عَلَيۡهِ وَ عِنۡدَهٗ قَوۡمٌ فَسَلِّمۡ عَلَيۡهِمۡ جَمِيعاً وَ خُصَّهٗ بِالتَّحِيَّةِ دُونَهُمۡ وَ اجۡلِسۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَلَا تَجۡلِسۡ خَلۡفَهٗ وَلَا تَغۡمِزۡ بِعَيۡنِكَ وَ لَا تُشِرۡ بِيَدِكَ وَ لَا تُكۡثِرۡ مِنَ الۡقَوۡلِ قَالَ فُلَانٌ وَ قَالَ فُلَانٌ خِلَافاً لِقَوۡلِهٖ وَ لَا تَضۡجَرۡ بِطُولِ صُحۡبَتِهٖ فَاِنَّمَا مَثَلُ الۡعَالِمِ مَثَلُ النَّخۡلَةِ تَنۡتَظِرُهَا حَتّٰى يَسۡقُطَ عَلَيۡكَ مِنۡهَا شَيۡءٌ.

عالم کا حق یہ ہے کہ اس سے زیادہ سوال نہ پوچھے جائیں۔ اس کا لباس نہ پکڑو، جب اس کی خدمت میں جاؤ اور ان کے پاس لوگ ہو تو سب کو سلام کرنا اور عالم کا خاص طور پر احترام کرو۔ اس کے آگے بیٹھو نہ پیچھے۔ ادھر ادھر کے وہ اقوال جن کا وہ مخالف ہے نقل نہ کرے، زیادہ طول نہ دو اور جلد رفع زحمت کر۔ کیونکہ عالم ایک ایسے بادل کی مانند ہے کہ جس کا انتظار ہوتا ہے کہ بارش کے قطرے برسائے۔ [۱]

عالم کی ہمنشینی کا ادب:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا جَلَسۡتَ اِلَى عَالِمٍ فَكُنۡ عَلَى اَنۡ تَسۡمَعَ اَحۡرَصَ مِنۡكَ عَلَى اَنۡ تَقُولَ وَ تَعَلَّمۡ حُسۡنَ الۡاِسۡتِمَاعِ كَمَا تَعَلَّمُ حُسۡنَ الۡقَوۡلِ.

جب کسی عالم کے پاس بیٹھو تو بولنے کی بجائے زیادہ سننے کی کوشش کرو اور اچھی طرح یاد کرو جس طرح نیک بات یاد کرتے ہو۔ [۲]

عالم کی ہمنشینی کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنۡ مُؤۡمِنٍ يَقۡعُدُ سَاعَةً عِنۡدَ الۡعَالِمِ اِلَّا نَادَاهُ رَبُّهٗ عَزَّ وَ جَلَّ جَلَسۡتَ اِلَى حَبِيبِي وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَاَسۡكَنۡتُكَ الۡجَنَّةَ مَعَهٗ وَلَا اُبَالِي.

جب مومن کسی عالم کے پاس بیٹھتا ہے تو خدا اسے ندا دیتا ہے تو میرے دوست کے ہمراہ بیٹھو۔ میری عزت وجلالت کی قسم! تجھے جنت میں بھیجوں گا۔ [۳]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱ / ۳۷ / باب حق العالم..... ص: ۳۷

[۲] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۳۴ / الفصل الثامن فی العلم والعالم وتعلیمہ وتعلمہ واستعمالہ..... ص: ۱۳۲

[۳] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۳۷ / المجلس العاشر

علمی مجالس میں شرکت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ الْجُلُوسُ سَاعَةً عِنْدَ مُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ اَحَبُّ اِلَى اللهِ مِنْ قِيَامِ اَلْفِ لَيْلَةٍ يُصَلِّى فِى كُلِّ لَيْلَةٍ اَلْفُ رَكْعَةٍ.

اے ابوذرؓ! تم علمی گفتگو کی مجالس میں شرکت کرو، یہ خدا کے نزدیک ہزار رات کی عبادت سے بہتر ہے کہ ہر شب ہزار رکعت پڑھو۔[1]

اور فرمایا:

يَا اَبَاذَرٍّ وَ الْجُلُوسُ سَاعَةً عِنْدَ مُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ صِيَامِ نَهَارُهَا وَ قِيَامِ لَيْلُهَا

اے ابوذرؓ! تمہارے لئے علمی گفتگو والی مجالس میں بیٹھنا ایک سال کی عبادت کہ جس میں دن روزہ اور شب بیداری سے بہتر ہے۔[2]

ایک روایت میں ہے کہ

جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلَى النَّبِيِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اِذَا حَضَرَتْ جَنَازَةٌ اَوْ حَضَرَ مَجْلِسُ عَالِمٍ اَيُّهُمَا اَحَبُّ اِلَيْكَ اَنْ اَشْهَدَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله اِنْ كَانَ لِلْجَنَازَةِ مَنْ يَتْبَعُهَا وَ يَدْفِنُهَا فَاِنَّ حُضُورَ مَجْلِسِ الْعَالِمِ اَفْضَلُ مِنْ حُضُورِ اَلْفِ جَنَازَةٍ وَ مِنْ عِيَادَةِ اَلْفِ مَرِيضٍ وَ مِنْ قِيَامِ اَلْفِ لَيْلَةٍ وَ مِنْ صِيَامِ اَلْفِ يَوْمٍ وَ مِنْ اَلْفِ دِرْهَمٍ يُتَصَدَّقُ بِهَا عَلَى الْمَسَاكِينِ وَ مِنْ اَلْفِ حَجَّةٍ سِوَى الْفَرِيضَةِ وَ مِنْ اَلْفِ غَزْوَةٍ سِوَى الْوَاجِبِ تَغْزُوهَا فِى سَبِيلِ اللهِ بِمَالِكَ وَ نَفْسِكَ.

انصار کا ایک آدمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! جب نماز جنازہ بھی ہو اور اسی وقت علمی مجلس بھی برپا ہو تو کس میں شرکت کرنا آپ کے نزدیک محبوب تر ہے؟

آپ نے فرمایا: اگر کچھ لوگ موجود ہیں جو اس کو دفن کریں تو عالم کی مجلس میں حاضر ہونا چاہئے کیونکہ عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار جنازے، ہزار عیادت بیمار، ہزار شب کی عبادت، ہزار دن کا روزہ، ہزار درہم مسکینوں کو صدقہ دینا، ہزار مستحب حج، ہزار جنگ اور مال وجان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے بہتر ہے۔[3]

---

[1] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۳۷/ الفصل العشرون فی العلم
[2] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۳۸/ الفصل العشرون فی العلم
[3] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج۱/ ۱۲/ باب الکلام فی ماہیۃ العلوم وفضلہا..... ص:۵

نکتہ:

علمی مجالس میں بیٹھنے کے بہت سے آثار ہیں۔ دین کی معرفت اور توحید کی شناخت حاصل ہوتی ہے۔ شرک و کفر سے بچنے کا سبب ہے۔ توحید و ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ظلم سے رہائی ملتی ہے گناہ وفسق سے انسان بچتا ہے اور تقویٰ الٰہی اختیار کرتا ہے۔

عالموں کا احترام قرآن میں:

خوف خدا:

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

اس کے بندوں میں خدا کا خوف کرنے والے تو بس علماء ہیں۔[۱]

ابلاغ رسالت:

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾

وہ لوگ جو خدا کے پیغاموں کو (لوگوں تک جوں کا توں) پہنچاتے تھے اور اس سے ڈرتے تھے اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے (پھر تم کیوں ڈرتے ہو) اور حساب لینے کے واسطے تو خدا کافی ہے۔[۲]

فروتنی وتسلیم در قرآن:

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾

اور (اس لیے بھی) تا کہ جن لوگوں کو (کتب سماوی کا) علم عطا ہوا ہے وہ جان لیں کہ یہ (وحی) بے شک تمہارے پروردگار کی طرف سے ٹھیک (نازل) ہوئی ہے پھر (یہ خیال کر کے) اس پر وہ لوگ ایمان لائیں۔ پھر ان کے دل خدا کے سامنے عاجزی کریں اور اس میں تو شک ہی نہیں کہ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا ان کو خدا سیدھی راہ تک پہنچا دیتا ہے۔[۳]

گریہ ومناجات:

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا.[۴]

اس میں شک نہیں کہ جن لوگوں کو اس کے قبل ہی (آسمانی کتابوں کا) علم عطا کیا گیا ہے ان کے سامنے جب یہ پڑھا جاتا ہے تو ٹھڈیوں سے (منہ کے بل) سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار (ہر عیب سے) پاک و پاکیزہ

---

[۱] سورۂ فاطر: ۲۷

[۲] سورۂ احزاب: ۳۹

[۳] سورۂ حج: ۵۴

[۴] سورۂ اسرا: ۱۰۷ تا ۱۰۹

ہے بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا اور یہ لوگ (سجدے کے لیے) منہ کے بل گر پڑتے ہیں اور روتے جاتے ہیں اور یہ قرآن ان کی خاکساری کو بڑھاتا جاتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے بارے میں فرمایا:

یَا اَبَا ذَرٍّ مَنْ اُوتِیَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَا یُبْکِیهِ لَحَقِیقٌ اَنْ یَکُونَ قَدْ اُوتِیَ عِلْماً لَا یَنْفَعُهُ اِنَّ اللّٰهَ نَعَتَ الْعُلَمَاءَ فَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ اِنَّ الَّذِینَ اُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ اِذا یُتْلی عَلَیْهِمْ یَخِرُّونَ لِلْاَذْقانِ سُجَّداً وَ یَقُولُونَ سُبْحانَ رَبِّنا اِنْ کانَ وَعْدُ رَبِّنا لَمَفْعُولًا وَ یَخِرُّونَ لِلْاَذْقانِ یَبْکُونَ وَ یَزِیدُهُمْ خُشُوعاً

یعنی جن لوگوں کو علم دیا گیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مین گریہ نہیں کرتے حقیقت میں ان کو جو علم دیا گیا ہے وہ نفع بخش علم نہیں ہے کیونکہ علما وہ ہیں کہ جو اس آیت کا مصداق ہیں:

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖۤ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا۔ [1]

اس میں شک نہیں کہ جن لوگوں کو اس کے قبل ہی (آسمانی کتابوں کا) علم عطا کیا گیا ہے ان کے سامنے جب یہ پڑھا جاتا ہے تو ٹھڈیوں سے (منہ کے بل) سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار (ہرعیب سے) پاک و پاکیزہ ہے بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا اور یہ لوگ (سجدے کے لیے) منہ کے بل گر پڑتے ہیں اور روتے جاتے ہیں اور یہ قران ان کی خاکساری کو بڑھاتا جاتا ہے۔ [2]

زمان شناسی و خود شناسی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: عالموں کے احترام کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَ صَاحِبُ الْفِقْهِ وَ الْعَقْلِ ذُو کَآبَةٍ وَ حَزَنٍ وَ سَهَرٍ قَدْ تَحَنَّكَ فِی بُرْنُسِهِ وَ قَامَ اللَّیْلَ فِی حِنْدِسِهِ یَعْمَلُ وَ یَخْشَی وَجِلًا دَاعِیاً مُشْفِقاً مُقْبِلًا عَلَی شَأْنِهِ عَارِفاً بِأَهْلِ زَمَانِهِ مُسْتَوْحِشاً مِنْ اَوْثَقِ اِخْوَانِهِ فَشَدَّ اللّٰهُ مِنْ هَذَا اَرْکَانَهُ وَ اَعْطَاهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَمَانَهُ.

صاحب فقہ کو اندوہ حزن اور شب بیداری ہوتا ہے۔ بندگی کا لباس پہنتا ہے۔ رات کی تاریکی میں شب بیدار کرتا ہے اس حال میں کہ اس عمل سے وہ خوف الٰہی میں ہوتا ہے۔ خدا سے دعا مانگتا ہے اور اپنی شان پر توجہ دیتا ہے لوگ اپنے زمانے کو پہچانتے ہیں اور مطمئن ترین دوستوں سے خوف کرتا ہے۔ ایسا عالم روز قیامت محفوظ ہوگا۔ [3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

یَا طَالِبَ الْعِلْمِ اِنَّ لِلْعَالِمِ ثَلَاثَ عَلَامَاتٍ الْعِلْمَ وَ الْحِلْمَ وَ الصَّمْتَ وَ لِلْمُتَکَلِّفِ ثَلَاثَ

---

[1] سورۂ اسراء: ۱۰۷ تا ۱۰۹

[2] مکارم الاخلاق/ ۴۶۲ / الفصل الخامس فی وصیۃ رسول اللہ ص لابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ..... ص: ۴۵۸

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۱ / ۴۹ / باب النوادر..... ص: ۴۸

عَلَامَاتٍ يُنَازِعُ مَنْ فَوْقَهُ بِالْمَعْصِيَةِ وَيَظْلِمُ مَنْ دُونَهُ بِالْغَلَبَةِ وَيُظَاهِرُ الظَّلَمَةَ.

اے علم کی تلاش کرنے والے! عالم کی تین نشانیاں ہیں۔ (۱) علم، (۲) حلم اور (۳) سکوت اور علم کے دکھاوا کرنے والے کی بھی تین علامات ہیں: (۱) اپنے سے برتر سے ناروا سلوک اور نزاع کرتا ہے، (۲) اپنے ماتحت پر ستم کرتا ہے اور (۳) ظالموں کا حامی ہوگا۔ [۱]

فقیہ کی نشانیاں:

امام عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

فَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنَ الْفُقَهَاءِ صَائِناً لِنَفْسِهِ حَافِظاً لِدِينِهِ مُخَالِفاً عَلَى هَوَاهُ مُطِيعاً لِأَمْرِ مَوْلَاهُ فَلِلْعَوَامِّ أَنْ يُقَلِّدُوهُ وَذَلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا بَعْضَ فُقَهَاءِ الشِّيعَةِ لَا جَمِيعَهُمْ.

وہ شخص جو فقہا میں سے ہو وہ اپنے نفس کی محافظت کرتا ہے، ہوائے نفس کی مخالفت کرتا ہے دین کی حفاظت کرتا ہے اور اپنے مولا کی پیروی کرتا ہے۔ پس لوگوں پر ضروری ہے کہ اس کی تقلید کریں اور شیعہ قوم کے بعض فقہا اسی طرح کے ہیں لیکن سب ایسے نہیں ہیں۔ [۲]

عالموں کی اہانت کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَهَانَ عَالِماً فَقَدْ أَهَانَنِي وَمَنْ أَهَانَنِي فَقَدْ أَهَانَ اللهَ فَمَصِيرُهُ إِلَى النَّارِ.

جو شخص کسی عالم کی بے احترامی کرتا ہے اس کا انجام دوزخ کی آگ ہے۔ [۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ أَهَانَ فَقِيهاً مُسْلِماً لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

جو شخص مسلمان فقیہ کی اہانت کرتا ہے روز قیامت خدا کا اس پر غضب ہوگا۔ [۴]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۱ / ۷ / ۳ / باب صفۃ العلماء..... ص:۳۶

[۲] الاحتجاج علی اہل اللجاج (للطبرسی) / ج ۲ / ۴۵۸ / احتجاج ابی محمد الحسن بن علی العسکری ع فی انواع شتی من علوم الدین..... ص:۴۵۵

[۳] جامع الاخبار (للشعیری) / ۳۸ / الفصل العشرون فی العلم

[۴] بحارالانوار (ط-بیروت) / ج ۲ / ۴۴ / باب ۱۰ حق العالم..... ص:۴۰

عالم کی اہانت کے آثار:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِيَّاكَ اَنْ تَسْتَخِفَّ بِالْعُلَمَاءِ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُزْرِى بِكَ وَ يسىء الظَّنِّ بِكَ وَ الْمَخِيلَةِ فِيكَ.

علما کو کم اہمیت نہ دو کیونکہ اس سے تمہاری اپنی قدر کم ہوتی ہے۔ یہ بدگمانی اور موجب تکبر ہے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ احْتَقَرَ صَاحِبَ الْعِلْمِ فَقَدِ احْتَقَرَنِى وَ مَنِ احْتَقَرَنِى فَهُوَ كَافِرٌ.

جس نے صاحب علم کو حقیر سمجھا اس نے مجھے حقیر سمجھا اور مجھے حقیر سمجھا وہ کافر ہے۔[2]

بے عمل عالم سے پرہیز:

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْفُقَهَاءُ اُمَنَاءُ الرُّسُلِ مَا لَمْ يَدْخُلُوا فِى الدُّنْيَا قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَ مَا دُخُولُهُمْ فِى الدُّنْيَا قَالَ اتِّبَاعُ السُّلْطَانِ فَاِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ فَاحْذَرُوهُمْ عَلَى دِينِكُمْ.

فقہا، انبیائے کرام علیہم السلام کے امین ہیں جب تک دنیا میں نہ آئے ہوں۔ سوال ہوا! اے اللہ کے رسولؐ! ان کے دنیا میں آنے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: بادشاہوں کی پیروی کرنے والے۔ پس جو عالم ایسا ہو دین کی نسبت اس سے پرہیز کرو۔[3]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ شَرَّ النَّاسِ لَرَجُلٌ عَالِمٌ آثَرَ دُنْيَاهُ عَلَى عِلْمِهِ فَاَحَبَّهَا وَ طَلَبَهَا وَ جَهَدَ عَلَيْهَا حَتّٰى لَوِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَجْعَلَ النَّاسَ فِى حَيْرَةٍ لَفَعَلَ وَ مَا ذَا يُغْنِى عَنِ الْاَعْمَى سَعَةُ نُورِ الشَّمْسِ وَ هُوَ لَا يُبْصِرُهَا كَذٰلِكَ لَا يُغْنِى عَنِ الْعَالِمِ عِلْمُهُ اِذْ هُوَ لَمْ يَعْمَلْ بِهِ.

لوگوں میں بدترین عالم وہ ہے جو دنیا کو اپنے علم پر ترجیح دے، اپنے علم سے دنیا کو پسند کرے اور طلب کرے اور دنیا کے لئے تمام جدوجہد کرے۔ حتیٰ کہ چاہے تو لوگوں کو پریشانی و سرگردانی میں چھوڑ دیتا ہے۔ سورج کا چمکنا، نابینا کے لئے کوئی

---

[1] غرر الحکم و درر الکلم / ۱۷۳ / ۱۰۱..... ص: ۱۷۳

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۶۵ / الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی..... ص: ۱۶۰

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۱ / ۴۶ / باب المستاکل بعلمہ والمباہی بہ..... ص: ۴۶

فائدہ نہیں جو شخص اپنے عمل پر عمل نہ کرے وہ بھی بالکل ایسے ہی ہے۔[۱]

نیز حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَلدِّينَارُ دَاءُ الدِّينِ وَ الْعَالِمُ طَبِيبُ الدِّينِ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الطَّبِيبَ يَجُرُّ الدَّاءَ إِلَى نَفْسِهِ فَاتَّهِمُوهُ وَ اعْلَمُوا أَنَّهُ غَيْرُ نَاصِحٍ لِغَيْرِهِ.

دولت و دینار، دین کے لئے آفت اور عالم دین کا طبیب ہوتا ہے جب دیکھو کہ طبیب آفت کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے تو ایسی صورت میں اس پر اعتماد نہ کرو کہ وہ دوسروں کا خیر خواہ نہیں۔[۲]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَ الْجُهَّالَ مِنَ الْمُتَعَبِّدِينَ وَ الْفُجَّارَ مِنَ الْعُلَمَاءِ فَإِنَّهُمْ فِتْنَةُ كُلِّ مَفْتُونٍ.

نادان عابد افراد اور فاجر عالم سے پرہیز کرو کہ یہ دونوں فریب دینے والے ہوتے ہیں۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمُ الْعَالِمَ مُحِبّاً لِدُنْيَاهُ فَاتَّهِمُوهُ عَلَى دِينِكُمْ فَإِنَّ كُلَّ مُحِبٍّ لِشَيْءٍ يَحُوطُ مَا أَحَبَّ.

جب بھی کسی عالم کو دنیادار دیکھو اس پر اعتماد نہ کرو کیونکہ ہر دوستی اپنے اردگرد گھومتی ہے۔[۴]

خداوند عالم نے داؤد علیہ السلام نبی کو وحی فرمائی:

أَوْحَى اللهُ إِلَى دَاوُدَ عليه السلام لَا تَجْعَلْ بَيْنِي وَ بَيْنَكَ عَالِماً مَفْتُوناً بِالدُّنْيَا فَيَصُدَّكَ عَنْ طَرِيقِ مَحَبَّتِي فَإِنَّ أُولَئِكَ قُطَّاعُ طَرِيقِ عِبَادِيَ الْمُرِيدِينَ إِنَّ أَدْنَى مَا أَنَا صَانِعٌ بِهِمْ أَنْ أَنْزِعَ حَلَاوَةَ مُنَاجَاتِي عَنْ قُلُوبِهِمْ.

میرے اور اپنے درمیان دنیادار عالم کو قرار نہ دے کہ جو تیرے دل میں میری محبت ہے وہ اس کے مانع ہوگا ایسے عالم ڈاکو ہیں۔ ان کا کم ترین انجام یہ ہے کہ مناجات شیریں ان کے دل سے ختم کر دیتا ہوں۔[۵]

(ب) استاد اہمیت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللهَ تَعَالَى وَ مَلَائِكَتَهُ وَ أَهْلَ الْأَرْضِ

---

[۱] تحف العقول / النص / ۵۰۳ / مواعظ المسیح ع فی الانجیل وغیرہ ومن حکمہ

[۲] الخصال / ج ۱ / ۱۱۳ / الفتن ثلاث ..... ص: ۱۱۳

[۳] بحارالانوار (ط-بیروت) / ج ۱ / ۲۰۷ / باب ۱۵ العمل بغیر علم ..... ص: ۲۰۶

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۱ / ۴۶ / باب المستاکل بعلمہ والمباہی بہ ..... ص: ۴۶

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۱ / ۴۶ / باب المستاکل بعلمہ والمباہی بہ ..... ص: ۴۶

حَتَّی النَّمْلَۃَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّی الْحُوتَ فِي الْبَحْرِ لَيُصَلُّونَ عَلَی مُعَلِّمِي النَّاسِ الْخَيْرَ.

عالم کو عابد پر برتری اس طرح حاصل ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کم ترین افراد پر ہے پھر فرمایا: بے شک خدا، فرشتے اور اہل زمین حتیٰ کہ چونٹیاں جو اپنے بلوں میں ہیں اور دریا میں مچھلیاں اچھے استاد پر درود بھیجتے ہیں۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِي ثَلَاثاً قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَ مَنْ خُلَفَاؤُكَ قَالَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ حَدِيثِي وَ سُنَّتِي ثُمَّ يُعَلِّمُونَهَا أُمَّتِي.

خدایا! میرے جانشینوں پر رحمت فرما۔

آپؐ سے لوگوں نے پوچھا: آپ کے جانشین کون ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: جو میری حدیث وسنت کو عام کرتے ہیں اور پھر میری باتوں کو یاد کرتے ہیں۔[2]

نکتہ:

تعلیم تبلیغ سے برتر ہے چنانچہ تحقیق تعلیم سے برتر ہے۔ سچے استاد عمومی وخصوصی تبلیغ کے فرائض کو ہمیشہ انجام دیتے ہیں۔

استاد کے حقوق کی رعایت کا ثواب:

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

.... وَ حَقُّ سَائِسِكَ بِالْعِلْمِ التَّعْظِيمُ لَهُ وَ التَّوْقِيرُ لِمَجْلِسِهِ وَ حُسْنُ الِاسْتِمَاعِ إِلَيْهِ وَ الْإِقْبَالُ عَلَيْهِ وَ أَنْ لَا تَرْفَعَ عَلَيْهِ صَوْتَكَ وَ لَا تُجِيبَ أَحَداً يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّی يَكُونَ هُوَ الَّذِي يُجِيبُ وَلَا تُحَدِّثَ فِي مَجْلِسِهِ أَحَداً وَلَا تَغْتَابَ عِنْدَهُ أَحَداً وَ أَنْ تَدْفَعَ عَنْهُ إِذَا ذُكِرَ عِنْدَكَ بِسُوءٍ وَ أَنْ تَسْتُرَ عُيُوبَهُ وَ تُظْهِرَ مَنَاقِبَهُ وَلَا تُجَالِسَ لَهُ عَدُوّاً وَ لَا تُعَادِيَ لَهُ وَلِيّاً فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ شَهِدَتْ لَكَ مَلَائِكَةُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ بِأَنَّكَ قَصَدْتَهُ وَ تَعَلَّمْتَ عِلْمَهُ لِلّٰهِ جَلَّ وَ عَزَّ اسْمُهُ لَا لِلنَّاسِ.

تمہارے استاد کا تم پر یہ حق ہے کہ اس کی تعظیم کرو، اس کی مجلس کی عزت رکھو اور اچھی باتیں سیکھو۔ اس کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔ اگر دوسرے سے پوچھتے ہیں تو تم جواب نہ دو۔ جب تک وہ خود نہ فرمائیں۔ اس کی مجلس میں باتیں نہ کرو۔ اس کے پاس کسی کی غیبت نہ کرو۔ جب وہ تمہارے سامنے کسی کی بدکرداری کے بارے میں کہتے ہیں: تو مانع نہ بنو۔ اس عیب کو چھپاؤ، اس کی نیکیوں کو عام کرو، اس کے دشمن کے ساتھ نہ بیٹھو، اس کے حقوق کی رعایت کرنے کا ثواب یہ ہے کہ خدا کے

---

[1] بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ٦١ / ٢٤٥ / باب ١٠ النحل والنمل وسائر ما نہی عن قتلہ من الحیوانات وما یحل قتلہ منہا من الحیات والعقارب والغربان و غیرہا والنہی عن حرق الحیوانات وتعذیبہا..... ص: ٢٢٩

[2] الامالی (للصدوق) / النص / ١٨٠ / المجلس الرابع والثلاثون

فرشتے گواہی دیتے ہیں۔تم نے خدا کے لئے علم حاصل کیا اور خدا کے لئے دوسروں کی یاد دلائی۔[1]

استاد کی بے احترامی کا عامل:

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يَسْتَخِفُّ بِحَقِّهِمْ إِلَّا مُنَافِقٌ ذُو شَيْبَةٍ فِي الْإِسْلَامِ وَإِمَامٌ مُقْسِطٌ وَمُعَلِّمُ الْخَيْرِ.

تین افراد کے حقوق کو کوئی چھوٹا نہیں سمجھتا سوائے منافق کے اور وہ یہ ہیں: (۱) جس کے بال اسلام میں سفید ہوں (۲) انصاف پسند پیشوا اور (۳) اچھا استاد۔[2]

(ج) شاگرد

طالب علموں کی فضیلت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

طَالِبُ الْعِلْمِ أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنَ الْمُجَاهِدِينَ وَالْمُرَابِطِينَ وَالْحُجَّاجِ وَالْعُمَّارِ وَالْمُعْتَكِفِينَ وَالْمُجَاوِرِينَ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُ الشَّجَرُ وَالرِّيَاحُ وَالسَّحَابُ وَالْبِحَارُ وَالنُّجُومُ وَالنَّبَاتُ وَكُلُّ شَيْءٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ.

خدا کے نزدیک علم حاصل کرنا جہاد کرنے والوں، نمازی افراد، حج کرنے والوں، عمرہ کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور خانہ خدا کے پڑوسی سے بہتر ہے۔ درخت، ہوا، بادل، دریا، ستارے، گھاس اور ہر وہ چیز جس پر سورج چمکتا ہے طالب علم کے لئے مغفرت کرتے ہیں۔[3]

محبوبیت طالب علم:

نیز ایک حدیث میں ہے کہ

.........وَطَالِبُ الْعِلْمِ أَحَبَّهُ اللهُ وَأَحَبَّهُ الْمَلَائِكَةُ وَأَحَبَّهُ النَّبِيُّونَ وَلَا يُحِبُّ الْعِلْمَ إِلَّا السَّعِيدُ وَطُوبَى لِطَالِبِ الْعِلْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

طالب علم محبوب خدا، محبوب فرشتگان اور محبوب انبیا ہیں۔اس کا علم باعث سعادت ہے روز قیامت طالب علم خوشحال ہوں گے۔[4]

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۲ / ۶۲۰ / باب الحقوق..... ص:۶۱۸
[2] مجموعۃ ورام/ ج۲ / ۲۱۲ / الجزء الثانی
[3] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج۱ / ۱۶۴ / الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی..... ص:۱۶۰
[4] جامع الاخبار (للشعیری) / ۳۸ / الفصل العشرون فی العلم

ایک اور حدیث میں ہے کہ

وَمَنْ اَرَادَ رِضَائِي فَلْيُكْرِمْ صَدِيقِي قَالُوا يَارَسُولَ اللهِ مَنْ صَدِيقُكَ قَالَ صَدِيقِي طَالِبُ الْعِلْمِ وَهُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الْمَلَائِكَةِ.

جوشخص میری رضایت چاہتا ہے وہ میرے دوست کا اکرام کرے۔

لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! آپ کے دوست کون ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: طالب علم میرا دوست ہے اور میرے نزدیک فرشتوں سے زیادہ محبوب ہیں۔[۱]

طالب علم کی شفاعت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِطَالِبِ الْعِلْمِ شَفَاعَةً كَشَفَاعَةِ الْاَنْبِيَاءِ.

طالب علم انبیاء کی طرح شفاعت کرنے والے ہے۔[۲]

طالب علم کے اکرام کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ اَكْرَمَهُ فَقَدْ اَكْرَمَنِي وَمَنْ اَكْرَمَنِي فَقَدْ اَكْرَمَ اللهَ وَمَنْ اَكْرَمَ اللهَ فَلَهُ الْجَنَّةُ.

جوشخص طالب علم کا احترام کرے گا اس نے میرا احترام کیا اور جس نے میرا احترام کیا اس نے خدا کا اکرام کیا اور جو خدا کا اکرام کرتا ہے جنت میں جاتا ہے۔[۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ صَافَحَ طَالِبَ الْعِلْمِ حَرَّمَ اللهُ جَسَدَهُ عَلَى النَّارِ.

جوشخص طالب علم سے مصافحہ کرتا ہے خداوند عالم اس کے بدن پر دوزخ کی آگ حرام قرار دیتا ہے۔[۴]

---

[۱] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج17، ص:۳۰۱

[۲] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج ۱/ ۱۶۴/ الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی..... ص:۱۶۰

[۳] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج17، ص:۳۰۱

[۴] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج ۱/ ۱۶۴/ الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی..... ص:۱۶۰

طالب علم کی مدد کرنے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَعَانَ طَالِبَ الْعِلْمِ فَقَدْ اَحَبَّ الْاَنْبِيَاءَ وَ كَانَ مَعَهُمْ .... وَ اِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ اِذَا مَاتَ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَلِمَنْ حَضَرَ جَنَازَتَهُ.

جو کوئی طالب علم کی مدد کرتا ہے وہ انبیاء کا دوست ہے اور ان کے ساتھ ہوگا۔.................. جب طالب علم مرتا ہے۔ خدا اسے اور اس کے جنازے میں شریک ہونے والے افراد کے گناہ معاف فرماتا ہے۔[۱]

طالب علم سے کینہ رکھنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ اَبْغَضَ طَالِبَ الْعِلْمِ فَقَدْ اَبْغَضَ الْاَنْبِيَاءَ فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ.

جو کوئی طالب علم سے دشمنی کرتا ہے اس نے انبیائے کرام علیہم السلام سے دشمنی کی اور اس کا انجام دوزخ ہے۔[۲]

۳۔ساتھی افراد

اپنے ساتھیوں سے تعامل

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا تَلَاقَيْتُمْ فَتَلَاقَوْا بِالتَّسْلِيمِ وَ التَّصَافُحِ وَاِذَا تَفَرَّقْتُمْ فَتَفَرَّقُوا بِالْاِسْتِغْفَارِ.

ایک دوسرے کا دیدار سلام اور مصافحہ سے آغاز کرو اور جب ایک دوسرے سے جدا ہو ایک دوسرے کے لئے استغفار کریں۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَلِيطٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا بُعِثَ صلی اللہ علیہ وآلہ لَقِيَهُ خَلِيطُهُ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جَزَاكَ اللهُ مِنْ خَلِيطٍ خَيْراً فَقَدْ كُنْتَ تُوَاتِي وَلَا تُمَارِي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ اَنْتَ فَجَزَاكَ اللهُ مِنْ خَلِيطٍ خَيْراً

---

[۱] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ج۱/ ۱۶۴/ الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی..... ص:۱۶۰

[۲] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ج۱/ ۱۶۴/ الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی..... ص:۱۶۰

[۳] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/۱۸۹/فصل..... ص:۱۸۶

فَاِنَّكَ لَمْ تَكُنْ تَرُدُّ رِبحاً وَلَا تُمْسِكُ ضِرْساً.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت سے پہلے ایک شخص کو اپنے کام میں شریک رکھتے تھے۔ بعثت کے بعد اس کی آپ سے ملاقات ہوئی اور اس نے کہا: خدا آپ کو نیک اجر دے کہ آپ نے میرے ساتھ نیک سلوک کیا اور لڑائی جھگڑا نہیں کیا۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: خدا تجھے بھی نیکی دے تو ایک اچھا شریک تھا تو سخت نہ تھا اور نہ بخیل کیا۔[۱]

ایک روایت کے مطابق

اَبِی السَّائِبِ كَانَ خَلِيْطًا لِرَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا ذُكِرَ فِي الْاِسْلَامِ. قَالَ نَعَمْ اَلْخَلِيْطُ كَانَ اَبُو السَّائِبِ لَا يُشَارِی وَلَا يُمَارِی.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے ابوالسائب نامی آپ کا شخص شریک کار تھا کہ اسلام کے بعد جب بھی جب اس کا نام لیا جاتا تو آپؐ فرماتے: ابوالسائب کتنا اچھا شریک تھا نہ غصے ہوتا اور نہ لڑتا تھا۔[۲]

ساتھی کا حق:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَمَّا حَقُّ الْخَلِيطِ اَنْ لَا تَغُرَّهُ وَلَا تَغُشَّهُ وَلَا تَخْدَعَهُ وَ تَتَّقِيَ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِي اَمْرِهِ.

ساتھی کا حق یہ ہے کہ اسے فریب نہ دو، اس سے خیانت نہ کرو، اس کے خلاف حیلہ و بہانہ نہ بناؤ اس کے کام میں خداوند عالم کو مدنظر رکھو۔[۳]

ساتھی سے نیکی کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

......رَحِمَ اللهُ خَلِيطاً اَعَانَ خَلِيطَهُ عَلٰى بِرِّهِ......

خدا رحمت کرے اس شخص پر جو اپنے شریک کو نیکی میں اس کی مدد کرتا ہے۔[۴]

۴۔ مریض افراد

بیمار وہ افراد ہیں کہ قرآن میں خدا نے ان کی طرف نظر رحمت فرمائی ہے بعض واجبات کو ان سے اٹھا لیا اور بیماری کے بعد انجام دینے کا حکم دیا۔ روزے کے بارے میں فرماتا ہے کہ:

---

[۱] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج ۵/ ۳۰۸/ باب النوادر..... ص: ۳۰۴

[۲] الاستیعاب، ج ۲، ص ۵۷۴

[۳] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۶۲۴/ باب الحقوق..... ص: ۶۱۸

[۴] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۲۸۸/ المجلس الثامن والاربعون

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ

اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں سے (روزہ کی) گنتی پوری کرے۔[1]

غسل اور وضو کے بدلے تیمم کے بارے میں فرمایا:

............وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ .... فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا.

................اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو............اور تم کو پانی نہ مل سکے تو پاک خاک سے تیمم کرلو۔[2]

بیماروں سے جہاد ساقط ہے اس کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ.

(اے رسولؐ جہاد میں نہ جانے کا) نہ تو کمزوروں پر کچھ گناہ ہے نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جو کچھ نہیں پاتے کہ خرچ کریں[3]

بیمار کی عیادت:

بیمار کی عیادت کی سفارش:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بیماروں کی عیادت کا فرمان دیا۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عُوْدُوْا مَرْضَاكُمْ وَسَلُوْهُمُ الدُّعَاءَ يَعْدِلُ دُعَاءَ الْمَلَائِكَةِ.

بیماروں کی عیادت کریں اور انہیں دعا کرنے کے لئے کہیں کیونکہ ان کی دعا فرشتوں کی دعا کی مانند ہے۔[5]

مومن کی عیادت کی اہمیت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سَبْعُ حُقُوْقٍ وَاجِبَاتٍ ....اِنْ خَالَفَهُ خَرَجَ مِنْ وَلَايَةِ اللّٰهِ وَتَرَكَ طَاعَةَ اللّٰهِ.........وَالْحَقُّ السَّابِعُ اَنْ.........وَتَعُوْدَهُ فِيْ مَرَضِهِ.

---

[1] سورۂ بقرہ:۱۸۵

[2] سورۂ مائدہ:۶

[3] سورۂ توبہ:۹۱

[4] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ج۲/۳۸۸/مجلس فی ذکر حقوق الاخوان والاقرباء والجار..... ص:۳۸۶

[5] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/النص/۲۸۱/الفصل الثانی فی فضل المرض وکتمانہ..... ص:۲۸۰

مومن کے مومن پر سات حقوق واجب ہیں .... کہ اگر ان کی رعایت نہیں کرتا تو وہ ولایت اور اطاعت الٰہی سے خارج ہے .... ساتواں حق یہ ہے کہ .... بیمار کی بیماری کے دوران عیادت کرنا۔[1]

ہمسفر بیمار کا خیال رکھنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كُنْتُمْ فِي سَفَرٍ فَمَرِضَ أَحَدُكُمْ فَأَقِيمُوا عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

جب بھی تم سفر میں ہو اور تم میں سے کوئی ایک مریض ہو جائے تو تین دن توقف کرو اور اس کی حفاظت کریں۔[2]

مرازم بن حکیم نامی شخص کہتا ہے کہ

زَامَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مُصَادِفٍ فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ اعْتَلَلْتُ فَكَانَ يَمْضِي إِلَى الْمَسْجِدِ وَ يَدَعُنِي وَحْدِي فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى مُصَادِفٍ فَأَخْبَرَ بِهِ أَبَا عَبْدِ اللهِ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ قُعُودُكَ عِنْدَهُ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكَ فِي الْمَسْجِدِ.

میں محمد بن مصارف کے ساتھ حج کے سفر پر تھا کہ میں مدینہ میں بیمار ہو گیا۔ اس نے مجھے تنہا چھوڑ دیا اور مسجد میں چلا گیا۔ میں نے اس کے باپ سے شکایت کی۔ اس نے بھی یہ ماجرا امام صادق علیہ السلام سے بیان کیا۔ آپ نے محمد بن مصادق کو پیغام دیا کہ اگر تو گھر میں رہتا ہے اور اس بیمار کی تیمارداری کرتا تو یہ مسجد میں عبادت سے افضل تھا۔[3]

اہل سنت کے مریضوں کی عیادت:

امام صادق علیہ السلام نے زید شحام سے فرمایا:

يَا زَيْدُ خَالِقُوا النَّاسَ بِأَخْلَاقِهِمْ صَلُّوا فِي مَسَاجِدِهِمْ وَ عُودُوا مَرْضَاهُمْ وَ اشْهَدُوا جَنَائِزَهُمْ وَ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَكُونُوا الْأَئِمَّةَ وَ الْمُؤَذِّنِينَ فَافْعَلُوا فَإِنَّكُمْ إِذَا فَعَلْتُمْ ذَلِكَ قَالُوا هَؤُلَاءِ الْجَعْفَرِيَّةُ رَحِمَ اللهُ جَعْفَراً مَا كَانَ أَحْسَنَ مَا يُؤَدِّبُ أَصْحَابَهُ وَ إِذَا تَرَكْتُمْ ذَلِكَ قَالُوا هَؤُلَاءِ الْجَعْفَرِيَّةُ فَعَلَ اللهُ بِجَعْفَرٍ مَا كَانَ أَسْوَأَ مَا يُؤَدِّبُ أَصْحَابَهُ.

اے زید! اہل سنت سے اچھا برتاؤ کرو، ان کی مساجد میں نماز پڑھو۔ ان کے بیماروں کی عیادت کرو۔ ان کے جنازوں میں شرکت کرو۔ اگر ہو سکے تو اذان بھی تم دو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ یہ کہیں گے کہ یہ ہیں جعفری۔ خدا جعفرؑ پر رحمت کرے کہ انہوں نے کس طرح اپنے پیروکاروں کی تربیت کی ہے اگر تم نے اچھا سلوک نہ کیا تو وہ یہ کہیں گے یہ ہیں جعفری۔ خدا جعفری کے ساتھ کیا کرے گا؟ اپنے ماننے والوں کی کیسی تربیت کی ہے۔[4]

---

[1] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ) / ج ۲ / ۲۹۱ / مجلس فی ذکر مناقب اصحاب الائمۃ وفضائل الشیعۃ .... ص: ۲۸۷

[2] وسائل الشیعۃ / ج ۱۱ / ۴۵۸ / ۶۴ - باب استحباب اقامۃ رفقاء المریض لاجلہ ثلاثا..... ص: ۴۵۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۵۴۵ / باب النوادر..... ص: ۵۴۰

[4] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۱ / ۳۸۳ / باب الجماعۃ وفضلها..... ص: ۳۷۵

جلد کے مریضوں کی ہمنشینی:

روایت ہے کہ:

اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ کَانَ یَطْعَمُ فَجَاءَ رَجُلٌ اَسْوَدُ بِهِ جُدَرِیٌّ قَدْ تَقَشَّرَ فَجَعَلَ لَا یَجْلِسُ اِلَی اَحَدٍ اِلَّا قَامَ مِنْ جَنْبِهِ فَاَجْلَسَهُ النَّبِیُّ ﷺ اِلَی جَنْبِهِ.

ایک دفعہ رسول خدا ﷺ کھانا کھا رہے تھے ایک آبلہ کی بیماری میں مبتلا شخص آیا جس کا چہرہ سیاہ تھا ان کی جلد بیماری سے خراب تھی وہ کسی کے برابر بیٹھنا چاہتا تھا جس کے برابر بیٹھا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ جب رسول خدا ﷺ نے یہ دیکھا تو اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔[1]

جن بیماروں کی عیادت نہیں:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا عِیَادَةَ فِی وَجَعِ الْعَیْنِ وَ لَا تَکُونُ عِیَادَةٌ فِی اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ فَاِذَا وَجَبَتْ فَیَوْمٌ وَ یَوْمٌ لَا فَاِذَا طَالَتِ الْعِلَّةُ تُرِکَ الْمَرِیضُ وَ عِیَالَهُ.

جس کی آنکھ میں درد ہو اس کی عیادت نہیں ہے اور بیماری کے تین دن سے کم میں عیادت نہیں یعنی جو آدمی تین دن مریض ہوتا ہے اس کی عیادت ہے اگر کسی بیمار کی عیادت کرنی ہے تو ایک دن صرف گزارے۔ اگر بیماری طولانی ہو جائے تو بیمار کو اپنے اہل خانہ کے سپرد کر دو۔[2]

عیادت کے لئے سفر:

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

یَا عَلِیُّ!......... سِرْ مِیلًا عُدْ مَرِیضاً

اے علیؑ!............ ایک میل تک بیمار کی عیادت کے لئے سفر کرو۔[3]

بیمار کی عیادت کا ثواب:

گناہ معاف ہوتے ہیں اور زیادہ ثواب ملتا ہے:

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

مَنْ عَادَ مَرِیضاً فَلَهُ بِکُلِّ خُطْوَةٍ خَطَاهَا حَتَّی یَرْجِعَ اِلَی مَنْزِلِهِ سَبْعُونَ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَ مُحِیَ عَنْهُ سَبْعُونَ اَلْفَ اَلْفِ سَیِّئَةٍ وَ یُرْفَعُ لَهُ سَبْعُونَ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ وَ یُوَکَّلُ بِهِ سَبْعُونَ اَلْفَ اَلْفِ

---

[1] مجموعۃ ورام/ ج۱/ ۲۰۱/ بیان فضیلۃ التواضع ص:۲۰۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۳/ ۱۱۷/ باب فی کم یعاد المریض وقدر ما یجلس عندہ وتمام العیادۃ..... ص:۱۱۷

[3] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۴/ ۳۶۱/ باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

مَلَكٍ يُقْعِدُونَهُ فِي قَبْرِهِ وَ يَسْتَغْفِرُونَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے جب گھر کی طرف واپس جاتا ہے تو ہر قدم کے بدلے سات کروڑ نیکیاں ملتی ہیں (یعنی ثواب زیادہ ملتا ہے) اتنے ہی اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اسے درجہ ملتا ہے اتنے ہی فرشتے اس کی قبر میں رہتے ہیں اور روز قیامت تک اس کی مغفرت کرتے ہیں۔ [1]

فرشتوں کی استغفار:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

أَيُّمَا مُؤْمِنٍ عَادَ مُؤْمِناً خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ خَوْضاً فَإِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ فَإِذَا انْصَرَفَ وَكَّلَ اللَّهُ بِهِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَ يَسْتَرْحِمُونَ عَلَيْهِ وَ يَقُولُونَ طِبْتَ وَ طَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ إِلَى تِلْكَ السَّاعَةِ مِنْ غَدٍ.

جب ایک مومن دوسرے مومن کی عیادت کرتا ہے تو وہ خدا کی رحمت میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ جب وہ بیٹھتا ہے تو رحمت حق میں ہوتا ہے جب وہ واپس آتا ہے تو خداوند عالم ستر ہزار فرشتوں کو مامور کرتا ہے تاکہ اس کے لئے استغفار اور طلب رحمت کی دعا کریں اور فرشتے اس سے کہتے ہیں کل اسی گھڑی تک خوش اور پاکیزہ رہو اور تمہیں جنت کی بشارت ہو۔ [2]

بیمار کی دعا کی قبولیت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ عَادَ مَرِيضاً فِي اللَّهِ لَمْ يَسْأَلِ الْمَرِيضُ لِلْعَائِدِ شَيْئاً إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ.

جو شخص کسی آدمی کی عیادت خدا کے لئے کرتا ہے تو جس کی وہ عیادت کرتا ہے وہ اس کے حق میں دعا کرتا ہے جو قبول ہوتی ہے۔ [3]

مومن بیمار کی عیادت زیارت خدا ہے:

حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح روایت کی ہے کہ

يُعَيِّرُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَبْداً مِنْ عِبَادِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ عَبْدِي مَا مَنَعَكَ إِذَا مَرِضْتُ أَنْ تَعُودَنِي فَيَقُولُ سُبْحَانَكَ سُبْحَانَكَ أَنْتَ رَبُّ الْعِبَادِ لَا تَأْلَمُ وَ لَا تَمْرَضُ فَيَقُولُ مَرِضَ أَخُوكَ الْمُؤْمِنُ فَلَمْ تَعُدْهُ وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ ثُمَّ لَتَكَفَّلْتُ بِحَوَائِجِكَ فَقَضَيْتُهَا لَكَ وَ ذَلِكَ مِنْ كَرَامَةِ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ وَ أَنَا الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ.

خداوند عالم روز قیامت اپنے بندوں سے بعض کی اس طرح سرزنش کرے گا کہ میرے بندے! جب میں بیمار ہوں تو

---

[1] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ) / ج ۲ / ۲۷ ۳ / مجلس فی ذکر الحث علی اصطناع المعروف واداء الامانۃ..... ص:۳۶۹

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۳ / ۱۲۰ / باب ثواب عیادۃ المریض..... ص:۱۱۹

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال / النص / ۱۹۴ / ثواب المریض..... ص:۱۹۳

تو میری عیادت کے لئے کیوں نہ آیا؟

وہ آدمی جواب دے گا کہ پروردگار! تو بیماری سے پاک ومنزہ ہے تو لوگوں کا پروردگار ہے تو ہرگز بیمار نہیں ہوتا۔ خدا فرماتا ہے جب مومن بھائی بیمار ہوا تو نے اس کی کیوں نہ عیادت کی۔

میری عزت وجلالت کی قسم! اگر تم نے اس کی عیادت کی ہوتی تو تم میرے ساتھ ہوتے۔ پھر میں تیری ضروریات کو پورا کرنے والا ہوتا۔ تیری حاجات کو پورا کرتا، یہ مومن بندے کے لئے کرامت ہے اور میں رحمان ورحیم ہوں۔ [۱]

راہ عیادت میں موت کا ثواب:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

ضَمِنْتُ لِسِتَّةٍ الْجَنَّةَ .... وَرَجُلٌ خَرَجَ يَعُودُ مَرِيضاً فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔

میں چھ لوگوں کو جنت کی بشارت دیتا ہوں .... اور اس کے لئے ضمانت دیتا ہوں۔ جو بیمار کی عیادت کرتے ہیں اور وہ مرجائے۔ [۲]

بیمار کی تیمارداری کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.... وَ مَنْ قَامَ عَلَى مَرِيضٍ يَوْماً وَ لَيْلَةً بَعَثَهُ اللهُ تَعَالَى مَعَ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ علیہ السلام فَجَازَ عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ اللَّامِعِ.

جب کوئی ایک دن رات بیمار کی تیمارداری کرتا ہے۔ خدا اسے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ اٹھائے گا اور پل صراط سے بجلی کی مانند چلا جائے گا۔ [۳]

بیمار کی ضرورت کو پورا کرنے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ سَعَى لِمَرِيضٍ فِي حَاجَتِهِ فَقَضَاهَا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ كَانَ الْمَرِيضُ مِنْ أَهْلِهِ؟

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ أَعْظَمِ النَّاسِ أَجْراً مَنْ سَعَى فِي حَاجَةِ أَهْلِهِ وَمَنْ ضَيَّعَ أَهْلَهُ وَقَطَعَ رَحِمَهُ حَرَمَهُ اللهُ تَعَالَى حُسْنَ الْجَزَاءِ يَوْمَ يَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَضَيَّعَهُ.

جو آدمی کسی بیمار کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرے اور اس کی نیاز کو پورا کرے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوگا جیسا ماں کے شکم سے پیدا ہوا تھا۔

---

[۱] وسائل الشیعۃ/ ج ۲ / ۴۱۷ / ۱۰ - باب استحباب عیادۃ المریض المسلم وکراہۃ ترک عیادتہ..... ص: ۴۱۴

[۲] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۱ / ۱۴۰ / باب غسل المیت..... ص: ۱۳۱

[۳] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۹ / عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص: ۲۸۰

ایک انصاری مرد نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ بیمار اپنے اہل خانہ میں ہی ہو؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ ثواب اسی آدمی کو ملتا ہے جو اپنے اہل خانہ میں سے بیمار ہو جائے اور وہ اس کی ضرورت کو پورا کرے۔ جو آدمی اپنے خاندان کے حق کو ضائع کرتا ہے اور قطع رحمی کرے تو قیامت کے دن نیک افراد کو ثواب دیا جائے گا لیکن یہ شخص محروم ہوگا۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ سَعَى لِمَرِيضٍ فِي حَاجَةٍ قَضَاهَا أَوْ لَمْ يَقْضِهَا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

جو شخص بیمار کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو گناہوں سے اس طرح پاک ہوتا ہے جیسا کہ وہ ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہو۔[2]

بیمار کو کھانا کھلانے کا ثواب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَطْعَمَ مَرِيضاً شَهْوَتَهُ أَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ.

جو مریض کو کھانا کھلاتا ہے خداوند عالم جنت کے باغوں میں اسے کھانا کھلائے گا۔[3]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَإِنَّ اللهَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ.

مریضوں کے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھ کر کراہت ونفرت نہ کرو کیونکہ خداوند عالم ان کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔[4]

بیمار کی طرف زیادہ دیکھنے کی ممانعت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَنْظُرُوا إِلَى أَهْلِ الْبَلَاءِ فَإِنَّ ذَلِكَ يَحْزُنُهُمْ.

مبتلا (بیماری یا مصیبت میں) کی طرف (زیادہ) دیکھنے کے گریز کرو کیونکہ اس طرح انسان غمزدہ رہنے کا عادی ہو جاتا ہے۔[5]

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۹/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

[2] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۶/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[3] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۸/ ۲۲۴/ باب ۴ ثواب عیادۃ المریض وآدابہا وفضل السعی فی حاجتہ وکیفیۃ ص:۲۱۴

[4] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج ۵۹/ ۱۴۲/ باب ۵۵ الحمیۃ..... ص:۱۴۰

[5] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۲۸/ الفصل السادس فی الشکر..... ص:۲۷

عیادت کا ادب:

بیمار کی عیادت کہ جس کی رہنمائی معصومین علیہم السلام نے فرمائی ہے کہ جس سے بیمار کو جسمانی و روحانی سکون ملتا ہے، اس کا دکھ کم ہوجاتا ہے۔ یہ ادب کا ایک طریقہ ہے کہ اظہار محبت کریں، اس کے لئے ہدیہ لے جائیں اور اس طرح اس کے لئے کام انجام دیں۔

بیمار کو ہدیہ دینا:

امام صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک صحابی کہتا ہے کہ

مَرِضَ بَعْضُ مَوَالِيهِ فَخَرَجْنَا اِلَيْهِ نَعُودُهُ وَ نَحْنُ عِدَّةٌ مِنْ مَوَالِي جَعْفَرٍ فَاسْتَقْبَلَنَا جَعْفَرٌ علیہ السلام فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ فَقَالَ لَنَا اَيْنَ تُرِيدُونَ فَقُلْنَا نُرِيدُ فُلَاناً نَعُودُهُ فَقَالَ لَنَا قِفُوا فَوَقَفْنَا فَقَالَ مَعَ اَحَدِكُمْ تُفَّاحَةٌ اَوْ سَفَرْجَلَةٌ اَوْ اُتْرُجَّةٌ اَوْ لَعْقَةٌ مِنْ طِيبٍ اَوْ قِطْعَةٌ مِنْ عُودِ بَخُورٍ فَقُلْنَا مَا مَعَنَا شَيْءٌ مِنْ هَذَا فَقَالَ اَمَا تَعْلَمُونَ اَنَّ الْمَرِيضَ يَسْتَرِيحُ اِلَى كُلِّ مَا اُدْخِلَ بِهِ عَلَيْهِ.

آپ کے دوستوں میں سے ایک دوست مریض ہوگیا۔ ہم چند دوست اس کی عیادت کے لئے گئے۔ راستے میں امام خود ملتے ہیں اور پوچھتے ہیں: کہاں جا رہے ہو؟

ہم نے عرض کیا: ہمارا مقصد یہ ہے کہ فلاں شخص کی عیادت کریں۔

آپ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ ہم ٹھہر گئے۔

آپ نے پوچھا: کیا تم میں سے کسی کے پاس سیب یا لیمو یا عطر اور یا عود کی لکڑی ہے؟

ہم نے جواب دیا: یہ چیزیں ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔

آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بیمار آدمی کو ہدیہ دینے سے اسے آرام و سکون ملتا ہے۔[۱]

اظہار محبت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ تَمَامِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ اِذَا دَخَلْتَ عَلَيْهِ اَنْ تَضَعَ يَدَكَ عَلَى رَاْسِهِ وَ تَقُولَ كَيْفَ اَصْبَحْتَ اَوْ كَيْفَ اَمْسَيْتَ.

مریض کی عیادت کے آداب یہ ہیں کہ جب اس کے پاس جاؤ تو اس کے سر پر ہاتھ رکھو اور کہو: شب دن کیسا گزرا ہے؟[۲]

تھوڑی سی عیادت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْعُوَّادِ اَجْراً عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ لَمَنْ اِذَا عَادَ اَخَاهُ خَفَّفَ الْجُلُوسَ اِلَّا اَنْ يَكُونَ

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۳ / ۱۱۸ / باب فی کم یعاد المریض وقدر ما یجلس عندہ وتمام العیادۃ ..... ص: ۱۱۷

[۲] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۷۸ / ۲۲۳ / باب ۴ ثواب عیادۃ المریض وآدابہا وفضل السعی فی حاجتہ .... ص: ۲۱۴

الْمَرِيضُ يُحِبُّ ذٰلِكَ.

عیادت کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ ثواب اس شخص کو ملتا ہے جو بیمار کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرے سوائے اس کے کہ وہ ٹھہرے کہ جسے وہ دوست رکھتا ہو اور اس سے ٹھہرنے کی درخواست کرے۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْعِيَادَةُ قَدْرَ فُوَاقِ نَاقَةٍ أَوْ حَلْبِ نَاقَةٍ.

مریض کی عیادت کم از کم ایک بار ناقہ کا دوہنے کے برابر ہے [2]۔ [3]

بیمار سے دعا کی درخواست:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ عَائِداً لَهُ فَلْيَسْأَلْهُ يَدْعُو لَهُ فَإِنَّ دُعَاءَهُ مِثْلُ دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ.

جب بھی بیمار کی عیادت کے لئے جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی مانند ہے۔ [4]

(۵) مردے و مرحوم افراد

اسلامی ثقافت میں مسلمان مرحوم افراد، اسی طرح ان کے حقوق ہیں، جس طرح ان کی زندگی میں حقوق تھے۔ ان کا احترام بھی باقی ہے، ان کے لئے زیادہ دعا کرنا، قرآن پڑھنا، اس کے نام پر خیرات دینا اور صالح عمل بجالانا چاہئے۔ قرآن نے ہمیں سبق دیا ہے کہ مرحوم افراد کے لئے مغفرت کی دعا کریں۔

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٠﴾

جولوگ ان (مہاجرین) کے بعد آئے (اور) دعا کرتے ہیں کہ پروردگارا ہماری اور ان لوگوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لائے مغفرت کر اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کسی طرح کا کینہ نہ آنے دے۔ پروردگارا بے شک تو بڑا

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۱۸/ باب فی کم یعاد المریض وقدر ما یجلس عندہ وتمام العیادۃ..... ص:۱۱۷

[2] اس حدیث میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ مریض کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا چاہئے جتنی دیر میں ناقہ کا دودھ حاصل کیا جاتا ہے اور یہ چند منٹ کا کام ہوتا ہے اور دوسری یہ کہ ناقہ کا دودھ دن میں ایک بار لیا جاتا ہے لہٰذا مریض کی عیادت کم از کم ایک بار ضرور کی جانی چاہئے۔

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۱۸/ باب فی کم یعاد المریض وقدر ما یجلس عندہ وتمام العیادۃ..... ص:۱۱۷

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۱۷/ باب المریض یؤذن بہ الناس..... ص:۱۱۷

شفیق نہایت رحم والا ہے۔[1]

مرنے والوں سے سلوک

(الف) مرنے کے وقت:

جب انسان جان کسی کی حالت میں ہوتا ہے تو اسے اپنے دوستوں اور عزیزوں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض آداب یہ ہیں۔

حالت احتضار میں قبلہ رخ کرنا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ علَى رَجُلٍ مِنْ وُلْدِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ هُوَ فِي السُّوقِ وَ قَدْ وُجِّهَ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فَقَالَ وَجِّهُوهُ إِلَى الْقِبْلَةِ فَإِنَّكُمْ إِذَا فَعَلْتُمْ ذَلِكَ أَقْبَلَتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ وَ أَقْبَلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى يُقْبَضَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں سے ایک مرد کے پاس تشریف لے گئے جو جان دینے کی حالت میں تھا۔ اسے آپ نے قبلہ رخ کرنے کا حکم دیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے قبلہ رخ کریں کیونکہ ایسی صورت میں اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور اللہ بھی اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جان دینے تک ایسی حالت میں رہے۔[2]

شہادت کی تلقین:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

احْضُرُوا مَوْتَاكُمْ وَلَقِّنُوهُمْ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ" وَ بَشِّرُوهُمْ بِالْجَنَّةِ فَإِنَّ الْحَلِيمَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ يَتَحَيَّرُ عِنْدَ ذَالِكَ الْمَصْرَعِ وَ إِنَّ الشَّيْطَانَ أَقْرَبُ مِنِ ابْنِ آدَمَ عِنْدَ ذَالِكَ الْمَصْرَعِ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَمُعَايَنَةُ مَلَكِ الْمَوْتِ أَشَدُّ مِنْ أَلْفِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَخْرُجُ نَفْسُ عَبْدٍ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى يَتَأَلَّمَ كُلُّ عِرْقٍ مِنْهُ عَلَى حَيَالِهِ.

محتضر کے پاس جاؤ اور کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ" کی اسے تلقین کرو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ کیونکہ مرد و عورت دونوں حلیم ہو تو بھی دچار حیرت ہو جاتے ہیں۔ اس مکان پر سب سے زیادہ نزدیک شیطان ہوتا ہے۔ اس خدا کی قسم کے قبضے میں

---

[1] سورۂ حشر: ۱۰

[2] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۱ / ۱۳۳ / باب غسل المیت..... ص: ۱۳۱

میری جان ہے! موت کے فرشتے کو دیکھنا تلوار کے ہزار وار سے زیادہ دشوار ہے، اس خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، جان کنی کی حالت میں اس کی ہر رگ میں درد ہوتا ہے۔ [1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ فَاِنَّ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

مردوں کو کلمہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" کی تلقین پڑھاؤ کیونکہ جس کی آخری کلام "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" ہو وہ جنت میں جاتا ہے۔ [2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ اَحَدٍ يَحْضُرُهُ الْمَوْتُ اِلَّا وَكَّلَ بِهِ اِبْلِيسُ مِنْ شَيْطَانِهِ اَنْ يَأْمُرَهُ بِالْكُفْرِ وَيُشَكِّكَهُ فِي دِينِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ نَفْسُهُ فَمَنْ كَانَ مُؤْمِناً لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ فَاِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ فَلَقِّنُوهُمْ شَهَادَةَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُهُ حَتّٰى يَمُوتَ.

موت کے وقت ابلیس بھی حاضر ہوتا ہے تاکہ اسے کفر کا حکم دے اور دین میں شک کرے پس جو مومن ہے اس پر شیطان کی قدرت نہیں ہوتی۔ جب محتضر (قریب المرگ) افراد کے پاس جاؤ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ" کی شہادت کی تلقین کرو۔ [3]

(ب) مرنے کے بعد

مومن کی موت کا اعلان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَنْبَغِي لِاَوْلِيَاءِ الْمَيِّتِ مِنْكُمْ اَنْ يُؤْذِنُوا اِخْوَانَ الْمَيِّتِ بِمَوْتِهِ فَيَشْهَدُونَ جَنَازَتَهُ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ فَيُكْتَبُ لَهُمُ الْاَجْرُ وَيُكْتَبُ لِلْمَيِّتِ الِاسْتِغْفَارُ وَيَكْتَسِبُ هُوَ الْاَجْرَ فِيهِمْ وَفِيمَا اكْتَسَبَ لِمَيِّتِهِمْ مِنَ الِاسْتِغْفَارِ.

ضروری ہے کہ میت دوست وعزیز اور رشتہ دار اس کی موت کی خبر کا اعلان کریں تاکہ اس کے جنازے میں زیادہ سے زیادہ لوگ شریک ہوں اور خبر دینے والا بھی استغفار کرے۔ ان لوگوں کو ثواب ملے گا اور میت کے مغفرت کا سبب ہے نماز جنازہ پڑھانے والا بھی استغفار کرے۔ [4]

---

[1] کنز العمال؛ ج۱۵؛ ص۵۵۶

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۳۲/ باب غسل المیت..... ص:۱۳۱

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۳/ ۱۲۳/ باب تلقین المیت..... ص:۱۲۱

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۳/ ۱۶۶/ باب ان المیت یؤذن بہ الناس..... ص:۱۶۶

غسل میت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ فِيمَا نَاجَى بِهِ- مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ ﷺ رَبَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ قَالَ يَا رَبِّ مَا بَلَغَ مِنْ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ مِنَ الْاَجْرِ قَالَ اُوَكِّلُ بِهِ مَلَكاً يَعُودُهُ فِي قَبْرِهِ اِلَى مَحْشَرِهِ قَالَ يَا رَبِّ فَمَا لِمَنْ غَسَلَ الْمَوْتَى قَالَ اَغْسِلُهُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ.

حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی خدا سے مناجات میں سے ایک یہ تھی کہ اے پروردگار! مردے کو غسل دینے والے کو کیا ثواب ملتا ہے؟ اللہ نے جواب دیا کہ اس کے گناہ اس طرح معاف کر دیتا ہوں جس طرح ماں کے شکم سے بچہ پیدا ہوا ہو۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً فَسَتَرَ وَ كَتَمَ خَرَجَ مِنَ الذُّنُوبِ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ.

جو آدمی میت کو غسل دیتا ہے اور اس کے عیب چھپاتا ہے تو وہ گناہوں تو وہ گناہوں سے طرح نکل جاتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا۔[2]

میت کو کفن دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَفَّنَ مَيِّتاً كَسَاهُ اللهُ مِنْ سُنْدُسِ الْجَنَّةِ وَ حَرِيرِهَا.

جو آدمی کسی مردے کو کفن دیتا ہے خدا اسے جنتی سندس اور حریر اور ریشمی لباس پہنائے گا۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَفَّنَ مُؤْمِناً فَكَاَنَّمَا ضَمِنَ كِسْوَتَهُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جو شخص کسی مومن کو کفن دیتا ہے تو گویا اس نے روز قیامت تک اس شخص کو لباس دیا ہے۔[4]

جنازے میں شرکت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً مِنْ اَرْبَعِ جَوَانِبِهَا غَفَرَ اللهُ لَهُ اَرْبَعِينَ كَبِيرَةً.

جو شخص جنازے کو چاروں طرف سے اٹھاتا ہے، خدا اس کے چالیس گناہان کبیرہ معاف کر دیتا ہے۔[5]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۴۰/ باب غسل المیت..... ص:۱۳۱

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۴۰/ باب غسل المیت..... ص:۱۴۱

[3] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج۲/ ۳۷۲/ مجلس فی ذکر الحث علی اصطناع المعروف واداء الامانۃ..... ص:۳۶۹

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۵۲/ التکفین وآدابہ..... ص:۱۴۶

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۳/ ۱۷۴/ باب ثواب من حمل جنازۃ..... ص:۱۷۴

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

امْشِ اَمَامَ جَنَازَةِ الْمُسْلِمِ الْعَارِفِ وَ لَا تَمْشِ اَمَامَ جَنَازَةِ الْجَاحِدِ فَاِنَّ اَمَامَ جَنَازَةِ الْمُسْلِمِ مَلَائِكَةً يُسْرِعُونَ بِهِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ اَمَامَ جَنَازَةِ الْكَافِرِ مَلَائِكَةً يُسْرِعُونَ بِهِ اِلَى النَّارِ.

مسلمان مومن کے جنازے میں شرکت کرو اور کافر کے جنازے میں شریک نہ ہو کیونکہ مسلمان کے جنازے کا جلوہ فرشتے ہیں جو مومن کو جلدی جنت کی طرف لے جاتے ہیں لیکن کافر کے جنازے میں وہ فرشتے ہوتے۔ جو اسے جلدی دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں۔[1]

نیز فرمایا:

مَنْ شَيَّعَ جَنَازَةَ مُؤْمِنٍ حَتَّى يُدْفَنَ فِي قَبْرِهِ وَكَّلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ سَبْعِينَ مَلَكاً مِنَ الْمُشَيِّعِينَ يُشَيِّعُونَهُ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ اِذَا خَرَجَ مِنْ قَبْرِهِ اِلَى الْمَوْقِفِ.

جو شخص مومن کے جنازے میں شرکت کرے یہاں تک کہ مردہ دفن ہو جائے تو خداوند عالم تشیع جنازہ کرنے والے ستر فرشتوں کو مامور کرتا ہے جو اس کے جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور اس کے لئے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ اسے قبر سے اٹھایا جائے گا۔[2]

مندرجہ ذیل نکات پر توجہ کریں:

مومن کے جنازے میں شرکت کے لئے سفر کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ!......... سِرْ مِيلاً عُدْ مَرِيضاً سِرْ مِيلَيْنِ شَيِّعْ جَنَازَةً.

اے علیؑ! جنازے کے لئے دو میل (ساڑھے تین کلومیٹر سے کچھ زیادہ) تک سفر کرو۔[3]

جنازے میں شرکت کا ثواب:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

ضَمِنْتُ لِسِتَّةٍ الْجَنَّةَ رَجُلٌ خَرَجَ بِصَدَقَةٍ فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ.

میں چھ آدمیوں کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (ان میں سے ایک وہ ہے) جو شخص کسی جنازے میں شرکت کرے اور پھر مرجائے۔ پس اس کے لئے جنت ہے۔[4]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۶۹/ باب المشی مع الجنازۃ..... ص:۱۶۹

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۷۳/ باب ثواب من مشی مع جنازۃ..... ص:۱۷۲

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۶۱/ باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۴۰/ باب غسل المیت..... ص:۱۳۱

مَنْ تَبِعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اُعْطِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَرْبَعَ شَفَاعَاتٍ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئاً اِلَّا وَ قَالَ الْمَلَكُ وَ لَكَ مِثْلُ ذٰلِكَ.

جوشخص کسی مسلمان کے جنازے میں شرکت کرے تو روز قیامت چار شفاعت کر سکتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے فرشتہ کہتا ہے کہ تجھے بھی اس کی مانند ثواب ملے گا۔[1]

جنازے میں ہنسنا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ ضَحِكَ عَلٰى جِنَازَةٍ اَهَانَهُ اللهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ وَلَا يُسْتَجَابُ دُعَاؤُهُ.

جوشخص جنازے میں ہنستا ہے، خداوند عالم روز قیامت اسے ذلیل کرے گا اور اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔[2]

نماز میت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُصَلِّي عَلَى الْجَنَائِزِ اِلَّا اَوْجَبَ اللهُ لَهُ الْجَنَّةَ اِلَّا اَنْ يَكُونَ مُنَافِقاً اَوْ عَاقّاً.

جو مومن کے جنازے میں شریک ہوتا ہے، خدا اس پر جنت واجب کرتا ہے سوائے اس کے کہ جو منافق یا بدکردار ہو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ فَحَضَرَ جَنَازَتَهُ اَرْبَعُونَ رَجُلًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ قَالُوا- اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْراً وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنَّا- قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى قَدْ اَجَزْتُ شَهَادَاتِكُمْ وَ غَفَرْتُ لَهُ مَا عَلِمْتُ مِمَّا لَا تَعْلَمُونَ.

جو کوئی مومن مرتا ہے اور چالیس مومن اس پر حاضر ہوں تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْراً وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنَّا.

یعنی خدایا! ہمیں اس کی نیکی کے علاوہ کچھ پتہ نہیں، تو خود بہتر جانتا ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے میں تمہاری گواہی کو قبول کرتا ہوں۔ اگر چہ تم کچھ نہیں جانتے لیکن میں جانتا ہوں لہٰذا اسے بخش دیتا ہوں۔[4]

دفن میت:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۳ / ۱۷۳ / باب ثواب من مشی مع جنازۃ..... ص:۱۷۲

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۷۵ / الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمۃ الاطہار..... ص:۱۷۳

[3] الخصال / ج ۲ / ۳۵۵ / سبع خصال اعطاہا اللہ عز وجل نبیہ ص..... ص:۳۵۵

[4] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۱ / ۱۶۵ / باب الصلاۃ علی المیت..... ص:۱۶۱

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَفَرَ قَبْراً لِمُسْلِمٍ بَنَى لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ.

جو شخص مومن مردے کے لئے قبر کھودے۔ خدا اسے جنت میں گھر عطا فرماتا ہے۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ حَفَرَ لِمَيِّتٍ قَبْراً كَانَ كَمَنْ بَوَّأَهُ بَيْتاً مُوَافِقاً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جو شخص مومن مردے کے لئے قبر کھودتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جسے اچھا گھر دیا جائے جو قیامت تک رہے گا۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً كَتَبَ اللهُ لَهُ أَرْبَعَةَ قَرَارِيطَ قِيرَاطٍ لِاتِّبَاعِهِ إِيَّاهَا وَ قِيرَاطٍ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهَا وَ قِيرَاطٍ لِلِانْتِظَارِ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا وَ قِيرَاطٍ لِلتَّعْزِيَةِ.

جو آدمی جنازے میں شریک ہوتا ہے خداوند عالم اسے چار قیراط کے برابر ثواب دیتا ہے۔ ایک قیراط شرکت کرنے والے کے لئے، ایک قیراط اس پر نماز پڑھنے کا اور ایک قیراط اس کے لئے کہ جو اس کے دفن تک اس کی انتظام کرتا ہے اور ایک قیراط ثواب تعزیت کا ہے۔[3]

مستحب ہے کہ میت کو جلدی دفن کر دیا جائے۔ اگر تاخیر کرنے سے اس کی بے احترامی ہو رہی ہو تو یہ جائز نہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ فَلَا يَقِيلَنَّ إِلَّا فِي قَبْرِهِ وَإِذَا مَاتَ فِي آخِرِ النَّهَارِ فَلَا يَبِيتَنَّ إِلَّا فِي قَبْرِهِ.

جب کوئی صبح مرے تو اسے ظہر کے وقت دفن کر دو اور اگر دن کے آخری حصے میں مرے تو رات میں دفن کرو۔[4]

(ج)۔ دفن کے بعد

مردوں کی زیارت کی نصیحت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

زُورُوا مَوْتَاكُمْ وَ صَلُّوا عَلَيْهِمْ وَ سَلِّمُوا عَلَيْهِمْ فَإِنَّ لَكُمْ فِيهِمْ عِبْرَةً

---

[1] مسکن الفؤاد عند فقد الاحبۃ والاولاد/ ۱۱۵ / واما الخاتمۃ

[2] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۳ / ۱۶۵ / باب ثواب من حفر لمؤمن قبرا..... ص:۱۶۵

[3] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۱ / ۱۶۱ / باب الصلاۃ علی المیت..... ص:۱۶۱

[4] بحار الانوار (ط۔بیروت) / ج ۷۸ / ۲۵۴ / باب ۶ تجہیز المیت وما یتعلق بہ من الاحکام..... ص:۲۴۷

اپنے مُردوں کی زیارت کرو اور ان پر درود و سلام بھیجو کہ وہ تمہارے لئے عبرت ہیں۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

زُورُوا مَوْتَاكُمْ فَإِنَّهُمْ يَفْرَحُونَ بِزِيَارَتِكُمْ وَلْيَطْلُبْ أَحَدُكُمْ حَاجَتَهُ عِنْدَ قَبْرِ أَبِيهِ وَعِنْدَ قَبْرِ أُمِّهِ بِمَا يَدْعُو لَهُمَا.

مُردوں کی زیارت کرو کیونکہ وہ تمہاری زیارت سے خوشحال ہوتے ہیں اور والدین کی قبر پر جاؤ تو اپنی حاجات طلب کرو۔[2]

رات کو زیارت کرنے کی نہی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

زُرِ الْقُبُورَ تَذْكُرْ بِهَا الْآخِرَةَ وَلَا تَزُرْهَا لَيْلًا.

اے ابوذرؓ! قبروں کی زیارت کرو، تاکہ تمہیں آخرت یاد آئے لیکن رات کو ان کی زیارت نہ کرنا۔[3]

مردوں کی زیارت میں تعادل:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

زُرِ الْقُبُورَ تَذْكُرْ بِهَا الْآخِرَةَ بِالنَّهَارِ أَحْيَانًا وَلَا تُكْثِرْ.

قبروں کی زیارت کیا کرو تا کہ آخرت یاد رہے لیکن زیادہ روی سے کام نہ لینا۔[4]

مردوں کی زیارت کا ثواب:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ زَارَ قَبْرَ مُؤْمِنٍ فَقَرَأَ عِنْدَهُ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ سَبْعَ مَرَّاتٍ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ وَلِصَاحِبِ الْقَبْرِ.

جو مومن کسی مومن کی قبر پر جا کر سات مرتبہ سورۂ قدر کی تلاوت کرتا ہے، خدا خود اس کو اور اس مردے کو بخش دیتا ہے۔[5]

مردوں کے لئے دعا کا ثواب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ دَعَا لِعَشَرَةٍ مِنْ إِخْوَانِهِ الْمَوْتَى لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أَوْجَبَ اللهُ لَهُ الْجَنَّةَ.

---

[1] مجموعۃ ورام/ ج١/ ٢٨٨/ بیان زیارۃ القبور والدعاء للمیت..... ص:٢٨٨

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج٣/ ٢٣٠/ باب زیارۃ القبور..... ص:٢٢٨

[3] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج18، ص: ٣٢٣

[4] الجامع الصغیر، ج١، ص٤٦٨

[5] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج١/ ١٨١/ باب التعزیۃ والجزع عند المصیبۃ وزیارۃ القبور والنوح والماتم..... ص: ١٧٣

جوشخص شب جمعہ اپنے دس دینی بھائیوں کے لئے دعا کرے، خدا اس پر جنت واجب کرتا ہے۔[۱]

مردوں کا نائب بننا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ عَمِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ مَيِّتٍ عَمَلًا صَالِحاً أُضْعِفَ لَهُ أَجْرُهُ وَ نَفَعَ اللهُ بِهِ الْمَيِّتَ.

جوشخص کسی میت کے لئے عمل صالح انجام دیتا ہے اسے دو برابر ثواب ملتا ہے اور میت کو بھی ثواب ملتا ہے۔[۲]

مردوں کو گالیاں نہ دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْأَحْيَاءَ وَلَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا.

مردوں کو گالیاں نہ دو کیونکہ اس سے ان کے رشتہ داروں کو تکلیف ہوتی ہے، مردوں کو بُرا بھلا نہ کہو۔[۳]

۶۔ مصیبت زدہ افراد

میت کے رشتہ دار کو روحانی آرام وسکون کی ضرورت ہوتی ہے سب سے پہلے خدا انہیں تسلی دیتا ہے اور فرماتا ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ ۙ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۱۵۶﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿۱۵۷﴾

اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے ضرور آزمائیں گے۔ اور (اے رسولؐ) ایسے صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو کہ جب ان پر کوئی مصیبت آپڑی تو وہ (بے ساختہ) بول اٹھے ہم تو خدا ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ انہیں لوگوں پر ان کے پروردگار کی طرف سے عنایتیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔[۴]

تعزیت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج۶،ص:۷۳

[۲] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۱ / ۱۸۵ / باب التعزیۃ والجزع عند المصیبۃ وزیارۃ القبور والنوح والماتم..... ص:۱۷۳

[۳] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۶۰ / الفصل الخامس والعشرون والمائۃ فی السب

[۴] سورۂ بقرہ ۱۵۵۔۱۵۷

التَّعْزِيَةُ الْوَاجِبَةُ بَعْدَ الدَّفْنِ.

میت کو دفن کرنے کے بعد ان کے رشتہ داروں کو تسلی دینی چاہیے۔ [۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَفَاكَ مِنَ التَّعْزِيَةِ بِأَنْ يَرَاكَ صَاحِبُ الْمُصِيبَةِ.

تسلی اتنی کافی ہوتی ہے کہ مصیبت زدہ شخص اس کو مراسم میں دیکھ لے۔ [۲]

زبانی دلداری:

روایت میں ہے کہ:

وَ أَتَى أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَوْماً قَدْ أُصِيبُوا بِمُصِيبَةٍ فَقَالَ جَبَرَ اللهُ وَهْنَكُمْ وَ أَحْسَنَ عَزَاكُمْ وَ رَحِمَ مُتَوَفَّاكُمْ ثُمَّ انْصَرَفَ.

امام صادق علیہ السلام ایک مصیبت زدہ آدمی کے پاس گئے اور فرمایا: خدا تمہاری کمی کو پورا فرمائے گا تم تعزیت پیش کرو، خدا تمہارے مردوں پر رحمت نازل فرمائے اور پھر آپ واپس آ گئے۔ [۳]

مصیبت زدہ کو کھانا دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَمَّا قُتِلَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله فَاطِمَةَ عليها السلام أَنْ تَتَّخِذَ طَعَاماً لِأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

جعفر بن ابی طالبؑ کی شہادت کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ آپ کی بیوی اسماء بن عمیس اور دوسری عورتوں کو لے جاؤ، ان کے ساتھ رہنا اور تین دن تک انہیں کھانا کھلانا۔ [۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

.... يَنْبَغِي لِجِيرَانِهِ أَنْ يُطْعِمُوا عَنْهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

سزاوار ہے کہ جب ہمسائے کوئی مصیبت دیکھیں تو تین دن تک انہیں کھانا دیا جائے۔ [۵]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۳/ ۲۰۴/ باب التعزیة وما یجب علی صاحب المصیبة ..... ص: ۲۰۳

[۲] من لایحضره الفقیه/ ج۱/ ۱۷۴/ باب التعزیة والجزع عند المصیبة وزیارة القبور والنوح والماتم ..... ص: ۱۷۳

[۳] من لایحضره الفقیه/ ج۱/ ۱۷۴/ باب التعزیة والجزع عند المصیبة وزیارة القبور والنوح والماتم ..... ص: ۱۷۳

[۴] وسائل الشیعة/ ج ۳/ ۲۳۶/ ۶۷- باب استحباب اتخاذ الطعام لاهل المصیبة ثلاثة ایام والبعث به الیهم وکراهة الاکل عندهم ..... ص: ۲۳۵

[۵] من لایحضره الفقیه/ ج۱/ ۱۷۴/ باب التعزیة والجزع عند المصیبة وزیارة القبور والنوح والماتم ..... ص: ۱۷۳

تعزیت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.... مَنْ عَزَّى مُصَاباً كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِ الْمُصَابِ شَيْئاً.

جو شخص مصیبت زدہ کو تعزیت پیش کرتا ہے تو خداوند عالم تعزیت کرنے والے کو مصیبت زدہ جتنا ثواب عطا فرماتا ہے۔[1]

روایت میں ہے کہ

اَنَّ اِبْرَاهِيمَ ﷺ سَاَلَ رَبَّهُ فَقَالَ اَىْ رَبِّ .... فَمَا جَزَاءُ مَنْ يُصَبِّرُ الْحَزِينَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ قَالَ اَكْسُوهُ ثِيَاباً مِنَ الْاِيمَانِ يَتَبَوَّأُ بِهَا الْجَنَّةَ وَيَتَّقِي بِهَا النَّارَ.

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے پوچھا: اے میرے خدا! غم زدہ جو تیری رضا کے لئے صبر کرتا ہے کتنا اجر ملتا ہے؟

خدا نے جواب دیا: اسے ایمان کا لباس دیا جائے گا، جنت میں داخل کیا جائے گا اور وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَزَّى حَزِيناً كُسِيَ فِي الْمَوْقِفِ حُلَّةً يُحَبَّرُ بِهَا.

جو شخص کسی مردہ بچے کی تعزیت کرتا ہے خدا اسے عرش کے سائے میں جگہ دے گا اس دن کہ اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔[3]

۷۔ مہمان

اسلامی ثقافت میں مہمان کی بڑی قدر ہے۔ خدا نے قرآن میں اس کا اکرام فرمایا۔ خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمانی کو اس طرح فرماتا ہے:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝۲۴ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝۲۵ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝۲۶ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝۲۷

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۳ / ۲۰۵ / باب ثواب من عزی حزینا..... ص: ۲۰۵

[2] بحار الانوار (ط۔بیروت) / ج ۷۹ / ۹۵ / باب ۱۶ التعزیۃ والماتم وآدابھما واحکامھا..... ص: ۱۷

[3] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۳ / ۲۰۵ / باب ثواب من عزی حزینا..... ص: ۲۰۵

کیا تمہارے پاس ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں (فرشتوں) کی بھی خبر پہنچی ہے کہ جب وہ لوگ ان کے پاس آئے تو کہنے لگے سلام (علیکم) تو ابراہیمؑ نے بھی (علیکم) سلام کہا (دیکھا تو) ایسے لوگ جن سے جان نہ پہچان پھر اپنے گھر جا کر جلدی سے (بھنا ہوا) ایک موٹا تازہ بچھڑا لے آئے اور اسے ان کے آگے رکھ دیا (پھر) کہنے لگے آپ لوگ تناول کیوں نہیں کرتے۔[1]

اس طرح مہمان کا اکرام اور اس کے دفاع کو حضرت لوط علیہ السلام کی سیرت کو اس طرح ذکر کیا۔

وَجَآءَ اَهۡلُ الۡمَدِيۡنَةِ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ۝ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيۡفِىۡ فَلَا تَفۡضَحُوۡنِ۝۶۸ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخۡزُوۡنِ۝۶۹

اور (یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ) شہر کے لوگ (مہمانوں کی خبر سن کر بُری نیت سے) خوشیاں مناتے ہوئے آ پہنچے۔ (لوطؑ نے ان سے) کہا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں تو تم (انہیں ستا کر) مجھے رسوا بدنام نہ کرو۔ اور خدا سے ڈرو اور مجھے ذلیل نہ کرو۔[2]

ایک اور روایت میں انصار کو مہاجرین کی فقر و تنگدستی میں مہمان کے بارے میں فرمایا:

وَالَّذِيۡنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالۡاِيۡمَانَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ يُحِبُّوۡنَ مَنۡ هَاجَرَ اِلَيۡهِمۡ وَلَا يَجِدُوۡنَ فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوۡتُوۡا وَيُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ وَلَوۡ كَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٌ ۛ وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۝۹

اور (ان کا بھی حصّہ ہے) جو لوگ مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (مدینہ) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے اور جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا اس کی اپنے دلوں میں کچھ غرض نہیں پاتے اور اگر چہ اپنے اوپر تنگی ہی (کیوں نہ) ہو، دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں اور جو شخص اپنے نفس کو حرص سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ اپنی دلی مرادیں پائیں گے۔[3]

مہمان کی عزت لازم ہے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جَاءَتْ فَاطِمَةُ تَشْكُو اِلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ بَعْضَ اَمْرِهَا فَاَعْطَاهَا- رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ كُرَيْسَةً وَ قَالَ تَعَلَّمِي مَا فِيهَا فَإِذَا فِيهَا مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ

---

[1] سورۂ ذاریات: ۲۴-۲۷

[2] سورۂ حجر: ۶۷-۶۹

[3] سورۂ حشر: ۹

بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہُ.

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے بعض امور کے متعلق اپنے بابا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک تحریر دی اور فرمایا: جو کچھ اس تحریر میں ہے۔ اسے یاد کرو اور اس میں لکھا ہوا تھا: جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا احترام کرتا ہے۔ [۱]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اَکْرِمْ ضَیْفَکَ وَ اِنْ کَانَ حَقِیْرًا.

اپنے مہمان کی عزت کرو اگر چہ وہ حقیر ہو۔ [۲]

روایت میں ہے کہ:

نَزَلَ بِرَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ ضَیْفٌ فَلَمْ یَجِدْ عِنْدَ اَھْلِہِ شَیْئاً فَدَخَلَ عَلَیْہِ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَذَھَبَ بِہِ اِلَی اَھْلِہِ فَوَضَعَ بَیْنَ یَدَیْہِ الطَّعَامَ وَ اَمَرَ امْرَاَتَہُ بِاِطْفَاءِ السِّرَاجِ وَ جَعَلَ یَمُدُّ یَدَہُ اِلَی الطَّعَامِ کَاَنَّہُ یَاْکُلُ حَتّٰی اَکَلَ الضَّیْفُ الطَّعَامَ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ لَہُ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ قَدْ عَجِبَ اللّٰہُ مِنْ صَنِیعِکُمْ بِضَیْفِکُمْ وَ نَزَلَتْ وَ یُؤْثِرُونَ عَلٰی اَنْفُسِہِمْ وَ لَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ.

ایک مہمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے اہل خانہ کے پاس خدمت کرنے کے لئے کوئی چیز نہ تھی۔ انصار کا ایک شخص آیا اور اس مہمان کو اپنے گھر لے گیا۔ اس کے سامنے کھانا رکھا اور اس نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ چراغ بجھا دے۔ وہ بھی اپنا ہاتھ غذا کی طرف بڑھاتا تھا تاکہ مہمان یہ سمجھے کہ وہ بھی کھانا کھا رہا ہے۔ مہمان نے کھانا کھایا۔ صبح کے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: خداوند تعالیٰ تیری مہمان داری پر خوش ہے اور ایثار کی آیت نازل ہوئی:

وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ وَ لَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ [۳]

اگر چہ اپنے اوپر تنگی ہی (کیوں نہ) ہو، دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں۔ [۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا یُقْطَعُ الْاَجِیرُ وَ الضَّیْفُ اِذَا سَرَقَا لِاَنَّہُمَا مُؤْتَمَنَانِ.

دو گروہ ایسے ہیں کہ چوری کرنے سے ان کے ہاتھ قطع نہیں کئے جاتے۔ مزدور اور مہمان کیونکہ یہ دونوں صاحب خانہ کے امین تھے۔ [۵]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۶۶۷ / باب حق الجوار..... ص:۶۶۶

[۲]

[۳] سورۂ حشر:۹

[۴] مجموعۃ ورام / ج ۱ / ۱۷۲ / بیان الایثار..... ص:۱۷۲

[۵] علل الشرائع / ج ۲ / ۵۳۵ / ۳۲۴ باب العلۃ التی من اجلہا لا یقطع الاجیر والضیف اذا سرقا..... ص:5۳۵

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

یَا عَلِیُّ .... اَکْرِمِ الضَّیْفَ وَلَوْ کَانَ کَافِراً

اے علیؑ! اپنے مہمان کا اکرام کرو اگرچہ وہ کافر ہی ہو۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَلْدَةً فَهُوَ ضَیْفٌ عَلٰی مَنْ بِهَا اَهْلٌ مِنْ دِیْنِهِ حَتّٰی یَرْحَلَ عَنْهُمْ.

جب کوئی شخص شہر میں داخل ہو وہ اس محلے کا مہمان ہوتا ہے۔ جب وہ شہر سے چلا نہ جائے وہ مہمان ہے۔[2]

مہمان نوازی کے آداب:

استقبال ورخصت کرنا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مِنَ الْجَفَاءِ اسْتِخْدَامُ الضَّیْفِ فَاِذَا نَزَلَ بِکُمُ الضَّیْفُ فَاَعِیْنُوْهُ وَاِذَا ارْتَحَلَ فَلَا تُعِیْنُوْهُ فَاِنَّهُ مِنَ النَّذَالَةِ وَزَوِّدُوْهُ وَطَیِّبُوْا زَادَهُ فَاِنَّهُ مِنَ السَّخَاءِ.

مہمان سے کام لینا جفا ہے۔ جب کوئی مہمان تمہارے پاس آئے اس کی مدد کرو اور جب وہ جانے لگے تو اس کی مدد نہ کرنا کیونکہ یہ پستی کا باعث ہے۔ اسے توشہ راہ ضرور دیں کیونکہ یہ سخاوت ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ حَقِّ الضَّیْفِ اَنْ تَمْشِیَ مَعَهُ فَتُخْرِجَهُ مِنْ حَرِیْمِكَ اِلَی الْبَابِ.

مہمان کے جملہ حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ جب وہ تمہارے گھر سے نکلے تو اسے رخصت کرو۔[4]

روزے سے پرہیز:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ لَا یَنْبَغِیْ لَهُمْ اَنْ یَصُوْمُوْا اِلَّا بِاِذْنِ ضَیْفِهِمْ لِئَلَّا یَحْتَشِمَهُمْ فَیَشْتَهِیَ الطَّعَامَ فَیَتْرُکَهُ لِمَکَانِهِمْ.

ضروری نہیں کہ میزبان (مستحب) روزہ رکھے لیکن مہمان کی اجازت سے روزہ رکھ سکتا ہے ہوسکتا ہے کیونکہ مہمان شرم

---

[1] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۸۴ / الفصل الاربعون فی فضیلة برالوالدین
[2] علل الشرائع/ ج ۲ / ۳۸۴ / ۱۱۵ باب العلة التی من اجلها لاینبغی للضیف ان یصوم تطوعا الاب..... ص: ۳۸۴
[3] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۶ / ۲۸۴ / باب کراهیة استخدام الضیف..... ص: ۲۸۳
[4] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۷۰ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعة..... ص: ۲۴

کرے، کھانا کھائے اور اس سے رخصت ہو جائے۔[۱]

دعوت شدہ مہمان کو دعوت دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا اَتَاكَ اَخُوكَ فَأْتِهِ بِمَا عِنْدَكَ وَاِذَا دَعَوْتَهُ فَتَكَلَّفْ لَهُ.

جب بھی تیرا بھائی تیرے پاس آئے تو جو کچھ تیرے گھر میں ہے اسے پیش کرو اور جب تم کسی کو دعوت دو تو پھر اس کی پذیرائی میں کوشش کرو۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَقُلْ لِاَخِيكَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْكَ اَكَلْتَ الْيَوْمَ شَيْئاً وَ لَكِنْ قَرِّبْ اِلَيْهِ مَا عِنْدَكَ فَاِنَّ الْجَوَادَ كُلَّ الْجَوَادِ مَنْ بَذَلَ مَا عِنْدَهُ.

جب تمہارا بھائی تمہارے گھر آئے اور تو یہ نہ پوچھو کہ کوئی چیز تو نے کھائی ہے؟ بلکہ جو کچھ تمہارے گھر میں ہے اسے پیش کردو کیونکہ حقیقی سخی وہ ہے کہ جس کے پاس جتنا ہو وہ پیش کردے۔[۳]

مہمان کے ساتھ غذا کھانا:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله كَانَ اِذَا اَتَاهُ الضَّيْفُ اَكَلَ مَعَهُ وَ لَمْ يَرْفَعْ يَدَهُ مِنَ الْخِوَانِ حَتَّى يَرْفَعَ الضَّيْفُ يَدَهُ.

جب بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مہمان آتا تو آپ اسے کھانا دیتے اور اس وقت تک خود کھاتے رہتے جب تک مہمان کھاتا رہتا تھا۔[۴]

دستر خوان کے آداب:

فضل بن یونس کہتا ہے:

اِنِّي فِي مَنْزِلِي يَوْماً فَدَخَلَ عَلَيَّ الْخَادِمُ فَقَالَ اِنَّ بِالْبَابِ رَجُلًا يُكَنَّى اَبَا الْحَسَنِ يُسَمَّى مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ عليه السلام فَقُلْتُ يَا غُلَامُ اِنْ كَانَ الَّذِي اَتَوَهَّمُ فَاَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ قَالَ فَبَادَرْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا اَنَا بِهِ عليه السلام فَقُلْتُ انْزِلْ يَا سَيِّدِي فَنَزَلَ وَ دَخَلَ الْمَجْلِسَ فَذَهَبْتُ لِاَرْفَعَهُ فِي صَدْرِ الْبَيْتِ فَقَالَ لِي يَا فَضْلُ صَاحِبُ الْمَنْزِلِ اَحَقُّ بِصَدْرِ الْبَيْتِ اِلَّا اَنْ يَكُونَ فِي الْقَوْمِ رَجُلٌ يَكُونُ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَقُلْتُ فَاَنْتَ

---

[۱] علل الشرائع / ج ۲ / ۳۸۴ / ۱۱۵ باب العلة التي من اجلها لا ينبغي للضيف ان يصوم تطوعا الا ب..... ص: ۳۸۴

[۲] الكافي (ط-الاسلامية) / ج ۶ / ۲۷۶ / باب انس الرجل في منزل اخيه ..... ص: ۲۷۵

[۳] بحار الانوار (ط-بيروت) / ج ۷۲ / ۴۵۵ / باب ۹۱ آداب الضيف وصاحب المنزل ومن ينبغي ضيافته..... ص: ۴۵۰

[۴] الكافي (ط-الاسلامية) / ج ۶ / ۲۸۶ / باب الاكل مع الضيف..... ص: ۲۸۵

اِذاً جُعِلتُ فِدَاكَ ثُمَّ قُلتُ جَعَلَنِیَ اللهُ فِدَاكَ اِنَّهُ قَدْ حَضَرَ طَعَامٌ لِاَصْحَابِنَا فَاِنْ رَاَیتَ اَنْ تَحْضُرَ اِلَیْنَا فَدَاكَ اِلَیكَ فَقَالَ یَا فَضْلُ اِنَّ النَّاسَ یَقُولُونَ اِنَّ هَذَا طَعَامُ الْفَجْاَةِ وَ هُمْ یَكْرَهُونَهُ اَمَا اِنِّی لَا اَرَی بِهِ بَاْساً فَاَمَرْتُ الْغُلَامَ فَاَتَی بِالطَّسْتِ فَدَنَا مِنْهُ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی جَعَلَ لِكُلِّ شَیْءٍ حَدّاً فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَمَا حَدُّ هَذَا فَقَالَ اَنْ یَبْدَاَ رَبُّ الْبَیْتِ لِكَیْ یَنْشَطَ الْاَضْیَافُ فَاِذَا وُضِعَ الطَّسْتُ سَمَّی وَ اِذَا رُفِعَ حَمِدَ اللهَ ثُمَّ اُتِیَ بِالْمَائِدَةِ فَقُلْتُ مَا حَدُّ هَذَا قَالَ اَنْ یُسَمَّی اِذَا وُضِعَ وَ یُحْمَدَ اللهُ اِذَا رُفِعَ ثُمَّ اُتِیَ بِالْخِلَالِ فَقُلْتُ مَا حَدُّ هَذَا قَالَ اَنْ تُكْسَرَ رَاْسُهُ لِئَلَّا یُدْمِیَ اللِّثَةَ- فَاُتِیَ بِاِنَاءِ الشَّرَابِ فَقُلْتُ فَمَا حَدُّهُ قَالَ اَنْ لَا تَشْرَبَ مِنْ مَوْضِعِ الْعُرْوَةِ وَلَا مِنْ مَوْضِعِ كَسْرٍ اِنْ كَانَ بِهِ فَاِنَّهُ مَجْلِسُ الشَّیْطَانِ فَاِذَا شَرِبْتَ سَمَّیْتَ وَ اِذَا فَرَغْتَ حَمِدْتَ اللهَ وَلْیَكُنْ صَاحِبُ الْبَیْتِ یَا فَضْلُ اِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ وَ تَوَضَّاَ الْقَوْمُ آخِرَ مَنْ یَتَوَضَّاَ.

ایک دن میں گھر پر تھا۔ خادم آیا اور کہنے لگا: ایک ایسا شخص جس کی کنیت ابوالحسن اور اس کا نام موسیٰ بن جعفر ہے آئے ہیں۔

میں نے اس سے کہا: اگر وہی ہے جس کو میں جانتا ہوں تو تم آزاد ہو۔

خادم جلدی سے باہر گیا اور انہیں اندر لایا تو وہی تھے۔

میں نے خادم سے کہا: میں نے تجھے اللہ کی راہ میں آزاد کیا۔

پھر میں نے (مہمان سے) کہا: اے میرے آقا! تشریف رکھیں۔

آپ تشریف فرما ہوئے، محفل برپا ہوئی، میں نے انہیں صدر محفل کی کرسی پر بٹھایا۔

آپؑ نے فرمایا: اے فضل! صاحب خانہ دوسروں سے زیادہ مستحق ہے کہ صدر مجلس ہو مگر یہ کہ آدمی بنی ہاشم سے ہو۔

میں نے کہا: آپ بنی ہاشم ہیں۔ قربان جاؤں۔

پھر میں نے کہا: خدا مجھے آپ پر قربان کرے۔ کھانا تیار ہے اگر آپ اجازت دیں تو کھانا پیش کروں۔

آپ نے فرمایا: اے فضل! لوگ کہتے ہیں یہ پذیرائی بے دعوت مہمان کی ہے۔ لوگ ایسی مہمان نوازی سے خوش نہیں ہوتے۔ لیکن مجھے کوئی حرج نہیں۔

میں نے خادم کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔ وہ تشت لے آیا۔

امام نے فرمایا: اس خدا کی تعریف کہ جس نے ہر چیز کی ایک حد رکھی ہے۔

میں نے کہا: قربان جاؤں، اس کھانے کی حد کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: صاحب خانہ دوسروں سے پہلے شروع کرے تا کہ مہمان خوشحال ہو۔

پھر دسترخوان پھیلایا گیا تو میں نے پوچھا: اس کی حد کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ابتدا میں "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھنا اور جب کھانا ختم کریں تو خدا کی حمد بجالانا۔

پھر جب دانتوں کے لئے خلال لایا گیا میں نے پوچھا: اس کی حد کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اس کی نوک کو توڑ دو تا کہ مسوڑھے زخمی نہ ہو جائیں۔

پھر جب پانی لایا تو میں نے پوچھا اس کی حد کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جہاں سے پانی کا پیالہ ٹوٹا ہوا ہو اس سے نہ پیو کیونکہ اس میں آلودگی و جراثیم ہیں۔ جب پانی پیو تو "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ" پڑھو اور آخر میں "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ" پڑھو۔

اے فضل! صاحب خانہ سب سے آخر میں ہاتھ دھوتا ہے۔[1]

مہمان کی عزت کا ثواب:

رزق اور گناہوں سے مغفرت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الضَّيۡفَ اِذَا جَاءَ فَنَزَلَ بِالۡقَوۡمِ جَاءَ بِرِزۡقِهٖ مَعَهٗ مِنَ السَّمَاءِ فَاِذَا اَكَلَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمۡ بِنُزُوۡلِهٖ عَلَيۡهِمۡ.

بے شک مہمان جب آتا ہے تو میزبان کے گھر اپنی روزی آسمان سے لے کر آتا ہے۔ جب وہ کھانا کھاتے ہیں تو خدا مہمان کے آنے کی برکت سے میزبان کو دیتا ہے۔[2]

اس طرح آپ نے فرمایا:

اَلضَّيۡفُ يَاۡتِي الۡقَوۡمَ بِرِزۡقِهٖ فَاِذَا ارۡتَحَلَ ارۡتَحَلَ بِجَمِيۡعِ ذُنُوۡبِهِمۡ.

جب کوئی شخص کسی قوم کا مہمان ہوتا ہے تو وہ اپنی روزی ساتھ لے کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو ان کے گناہوں کو ساتھ لے جاتا ہے۔[3]

ہمیشہ کی نیکی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزَالُ اُمَّتِيۡ بِخَيۡرٍ مَا تَحَابُّوۡا وَتَهَادَوۡا وَاَدَّوُا الۡاَمَانَةَ وَاجۡتَنَبُوا الۡحَرَامَ وَوَقَّرُوا الضَّيۡفَ.

میری امت جب تک ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں، ایک دوسرے کو ہدیے دیتے ہوں، امانت کو ادا کرتے ہوں، حرام سے بچتے ہوں، اور مہمان کی عزت کرتے ہوں تو وہ ہمیشہ نیکی کی حالت میں ہیں۔[4]

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۱۴۸/ الفصل الثالث فی آداب الاکل و ما یتعلق بہ..... ص: ۱۴۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۸۴/ باب ان الضیف یاتی رزقہ معہ..... ص: ۲۸۴

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۲/ ۴۶۱/ باب ۹۳ فضل اقراء الضیف و اکرامہ..... ص: ۴۵۸

[4] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۲۹/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

روحی طاقت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

قُوتُ الْاَجْسَامِ الطَّعَامُ وَ قُوتُ الْاَرْوَاحِ الْاِطْعَامُ.

جسم کو کھانے سے توانائی ملتی ہے اور روح کی غذا کھانا کھلانے میں ہے۔[1]

مہمان کو قبول نہ کرنے کا انجام:

ابوحمزہ کہتا ہے کہ

قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا تَقُولُ فِي مُسْلِمٍ اَتَى مُسْلِماً زَائِراً اَوْ طَالِبَ حَاجَةٍ وَ هُوَ فِي مَنْزِلِهِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ وَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِ قَالَ يَا اَبَا حَمْزَةَ اَيُّمَا مُسْلِمٍ اَتَى مُسْلِماً زَائِراً اَوْ طَالِبَ حَاجَةٍ وَ هُوَ فِي مَنْزِلِهِ فَاسْتَأْذَنَ لَهُ وَ لَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِ لَمْ يَزَلْ فِي لَعْنَةِ اللهِ حَتّٰى يَلْتَقِيَا فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فِي لَعْنَةِ اللهِ حَتّٰى يَلْتَقِيَا قَالَ نَعَمْ يَا اَبَا حَمْزَةَ.

میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا: قربان جاؤں! آپ اس مسلمان کے بارے میں کیا فرمائیں گے کہ جو کسی مسلمان کے پاس اس کے دیدار یا درخواست کے لئے جائے اور گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہے اور وہ گھر میں ہوتے ہوئے داخل ہونے کی اجازت نہ دے اور دروازے تک بھی نہ آئے۔

آپ نے فرمایا: اے ابوحمزہ! جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے پاس اس کے دیدار یا اس سے درخواست کے لئے جائے اور وہ گھر میں ہوتے ہوئے داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔ ایسا شخص ہمیشہ خدا کی رحمت سے دور ہے۔

میں نے تعجب کیا اور پوچھا: قربان جاؤں! وہ ہمیشہ رحمت الٰہی سے دور رہے گا؟

آپ نے فرمایا: ہاں؛ اے ابوحمزہ![2]

مہمان کے لئے روزہ سے ممانعت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

......لَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ اَنْ يَصُومَ اِلَّا بِاِذْنِهِمْ لِئَلَّا يَعْمَلُوا الشَّيْءَ فَيَفْسُدَ عَلَيْهِمْ.

............مہمان کو میزبان کی اجازت کے بغیر روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کھانا تیار ہو اور خراب ہو جائے۔[3]

صاحب خانہ کو حکم دینے کی ممانعت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وصیت میں حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

---

[1] الدعوات (للراوندی)/سلوۃ الحزین، النص، ص: ۱۴۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۲/ ۳۶۵/باب من حجب اخاہ المؤمن..... ص: ۳۶۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۴/ ۱۵۲/باب من لا یجوز لہ صیام التطوع الا باذن غیرہ..... ص: ۱۵۱

يَا عَلِيُّ ثَمَانِيَةٌ إِنْ أُهِينُوا فَلَا يَلُومُوا إِلَّا أَنْفُسَهُمْ الذَّاهِبُ إِلَى مَائِدَةٍ لَمْ يُدْعَ إِلَيْهَا وَ الْمُتَأَمِّرُ عَلَى رَبِّ الْبَيْتِ وَ طَالِبُ الْخَيْرِ مِنْ أَعْدَائِهِ......

اے علیؑ! آٹھ گروہ ایسے ہیں کہ اگر ان کی اہانت ہو تو انہیں اپنی سرزنش کرنی چاہئے۔ مہمان بلا دعوت، جو مہمان صاحب خانہ کو حکم دے، وہ جو اپنے دشمن سے نیکی کی اُمید رکھتا ہے......۔[1]

میزبان سے پہلے کھانا کھانا چھوڑ دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ مِنَ الْحِشْمَةِ عِنْدَ الْأَخِ إِذَا أَكَلَ عَلَى خِوَانٍ عِنْدَ أَخِيهِ أَنْ يَرْفَعَ يَدَهُ قَبْلَ يَدَيْهِ.

مہمان کا میزبان کے بارے میں ادب یہ ہے کہ جب اس کے دسترخوان سے کھانا کھائے تو کھانا پہلے چھوڑ دینا چاہیے۔[2]

باکرامت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

دَخَلَ رَجُلَانِ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَأَلْقَى لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وِسَادَةً فَقَعَدَ عَلَيْهَا أَحَدُهُمَا وَ أَبَى الْآخَرُ فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام اقْعُدْ عَلَيْهَا فَإِنَّهُ لَا يَأْبَى الْكَرَامَةَ إِلَّا حِمَارٌ.

دو آدمی حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دونوں کے لئے فرش بچھایا۔ ان میں سے ایک آدمی فرش پر بیٹھا اور دوسرے نے پرہیز کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اس فرش پر بیٹھو کیونکہ کرامت کو صرف نادان لوگ ادا نہیں کرتے ہیں۔[3]

مہمانی میں سادگی:

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے:

أَنَّهُ دَعَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عليه السلام قَدْ أَجَبْتُكَ عَلَى أَنْ تَضْمَنَ لِي ثَلَاثَ خِصَالٍ قَالَ وَ مَا هِيَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ لَا تُدْخِلْ عَلَيَّ شَيْئاً مِنْ خَارِجٍ وَ لَا تَدَّخِرْ عَنِّي شَيْئاً فِي الْبَيْتِ وَ لَا تُجْحِفْ بِالْعِيَالِ قَالَ ذَاكَ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَأَجَابَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام.

ایک آدمی نے حضرت علی علیہ السلام کی دعوت کی تو حضرت نے فرمایا: اگر تین چیزوں کی ضمانت دو تو تمہاری دعوت قبول کرتا ہوں۔

اس نے پوچھا: وہ کیا چیزیں ہیں؟

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۳۵۵ / باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[2] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۷۲ / ۴۵۵ / باب ۹۱ آداب الضیف وصاحب المنزل ومن ینبغی ضیافتہ..... ص: ۴۵۰

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۶۵۹ / باب اکرام الکریم..... ص: ۶۵۹

آپ نے فرمایا: (۱) میرے لئے گھر سے باہر کی کوئی چیز نہ لانا، (۲) جو کچھ تیرے گھر میں ہے اس سے دریغ نہ کرنا اور (۳) اپنے اہل خانہ کو سختی میں نہ ڈالنا۔

اس نے کہا: قبول ہے۔

پس آپ نے اس کی دعوت کو قبول فرمایا۔[1]

مہمانی کی حد:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الضِّيَافَةُ اَوَّلَ يَوْمٍ حَقٌّ وَ الثَّانِيَ وَ الثَّالِثَ وَ مَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ بِهَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ علیہ السلام لَا يَنْزِلَنَّ اَحَدُكُمْ عَلَى اَخِيهِ حَتّٰى يُؤْثِمَهُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَ كَيْفَ يُؤْثِمُهُ قَالَ حَتّٰى لَا يَكُونَ عِنْدَهُ مَا يُنْفِقُ عَلَيْهِ.

پہلے دن مہمانی کا حق ہے دوسرے اور تیسرے دن صدقہ شمار ہوتا ہے۔

پھر فرمایا: کسی بھائی کے گھر نہ جانا کہ وہ گناہ میں مبتلا ہو جائے۔

لوگوں نے پوچھا: وہ کیسے گناہ کرتا ہے؟

آپ نے فرمایا: تم اس کے پاس اتنا ٹھہرو کہ اس کے پاس کچھ نہ ہو۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الضَّيْفُ يُلْطَفُ لَيْلَتَيْنِ فَاِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الثَّالِثَةِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ يَأْكُلُ مَا اَدْرَكَ.

دوراتِ مہمانی خدمت ہوتی ہے اور تیسرے دن گھر کے افراد میں شمار ہوگا جو کچھ ملے کھالے۔[3]

۸۔ مجاہدین

خدا کے نزدیک مجاہدین کا درجہ بلند و رفیع ہے۔ مسلمان پر ان کا احترام لازم ہے۔ ان کی یہ عزت ان کے جہاد کی وجہ سے ہے۔[4] مجاہدین کا شمار اولیائے الٰہی میں سے ہوتا ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے جہاد کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فَاِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَتَحَهُ اللّٰهُ لِخَاصَّةِ اَوْلِيَائِهِ.

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۴۲ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضاع من الاخبار المجموعة ..... ص: ۲۴

[2] الخصال/ ج ۱ / ۱۴۹ / الضیافة ثلاثة ایام ..... ص: ۱۴۸

[3] الکافی (ط - الاسلامیة)/ ج ٦ / ۲۸۳ / باب ان الضیافة ثلاثة ایام ..... ص: ۲۸۳

[4] نہج البلاغة (للصبحی صالح) خطبہ ۱۱۰

جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے خدا نے اپنے خاص اولیا کے لئے کھولا ہے۔[۱]

بہترین مجاہدین:

خداوند عالم فرماتا ہے:

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾

معذور لوگوں کے سوا (جہاد سے منہ چھپا کے) گھر میں بیٹھنے والے اور خدا کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرنے والے ہرگز برابر نہیں ہو سکتے (بلکہ) اپنے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو گھر بیٹھ رہنے والوں پر خدا نے درجہ کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی ہے (اگرچہ) خدا نے سب ایمانداروں سے (خواہ جہاد کریں یا نہ کریں) بھلائی کا وعدہ کر لیا ہے۔ مگر غازیوں کو خانہ نشینوں پر عظیم ثواب کے اعتبار سے خدا نے بڑی فضیلت دی ہے۔[۲]

غازی افراد سے نیکی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ بَلَّغَ رِسَالَةَ غَازٍ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً وَهُوَ شَرِيكُهُ فِي ثَوَابِ غَزْوَتِهِ.

جو شخص کسی غازی کو خط پہنچاتا ہے وہ ایسا ہے کہ جس نے ایک غلام کو آزاد کیا ہو اور وہ نمازی کے ثواب میں بھی شریک ہے۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ دَعْوَتُهُمْ مُسْتَجَابَةٌ اَحَدُهُمُ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونَهُ.

تین آدمیوں کی دعا قبول ہوتی ہے ان میں سے ایک غازی ہے۔ پس دیکھو ان کے جانشین کیسے ہو۔ مجاہد کے امور کو انجام دینا مثلاً مورچہ میں جانا اس کی جانشینی کی مانند ہے۔[۴]

---

[۱] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۲۹ /فضل الجہاد..... ص:۶۹

[۲] سورۂ نساء:۹۵

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۸ / باب فضل الجہاد..... ص:۲

[۴] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۵ /۲۱ / ۳-باب انہ یستحب ان یخلف الغازی بخیر و تبلغ رسالتہ و یحرم اذاہ و غیبتہ و ان یخلف بسوء..... ص:۲۱

مجاہدین کو آزار پہنچانے کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اغْتَابَ مُؤْمِناً غَازِياً أَوْ آذَاهُ أَوْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ بِسُوءٍ نُصِبَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَسْتَغْرِقُ حَسَنَاتِهِ ثُمَّ يُرْكَسُ فِي النَّارِ إِذَا كَانَ الْغَازِي فِي طَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

جو شخص کسی مومن کی غیبت کرے یا اسے تکلیف دے یا اس کی غیبت میں اس کے اہل خانہ سے بدسلوکی کرے، جبکہ غازی (فوجی) خدا کی اطاعت کرتا ہو۔ روز قیامت اس کے لئے ایک علامت نصب ہوگی۔ اس کی نیکیاں ضائع ہو جائیں گی اور وہ دوزخ میں جائے گا کیونکہ اس نے ایک مجاہد کی اہانت کی ہے۔ [۱]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِتَّقُوا أَذَى الْمُجَاهِدِينَ فَإِنَّ اللهَ يَغْضَبُ لَهُمْ كَمَا يَغْضَبُ الرُّسُلَ......

راہِ خدا کے مجاہدین کو تکلیف دینے سے پرہیز کرو کیونکہ خداوند عالم جس طرح انبیاء علیہم السلام کے لئے ناراض ہوتا ہے ان کے لئے بھی اسی طرح غضب ناک ہوتا ہے............ [۲]

۹۔ بچے

بچے کے بارے میں بعض مطالب صلہ رحمی کے عنوان اور یتیم کے عنوان میں بیان ہوئے ہیں یہاں پر بعض روایات کو ذکر کرتے ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

بچے کا حق:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

حَقُّ الصَّغِيرِ رَحْمَتُهُ فِي تَعْلِيمِهِ وَالْعَفْوُ عَنْهُ وَالسَّتْرُ عَلَيْهِ وَالرِّفْقُ بِهِ وَالْمَعُونَةُ لَهُ.

چھوٹے بچے کا یہ حق ہے کہ اس کی تعلیم میں مہربان ہو، اس سے درگزر کرو، اس کے عیب کو پنہاں رکھو اور اس سے اچھا برتاؤ کرو اور اس کی مدد کرو۔ [۳]

بچے سے محبت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۵/۸/باب فضل الجہاد..... ص:۲

[۲] کنز العمال، ج۴، ص ۳۱۴

[۳] من لایحضرہ الفقیہ/ج۲/۶۲۵/باب الحقوق..... ص:۶۱۸

اَحِبُّوا الصِّبْیَانَ وَارْحَمُوهُمْ.

بچوں کو دوست رکھو، ان پر مہربانی کرو۔ [۱]

نیز فرمایا:

وَقِّرُوا کِبَارَکُمْ وَارْحَمُوا صِغَارَکُمْ.

بڑوں کا اکرام کرو اور بچوں پر شفقت کرو۔ [۲]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

قَالَ مُوسَیٰ علیہ السلام یَا رَبِّ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ حُبُّ الْاَطْفَالِ فَاِنِّي فَطَرْتُهُمْ عَلَى تَوْحِيدِي فَاِنْ اَمَتُّهُمْ اَدْخَلْتُهُمْ جَنَّتِي بِرَحْمَتِي.

موسیٰ بن عمران نے کہا: اے میرے پروردگار! تیرے نزدیک کون سا عمل بہتر ہے؟ اللہ نے فرمایا: بچوں سے محبت کرو کیونکہ ان کو فطرت توحید پر میں نے پیدا کیا ہے۔ اگر میں انہیں مارتا ہوں تو انہیں جنت بھی بھیجتا ہوں۔ [۳]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ يَغْضَبُ لِشَيْءٍ كَغَضَبِهِ لِلنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

بے شک خدا جتنا بچوں اور عورتوں کے بارے میں غضب ناک ہوتا ہے اتنا کسی اور چیز کے لئے نہیں ہوتا۔ [۴]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا مَشَايِخُ رُكَّعٌ وَفِتْيَانٌ خُشَّعٌ وَصِبْيَانٌ رُضَّعٌ لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبّاً.

اگر یہ بوڑھے عابد، جوان خاشع اور شیر خوار بچے نہ ہوتے تو تم پر عذاب آتے۔ [۵]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کو روانہ کرتے ہوئے یہ فرمایا:

سِيرُوا بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخاً فَانِياً وَلَا صَبِيّاً وَلَا امْرَاَةً.

زمین پر سفر کرو خدا کے نام سے، خدا کی امان کے ساتھ، خدا کے لئے اور آئین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حرکت کرو.................اور دیکھو بوڑھے ضعیفوں، بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ [۶]

---

[۱] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۴۹ / باب برالاولاد ..... ص: ۴۹

[۲] الامالی (للصدوق) / النص / ۹۴ / المجلس العشرون

[۳] مکارم الاخلاق / ۲۳۷ / الفصل العاشر فی نوادر النکاح ..... ص: ۲۳۳

[۴] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۵۰ / باب برالاولاد ..... ص: ۴۹

[۵] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۹۳ / الباب الثانی والخمسون فی احادیث منتخبۃ ..... ص: ۱۸۷

[۶] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۳۰ / باب وصیۃ رسول اللہ ص وامیر المؤمنین ع فی السرایا..... ص: ۲۷

بچوں کو سلام کہنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَمۡسٌ لَا اَدَعُهُنَّ حَتَّى الۡمَمَاتِ .... وَ التَّسۡلِيمُ عَلَى الصِّبۡيَانِ لِتَكُونَ سُنَّةً مِنۡ بَعۡدِي.

جب تک میں زندہ ہوں پانچ چیزوں کو لازمی قرار دوں گا اور ہرگز ترک نہیں کروں گا .... اور بچوں کو سلام کیا جائے تا کہ میرے بعد یہ (پانچوں) سنت قرار پائیں۔[۱]

بچوں کو خوش کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ كَانَ عِنۡدَهُ صَبِيٌّ فَلۡيَتَصَابَ لَهُ.

جس کے پاس بچہ ہے اس سے بچوں والا سلوک کرے۔[۲]

بچوں کے ساتھ کھیلنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فِي الۡجَنَّةِ دَاراً يُقَالُ لَهَا دَارُ الۡفَرَحِ لَا يَدۡخُلُهَا اِلَّا مَنۡ فَرَّحَ الصِّبۡيَانَ.

جنت میں ایک گھر ہے جسے خوشحالی کا گھر کہا جاتا ہے جس میں صرف وہی داخل ہوگا جو بچوں کو خوش کرتا ہے۔[۳]

بچے کی تعلیم کا اجر:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ رَبَّى صَغِيراً حَتَّى يَقُولُ: لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ لَمۡ يُحَاسِبۡهُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

جو شخص بچے کی تربیت کرتا جب وہ کہتا ہے کہ کہو "لا الہ الا اللہ" تو خدا تعالیٰ اس سے حساب نہیں لیتا (یعنی بخش دیتا ہے)۔[۴]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الۡمُعَلِّمَ اِذَا قَالَ لِلصَّبِيِّ بِسۡمِ اللهِ كَتَبَ اللهُ لَهُ وَلِلصَّبِيِّ وَلِوَالِدَيۡهِ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ.

جب معلم بچے سے کہتا ہے کہ بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھ تو خدا اس پر اور بچے کے والدین پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔[۵]

---

[۱] الخصال/ ج ۱/ ۲۷۱/ قول النبی ص خمس لا ادعہن حتی الممات ..... ص: ۲۷۱

[۲] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۱/ ۴۸۶/ ۹۰۔ باب استحباب التصابی مع الولد وملاعبتہ ..... ص: ۴۸۶

[۳] الجامع الصغیر، ج ۱ ص ۳۵۴

[۴] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ 68 ۷/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم. ص. با ترجمہ فارسی

[۵] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج 15، ص: ۱۶۶

بچوں کی زحمت برداشت کرنا:

روایت ہے کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ وَ اِنَّهُ اِتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا.

رسول خدا ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ وہ بچوں کو اپنے ساتھ بلاتے۔ آپ ان کے لئے دعا کرتے۔ لوگ بچے کو لے آتے اور رسول خدا ﷺ کے دامن میں بٹھاتے۔ ایک دفعہ ایک بچے نے پیشاب کر دیا۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: یہاں پر پانی ڈالو۔ یعنی آپ ذرہ بھر ناراض نہ ہوئے۔[1]

ایک اور روایت میں ہے کہ

انَّ رَسُولُ اللهِ كَانَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَبَرُكُ عَلَيْهِمْ وَ يُحَنِّكُهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهُ بَوْلَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

رسول خدا ﷺ کی یہ سنت تھی کہ لوگ بچے کو گھٹی پلانے کے لئے لاتے تو آپ بچے کو اپنی گود میں اٹھا لیتے ایک دفعہ بچے نے پیشاب کر دیا۔ آپؐ نے پانی منگوایا اور پیشاب والی جگہ کو دھویا اور بچے کو دوبارہ گود میں لے لیا۔[2]

یہ ان بچوں کے متعلق ہے جو شیر خوار تھے اور غذا نہیں کھاتے تھے۔

۱۰۔ جوان

جوان افراد معاشرے کا مہم حصہ ہیں۔ دوست و دشمن کے پاس ان کی عزت ہے کیونکہ آئندہ قوم کے معمار ہوتے ہیں، یہ ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی تبدیلیاں لاتے ہیں۔ اس لئے دشمن بھی جب چاہتا ہے کہ کوئی ملک ترقی نہ کرے تو وہ پہلے جوانوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں پھر یہ جوان دشمن کے ہاتھوں تربیت پا کر اپنے ہی ملک کے لئے مانع بن جاتا ہے۔ ان کا رشد و جسمانی سلامتی روحانیت سے پیچھے ہوتے ہیں، جسم تیزی سے ترقی کرتا ہے اور اگر اس کی روحانی تربیت نہ کی جائے تو وہ عقلی طور پر پیچھے رہ جاتا ہے لہٰذا دشمن جوانوں کی غلط تربیت کر کے اپنے ہی ملک میں فساد برپا کرنے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ اس لئے ہم سب پر لازم ہے کہ جوانوں کی ترقی، ان کے مقام اور ان کی ضروریات پر توجہ دی جائے۔ ان کی علمی و معنوی تربیت کی جائے تا کہ وہ ترقی کریں اور یہ ایک عظیم عبادت ہے۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل، ج ۶، ص ۴۶

[2] صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۶۴

جوانوں کی اہمیت:

عبدالخالق سے ایک روایت میں ہے:

سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ يَقُولُ لِاَبِي جَعْفَرٍ الْاَحْوَلِ وَ اَنَا اَسْمَعُ اَتَيْتَ الْبَصْرَةَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ كَيْفَ رَاَيْتَ مُسَارَعَةَ النَّاسِ اِلَى هَذَا الْاَمْرِ وَ دُخُولَهُمْ فِيهِ قَالَ وَ اللهِ اِنَّهُمْ لَقَلِيلٌ وَ لَقَدْ فَعَلُوا وَ اِنَّ ذَلِكَ لَقَلِيلٌ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالْاَحْدَاثِ فَاِنَّهُمْ اَسْرَعُ اِلَى كُلِّ خَيْرٍ.

میں نے سنا امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ ابوجعفر احوال جب بصرہ سے واپس آیا تو امام صادق علیہ السلام نے پوچھا: لوگوں نے تمہارا کیسا استقبال کیا؟

اس نے کہا: خدا کی قسم! وہ کم تعداد میں ہیں جو چاہتے تھے میں نے ان کے لئے انجام دیا۔

امام نے فرمایا: جوانوں پر توجہ دو کیونکہ یہ ہر نیکی میں جلدی کرتے ہیں۔[1]

جوانوں سے مشورہ:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا احْتَجْتَ اِلَى الْمَشُورَةِ فِي اَمْرٍ قَدْ طَرَاَ عَلَيْكَ فَاسْتَبْدُهُ بِبِدَايَةِ الشُّبَّانِ فَاِنَّهُمْ اَحَدُ اَذْهَانًا وَ اَسْرَعُ حَدَسًا ثُمَّ رُدَّهُ بَعْدَ ذَلِكَ اِلَى رَاْيِ الْكُهُولِ وَ الشُّيُوخِ لِيَسْتَعْقِبُوهُ وَ يُحْسِنُوا الْاِخْتِيَارَ لَهُ فَاِنَّ تَجْرِبَتَهُمْ اَكْثَرُ.

جب تمہیں کسی کام میں مشورے کی ضرورت ہو تو جوانوں کے ساتھ مشورہ کرو کیونکہ وہ تیز ذہین ہوتے ہیں۔ جلدی مسئلہ کا حل تلاش کرتے ہیں۔ پھر بزرگوں سے مشورہ کرو وہ اچھا انتخاب کرتے ہیں اور تجربہ کار بھی ہوتے ہیں۔[2]

جوانوں سے مدد لینا:

مصعب بن عمیر والدین کے پاس ثروت مند شخص تھا اس کا اکرام کرتے اور دوسرے بچوں پر برتری دیتے تھے۔ وہ مکہ سے باہر نہیں نکلا تھا۔ پس جب وہ اسلام لے آیا اور اس کے ماں باپ نے اس سے جفا کی اور شعب ابی طالب کے محاصرے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، پریشان تھا۔ اب اس کی زندگی میں سختی تھی۔ اس زمانے میں اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن قیس عمرہ رجبیہ کے لئے مکہ گئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت چاہتے تھے کہ مدینہ کے لوگوں کے پاس نمائندہ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۸/ ۹۳/ حدیث الریاح..... ص:۹۱

[2] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج ۲۰، ص: ۳۳۷

بھیجیں تا کہ وہ اسلام یاد کرائے۔ رسول خدا ﷺ نے اس جوان کو حکم دیا کہ مصعب کے ساتھ مکہ سے نکلے۔ وہ دونوں مکہ سے نکلے اور بہت سے جوانوں نے اسلام قبول کیا تھا............۔ [۱]

جوانوں کو غیروں کی ثقافت سے بچانا:

حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام کو وصیت فرمائی:

وَ اِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ كَالْاَرْضِ الْخَالِيَةِ مَا اُلْقِيَ فِيهَا مِنْ شَيْءٍ قَبِلَتْهُ فَبَادَرْتُكَ بِالْاَدَبِ قَبْلَ اَنْ يَقْسُوَ قَلْبُكَ.

بے شک! جوانوں کا دل ایک خالی سرزمین کی مانند ہوتا ہے اس میں جو کاشت کرتے ہیں وہی کاٹتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ تیرا دل سخت ہو جائے تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ [۲]

حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

بَادِرُوا اَحْدَاثَكُمْ بِالْحَدِيثِ قَبْلَ اَنْ تَسْبِقَكُمْ اِلَيْهِمُ الْمُرْجِئَةُ.

جلدی کرو اس سے پہلے کہ وہ منحرف ہو جائیں انہیں احادیث یاد کراؤ۔ [۳]

نکتہ

(۱) جوان دل خالی زمین کی طرح ہوتے ہیں اور ہر فکر قبول کرنے استعداد زیادہ ہوتی ہے۔

(۲) یاد رکھیں جو شخص خالی زمین کو آباد کرتا ہے وہ اس کا مالک ہو جایا کرتا ہے اسی طرح جو خالی ذہن کو اپنی فکر سے آباد کرے گا وہ اس ذہن کا مالک ہو جائے گا۔

(۳) الٰہی کاموں کے مسؤولین کو چاہئے کہ اس سے پہلے کہ جوانوں کے دلوں پر کوئی اور اپنا تسلط جمائے انہیں اسلامی تعلیمات سے آراستی کر دیں۔

---

[۱] قَدِمَ اَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ وَ ذَكْوَانُ بْنُ عَبْدِ قَيْسٍ .... اِلَى مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ رَجَبٍ .... فَهَلُمَّ وَ اَسْلِمْ فَاَسْلَمَ ذَكْوَانُ ثُمَّ قَالَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ وَ يَدْعُو النَّاسَ اِلَى اَمْرِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ لِمُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ وَ كَانَ فَتًى حَدَثاً مُتْرَفاً بَيْنَ اَبَوَيْهِ يُكْرِمَانِهِ وَ يُفَضِّلَانِهِ عَلَى اَوْلَادِهِمْ وَ لَمْ يَخْرُجْ مِنْ مَكَّةَ فَلَمَّا اَسْلَمَ جَفَاهُ اَبَوَاهُ وَ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ فِي الشِّعْبِ حَتَّى تَغَيَّرَ وَ اَصَابَهُ الْجَهْدُ فَاَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْخُرُوجِ مَعَ اَسْعَدَ وَ قَدْ كَانَ تَعَلَّمَ مِنَ الْقُرْآنِ كَثِيراً. (اعلام الوری باعلام الهدی (ط-القديمة) / النص / ۵۷ / الفصل السابع فی ذکر عرض رسول اللہ ص نفسه علی قبائل العرب و ما جاء من بيعة الانصار ..... ص:۵۳)

[۲] نہج البلاغة (للصبحی صالح) / ۳۹۳ / ۳۱ و من [وصیة] وصیة له ع للحسن بن علی ع کتبها الیه بحاضرین عند انصرافه من صفين..... ص:۳۹۱

[۳] وسائل الشیعة / ج ۱۷ / ۳۳۱ / ۱۰۵ - باب ما ینبغی تعلمه و تعلیمه من العلوم و ما لا ینبغی ص:۳۲۶

جوانوں کومناظرہ کی تعلیم دینا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَرُّوا الْاَحْدَاثَ بِالْمِرَاءِ وَالْجِدَالِ.

جوانوں کوحکم دو کہ وہ مناظرہ سیکھیں۔[1]

اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ مناظرہ صحیح اوراحسن طریقے سے ہواس میں لڑائی جھگڑانہ ہو، باطل سے پرہیز کیا جائے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

بَادِرُوا اَحْدَاثَكُمْ بِالْحَدِيثِ.

جوانوں کوحکم دو کہ وہ مناظرہ سیکھیں۔[2]

اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ مناظرہ صحیح اوراحسن طریقے سے ہواس میں لڑائی جھگڑانہ ہو، باطل سے پرہیز کیا جائے۔

جوانوں کی شادی کرانا:

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

اَتَى رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله شَابٌّ مِنَ الْاَنْصَارِ فَشَكَا اِلَيْهِ الْحَاجَةَ فَقَالَ لَهُ تَزَوَّجْ فَقَالَ الشَّابُّ اِنِّي لَاَسْتَحْيِي اَنْ اَعُودَ اِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله فَلَحِقَهُ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اِنَّ لِي بِنْتاً وَسِيمَةً فَزَوَّجَهَا اِيَّاهُ قَالَ فَوَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ [قَالَ] فَاَتَى الشَّابُّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ عَلَيْكُمْ بِالْبَاهِ.

انصار کا ایک جوان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اوراپنی ضرورت کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا: شادی کرو۔

جوان نے کہا: مجھے (کسی سے کہتے ہوئے) شرم آتی ہے۔

پس ایک انصاری آدمی نے شادی کے لئے تجویز دی کہ اس کی ایک خوبصورت بیٹی ہے۔

اس کے بعد اس جوان کی شادی ہوجاتی ہے۔ شادی کے بعد وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اس کی روزی میں برکت تھی۔

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۷ / ۳۳۱ / ۱۰۵ - باب ماینبغی تعلمہ وتعلیمہ من العلوم ومالا ینبغی ..... ص: ۳۲۶

[2] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج ۲۰، ص: ۲۸۵

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے گروہِ جوانان! تمہیں ضرور شادی کرنی چاہیے۔[1]

پہلے بھی گزر چکا ہے کہ ایک مرد کے لئے ضروری ہے کہ شادی کرے اس کے فوائد کے حوالے سے بھی بات ہو چکی ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

اتَّخِذُوا الْاَهْلَ فَاِنَّهُ اَرْزَقُ لَكُمْ.

شادی کرو کہ یہ روزی میں اضافے کا باعث ہے۔[2]

جوان کی زینت کی اہمیت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

يَا غُلَامُ عِنْدَكَ ثَوْبَانِ بِخَمْسَةِ دَرَاهِمَ قَالَ نَعَمْ عِنْدِي ثَوْبَانِ اَحَدُهُمَا اَخْيَرُ مِنَ الْآخَرِ وَاحِدٌ بِثَلَاثَةٍ وَ الْآخَرُ بِدِرْهَمَيْنِ قَالَ هَلُمَّهُمَا فَقَالَ يَا قَنْبَرُ خُذِ الَّذِي بِثَلَاثَةٍ قَالَ اَنْتَ اَوْلَى بِهِ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ تَصْعَدُ الْمِنْبَرَ وَ تَخْطُبُ النَّاسَ قَالَ يَا قَنْبَرُ اَنْتَ شَابٌّ وَ لَكَ شِرَّةُ الشَّبَابِ وَ اَنَا اَسْتَحِي مِنْ رَبِّي اَنْ اَتَفَضَّلَ عَلَيْكَ.

حضرت علی علیہ السلام اپنے غلام قنبر کے ساتھ بازار میں گئے اور دو قمیص خریدیں۔ ایک تھوڑی سی سستی اور دوسری قیمتی تھی۔

حضرت نے فرمایا: قنبر! دونوں قمیص لے آؤ۔

پھر فرمایا: اے قنبر! تم قیمتی قمیص لے لو۔

قنبر نے کہا: اے آقا! آپ اچھی قمیص کے مجھ سے زیادہ حقدار ہیں۔ جب آپ منبر پر جائیں گے تو لوگ اس قمیص میں دیکھیں گے۔

امام نے فرمایا: اے قنبر! تم جوان ہو میں اس بات سے حیا کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو تم پر مقدم کروں۔[3]

جوانوں کی تربیت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا عَاتَبْتَ الْحَدَثَ فَاتْرُكْ لَهُ مَوْضِعاً مِنْ ذَنْبِهِ لِئَلَّا يَحْمِلَهُ الْاِخْرَاجُ عَلَى الْمُكَابَرَةِ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۳۳۰ / باب ان التزویج یزید فی الرزق..... ص: ۳۳۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۳۲۹ / باب کراہۃ العزبۃ..... ص: ۳۲۸

[3] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۱۰۰ / ۹۳ / باب ۱ آداب التجارۃ وادعیتہا وادعیۃ السوق وذمہ..... ص: ۹۰

جب تم کسی جوان کی سرزنش کروگے تو وہ خطا سے باز نہیں آئے گا۔اس سے پر سختی نہ کرو۔[۱]

علم کے لئے تنبیہ:

دوامام بزرگوار امام باقر علیہ السلام وجعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ اُتِيتُ بِشَابٍّ مِنْ شَبَابِ الشِّيعَةِ لَا يَتَفَقَّهُ لَاَدَّبْتُهُ.

جب تمہیں شیعہ جوان ملے جو دین شناس نہیں ہے تو اسے ادب سکھاؤ۔[۲]

۱۱۔ بوڑھے افراد

اسلام میں بزرگ افراد کی بڑی اہمیت ہے ان کے حقوق کی رعایت کے بارے میں بڑی تاکید ہوئی ہے۔خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کے بارے میں بزرگوں کے حقوق کی رعایت کے بارے میں فرمایا:

وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝۲۳

اوران سب کے پیچھے دوعورتوں (حضرت شعیبؑ کی بیٹیوں) کو دیکھا کہ وہ (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں۔موسیٰؑ نے پوچھا کہ تمہارا کیا مطلب ہے۔وہ بولیں جب تک سب چرواہے (اپنے جانوروں کو) خوب چھک کے پانی پلا کر پھر نہ جائیں ہم نہیں پلا سکتے اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں۔[۳]

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے بھائی بنیامین کی مصر کے زندان سے رہائی کے لئے جو کچھ کیا وہ قرآن مجید میں اس طرح ہے:

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۷۸

ان لوگوں نے کہا اے عزیز (بنیامین) کے والد بہت بوڑھے (آدمی) ہیں (اوراس کو بہت چاہتے ہیں) تو آپ اس کے عوض ہم سے کسی کو لے لیجیے (اوراس کو چھوڑ دیجیے) کیونکہ ہم آپ کو بہت نیکوکار بزرگ سمجھتے ہیں۔[۴]

---

[۱] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج۲۰، ص:۳۳۳

[۲] بحارالانوار(ط-بیروت)/ج۱/۲۱۴/باب۶ العلوم التی امر الناس بتحصیلھا و ینفعھم وفیہ تفسیر الحکمۃ..... ص:۲۰۹

[۳] سورۂ قصص:۲۳

[۴] سورۂ یوسف:۸۷

بزرگوں کی عظمت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الشَّيْخُ فِي أَهْلِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ.

بوڑھے افراد اپنے خاندان میں ایسے ہیں جیسے امت میں انبیاء ہوتے ہیں۔[1]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ أَنْ يَكُونَ شُيُوخُهُمْ بِمَنْزِلَةِ أَبِيكَ وَ شُبَّانُهُمْ بِمَنْزِلَةِ إِخْوَتِكَ وَ عَجَائِزُهُمْ بِمَنْزِلَةِ أُمِّكَ وَ الصِّغَارُ بِمَنْزِلَةِ أَوْلَادِكَ.

مسلمانوں کے حقوق یہ ہیں کہ بوڑھے آدمی تمہارے باپ کی مانند اور تمہارے جوان تمہارے بھائی اور بوڑھی عورتیں تمہاری مائیں اور بچے تمہاری اولاد ہیں۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کو وصیت میں فرمایا:

وَ ارْحَمْ مِنْ أَهْلِكَ الصَّغِيرَ وَ وَقِّرْ مِنْهُمُ الْكَبِيرَ.

اپنے بچوں پر مہربان رہو اور بوڑھوں کی وقار و عزت کرو۔[3]

جنگ بوڑھوں کے قتل کی نہی:

اسلام نے بوڑھے کی بڑی عظمت بیان کی ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی گروہ کو جنگ کے لئے بھیجتے تو پہلے اپنے پاس بٹھاتے اور فرماتے کہ

.........وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخاً فَانِياً

............اور بوڑھے شخص کو قتل نہ کرنا۔[4]

بوڑھوں کی عزت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ج۲/۴۷۶/مجلس فی ذکر ایذان الشیب والخضاب وفتح التصابی..... ص:۴۷۴

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ج۲/۶۲۵/باب الحقوق..... ص:۶۱۸

[3] الامالی (للمفید)/النص/۲۲۲/المجلس السادس والعشرون

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۵/۲۷/باب وصیۃ رسول اللہ ص وامیر المؤمنین ع فی السرایا..... ص:۲۷

مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ اِجْلَالُ ذِی الشَّیْبَةِ الْمُسْلِمِ.

جس نے سفید ریش بزرگ مسلمان کی عزت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی عزت کی۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَرَفَ فَضْلَ کَبِیرٍ لِسِنِّهٖ فَوَقَّرَهٗ آمَنَهُ اللّٰهُ مِنْ فَزَعِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ.

جو شخص بوڑھے کی شناخت رکھتا ہے اور اس کا احترام کرتا ہے خدا اسے قیامت کے دن خوف سے امان دے گا۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا یَجْهَلُ حَقَّهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْرُوفٌ بِالنِّفَاقِ ذُو الشَّیْبَةِ فِی الْاِسْلَامِ وَ حَامِلُ الْقُرْآنِ وَ الْاِمَامُ الْعَادِلُ.

تین افراد ایسے ہیں کہ ان کا حق ہر کوئی پہنتا ہے سوائے منافق معروف کے (۱) بوڑھا مسلمان (۲) حامل قرآن (۳) امام عادل[3]

سفید ریش مسلمان کی اہانت کا نتیجہ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اسْتَخَفَّ بِمُؤْمِنٍ ذِی شَیْبَةٍ اَرْسَلَ اللّٰهُ اِلَیْهِ مَنْ یَسْتَخِفُّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ.

جو شخص کسی سفید ریش مسلمان کو حقیر سمجھے تو خدا کسی کو اس کے پاس اس طرح بھیجتا ہے تا کہ مرنے سے پہلے اسے حقیر سمجھا جائے۔[4]

۱۲۔ یتیم افراد

اسلام نے یتیم کے حقوق کی رعایت کی بڑی تاکید کی ہے۔

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۶۵ / باب اجلال الکبیر..... ص:۱۶۵
[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۶۵۸ / باب وجوب اجلال ذی الشیبۃ المسلم..... ص:۶۵۸
[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۶۵۸ / باب وجوب اجلال ذی الشیبۃ المسلم..... ص:۶۵۸
[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۶۵۸ / باب وجوب اجلال ذی الشیبۃ المسلم..... ص:۶۵۸

تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا۔[۱]

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ.

اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ لیکن اس طریقہ پر کہ (اس کے حق میں) بہتر ہو۔[۲]

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ

اور تم سے لوگ یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں تم (ان سے) کہہ دو کہ ان کی اصلاح (و درستی) بہتر ہے۔[۳]

یتیم نوازی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَثَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى بِرِّ الْيَتَامَى-لِانْقِطَاعِهِمْ عَنْ آبَائِهِمْ.

جو شخص یتیم کی حفاظت کرتا ہے خدا اس کی حفاظت کرتا ہے کیونکہ یتیم اپنے باپ سے جدا ہوتا ہے۔[۴]

حضرت علیہ السلام نے فرمایا:

اللهَ اللهَ فِي الْاَيْتَامِ فَلَا تُغِبُّوا اَفْوَاهَهُمْ وَلَا يَضِيعُوا بِحَضْرَتِكُمْ.

خدا کیلئے، خدا کے لئے یتیموں پر توجہ دیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھوکے رہ جائیں اور تمہاری موجودگی میں تباہ ہو جائیں۔[۵]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ بُيُوتِكُمْ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ اِلَيْهِ وَشَرُّ بُيُوتِكُمْ بَيْتٌ يُسَاءُ اِلَيْهِ.

تمہارا بہترین گھر وہ گھر ہے جس میں یتیم سے نیکی کی جائے اور بدترین وہ گھر ہے جس میں یتیم سے برا سلوک ہو۔[۶]

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یتیم نوازی:

عبداللہ بن جعفر کہتا ہے:

اَحْفَظُ حِينَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ عَلَى اُمِّي فَنَعَى اِلَيْهَا اَبِي وَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَمْسَحُ عَلَى رَاْسِي وَرَاْسِ

---

[۱] سورۂ ضحیٰ: ۹

[۲] سورۂ انعام: ۱۵۲، سورۂ اسراء: ۳۴

[۳] سورۂ بقرہ: ۲۲۰

[۴] التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری/ ۸/ ۳۳۸/ [الحث علی رعایۃ حق قرابات ابوی الدین:]..... ص: ۳۳۳

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۷/ ۵۱/ باب صدقات النبی ص و فاطمۃ والائمۃ ع ووصایاہم..... ص: ۴۷

[۶] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج ۳، ص: ۴۷۴

اَخِي وَ عَيْنَاهُ يُهْرِقَانِ الدُّمُوعَ حَتَّى تَقَطَّرَ لِحْيَتُهُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ جَعْفَراً قَدْ قَدِمَ اِلَى حُسْنِ الثَّوَابِ فَاخْلُفْهُ فِي ذُرِّيَّتِهِ بِأَحْسَنِ مَا خَلَفْتَ اَحَداً مِنْ عِبَادِكَ فِي ذُرِّيَّتِهِ ثُمَّ اِنَّهُ ﷺ قَالَ يَا اَسْمَاءُ اَلَا اُبَشِّرُكِ قَالَتْ بَلَى بِاَبِي اَنْتَ وَ اُمِّي قَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَعَلَ لِجَعْفَرٍ جَنَاحَيْنِ يَطِيرُ بِهِمَا فِي الْجَنَّةِ.

مجھے یاد ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ کے پاس گئے تا کہ میرے والد کی شہادت کی خبر دیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے اور میرے بھائیوں کے سر پر ہاتھ پھیرایا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آپ کی داڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی۔

پھر فرمایا: خدایا! جعفر کو اجر عظیم عطا فرما۔ تم اس کے بچوں میں جانشین بنو تم اس کی اولاد میں سے جانشینی کے لائق ہو۔

پھر فرمایا: اے اسماء! کیا تجھے بشارت نہ دوں؟

انہوں نے کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ ہاں!

آپ نے فرمایا: خدا نے جعفرؑ کو دو پر عطا کئے ہیں تا کہ ان سے جنت میں پرواز کر سکے۔ [1]

حضرت علی علیہ السلام کی یتیم نوازی:

روایت میں ہے کہ:

اِجْتَازَ لَيْلَةً عَلَى امْرَاَةٍ مِسْكِينَةٍ لَهَا اَطْفَالٌ صِغَارٌ يَبْكُونَ مِنَ الْجُوعِ وَ هِيَ تُشَاغِلُهُمْ وَ تُلْهِيهِمْ حَتَّى يَنَامُوا وَ كَانَتْ قَدْ اَشْعَلَتْ نَاراً تَحْتَ قِدْرٍ فِيهَا مَاءٌ لَا غَيْرُ وَ اَوْهَمَتْهُمْ اَنَّ فِيهَا طَعَاماً تَطْبُخُهُ لَهُمْ فَعَرَفَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ﷺ حَالَهَا فَمَشَى وَ مَعَهُ قَنْبَرٌ اِلَى مَنْزِلِهِ فَاَخْرَجَ قَوْصَرَةَ تَمْرٍ وَ جِرَابَ دَقِيقٍ وَ شَيْئاً مِنَ الشَّحْمِ وَ الْاَرُزِّ وَ الْخُبْزِ وَ حَمَلَهُ عَلَى كَتِفِهِ الشَّرِيفِ فَطَلَبَ قَنْبَرٌ حَمْلَهُ فَلَمْ يَفْعَلْ فَلَمَّا وَصَلَ اِلَى بَابِ الْمَرْاَةِ اسْتَاْذَنَ عَلَيْهَا فَاَذِنَتْ لَهُ فِي الدُّخُولِ فَرَمَى شَيْئاً مِنَ الْاَرُزِّ فِي الْقِدْرِ وَ مَعَهُ شَيْءٌ مِنَ الشَّحْمِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ نَضْجِهِ غَرَفَ لِلصِّغَارِ وَ اَمَرَهُمْ بِاَكْلِهِ فَلَمَّا شَبِعُوا اَخَذَ يَطُوفُ فِي الْبَيْتِ وَ يُبَعْبِعُ لَهُمْ فَاَخَذُوا فِي الضَّحِكِ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ لَهُ قَنْبَرٌ يَا مَوْلَايَ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ شَيْئاً عَجِيباً قَدْ عَلِمْتُ سَبَبَ بَعْضِهِ وَ هُوَ حَمْلُكَ الزَّادَ طَلَباً لِلثَّوَابِ اَمَّا طَوَافُكَ فِي الْبَيْتِ عَلَى يَدَيْكَ وَ رِجْلَيْكَ وَ الْبَعْبَعَةُ فَمَا اَدْرِي سَبَبَ ذٰلِكَ فَقَالَ ﷺ يَا قَنْبَرُ اِنِّي دَخَلْتُ عَلَى هٰؤُلَاءِ الْاَطْفَالِ وَ هُمْ يَبْكُونَ مِنْ شِدَّةِ الْجُوعِ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُخْرِجَ عَنْهُمْ وَ هُمْ يَضْحَكُونَ مَعَ الشِّبَعِ فَلَمْ اَجِدْ سَبَباً سِوَى مَا فَعَلْتُ.

ایک رات حضرت علی علیہ السلام ایک غریب عورت کے گھر کے قریب سے گزرے کہ جس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے وہ بھوک سے گریہ کر رہے تھے ان کی ماں انہیں لوریاں دے رہی تھی تا کہ وہ سو جائیں اس عورت کے چولہے پر ایک دیگچی رکھی

---

[1] مسکن الفؤاد عند فقد الاحبة والاولاد، ص:۱۰۶

ہوئی تھی جس میں پانی کے علاوہ کچھ نہیں تھا تا کہ بچے دیکھ لیں کہ گھر میں کچھ پک رہا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام جب اس کے حال سے باخبر ہوئے تو آپ نے اپنے غلام قنبر کو گھر بھیجا تا کہ کچھ کھجوریں، آٹے کا تھیلا، تھوڑا تیل، روٹی اور چاول گھر سے لے آئے۔ قنبر نے یہ سارا مال اپنی پیٹھ پر اٹھالا یا اور مولا قنبر کے ساتھ اس عورت کے گھر آئے قنبر نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ گھر میں داخل ہو کر دیگچی میں کچھ تیل اور چاول ڈالے، پکنے کے بعد برتن میں ڈال کر بچوں کو کھلائے۔ ان کے سیر ہونے کے بعد مولا ان کے گھر میں ادھر ادھر چلنے اور بچوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے لگے۔ بچے خوش ہو گئے۔ گھر سے نکلنے کے بعد قنبر نے آپ سے پوچھا: میرے آقا! اس طرح آپ کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا، اس کا راز مجھے معلوم نہیں۔ گھر میں ادھر ادھر چلنے کا کیا مقصد تھا؟ آپ نے فرمایا: اے قنبر! چونکہ گھر میں داخل ہوا تھا تو بچے سخت بھوک میں تھے۔ میں چاہتا تھا کہ بچے سیر ہو کر کھانا کھائیں اور ہنسیں اس کے علاوہ کوئی وجہ نہیں ہے۔[۱]

یتیم کا ادب کرنا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَدِّبِ الْيَتِيمَ مِمَّا تُؤَدِّبُ مِنْهُ وَلَدَكَ

یتیم کا اپنے بچوں کی مانند ادب کرو۔[۲]

یتیم کو پالنا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ مَنْ آوَى الْيَتِيمَ وَ رَحِمَ الضَّعِيفَ وَ اَشْفَقَ عَلَى وَالِدَيْهِ وَ رَفَقَ بِمَمْلُوكِهِ.

جس شخص میں چار صفات ہوں وہ جنت میں جاتا ہے: (۱) جو یتیم کو پالنے کے لئے پناہ دیتا ہے، (۲) جو ضعیف پر رحم کرے، (۳) ماں سے مہربان ہو اور (۴) اپنے غلام سے اچھا سلوک کرتا ہو۔[۳]

مال یتیم کی حفاظت:

ارشاد رب العزت ہے:

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا.

---

[۱] کشف الیقین فی فضائل امیر المؤمنین علیہ السلام، النص، ص: ۱۱۵، ۱۱۶

[۲] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۱/ ۴۷۹/ ۸۵- باب انہ یجوز للانسان ان یؤدب الیتیم مما یؤدب ولدہ ویضربہ مما یضرب ولدہ..... ص: ۴۷۸

[۳] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۳۳/ ثواب ایواء الیتیم ورحمۃ الضعیف والشفقۃ علی الوالدین والبر بالمملوک..... ص: ۱۳۳

اور یتیموں کو کاروبار میں لگائے رہو یہاں تک کہ بیاہنے کے قابل ہوں پھر (اس وقت) تم انہیں (ایک مہینے کا خرچ ان کے ہاتھ سے کرا کے) اگر ہوشیار پاؤ تو ان کا مال ان کے حوالے کردو اور (خبردار) ایسا نہ کرنا کہ اس خوف سے کہ کہیں یہ بڑے ہوجائیں گے فضول خرچی کر کے جھٹ پٹ ان کا مال چٹ کر جاؤ۔ اور جو (ولی یا سرپرست) دولت مند ہو تو وہ (مالِ یتیم اپنے صرف میں لانے سے) بچتا رہے۔ اور ہاں جو محتاج ہو وہ البتہ (واجبی واجبی) دستور کے مطابق کھا سکتا ہے۔ پس جب ان کا مال ان کے حوالے کرنے لگو تو لوگوں کو ان کا گواہ بنا لو اور (یوں تو) حساب لینے کو خدا کافی ہے۔ [۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

انْقِطَاعُ يُتْمِ الْيَتِيمِ بِالاحْتِلَامِ وَهُوَ اَشُدُّهُ وَاِنِ احْتَلَمَ وَلَمْ يُؤْنَسْ مِنْهُ رُشْدٌ وَكَانَ سَفِيهاً اَوْ ضَعِيفاً فَلْيُمْسِكْ عَنْهُ وَلِيُّهُ مَالَهُ.

یتیم کی یتیمی اس کے بالغ ہونے کے بعد ختم ہوجاتی ہے اگر اسے احتلام ہو لیکن اس کی رشد نہ ہو تو سمجھو وہ یا ضعیف ہے یا پاگل ہے۔ اس کے ولی پر ضروری ہے کہ اس کے مال کی حفاظت کرے۔ [۲]

ابوبصیر کہتا ہے:

هَذَا رَجُلٌ يَحْبِسُ نَفْسَهُ لِلْيَتِيمِ عَلَى حَرْثٍ اَوْ مَاشِيَةٍ وَ يَشْغَلُ فِيهَا نَفْسَهُ فَلْيَأْكُلْ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَيْسَ لَهُ ذَلِكَ فِي الدَّنَانِيرِ وَ الدَّرَاهِمِ الَّتِي عِنْدَهُ مَوْضُوعَةٌ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے "وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ" (اور جو (ولی یا سرپرست) دولت مند ہو تو وہ (مالِ یتیم اپنے صرف میں لانے سے) بچتا رہے) [۳] کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ آیت اس شخص کے بارے میں ہے جو اپنی زراعت وقف کرتا ہے یتیم کے لئے اور وہ ان امور میں مشغول ہے پس یتیم کے مال کو درست استعمال کرو اگر کسی یتیم کی نقد رقم تمہارے پاس ہے تو اسے خرچ کا حق نہیں رکھتا ہے۔ [۴]

یتیم نوازی کے آثار:

نرم دلی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

......**وَ تَحَنَّنُوا عَلَى اَيْتَامِ النَّاسِ يُتَحَنَّنْ عَلَى اَيْتَامِكُمْ**

---

[۱] سورۂ نساء: ۴

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۷ / ۶۸ / باب الوصی یدرک ایتامہ فیمتنعون من اخذ مالہم ..... ص: ۶۸

[۳] سورۂ نساء: ۶

[۴] وسائل الشیعۃ / ج ۱۷ / ۲۵۳ / ۲۷ - باب انہ یجوز لقیم مال الیتیم والوصی ان یتناول منہ اجرۃ مثلہ مع الحاجۃ ..... ص: ۲۵۰

............لوگوں کو یتیموں پر مہربان ہونا چاہیے تا کہ وہ تمہارے یتیموں پر مہربان ہو۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَنْكَرَ مِنْكُمْ قَسَاوَةَ قَلْبِهِ فَلْيَدْنُ يَتِيماً فَيُلَاطِفُهُ وَ لْيَمْسَحْ رَاْسَهُ يَلِينُ قَلْبُهُ بِاِذْنِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَاِنَّ لِلْيَتِيمِ حَقّاً.

تم میں سے جو شخص سنگ دلی کا شکار ہو گیا وہ اسے یتیم کے نزدیک ہو اور اس پر شفقت کرے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرے۔ ایسی صورت میں اس کا دل خدا کے حکم سے نرم ہو جائے گا پس یہ یتیم کا حق ہے۔[2]

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

يُقْعِدُهُ عَلَى خِوَانِهِ وَ يَمْسَحُ رَاْسَهُ يَلِينُ قَلْبُهُ.

جب دسترخوان بچھایا تو یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرے اس سے اس کا دل نرم پڑ جائے گا۔[3]

معزز ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ اَكْرَمَهُمْ اَكْرَمَهُ اللهُ.

ہر وہ شخص جو یتیم کو عزت دے اللہ تعالیٰ اس کو عزت دیتا ہے۔[4]

جنت کا حقدار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْيَتِيمَ اِذَا بَكَى اهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ فَيَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مَنْ هَذَا الَّذِي اَبْكَى عَبْدِيَ الَّذِي اَسْلَبْتُهُ اَبَوَيْهِ فِي صِغَرِهِ فَوَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَا يُسْكِتُهُ اَحَدٌ اِلَّا اَوْجَبْتُ لَهُ الْجَنَّةَ.

جب بھی یتیم روئے، اس کے لئے عرش الٰہی لرز جاتا ہے اور خدا فرماتا ہے کون ہے جس نے میرے بندے کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ وہ رو رہا ہے۔ میری عزت وجلال کی قسم! وہ اچھے سلوک کرنے والے کو جنت میں بھیجتا ہے۔[5]

اسی طرح فرمایا:

يَا عَلِيُّ! مَنْ كَفَى يَتِيماً فِي نَفَقَتِهِ بِمَالِهِ حَتَّى يَسْتَغْنِيَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ.

---

[1] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۹۴/ المجلس العشرون

[2] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۸۸/ باب النوادر..... ص:۱۸۶

[3] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۸۸/ باب النوادر..... ص:۱۸۶

[4] التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری علیہ السلام/ ۳۳۸/ [الحث علی رعایۃ حق قرابات ابوی الدین:]..... ص:۳۳۳

[5] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۰۰/ ثواب من سکت یتیما عند بکاۂ..... ص:۲۰۰

اے علیؑ! جوشخص اپنے مال سے یتیم کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ اس پر جنت واجب ہوجاتی ہے۔[۱]

نیز فرمایا:

مَنْ ضَمَّ يَتِيماً بَيْنَ اَبَوَيْنِ مُسْلِمَيْنِ حَتَّى يَسْتَغْنِيَ- فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ.

جوشخص یتیم کو اپنے خاندان کے ساتھ ملا لیتا ہے اور خاندان کا فرد شمار ہو تو اس پر جنت واجب ہے۔[۲]

جنت کا بہترین کمرہ:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اَسْكَنَهُ اللهُ فِي اَعْلَى عِلِّيِّينَ فِي غُرَفٍ فَوْقَ غُرَفٍ فِي مَحَلِّ الشَّرَفِ كُلِّ الشَّرَفِ مَنْ آوَى الْيَتِيمَ وَ نَظَرَ لَهُ فَكَانَ لَهُ اَباً رَحِيماً.

چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی مومن میں پائی جاتی ہو تو خدا اس کے درجات بلند کرتا ہے اور جنت میں بہترین کمرہ عطا کرتا ہے۔ جوشخص یتیم کو پناہ دیتا ہے اور اس پر توجہ دے اور اس کے لئے مہربان کی مانند ہو۔[۳]

یتیم کی پرورش کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَالَ ثَلَاثَةً مِنَ الْاَيْتَامِ كَانَ كَمَنْ قَامَ لَيْلَهُ وَ صَامَ نَهَارَهُ وَ غَدَا وَ رَاحَ شَاهِرًا سَيْفَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ كُنْتُ اَنَا وَ هُوَ فِي الْجَنَّةِ اَخَوَيْنِ.

جوشخص تین یتیموں کی سرپرستی کرتا ہے وہ اس کی مانند ہے کہ جو رات کو عبادت کرتا ہو اور دن کو روزہ رکھتا ہو اور اس شخص کی مانند ہے کہ جو راہ خدا میں تلوار سے جہاد کرتا ہے۔[۴]

یتیم سے محبت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِ يَتِيمٍ تَرَحُّماً لَهُ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مَرَّتْ عَلَيْهِ يَدُهُ حَسَنَةً وَ اِنْ وَجَدْتَهُ بَاكِياً فَسَكِّتْهُ بِلُطْفٍ وَ رِفْقٍ.

جوشخص اپنے ہاتھ کو شفقت کے ساتھ یتیم کے سر پر پھیرتا ہے خدا اس کے سر کے ہر بال کے برابر اُسے نیکیاں عطا فرماتا ہے، اگر اسے روتے ہوئے دیکھو تو اسے آنسو پونچھو اور اس کے ساتھ شفقت سے پیش آؤ۔[۵]

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ / ج ۴ / ۲۷۳ / باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[۲] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار / النص / ۱۶۷ / الفصل السادس عشر فی ذکر الایتام..... ص: ۱۶۷

[۳] الامالی (للمفید) / النص / ۱۶۷ / المجلس الحادی والعشرون

[۴] کنز العمال؛ ج ۱۵ ص ۱۷۷

[۵] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج 79 / ۸۰ / باب ۱۶ التعزیۃ والماتم وآدابھما واحکامھا..... ص: ۱۷

اسی طرح فرمایا:

يَا عَلِيُّ مَنْ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِ يَتِيمٍ تَرَحُّماً لَهُ أَعْطَاهُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُوراً يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اے علیؑ! جو کوئی اپنا ہاتھ شفقت کے ساتھ یتیم کے سر پر پھیرتا ہے خدا اسے ہر بال کے برابر روز قیامت نور عطا فرمائے گا۔[1]

یتیم کو تکلیف دینے کا انجام:

خداوند قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا.

جو لوگ یتیموں کے مال ناحق چٹ کر جایا کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بس انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب جہنم واصل ہوں گے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ رَأَيْتُ قَوْماً تُقْذَفُ فِي أَجْوَافِهِمُ النَّارُ- وَ تَخْرُجُ مِنْ أَدْبَارِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرَئِيلُ فَقَالَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْماً.

جب میں معراج پر گیا تو ایک ایسے گروہ کو دیکھا کہ جن کے شکم میں آگ ڈالی جا رہی تھی اور ان کی پشت سے نکل رہی تھی۔

میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟

جبرائیلؑ نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے تھے۔[3]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ أَوْعَدَ فِي أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ عُقُوبَتَيْنِ عُقُوبَةً فِي الدُّنْيَا وَ عُقُوبَةً فِي الْآخِرَةِ.

بے شک خدا نے یتیم کے مال کو کھانے کے لئے دو عذاب دیئے ہیں۔ دنیا اور آخرت میں عذاب۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ فِي كِتَابِ عَلِيٍّ عليه السلام أَنَّ آكِلَ مَالِ الْيَتِيمِ سَيُدْرِكُهُ ذَلِكَ فِي عَقِبِهِ مِنْ بَعْدِهِ فِي الدُّنْيَا وَ يَلْحَقُهُ وَبَالُ ذَلِكَ فِي الْآخِرَةِ.

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۴/ ۵۷۶۲/ باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[2] سورۂ نساء: ۱۰

[3] وسائل الشیعۃ/ ج۱۷/ ۲۴۸/ ۰۷-باب تحریم اکل مال الیتیم ظلما..... ص: ۲۴۴

[4] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۳/ ۵۶۵/ باب معرفۃ الکبائر التی اوعد اللہ عزوجل علیہا النار..... ص: ۵۶۱

حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں ملتا ہے کہ جو شخص یتیم کا مال کھاتا ہے اسے دنیا اور اس کے بعد اس کی اولاد کو عذاب پہنچتا ہے۔[1]

یتیموں کی سرپرستی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ اَشَدُّ مِنْ يُتْمِ هٰذَا الْيَتِيمِ، يَتِيمٌ اِنْقَطَعَ عَنْ اِمَامِهِ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْوُصُولِ اِلَيْهِ، وَلَا يَدْرِي كَيْفَ حُكْمُهُ فِيمَا يُبْتَلَى بِهِ مِنْ شَرَائِعِ دِينِهِ.

اَلَا فَمَنْ كَانَ مِنْ شِيعَتِنَا عَالِماً بِعُلُومِنَا، وَ هٰذَا الْجَاهِلُ بِشَرِيعَتِنَا- الْمُنْقَطِعُ عَنْ مُشَاهَدَتِنَا يَتِيمٌ فِي حِجْرِهِ.

اَلَا فَمَنْ هَدَاهُ وَ اَرْشَدَهُ وَ عَلَّمَهُ شَرِيعَتَنَا- كَانَ مَعَنَا فِي الرَّفِيقِ الْاَعْلَى.

اپنے باپ سے محروم ہونا یتیمی ہے لیکن اس سے بھی سخت یتیمی اپنے امام سے جدا ہونا ہے اور وہ بھی ایسی جدائی جس میں امام تک رسائی بھی نہ ہو۔

آگاہ رہو! جو فرد آنے والے کل میں ہماری شریعت سے محروم ہے وہ ہمارے دیدار سے بھی محروم ہے۔

آگاہ رہو! جو یتیم کی ہدایت و رہنمائی کرتا ہے اسے ہماری شریعت کو یاد کرنا چاہیے۔ ایسی صورت میں اس کا مقام اعلیٰ و ارفع ہوگا۔[2]

۱۳۔ فقیر لوگ

غریب لوگوں پر بھی توجہ دینے کی تاکید کی گئی ہے۔ خداوند عالم ان کے بارے میں قرآن میں تاکید فرماتا ہے۔ یتیم کی خدمت کرنے والے کو دنیا و آخرت میں ثواب ملتا ہے۔ لوگوں کو اپنے مال کا کچھ حصہ صدقات واجب و مستحب میں سے ان غریبوں کے لئے مختص کرنا چاہئے۔

خدا فرماتا ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ.

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۷/ ۲۴۷/ ۲۰۷۔ باب تحریم اکل مال الیتیم ظلما..... ص: ۲۴۴

[2] التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری علیہ السلام، ص: ۳۳۹

صدقات فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں۔[1]

دوسری آیت میں ہے:

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ.

اگر خیرات کو ظاہر میں دو تو یہ (ظاہر کر کے دینا) بھی اچھا ہے۔ اور اگر اس کو چھپاؤ اور حاجت مندوں کو دو تو یہ (چھپا کر دینا) تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ اور (ایسے دینے کو) خدا تمہارے گناہوں کا کفارہ کر دے گا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خبر دار ہے۔[2]

اس کے برعکس غریبوں کے حقوق پر توجہ نہ دینا عذاب الٰہی کا سبب ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے:

إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِنْ رَبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿١٩﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ﴿٢٠﴾

جس طرح ہم نے ایک باغ والوں کا امتحان لیا تھا اسی طرح ان کا امتحان لیا جب انہوں نے قسمیں کھا کھا کر کہا کہ صبح ہوتے ہم اس کا میوہ ضرور توڑ ڈالیں گے اور ان شاء اللہ نہ کہا تو یہ لوگ پڑے سو رہے تھے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے (راتوں رات) ایک بلا چکر لگا گئی تو وہ (سارا باغ جل کر) ایسا ہو گیا جیسے بہت کالی رات۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وَاسَى الْفَقِيرَ وَ أَنْصَفَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ فَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ حَقّاً.

جو شخص فقیر کے ساتھ برابری کا سلوک کرتا ہے اور لوگوں کے ساتھ انصاف کرتا ہے وہ حقیقی مومن ہے۔[4]

ابو اسماعیل کہتا ہے:

جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ الشِّيعَةَ عِنْدَنَا كَثِيرٌ فَقَالَ فَهَلْ يَعْطِفُ الْغَنِيُّ عَلَى الْفَقِيرِ وَ هَلْ يَتَجَاوَزُ الْمُحْسِنُ عَنِ الْمُسِيءِ وَ يَتَوَاسَوْنَ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَيْسَ هَؤُلَاءِ شِيعَةً- الشِّيعَةُ مَنْ يَفْعَلُ هَذَا.

میں نے امام باقر علیہ السلام سے کہا: میں قربان جاؤں۔ ہمارے ہاں شیعہ بہت ہیں۔

آپ نے پوچھا: کیا ثروت مند فقیروں کا خیال رکھتے ہیں؟ کیا وہ نیک لوگ ہیں؟ کیا عدل و انصاف کرنے والے ہیں؟

میں نے کہا: نہیں!

---

[1] سورۂ توبہ: ۶۰

[2] سورۂ بقرہ: ۲۷۱

[3] سورۂ قلم: ۱۷۔۲۰

[4] الخصال/ ج ۱ / ۴۷ / من کان فیہ خصلتان فھو مومن حقا..... ص: ۴۷

آپ نے فرمایا: وہ شیعہ نہیں ہیں۔ شیعہ وہ ہیں جن یہ صفات ہوں۔[۱]

فقیروں سے محبت:

ایک روایت کے مطابق خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نصیحت کی اور فرمایا:

يَا عِيسَى! تَزَيَّنْ بِالدِّينِ وَ حُبِّ الْمَسَاكِينِ.

اے عیسیٰؑ! اپنے آپ دیندار بنو اور مساکین کو اذیت نہ دو۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْقُرْبَةُ إِلَى اللهِ حُبُّ الْمَسَاكِينِ وَ الدُّنُوُّ مِنْهُمْ.

قرب الٰہی مساکین کی محبت سے حاصل ہوتا ہے۔[۳]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيَّ صُحْبَةَ الْفُقَرَاءِ، وَ أَعِنِّي عَلَى صُحْبَتِهِمْ بِحُسْنِ الصَّبْرِ.

خدایا! مجھے فقیروں کے ساتھ رہنے کے لئے محبوب بنا اور مجھے اپنے پڑوسیوں سے نیکی کرنے کی توفیق عطا فرما۔[۴]

انفاق کرنے والے کا بابرکت ہاتھ:

روایت میں ہے کہ:

جب بھی انفاق کرو تو اپنے ہاتھ کا بوسہ لیا کرو کیونکہ صدقہ پہلے خدا کے ہاتھ پر جاتا ہے اور پھر فقیر کے ہاتھ پر۔ بے شک صدقات خدا تعالیٰ خود لیتا ہے۔

فقیروں کی مدد کا ثواب:

آخرت میں خوشی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا نَاوَلْتُمُ السَّائِلَ فَلْيَرُدَّ الَّذِي يُنَاوِلُهُ يَدَهُ إِلَى فِيهِ فَيُقَبِّلْهَا فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَأْخُذُهَا قَبْلَ

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲ / ۱۷۳ / باب حق المؤمن علی اخیہ واداء حقہ..... ص:۱۶۹

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸ / ۱۳۵ / حدیث عیسی ابن مریم ع..... ص:۱۳۱

[۳] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج۲ / ۴۵۷ / مجلس فی ذکر فضل الفقر والقوت وما اشبہ ذلک..... ص:۴۵۳

[۴] الصحیفۃ السجادیۃ/ ۱۳۸ / (۳۰) (وکان من دعائہ علیہ السلام فی المعونۃ علی قضاء الدین:)

اَنۡ تَقَعَ فِیۡ یَدِ السَّائِلِ-فَاِنَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ یَأۡخُذُ الصَّدَقَاتِ.[1]

ہر چیز حاصل کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ ہوتا ہے۔آخرت کی خوشی کے لئے چار صفات ہیں۔یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا، بیوہ عورتوں پر توجہ،مؤمنین کی حاجات پوری کرنا،اور غریبوں ومساکین کی مدد کرنا۔[2]

آخرت کی شادمانی:

لِکُلِّ شَیۡءٍ حِیلَةٌ وَ حِیلَةُ السُّرُورِ فِی الۡآخِرَةِ اَرۡبَعُ خِصَالٍ مَسۡحُ رُءُوسِ الۡیَتَامَی وَ التَّعَطُّفُ عَلَی الۡاَرَامِلِ وَ السَّعۡیُ فِی حَوَائِجِ الۡمُؤۡمِنِینَ وَ التَّفَقُّدُ لِلۡفُقَرَاءِ وَ الۡمَسَاکِینِ.

ہر شے کے لئے ایک ذریعہ ہوتا ہے اور آخرت کے سرور کا ذریعہ ہے چار خصلتوں میں (۱) یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا (۲) بیگان کے حال پر توجہ کرنا (۳) مؤمنین کی حوائج پوری کرنے کی کوشش کرنا (۴) تہی دست اور فقیروں کی مدد کرنا۔[3]

فرشتوں کی قیامت تک استغفار:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنۡ کَسَا اَحَداً مِنۡ فُقَرَاءِ الۡمُسۡلِمِینَ ثَوۡباً مِنۡ عُرۡیٍ اَوۡ اَعَانَهُ بِشَیۡءٍ مِمَّا یَقُوتُهُ مِنۡ مَعِیشَتِهِ وَکَّلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ سَبۡعِینَ اَلۡفَ مَلَکٍ مِنَ الۡمَلَائِکَةِ یَسۡتَغۡفِرُونَ لِکُلِّ ذَنۡبٍ عَمِلَهُ اِلَی اَنۡ یُنۡفَخَ فِی الصُّورِ.

جو کوئی کسی بے لباس مسلمان کو لباس دے یا کسی مشکل میں اس کی مالی مدد کرے خداوند عالم ملائکہ میں سے سات ہزار فرشتے اس پر مامور کرتا ہے جو اس کے لئے مغفرت کرتے ہیں یہاں تک کہ صور پھونکا جائے۔[4]

جنتی پانی اور کھانے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ اَطۡعَمَ مُؤۡمِناً مِنۡ جُوعٍ اَطۡعَمَهُ اللهُ مِنۡ ثِمَارِ الۡجَنَّةِ وَ مَنۡ سَقَی مُؤۡمِناً مِنۡ ظَمَاٍ سَقَاهُ اللهُ مِنَ الرَّحِیقِ الۡمَخۡتُومِ.

جو شخص بھوکے مسلمان کو کھانا کھلاتا ہے خدا اسے جنت کے پھل عطا کرتا ہے۔جو شخص اسے پیاسی حالت میں پانی پلاتا ہے خدا اسے شراب رحیق سے سیراب کرے گا۔[5]

---

[1] آخری دو الفاظ سورۂ توبہ: ۱۰۴

[2] عدة الداعی ونجاح الساعی/ ٦٨ /القسم السادس مایرجع الی الفعل..... ص:٦٦

[3] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج ۸ / ۱۴۴ / باب ۲۳ الجنة ونعیمها رزقنا الله وسائر المؤمنین حورها وقصورها وحبورها وسرورها..... ص:۷۱

[4] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۲ / ۲۰۵ / باب من کسا مؤمنا..... ص:۲۰۴

[5] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۲ / ۲۰۱ / باب اطعام المؤمن..... ص:۲۰۰

رضایت الٰہی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ اَکۡرَمَ فَقِیراً مُسۡلِماً لَقِیَ اللّٰہَ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ وَهُوَ عَنۡہُ رَاضٍ.

جوشخص کسی تنگ دست کی مدد کرتا ہے اوراس کا اکرام کرتا ہے اللہ اس سے راضی ہوتا ہے۔[1]

فقیروں کی شفاعت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا کَانَ یَوۡمُ الۡقِیَامَۃِ اَمَرَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ مُنَادِیاً یُنَادِی اَیۡنَ الۡفُقَرَاءُ........ ثُمَّ یَقُولُ لَهُمۡ انۡظُرُوا وَ تَصَفَّحُوا وُجُوۡهَ النَّاسِ فَمَنۡ اَتیٰ اِلَیۡکُمۡ مَعۡرُوفاً فَخُذُوا بِیَدِہٖ وَ اَدۡخِلُوہُ الۡجَنَّۃَ.

خدا کی طرف ایک منادی ندا دے گا۔تنگ دست لوگ کہاں ہیں۔اس وقت ان سے فرمائے گا دیکھو اور لوگوں کے چہرے کی شناخت کرو جن افراد نے تمہاری مدد کی تھی اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت لے جاؤ۔[2]

فقیروں کی دعا قبول ہوتی ہے:

صدقات میں واجبات کی ادائیگی ضروری ہے۔اس لئے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ چیز جس کو خدا نے واجب کیا ہے اسے پنہاں کرنے سے آشکار کرنا بہتر ہے۔[3]

روایت میں ہے کہ:

عَنۡ اَبِی عَبۡدِ اللّٰہِ علیہ السلام فِی قَوۡلِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ اِنۡ تُخۡفُوهَا وَ تُؤۡتُوهَا الۡفُقَرَاءَ فَهُوَ خَیۡرٌ لَکُمۡ فَقَالَ هِیَ سِوَی الزَّکَاۃِ اِنَّ الزَّکَاۃَ عَلَانِیَۃٌ غَیۡرُ سِرٍّ.

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کا یہ کلام ہے:

وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ؕ[4]

اور اگر اس کو چھپاؤ اور حاجت مندوں کو دو تو یہ (چھپا کر دینا) تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔

پھر فرمایا: یہ صدقات زکات کے علاوہ ہیں کیونکہ زکات ظاہر کر کے دی جاتی ہے نہ کہ چھپا کر۔[5]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۱۳ / باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۸۳ /ثواب الفقراء واصطناع المعروف الیہم..... ص: ۱۸۳

[3] دَعۡوَۃُ السَّائِلِ الۡفَقِیرِ لَا تُرَدُّ. (وسائل الشیعۃ/ ج ۹/ ۴۲۵/ ۲۵۔باب استحباب التماس الدعاء من السائل..... ص: ۴۲۴)

[4] سورۂ بقرہ: ۲۷۱

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۵۰۲/ باب فرض الزکاۃ وما یجب فی المال من الحقوق..... ص: ۴۹۶

فقیر پر توجہ نہ دینے کے آثار:

غضب الٰہی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ لَقِيَ فَقِيراً مُسْلِماً فَسَلَّمَ عَلَيْهِ خِلَافَ سَلَامِهِ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

جب کسی مسلمان فقیر سے ملاقات کرو اور دوسروں سے مختلف سلام کرو تو خدا غضب کی حالت میں ملاقات کرے گا۔ [۱]

امام صادق علیہ السلام نے عبداللہ بن جندب سے فرمایا:

وَمَا عَذَّبَ اللهُ أُمَّةً إِلَّا عِنْدَ اسْتِهَانَتِهِمْ بِحُقُوقِ فُقَرَاءِ إِخْوَانِهِمْ.

خداوند قدوس نے ہرگز کسی امت پر عذاب نازل نہیں کیا مگر تہی دست برادران کے حقوق چھین لینے والوں کی بنا پر۔ [۲]

فقیروں کی شکایت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

وَيْلٌ لِلْأَغْنِيَاءِ مِنَ الْفُقَرَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُونَ رَبَّنَا ظَلَمُونَا حُقُوقَنَا الَّتِي فَرَضْتَ عَلَيْهِمْ فِي أَمْوَالِهِمْ.

ثروت مند افراد پر افسوس کہ فقیروں پر توجہ نہیں کرتے۔ یہ روز قیامت کہیں گے پروردگارا! جو حقوق تو نے ان کے مال میں واجب کئے تھے انہوں نے ہم پر ستم کیا۔ [۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جَاءَ رَجُلٌ مُوسِرٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ و آلہ نَقِيُّ الثَّوْبِ فَجَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ و آلہ فَجَاءَ رَجُلٌ مُعْسِرٌ دَرِنُ الثَّوْبِ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِ الْمُوسِرِ فَقَبَضَ الْمُوسِرُ ثِيَابَهُ مِنْ تَحْتِ فَخِذَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ و آلہ أَخِفْتَ أَنْ يَمَسَّكَ مِنْ فَقْرِهِ شَيْءٌ قَالَ لَا قَالَ فَخِفْتَ أَنْ يُصِيبَهُ مِنْ غِنَاكَ شَيْءٌ قَالَ لَا قَالَ فَخِفْتَ أَنْ يُوَسِّخَ ثِيَابَكَ قَالَ لَا قَالَ فَمَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي قَرِيناً يُزَيِّنُ لِي

---

[۱] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۵۲ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضاع من الاخبار المجموعة ..... ص: ۲۴

[۲] تحف العقول/ النص/ ۳۰۳ / وصیتہ ع لعبداللہ بن جندب ..... ص: ۳۰۱

[۳] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۳۶ / الباب الخامس فی التخویف والترہیب ..... ص: ۳۱

كُلَّ قَبِيحٍ وَيُقَبِّحُ لِي كُلَّ حَسَنٍ وَقَدْ جَعَلْتُ لَهُ نِصْفَ مَالِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْمُعْسِرِ أَتَقْبَلُ قَالَ لَا فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ وَلِمَ قَالَ أَخَافُ أَنْ يَدْخُلَنِي مَا دَخَلَكَ.

ایک ثروت مند شخص صاف ستھرے لباس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ پھر ایک فقیر میلے لباس میں آیا جو اس امیر آدمی کے ساتھ بیٹھ گیا اس امیر آدمی نے اپنے لباس کو اکٹھا کر لیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا تو اس کے فقر سے ڈر گیا ہے۔ تجھے فقر نہ لگ جائے۔

اس نے کہا: نہیں۔

آپؐ نے پوچھا: کیا تو اس لئے ڈرا ہے کہ تیرے مال میں سے کچھ اس کے ہاتھ لگ جائے گا۔

کہا: نہیں۔

آپ نے پوچھا: کیا تو اس لئے ڈرا ہے کہ میل تیرے لباس پر نہ لگ جائے۔

اس نے کہا: نہیں۔

آپ نے پوچھا: پھر کس چیز نے تجھے اس عمل کا حکم دیا ہے۔

اس نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! شیطان میرے ہمراہ ہے گناہ کو میرے سامنے خوبصورت دکھایا اور نیکی کو برا دکھایا ہے۔ میں اپنا آدھا مال اس فقیر کے لئے قرار دیتا ہوں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقیر سے پوچھا: کیا تم اس کا مال قبول کرتے ہو؟

فقیر نے جواب دیا: نہیں۔

امیر شخص نے اس سے پوچھا: کیوں؟

اس نے کہا: میں اس سے ڈرتا ہوں کہ جو چیز تیرے اندر ہے وہ کہیں میرے اندر نہ آ جائے۔[1]

قیامت میں ذلت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ بَغَى عَلَى فَقِيرٍ أَوْ تَطَاوَلَ عَلَيْهِ وَ اسْتَحْقَرَهُ اسْتَحْقَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلَ الذَّرَّةِ فِي صُورَةِ رَجُلٍ حَتَّى يَدْخُلَ النَّارَ.

جو شخص کسی فقیر پر ظلم کرتا ہے یا اپنا اس پر فخر کرتا ہے یا اسے حقیر سمجھتا ہوں۔ قیامت کے دن وہ چیونٹی کی حالت میں داخل ہوگا اور دوزخ کی آگ میں جلے گا۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ حَقَّرَ مُؤْمِناً فَقِيراً أَوِ اسْتَخَفَّ بِهِ- وَ احْتَقَرَهُ لِقِلَّةِ ذَاتِ يَدِهِ وَ فَقْرِهِ شَهَرَهُ اللهُ يَوْمَ

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۲/ ۲۶۲/ باب فضل فقراء المسلمین..... ص:۲۶۰

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۴/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

الْقِيَامَةِ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ- وَ حَقَّرَهُ وَلَا يَزَالُ مَاقِتاً لَهُ.

جوشخص کسی مومن تنگ دست کو حقیر سمجھتا ہے اور اسے ذلیل سمجھتا ہے۔ خدا روز قیامت اسے اپنی تمام مخلوق کے سامنے رسوا کرے گا اور ایسی حقارت اس کا مقدر کرے گا جو اس سے کبھی جدا نہ ہوگی۔ [1]

کعبہ کو گرانے کا گناہ:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ آذَى مُؤْمِناً فَقِيراً بِغَيْرِ حَقٍّ فَكَأَنَّمَا هَدَمَ مَكَّةَ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَ الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ وَ كَأَنَّمَا قَتَلَ أَلْفَ مَلَكٍ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ.

جوشخص کسی مومن فقیر کو ناحق تکلیف دیتا ہے اس نے گویا دس بار مکہ و بیت ماموکو تباہ کیا ہے اور گویا اس نے ہزار مقرب فرشتے قتل کئے ہیں۔ [2]

نفرین میں گرفتار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِتَّقُوا دَعْوَةَ الْمُعْسَرِ.

نفرین میں گرفتار ہونے سے بچو۔ [3]

نفاق کی نشانی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللهُ مَنْ أَكْرَمَ الْغَنِيَّ لِغِنَاهُ وَ لَعَنَ اللهُ مَنْ أَهَانَ الْفَقِيرَ لِفَقْرِهِ وَلَا يَفْعَلُ هَذَا إِلَّا مُنَافِقٌ.

خدا کی نفرین اس شخص پر ہے کہ جو ثروت مند شخص کی خوشامد کرتا ہے خدا کی نفرین اس پر ہے جو فقیروں کی اہانت کرتا ہو ان کے فقر کی بنا پر یہ کام کوئی نہیں کرتا مگر منافق۔ [4]

عدم قبولیت دعا:

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ أَكْرَمَ الْغَنِيَّ لِغِنَاهُ وَ أَهَانَ الْفَقِيرَ لِفَقْرِهِ سُمِّيَ فِي السَّمَاوَاتِ عَدُوَّ اللهِ وَ عَدُوَّ الْأَنْبِيَاءِ لَا يُسْتَجَابُ لَهُ دَعْوَةٌ وَلَا يُقْضَى لَهُ حَاجَةٌ.

ہر وہ شخص جو تونگری کی بنا پر خود کو باعزت اور فقیر کو فقر کی بنا پر ذلیل سمجھے اور اس کی اہانت کرے اسے زیر آسمان دشمن

---

[1] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/۱۹۱/فصل..... ص:۱۸۶

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ج۱/ ۱۹۴/ الباب الثانی والخمسون فی احادیث منتخبۃ..... ص:۱۸۷

[3] کنز العمال؛ ج۶۲،ص۲۲۰

[4] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ج۱/ ۱۹۴/ الباب الثانی والخمسون فی احادیث منتخبۃ..... ص:۱۸۷

خدا و پیغمبرانِ خدا کا دشمن لکھا جاتا ہے اس کی نہ دعا قبول کی جاتی ہے اور نہ اس کی حاجت برآری کی جاتی ہے۔[1]

۱۴۔ امداد کرنے والے

(الف) قرض دار افراد:

بعض لوگ مقروض ہو جاتے ہیں اور انہیں سختی و مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن امداد کرنے والے حضرات ہیں کہ جن پر خداوند عالم کی رحمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی مدد کے لئے یوں فرمایا:

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾

اور اگر کوئی تنگ دست (تمہارا قرض دار) ہو تو اسے خوش حالی تک کی مہلت دو۔ اور اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں یہ زیادہ بہتر ہے کہ (اصل بھی) بخش دو۔[2]

زکات کی آیت میں آٹھ گروہ مستحق قرار دیئے گئے ہیں۔ فقرا، مساکین اور مقروض ہر ایک کو ایک فریضہ الٰہی سمجھا گیا ہے۔[3]

محبوب ترین اعمال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللهِ ثَلَاثَةٌ اِشْبَاعُ جَوْعَةِ الْمُسْلِمِ وَقَضَاءُ دَيْنِهِ وَتَنْفِيسُ كُرْبَتِهِ.

خدا کے نزدیک تین چیز سب سے زیادہ محبوب ہیں بھوکے مسلمان کو سیر کرنا، مقروض کا قرض ادا کرنا اور اس کی پریشانی کو دور کرنا۔[4]

---

[1] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ج ۱/ ۱۹۴/ الباب الثانی والخمسون فی احادیث منتخبۃ..... ص:۱۸۷

[2] سورۂ بقرہ: ۲۸۰

[3] اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ ؕ وَاللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

خیرات تو بس خاص فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور اس (زکوٰۃ وغیرہ) کے کارندوں کا اور جن کی تالیف قلب کی گئی ہے (اُن کا) اور جن کی گردنوں میں (غلامی کا پھندا پڑا ہے اُن کا) اور قرض داروں کا (جو خود سے ادا نہیں کر سکتے) اور خدا کی راہ (جہاد) میں اور پردیسیوں کی کفالت میں (خرچ کرنا چاہیے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کیے ہوئے ہیں اور خدا بڑا واقف کار حکمت والا ہے۔ (سورۂ توبہ: ۶۰)

[4] بحار الانوار (ط-بیروت)/ج ۷۱/ ۳۶۰/ باب ۲۳ اطعام المؤمن وسقیہ وکسوتہ وقضاء دینہ..... ص:۳۵۹

مقروض پر سختی نہ کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَمَا لَا يَحِلُّ لِغَرِيمِكَ اَنْ يَمْطُلَكَ وَ هُوَ مُوسِرٌ فَكَذٰلِكَ لَا يَحِلُّ اَنْ تُعْسِرَهُ اِذَا عَلِمْتَ اَنَّهُ مُعْسِرٌ.

جب مقروض اپنے قرض کی ادائیگی نہیں کرسکتا تو تمہارے لئے جائز نہیں کہ اس سے واپسی کا تقاضا اور اس پر سختی کرو۔ [1]

مقروض کو مہلت دینا:

مہلت صدقہ ہوتا ہے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

صَعِدَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ الْمِنْبَرَ ذَاتَ يَوْمٍ فَحَمِدَ اللهَ وَ اَثْنَى عَلَيْهِ وَ صَلَّى عَلَى اَنْبِيَائِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ اَلَا وَ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِراً كَانَ لَهُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ بِمِثْلِ مَالِهِ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ.

ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔ خدا کی حمد وثناء اور انبیاء پر درود وسلام کے بعد فرمایا: اے لوگو! جو حاضر ہیں غائب افراد کو بتا دینا جو کوئی مقروض (جو اپنا قرض ادا نہ کرسکتا ہو) کو قرض ادا کرنے کی مہلت دیتا ہے۔ خدا کے نزدیک اس کے مال کے برابر اس شخص کا صدقہ شمار ہوتا ہے جب تک وہ مقروض اپنا قرض واپس نہ کردے۔ [2]

رحمت الٰہی کے سائے میں:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِراً اَظَلَّهُ اللهُ بِظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ.

جو مقروض اپنا قرض ادا نہیں کرسکتا اور قرض دینے والا اسے مہلت دیتا ہے تو خداوند عالم روز قیامت اسے اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ [3]

اجابت دعا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ وَ اَنْ تُكْشَفَ كُرْبَتُهُ فَلْيُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ.

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/النص/۱۳۹/ثواب من اقرض مؤمنا..... ص:۱۳۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۴/۳۶/باب انظار المعسر ..... ص:۳۵،۳۶

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۸/۹/کتاب الروضۃ..... ص:۲

جوشخص چاہتا ہے کہ اس کی دعا مستجاب ہو یا اس کی پریشانی دور ہو وہ مقروض جو قرض ادا نہیں کر سکتا اس کے قرض کو ادا کرے۔[۱]

سائل کی ضرورت پوری کرنے کا ثواب:

فضائل آخرت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

فَمَنْ آتَاهُ مَالٌ فَلْيَصِلْ بِهِ الْقَرَابَةَ ...... وَ لْيُعِنْ بِهِ الْغَارِمِينَ وَ ابْنَ السَّبِيلِ وَ الْفُقَرَاءَ وَ الْمُهَاجِرِينَ وَ لْيُصَبِّرْ نَفْسَهُ عَلَى الثَّوَابِ وَ الْحُقُوقِ فَإِنَّهُ يَحُوزُ بِهَذِهِ الْخِصَالِ شَرَفاً فِي الدُّنْيَا وَ دَرْكَ فَضَائِلِ الْآخِرَةِ.

جس کے ہاتھ میں مال آیا، وہ اس مال سے صلہ رحمی کرے اور مقروض مسافر، فقیر اور مہاجرین کی مدد کرے کسب ثواب اور حقوق کی ادائیگی میں صبر کرے، یہ صفت دنیا و آخرت کی فضیلت ہے۔[۲]

شیعہ کی نشانی:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

يَا جَابِرُ أَ ...... فَوَ اللهِ مَا شِيعَتُنَا إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللهَ وَ أَطَاعَهُ وَ مَا كَانُوا يُعْرَفُونَ يَا جَابِرُ إِلَّا بِالتَّوَاضُعِ .... وَ التَّعَاهُدِ لِلْجِيرَانِ مِنَ الْفُقَرَاءِ ...... وَ الْغَارِمِينَ

اے جابر!............ خدا کی قسم! ہمارے شیعہ خدا کی اطاعت کرتے ہیں تقویٰ الٰہی اختیار کرتے ہیں اور وہ تواضع سے پہچانے جاتے ہیں .... پڑوسیوں کی مدد............ اور مقروض افراد کا قرض ادا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔[۳]

(ب)۔سائل افراد:

لوگوں سے سوال کرنے کی مذمت اور اس کے برعکس سوال نہ کرنے کی مدح ہوئی ہے۔ خداوند عالم عفیف فقرا کے بارے میں فرماتا ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

---

[۱] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۷۵۹ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم «ص» باترجمہ فارسی

[۲] تحف العقول/ النص/ ۱۸۶ / ومن کلامہ ع فی وضع المال مواضعہ ..... ص: ۱۸۵

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۷۴ / باب الطاعۃ والتقوی..... ص: ۷۳

بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾

(یہ خیرات) خاص ان حاجت مندوں کے لیے ہے جو خدا کی راہ میں گھر گئے ہوں (اور اگر) روئے زمین پر (جانا چاہیں تو) چل نہیں سکتے ناواقف ان کو سوال نہ کرنے کی وجہ سے امیر سمجھتے ہیں (لیکن) تو (اے مخاطب) اگر ان کو دیکھے تو ان کی صورت سے تاڑ جائے (کہ یہ محتاج ہیں اگر چہ) لوگوں سے چمٹ کے سوال نہیں کرتے اور جو کچھ بھی تم نیک کام میں خرچ کرتے ہو خدا اس کو ضرور جانتا ہے۔[۱]

سائل افراد کو رد کرنا:

اگر چہ سوال کرنا اور بھیک مانگنے کی مذمت ہوئی ہے لیکن بعض حقیقی سائل کی درخواست کو پورا رحمت الٰہی کے نزول کا سبب ہے۔ اسی لئے خدا نے سائل افراد کو رد کرنے سے منع فرمایا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقْطَعُوا عَلَى السَّائِلِ مَسْأَلَتَهُ فَلَوْلَا اَنَّ الْمَسَاكِينَ يَكْذِبُونَ مَا اَفْلَحَ مَنْ رَدَّهُمْ.

سائل کے سوال کو قطع نہ کرو اگر جھوٹے سائل نہ ہوتے تو رد کرنے والا فلاح نہ پاتا۔[۲]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مَنَعَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله سَائِلًا قَطُّ اِنْ كَانَ عِنْدَهُ اَعْطَى وَاِلَّا قَالَ يَأْتِي اللهُ بِهِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز سائل کو منع نہیں کیا اگر کوئی چیز آپ کے پاس ہو تو دے دیتے اور اگر نہ ہوتی تو فرماتے: جسے اسے عطا کرے گا۔[۳]

اہل بیت علیہم السلام سے روایت ہے:

اِنَّا لَنُعْطِي غَيْرَ الْمُسْتَحِقِّ حَذَراً مِنْ رَدِّ الْمُسْتَحِقِّ.

ہم غیر مستحق کو بھی دیتے ہیں تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مستحق افراد رد ہو جائیں۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ السَّائِلُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْوِزْرِ مَا سَأَلَ اَحَدٌ اَحَداً.

جو شخص کسی سائل کو رد کرتا ہے اگر وہ اس نہی سے آگاہ ہوتا تو کبھی سائل کو رد نہ کرتا۔[۵]

---

[۱] سورۂ بقرہ: ۲۷۳

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۱۵ / باب کراہیۃ رد السائل..... ص:۱۵

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۱۵ / باب کراہیۃ رد السائل..... ص:۱۵

[۴] عدۃ الداعی ونجاح الساعی / ۱۰۱ / فصل فی کراہیۃ السؤال ورد السؤال..... ص:۹۹

[۵] عدۃ الداعی ونجاح الساعی / ۹۹ / فصل..... ص:۹۸

سائل فرشتہ بھی ہوسکتا ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رُدُّوا السَّائِلَ بِبَذْلٍ يَسِيرٍ أَوْ بِلِينٍ وَ رَحْمَةٍ فَإِنَّهُ يَأْتِيكُمْ مَنْ لَيْسَ بِإِنْسٍ وَلَا جَانٍّ لِيَنْظُرَ كَيْفَ صُنْعُكُمْ فِيمَا خَوَّلَكُمُ اللهُ.

سائل کوتھوڑی سے رقم دے دو اور اسے نرمی سے واپس کرو کیونکہ جو سائل تمہارے گھر کے دروازوں پر آتا ہے نہ وہ انسان اور نہ جن۔اس لئے کہ وہ دیکھتا ہے کہ تم اپنی دولت ونعمتوں کو کیا کرتے ہو۔[۱]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الْمِسْكِينَ رَسُولُ اللهِ فَمَنْ مَنَعَهُ فَقَدْ مَنَعَ اللهَ وَمَنْ أَعْطَاهُ فَقَدْ أَعْطَى اللهَ.

مسکین خدا کا بھیجا ہوا ہے پس اگر تو نے نیاز مند کو رد کر دیا تو تم نے خدا کو رد کیا اور اگر عطا کیا تو تم نے خدا کو دیا۔[۲]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ فِيمَا نَاجَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ مُوسَى علیہ السلام قَالَ يَا مُوسَى أَكْرِمِ السَّائِلَ بِبَذْلٍ يَسِيرٍ أَوْ بِرَدٍّ جَمِيلٍ لِأَنَّهُ يَأْتِيكَ مَنْ لَيْسَ بِإِنْسٍ وَ لَا جَانٍّ مَلَائِكَةٌ مِنْ مَلَائِكَةِ الرَّحْمَنِ يَبْلُونَكَ فِيمَا خَوَّلْتُكَ وَ يَسْأَلُونَكَ عَمَّا نَوَّلْتُكَ فَانْظُرْ كَيْفَ أَنْتَ صَانِعٌ يَا ابْنَ عِمْرَانَ.

وہ چیزیں جو خدا نے حضرت موسیٰ کو مناجات میں فرمائیں۔یہ تھی کہ اے موسیٰ! سائل کو کچھ نہ کچھ دو یا اخلاق سے اسے رد کرو۔کیونکہ جو تمہارے پاس آتا ہے۔وہ نہ انسان ہے اور نہ جن بلکہ ایک فرشتہ ہوتا ہے تاکہ وہ یہ دیکھے کہ جو اللہ نے تجھے دیا ہے،تمہارا امتحان لیا جائے اور تجھ سے طلب کیا جائے جو کچھ میں نے تجھے عطا کیا ہے۔پس اے عمران کے بیٹے! احتیاط کر کیسے عمل انجام دے رہے ہو۔[۳]

سائل کو عطا کرنے کا ثواب:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُعْطِي مَا فِي الْعَطِيَّةِ مَا رَدَّ أَحَدٌ أَحَداً.

---

[۱] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/۱۰۱/فصل فی کراہیۃ السؤال وردالسؤال..... ص:۹۹

[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۵۲۹/[۳۱۰]۳۰۴..... ص:۵۲۹

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۴/۱۵/باب کراہیۃ ردالسائل..... ص:۱۵

اگر دینے والے کو یہ معلوم ہوتا کہ خیرات دینے میں کتنا ثواب ہے تو وہ کسی سائل کو رد نہیں کرتا۔[1]

سائل سے برتاؤ:

تکریم سائل:

روایت میں ہے کہ

اَنَّ اَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ علیہ السلام اِذَا اَتَاهُ طَالِبٌ فِی حَاجَتِهِ فَقَالَ لَهُ اُكْتُبْهَا عَلَی الْاَرْضِ فَاِنِّی اَكْرَهُ اَنْ اَرَی ذُلَّ السُّؤَالِ فِی وَجْهِ السَّائِلِ.

جب کوئی سائل اپنی ضرورت کے لئے حضرت امیر علیہ السلام کے پاس آتا تو آپ اسے فرماتے: اپنی ضرورت کو زمین پر لکھو کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں ہے اس کے چہرے پر شرمندگی کے آثار ہوں۔[2]

صدقہ خود دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ یُعْطِیَ الرَّجُلُ بِیَدِهِ اِلَی السَّائِلِ.

بہترین صدقہ وہ ہے جو انسان خود اپنے ہاتھ سے سائل کو دیتا ہے۔[3]

سائل کا امتحان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ اَبِی رُبَّمَا اخْتَبَرَ السُّؤَّلَ لِیَعْلَمَ الْقَانِعَ مِنْ غَیْرِهِ فَاِذَا وَقَفَ بِهِ السَّائِلُ اَعْطَاهُ الرَّاْسَ فَاِنْ قَبِلَهُ قَالَ دَعْهُ وَاَعْطَاهُ اللَّحْمَ فَاِنْ لَمْ یَقْبَلْهُ تَرَكَهُ وَلَمْ یُعْطِهِ شَیْئاً.

میرے والد گرامی بعض اوقات سائل کو آزماتے تھے تاکہ قانع کو غیر قانع سے جدا دیکھے اور اس کی پہچان کرے۔ قربانی کے دن اگر کوئی سائل آتا تو اسے حیوان کا سر دیتے تھے اگر وہ قبول کر لیتا تو اسے ساتھ تھوڑا سا گوشت بھی دیتے اور اگر نہ لیتا تو اسے کوئی چیز نہیں دیتے تھے۔[4]

ناشناس سائل کو تھوڑا سا عطا کرنا:

روایت ہے کہ:

وَ سُئِلَ الصَّادِقُ علیہ السلام عَنِ السَّائِلِ یَسْاَلُ وَ لَا یُدْرَی مَا هُوَ فَقَالَ اَعْطِ مَنْ وَقَعَتْ فِی قَلْبِكَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۲۰ / باب کراہیۃ المسالۃ ص:۲۰

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۳۶ / الباب الثالث والاربعون فی السخاء والجود..... ص:۱۳۶

[3] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج ۷، ص:۱۶۶

[4] دعائم الاسلام، ج ۲، ص:۱۸۵

الرَّحْمَةُ لَهُ وَ قَالَ اَعْطِهِ دُونَ الدِّرْهَمِ قُلْتُ اَكْثَرُ مَا يُعْطى قَالَ اَرْبَعَةُ دَوَانِيقَ.

حضرت امام صادق علیہ السلام سے ناشناس سائل کو دینے کی مقدار کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: جس کے دل میں رحم آئے وہ جتنا چاہے دے دے اور ایک درہم سے کم نہ دو۔

میں نے کہا: زیادہ کتنا دینا چاہیے۔

آپ نے فرمایا: ایک درہم کا چھٹا حصہ۔ [1]

سائل سے دعا کی درخواست:

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

دَعْوَةُ السَّائِلِ الْفَقِيرِ لَا تُرَدُّ وَ كَانَ عليه السلام يَأْمُرُ الْخَادِمَ اِذَا اَعْطَتِ السَّائِلَ اَنْ تَأْمُرَهُ بِالدَّعْوَةِ بِالْخَيْرِ.

فقیر کی دعا رد نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے امام نے اپنے خادم سے فرمایا: جب تو سائل کو کوئی چیز دے۔ تو اس سے دعا کی درخواست کرنا۔ [2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يُسْتَحَبُّ لِلْمَرِيضِ اَنْ يُعْطِيَ السَّائِلَ بِيَدِهِ وَ يَأْمُرَ السَّائِلَ اَنْ يَدْعُوَ لَهُ.

بیمار شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے سائل کو دے اور اس سے دعا کی درخواست کرے۔ [3]

ہاتھ کا بوسہ لینا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا نَاوَلْتُمُ السَّائِلَ فَلْيَرُدَّ الَّذِي يُنَاوِلُهُ يَدَهُ اِلَى فِيهِ فَيُقَبِّلْهَا فَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَأْخُذُهَا قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِي يَدِ السَّائِلِ- فَاِنَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ.

سائل کو عطا کرنے والا اپنے ہاتھ کا بوسہ لے کیونکہ فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں جاتا ہے کیونکہ صدقات خدا خود لیتا ہے۔ [4]

روزانہ انفاق:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَطْعِمُوا ثَلَاثَةً اِنْ شِئْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوا فَازْدَادُوا وَ اِلَّا فَقَدْ اَدَّيْتُمْ حَقَّ يَوْمِكُمْ.

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۶۸ / باب فضل الصدقۃ..... ص:۶۶

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۹ / ۴۲۵ / ۲۵ ۔باب استحباب التماس الدعاء من السائل واستحباب دعاء السائل لمن اعطاہ..... ص:۴۲۴

[3] الکافی (ط ۔الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۴ / باب فضل الصدقۃ..... ص:۲

[4] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۶۸ / القسم السادس ما یرجع الی الفعل..... ص:۶۶

تین قسم کے سائل کو کھانا دو اگر چاہو تو زیادہ کو بھی دے سکتے ہو وگرنہ تم نے ایک دن کے انفاق کا حق ادا کر دیا۔[1]

رات میں آنے والے سائل کا جواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا طَرَقَکُمْ سَائِلٌ ذَکَرٌ بِلَیْلٍ فَلَا تَرُدُّوْهُ.

جب کوئی سائل رات کو تمہارے دروازے پر آئے تو اسے رد نہ کرو۔[2]

(ج)۔ مسافر:

مسافر جب سفر پر جاتا ہے اور اس کے پاس رقم ختم ہو جاتی ہے تو ایسے مسافر کی مدد کرنا چاہیے۔ قرآن میں اسے ابن سبیل کے نام یاد کیا گیا ہے۔

خداوند عالم قرآن میں ان کے بارے میں اس طرح فرماتا ہے:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً ۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝

تو جو مال خدا نے اپنے رسولؐ کو دیہات والوں سے بے لڑے دلوایا ہے وہ خاص خدا اور رسولؐ اور (رسولؐ کے) قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پردیسیوں کا ہے تا کہ جو لوگ تم میں سے دولت مند ہیں ہر پھر کر دولت ان ہی میں نہ رہے ہاں جو تم کو رسولؐ دے دیں وہ لے لیا کرو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔[3]

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّکٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

نیکی کچھ یہی تھوڑی ہی ہے کہ (نماز میں) اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ نیکی تو اس کی ہے جو خدا اور روزِ آخرت اور فرشتوں اور (خدا کی) کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور اس کی الفت میں اپنا مال قرابت داروں اور یتیموں

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج ۴/ ۱۷/ باب قدر مایعطی السائل..... ص:۱۶

[2] من لایحضرہ الفقیہ، ج2،ص:۶۷

[3] سورۂ حشر:۷

اور محتاجوں اور پردیسوں اور مانگنے والوں اور لونڈی غلام (کی گلوخاصی) میں صرف کرے اور پابندی سے نماز پڑھے اور زکوٰۃ دیتا رہے اور جب کوئی عہد کرے تو اپنے قول کو پورا کرے اور فقر و فاقہ رنج سختی اور کٹھن کے وقت ثابت قدم رہے یہی لوگ وہ ہیں جو (دعویٰ ایمان میں) سچے نکلے اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔ [1]

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾

(اے رسولؐ اپنے) قرابتدار (فاطمہ زہراؑ) کا حق (فدک) دیدو اور محتاج پردیسی کا (بھی) جو لوگ خدا کی خوشنودی کے خواہاں ہیں ان کے حق میں سب سے یہی بہتر ہے اور ایسے ہی لوگ (آخرت میں) اپنی دلی مرادیں پائیں گے۔ [2]

مدد کرنا:

مسافر کی مدد کے کئی طریقے ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ ان کی رہنمائی کے لئے خاص مکانات بنائے جائیں اس طرح ان کی پریشانی دور ہوسکتی ہے:

قرآن مجید میں صدقات کے مستحق ان افراد کو ٹھہرایا گیا ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

خیرات تو بس خاص فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور اس (زکوٰۃ وغیرہ) کے کارندوں کا اور جن کی تالیف قلب کی گئی ہے (اُن کا) اور جن کی گردنوں میں (غلامی کا پھندا پڑا ہے اُن کا) اور قرض داروں کا (جو خود سے ادا نہیں کرسکتے) اور خدا کی راہ (جہاد) میں اور پردیسیوں کی کفالت میں (خرچ کرنا چاہیے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کیے ہوئے ہیں اور خدا بڑا واقف کار حکمت والا ہے۔ [3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ .... اَوْ بَيْتاً لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ.

نیک مومن کے کاموں میں سے ایک کام ہے وہ اپنی موت کے بعد................. ایسا مکان بنواتا ہے جس سے مسافرین فائدہ اٹھاتے ہیں۔ [4]

---

[1] سورۂ بقرہ: ۱۷۷

[2] سورۂ انفال: ۴۱

[3] سورۂ توبہ: ۶۰

[4] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۳۳۷ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم۔ ص۔ با ترجمہ فارسی

مسافر کی مدد کا ثواب:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَهُ مَالٌ فَلْيَصِلْ بِهِ الْقَرَابَةَ وَ لْيُحْسِنْ مِنْهُ الضِّيَافَةَ وَ لْيَفُكَّ بِهِ الْعَانِيَ وَ الْأَسِيرَ وَ ابْنَ السَّبِيلِ فَإِنَّ الْفَوْزَ بِهَذِهِ الْخِصَالِ مَكَارِمُ الدُّنْيَا وَ شَرَفُ الْآخِرَةِ.

تم میں سے جو شخص مال دار ہے پس اسے قرابتداروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنی چاہئے، مہمان کی خدمت کرو، قیدی کو آزاد کراؤ، اسیروں اور مسافروں کی مدد کرے تو یہ اچھی عادات دنیا و آخرت میں شرف کا باعث ہیں۔[1]

(د)۔ پناہ دینے والے:

پناہ دینا قرآن کا ایک دستور ہے۔ چنانچہ خداوند عالم نے فرمایا:

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ﴿٦﴾

اور (اے رسولؐ) اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ خدا کا کلام سن لے۔ پھر اسے اس کے امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔ یہ اس وجہ سے کہ یہ لوگ نادان ہیں۔[2]

یہ ایک الٰہی صفت ہے جیسا کہ پیشواؤں کی دعاؤں میں آیا ہے:

يَا مَنْ دَعَاهُ الْمُضْطَرُّونَ فَأَجَابَهُمْ وَ لَجَأَ إِلَيْهِ الْخَائِفُونَ فَآمَنَهُمْ

اے مضطر کی دعا قبول کرنے والے، اے وہ کہ خوف زدہ جس کی پناہ لیتے ہیں اور انہیں امان دیتا ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَأَعِيذُوهُ.

جو شخص خدا کی پناہ لیتا ہے خداوند عالم اسے پناہ دیتا ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

.... وَ نَحْنُ كَهْفٌ لِمَنِ الْتَجَأَ إِلَيْنَا.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۳۲/ باب وضع المعروف موضعہ ص:۳۰

[2] سورۂ توبہ:۶

[3] مہج الدعوات و منہج العبادات/ ۶۱/ ودعاء فی قنوتہ..... ص:۶۱

[4] اعلام الدین فی صفات المؤمنین، ص:۳۵۰

............ہم ان لوگوں کے لئے پناہ ہیں جو ہماری پناہ لیتے ہیں۔[1]

جب حضرت عثمان کی حکومت کو دھچکا لگا اور اس نے حضرت امیر علیہ السلام سے مدد طلب کی اور آپ کی پناہ لی۔ آپ علیہ السلام نے اسے پناہ دی اگرچہ اس کا کوئی فائدہ نہ تھا۔[2]

مومن باصلاحیت کو پناہ دینا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ ذِمَّةِ اللّٰهِ وَاحِدَةٌ يُجِيرُ عَلَيْهِمْ اَدْنَاهُمْ.

اللہ کی پناہ سب کے لئے یکساں ہے اور کم ترین فرد مومنوں میں سے کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

اَلْمُسْلِمُونَ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يُجِيرُ عَلَيْهِمْ اَدْنَاهُمْ.

مسلمان اپنے دشمن کے مقابلے میں اتحاد کریں اور سب کو یہ قبول کرنا چاہیے۔[4]

پناہ دینے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو انگلیوں کو اکٹھے کر کے فرمایا:

اَنَا وَ هٰذَا يَعْنِي عَلِيّاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَاتَيْنِ وَ ضَمَّ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ وَ شِيعَتُنَا مَعَنَا وَ مَنْ اَعَانَ مَظْلُومَنَا كَذٰلِكَ.

میں اور علیؑ روز قیامت ان دو انگلیوں کی مانند ہیں ہمارے شیعہ ہمارے ساتھ ہیں اسی طرح جو شخص ستم دیدہ کی مدد کرتا ہے وہ ہماری پناہ میں ہے۔[5]

پناہ لینے والے سے خیانت کا انجام:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ (ط-القدیمۃ)/ ج ۲ / ۴۲۱ / باب ذکر طرف من اخبار ابی محمد ع ومناقبہ وآیاتہ ومعجزاتہ..... ص:۴۰۷

[2] فَلَمَّا انْتَقَضَ عَلَى عُثْمَانَ اَمْرُهُ اسْتَصْرَخَ عَلِيّاً وَلَاذَ بِهِ وَاَلْقَى زِمَامَ اَمْرِهِ اِلَيْهِ فَدَافَعَ عَنْهُ حَيْثُ لَا يَنْفَعُ الدِّفَاع (شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج ۹، ص:۲۶)

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۱۹ / ۱۶۹ / باب ۸ نوادر الغزوات وجوامعہا وما جری بعد الہجرۃ الی غزوۃ بدر الکبری..... ص:۱۳۳

[4] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۹۳ / ۸۱ / باب ۹ ادب المصدق..... ص:۸۰

[5] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۵۸ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص:۲۴

مَا مِنْ رَجُلٍ آمَنَ رَجُلًا عَلَى ذِمَّةٍ ثُمَّ قَتَلَهُ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ لِوَاءَ الْغَدْرِ.

جو شخص کسی کو پناہ دیتا ہے اور پھر اسے قتل کر دیتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ہاتھ میں خیانت کا پرچم ہوگا۔[1]

(س)۔قیدی افراد:

قیدی لوگ قانون کے مطابق زندان میں ہی رہیں لیکن اسلامی حکومت پر وہ حقوق رکھتے ہیں لوگوں کو چاہیے کہ ان سے نیکی کریں۔

وراثت پر زندانی افراد کے حقوق:

بے دلیل قید سے منع:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا حَبْسَ فِي تُهَمَةٍ إِلَّا فِي دَمٍ

صرف تہمت لگانے پر کسی کو قید نہیں کرنا چاہیے۔[2]

لیکن یاد رہے کہ قتل کا ملزم کو قید میں ڈالا جا سکتا ہے کیونکہ قتل ایک اہم امر ہے اور اس کے اثبات کے لئے وقت لگ سکتا ہے۔اگر اسے آزاد کر دیں تو مقتولین کا حق ضائع ہوتا ہے۔

زیادہ مدت قیدی نہ بنانا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَحْبِسُ فِي تُهَمَةِ الدَّمِ سِتَّةَ أَيَّامٍ فَإِنْ جَاءَ أَوْلِيَاءُ الْمَقْتُولِ بِبَيِّنَةٍ وَإِلَّا خَلَّى سَبِيلَهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قتل کے ملزم کو چھ دن تک قید میں رکھتے تھے اگر مقتولین کوئی دلیل لے کے آتے تو اسے قید میں ہی رکھتے وگرنہ آزاد کر دیتے تھے۔[3]

حد سے زیادہ قید میں رکھنا ممنوع ہے:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

حَبْسُ الْإِمَامِ بَعْدَ الْحَدِّ ظُلْمٌ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۵/۳۱/باب اعطاء الامان..... ص:۳۰

[2] دعائم الاسلام، ج2،ص:۵۳۹

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۷/۳/۷۰/باب النوادر..... ص:۳۶۹

حد سے زیادہ قید میں رکھنا ستم ہے۔[1]

جرم کی شناخت کے بعد قید کی ممنوعیت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْحَبْسُ بَعْدَ مَعْرِفَةِ الْحَقِّ ظُلْمٌ.

شناخت ہو جانے کے بعد کسی کو قید میں رکھنا ظلم ہے۔[2]

کیونکہ اس کے بعد حق کا اجرا ہوتا ہے نہ کہ قید کیا جاتا ہے۔

زندان کے موسم کی تبدیلی:

روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے رفاعہ کو حکم دیا:

مُرْ بِإِخْرَاجِ أَهْلِ السِّجْنِ فِي اللَّيْلِ إِلَى صَحْنِ السِّجْنِ لِيَتَفَرَّجُوا.

قیدیوں کو رات کے وقت صحن میں آزاد کرو تا کہ کشادگی پائیں۔

موقت قیدی کا خارج کرنا:

بعض زندانی ایسے افراد ہیں جن کو معین وقت کے لئے آزاد کیا جاتا ہے تا کہ وہ اپنے معاشرے میں اجتماع اور دینی بھائی سے فائدہ اٹھائے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

أَنَّ عَلِيّاً ﷺ كَانَ يُخْرِجُ أَهْلَ السُّجُونِ مِنَ الْحَبْسِ فِي دَيْنٍ أَوْ تُهَمَةٍ إِلَى الْجُمُعَةِ فَيَشْهَدُونَهَا وَ يُضَمِّنُهُمُ الْأَوْلِيَاءَ حَتَّى يَرُدُّونَهُمْ.

حضرت علی علیہ السلام قیدیوں کو کہ جن پر مقروض ہونے یا کوئی تہمت ہوتی تو ایسے افراد کو جمعہ میں شرکت کے لئے آزاد کیا جاتا تھا۔ اسکے رشتہ داروں سے ضمانت لی جاتی کہ وہ واپس آئے گا۔[3]

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ

أَنَّ عَلِيّاً ﷺ كَانَ يُخْرِجُ الْفُسَّاقَ إِلَى الْجُمُعَةِ وَ كَانَ يَأْمُرُ بِالتَّضْيِيقِ عَلَيْهِمْ.

حضرت علی علیہ السلام منافق قیدیوں کو کبھی جمعہ کے لئے لے جاتے اور کبھی فرماتے کہ ان کو تنگی میں رکھا جائے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عَلَى الْإِمَامِ أَنْ يُخْرِجَ الْمَحْبُوسِينَ فِي الدَّيْنِ- يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَ يَوْمَ الْعِيدِ إِلَى الْعِيدِ

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۳۲/ باب الحبس بتوجہ الاحکام..... ص:۲۹

[2] دعائم الاسلام، ج ۲، ص:۵۳۹

[3] الجعفریات (الاشعثیات)، ص:۴۴

[4] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج ۶، ص:۲۷

فَيُرْسِلَ مَعَهُمْ فَإِذَا قَضَوُا الصَّلَاةَ وَ الْعِيدَ رَدَّهُمْ إِلَى السِّجْنِ.

امام کو چاہیے کہ وہ مقروض قیدیوں کو روز جمعہ، عید میں شرکت کے لئے زندان سے باہر لائے اور اس کے ساتھ مامور تعیین ہوں تا کہ نماز جمعہ و نماز عید کے بعد وہ واپس زندان میں آئیں۔[۱]

قیدیوں سے نیکی:

نکتہ:

قیدی لوگوں کو نماز جمعہ کے لئے لے جانا ان کی روح کو آرام ملتا ہے دوسروں کے لئے باعث عبرت ہیں۔

یہ کام قیدیوں سے نیکی شمار ہوتی ہے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا قَضَى مُسْلِمٌ لِمُسْلِمٍ حَاجَةً إِلَّا نَادَاهُ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عَلَيَّ ثَوَابُكَ وَ لَا أَرْضَى لَكَ بِدُونِ الْجَنَّةِ.

جو کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی کی ضرورت کو پورا کرتا ہے خدا اسے ندا دے گا تیرا ثواب صرف میں عطا کروں گا اور وہ جنت میں جائے گا۔[۲]

(ش) اسیر افراد:

انسانی معاشرے میں میدان جنگ میں دشمن پر غالب آنے کے بعد ان کو قیدی بنانا رائج تھا اور اب بھی ہے۔ اس لئے تا کہ معاشرے میں خون ریزی نہ ہو اور انسان نابود نہ ہو جائے[۳] لیکن جنگ کے بعد مسلمانوں کے لئے امن کی خاطر غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دی جاتی یا انہیں مسلمان کے بدلے آزاد کیا جاتا تھا یا فدیہ دے کر آزاد ہوتے تھے۔[۴] اس لئے ان کی آزادی مسلمانوں کے لئے عبادت شمار ہوتی ہے اور ان کے ثواب مقرر کیا ہے۔

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ / ج ۳ / ۳۱ / باب الحبس بتوجہ الاحکام..... ص:۲۹

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۹۴ / باب قضاء حاجۃ المؤمن..... ص:۱۹۲

[۳] مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ کوئی نبی جب تک کہ روئے زمین پر (کافروں کا) خون نہ بہائے اس کے یہاں قیدیوں کا رہنا مناسب نہیں۔ (سورۂ انفال: ۶۷)

[۴] فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ ذٰلِكَ ؕ جب تم کافروں سے بھڑو تو (ان کی) گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم انہیں زخموں سے چور کر ڈالو تو ان کی مشکیں کس لو پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ (کر چھوڑ دے) نا، یا معاوضہ لے کر (رہا کرنا) یہاں تک کہ (دشمن) لڑائی کے ہتھیار رکھ دیں۔ (سورۂ محمدؐ: ۴)

ماہ رمضان میں اسیروں کوآزاد کرنا:

روایت میں ہے کہ

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ أَطْلَقَ كُلَّ أَسِيرٍ وَأَعْطَى كُلَّ سَائِلٍ.

جب ماہ رمضان آتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام قیدیوں کو آزاد فرمادیتے تھے جو آپ سے رجوع کرتا آپ اس کی مالی مدد بھی فرماتے۔[1]

اسیر کی آزادی کے لئے شفاعت:

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ اللِّسَانِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا صَدَقَةُ اللِّسَانِ قَالَ الشَّفَاعَةُ تَفُكُّ بِهَا الْأَسِيرَ وَتَحْقِنُ بِهَا الدَّمَ

بہترین صدقہ، صدقہ زبان ہے۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! زبان کا صدقہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اسیر کی آزادی کی سفارش کرنا تاکہ خون ریزی سے بچاؤ ہوسکے۔[2]

اسیروں سے نیکی:

اسیر کی غذا:

خداوند عالم نیک لوگوں کی صفت کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٨﴾

اوراس کی محبت میں محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔[3]

اسیر کے ساتھ اچھا برتاؤ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِطْعَامُ الْأَسِيرِ حَقٌّ عَلَى مَنْ أَسَرَهُ وَإِنْ كَانَ يُرَادُ مِنَ الْغَدِ قَتْلُهُ فَإِنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يُطْعَمَ وَيُسْقَى وَ[يُظَلَّ] وَيُرْفَقَ بِهِ كَافِراً كَانَ أَوْ غَيْرَهُ.

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۹۹/ باب فضل شہر رمضان وثواب صیامہ..... ص: ۹۴

[2] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۷/ القسم السادس ما یرجع الی الفعل..... ص:۶۶

[3] سورۂ انسان:۸

اسیر کے ہر روز کا کھانا اس شخص کے ذمہ ہے جس نے اسیر کیا ہے اور یہ انسانی حق ہے اگرچہ دوسرے دن اسے قتل کیا جائے۔ اسیر کو پانی اور غذا دینا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، خواہ کافر ہو یا غیر کافر، یہ کام شائستہ ہے۔[1]

اسیر کو قتل نہ کرنا:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا اَخَذْتَ اَسِيراً فَعَجَزَ عَنِ الْمَشْيِ وَلَيْسَ مَعَكَ مَحْمِلٌ فَأَرْسِلْهُ وَلَا تَقْتُلْهُ.

اگر تو نے کسی کو قیدی بنایا اور وہ چل نہیں سکتا۔ تو سواری کا اہتمام کروا گر سواری کا وسیلہ آپ کے پاس نہیں تو اسے آزاد کردو۔ اسے قتل نہ کرو۔[2]

اسیروں کو آزاد کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ الْاِحْسَانِ اِلَى الْمَمْلُوكِ يَكْبِتُ اللهُ بِهِ الْعَدُوَّ.

اسیروں کے ساتھ نیکی کرنے سے خدا تمہارے دشمنوں کو ذلیل وخوار کرے گا۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَهُ مَالٌ فَلْيَصِلْ بِهِ الْقَرَابَةَ وَ لْيُحْسِنْ مِنْهُ الضِّيَافَةَ وَ لْيَفُكَّ بِهِ الْعَانِيَ وَ الْاَسِيرَ وَ ابْنَ السَّبِيلِ فَاِنَّ الْفَوْزَ بِهٰذِهِ الْخِصَالِ مَكَارِمُ الدُّنْيَا وَ شَرَفُ الْآخِرَةِ.

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مالدار بنایا ہے اسے چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرو، مہمان کی خدمت کرو، قیدی کو آزاد کراؤ اور مسافر کی مدد کرو۔ اگر تم نے یہ عمل انجام دیا تو گویا دنیا و آخرت کا شرف تمہیں مل گیا ہے۔

(ص)۔ آسیب زدہ افراد:

حوادث طبیعی سے نقصان اٹھانے والے جیسے سیل، زلزلہ، جنگ اور آگ لگ جانا کی مدد کرنے کی تاکید ہوئی ہے۔ اس حمایت کے مختلف راہ ہیں۔ غذا، لباس، وارداور مکان دینا۔

چنانچہ قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾

اور اس کو (اچھی بُری) دونوں راہیں بھی دکھا دیں۔ (۱۰) پھر وہ گھاٹی پر سے ہو کر (کیوں) نہیں گزرا (۱۱) اور تم کو کیا

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۳۵/ باب الرفق بالاسیر واطعامہ..... ص:۳۵

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۳۵/ باب الرفق بالاسیر واطعامہ..... ص:۳۵

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۶۶۵/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص. با ترجمہ فارسی

معلوم کہ گھاٹی کیا ہے۔(۱۲) کسی (کی) گردن کا (غلامی یا قرض سے) چھڑانا (۱۳) یا بھوک کے دن (۱۴) یتیم رشتہ دار (۱۵) یا خاکسار محتاج کو کھانا کھلانا (۱۶)[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ عَنْ قَوْمٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَادِيَةَ [مَاءٍ] أَوْ نَارٍ أُوجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

جوشخص مسلمانوں کو سیلاب یا آگ لگنے جیسے خطرے سے نجات دیتا ہے۔اس پر جنت واجب ہے۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عَادِيَةَ مَاءٍ وَ عَادِيَةَ نَارٍ وَ عَادِيَةَ عَدُوٍّ مُكَابِرٍ لِلْمُسْلِمِينَ غَفَرَ اللهُ ذَنْبَهُ.

جوشخص سیلاب یا آگ لگنے کے خطرے سے بچاتا ہے یا دشمن جنگ جو سے ان کی حفاظت کرتا ہے اس پر جنت واجب ہے۔[۳]

(ط)۔جسمی اور ذہنی معذور:

اسلام میں جسمی اور ذہنی معذور محترم ہیں۔خدا انہیں ثواب عطا کرے گا اور جو لوگ ان سے نیکی کرتے ہیں ان کو بھی ثواب ملتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَ هُوَ يُذْكَرُ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ يوم [يَوْماً] يَوْماً يُصِيبُهُ بِبَلَاءٍ إِمَّا فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ أَوْ فِي نَفْسِهِ فَيُؤْجَرُ عَلَيْهِ.

ہر مومن کو چالیس دنوں میں کوئی نہ کوئی مصیبت دے کر متوجہ کیا جاتا ہے وہ مصیبت خواہ مالی ہو یا اولاد کے ذریعے ہو یا ان کے اپنے نفس کے ذریعے ہو پس اس پر (کامیابی کی صورت میں) اسے اجر دیا جاتا ہے۔[۴]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمْ أَهْلَ الْبَلَاءِ فَاحْمَدُوا اللهَ وَلَا تُسْمِعُوهُمْ فَإِنَّ ذَلِكَ يَحْزُنُهُمْ.

جب کسی دکھی اور مصیبت زدہ کو دیکھو تو ان کے سامنے خدا کی حمد نہ کرو کہ تم ان جیسے نہ ہو جاؤ۔اس سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے۔[۵]

---

[۱] سورۂ بلد: ۱۱۔۱۶

[۲] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۱۶۴ / باب الاہتمام بامور المسلمین والنصیحۃ لہم ونفعہم ص:۱۶۳

[۳] کافی (ط۔دار الحدیث)/ ج ۳ / ۴۲۰ / ۷۰۔باب الاہتمام بامور المسلمین والنصیحۃ لہم ونفعہم ص:۴۱۷

[۴] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۱۴ / الفصل السبعون فی البلاء

[۵] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۹۸ / باب الشکر ص:۹۴

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ قَدِ ابْتُلِيَ وَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي لَا أَسْخَرُ وَ لَا أَفْخَرُ وَ لَكِنْ أَحْمَدُكَ عَلَى عَظِيمِ نَعْمَائِكَ عَلَيَّ.

جب بھی تم کسی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھو اور تمہارے پاس نعمت رہی ہو تو یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ لَآ أَسْخَرُ وَلَا أَفْخَرُ وَلٰكِنْ أَحْمَدُكَ عَلٰى عَظِيْمِ نَعْمَآئِكَ عَلَيَّ.

خدایا! نہ مذاق کرتا ہوں نہ افتخار لیکن تیری عظیم نعمتوں کی حمد بجالاتا ہوں۔[1]

معذور افراد سے اچھا برتاؤ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُدِيمُوا النَّظَرَ إِلَى أَهْلِ الْبَلَاءِ وَ الْمَجْذُومِينَ فَإِنَّهُ يَحْزُنُهُمْ.

مصیبت زدہ اور جذام میں مبتلا افراد پر زیادہ نگاہ نہ ڈالا کرو کیونکہ وہ اس سے اور غمگین ہوتے ہیں۔[2]

معذور افراد سے نیکی کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَادَ ضَرِيراً أَرْبَعِينَ خُطْوَةً عَلَى أَرْضٍ سَهْلَةٍ- لَا يَفِي بِقَدْرِ إِبْرَةٍ مِنْ جَمِيعِهِ طِلَاعُ الْأَرْضِ ذَهَباً فَإِنْ كَانَ فِيمَا قَادَهُ مَهْلَكَةٌ جَوَّزَهُ عَنْهَا وَجَدَ ذَلِكَ فِي مِيزَانِ حَسَنَاتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْسَعَ مِنَ الدُّنْيَا مِائَةَ أَلْفِ مَرَّةٍ.

جو شخص کسی نابینا کی چالیس قدم تک رہنمائی کرے اللہ اسے بہت اجر عطا فرماتا ہے اور نابینا آدمی کو خطرناک جگہ سے بچا کر سیدھے راستے کی رہنمائی کرے تو روز قیامت اسے اتنا ثواب ملے گا کہ دنیا سے ایک لاکھ گنا اس کے اعمال کے ترازو میں نیکیاں ہوں گی۔[3]

نیز فرمایا:

وَ مَنْ كَفَى ضَرِيراً حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَ مَشَى لَهُ فِيهَا حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ لَهُ حَاجَتَهُ أَعْطَاهُ اللهُ بَرَاءَةً مِنَ النِّفَاقِ وَ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ وَ قَضَى لَهُ سَبْعِينَ حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَ لَا يَزَالُ يَخُوضُ فِي

---

[1] بحارالانوار (ط-بیروت) / ج ۶۸ / ۳۴ / باب ۶۱ الشکر..... ص: ۱۸

[2] بحارالانوار (ط-بیروت) / ج ۷۲ / ۱۵ / باب 32 آداب معاشرة العمیان والزمنی واصحاب العاہات المسریۃ..... ص: ۱۴

[3] بحارالانوار (ط-بیروت) / ج ۷۲ / ۱۵ / باب 32 آداب معاشرة العمیان والزمنی واصحاب العاہات المسریۃ..... ص: ۱۴

رَحْمَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ حَتّٰى يَرْجِعَ.

جو شخص کسی نابینا کی ایک حاجت پوری کرتا ہے جو وہ اس عمل کے لئے قدم اٹھاتا ہے تاکہ ضرورت مند کی ضرورت پوری کرے خدا اسے آگ سے نجات دیتا ہے اور دنیا کی ستر حاجات بھی پوری فرماتا ہے اور آخر تک رحمت الٰہی میں ہوتا ہے۔[1]

نیز فرمایا:

وَ مَنْ قَادَ ضَرِيراً إِلَى مَسْجِدِهِ أَوْ إِلَى مَنْزِلِهِ أَوْ لِحَاجَةٍ مِنْ حَوَائِجِهِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ قَدَمٍ رَفَعَهَا وَ وَضَعَهَا عِتْقَ رَقَبَةٍ وَ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى يُفَارِقَهُ.

جو شخص کسی نابینا کو مسجد یا گھر کی طرف راہنمائی کرتا ہے خدا اسے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کرتا ہے اور فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں یہاں تک کہ وہ دونوں جدا ہو جائیں۔[2]

۱۵۔ مسافروں کی مدد کرنے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَعَانَ مُؤْمِناً مُسَافِراً فِي حَاجَةٍ نَفَّسَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ ثَلَاثاً وَ سَبْعِينَ كُرْبَةً وَاحِدَةً فِي الدُّنْيَا مِنَ الْغَمِّ وَ الْهَمِّ وَ اثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِينَ كُرْبَةً عِنْدَ الْكُرْبَةِ الْعُظْمَى قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ مَا الْكُرْبَةُ الْعُظْمَى قَالَ حَيْثُ يَتَشَاغَلُ النَّاسُ بِأَنْفُسِهِمْ حَتّٰى إِنَّ إِبْرَاهِيمَ علیہ السلام يَقُولُ- أَسْأَلُكَ بِخُلَّتِي أَنْ لَا تُسْلِمَنِي إِلَيْهَا.

جو شخص کسی مومن مسلمان مسافر کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ خدا اس سے بہتر (۷۲) مصیبتیں دور کرتا ہے۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! بڑی مصیبت کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جب روز قیامت اپنے آپ میں مشغول ہوں گے۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدایا! تیری دوستی کی قسم! مجھے بڑی مصیبت میں گرفتار نہ فرما۔[3]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ / ج ۴ / ۱۶ / باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

[2] وسائل الشیعۃ / ج ۱۶ / ۳۴۳ / ۲۲۔ باب استحباب نفع المؤمنین..... ص: ۳۴۱

[3] بحار الانوار (ط۔ بیروت) / ج ۷۳ / ۲۸۸ / باب ۵۴ فضل اعانۃ المسافرین وزیارتہم بعد قدومہم وآداب القادم من السفر..... ص: ۲۸۷

تیسرا حصہ

لوگوں کا تعامل اور اسلامی نظام

حضرت علی علیہ السلام معاشرے کے نظام اور حکومت کو تسبیح کے دانوں کی مانند سمجھتے ہیں۔ اور اس سے بہرہ مند ہونے کے لئے نظام اسلامی کے بغیر ممکن نہیں۔[1] نظام اسلامی کے بارے میں بہت مطالب کتب میں موجود ہیں۔ یہاں پر ان مطالب کو چار فصلوں میں بیان کرتے ہیں۔

پہلی فصل:

سیاسی نظام

اہمیت تشکیل اسلامی نظام:

اسلامی نظام کی تشکیل ضروریات دین اسلام یوں سے اور مذہب شیعہ کا ورثہ ہے۔ اسلامی حکومت کے بغیر اسلامی احکام کا اجراء، امور سیاسی، اجتماعی، ثقافتی، امن اور فوجی حتیٰ کہ مسلمانوں کے انفرادی و مذہبی امور معطل ہو جاتے ہیں یہ تاریخی تجربہ ہے اور اس حقیقت کو واضح کرتا ہے اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ ہجرت کے بعد اولین کام یہ کیا کہ اسلامی نظام و حکومت کی بنیاد رکھی۔

امام رضا علیہ السلام اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

اَنَّا لَا نَجِدُ فِرْقَةً مِنَ الْفِرَقِ وَلَا مِلَّةً مِنَ الْمِلَلِ بَقُوا وَعَاشُوا اِلَّا بِقَيِّمٍ وَرَئِيسٍ وَلِمَا لَا بُدَّ لَهُمْ مِنْهُ فِي اَمْرِ الدِّينِ وَالدُّنْيَا .... وَلَا قِوَامَ لَهُمْ اِلَّا بِهِ.

---

[1] مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَيَضُمُّهُ فَاِنِ انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيرِهِ اَبَداً
امور (سلطنت) میں حاکم کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو مہروں میں ڈورے کی جو انہیں سمیٹ کر رکھتا ہے۔ جب ڈور ٹوٹ جائے تو سب مہرے بکھر جائیں گے اور پھر کبھی سمٹ نہ سکیں گے۔ (نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۲۰۳/ ۱۴۶ و من کلام لہ ع وقد استشارہ عمر بن الخطاب فی الشخوص ..... ص: ۲۰۳)

ہرقوم وملت کی پائیداری کے لئے قوام بخش حاکم کی ضرورت ہوتی ہے۔لوگ ناچار ہیں لہٰذا انہیں دین ودنیا کے امور کے لئے حاکم کی ضرورت ہوتی ہے.................جس سے حکومت تاسیس ہوتی ہے۔[۱]

عادل حاکم کی ضرورت:

اسلامی حکومت میں عادل حاکم کا ہونا بھی ضروریات میں سے ہے۔اسلام میں اس کی تصریح کی گئی اور بڑی تاکید ہوئی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَسْتَغْنِي اَهْلُ كُلِّ بَلَدٍ عَنْ ثَلَاثَةٍ يَفْزَعُ اِلَيْهِمْ فِي اَمْرِ دُنْيَاهُمْ وَ آخِرَتِهِمْ فَاِنْ عَدِمُوا ذٰلِكَ كَانُوا هَمَجاً فَقِيهٍ عَالِمٍ وَرَعٍ وَ اَمِيرٍ خَيِّرٍ مُطَاعٍ وَطَبِيبٍ بَصِيرٍ ثِقَةٍ.

تین چیزیں ایسی ہیں کہ ہرشہری کو ان کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ دنیاوآخرت میں ان کی پناہ لیں۔اگر یہ تین نہ ہوں تو وہ زندگی میں مشکلات کا شکار ہوجاتے ہیں۔فقیہ دانا، پرہیزگار اور نیک حاکم جس کی لوگ اتباع کریں اور لوگوں کو اس پر اعتماد ہو۔[۲]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

........لَوْ لَمْ يَجْعَلْ لَهُمْ اِمَاماً قَيِّماً اَمِيناً حَافِظاً مُسْتَوْدَعاً لَدَرَسَتِ الْمِلَّةُ وَ ذَهَبَ الدِّينُ وَ غُيِّرَتِ السُّنَنُ وَ الْاَحْكَامُ وَ لَزَادَ فِيهِ الْمُبْتَدِعُونَ وَ نَقَصَ مِنْهُ الْمُلْحِدُونَ وَ شَبَّهُوا ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ.

..................اگر لوگوں کے لئے امام، شجاع رہبر امانت دار، نگہبان اور پاک دل قرار نہ دیا جائے تو آئین نابود ہوجاتا ہے۔دین ختم ہوجاتا ہے سنت اور احکام الٰہی تبدیل ہوجاتے۔ بدعت گزار غالب آجاتے اور ملحد لوگ کم ہوجاتے اور مسلمانوں میں شبہ پیدا ہوجاتا۔[۳]

اسلامی حاکم کے اوصاف:

اسلامی حکومت میں حاکم اور دوسرے سربراہ میں کچھ صفات پائی جاتی ہیں کہ بعض کی طرف سے ہم استفادہ کرتے ہیں۔

۱۔عدالت محوری:

معصومین علیہم السلام کے کلام میں اس عدالت کے بارے میں وضاحت ہوئی ہے کیونکہ بعض مقامات پر عدالت امام اور دوسرے

---

[۱] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ /۱۰۱/ ۳۴ باب العلل التی ذکر الفضل بن شاذان فی آخرہا ص:۹۹

[۲] تحف العقول/ النص/۳۲۱/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[۳] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ /۱۰۱/ ۳۴ باب العلل التی ذکر الفضل بن شاذان فی آخرہا انہ سمعہا..... ص:۹۹

سربراہوں کے اوصاف بیان ہوئے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَاعَةٌ مِنْ إِمَامٍ عَدْلٍ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِينَ سَنَةً.........

عادل امام کا ایک لحظہ ستر سال کی عبادت سے افضل ہے..................۔[۱]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْعَدْلُ جُنَّةُ الدُّوَلِ.

عدالت حکومت کی ڈھال ہے۔[۲]

حاکم کی پیروی کے بارے میں امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَلِمَ جَعَلَ أُولِي الْأَمْرِ وَ أَمَرَ بِطَاعَتِهِمْ قِيلَ لِعِلَلٍ كَثِيرَةٍ مِنْهَا أَنَّ الْخَلْقَ لَمَّا وَقَفُوا عَلَى حَدٍّ مَحْدُودٍ وَ أُمِرُوا أَنْ لَا يَتَعَدَّوْا ذَلِكَ الْحَدَّ لِمَا فِيهِ مِنْ فَسَادِهِمْ لَمْ يَكُنْ يَثْبُتُ ذَلِكَ وَ لَا يَقُومُ إِلَّا بِأَنْ يَجْعَلَ عَلَيْهِمْ فِيهِ أَمِيناً يَمْنَعُهُمْ مِنَ التَّعَدِّي.

اگر کہا جائے۔ خدا نے کیوں اولوالامر کو منصوب کیا اور اس کی اطاعت سب پر واجب کی ہے؟ اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اس کی کئی علتیں ہوسکتی ہیں ان میں سے ایک یہ کہ لوگ دین کے پابند ہوں واجبات و محرمات کی رعایت کریں، تجاوز نہ کریں ورنہ فساد برپا ہوجاتا ہے۔ حدود الٰہی کی بقا اور اجراء نہیں ہوتا مگر ایک امین والی کے بغیر جو لوگوں کو ظلم و تعدی سے روکتا ہے۔[۳]

۲۔ **ذمہ داری قبول کرنا**:

اسلامی نظام میں لوگوں کے تمام طبقات اپنی ذمہ داری کے پابند ہیں۔ یہ صفت حاکموں اور سربراہوں میں زیادہ بااہمیت ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْأَمِيرُ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَ هُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

آگاہ رہو! تم سب اپنے اپنے عہدات میں ذمہ دار ہو، پس حاکم لوگوں کے مقابلے میں ان کا مسؤل ہے۔[۴]

آپ نے فرمایا:

مَنْ تَوَلَّى عِرَافَةَ قَوْمٍ أُتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ يَدَاهُ مَغْلُولَتَانِ إِلَى عُنُقِهِ فَإِنْ قَامَ فِيهِمْ بِأَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَ

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۷ / ۱۷۵ / باب التحدید..... ص: ۱۷۴

[۲] غرر الحکم و درر الکلم / ۱۰۲ / ۱۸۹۵..... ص: ۱۰۲

[۳] عیون اخبار الرضا علیہ السلام / ج ۲ / ۱۰۰ / ۳۴ باب العلل التی ذکر الفضل بن شاذان فی آخرہا انہ سمعہا..... ص: ۹۹

[۴] مجموعۃ ورام / ج ۱ / ۶ / فہرست ما فی ہذا المجلد..... ص: ۵

جَلَّ اَطْلَقَهُ اللهُ وَاِنْ کَانَ ظَالِماً هُوِیَ بِهٖ فِی نَارِ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِیرُ.

جو شخص کسی قوم کا رہبر بنتا ہے روز قیامت اس کے دونوں ہاتھ گردن میں بندے ہوئے ہوں گے۔ اگر خدا کے حکم کے مطابق عمل کرتا تھا۔ خدا اسے آزاد فرما دے گا اور اگر ظالم ہو دوزخ کی آگ میں جائے گا بری برگشت ہے۔[1]

۳۔ لوگوں کی خیر خواہی:

حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ میں لوگوں سے فرمایا:

اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ لِی عَلَیْکُمْ حَقّاً وَلَکُمْ عَلَیَّ حَقٌّ فَاَمَّا حَقُّکُمْ عَلَیَّ فَالنَّصِیحَۃُ لَکُمْ.

اے لوگو! بے شک میں تم پر حق رکھتا ہوں۔ اور تم مجھ پر حق رکھتے ہو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔
[2]

۴۔ لوگوں پر مہربانی:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ تَکُونَ لَهُمْ کَالْوَالِدِ الرَّحِیمِ.

حاکم لوگوں کے لئے مہربان باپ کی مانند ہونا چاہئے۔[3]

۵۔ بخشش:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَفْضَلُ الْمُلُوكِ مَنْ اُعْطِیَ ثَلَاثَ خِصَالٍ الرَّاْفَۃَ وَالْجُودَ وَالْعَدْلَ.

افضل ترین حاکم وہ ہیں کہ جن میں تین صفات پائی جائیں:

(۱) مہربانی (۲) بخشش (۳) عدالت۔[4]

۶۔ سادہ زندگی:

حاکم لوگوں کی سادہ زندگی امت اسلامی کے لئے آرام اور اعتماد کا باعث ہے۔ اس لئے حضرت علی علیہ السلام نے بصرہ کے فرمانبردار عثمان بن حنیف کو خط میں لکھا:

اِنَّ اِمَامَکُمْ قَدِ اکْتَفَی مِنْ دُنْیَاهُ بِطِمْرَیْهِ وَ مِنْ طُعْمِهٖ بِقُرْصَیْهِ اَلَا وَ اِنَّکُمْ لَا تَقْدِرُونَ عَلَی ذٰلِكَ وَلٰکِنْ اَعِینُونِی بِوَرَعٍ وَ اجْتِهَادٍ وَ عِفَّۃٍ وَ سَدَادٍ فَوَاللهِ مَا کَنَزْتُ مِنْ دُنْیَاکُمْ تِبْراً وَلَا ادَّخَرْتُ مِنْ غَنَائِمِهَا وَفْراً وَ لَا اَعْدَدْتُ لِبَالِی ثَوْبِی طِمْراً وَ لَا حُزْتُ مِنْ اَرْضِهَا شِبْراً وَ لَا اَخَذْتُ مِنْهُ اِلَّا

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۸/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳
[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۹۷/ طریق السداد..... ص:۷۹
[3] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۶۲۱/ باب الحقوق..... ص:۶۱۸
[4] تحف العقول، النص، ص:۳۱۹

كَقُوتِ اَتَانٍ دَبِرَةٍ

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہر مقتدی کا ایک پیشوا ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے اور جس کے نور علم سے کسب ضیا کرتا ہے دیکھو تمہارے امام کی حالت تو یہ ہے کہ اس نے دنیا کے ساز و سامان میں سے دو پھٹی پرانی چادروں اور کھانے میں سے دو روٹیوں پر قناعت کر لی ہے میں مانتا ہوں کہ تمہارے بس کی یہ بات نہیں لیکن اتنا تو کرو کہ پرہیزگاری سعی و کوشش پاکدامنی اور سلامت روی میں میرا ساتھ دو۔ خدا کی قسم! میں نے تمہاری دنیا سے سونا سمیٹ کر نہیں رکھا اور نہ اس کے مال و متاع میں سے انبار جمع کر کے رکھے ہیں۔ [۱]

حاکم کے وظائف:

اسلامی نظام کے حاکموں کے وظائف ہوتے ہیں جن میں لوگوں کی رشد و ہدایت، جان و مال اور آبرو کی حفاظت ہے۔ ان میں سے اہم وظائف کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔ **علمی ترقی**:

اسلامی نظام میں حاکموں کا وظیفہ ہے وہ علمی اور تحقیقی مراکز قائم کریں جیسے نرسری اسکول، پرائمری اور ہائی اور کالج و یونیورسٹی ......صحیح تربیت کے مقدمات، جہالت کا خاتمہ، مختلف علوم وفنون کے شعبے قائم کریں۔ امت اسلامی کو فائدہ دینا ان کا وظیفہ ہے۔ علمی ترقی عروج پر ہونی چاہیے۔

حضرت علی علیہ السلام فرمایا:

تَعْلِيمُكُمْ كَيْلَا تَجْهَلُوا وَتَأْدِيبُكُمْ كَيْمَا تَعْلَمُوا

تمہیں تعلیم دوں تا کہ تم جاہل نہ رہو اور اس طرح تمہیں تہذیب سکھاؤں، جس پر تم عمل کرو [۲]

ایک اور حدیث میں امام علیہ السلام نے فرمایا:

عَلَى الْإِمَامِ اَنْ يُعَلِّمَ اَهْلَ وَلَايَتِهِ حُدُودَ الْإِسْلَامِ وَ الْاِيْمَانِ.

اسلامی حاکم پر ضروری ہے کہ صاحبان ولایت کے اسلام کی حدود اور ایمان کے بارے میں جانے (اور ان کا خیال کرے)۔ [۳]

۲۔ **اُمید بخش**:

اسلامی حاکم کے اہم وظائف میں سے ایک وظیفہ یہ ہے کہ امت اسلامی میں فتنہ کی آگ بھڑک اٹھے اور معاشرے کو مشکلات کا سامنا ہو تو ہوسکتا ہے کہ امت گمراہ ہو جائے۔ حاکم کا کام ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں نور کی امید روشن کرے اور لوگوں کو تفرقہ بازی، نا

---

[۱] نہج البلاغہ نامہ ۴۵ مترجم مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ

[۲] نہج البلاغہ، خطبہ ۳۴، مترجم مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ

[۳] غرر الحکم و درر الکلم / ۴۵۳ / ۲۸..... ص: ۴۵۳

امیدی اور پریشانی سے نجات دے۔

حضرت علی علیہ السلام "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت اسلامی کا حاکم ورہبر" کے عنوان سے ان کی تعریف میں فرماتے ہیں:

فَهَدَاهُمْ بِهِ مِنَ الضَّلَالَةِ وَ اَنْقَذَهُمْ بِمَكَانِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ.

خدانے نبی کو بھیج کر لوگوں کو جہالت، گمراہی اور سرگردانی سے نجات دی ہے۔[1]

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

طَبِيبٌ دَوَّارٌ بِطِبِّهِ قَدْ اَحْكَمَ مَرَاهِمَهُ وَ اَحْمَى مَوَاسِمَهُ يَضَعُ ذٰلِكَ حَيْثُ الْحَاجَةُ اِلَيْهِ مِنْ قُلُوبٍ عُمْيٍ وَ آذَانٍ صُمٍّ وَ اَلْسِنَةٍ بُكْمٍ مُتَتَبِّعٌ بِدَوَائِهِ مَوَاضِعَ الْغَفْلَةِ وَ مَوَاطِنَ الْحَيْرَةِ.

وہ ایک طبیب تھے جو اپنی حکمت وطب کو لیے ہوئے چکر لگا رہا ہو۔ اس نے اپنے مرہم ٹھیک ٹھاک کر لیے ہوں اور داغنے کے آلات تپا لیے ہوں۔ وہ اندھے دلوں بہرے کانوں، گونگی زبانوں (کے علاج معالجہ) میں جہاں ضرورت ہوتی ہے، ان چیزوں کو استعمال میں لاتا ہو، اور دوا لیے غفلت زدہ اور حیرانی و پریشانی کے مارے ہوؤں کی کھوج میں لگا رہتا ہو۔[2]

اسلامی حاکموں سے امت ناامید بھی ہوجاتی ہے۔ اگر تبلیغ ارشاد، نصیحت اور تذکر موثر نہ ہوتو دل وجان قربان کرنا ہوتا ہے۔
سالار شہداء امام حسین علیہ السلام نے اس طرح کیا۔ زیارت اربعین میں ہم پڑھتے ہیں:

وَبَذَلَ مُهْجَتَهُ فِيكَ، لِيَسْتَنْقِذَ عِبَادَكَ مِنَ الْجَهَالَةِ، وَ حَيْرَةِ الضَّلَالَةِ.

اور تیری خاطر اپنی جان قربان کی تاکہ تیرے بندوں کو نجات دلائیں نادانی وگمراہی کی پریشانیوں سے جبکہ ان پر ان لوگوں نے ظلم کیا جنہیں دنیا نے مغرور بنا دیا تھا۔[3]

۳۔ حاکم تک لوگوں کی رسائی ہونا:

حاکموں تک لوگوں کی رسائی ہونی چاہیے تاکہ وہ امت اسلامی کی مشکلات کا حل تلاش کریں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَوَلَّى اَمْراً مِنْ اُمُورِ النَّاسِ فَعَدَلَ وَ فَتَحَ بَابَهُ وَ رَفَعَ سِتْرَهُ وَ نَظَرَ فِي اُمُورِ النَّاسِ كَانَ حَقّاً عَلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ يُؤْمِنَ رَوْعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ.

جو شخص لوگوں کے کام کا ذمہ لیتا ہے۔ اسے عدالت سے کام لینا چاہیے اس کا دروازہ لوگوں کے لئے کھلا ہونا چاہیے، حاکم اور عوام کے درمیان موانع نہیں ہونے چاہئے، کام کا معیار قوم کی خدمت ہونا ضروری ہے۔ خداوند عالم اسے روز

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۴ /مبعث النبی..... ص: ۴۴
[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۱۵۶ /فتنۃ بنی امیۃ..... ص:۱۵۶
[3] مصباح المتہجد، ص ۵۸۹، زیارت اربعین امام حسین علیہ السلام

قیامت دوزخ کی آگ کے خطرے سے امان میں رکھے گا اور جنت میں بھیجے گا۔[1]

۴۔ تذکیہ نفس و تہذیب:

انسان کا نفس پاک ہو اور رذائل اخلاقی سے خالی ہونا چاہیے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے لیکن حاکم و رہبر پر اور زیادہ ضروری ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلنَّاسِ إِمَاماً فَلْيَبْدَأْ بِتَعْلِيمِ نَفْسِهِ قَبْلَ تَعْلِيمِ غَيْرِهِ وَ لْيَكُنْ تَأْدِيبُهُ بِسِيرَتِهِ قَبْلَ تَأْدِيبِهِ بِلِسَانِهِ وَ مُعَلِّمُ نَفْسِهِ وَ مُؤَدِّبُهَا أَحَقُّ بِالْإِجْلَالِ مِنْ مُعَلِّمِ النَّاسِ وَ مُؤَدِّبِهِمْ.

جو لوگوں کا پیشوا بنتا ہے تو اسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہیے اور زبان سے درس اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت و کردار سے تعلیم دینا چاہیے۔ اور جو اپنے نفس کی تعلیم و تادیب کر لے، وہ دوسروں کی تعلیم و تادیب کرنے والے سے زیادہ احترام کا مستحق ہے۔[2]

۵۔ لوگوں کے اسرار کی حفاظت:

اسلامی حاکموں کا لوگوں کی عزت نفس کی حفاظت کے علاوہ یہ بھی وظیفہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے عیب اور راز پوشیدہ رہیں لوگوں کی اہانت نہ ہو بلکہ اگر عیب ظاہر ہو جائیں تو انہیں پنہاں کرنے کا راہ حل تلاش کرنا چاہیے اور مومن کا عمل صحت پر حمل کرنا چاہیے۔

حضرت علی علیہ السلام مالک اشتر سے اپنے عہد نامہ میں فرماتے ہیں:

وَ لْيَكُنْ أَبْعَدَ رَعِيَّتِكَ مِنْكَ وَ أَشْنَأَهُمْ عِنْدَكَ أَطْلَبُهُمْ لِمَعَايِبِ النَّاسِ فَإِنَّ فِي النَّاسِ عُيُوباً الْوَالِي أَحَقُّ مَنْ سَتَرَهَا فَلَا تَكْشِفَنَّ عَمَّا غَابَ عَنْكَ مِنْهَا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ تَطْهِيرُ مَا ظَهَرَ لَكَ وَ اللهُ يَحْكُمُ عَلَى مَا غَابَ عَنْكَ فَاسْتُرِ الْعَوْرَةَ مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتُرِ اللهُ مِنْكَ مَا تُحِبُّ سَتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ.

اور تمہاری رعایا میں تم سے سب سے زیادہ دور اور سب سے زیادہ تمہیں ناپسند وہ ہونا چاہئے جو لوگوں کی عیب جوئی میں زیادہ لگا رہتا ہو۔ کیونکہ لوگوں میں عیب تو ہوتے ہی ہیں۔ حاکم کے لئے انتہائی شایان یہ ہے کہ ان پر پردہ ڈالے۔ لہٰذا جو عیب تمہاری نظروں سے اوجھل ہوں، انہیں نہ اچھالنا۔ کیونکہ تمہارا کام انہی عیبوں کو مٹانا ہے کہ جو تمہارے اوپر ظاہر ہوں اور جو چھپے ڈھکے ہوں۔ ان کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے۔ اس لئے جہاں تک بن پڑے عیبوں کو چھپاؤ تا کہ اللہ بھی تمہارے ان عیوب کی پردہ پوشی کرے جنہیں تم رعیت سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔[3]

۶۔ خطاؤں سے چشم پوشی:

حاکموں کا دوسرا وظیفہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کی لغزشوں اور غلطیوں سے چشم پوشی کریں بلکہ نیک افراد سے احسان کریں۔ حضرت علی علیہ السلام مالک اشتر سے فرماتے ہیں:

---

[1] الامالی (للصدوق)/النص/۲۴۵/المجلس الثالث والاربعون

[2] نہج البلاغہ حکمت ۷۳

[3] نہج البلاغہ نامہ ۵۳ عہد نامہ مالک اشتر

فَأَعْطِهِمْ مِنْ عَفْوِكَ وَ صَفْحِكَ مِثْلِ الَّذِي تُحِبُّ وَ تَرْضَى أَنْ يُعْطِيَكَ اللهُ مِنْ عَفْوِهِ وَ صَفْحِهِ.

ان کے ہاتھوں سے جان بوجھ کر یا بھولے چوکے سے غلطیاں بھی ہوں گی۔تم ان سے اسی طرح عفوودرگزر سے کام لینا جس طرح اللہ سے اپنے لئے عفوودرگزر کو پسند کرتے ہو۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ تَجِبُ عَلَى السُّلْطَانِ لِلْخَاصَّةِ وَ الْعَامَّةِ مُكَافَأَةُ الْمُحْسِنِ بِالْإِحْسَانِ لِيَزْدَادُوا رَغْبَةً فِيهِ وَ تَغَمُّدُ ذُنُوبِ الْمُسِيءِ لِيَتُوبَ وَ يَرْجِعَ عَنْ غَيِّهِ وَ تَأَلُّفُهُمْ جَمِيعاً بِالْإِحْسَانِ وَ الْإِنْصَافِ.

حاکم پر لازم ہے کہ تین چیزوں میں ہر عام وخاص کے ساتھ ایک جیسا سلوک کریں:

۱۔نیک افراد کو نیکی کا اجر دینا تا کہ انہیں نیک کاموں میں رغبت ہو۔

۲۔گناہ گاروں کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنا تا کہ وہ توبہ کریں۔

۳۔تالف قلوب،تمام لوگوں پر احسان وانصاف سے پیش آنا۔[2]

امام سجاد علیہ السلام نے حاکم کے وظائف کے بارے میں فرمایا:

أَمَّا حَقُّ رَعِيَّتِكَ بِالسُّلْطَانِ فَأَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُمْ صَارُوا رَعِيَّتَكَ لِضَعْفِهِمْ وَ قُوَّتِكَ فَيَجِبُ أَنْ تَعْدِلَ فِيهِمْ وَ تَكُونَ لَهُمْ كَالْوَالِدِ الرَّحِيمِ وَ تَغْفِرَ لَهُمْ جَهْلَهُمْ وَ لَا تُعَاجِلَهُمْ بِالْعُقُوبَةِ وَ تَشْكُرَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى مَا آتَاكَ مِنَ الْقُوَّةِ عَلَيْهِمْ.

رعایا کا حق حاکم پر یہ ہے کہ تم یہ سمجھ لو کہ یہ تمہاری قوت اور اپنی کمزوری کی بنا پر تمہاری رعایا ہیں تم پر واجب ہے کہ ان کے درمیان عدل سے کام لو اور ان پر ایسی شفقت کرو جیسے ایک مہربان باپ ہوتا ہے اور ان کی ناسمجھی کو معاف کرو ان کو سزا دینے میں عجلت سے کام نہ لو اور خدا نے تمہیں لوگوں پر جو حاکمیت دی ہے اللہ کا شکر کرو۔[3]

۷۔لوگوں سے محبت:

حضرت علی علیہ السلام عہدنامہ مالک اشتر میں ان سے یوں خطاب فرماتے ہیں:

وَ أَشْعِرْ قَلْبَكَ الرَّحْمَةَ لِلرَّعِيَّةِ وَ الْمَحَبَّةَ لَهُمْ وَ اللُّطْفَ بِهِمْ وَ لَا تَكُونَنَّ عَلَيْهِمْ سَبُعاً ضَارِياً تَغْتَنِمُ أَكْلَهُمْ فَإِنَّهُمْ صِنْفَانِ إِمَّا أَخٌ لَكَ فِي الدِّينِ وَ إِمَّا نَظِيرٌ لَكَ فِي الْخَلْقِ.

رعایا کے لئے اپنے دل کے اندر رحم ورافت اور لطف ومحبت کو جگہ دو۔ان کے لئے پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جاؤ کہ انہیں نگل جانا غنیمت سمجھتے ہو۔اس لئے کہ رعایا میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ایک تو تمہارے دینی بھائی اور دوسرے تمہارے

---

[1] نہج البلاغہ نامہ ۵۳ عہد نامہ مالک اشتر

[2] تحف العقول/النص/۳۱۹/ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ج۲/۶۲۱/باب الحقوق..... ص:۶۱۸

جیسی مخلوقِ خدا۔ [۱]

۸۔ سرحدوں کی حفاظت:

اسلامی حاکم کا ایک وظیفہ یہ بھی ہے کہ اسلامی جغرافیائی حدود کی حفاظت کی جائے اگر وہ کوتاہی کرتا ہے تو اس کا انجام نظام کی نابودی کا سبب ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَيۡسَ يُحَبُّ لِلۡمُلُوكِ اَنۡ يُفَرِّطُوا فِي ثَلَاثٍ فِي حِفۡظِ الثُّغُورِ.

حاکم کے لئے جائز نہیں کہ سرحدوں کی حفاظت میں کوتاہی کرے۔ [۲]

اسی طرح آپ نے شام کے حملہ کے مقابلے میں اسلامی حدود کے دفاع کے بارے میں کوفیوں سے اس طرح خطاب فرمایا:

وَ خُذُوا مَهَلَ الۡاَيَّامِ وَ حُوطُوا قَوَاصِيَ الۡاِسۡلَامِ اَلَا تَرَوۡنَ اِلَى بِلَادِكُمۡ تُغۡزَى وَ اِلَى صَفَاتِكُمۡ تُرۡمَى.

اسلامی شہروں کی سرحدوں کو گھیر لو کیا تم اپنے شہروں کو نہیں دیکھتے کہ ان پر حملے ہو رہے ہیں اور تمہاری قوت و طاقت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ [۳]

۹۔ صالح افراد کو عہدہ دینا:

اسلامی حاکم پر ضروری ہے کہ وہ نظام اسلامی کے لئے صالح افراد کا انتخاب کرے۔ غیر صالح افراد نظام کو خراب کرتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَيۡسَ يُحَبُّ لِلۡمُلُوكِ اَنۡ يُفَرِّطُوا فِي ثَلَاثٍ فِي حِفۡظِ الثُّغُورِ وَ تَفَقُّدِ الۡمَظَالِمِ وَ اخۡتِيَارِ الصَّالِحِينَ لِاَعۡمَالِهِمۡ.

تین امور میں حاکموں کو کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ (۱) سرحدوں کی حفاظت، (۲) پامال حقوق کی بحالی، (۳) صالح افراد کو عہدہ دینا۔ [۴]

۱۰۔ محروم کی حمایت:

مظلوم و محروم افراد کی حمایت اسلامی حاکموں کا وظیفہ ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَا اَخَذَ اللهُ مِنۡ اَوۡلِيَاءِ الۡاَمۡرِ مِنۡ اَنۡ لَا يُقَارُّوا عَلَى كِظَّةِ ظَالِمٍ وَ سَغَبِ مَظۡلُومٍ.

---

[۱] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۴۲۷ / ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر واعمالہا...... ص:۴۲۶

[۲] تحف العقول / النص / ۳۱۹ / ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[۳] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۳۵۷ / ۲۳۸ ومن کلام لہ ع فی شان الحکمین وذم اہل الشام..... ص:۳۵۷

[۴] تحف العقول / النص / ۳۱۹ / ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

خدانے اسلامی حاکموں سے پیمان لیا ہے کہ ظالموں کی پرخوری اور مظلوموں کی بھوک پر خاموش نہ رہیں۔[۱]

۱۱۔چاپلوس پر توجہ نہ دینا:

حضرت علی علیہ السلام نے مالک اشتر کو فرمایا:

لَا تَعْجَلَنَّ اِلَی تَصْدِیقِ سَاعٍ فَاِنَّ السَّاعِیَ غَاشٌّ وَاِنْ تَشَبَّهَ بِالنَّاصِحِینَ.

اے مالک! سخن چین اور چاپلوس افراد کے بارے میں جلدی تصدیق نہ کرنا کیونکہ یہ افراد حیلہ گر اور فریب کار ہوتے ہیں اگرچہ اپنے آپ کو خیر خواہ ظاہر کرتے ہیں۔[۲]

۱۲۔ظلم، جھوٹ اور خیانت سے پرہیز:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اسْتَرْعَی رَعِیَّةً فَغَشَّهَا حَرَّمَ اللهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ.

جو شخص لوگوں کا رہبر ہے اسے ان سے خیانت نہیں کرنی چاہیے خدا اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یُهْلِكُ اللهُ سِتّاً لِسِتٍّ الْاُمَرَاءَ بِالْجَوْرِ.

خداوند عالم ظالم حاکموں کو ان کے ظلم کی وجہ سے انہیں نابود کر دیتا ہے۔[۴]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا کَذَبَ الْوُلَاةُ حُبِسَ الْمَطَرُ وَاِذَا جَارَ السُّلْطَانُ هَانَتِ الدَّوْلَةُ.

جب بھی حاکم جھوٹ بولیں گے۔ بارش نہیں آتی اور جب حاکم ستم کرتا ہے تو دولت سست ہو جاتی ہے۔[۵]

اسلامی حاکم کے مقابلے میں لوگوں کے وظائف:

جس طرح عوام کے لئے حاکموں کے وظائف تھے اسی طرح حاکم کے مقابلے میں عوام کے بھی وظائف ہیں۔ معصومین علیہم السلام کے اقوال میں اشارہ ہوا ہے یہاں پر چند کو ہم ذکر کر رہے ہیں۔

۱۔اسلامی نظام سے وفاداری:

عادل حاکم کے حقوق لوگوں پر ہیں یعنی حاکم وحکومت سے وفاداری اور نفرت کرنا حاکم کے لئے حق ہے۔

---

[۱] الامالی (للطوسی)، النص، ص: ۳۷۴

[۲] نہج البلاغة (للصبحی صالح) / ۴۳۰ / ۵۳ ومن کتاب له ع کتبه للاشتر النخعی [رحمه الله] ...... ص: ۴۲۶

[۳] مجموعة ورام / ج ۲ / ۲۲۷ / الجزء الثانی

[۴] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج 11، ص: ۳۷۵

[۵] الامالی (للمفید) / النص / ۳۱۰ / المجلس السابع والثلاثون

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ......... وَ أَمَّا حَقِّي عَلَيْكُمْ فَالْوَفَاءُ بِالْبَيْعَةِ

اے لوگو!............ میرا وہ حق جو میں تجھ پر رکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ میری بیعت کی وفاداری کرو۔[1]

۲۔ حاکموں کی مدد کرنا:

اسلامی نظام کی حفاظت اہم عناصر اور محور یہ ہے کہ معصومؑ حاکم کی اطاعت کی جائے۔ اگر خود معصوم حاضر ہے تو اس کی بیعت کرو، اگر غائب ہیں تو ولی فقیہ کی اطاعت واجب ہے۔ (جیسا کہ آج کل ولی فقیہ سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی ہیں اور لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں)

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

فَأَمَّا حَقِّي عَلَيْكُمْ ...... وَ الْإِجَابَةُ حِينَ أَدْعُوكُمْ، وَ الطَّاعَةُ حِينَ آمُرُكُمْ.

میرے لئے تمہارے دوسرے وظائف یہ ہیں کہ جب تمہیں جس عمل کی دعوت دوں اسے قبول کرنا اور میرے دستورات کی پیروی کرنا۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

انْظُرُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْكُمْ قَدْ رَوَى حَدِيثَنَا وَ نَظَرَ فِي حَلَالِنَا وَ حَرَامِنَا وَ عَرَفَ أَحْكَامَنَا فَلْتَرْضَوْا بِهِ حَكَماً فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُهُ عَلَيْكُمْ حَاكِماً فَإِذَا حَكَمَ بِحُكْمِنَا فَلَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ فَإِنَّمَا بِحُكْمِ اللهِ اسْتُخِفَّ وَ عَلَيْنَا رُدَّ وَ الرَّادُّ عَلَيْنَا رَادٌّ عَلَى اللهِ وَ هُوَ عَلَى حَدِّ الشِّرْكِ بِاللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

اس آدمی کو دیکھو جو ہماری احادیث کو دوسروں تک نقل کرتا ہے۔ حلال و حرام کے سمجھنے میں وہ صاحب نظر ہے۔ احکام و معارف الٰہی سے اچھی طرح آشنائی رکھتا ہو۔ پس ایسے شخص کا حکم نافذ ہے اور اس کی حکومت پر لوگ راضی ہوں کیونکہ میں نے اسے تجھ پر حاکم قرار دیا ہے جب وہ کوئی حکم دے تو اس کی اطاعت کرو۔ اگر تم نے اس کا حکم نہ مانا تو گویا خدا کے حکم کو تم نے اہمیت نہیں دی پس جو شخص ہمارے حکموں کو رد کرتا ہے اس نے خدا کے حکم رد کیا ہے اور یہ شرک ہے۔[3]

نکتہ:

شرک سے مراد شرک عملی ہے نہ اعتقادی۔ حکم عملی، حکم قضاوت، حکم ولایت لوگوں پر واجب ہے اور اس کا نقض کرنا حرام ہے۔ خواہ حکم ہو یا اسلامی معاشرہ دونوں کے لئے حرام ہے۔

۳۔ سیاست میں حصہ لینا:

اسلامی معاشرے میں لوگوں کا وظیفہ ہے کہ وہ وفادار ہونے کے ساتھ ساتھ حاکموں کے خیر خواہ بھی ہوں۔ یہ عملی کام اس وقت

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۹۷/ طریق السداد..... ص:۷۹

[2] الغارات (ط-الحدیثۃ)/ ج۱/ ۷۳/ فی استنفارہ-علیہ السلام-الناس..... ص:۳۱

[3] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ، ج۳، ص: ۱۹۲

ہوسکتا ہے جب تمام ادارے کے لوگ بروقت بیدار ہوں۔ اس سے حکومت کی رشد اور ترقی ہوتی ہے۔[1] اسی وجہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطاب میں فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَ النَّصِيحَةُ لِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَ اللُّزُومُ لِجَمَاعَتِهِمْ فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ مُحِيطَةٌ مِنْ وَرَائِهِمْ.

تین چیزیں ایسی ہیں مسلمان اس میں خیانت نہ کرے:

(۱) خالص خدا کے لئے ہو

(۲) حاکموں کے لئے لوگ خیر خواہ ہو۔

(۳) مسلمانوں کے اجتماع میں ہمیشہ بھرپور شرکت کرنا۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فَاَمَّا حَقِّي عَلَيْكُمْ ......النُّصْحُ لِي فِي الْمَشْهَدِ وَ الْمَغِيبِ.

میرا ایک حق تم پر یہ ہے کہ میرے لئے ہر حال میں خیر خواہ اور دلسوز رہو۔[3]

۴۔ حاکموں کی سربلندی کے لئے دعا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثُ خِلَالٍ تَجِبُ لِلْمُلُوكِ عَلَى اَصْحَابِهِمْ وَ رَعِيَّتِهِمْ الطَّاعَةُ لَهُمْ وَ النَّصِيحَةُ لَهُمْ فِي الْمَغِيبِ وَ الْمَشْهَدِ وَ الدُّعَاءُ بِالنَّصْرِ وَ الصَّلَاحِ.

تین چیزوں میں حاکموں کے حقوق عوام پر ہیں:

(۱) ان کی پیروی

(۲) ہر حال میں ان سے خیر خواہی

(۳) ان کی کامیابی کے لئے دعا کرنا۔[4]

۵۔ اطاعت میں مدد:

جب بنی ناجیہ کی قوم نے حضرت امیر علیہ السلام سے سرپیچی کی تو آپ نے عبداللہ بن قصین نامی شخص کو ان کے تعاقب کے لئے مامور فرمایا: اس نے تحقیق کی اور آپ کو تفصیل بتائی کہ وہ کوفہ سے نکل چکے ہیں پھر مولا نے اپنے تمام نمائندوں کو اس طرح خط لکھا:

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ اِلَى مَنْ قَرَاَ كِتَابِي هَذَا مِنَ الْعُمَّالِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ رِجَالًا لَنَا

---

[1] ر۔ک۔ تفسیر القمی، ج ۲، ص ۷۴۴، تفسیر کنز الدقائق، ج ۴، ص ۱۸۸

[2] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۱ / ۴۰۳ / باب ما امر النبی ص بالنصیحۃ لائمۃ المسلمین واللزوم لجماعتھم ومن ہم..... ص: ۴۰۳

[3] الغارات (ط۔القدیمۃ) / ج ۱ / ۲۴ / فی استنفارہ الناس..... ص: ۲۰

[4] تحف العقول / النص / ۳۱۹ / ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

عِنْدَهُمْ بَيْعَةٌ خَرَجُوا هُرَّاباً فَنَظُنُّهُمْ وُجِّهُوا نَحْوَ بِلَادِ الْبَصْرَةِ فَاسْأَلْ عَنْهُمْ أَهْلَ بِلَادِكَ وَ اجْعَلْ عَلَيْهِمُ الْعُيُونَ فِي كُلِّ نَاحِيَةٍ مِنْ أَرْضِكَ ثُمَّ اكْتُبْ إِلَيَّ بِمَا يَنْتَهِي إِلَيْكَ عَنْهُمْ

یہ اللہ کے بندے علی امیر المومنینؑ کی طرف سے خط ہے اور تمام نمائندوں سے خطاب ہے۔

امابعد! وہ گروہ جس نے ہماری بیعت کی اور کوفہ سے کوچ کر گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بصرہ کی طرف چلے گئے ہیں۔ لوگوں سے ان کے بارے میں پوچھو۔ ہر طرف سے انہیں تلاش کریں اور آخر میں تفصیل بتانا۔ [۱]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا بَعَثَ جَيْشاً فَاتَّهَمَ أَمِيراً بَعَثَ مَعَهُ مِنْ ثِقَاتِهِ مَنْ يَتَجَسَّسُ لَهُ خَبَرَهُ.

سیرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح تھی کہ جب بھی کسی فوجی دستے کو بھیجتے اور اس کے فرمانده پر اعتماد نہ ہوتا تو حضرت ایک اور قابل اعتماد کو ان کے ساتھ بھیجتے تھے۔ تاکہ تمام حالات کی تفصیل دے۔ [۲]

قابل غور بات یہ ہے کہ اس کام کے لئے ہر ایک کا انتخاب نہیں ہوتا بلکہ باصلاحیت اور لائق [جو صادق اور دیندار ہوں] کا انتخاب ہوتا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے مالک اشتر کو اس طرح خط لکھا:

وَ ابْعَثِ الْعُيُونَ مِنْ أَهْلِ الصِّدْقِ وَ الْوَفَاءِ عَلَيْهِمْ.

اپنے نمائندوں کو کنٹرول کرنے کے لئے اہل صدق اور اہل وفا کا انتخاب کر۔ [۳]

۶۔ باطل حاکموں سے اعراض:

اسلامی معاشرے میں خدا سے دوری اور اہل بیتؑ کی اطاعت نہ کرنا صراط مستقیم سے انحراف کا باعث ہے۔ جو حکومت اہل بیت علیہم السلام کے فرمان کے علاوہ ہو وہ طاغوت کی حکومت ہے۔

لہٰذا ایسی حکومت کی پیروی درحقیقت طاغوت کی پیروی ہے اور گمراہی کا سبب ہے اس لئے امام باقر علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا:

يَا أَبَا الصَّبَّاحِ إِيَّاكُمْ وَ الْوَلَائِجَ فَإِنَّ كُلَّ وَلِيجَةٍ دُونَنَا فَهِيَ طَاغُوتٌ.

اے اباصالح! ہمارے غیروں کی دوستی سے بچو کیونکہ تمہاری غیروں سے دوستی طاغوت سے دوستی ہے۔ [۴]

---

[۱] الغارات (ط-القديمة)/ ج۱/ ۲۳۵/ خبر بنی ناجية ص:۲۱۹

[۲] وسائل الشيعة/ ج۱۵/ ۶۰/ ۱۵-باب آداب امراء السرايا واصحابهم ص:۵۸

[۳] نہج البلاغة (للصبحی صالح)/ ۴۳۵/ ۵۳ ومن كتاب له ع كتبه للاشتر النخعی [رحمه الله] لما ولاه علی مصر واعمالها...... ص:۴۲۶

[۴] تفسير العياشی/ ج۲/ ۸۳/ [سورة التوبة (۹): آية ۱۹] ص:۸۳

جزاوسزا:

یہاں پر بعض روایات کو دیکھتے ہیں جو جزاوسزا پر دلالت کرتی ہیں:

۱۔ عادل حاکموں کا اجروثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْوَالِیُ الْعَادِلُ الْمُتَوَاضِعُ ظِلُّ اللهِ وَرِیحُهُ فِی اَرْضِهِ، فَمَنْ نَصَحَ فِی نَفْسِهِ وَفِی عِبَادِ اللهِ حَشَرَهُ اللهُ تَعَالَی وَفْدَهُ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ......

عادل حاکم زمین پر متواضع، خدا کے سائے اور نسیم قدرت ہوتے ہیں۔ پس اگر اپنے اور عوام کے خیر خواہ ہوں تو خدا اس کو اس سائے میں رکھے گا جس دن کوئی اور سایہ نہ ہوگا............۔[۱]

اسی طرح آپؐ نے فرمایا:

اَحَبُّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَقْرَبُهُمْ مِنَ اللهِ مَجْلِساً اِمَامٌ عَادِلٌ.

لوگوں میں سے روز قیامت محبوب ترین اور خدا کے نزدیک ترین عادل حاکم ہوں گے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ یُدْخِلُهُمُ اللهُ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ .... فَاِمَامٌ عَادِلٌ وَتَاجِرٌ صَدُوقٌ وَشَیْخٌ اَفْنَی عُمُرَهُ فِی طَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

تین گروہوں کو خدا بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا:..................(۱) عادل حاکم (۲) تاجر امین (۳) وہ بوڑھا جس نے اپنا بڑھاپا خدا کی عبادت میں گزارا ہو۔[۳]

۲۔ عادل حاکموں کی پیروی کے آثار:

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

وَطَاعَةُ وُلَاةِ الْعَدْلِ تَمَامُ الْعِزِّ.

عادل حاکموں کی اطاعت، کمال عزت ہے۔[۴]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

وَلَاَعْفُوَنَّ عَنْ کُلِّ رَعِیَّةٍ فِی الْاِسْلَامِ اَطَاعَتْ اِمَاماً هَادِیاً مِنَ اللهِ وَاِنْ کَانَتِ الرَّعِیَّةُ فِی

---

[۱] الآداب الدینیة للخزانة المعینیة/ترجمہ عابدی/۱۵۱/الفصل الرابع عشر فی ذکر آداب یختم بها الکتاب..... ص:۱۴۵

[۲] روضة الواعظین وبصیرة المتعظین (ط-القدیمة)/ج ۲/۴۶۶/مجلس فی ذکر وبال الظلم..... ص:۴۶۵

[۳] الخصال/ج ۱/۸۰/ثلاثة یدخلهم الله الجنة بغیر حساب وثلاثة یدخلهم الله النار بغیر حساب..... ص:۸۰

[۴] الکافی (ط-الاسلامیة)/ج ۱/۲۰/کتاب العقل والجهل..... ص:۱۰

اَعۡمَالِهَا ظَالِمَةً مُسِيئَةً.

خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ عادل حاکم کی حکومت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس حاکم کی پیروی کر رہے ہوں۔ میں اس کے گناہ بخش دیتا ہوں۔ اگر چہ وہ ملت اپنے امور میں ظالم و بدکار ہوں کیونکہ عدل و انصاف کے نظام میں زندگی کی اصلاح کا سبب ہے۔[1]

۳۔اسلامی حاکم کو حقیر سمجھنا:

اسلامی حکومت میں حاکم کی بڑی فضیلت ہے ان کو اہمیت نہ دینے کی مذمت کی گئی ہے اور سرانجام برا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلۡعَاقِلُ لَا يَسۡتَخِفُّ بِاَحَدٍ وَ اَحَقُّ مَنۡ لَا يُسۡتَخَفُّ بِهِ ثَلَاثَةٌ اَلۡعُلَمَاءُ وَ السُّلۡطَانُ وَ الۡاِخۡوَانُ لِاَنَّهُ مَنِ اسۡتَخَفَّ بِالۡعُلَمَاءِ اَفۡسَدَ دِينَهُ وَ مَنِ اسۡتَخَفَّ بِالسُّلۡطَانِ اَفۡسَدَ دُنۡيَاهُ وَ مَنِ اسۡتَخَفَّ بِالۡاِخۡوَانِ اَفۡسَدَ مُرُوَّتَهُ.

عاقل آدمی ان تین گروہوں میں سے کسی کو حقیر نہیں سمجھتا۔(۱)علما،(۲)حکمران اور (۳) دینی بھائی۔ جو آدمی علما کو حقیر سمجھتا ہے اس کا دین جاتا رہتا ہے، جو آدمی حاکم کو کمتر سمجھتا ہے اس کی دنیا تباہ ہوتی ہے اور جو اپنے دینی بھائیوں کو حقیر سمجھتا ہے اس کی عزت جاتی رہتی ہے۔[2]

ایک اور حدیث میں ہے:

ثَلَاثَةٌ لَا يَجۡهَلُ حَقَّهُمۡ اِلَّا مُنَافِقٌ مَعۡرُوفٌ بِالنِّفَاقِ ذُو الشَّيۡبَةِ فِي الۡاِسۡلَامِ وَ حَامِلُ الۡقُرۡآنِ وَ الۡاِمَامُ الۡعَادِلُ.

ان تین گروہوں کے حق کا سوائے منافق کوئی انکار نہیں کرتا: (۱) بوڑھے مسلمان، (۲) قرآن کے حامل، (۳) عادل حاکم۔[3]

۴۔جائز حاکموں کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

......اِنَّ اَبۡغَضَ النَّاسِ اِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ رَجُلٌ جَرَّدَ ظَهۡرَ مُسۡلِمٍ بِغَيۡرِ حَقٍّ.

............خدا کے نزدیک مبغوض ترین وہ لوگ ہیں اور انہیں شدید ترین عذاب ہوگا۔ وہ ظالم حاکم ہیں۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۳۷۶/ باب فیمن دان اللہ عزوجل بغیر امام من اللہ جل جلالہ..... ص:۳۷۴

[2] تحف العقول/ النص/ ۳۲۰/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[3] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۶۵۸/ باب وجوب اجلال ذی الشیبۃ المسلم..... ص:658

[4] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۷/ ۲۶۰/ باب النوادر..... ص:۲۶۰

صِنْفَانِ لَا تَنَالُهُمَا شَفَاعَتِي: سُلْطَانٌ غَشُومٌ عَسُوفٌ، وَ غَالٍ فِي الدِّينِ مَارِقٌ مِنْهُ غَيْرِ تَائِبٍ وَ لَا نَازِعٍ.

دوگروہوں کے لئے میری شفاعت نہیں ہوگی۔ ظالم حاکم اور دین میں غلو کرنے والے۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ جَارَتْ وِلَايَتُهُ زَالَتْ دَوْلَتُهُ.

جس کی حکومت ظالمانہ ہو اس کی دولت ختم ہو جاتی ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَمَّا الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُدْخِلُهُمُ اللهُ النَّارَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَإِمَامٌ جَائِرٌ وَ تَاجِرٌ كَذُوبٌ وَ شَيْخٌ زَانٍ.

تین گروہ کو خدا بے حساب دوزخ میں بھیجے گا۔(۱) ظالم حکمران، (۲) جھوٹے تاجر، (۳) بوڑھے زنا کار۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَا يُزَكِّيهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَ مَلِكٌ جَبَّارٌ وَ مُقِلٌّ مُخْتَالٌ.

تین گروہ ایسے ہیں جن سے خدا قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔(۱) بوڑھا زنا کار (۲) ظالم بادشاہ (۳) متکبر فقیر۔[4]

۵۔ ظالم حاکموں کی تصدیق کا انجام:

جس طرح ظالم حاکم کو روز قیامت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی اور سخت عذاب میں ہوں گے۔ ان کی مدد کرنے والوں کا بھی یہی انجام ہوگا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب بن عجرہ سے فرمایا:

......إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ، فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَ أَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَ لَسْتُ مِنْهُ وَ لَنْ يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضَ......

......میرے بعد جلد ہی ظالم حاکم آئیں گے۔ جس نے ان کا ساتھ دیا اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کی یا ان کے ظلم کرنے میں شریک ہوں وہ مجھ سے نہیں ہے اور میں بھی ان سے بیزار ہوں اور وہ میرے ساتھ حوض کوثر پر نہیں آئے گا......۔[5]

---

[1] قرب الاسناد (ط-الحدیثة) / النص / ٦٤ / احادیث متفرقة..... ص:٩

[2] غرر الحکم و درر الکلم / ٦١١ / ١٥٧..... ص:٦١١

[3] الخصال / ج١ / ٨٠ / ثلاثة یدخلہم اللہ الجنة بغیر حساب وثلاثة یدخلہم اللہ النار بغیر حساب..... ص:٨٠

[4] الکافی (ط-الاسلامیة) / ج٢ / ٣١١ / باب الکبر..... ص:٣٠٩

[5] المعجم الکبیر، ج١٩، ص ١٣٤

۶۔ حاکم سے دوستی پر فخر:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَسْخَفِ حَالاتِ الْوُلَاةِ عِنْدَ صَالِحِ النَّاسِ اَنْ يُظَنَّ بِهِمْ حُبُّ الْفَخْرِ وَ يُوضَعَ اَمْرُهُمْ عَلَى الْكِبْرِ.

صالحین کے نزدیک بدترین لوگ وہ ہیں جو حاکموں سے دوستی پر فخر کرتے ہیں۔[۱]

۷۔ ظالم حاکم کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ جَارَ الْحُكَّامِ قَلَّ الْمَطَرُ.

جب بھی حاکم ظلم کرتے ہیں بارش کم ہوتی ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ تُكَدِّرُ الْعَيْشَ السُّلْطَانُ الْجَائِرُ وَ الْجَارُ السَّوْءُ وَ الْمَرْاَةُ الْبَذِيَّةُ.

تین آدمی لوگوں کی زندگی تباہ کرتے ہیں۔ ظالم حاکم، برا ہمسایہ، بے شرم عورت۔[۳]

۸۔ ظالم حاکم کے سامنے حق گوئی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلًا مَهَابَةُ النَّاسِ اَنْ يَتَكَلَّمَ بِالْحَقِّ اِذَا عَلِمَهُ. اِنَّ اَفْضَلَ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ اِمَامٍ جَائِرٍ.[۴]

آگاہ رہو! لوگوں کا ڈر تمہیں حق بولنے سے مانع ہوگا۔ جان لو! بہترین جہاد یہ ہے کہ ظالم کے سامنے حق کلام کی جائے۔

۹۔ حاکموں کا فساد:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِي اِذَا صَلَحَا صَلَحَتْ اُمَّتِي وَ اِذَا فَسَدَا فَسَدَتْ اُمَّتِي قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَ مَنْ هُمَا

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۸/۳۵۵/خطبۃ لامیر المؤمنین ع..... ص:۳۵۲

[۲] الجامع الصغیر، ج۱، ص۱۱۵

[۳] تحف العقول/النص/۳۲۰/ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[۴] کنز العمال، ج۱۵، ص۹۲۳۔

اس حدیث کا پہلا حصہ کچھ تبدیلی کے ساتھ کتاب "نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/۲۴۶/نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با ترجمہ فارسی" میں موجود ہے الفاظ یہ ہیں "الالا یمنعنّ رجلا مخافۃ النّاس ان یقول الحقّ اذا علمہ" اور دوسرا حصہ بعینہ کتاب "الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۵/۶۰/باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص:۵۵" میں موجود ہے۔ (مجاہد حسین حرّ)

قَالَ الْفُقَهَاءُ وَالْاُمَرَاءُ.

میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں کہ اگر صالح ہوں تو میری امت کی بھی اصلاح ہوگی اور اگر وہ فاسد ہوں تو میری امت بھی فاسد ہوگی۔

لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! دو گروہ کون سے ہیں؟

آپ نے فرمایا: فقیہ افراد اور حاکم۔[1]

[1] الخصال/ ج۱ / ۳۷ / صنفان من ہذہ الامۃ اذا صلحا صلحت الامۃ واذا فسدا فسدت الامۃ ص:۳۶

دوسری فصل:

اجتماعی نظام

مناسبت اجتماعی نظام جس میں لوگوں کے حقوق کا محور ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ **حقوق متقابل**: یعنی اگر کسی نے برائی کی تو اس آیت کے مطابق وہ اسے سزا دے سکتا ہے:

اَلشَّهۡرُ الۡحَرَامُ بِالشَّهۡرِ الۡحَرَامِ وَالۡحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعۡتَدٰى عَلَيۡكُمۡ فَاعۡتَدُوۡا عَلَيۡهِ بِمِثۡلِ مَا اعۡتَدٰى عَلَيۡكُمۡ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۹۴﴾

حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینے کے برابر ہے (اور کچھ مہینہ کی خصوصیت نہیں) سب حرمت والی چیزیں ایک دوسرے کے برابر ہیں پس جو شخص تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہے ویسی ہی زیادتی تم بھی اس پر کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور خوب سمجھ لو کہ خدا پرہیزگاروں کا ساتھی ہے۔[1]

وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ ؕ وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَيۡرٌ لِّلصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۲۶﴾

اور اگر (مخالفین کے ساتھ) سختی کرو بھی تو ویسی ہی سختی کرو جیسی سختی ان لوگوں نے تم پر کی تھی اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے واسطے بہتر ہے۔[2]

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثۡلُهَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۴۰﴾

اور برائی کا بدلہ تو ویسی ہی برائی ہے اس پر بھی جو شخص معاف کر دے اور (معاملہ کی) اصلاح کر دے تو اس کا ثواب

---

[1] سورۂ بقرہ: ۱۹۴

[2] سورۂ نحل: ۱۲۶

خدا کے ذمہ ہے۔ بے شک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔[1]

لیکن اس طرح معاشرے کی اصلاح نہیں ہوتی اور نہ وہ ترقی کرسکتا ہے یعنی اگر کوئی بدی کا جواب بدی میں دے تو عدالتوں میں ہزاروں کیس آجائیں گے۔ یہ قانون اگرچہ حق ہے اس کے جاری کرنے کی ضرورت ہے لیکن ملک اور معاشرے کو چلانا مشکل ہوجاتا ہے۔ کیونکہ تعامل حقوق متقابل ہیں معاشرے کو ساکت نہیں کرسکتا لیکن اسے آرام نہیں آتا۔

۲۔ **عفوو درگزر، مسائل، انسانی حقوق**: وہی ہیں جو دین فرماتا ہے: بدی کا انجام بدی ہے۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا

اخلاقی بحث میں خدا فرماتا ہے: بدی کا نیکی سے جواب دو۔

اس آیت میں خدا نے لوگوں کو متحد ہونے کا حکم دیا اور سب کو عفو اور سزا میں رعایت کرنے کا حکم دیا ہے۔

وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ.

اور یہ لوگ بُرائی کو بھی بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔[2]

اس کی علت یہ ہے کہ معاشرے کو اخلاق کے ذریعے کمال تک پہنچایا جاسکتا ہے۔

پس صرف عدل ہی کافی نہیں ہے اگرچہ اسلامی معاشرے کو عدل وانصاف کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

اس میں شک نہیں کہ خدا انصاف اور (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے۔[3]

لیکن عدل تمدن کی ہتھیلی ہے اور سطح تمدن احسان ہے کہ آیت احسان کا حکم دیتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

اس میں شک نہیں کہ خدا انصاف اور (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے۔[4]

معاشرے میں احسان ہونا، صلہ رحمی، انفاق، صدقہ، صلح، محروم افراد کی دستگیری اور سب کے حقوق پر توجہ دینا احسان کے مصادیق ہیں۔

---

[1] سورۂ شوریٰ: ۴۰

[2] سورۂ رعد: ۲۲، سورۂ قصص: ۵۴

[3] سورۂ نحل: ۹۰

[4] سورۂ نحل: ۹۰

۱۔ اتحاد و یکجہتی

وحدت و اجتماع محور دین و عادل حاکم کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ حتیٰ نماز نمونہ عبادت ہے کہ ترجیحاً یا لازم باجماعت ہونی چاہیے نماز عیدین و جمعہ کو بھی جماعت سے پڑھنے کی فضیلت ہے۔

خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ، كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَ الْقَاصِيَةَ. فَاِيَّاكُمْ وَ الشِّعَابَ، وَ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَ الْعَامَّةِ وَ الْمَسْجِدِ.

شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے۔ جیسے بھیڑیا ہمیشہ اس بھیڑ بکری کو شکار کرتا ہے جو گلہ سے جدا ہو جائے۔ پس فرقہ بازی سے پرہیز کرنا۔ لہٰذا جماعت میں شرکت عمومی مجالس میں اور مساجد میں حاضر ہونا تم پر لازم ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

قَدْ تَرَبَّعَتِ الْاُمُوْرُ بِهِمْ فِيْ ظِلِّ سُلْطَانٍ قَاهِرٍ وَ آوَتْهُمُ الْحَالُ اِلَى كَنَفِ عِزٍّ غَالِبٍ وَ تَعَطَّفَتِ الْاُمُوْرُ عَلَيْهِمْ فِيْ ذُرَى مُلْكٍ ثَابِتٍ فَهُمْ حُكَّامٌ عَلَى الْعَالَمِيْنَ وَ مُلُوْكٌ فِيْ اَطْرَافِ الْاَرَضِيْنَ يَمْلِكُوْنَ الْاُمُوْرَ عَلَى مَنْ كَانَ يَمْلِكُهَا عَلَيْهِمْ وَ يُمْضُوْنَ الْاَحْكَامَ فِيْمَنْ كَانَ يُمْضِيْهَا فِيْهِمْ لَا تُغْمَزُ لَهُمْ قَنَاةٌ وَ لَا تُقْرَعُ لَهُمْ صَفَاةٌ

اَلَا وَ اِنَّكُمْ قَدْ نَفَضْتُمْ اَيْدِيَكُمْ مِنْ حَبْلِ الطَّاعَةِ وَ ثَلَمْتُمْ حِصْنَ اللّٰهِ الْمَضْرُوْبَ عَلَيْكُمْ بِاَحْكَامِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدِ امْتَنَّ عَلَى جَمَاعَةِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِيْمَا عَقَدَ بَيْنَهُمْ مِنْ حَبْلِ هٰذِهِ الْاُلْفَةِ الَّتِيْ [يَتَقَلَّبُوْنَ] يَنْتَقِلُوْنَ فِيْ ظِلِّهَا وَ يَأْوُوْنَ اِلَى كَنَفِهَا بِنِعْمَةٍ لَا يَعْرِفُ اَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوْقِيْنَ.

---

[1] سورۂ آل عمران: ۱۰۳

[2] الجامع الصغیر، ج۱، ص۳۰۹

الجامع الصغیر کی کتاب میرے پاس کمپیوٹر یا کتابی صورت موجود نہ ہونے کی بنا پر میں خود چیک نہیں کرسکا لیکن مذکورہ حدیث کچھ فرق کے ساتھ کتاب "المجازات النبویۃ/ ۳۱۳/ المجاز (۲۶۸)" میں بھی موجود عبارت یہ ہے:

اِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ، كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الْقَاصِيَةَ وَ الشَّاذَّةَ فَاِيَّاكُمْ وَ الشِّعَابَ، وَ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَ الْعَامَّةِ.

خداوند عالم نے اس امت کے لوگوں پر اس نعمت بے بہا کے ذریعہ سے لطف واحسان فرمایا ہے جس کی قدر و قیمت کو مخلوقات میں سے کوئی نہیں پہچانتا کیونکہ وہ ہر (ٹھہرائی ہوئی) سے گراں تر اور ہر شرف بلندی سے بالاتر ہے اور وہ یہ کہ ان کے درمیان انس و یکجہتی کا رابطہ (اسلام) قائم کیا کہ جس کے سایہ میں وہ منزل کرتے ہیں، اور جس کے کنار (عاطفت) میں پناہ لیتے ہیں۔

یہ جانے رہو کہ تم (جہالت و نادانی) کو خیر باد کہہ دینے کے بعد صحرائی بدو باہمی دوستی کی بعد پھر مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہو اسلام سے تمہارا واسطہ نام کو رہ گیا ہے اور ایمان سے چند ظاہری لکیروں کے علاوہ تمہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا تمہارا قول یہ ہے کہ آگ میں کود پڑیں گے۔ مگر عار قبول نہ کریں گے گویا تم یہ چاہتے ہو کہ اسلام کی ہتک حرمت اور اس کا عہد توڑ کر اسے منہ کے بل اوندھا کر دو، وہ عہد کہ جسے اللہ نے زمین میں پناہ اور مخلوقات میں امن قرار دیا ہے۔ [۱]

اس کے علاوہ انفرادی اور اجتماع سے دور نہ صرف تنہا عبادت خدا نہیں ہے بلکہ یہ شیطان کے ہاتھوں گرفتار ہونے کا باعث بنتا ہے۔

آثار وحدت ومحبت

لوگوں کے درمیان صلح کروانے [کہ جس کے بارے میں قرآن مجید میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے [۲]] ،تفرقہ سے دوری کے دنیوی واُخروی آثار، انفرادی واجتماعی فوائد بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند ایک نمونے کے طور پر ذکر کر رہے ہیں:

شیطان کی ناراضگی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَزَالُ اِبْلِيسُ فَرِحاً مَا اهْتَجَرَ الْمُسْلِمَانِ فَإِذَا الْتَقَيَا اصْطَكَّتْ رُكْبَتَاهُ وَ تَخَلَّعَتْ اَوْصَالُهُ وَ نَادَى يَا وَيْلَهُ مَا لَقِيَ مِنَ الثُّبُورِ.

جب بھی دو مسلمان ایک دوسرے سے ناراض ہو کر جدا ہوں تو شیطان بہت خوش ہوتا ہے اور جب وہ آپس میں صلح

---

[۱] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۲۹۸ / النعمۃ برسول اللہ..... ص:۲۹۸

[۲] وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑨ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ⑩

اور اگر مومنین میں سے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کرا دو پھر اگر ان میں سے ایک (فریق) دوسرے پر زیادتی کرے تو جو فرقہ زیادتی کرے تم (بھی) اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے پھر جب رجوع کرے تو فریقین میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو۔ بے شک خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ مومنین تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (سورۂ حجرات:۹،۱۰)

کرتے ہیں تو شیطان لڑکھڑا کر گر پڑتا ہے اس کے جوڑ جوڑ جدا ہو جاتے ہیں اور وہ فریاد کرتا ہے: ہائے میں ہلاکت میں گرفتار ہو گیا۔[1]

ایک سال کے نماز و روزہ سے برتر:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ اَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الصَّلَاةِ وَ الصِّیَامِ.

دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانا نماز اور روزہ (مستحبی) سے برتر ہے۔[2]

جنت کی طرف سبقت:

روایت میں ہے کہ:

اَیُّمَا مُسْلِمَیْنِ تَهَاجَرَا فَمَکَثَا ثَلَاثاً .... فَاَیُّهُمَا سَبَقَ اِلَی کَلَامِ اَخِیهِ کَانَ السَّابِقَ اِلَی الْجَنَّةِ یَوْمَ الْحِسَابِ.

اگر دو مسلمان تین دن تک آپس میں ناراض ہوں .... اور ایک صلح کرنے کی کوشش کرتا ہے ایسا شخص جلد ہی جنت میں جاتا ہے۔

فتنہ و فساد کی ممنوعیت:

اسلام میں تفرقہ بازی سے پرہیز، فتنہ و فساد اجتماعی اہم مسائل ہیں اور اخلاقی موضوعات شمار ہوتے ہیں۔ اس کے مثبت آثار یہ ہیں: آرام و سکون، وحدت، محبت، پیشرفت مادی و معنوی۔ یہ آثار افراد اور معاشرے کے لئے بہت اہم ہیں۔

اسی لئے ہمیشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام نے ان کی تائید فرمائی۔ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّیَامِ وَ الصَّدَقَةِ وَ الصَّلَاةِ؟ قَالُوا: بَلَی یَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: صَلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ وَ فَسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ وَ هِیَ الْحَالِقَةُ.

کیا تمہیں ایسی چیز کی خبر دوں جو نماز و روزہ، زکات سے بھی بہتر ہے۔

لوگوں نے کہا: جی ہاں! ضرور فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: وہ چیز یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان صلح کرانا کیونکہ فتنہ سے لوگوں کے روابط کم اور دین کو بھی خطرہ ہوتا ہے۔[3]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۴۶/ باب الہجرۃ..... ص:۳۴۴

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۴۸/ ثواب الاصلاح بین الاثنین..... ص:۱۴۸

[3] مجموعہ ورام، آداب واخلاق در اسلام/ ترجمہ تنبیہ الخواطر/ ۹۱/ متن عربی شرح حال بدکاران وتبہکاران..... ص:۹۰

اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یَا اَیُّھَا النَّاسُ وَ اَصۡلِحُوا ذاتَ بَیۡنِکُمۡ.

اے لوگو! خدا سے ڈرو اور اپنے درمیان تعلقات کو بہتر بناؤ۔[۱]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الشَّیۡطَانَ یُغۡرِی بَیۡنَ الۡمُؤۡمِنِینَ ....فَرَحِمَ اللهُ امۡرَأً اَلَّفَ بَیۡنَ وَلِیَّیۡنِ لَنَا یَا مَعۡشَرَ الۡمُؤۡمِنِینَ تَآلَفُوا وَ تَعَاطَفُوا.

شیطان ہمیشہ مومنوں کے درمیان اختلاف پیدا کرتا ہے۔..................پس خدا کی رحمت ان دو افراد پر کہ ہمارے دوست ہیں اور آپس میں الفت و محبت سے رہتے ہیں۔اے گروہِ مومنین! الفت و محبت سے اکٹھے رہو۔[۲]

اجتماع میں جدائی اور تفرقہ کا خطرہ:

تفرقہ ڈالنے والے شیطان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان میں لغزش اور منحرف ہوتے ہیں۔جو شخص بے راہ جارہا ہو اور اختلاف ڈالے۔ایسا شخص حتماً خدا کا عذاب دیکھے گا۔

هَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیۡ ظُلَلٍ مِّنَ الۡغَمَامِ وَالۡمَلٰٓئِکَةُ وَقُضِیَ الۡاَمۡرُ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۲۱۰﴾

کیا وہ لوگ اسی کے منتظر ہیں کہ سفید ابر کے سائبانوں کی (آڑ) میں (عذاب) خدا اور (عذاب کے) فرشتے ان پر آہی جاویں اور سب جھگڑے چک ہی جاویں حالانکہ (آخر) کل امورِ خدا ہی کی طرف رجوع کیے جاویں گے۔[۳]

تفرقہ باز افراد ممکن ہے کہ زبانی دعا میں یہ کہیں: خدایا! ہمیں عذاب سے نجات دینا لیکن یہ ایک خود اپنے لئے عذاب کے لئے زمین ہموار کرتے ہیں۔یہ افراد نہ صرف شیطان کی پیروی کر کے اپنے آپ پر ستم کرتے ہیں بلکہ انسانی اور اسلامی معاشرے بھی تفرقہ ڈالتے ہیں۔اسی لئے انہیں دنیا و آخرت دونوں میں عذاب ہوتا ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام سب کو ایک عظیم نعمت یعنی اتحاد کی دعوت دیتے ہوئے تفرقہ کے خطرے کے بارے میں فرماتے ہیں:

۱......وَ الۡزَمُوا السَّوَادَ الۡاَعۡظَمَ فَاِنَّ یَدَ اللهِ [عَلَی] مَعَ الۡجَمَاعَةِ وَ اِیَّاکُمۡ وَ الۡفُرۡقَةَ فَاِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّیۡطَانِ کَمَا اَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الۡغَنَمِ لِلذِّئۡبِ.

لوگوں کے ساتھ رہو کیونکہ خدا کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور تفرقہ سے پرہیز کرو۔کیونکہ جس طرح بھیڑ بکری گلہ سے

---

[۱] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۴۶/ ۱۳۱ باب فیما جاء عن الرضاع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۴۵/ باب الہجرۃ..... ص: ۳۴۴

[۳] سورۂ بقرہ: ۲۱۰

جدا ہو کر بھیڑیے کا شکار بن جاتی ہے اسی طرح اگر انسان معاشرے سے جدا ہو جائے اور اولیائے الٰہی کی ہدایت سے محروم ہو جائے تو وہ شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے۔[۱]

۲...... فَإِيَّاكُمْ وَ التَّلَوُّنَ فِي دِينِ اللهِ فَإِنَّ جَمَاعَةً فِيمَا تَكْرَهُونَ مِنَ الْحَقِّ خَيْرٌ مِنْ فُرْقَةٍ فِيمَا تُحِبُّونَ مِنَ الْبَاطِلِ وَ إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يُعْطِ أَحَداً بِفُرْقَةٍ خَيْراً مِمَّنْ مَضَى وَ لَا مِمَّنْ بَقِيَ.

دین خدا میں رنگ بدلنے سے بچو، کیونکہ تمہارا حق پر ایکا کر لینا جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ باطل کے راستوں پر جا کر بٹ جانے سے جو تمہارا محبوب مشغلہ ہے، بہتر ہے۔ بے شک اللہ سبحانہ نے اگلوں اور پچھلوں میں سے کسی کو متفرق اور پراگندہ ہو جانے سے کوئی بھلائی نہیں دی۔[۲]

۳...... وَ لَا تَبَاغَضُوا فَإِنَّهَا الْحَالِقَةُ.

اور کینہ و بغض نہ رکھو۔ اس لئے کہ یہ (نیکیوں کو) چھیل ڈالتا ہے۔[۳]

کینہ اور اختلاف تیز تیغ کی مانند ہے جس طرح تیغ (بلیڈ) کو کسی کے سر پر پھیریں تو سر کے تمام بال کاٹ دیتا ہے اسی طرح کینہ و بغض سے دین کے آثار بھی مٹ جاتے ہیں۔

دشمنی سے نہی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ.

کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مومن سے تین دن سے زیادہ ناراض ہو۔[۴]

اسی طرح فرمایا:

لَا تَبَاغَضُوا وَ لَا تَحَاسَدُوا وَ لَا تَدَابَرُوا وَ كُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً وَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ.

ایک دوسرے کے دشمن نہ بنو۔ حسد و کینہ پیدا نہ کرو۔ اے اللہ کے بندے! ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو جاؤ اور مسلمان بھائی کے لئے جائز نہیں کہ تین دن وہ اپنے دینی بھائی سے ناراض ہو۔[۵]

---

[۱] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۱۸۴ / ۷ / ۱۲۷ ومن کلام لہ ع وفیہ یبین بعض احکام الدین ویکشف للخوارج الشبہۃ وینقض حکم الحکمین ..... ص: ۱۸۴

[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۲۵۵ / ۹ / ۲۲۳ ۱۷۶ انواع الظلم ..... ص: ۲۵۵

[۳] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۱۱۸ / عظۃ الناس ..... ص: ۱۱۶

[۴] الخصال / ج ۱ / ۱۸۳ / لا ہجرۃ فوق ثلاث ..... ص: ۱۸۳

[۵] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل / ج ۹ / ۹۷ / ۱۲۴ - باب تحریم ہجر المؤمن بغیر موجب وکراہتہ بعد الثلاث ..... ص: ۹۷

دشمنی اور تفرقہ کے آثار:

شیطان کی خوشنودی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَزَالُ إِبْلِيسُ فَرِحاً مَا اهْتَجَرَ الْمُسْلِمَانِ.

جب دو مسلمان آپس میں ناراض ہوتے ہیں تو شیطان خوش ہوتا ہے۔[۱]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

شیطان ہمیشہ دو مومنوں کے درمیان دشمنی پیدا کرتا ہے۔ جب انسان گناہ میں مبتلا رہتا ہے تو شیطان پشت کے بل سو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

اسلام اور ولایت خدا سے خارج ہونا:

امام صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی سے اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا مُسْلِمَيْنِ تَهَاجَرَا فَمَكَثَا ثَلَاثاً لَا يَصْطَلِحَانِ إِلَّا كَانَا خَارِجَيْنِ مِنَ الْإِسْلَامِ وَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا وَلَايَةٌ.

جب دو مسلمان تین دن تک آپس میں ناراض ہوں اور صلح نہ کریں تو وہ اسلام سے خارج ہیں اور ان دو میں دینی تعلق نہیں ہے۔[۲]

دوزخ میں داخل ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَهُوَ فِي النَّارِ إِلَّا أَنْ يُدَارِكَهُ اللهُ بِكَرَامَتِهِ.

جو شخص تین دن تک اپنے دینی بھائی سے ناراض رہے وہ دوزخ کی آگ میں ہوگا مگر یہ کہ خدائے کریم اسے بخش دے۔[۳]

خون بہانے کے برابر:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هَجْرُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ كَسَفْكِ دَمِهِ.

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۳۴۶/باب الہجرۃ..... ص:۳۴۴

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۳۴۵/باب الہجرۃ..... ص:۳۴۴

[۳] کنز العمال، ج۹ص۴۷

دینی بھائی سے ناراض ہونا اس کے خون بہانے کے برابر ہے۔[1]

لعنت اور دوری کا مستحق:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَفْتَرِقُ رَجُلَانِ عَلَى الْهِجْرَانِ إِلَّا اسْتَوْجَبَ أَحَدُهُمَا الْبَرَاءَةَ وَ اللَّعْنَةَ وَ رُبَّمَا اسْتَحَقَّ ذَلِكَ كِلَاهُمَا.

جب دو آدمی آپس میں ناراض ہوتے ہیں خدا اور رسولؐ ان سے بیزار ہے اور وہ رحمت الٰہی سے دوری اور لعنت کے مستحق ہوتے ہیں۔[2]

اعمال کی عدم قبولیت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذرؓ سے فرمایا:

يَا أَبَا ذَرٍّ إِيَّاكَ وَ هِجْرَانَ أَخِيكَ فَإِنَّ الْعَمَلَ لَا يُتَقَبَّلُ مَعَ الْهِجْرَانِ.

اپنے دینی بھائی سے دشمنی اور ناراضگی سے پرہیز کرنا کیونکہ ناراضگی کی حالت میں انسان کا عمل قبول نہیں ہوتا۔[3]

صلح کے لئے جھوٹ بولنا:

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وصیت میں حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ يَحْسُنُ فِيهِنَّ الْكَذِبُ الْمَكِيدَةُ فِي الْحَرْبِ وَ عِدَتُكَ زَوْجَتَكَ وَ الْإِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ.

اے علی! تین چیزوں کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔(۱) جنگ رکوانے کے لئے،(۲) بیوی سے وعدہ اور (۳) لوگوں میں صلح کے وقت۔[4]

نکتہ:

یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ جھوٹ بولنا گناہ ہے لیکن بعض مقامات پر اسلام نے اجازت دی ہے کہ آپ جھوٹ بول سکتے ہیں جنگ میں مصلحت آمیز جھوٹ، لوگوں کی صلح کے دوران۔ لیکن بیوی سے وعدہ اگرچہ عمل نہیں کرسکتا کیونکہ مجبور ہوتا ہے لہٰذا حقیقت میں وہ جھوٹ نہیں ہوتا۔

---

[1] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۱۱۷

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۳۴۴ / باب الہجرۃ ..... ص: ۳۴۴

[3] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار / النص / ۲۰۹ / الفصل الثامن فی التزاور والہجرۃ ..... ص: ۲۰۷

[4] تحف العقول / النص / ۹ / وصیتہ لامیر المؤمنین ع ..... ص: ۶

۲۔انسان کی آزادی

حضرت علی علیہ السلام ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:

فَإِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَعَثَ مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِالْحَقِّ لِيُخْرِجَ عِبَادَهُ مِنْ عِبَادَةِ عِبَادِهِ إِلَى عِبَادَتِهِ.

خدا نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تا کہ آپ لوگوں کو غلامی سے نجات دیں اور آزادی میں اور خدا کی عبادت کریں۔ [۱]

اسی طرح فرمایا:

لَا تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَقَدْ جَعَلَكَ اللهُ حُرّاً.

دوسرے کا غلام نہ بنو۔ خدا نے تجھے آزاد خلق کیا ہے۔ [۲]

نیز فرمایا:

اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ اَحْرَارٌ.

تمام لوگ آزاد پیدا ہوئے ہیں۔ [۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَوَّضَ إِلَى الْمُؤْمِنِ أُمُورَهُ كُلَّهَا وَلَمْ يُفَوِّضْ إِلَيْهِ أَنْ يَكُونَ ذَلِيلاً.

خداوند عالم نے تمام امور مومن کے سپرد کر دیئے ہیں لیکن اسے ذلت وخواری کی اجازت نہیں دی۔ [۴]

آزادی کی حدود:

فکر وعمل میں انسان کی آزادی کی حدود شریعت نے بیان کی ہے جیسے مباح، مستحب اور مکروہ کو معین کیا گیا ہے۔ لیکن واجب اور حرام میں انسان پر ضروری ہے کہ وہ عمل کرے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرُونَ.

---

[۱] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۸/ ۳۸۶/ خطبۃ لامیر المؤمنین ع..... ص:۳۸۶
[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۰۱/ الترفق فی الطلب..... ص:۴۰۱
[۳] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۱۹۵/ باب نوادر..... ص: ۱۹۳
[۴] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۶۳/ باب کراہۃ التعرض لما لا یطیق..... ص: ۶۳

میری تمام امت آزاد ہے سوائے ان کے جو کھلے کھلم گناہ کرتے ہیں۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

شَرُّ الْوُلَاةِ مَنْ يَخَافُهُ الْبَرِيءُ.

بدترین حاکم وہ والی ہے جس سے بے گناہ لوگ ڈرتے ہوں۔[2]

عبداللہ بن قعین کہتا ہے:

كَانَ الْخِرِّيتُ بْنُ رَاشِدٍ اَحَدُ بَنِي نَاجِيَةَ قَدْ شَهِدَ مَعَ عَلِيٍّ علیہ السلام صِفِّينَ فَجَاءَ اِلَيْهِ بَعْدَ انْقِضَاءِ صِفِّينَ وَ بَعْدَ تَحْكِيمِ الْحَكَمَيْنِ فِي ثَلَاثِينَ مِنْ اَصْحَابِهِ يَمْشِي بَيْنَهُمْ حَتَّى قَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لَا وَ اللهِ لَا اُطِيعُ اَمْرَكَ وَ لَا اُصَلِّي خَلْفَكَ وَ اِنِّي غَداً لَمُفَارِقٌ لَكَ .... فَخَرَجَ الْخِرِّيتُ مِنْ عِنْدِهِ مُنْصَرِفاً اِلَى اَهْلِهِ .... فَاَرَدتُّ الرُّجُوعَ ...... لِاَنْصَحَهُ وَ اَسْتَعْلِمَ خَبَرَهُ فَرَاَيْتُهُ رَجَعَ اِلَى اَصْحَابِهِ وَ قَالَ لَهُمْ يَا هَؤُلَاءِ اِنِّي قَدْ رَاَيْتُ اَنْ اُفَارِقَ هَذَا الرَّجُلَ فَنَصَحْتُ ابْنَ عَمِّهِ وَ رَجَعْتُ اِلَى بَيْتِي فَلَمَّا اَصْبَحْتُ وَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ ...... اَتَيْتُ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام .... فَقَالَ دَعْهُ فَاِنْ قَبِلَ الْحَقَّ وَ رَجَعَ عَرَفْنَا لَهُ ذَلِكَ وَ قَبِلْنَاهُ مِنْهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلِمَ لَا تَأْخُذُهُ الْآنَ فَتَسْتَوْثِقَ مِنْهُ فَقَالَ اِنَّا لَوْ فَعَلْنَا هَذَا بِكُلِّ مَنْ نَتَّهِمُ مِنَ النَّاسِ مَلَاْنَا السُّجُونَ مِنْهُمْ وَ لَا اَرَانِي يَسَعُنِي الْوُثُوبُ بِالنَّاسِ وَ الْحَبْسُ لَهُمْ وَ عُقُوبَتُهُمْ حَتَّى يُظْهِرُوا لِيَ الْخِلَافَ

خریت بن راشد جنگ صفین میں حضرت علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ وہ جنگ کے بعد اپنے تیس آدمیوں کے ہمراہ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: نہیں! خدا کی قسم! نہ تمہاری اطاعت کروں گا اور نہ تمہارے پیچھے نماز پڑھوں گا اور کل تم سے جدا ہو جاؤں گا۔............اس وقت واپس آیا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور وہ اپنے گھر چلا گیا اور یہی کلام اپنے دوستوں سے بھی کیا۔ دوسرے دن میں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں آپ کے نزدیک بیٹھا جو کچھ میں نے سنا تھا وہ سب کچھ عرض کیا۔

آپ نے فرمایا: اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اگر وہ حق کی طرف پلٹ آیا تو اس کی بازگشت قبول کروں گا۔

میں نے کہا: اے امیرالمومنینؑ! آپ ابھی اس سے کیوں نہیں پیمان لیتے۔

آپ نے فرمایا: اگر ہم ایسے افراد کے ساتھ ایسا سلوک کریں تو ایسے افراد سے زندان پر ہو جائے گا۔ میری رائے یہ

---

[1] صحیح البخاری، ج ۷، ص ۸۹

یہی حدیث نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۶۱۲ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ با ترجمہ فارسی میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ موجود ہے۔

كلّ امّتي معافى الّا المجاهرين

[2] غرر الحکم ودرر الکلم / ۴۰۹ / ۱۶..... ص: ۴۰۹

نہیں کہ ہم لوگوں پر حملہ کریں اور انہیں زندان میں ڈالیں یہ اس لئے ہے تا کہ وہ باطل سے پلٹ آئیں اور ہم سے رابطہ کریں۔[۱]

حضرت علی علیہ السلام فرقہ بن ناجیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِنِّی لَا آخُذُ عَلَی التُّهَمَةِ وَ لَا اُعَاقِبُ عَلَی الظَّنِّ وَ لَا اُقَاتِلُ اِلَّا مَنْ خَالَفَنِی وَ نَاصَبَنِی وَ اَظْهَرَ لِیَ الْعَدَاوَةَ ثُمَّ لَسْتُ مُقَاتِلَهُ حَتّٰی اَدْعُوَهُ وَ اُعْذِرَ اِلَیْهِ فَاِنْ تَابَ وَ رَجَعَ اِلَیْنَا قَبِلْنَا مِنْهُ وَ اِنْ اَبَی اِلَّا الِاعْتِزَامَ عَلَی حَرْبِنَا اسْتَعَنَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ وَ نَاجَزْنَاهُ.

میں کسی کو تحقیق کئے بغیر گرفتار نہیں کرتا اور صرف ظن وگمان پر کسی کو سزا نہیں دیتا۔ ہاں! جو شخص مجھ سے آشکارانہ دشمنی کرے اس کو بھی پہلے دعوت دوں گا تا کہ حجت تمام ہو جائے اگر وہ باز نہ آیا تو جنگ کے لئے تیار ہوں۔ خدا سے نصرت کی دعا کروں گا۔[۲]

۳۔ امن وامان اور ہرج ومرج سے دوری

لوگوں میں امن وامان اور حرج ومرج سے نمٹنے کے لئے اسلامی حکومت کے اہم وظائف میں شمار ہوتا ہے تا کہ نظام میں خلل نہ پڑ جائے۔

امام رضا علیہ السلام نے امامت کے پہلوؤں میں سے ایک پہلو یہ بیان فرمایا کہ:

اِنَّ الْاِمَامَةَ زِمَامُ الدِّینِ وَ نِظَامُ الْمُسْلِمِینَ وَ صَلَاحُ الدُّنْیَا وَ عِزُّ الْمُؤْمِنِینَ.

مسلمانوں کے نظام سے دنیا کی اصلاح اور مومنین کو عزت ملتی ہے۔[۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَظَرَ اِلَی مُؤْمِنٍ نَظْرَةً لِیُخِیفَهُ بِهَا اَخَافَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ.

جو کوئی کسی پر ایسی نگاہ ڈالتا ہے کہ وہ ڈر جائے، خدا قیامت کے دن اسے ڈرائے گا۔[۴]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: مَنْ اَهَانَ لِی وَلِیّاً فَقَدْ اَرْصَدَ لِمُحَارَبَتِی.

---

[۱] منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغۃ (خوئی)/ ج ۱۰/ ۲۹۱/ المعنی..... ص:۲۸۹

[۲] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج ۳/ ۱۴۸/ [قصۃ الخریت بن راشد الناجی وخروجہ علی علی]..... ص:۱۲۸

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۱/ ۲۰۰/ باب نادر جامع فی فضل الامام وصفاتہ..... ص:۱۹۸

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۶۸/ باب من اخاف مؤمنا..... ص:۳۶۸

خداوند عالم فرماتا ہے: جو کوئی میرے دوست کی اہانت کرتا ہے اس نے میرے ساتھ جنگ کی۔ [1]

ایک حدیث میں ہے کہ

لَا تُرَوِّعُوا الْمُسْلِمِ فَإِنَّ رَوْعَةَ الْمُسْلِمِ ظَلَمٌ عَظِيمٌ.

مسلمان کو نہ ڈراؤ کیونکہ مسلمان کو ڈرانا ظلم عظیم ہے۔ [2]

مال و جان کے لئے امن:

حضرت امیر علیہ السلام نے مالیات کی جمع آوری کے لئے ایک عامل کو خط میں یہ تحریر کیا:

انْطَلِقْ عَلَى تَقْوَى اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ لَا تُرَوِّعَنَّ مُسْلِماً وَ لَا تَجْتَازَنَّ عَلَيْهِ كَارِهاً وَ لَا تَأْخُذَنَّ مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ حَقِّ اللهِ فِي مَالِهِ فَإِذَا قَدِمْتَ عَلَى الْحَيِّ فَانْزِلْ بِمَائِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُخَالِطَ أَبْيَاتَهُمْ ثُمَّ امْضِ إِلَيْهِمْ بِالسَّكِينَةِ وَ الْوَقَارِ حَتَّى تَقُومَ بَيْنَهُمْ فَتُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ وَ لَا تُخْدِجْ بِالتَّحِيَّةِ لَهُمْ ثُمَّ تَقُولَ عِبَادَ اللهِ أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ وَلِيُّ اللهِ وَ خَلِيفَتُهُ لِآخُذَ مِنْكُمْ حَقَّ اللهِ فِي أَمْوَالِكُمْ فَهَلْ لِلّٰهِ فِي أَمْوَالِكُمْ مِنْ حَقٍّ فَتُؤَدُّوهُ إِلَى وَلِيِّهِ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ لَا فَلَا تُرَاجِعْهُ وَ إِنْ أَنْعَمَ لَكَ مُنْعِمٌ فَانْطَلِقْ مَعَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُخِيفَهُ أَوْ تُوعِدَهُ أَو تَعْسِفَهُ أَوْ تُرْهِقَهُ فَخُذْ مَا أَعْطَاكَ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَإِنْ كَانَ لَهُ مَاشِيَةٌ أَوْ إِبِلٌ فَلَا تَدْخُلْهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ.

خدائے وحدہ لہ شریک کے تقویٰ کے ساتھ چلو اور دیکھو! کسی مسلمان کو خوفزدہ نہ کرنا اور اس (کے املاک) پر اس طرح سے نہ گزرنا کہ اسے ناگوار گزرے اور جتنا اس کے مال میں اللہ کا حق نکلتا ہو اس سے زائد نہ لینا۔ جب کسی قبیلے کی طرف جانا تو لوگوں کے گھروں میں گھسنے کے بجائے پہلے ان کے کنوؤں پر جا کر اترنا۔ پھر سکون و وقار کے ساتھ ان کی طرف بڑھنا۔ یہاں تک کہ جب ان میں جا کر کھڑے ہو جاؤ، تو ان پر سلام کرنا اور آداب و تسلیم میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا اس کے بعد ان سے کہنا: اے اللہ کے بندو! مجھے اللہ کے ولی اور اس کے خلیفہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اگر تمہارے مال میں اللہ کا کوئی حق نکلتا ہے تو اسے وصول کروں۔ لہٰذا تمہارے مال میں اللہ کا کوئی واجب الادا حق ہے کہ جسے اللہ کے ولی تک پہنچاؤ، اگر کوئی کہنے والا کہے کہ نہیں تو پھر اس سے دُہرا کر نہ پوچھنا اور اگر کوئی ہاں کہنے والا ہاں کہے، تو اسے ڈرائے دھمکائے یا اس پر سختی و تشدد کئے بغیر اس کے ساتھ ہو لینا اور جو سونا یا چاندی (درہم و دینار) وہ دے، لے لینا اور اگر اس کے پاس گائے، بکری یا اونٹ ہوں تو ان کے غول میں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونا۔ [3]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۳۵۱ / باب من آذی المسلمین واحتقر ہم..... ص:۳۵۰

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۶۷۰ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، با ترجمہ فارسی

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۸۰ / ۲۵ و من وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۳۸۰

حیثیت وآبرو کے لئے امن:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَهَانَ لِي وَلِيّاً فَقَدْ بَارَزَنِي بِالْمُحَارَبَةِ.

جو شخص میرے دوست کی اہانت کرتا ہے۔اس نے مجھے جنگ کے لئے بلایا۔[۱]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

مَنْ اَذَلَّ مُؤْمِناً اَذَلَّهُ اللهُ.

جو شخص کسی مومن بندے کو ذلیل کرتا ہے اس نے خدا کو ذلیل کیا ہے۔[۲]

دوسروں کی عزت کا خیال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّكَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ اَوْ عَثَرَاتِ النَّاسِ اَفْسَدْتَهُمْ، اَوْ كِدْتَ اَنْ تُفْسِدَهُمْ.

اگر تم لوگوں کی لغزش و اسرار کے تجسس میں ہو تو تم نے انہیں فساد میں مبتلا کیا یا نزدیک ہے تم انہیں فساد میں ڈال دو۔[۳]

ابن عباس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ

مَنِ اسْتَمَعَ اِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ يُصَبُّ فِي اُذُنَيْهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جو شخص کسی گروہ کی بات سنتا ہے اور وہ یہ پسند نہ کرتے ہوں تو روز قیامت ان کے کانوں میں پگھلا ہوا لوہا ڈالا جائے گا۔[۴]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

شَرُّ النَّاسِ مَنْ لَا يَعْفُو عَنِ الزَّلَّةِ وَلَا يَسْتُرُ الْعَوْرَةَ.

لوگوں میں سے بدترین وہ شخص ہے جو ان کی لغزشوں اور اسرار کو پنہاں نہیں کرتا۔[۵]

نیز فرمایا:

مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَاتِ النَّاسِ كَشَفَ اللهُ عَوْرَتَهُ.

جو شخص لوگوں کے عیب نہیں چھپاتا۔خدا اس کے عیب آشکار کرے گا۔[۶]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیة)/ج ۲/ ۳۵۲/باب من آذی المسلمین واحتقرہم..... ص:۳۵۰
[۲] الامالی (للطوسی)/النص/ ۱۸۲ /[۷] المجلس السابع
[۳] سنن الکبریٰ، ج ۸، ص ۳۳۳
[۴] وسائل الشیعة/ج ۱۷ / ۲۹۸ / ۹۴-باب تحریم عمل الصور المجسمة والتماثیل ذوات الارواح خاصة واللعب بہا وجواز افتراشہا..... ص:۲۹۵
[۵] غرر الحکم ودرر الکلم / ۴۱۱ / ۶۳..... ص:۴۱۱
[۶] غرر الحکم ودرر الکلم / ۶۳۸ / 141ا..... ص:۶۳۸

بدامنی کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوقٌ وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ وَ أَكْلُ لَحْمِهِ مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ تَعَالَى وَ حُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ.

مومن کی اہانت، بدگوئی، فسق اور اس کے ساتھ جنگ کرنا کفر ہے اس کی غیبت کرنا گناہ ہے۔ اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی مانند ہے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ أَعَانَ عَلَى مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ لَقِيَ اللهَ وَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ.

اگر کوئی کسی مومن کو ایک لفظ کے ذریعے نقصان دے تو روز قیامت اس کی پیشانی پر یہ لکھا ہوا ہوگا: ''رحمت خدا سے نا اُمید''[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ رَوَّعَ مُؤْمِناً بِسُلْطَانٍ لِيُصِيبَهُ مِنْهُ مَكْرُوهٌ فَلَمْ يُصِبْهُ فَهُوَ فِي النَّارِ وَ مَنْ رَوَّعَ مُؤْمِناً بِسُلْطَانٍ لِيُصِيبَهُ مِنْهُ مَكْرُوهٌ فَأَصَابَهُ فَهُوَ مَعَ فِرْعَوْنَ وَ آلِ فِرْعَوْنَ فِي النَّارِ.

یعنی جو شخص کسی کو بادشاہ وحاکم سے ڈرائے وہ دوزخ میں جائے گا۔ اگر کوئی مومن کسی کو آزار دیتا ہے وہ فرعون اور آل فرعون کے ساتھ دوزخ میں جائے گا۔[۳]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ الْمُؤْمِنِ أُفٍّ خَرَجَ مِنْ وَلَايَتِهِ.

جب کوئی شخص کسی کو اف کہتا ہے وہ اس کی ولایت ودوستی سے دور ہے۔[۴]

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴۱۸/ و من الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص:۳۷۶

[۲] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۱۹۸/ [۷] المجلس السابع

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۶۸/ باب من اخاف مؤمنا..... ص:۳۶۸

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۶۱/ باب السباب..... ص:۳۵۹

۴۔استقلال اور ذلت پذیری کی نفی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاِسْلَامُ یَعْلُو وَلَا یُعْلٰی عَلَیْہِ. وَ الْکُفَّارُ بِمَنْزِلَۃِ الْمَوْتٰی لَا یَحْجُبُونَ وَلَا یَرِثُونَ.

اسلام بہترین دین ہے اس سے برتر کوئی چیز نہیں ہے۔ کافر مُردوں کی مانند ہے، میراث سے مانع ہے اور نہ میراث لیتے ہیں۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ فَوَّضَ اِلَی الْمُؤْمِنِ اُمُورَہُ کُلَّھَا وَ لَمْ یُفَوِّضْ اِلَیْہِ اَنْ یَکُونَ ذَلِیلًا اَمَا تَسْمَعُ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ یَقُولُ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُولِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِینَ.

خدا نے مومن کو اپنے امور میں اختیار دے دیا ہے لیکن ذلیل ہونے کو پسند نہیں کیا۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ عزت خدا، رسول اور مومنین کے لئے ہے۔[۲]

آپ مزید فرماتے ہیں:

فَالْمُؤْمِنُ یَکُونُ عَزِیزاً وَلَا یَکُونُ ذَلِیلًا ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اَعَزُّ مِنَ الْجَبَلِ اِنَّ الْجَبَلَ یُسْتَقَلُّ مِنْہُ بِالْمَعَاوِلِ وَ الْمُؤْمِنُ لَا یُسْتَقَلُّ مِنْ دِینِہٖ بِشَیْءٍ.

مومن عزیز ہے ذلیل نہیں۔ مومن پہاڑ سے زیادہ نفوذ پذیر ہے کیونکہ پہاڑ پر ہتھوڑا مارنے سے پہاڑ کم ہوجاتا ہے لیکن مومن کا ایمان کم نہیں ہوتا۔[۳]

۵۔سیاست اور انتخابات میں شرکت

مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اجتماعی سرنوشت کے لئے سیاست میں حصہ لیں اور انتخابات میں صالح افراد کا چناؤ ہو۔ باتقویٰ کام کرنے والے ہوں، معاشرے اور ملک کے امور کے لئے کام انجام دیئے جائیں۔ جب شریر لوگ حاکم ہوتے ہیں تو دین کم رنگ وظلم عام ہوجاتا ہے۔

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۳۳۴ / باب میراث اہل الملل ص:۳۳۴

[۲] وسائل الشیعۃ/ ج۱۶ /۱۵۶ / ۱۲۔باب کراہۃ التعرض للذل ص:۱۵۶

[۳] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۶ /۱۷۹ /۸۰۔باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص:۱۷۶

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَ أَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَ أُمُورُكُمْ إِلَى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا.

جب تمہارا حاکم شریر اور ثروت مند بخیل ہوں تو تمہاری زندگی اتنی دشوار ہوجاتی ہے کہ جینے سے زمین میں دھنس جانے کو لوگ ترجیح دیتے ہیں۔ [۱]

حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کی شرکت کے بارے میں فرمایا:

اگر اس جماعت کا جھرمٹ نہ ہوتا۔

لَوْ لَا حُضُورُ الْحَاضِرِ وَ قِيَامُ الْحُجَّةِ بِوُجُودِ النَّاصِرِ وَ مَا أَخَذَ اللهُ عَلَى الْعُلَمَاءِ أَلَّا يُقَارُّوا عَلَى كِظَّةِ ظَالِمٍ وَ لَا سَغَبِ مَظْلُومٍ لَأَلْقَيْتُ حَبْلَهَا عَلَى غَارِبِهَا وَ لَسَقَيْتُ آخِرَهَا بِكَأْسِ أَوَّلِهَا وَ لَأَلْفَيْتُمْ دُنْيَاكُمْ هَذِهِ أَزْهَدَ عِنْدِي مِنْ عَفْطَةِ عَنْزٍ.

اگر بیعت کرنے والوں کی موجودگی اور مدد کرنے والوں کے وجود سے مجھ پر حجت تمام ہوگئی ہوتی اور وہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے علما سے لے رکھا ہے کہ وہ ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی گرسنگی پر سکون وقرار سے نہ بیٹھیں تو میں خلافت کی باگ ڈور اسی کے کندھے پر ڈال دیتا اور اس کے آخر کو اسی پیالے سے سیراب کرتا جس پیالے سے اس کو اول نے سیراب کیا تھا اور تم اپنی دنیا کو میری نظروں میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ناقابل اعتنا پاتے۔ [۲]

سیاست اور بیعت میں مشارکت:

بعض اوقات سیاسی مشارکت بیعت کی مانند ہے۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

وَ أَمَّا حَقِّي عَلَيْكُمْ فَالْوَفَاءُ بِالْبَيْعَةِ وَ النَّصِيحَةُ فِي الْمَشْهَدِ وَ الْمَغِيبِ وَ الْإِجَابَةُ حِينَ أَدْعُوكُمْ وَ الطَّاعَةُ حِينَ آمُرُكُمْ

اور میرا تم پر یہ حق ہے کہ بیعت کی ذمہ داریوں کو پورا کرو، اور سامنے اور پس پشت خیرخواہی کرو، جب بلاؤں تو میری صدا پر لبیک کہو، اور جب کوئی حکم دوں تو اس کی تعمیل کرو۔ [۳]

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۳۶/ وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۳۵

[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۰/ ۱۲۳ مبایعۃ علی..... ص: ۴۹

[۳] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۷۹/ طریق السداد..... ص: ۷۹

۶۔ مشورہ دینا

اسلامی حاکموں کو سیاسی مشارکت اور اجتماعی مسائل میں مشورے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: حق اور درست مشورے دینے سے منع نہ کرو۔

فَلَا تَكُفُّوا عَنْ مَقَالَةٍ بِحَقٍّ أَوْ مَشُورَةٍ بِعَدْلٍ فَإِنِّي لَسْتُ فِي نَفْسِي بِفَوْقِ أَنْ أُخْطِئَ وَ لَا آمَنُ ذَلِكَ مِنْ فِعْلِي إِلَّا أَنْ يَكْفِيَ اللهُ مِنْ نَفْسِي.

تم اپنے کو حق کی بات کہنے اور عدل کا مشورہ دینے سے نہ روکو۔ میں تو اپنے کو اس سے بالاتر نہیں سمجھتا کہ خطا کروں اور نہ اپنے کسی کام کو لغزش سے محفوظ سمجھتا ہوں۔ مگر یہ کہ خدا میرے نفس کو اس سے بچائے کہ جس پر وہ مجھ سے زیادہ اختیار رکھتا ہے۔[1]

وَ مَا أَعْمَالُ الْبِرِّ كُلُّهَا وَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ عِنْدَ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ إِلَّا كَنَفْثَةٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ وَ إِنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ لَا يُقَرِّبَانِ مِنْ أَجَلٍ وَ لَا يَنْقُصَانِ مِنْ رِزْقٍ وَ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ.

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمام اعمالِ خیر اور جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ میں ایسے ہیں، جیسے گہرے دریا میں لعاب دہن کے ریزے ہوں یہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے موت قبل از وقت آجائے، یا رزق معین میں کمی ہو جائے اور ان سب سے بہتر وہ حق بات ہے جو کسی جابر حکمران کے سامنے کہی جائے۔[2]

۷۔ ظلم کے مقابلے میں قیام

جب ملک میں لوگوں پر ظلم ہو رہا ہو تو مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائیں۔ یہ دین کے اہم مسائل میں سے ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بنوامیہ کے خلاف قیام فرمایا، آپ نے امت اسلامی کے لئے یوں خطاب فرمایا:

أَلَا تَرَوْنَ أَنَّ الْحَقَّ لَا يُعْمَلُ بِهِ وَ أَنَّ الْبَاطِلَ لَا يُتَنَاهَى عَنْهُ لِيَرْغَبَ الْمُؤْمِنُ فِي لِقَاءِ اللهِ مُحِقّاً.

کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور باطل کی پرواہ نہیں کی جارہی۔ ایسی شرائط میں ضروری ہے کہ مومن

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۳۵/حق الوالی وحق الرعیۃ..... ص: ۳۳۳

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۳۵/حق الوالی وحق الرعیۃ..... ص: ۳۳۳

اپنی جان قربان کر دے اور خدا کی ملاقات کے لئے جلدی کرے۔[۱]

امام حسین علیہ السلام اپنے قیام کے حوالے سے فرماتے ہیں:

أَلَا وَ إِنَّ الدَّعِيَّ ابْنَ الدَّعِيِّ قَدْ رَكَزَ مِنَّا بَيْنَ اثْنَتَيْنِ بَيْنَ الْمِلَّةِ السَّلَّةِ وَ الذِّلَّةِ وَ هَيْهَاتَ مِنَّا الدَّنِيئَةُ.

آگاہ ہو جاؤ کہ اس نجس ابن نجس نے میرے دو چیزوں کے انتخاب کے علاوہ کوئی رستہ نہیں چھوڑا یا تو میں جنگ کروں یا ذلت قبول کروں اور ذلت ہم سے بہت دور ہے۔[۲]

ظالموں سے برائت:

طاغوت سے برائت مسلمانوں کا وظیفہ ہے اس کے بارے میں امام باقر علیہ السلام اپنے اصحاب میں سے ایک صحابی سے فرماتے ہیں:

يَا أَبَا الصَّبَّاحِ إِيَّاكُمْ وَ الْوَلَائِجَ فَإِنَّ كُلَّ وَلِيجَةٍ دُونَنَا فَهِيَ طَاغُوتٌ.

اے ابا صالح! دوسروں سے دوستی کرنے سے پرہیز کر کیونکہ ہم اہل بیتؑ کی دوستی کے علاوہ طاغوت کی دوستی شمار ہوتی ہے۔[۳]

ابان بن تغلب کہتا ہے میں نے امام کو فرماتے ہوئے یہ سنا:

يَا مَعْشَرَ الْأَحْدَاثِ اتَّقُوا اللهَ وَ لَا تَأْتُوا الرُّؤَسَاءَ وَ غَيْرَهُمْ حَتَّى يَصِيرُوا أَذْنَاباً لَا تَتَّخِذُوا الرِّجَالَ وَلَائِجَ مِنْ دُونِ اللهِ أَنَا وَ اللهِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْهُمْ.

اے جوانوں کے گروہ! خدا کا خوف کرو اور بنی عباس کے حاکموں کے اردگرد چکر نہ لگاؤ۔ انہیں چھوڑ دو ورنہ ذلیل ہو گے۔ ان سے نہ دوستی رکھو اور نہ راز دار بناؤ۔

خدا کی قسم! ہم اہل بیتؑ ان سے بہتر ہیں۔[۴]

ظالموں کی مدد نہ کرنا:

مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ ظالموں کی مدد کریں حتیٰ کہ اگر ان کو ظالم ظاہری طور پر عبادت کا کام انجام دے جیسے مسجد بنانا

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۲۴۵ / وعنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۲۴۵

[۲] تحف العقول/ النص/ ۲۴۱ / کتابہ ع الی اہل الکوفۃ لما سار ورای خذلانہم ایاہ..... ص:۲۴۰

[۳] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۷ / ۱۳۴ / ۱۰- باب عدم جواز تقلید غیر المعصوم ع فیما یقول برایہ وفیما لایعمل فیہ بنص عنہم ص:۱۲۴

[۴] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۷ / ۱۳۳ / ۱۰- باب عدم جواز تقلید غیر المعصوم ع فیما یقول برایہ وفیما لایعمل فیہ بنص عنہم..... ص:۱۲۴

تو ایسی صورت میں بھی اس کی مدد نہیں کرنی چاہیے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تُعِنْهُمْ عَلَى بِنَاءِ مَسْجِدٍ.

ظالموں کی مسجد بنانے میں بھی مدد نہ کرو۔[1]

روایت میں ہے کہ زیاد بن ابی سلمہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کا صحابی آپ کی اجازت کے بغیر عباسی حکومت میں کام پر مامور ہوگیا۔ حضرتؑ نے اس سے علت پوچھی۔ اس نے کہا:

اَنَا رَجُلٌ لِي مُرُوءَةٌ وَ عَلَيَّ عِيَالٌ وَ لَيْسَ وَرَاءَ ظَهْرِي شَيْءٌ.

فَقَالَ لِي يَا زِيَادُ لَاَنْ اَسْقُطَ مِنْ حَالِقٍ فَاَتَقَطَّعَ قِطْعَةً قِطْعَةً اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَوَلَّى لِاَحَدٍ مِنْهُمْ عَمَلًا.

میں جوان مرد ہوں اور زیادہ بچے ہیں۔ گھر میں مال و اسباب بھی نہیں ہے۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اے زیاد! اگر میں پہاڑ سے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں۔ میرے لئے یہ بہتر ہے لیکن ظالموں کا ساتھ نہیں دوں گا۔[2]

صفوان بن مہران امام کاظم علیہ السلام کے ایک صحابی تھے۔ تجارت کا اونٹ رکھتا تھا اپنے اونٹ ہارون کو کرائے پر دیتا تھا وہ خود نقل کرتا ہے کہ:

يَا صَفْوَانُ كُلُّ شَيْءٍ مِنْكَ حَسَنٌ جَمِيلٌ مَا خَلَا شَيْئاً وَاحِداً قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اَيُّ شَيْءٍ قَالَ اِكْرَاؤُكَ جِمَالَكَ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ يَعْنِي هَارُونَ- قُلْتُ وَ اللهِ مَا اَكْرَيْتُهُ اَشَراً وَلَا بَطَراً وَلَا لِلصَّيْدِ وَلَا لِلَّهْوِ وَ لٰكِنِّي اَكْرَيْتُهُ لِهٰذَا الطَّرِيقِ يَعْنِي طَرِيقَ مَكَّةَ- وَ لَا اَتَوَلَّاهُ بِنَفْسِي وَ لٰكِنِّي اَبْعَثُ مَعَهُ غِلْمَانِي فَقَالَ لِي يَا صَفْوَانُ اَيَقَعُ كِرَاؤُكَ عَلَيْهِمْ قُلْتُ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ فَقَالَ لِي اَتُحِبُّ بَقَاءَهُمْ حَتّٰى يَخْرُجَ كِرَاؤُكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَنْ اَحَبَّ بَقَاءَهُمْ فَهُوَ مِنْهُمْ وَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ كَانَ وَرَدَ النَّارَ.

میں ایک دن امام کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: صفوان! تیرے سارے کام اچھے ہیں لیکن ایک کام اچھا نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: میں قربان جاؤں کونسا کام؟

آپ نے فرمایا: تو نے اپنے اونٹ ہارون کو کرائے پر دیئے ہیں۔

میں نے کہا: خدا کی قسم! میں فسق و فجور اور لہو و لعب کے لئے نہیں دیئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے دیئے ہیں۔

---

[1] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان) / ج۶ / ۳۳۸ / ۹۳ - باب المکاسب ..... ص: ۳۲۱

[2] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج۵ / ۱۱۰ / باب شرط من اذن لہ فی اعمالہم ..... ص: ۱۰۹

میں خود نہیں جاتا بلکہ میرے غلام ساتھ جاتے ہیں۔ امام نے فرمایا: کیا تو نہیں چاہتا کہ ہارون اور اس کے ساتھی زندہ خیریت سے واپس آئیں تاکہ تجھے کرایہ دیں۔

میں نے کہا: جی ہاں!

آپ نے فرمایا: جو شخص کسی ظالم شخص کی زندگی کی امید رکھتا ہے وہ دوزخ میں جائے گا۔[۱]

۸۔ سرحد اور اس کی اہمیت

مسلمانوں پر ضروری ہے کہ اسلامی ممالک کو دشمن کے حملوں اور ان کے نفوذ کرنے سے روکا جائے۔ جو لوگ سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں ان کے لئے دعا کرو۔

امام سجاد علیہ السلام ایک دعا میں خدا سے مناجات کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ حَصِّنْ ثُغُورَ الْمُسْلِمِيْنَ بِعِزَّتِكَ، وَ اَيِّدْ حُمَاتَهَا بِقُوَّتِكَ، وَ اَسْبِغْ عَطَايَاهُمْ مِنْ جِدَتِكَ۔ [۲]

خدایا! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور اپنے غلبہ کے ذریعہ مسلمانوں کی سرحدوں کی محافظت فرما اور اپنی قوت کے سہارے محافظین حدود کی تائید فرما اور اپنے کرم سے ان کے عطایا کو مکمل بنا دے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَرْسُ لَيْلَةٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ لَيْلَةٍ يُقَامُ لَيْلَهَا وَ يُصَامُ نَهَارُهَا۔

راہ خدا میں ایک رات کی نگہبانی ہر رات کی عبادت سے افضل ہے وہ ایسا ہے جیسے دن کو روزہ رکھتا ہو۔[۳]

ایک اور حدیث میں آیا ہے سرحد پر تعین نگہبان کا ایک دن، راہ خدا میں ایک ماہ کی نماز و روزوں (مستحبی) سے بہتر ہے۔[۴]

نگہبانی کے معنوی آثار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَاِنْ مَاتَ مَرَابِطًا جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهٗ وَ اُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ وَ اٰمِنَ مِنَ الْفِتَانِ۔

---

[۱] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۷ / ۱۸۲ / ۴۲ ۔ باب تحریم معونۃ الظالمین ولو بمدۃ قلم وطلب مافی ایدیھم من الظلم ..... ص: ۱۷۷

[۲] الصحیفۃ السجادیۃ/ ۱۲۶ / (۲۷) (وکان من دعاۂ علیہ السلام لاہل الثغور:)

[۳] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۴۳۹ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ با ترجمہ فارسی

[۴] رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ شَهْرٍ وَ صِيَامِهٖ وَ مَنْ مَاتَ مُرَابِطاً فِي سَبِيلِ اللهِ كَانَ لَهٗ اَجْرُ مُجَاهِدٍ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔
(مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۱ / ۲۸ / ۶ ۔ باب حکم المرابطۃ فی سبیل اللہ ومن اخذ شیئا لیرابط بہ ..... ص: ۲۷)

جونگہبان دنیا سے جاتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں ثواب کا لکھا جانا اس کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور نعمتوں سے مالامال ہوگا۔قبر میں امان میں ہوگا۔[1]

ایک حدیث میں آیا ہے کہ:

كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَأْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ.

جوآدمی مرتا ہےاس کا اعمال نامہ بند ہوجاتا ہےلیکن جوشخص راہ خدا میں سرحد کی حفاظت کرے تو اس کا ثواب قیامت تک لکھا جاتا ہے۔قبر میں سوال سے بھی امان میں ہوتا۔[2]

سرحدوں کے محافظوں کے لئے امام سجاد علیہ السلام کی دعا:

(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ حَصِّنْ ثُغُورَ الْمُسْلِمِينَ بِعِزَّتِكَ، وَ أَيِّدْ حُمَاتَهَا بِقُوَّتِكَ، وَ أَسْبِغْ عَطَايَاهُمْ مِنْ جِدَتِكَ.

(۱) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور اپنے غلبہ کے ذریعہ مسلمانوں کی سرحدوں کی محافظت فرما اور اپنی قوت کے سہارے محافظین حدود کی تائید فرما اور اپنے کرم سے ان کے عطایا کو مکمل بنادے۔

(۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ كَثِّرْ عِدَّتَهُمْ، وَ اشْحَذْ أَسْلِحَتَهُمْ، وَ احْرُسْ حَوْزَتَهُمْ، وَ امْنَعْ حَوْمَتَهُمْ، وَ أَلِّفْ جَمْعَهُمْ، وَ دَبِّرْ أَمْرَهُمْ، وَ وَاتِرْ بَيْنَ مِيَرِهِمْ، وَ تَوَحَّدْ بِكِفَايَةِ مُؤَنِهِمْ، وَ اعْضُدْهُمْ بِالنَّصْرِ، وَ أَعِنْهُمْ بِالصَّبْرِ، وَ الْطُفْ لَهُمْ فِي الْمَكْرِ.

(۲) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور مجاہدین کی تعداد میں اضافہ فرما ان کے اسلحوں کو تیز وتند بنادے ان کے مرکزی مقامات کی حفاظت فرما ان کے حدود واطراف کی حفاظت فرما۔ان کی رسد کے وسائل کو متواتر بنادے اور تو تن تنہا ان کی تمام ضروریات کے لئے کافی ہوجا اپنی نصرت سے ان کے بازوؤں کو قوی بنادے اور جو ہر صبر کے ذیعہ ان کی امداد فرما اور انھیں باریک تدبیروں کا علم عطا فرما۔

(۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ عَرِّفْهُمْ مَا يَجْهَلُونَ، وَ عَلِّمْهُمْ مَا لَا يَعْلَمُونَ، وَ بَصِّرْهُمْ مَا لَا يُبْصِرُونَ.

(۳) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور اور مسلمانوں کو ان تمام چیزوں سے باخبر کردے جن سے ناواقف ہیں اور وہ تمام باتیں بتادے جنھیں آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔

---

[1] کنز العمال؛ ج ۴، ص ۲۸۴

[2] سنن ترمذی، ج ۳، ص ۸۹

(۴) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ، وَ اَنْسِھِمْ عِنْدَ لِقَائِھِمُ الْعَدُوَّ ذِکْرَ دُنْیَاھُمُ الْخَدَّاعَةِ الْغَرُوْرِ، وَ امْحُ عَنْ قُلُوْبِھِمْ خَطَرَاتِ الْمَالِ الْفَتُوْنِ، وَ اجْعَلِ الْجَنَّةَ نُصْبَ اَعْیُنِھِمْ، وَ لَوِّحْ مِنْھَا لِاَبْصَارِھِمْ مَا اَعْدَدْتَ فِیْھَا مِنْ مَسَاکِنِ الْخُلْدِ وَ مَنَازِلِ الْکَرَامَةِ وَ الْحُوْرِ الْحِسَانِ وَ الْاَنْھَارِ الْمُطَّرِدَةِ بِاَنْوَاعِ الْاَشْرِبَةِ وَ الْاَشْجَارِ الْمُتَدَلِّیَةِ بِصُنُوْفِ الثَّمَرِ حَتّٰی لَا یَھُمَّ اَحَدٌ مِنْھُمْ بِالْاِدْبَارِ، وَلَا یُحَدِّثَ نَفْسَہٗ عَنْ قِرْنِہٖ بِفِرَارٍ۔

(۴) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور مجاہدین کے ذہن سے وقت جنگ دشمن کا خیال نکال دے اور فریب کو بھلا دے ان کے دلوں سے فتنہ پیدا کرنے والے مال کے اندیشوں کو محو کر دے اور جنت کو ان کا نشانہ نگاہ بنا دے اور ان کی نگاہ کے سامنے ان چیزوں کو نمایاں کر دے جنھیں تو نے ان کے لئے مہیا کیا ہے۔ جنت کے مکانات، کرامت کی منازل، حسین وجمیل حوریں اور طرح طرح کے مشروبات سے چھلکتی ہوئی نہریں اور رنگ برنگ کے پھلوں سے لدے ہوئے درخت۔ تاکہ ان میں سے کسی کے دل میں پیٹھ پھرانے کا خیال بھی نہ پیدا ہو اور کوئی دشمن کے مقابلہ میں بھاگنے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکے۔

(۵) اَللّٰھُمَّ افْلُلْ بِذٰلِکَ عَدُوَّھُمْ، وَ اقْلِمْ عَنْھُمْ اَظْفَارَھُمْ، وَ فَرِّقْ بَیْنَھُمْ وَ بَیْنَ اَسْلِحَتِھِمْ، وَ اخْلَعْ وَثَائِقَ اَفْئِدَتِھِمْ، وَ بَاعِدْ بَیْنَھُمْ وَ بَیْنَ اَزْوِدَتِھِمْ، وَ حَیِّرْھُمْ فِیْ سُبُلِھِمْ، وَ ضَلِّلْھُمْ عَنْ وَجْھِھِمْ، وَ اقْطَعْ عَنْھُمُ الْمَدَدَ، وَ انْقُصْ مِنْھُمُ الْعَدَدَ، وَ امْلَاْ اَفْئِدَتَھُمُ الرُّعْبَ، وَ اقْبِضْ اَیْدِیَھُمْ عَنِ الْبَسْطِ، وَ اخْزِمْ اَلْسِنَتَھُمْ عَنِ النُّطْقِ، وَ شَرِّدْ بِھِمْ مَنْ خَلْفَھُمْ وَ نَکِّلْ بِھِمْ مَنْ وَرَاءَھُمْ، وَ اقْطَعْ بِخِزْیِھِمْ اَطْمَاعَ مَنْ بَعْدَھُمْ۔

(۵) خدایا! ان مجاہدین کے ذریعہ دشمن کے اسلحوں کے درمیان جدائی پیدا کر دے ان کے رگ دل کی طنابیں توڑ دے اور انھیں ان کے سازوسامان سے دور کر دے انھیں ان کے راستوں میں متحیر بنا دے اور ان کے واقعی رخ سے ہٹا دے ان کی زبان کو گویائی سے محروم کر دے ان کے ذریعہ پیچھے والوں کو بھی بھاگنے پر مجبور کر دے، ان کے وسیلہ سے ان کے پیروکاروں پر عذاب نازل کر دے اور انھیں رسوا کر کے بعد والوں کے حوصلے پست کر دے۔

(۶) اَللّٰھُمَّ عَقِّمْ اَرْحَامَ نِسَائِھِمْ، وَ یَبِّسْ اَصْلَابَ رِجَالِھِمْ، وَ اقْطَعْ نَسْلَ دَوَابِّھِمْ وَ اَنْعَامِھِمْ، لَا تَاْذَنْ لِسَمَائِھِمْ فِیْ قَطْرٍ، وَلَا لِاَرْضِھِمْ فِیْ نَبَاتٍ۔

(۶) خدایا! ان کی عورتوں کے رحم کو بانجھ کر دے اور ان کے مردوں کے صلبوں کو خشک کر دے اور ان کے جانوروں کی نسل قطع کر دے۔ ان کے سروں پر آسمان کو بارش سے روک دے اور ان کے زیر قدم زمین کو غلہ اگانے سے منع کر دے۔

(۷) اَللّٰھُمَّ وَ قَوِّ بِذٰلِکَ مِحَالَ اَھْلِ الْاِسْلَامِ، وَ حَصِّنْ بِہٖ دِیَارَھُمْ، وَ ثَمِّرْ بِہٖ اَمْوَالَھُمْ، وَ فَرِّغْھُمْ عَنْ مُحَارَبَتِھِمْ لِعِبَادَتِکَ، وَ عَنْ مُنَابَذَتِھِمْ لِلْخَلْوَةِ بِکَ حَتّٰی لَا یُعْبَدَ فِیْ بِقَاعِ الْاَرْضِ غَیْرُکَ، وَ لَا

تُعَفَّرَ لِاَحَدٍ مِنْهُمْ جَبْهَةٌ دُوْنَكَ۔

(۷) خدایا! اوران حالات کے ذریعہ اہل اسلام کی تدبیروں کوقوی تر بنادے ان کے دیارکومحفوظ بنادے ان کے اموال کوثمر بار بنادے اورانھیں جنگ کی مشقت سے بچا کرعبادتوں میں لگادے اور دشمن کے مقابلہ سے فارغ کر کے اپنی بارگاہ میں بلالے تاکہ روئے زمین پرتیرے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے اور کسی کے سامنے پیشانی کو خاک پر نہ رکھا جائے۔

(۸) اَللّٰهُمَّ اغْزُ بِكُلِّ نَاحِيَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى مَنْ بِإِزَائِهِمْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَ اَمْدِدْهُمْ بِمَلَائِكَةٍ مِنْ عِنْدِكَ مُرْدِفِيْنَ حَتَّى يَكْشِفُوهُمْ اِلَى مُنْقَطَعِ التُّرَابِ قَتْلًا فِي اَرْضِكَ وَ اَسْراً، اَوْ يُقِرُّوا بِاَنَّكَ اَنْتَ اللهُ الَّذِى لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ۔

(۸) خدایا! مسلمانوں کو ہر علاقہ میں ان کے مدمقابل مشرکین پرفتح عنایت فرمااوراپنی طرف سے مسلسل آنے والے ملائکہ کے ذریعہ ان کی امداد فرما تاکہ دشمنوں کو آخری خطہ زمین تک نکال باہر کردیں یاقتل کردیں گرفتار کرلیں یا اس بات کا اقرار لے لیں کہ توہی خدا ہے اور تیرے علاوہ کوئی خدانہیں ہے۔تو وحدہٗ لاشریک ہے۔

(۹) اَللّٰهُمَّ وَ اعْمُمْ بِذَلِكَ اَعْدَاءَكَ فِي اَقْطَارِ الْبِلَادِ مِنَ الْهِنْدِ وَ الرُّومِ وَ التُّرْكِ وَ الْخَزَرِ وَ الْحَبَشِ وَ النُّوبَةِ وَ الزَّنْجِ وَ السَّقَالِبَةِ وَ الدَّيَالِمَةِ وَ سَائِرِ اُمَمِ الشِّرْكِ، الَّذِيْنَ تَخْفَى اَسْمَاؤُهُمْ وَ صِفَاتُهُمْ، وَ قَدْ اَحْصَيْتَهُمْ بِمَعْرِفَتِكَ، وَ اَشْرَفْتَ عَلَيْهِمْ بِقُدْرَتِكَ۔

(۹) خدایا! تمام اطراف زمین کے اپنے دشمنوں کوبھی اس جہاد کی لپیٹ میں لے لے چاہے وہ ہند میں ہوں یا روم میں،ترک میں ہوں یاخزرمیں،حبش میں ہوں یانوبہ میں،زنج میں ہوں یا سقالبہ میں،دیالمہ میں ہوں یاباقی امت شرک میں جب کے اسماء وصفات ہم سے مخفی ہیں لیکن تو اپنے علم سے سب کا حساب رکھتا ہے اور اپنی قدرت کاملہ سے سب پر نگاہ رکھتا ہے۔

(۱۰) اَللّٰهُمَّ اشْغَلِ الْمُشْرِكِيْنَ بِالْمُشْرِكِيْنَ عَنْ تَنَاوُلِ اَطْرَافِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَ خُذْهُمْ بِالنَّقْصِ عَنْ تَنَقُّصِهِمْ، وَ ثَبِّطْهُمْ بِالْفُرْقَةِ عَنِ الِاحْتِشَادِ عَلَيْهِمْ۔

(۱۰) خدایا! مشرکین کومشرکین ہی میں مشغول کردے تاکہ مسلمانوں میں نقص پیدا کرنے سے رک جائیں ان کے درمیان تفرقہ پیدا کر کے انھیں ایک نقطہ پر جمع ہونے سے روک دے۔

(۱۱) اَللّٰهُمَّ اَخْلِ قُلُوبَهُمْ مِنَ الْاَمَنَةِ، وَ اَبْدَانَهُمْ مِنَ الْقُوَّةِ، وَ اَذْهِلْ قُلُوبَهُمْ عَنِ الِاحْتِيَالِ، وَ اَوْهِنْ اَرْكَانَهُمْ عَنْ مُنَازَلَةِ الرِّجَالِ، وَ جَبِّنْهُمْ عَنْ مُقَارَعَةِ الْاَبْطَالِ، وَ ابْعَثْ عَلَيْهِمْ جُنْداً مِنْ مَلَائِكَتِكَ بِبَأْسٍ مِنْ بَأْسِكَ كَفِعْلِكَ يَوْمَ بَدْرٍ، تَقْطَعُ بِهِ دَابِرَهُمْ وَ تَحْصُدُ بِهِ شَوْكَتَهُمْ، وَ تُفَرِّقُ بِهِ عَدَدَهُمْ۔

(۱۱) خدایا! ان کے دلوں کو امن واطمینان، ان کے اجسام کو قوت وتوانائی، ان کے دلوں کو حیلہ وتدبیر سے محروم کردے اور ان کے اعضاء وجوارح کو مجاہدین کے مقابلہ میں کمزور بنادے انھیں شیر دل افراد کے مقابلہ میں بزدل بنادے اور ان پر ملائکہ کا وہ لشکر بھیج دے جو تیری طرف سے عذاب لے کر نازل ہوں جس طرح تو نے روز بدر کیا تھا اور اس طرح ان کی جڑوں کو کاٹ دے ان کی شوکت کا خاتمہ کردے اور ان کے عدد میں افتراق پیدا کردے۔

(۱۲) اَللّٰھُمَّ وَ امْزُجْ مِیَاھَھُمْ بِالْوَبَاءِ، وَ اَطْعِمَتَھُمْ بِالْاَدْوَاءِ، وَ ارْمِ بِلَادَھُمْ بِالْخُسُوفِ، وَ اَلِحَّ عَلَیْھَا بِالْقُذُوفِ، وَ افْرَعْھَا بِالْمُحُولِ، وَ اجْعَلْ مِیَرَھُمْ فِی اَحَصِّ اَرْضِكَ وَ اَبْعَدِھَا عَنْھُمْ، وَ امْنَعْ حُصُونَھَا مِنْھُمْ، اَصِبْھُمْ بِالْجُوعِ الْمُقِیمِ وَ السُّقْمِ الْاَلِیمِ۔

(۱۲) خدایا! ان کے پانی میں وبا شامل کردے، ان کی غذا میں بیماریاں داخل کردے، ان کی زمینوں کو دھنسا دے، انھیں آسمانی پتھروں کا نشانہ بنادے، ان پر قحط سالی مسلط کردے اور ان کی روزی کی ایسی زمین میں قرار دے دے جو بنجر ہو اور انھیں مستقل بھوک اور دردناک بیماری میں مبتلا کردے۔

(۱۳) اَللّٰھُمَّ وَ اَیُّمَا غَازٍ غَزَاھُمْ مِنْ اَھْلِ مِلَّتِكَ، اَوْ مُجَاھِدٍ جَاھَدَھُمْ مِنْ اَتْبَاعِ سُنَّتِكَ لِیَكُونَ دِیْنُكَ الْاَعْلَی وَ حِزْبُكَ الْاَقْوَی وَ حَظُّكَ الْاَوْفَی فَلَقِّهِ الْیُسْرَ، وَ ھَیِّئْ لَهُ الْاَمْرَ، وَ تَوَلَّهُ بِالنُّجْحِ، وَ تَخَیَّرْ لَهُ الْاَصْحَابَ، وَ اسْتَقْوِ لَهُ الظَّھْرَ، وَ اَسْبِغْ عَلَیْهِ فِی النَّفَقَةِ، وَ مَتِّعْهُ بِالنَّشَاطِ، وَ اَطْفِ عَنْهُ حَرَارَةَ الشَّوْقِ، وَ اَجِرْهُ مِنْ غَمِّ الْوَحْشَةِ، وَ اَنْسِهِ ذِكْرَ الْاَھْلِ وَ الْوَلَدِ۔

(۱۳) پروردگار! تیرا مذہب رکھنے والوں میں سے جو مجاہد بھی ان ظالموں سے جہاد کرے، یا تیری سنت کی پیروی کرنے والوں میں سے جو غازی بھی ان سے مقابلہ کرے تا کہ تیرا دین سربلند ہو اور تیرا گروہ غالب رہے اور تیرا حصہ مکمل طور سے مل جائے تو ان کے مرحلۂ جہاد کو آسان بنا دینا، اس کے امور کو مہیا کردینا، اس کی کامیابی کی ذمہ داری لے لینا، اس کے لئے بہترین اصحاب منتخب فرمادینا، اس کے لئے بہترین سوار کا انتظام کردینا، اس کا مکمل خرچ عطا فرمانا، اسے نشاط جنگ سے سرفراز فرمانا، اس کے لئے شوق وطن کی حرارت کو سرد بنادینا غم وحشت سے نجات دے دینا، اہل واولاد کی یاد کو دل سے نکال دینا۔

(۱۴) وَ اٰثِرْ لَهُ حُسْنَ النِّیَّةِ، وَ تَوَلَّهُ بِالْعَافِیَةِ، وَ اَصْحِبْهُ السَّلَامَةَ، وَ اَعْفِهِ مِنَ الْجُبْنِ، وَ اَلْھِمْهُ الْجُرْاَةَ، وَ ارْزُقْهُ الشِّدَّةَ، وَ اَیِّدْهُ بِالنُّصْرَةِ، وَ عَلِّمْهُ السِّیَرَ وَ السُّنَنَ، وَ سَدِّدْهُ فِی الْحُكْمِ، وَ اعْزِلْ عَنْهُ الرِّیَاءَ، وَ خَلِّصْهُ مِنَ السُّمْعَةِ، وَ اجْعَلْ فِكْرَهُ وَ ذِكْرَهُ وَ ظَعْنَهُ وَ اِقَامَتَهُ فِیكَ وَ لَكَ۔

(۱۴) اسے حسن نیت عطا فرمانا، عافیت سے سرفراز فرمانا، سلامتی کو ساتھ کردینا، بزدلی سے محفوظ بنا دینا، جرات کا الہام فرما، زور وتوانائی مرحمت فرما، اپنی نصرت سے اس کی تائید فرما، ریاکاری کو اس سے دور کردے، نام ونمود سے الگ کر دے، اس کے ذکر وفکر، سفر وحضر کو صرف اپنی راہ میں اور اپنی ذات کے لئے قرار دے جب اپنے اور تیرے دشمن کا

سامنا کرے۔

(۱۵) فَإِذَا صَافَّ عَدُوَّكَ وَ عَدُوَّهُ فَقَلِّلْهُمْ فِي عَيْنِهِ، وَ صَغِّرْ شَأْنَهُمْ فِي قَلْبِهِ، وَ أَدِلْ لَهُ مِنْهُمْ، وَ لَا تُدِلْهُمْ مِنْهُ، فَإِنْ خَتَمْتَ لَهُ بِالسَّعَادَةِ، وَ قَضَيْتَ لَهُ بِالشَّهَادَةِ فَبَعْدَ أَنْ يَجْتَاحَ عَدُوَّكَ بِالْقَتْلِ، وَ بَعْدَ أَنْ يَجْهَدَ بِهِمُ الْأَسْرُ، وَ بَعْدَ أَنْ تَأْمَنَ أَطْرَافُ الْمُسْلِمِينَ، وَ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ عَدُوُّكَ مُدْبِرِينَ۔

(۱۵) تو دشمن کی تعداد کو اس کی نظر میں قلیل بنادے اور دشمن کی شان کو اس کے دل میں حقیر قرار دیدے، اسے دشمنوں پر تسلط دے دے اور دشمن اس پر غالب نہ آنے پائے اس کے بعد اگر انجام خوب ہو اور مقدر میں شہادت ہو تو یہ بھی اس وقت ہو جب دشمنوں کو مار مار کر کیفر کردار تک پہنچا دے اور انھیں اسیری کی مشقت میں مبتلا کر دے تا کہ مسلمین کے اطراف محفوظ ہو جائیں اور دشمن پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں۔

(۱۶) اَللّٰهُمَّ وَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ خَلَفَ غَازِياً أَوْ مُرَابِطاً فِي دَارِهِ، أَوْ تَعَهَّدَ خَالِفِيهِ فِي غَيْبَتِهِ، أَوْ أَعَانَهُ بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِهِ، أَوْ أَمَدَّهُ بِعِتَادٍ، أَوْ شَحَذَهُ عَلَى جِهَادٍ، أَوْ أَتْبَعَهُ فِي وَجْهِهِ دَعْوَةً، أَوْ رَعَى لَهُ مِنْ وَرَائِهِ حُرْمَةً، فَآجِرْ لَهُ مِثْلَ أَجْرِهِ وَزْناً بِوَزْنٍ وَ مِثْلاً بِمِثْلٍ، وَ عَوِّضْهُ مِنْ فِعْلِهِ عِوَضاً حَاضِراً يَتَعَجَّلُ بِهِ نَفْعَ مَا قَدَّمَ وَ سُرُورَ مَا أَتَى بِهِ، إِلَى أَنْ يَنْتَهِيَ بِهِ الْوَقْتُ إِلَى مَا أَجْرَيْتَ لَهُ مِنْ فَضْلِكَ، وَ أَعْدَدْتَ لَهُ مِنْ كَرَامَتِكَ۔

(۱۶) خدایا! جو مرد مسلمان کسی غازی یا سرحد کے سپاہی کے گھر کی ذمہ داری لے لے اور اس کے اہل خانہ کو جوش دلائے یا اس کے حق میں اپنی دعاؤں کو ساتھ کر دے یا پس غیبت اس کی حرمت کا تحفظ کرے تو اسے بھی اسی جیسا اجر عنایت فرمانا تا کہ دونوں کا وزن ایک جیسا ہو اور دونوں کا انداز ایک طرح کا ہو اور اسے اس کے اس عمل کا فوری معاوضہ عطا فرمانا تا کہ وہ اپنے عمل کا نفع اور اپنے اقدام کا سرور یہیں دیکھ لے قبل اس کے کہ زمانہ اسے اس منزل تک پہنچا دے جہاں تو نے اس کے اجر کا سلسلہ جاری کیا ہے اور اس کے لئے اپنی کرامت کا انتظار کیا ہے۔

(۱۷) اَللّٰهُمَّ وَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ أَهَمَّهُ أَمْرُ الْإِسْلَامِ، وَ أَحْزَنَهُ تَحَزُّبُ أَهْلِ الشِّرْكِ عَلَيْهِمْ فَنَوَى غَزْواً، أَوْ هَمَّ بِجِهَادٍ فَقَعَدَ بِهِ ضَعْفٌ، أَوْ أَبْطَأَتْ بِهِ فَاقَةٌ، أَوْ أَخَّرَهُ عَنْهُ حَادِثٌ، أَوْ عَرَضَ لَهُ دُونَ إِرَادَتِهِ مَانِعٌ فَاكْتُبِ اسْمَهُ فِي الْعَابِدِينَ، وَ أَوْجِبْ لَهُ ثَوَابَ الْمُجَاهِدِينَ، وَ اجْعَلْهُ فِي نِظَامِ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِينَ۔

(۱۷) خدایا! جس مسلمان کے دل میں اسلام کا درد ہو اور وہ اہل شرک کی گروہ بندی سے رنجیدہ ہو کر جہاد کا ارادہ کرے اور مقابلہ پر آمادہ ہو جائے لیکن کمزوری اسے بٹھا دے یا فاقہ اسے روک دے یا کوئی حادثہ درمیان میں حائل ہو جائے اور اس کے ارادہ کی راہ میں کوئی مانع پیش آ جائے تو اس کا نام بھی عبادت گذاروں میں لکھ دینا اور اسے بھی مجاہدین کا ثواب عطا فرما دینا اور شہداء صالحین کی فہرست میں اس کا نام بھی درج کر دینا۔

(۱۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، صَلَاةً عَالِيَةً عَلَى الصَّلَوَاتِ، مُشْرِفَةً

فَوْقَ التَّحِيَّاتِ، صَلَاةً لَا يَنْتَهِي اَمَدُهَا، وَلَا يَنْقَطِعُ عَدَدُهَا كَاَتَمِّ مَا مَضَى مِنْ صَلَوَاتِكَ عَلَى اَحَدٍ مِنْ اَوْلِيَائِكَ، اِنَّكَ الْمَنَّانُ الْحَمِيدُ الْمُبْدِءُ الْمُعِيدُ الْفَعَّالُ لِمَا تُرِيدُ۔

(۱۸) خدایا! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما جو تیرے بندہ اور رسول ہیں اور آل محمدؑ پر بھی وہ صلوات نازل فرما جو تمام صلواتوں سے بلندتر اور تمام تجلیات میں سب سے نمایاں ہو۔ وہ صلوات جس کی مدت تمام نہ ہو اور جس کے عدد کا سلسلہ ختم نہ ہو ایسی مکمل ترین صلوات جو تو نے ماضی میں کسی بھی ولی پر نازل کی ہے کہ جو بہترین احسان کرنے والا، قابل حمد، ایجاد کرنے والا، پلٹا کر واپس لانے والا اور اپنے ارادہ کے مطابق ہر عمل انجام دینے والا ہے۔[۱]

۹۔ قانون

مسلمانوں کو اسلامی قوانین کے سامنے خاضع ہونا چاہیے اگرچہ ظاہری طور پر بعض اوقات کوئی قانون ضرررساں نظر آتا ہے لیکن واقع میں معاشرے کے لئے مفید ہوتا ہے۔

اسی لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَدٌّ يُقَامُ فِي الْاَرْضِ اَزْكَى مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً.

وہ قانون جو جاری ہونے کے بعد مؤثر ہو ساٹھ سال کی عبادت سے زیادہ مؤثر ہے۔[۲]

ایک حدیث میں ہے:

اِقَامَةُ حَدٍّ خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِينَ صَبَاحاً.

حدود الٰہی کا اجراء چالیس دن کی بارش سے زیادہ بابرکت ہے۔[۳]

ایک حدیث میں قانون الٰہی کی تعطیل سے نفی کی گئی ہے:

قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ شَفَعَ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ لِيُبْطِلَهُ وَ سَعَى فِي اِبْطَالِ حُدُودِ اللهِ تَعَالَى عَذَّبَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حدود الٰہی کے اجراء میں مانع ہے باطل قوانین کو رائج کرنے کی کوشش کی وہ روز قیامت عذاب میں ہوگا۔[۴]

حضرت امیر علیہ السلام مالک اشتر سے فرماتے ہیں:

---

[۱] صحیفہ سجادیہ دعا نمبر ۲۷

[۲] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱۸ / ۹ / ۱- باب وجوب اقامتها بشروطها وتحريم تعطيلها..... ص: ۷

[۳] الکافی (ط- الاسلامیۃ) / ج ۷ / ۱۷۴ / باب التحدید..... ص: ۱۷۴

[۴] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۴۴۳ / ۱ فصل ذکر اقامة الحدود والنهي عن تضييعها..... ص: ۴۴۲

اَلْزِمِ الْحَقَّ مَنْ لَزِمَهُ مِنَ الْقَرِيبِ وَ الْبَعِيدِ وَ كُنْ فِي ذَلِكَ صَابِراً مُحْتَسِباً وَاقِعاً ذَلِكَ مِنْ قَرَابَتِكَ وَ خَاصَّتِكَ حَيْثُ وَقَعَ وَ ابْتَغِ عَاقِبَتَهُ بِمَا يَثْقُلُ عَلَيْكَ مِنْهُ فَإِنَّ مَغَبَّةَ ذَلِكَ مَحْمُودَةٌ.

جس پر جو حق عائد ہوتا ہو، اس پر اس حق کو نافذ کرنا چاہئے۔ وہ تمہارا اپنا ہو یا بیگانہ ہو اور اس کے بارے میں تحمل سے کام لینا اور ثواب کے امیدوار رہنا چاہئے اس کی زد تمہارے کسی قریبی عزیز یا کسی مصاحبِ خاص پر کیسی ہی پڑتی ہو اور اس میں تمہاری طبیعت کو جو گرانی محسوس ہو، اس کے اُخروی نتیجہ کو پیش نظر رکھنا کہ اس کا انجام بہر حال اچھا ہوگا۔ [1]

سیرت انبیاء وائمہ علیہم السلام میں قانون:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت عملی میں ملتا ہے کہ بنی مخزوم قبیلہ کی ایک عورت نے گناہ کیا۔ آپ اس پر حد جاری کرنے سے دستور فرمایا۔ اسامہ بن زید رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور معاف کرنے کی درخواست کی۔

اِنَّمَا اُهْلِكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَ اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَ اَيْمُ اللهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

پہلی اقوام میں قانون کی رعایت نہ کرنے کی مذمت ہوتی ہے۔ پہلے امتوں کی بدبختی یہ تھی کہ اگر ان کا کوئی بڑا آدمی چوری کرتا ہے تو اسے معاف کر دیتے تھے اور اگر عام چوری کرتا تو اس پر حدود الٰہی جاری ہوتی تھیں۔ خدا کی قسم! اگر میری بیٹی بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ قطع کر دیتا۔ [2]

حدود الٰہی کے اجرا میں لوگوں میں کوئی فرق نہیں۔ قانون سب کے لئے ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کی سیرت میں ملتا ہے کہ لوگوں کے کہنے اور اصرار کرنے پر حکومت سنبھالی تو قانون کی اہمیت کے لئے ایک خطبہ دیا اور فرمایا:

اعْلَمُوا اَنِّي اِنْ اَجَبْتُكُمْ رَكِبْتُ بِكُمْ مَا اَعْلَمُ وَ لَمْ اُصْغِ اِلَى قَوْلِ الْقَائِلِ وَ عَتْبِ الْعَاتِبِ.

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگر میں تمہاری اس خواہش کو مان لوں تو تمہیں اس راستے پر لے چلوں گا۔ جو میرے علم میں ہے اور اس کے متعلق کسی کہنے والے کی بات اور کسی ملامت کرنے والے کی سرزنش پر کان نہیں دھروں گا۔ [3]

جب ابن ملجم نے آپ کو ضرب لگائی اور آپ بستر پر تھے تو اپنی اولاد کو بلایا اور حدود الٰہی اور قانون پر عمل کرنے کی تاکید کی اور فرمایا:

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۴۱ / ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر واعمالہا حین اضطرب امر امیرہا محمد بن ابی بکر، وہو اطول عہد کتبہ واجمعہ للمحاسن...... ص:۴۲۶

[2] صحیح البخاری، ج ۴، ص ۱۵۱

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۱۳۶ / ۹۲ ومن کلام لہ ع لما ارادہ الناس علی البیعۃ بعد قتل عثمان رضی اللہ عنہ..... ص:۱۳۶

يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُلْفِيَنَّكُمْ تَخُوضُونَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ خَوْضاً تَقُولُونَ قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا لَا يُقْتَلَنَّ بِي إِلَّا قَاتِلِي انْظُرُوا إِذَا أَنَا مِتُّ مِنْ ضَرْبَتِهِ هَذِهِ فَاضْرِبُوهُ ضَرْبَةً بِضَرْبَةٍ وَ لَا يُمَثَّلْ بِالرَّجُلِ.

اے عبدالمطلب کے بیٹو! ایسا نہ ہونے پائے کے تم امیر المومنین قتل ہو گئے، امیر المومنین قتل ہو گئے،، کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شروع کر دو۔ دیکھو! میرے بدلے میں صرف میرا قاتل ہی قتل کیا جائے اور دیکھو! جب میں اس ضرب سے مرجاؤں تو اس ایک ضرب کے بدلے میں ایک ہی ضرب لگانا۔ [۱]

۱۰۔حق الناس

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

جَعَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ حُقُوقَ عِبَادِهِ مُقَدِّمَةً لِحُقُوقِهِ فَمَنْ قَامَ بِحُقُوقِ عِبَادِ اللهِ كَانَ ذَلِكَ مُؤَدِّياً إِلَى الْقِيَامِ بِحُقُوقِ اللهِ.

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے حقوق کو مقدمہ قرار دیا ہے اپنے حقوق کے لئے پس جو بندوں کے حقوق ادا کرے گا وہ اللہ کے حقوق بھی ادا کر سکے گا۔ [۲]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

وَ أَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي لَا يُتْرَكُ فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضِهِمْ بَعْضاً.

وہ ظلم کہ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کرنا ہے۔ [۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَيْسَرُ حَقٍّ مِنْهَا أَنْ تُحِبَّ لَهُ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ أَنْ تَكْرَهَ لَهُ مَا تَكْرَهُهُ لِنَفْسِكَ وَ الثَّانِي أَنْ تُعِينَهُ بِنَفْسِكَ.

تیرے ذمے تیرے بھائی کے کم ترین حقوق یہ ہیں کہ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرو اور جو اپنے لئے ناپسند ہے دوسرے کے لئے بھی ناپسند ہو۔ [۴]

نیز فرمایا:

---

[۱] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۲۲ / ۷ ۴ومن وصیۃ لہ ع للحسن والحسین ع لما ضربہ ابن ملجم لعنہ اللہ..... ص:۴۲۱

[۲] غرر الحکم و درر الکلم / ۳۴۰ / ۶۴..... ص:۳۴۰

[۳] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۲۵۵ / ۲۲۳۹انواع الظلم ص:۲۵۵

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۱۶۹ / باب حق المؤمن علی اخیہ واداء حقہ..... ص:۱۶۹

اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سَبْعَ حُقُوقٍ فَاَوْجَبُهَا اَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ حَقّاً وَاِنْ كَانَ عَلَى نَفْسِهِ اَوْ عَلَى وَالِدَيْهِ.

مومن کے مومن پر سات حق رکھتا ہے۔ان میں واجب ترین حق یہ ہے کہ آدمی حق بات کہے اگر چہ ماں باپ کے ہی خلاف کیوں نہ ہوں۔[1]

حقوق پر تجاوز کا انجام:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اِذَا بَرَزَ لِخَلْقِهِ اَقْسَمَ قَسَماً عَلَى نَفْسِهِ فَقَالَ وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَا يَجُوزُنِي ظُلْمُ ظَالِمٍ وَلَوْ كَفٌّ بِكَفٍّ وَلَوْ مَسْحَةٌ.

خداوند عالم فرماتا ہے کہ عزت وجلالت کی قسم! کسی ظلم کرنے والے کو معاف نہیں کروں گا اگر چہ ہاتھ کو ہاتھ پر مارنا یا ہاتھ کے ذریعے کسی دوسرے کے ہاتھ کو دبانا ہی کیوں نہ ہو۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَسَرَ مُؤْمِناً فَعَلَيْهِ جَبْرُهُ.

جو شخص کسی مومن کی آبرو عزت کے خلاف کام کرتا ہے اسے جبران کرنا چاہیے۔[3]

۱۱۔ضروری عدالت

ہر معاشرے میں لوگوں کے نشاط وشادابی کے لئے عدالت کی ضرورت ہوتی ہے۔بے عدالت معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا۔اسلامی معاشرے اور مذہب شیعہ میں عدالت کو اہمیت دی گئی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ يَحْتَاجُ النَّاسُ طُرّاً اِلَيْهَا الْاَمْنُ وَ الْعَدْلُ وَ الْخِصْبُ.

تین چیزوں کے لوگ نیاز مند ہوتے ہیں۔امن،عدالت،حاصل خیری (زیادہ اور کم قیمت میں چیزوں کا ملنا)۔[4]

---

[1] بحار الانوار (ط۔بیروت) / ج ۷۱ / ۲۲۳ / باب ۱۵ حقوق الاخوان واستحباب تذاکرہم وما یناسب ذلک من المطالب..... ص:۲۲۱

[2] المحاسن / ج ۱ / ۷ / الاول من الاشکال والقرائن اباب الثلاثۃ:..... ص:۳

[3] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۴۵ / باب آخر منہ..... ص:۴۴

[4] تحف العقول / النص / ۳۲۰ / ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

حاکموں کی عدالت:

معاشرے میں حاکموں کی عدالت کی تاکید کی گئی ہے۔ کیونکہ لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَفْضَلُ الْمُلُوكِ مَنْ اُعْطِيَ ثَلَاثَ خِصَالٍ الرَّأْفَةَ وَالْجُودَ وَالْعَدْلَ.

بافضیلت ترین وہ حاکم ہیں کہ جن میں یہ تین صفات ہوں۔ مہربانی، سخاوت اور عدالت۔ [۱]

حضرت علی علیہ السلام عدالت کی پیشرفت دوسروں کے اسے پسند کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِذَا نَفَذَ حُكْمُكَ فِي نَفْسِكَ تَدَاعَتْ اَنْفُسُ النَّاسِ اِلَى عَدْلِكَ.

جب تیرا حکم تجھ پر نافذ ہو تو لوگ بھی عدالت کے سبب تیرے پاس آئیں گے۔ [۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدالت کی نشانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

مَا كَرِهْتَهُ لِنَفْسِكَ فَاكْرَهْ لِغَيْرِكَ وَ مَا اَحْبَبْتَهُ لِنَفْسِكَ فَاَحْبِبْهُ لِاَخِيكَ تَكُنْ عَادِلًا فِي حُكْمِكَ مُقْسِطاً فِي عَدْلِكَ.

جو انسان اپنے لئے پسند نہیں کرتا وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرے اور جو اپنے لئے پسند کرے، دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرے پس اس صورت میں عدالت میں عدل کو ملحوظ خاطر رکھو اور عدل کرتے وقت سب کو برابر سمجھو۔ [۳]

عدالت کی سفارش:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا حَكَمْتُمْ فَاعْدِلُوا

فیصلوں میں عدالت کی رعایت کرو۔ [۴]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

مَنِ ابْتُلِيَ بِالْقَضَاءِ فَلْيُوَاسِ بَيْنَهُمْ فِي الْاِشَارَةِ وَفِي النَّظَرِ وَفِي الْمَجْلِسِ.

جو شخص فیصلہ کرتا ہے تو اس کو چاہئے کہ عدالت میں موجود افراد کی طرف دیکھنے، ان کی طرف اشارہ کرنے اور ان کو اپنی

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۳۱۹/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[۲] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۲۸۸/ ۱۲۱..... ص:۲۸۸

[۳] تحف العقول/ النص/ ۱۴/ وصیۃ لہ اخری الی امیر المؤمنین ع..... ص:۱۳

[۴] تحف العقول/ النص/ ۱۵۱/ خطبۃ ع المعروفۃ بالدیباج..... ص:۱۴۹

جگہ بٹھانے میں عدالت کی رعایت کرے۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بِئْسَ الْقَوْمُ قَوْمٌ لَا يَقُومُونَ لِلّٰهِ تَعَالَى بِالْقِسْطِ.

یہ کتنی بُری قوم ہے کہ جو خدا کی عدالت کی رعایت نہیں کرتے۔[۲]

روایت میں ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله يَقْسِمُ لَحَظَاتِهِ بَيْنَ اَصْحَابِهِ فَيَنْظُرُ اِلٰى ذَا وَيَنْظُرُ اِلٰى ذَا بِالسَّوِيَّةِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اصحاب کو دیکھتے تو اس دیکھنے میں عدالت کی رعایت کرتے تھے۔ برابر و مساوات کا لحاظ فرماتے تھے۔[۳]

آثار عدالت:

جنت میں جانا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَوَلّٰى اَمْراً مِنْ اُمُورِ النَّاسِ فَعَدَلَ .... كَانَ حَقّاً عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ يُؤْمِنَ رَوْعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ.

جو شخص لوگوں کا امور کا متولی ہوتا ہے اسے عدالت سے کام کرنا چاہیے۔............ یہ خدا پر ہے کہ وہ روز قیامت اسے عذاب سے محفوظ رکھے گا اور جنت میں بھیجے گا۔[۴]

دشمن پر فتح:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ عَمَّ عَدْلُهُ نُصِرَ عَلٰى عَدُوِّهِ.

جس حاکم کی عدالت لوگوں میں عام ہوا سے دشمن پر فتح نصیب ہوتی ہے۔[۵]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

قَدِّمِ الْعَدْلَ عَلَى الْبَطْشِ تَظْفَرْ بِالْمَحَبَّةِ.

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۷/ ۴۱۳/ باب ادب الحکم ص:۴۱۲

[۲] النوادر (للراوندی)/ ۲۶/ فی اللقاء مع اہل الصفۃ ص:۲۵

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۲/ ۶۷۱/ باب النوادر ص:۶۷۱

[۴] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۲۴۵/ المجلس الثالث والاربعون

[۵] کنز الفوائد/ ج ۱/ ۱۳۵/ فصل مما ورد فی ذکر الظلم ص:۱۳۴

انتقام پر عدالت کو مقدم کرتا کہ دوستی پیدا ہو۔[۱]

محکم ڈھال:

ایک حدیث میں عدالت کو ڈھال سے تعبیر کیا گیا ہے اور ڈھال بھی مددگار رہے۔[۲]

آگ سے نجات دینے والا:

ایک حدیث میں عدالت کو عذاب سے بچنے کا عامل فرمایا گیا ہے۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

أَمَّا الْمُنْجِيَاتُ .... وَ كَلِمَةُ الْعَدْلِ فِي الرِّضَا وَ السَّخَطِ.

نجات بخش چیزوں میں سے ایک چیز یہ ہے کہ خوشنودی و غصے دونوں حالتوں میں عادلانہ گفتگو کرنا۔[۳]

ترک عدالت کا انجام:

روزِ قیامت حسرت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ إِنَّ وَلَايَتَنَا لَا تُدْرَكُ إِلَّا بِالْعَمَلِ وَ إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ وَصَفَ عَدْلًا ثُمَّ خَالَفَ إِلَى غَيْرِهِ.

ہماری ولایت عمل سے ملتی ہے۔ بے شک روز قیامت سب سے زیادہ وہ آدمی حسرت کرے گا جو عدالت کی رعایت تو کرتا ہو لیکن اس کے عمل اور قول میں تضاد ہو۔[۴]

معاشرے میں بدگمانی:

جس معاشرے میں عدالت قائم ہو اس میں بدگمانی اور سوئے ظن کا تصور نہیں ہوتا اور اچھی چیز بھی یہی ہے کہ تمام اعمال کا حمل صحت پر ہو مگر یہ کہ اس کے خلاف ثبوت ہو۔

امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا كَانَ زَمَانٌ الْعَدْلُ فِيهِ أَغْلَبُ مِنَ الْجَوْرِ فَحَرَامٌ أَنْ تَظُنَّ بِأَحَدٍ سُوءاً حَتَّى يُعْلَمَ ذَلِكَ مِنْهُ وَ إِذَا كَانَ زَمَانٌ الْجَوْرُ أَغْلَبُ فِيهِ مِنَ الْعَدْلِ فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَظُنَّ بِأَحَدٍ خَيْراً مَا لَمْ يَعْلَمْ ذَلِكَ مِنْهُ.

---

[۱] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج۲۰ / ۲۷۸ / الحکم المنسوبۃ..... ص:۲۵۳

[۲] الْعَدْلُ جُنَّةٌ وَاقِيَةٌ وَ جُنَّةٌ بَاقِيَةٌ. (عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۱ / ۲۹۳ / الفصل العاشر ..... ص:۲۴۶)

[۳] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۴ / ۳۶۱ / باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[۴] مصادقۃ الاخوان/ ۳۴ / ۵ باب اجتماع الاخوان فی محادثتھم

جب ظلم پر عدالت کا غلبہ ہوتو ایسی صورت میں دوسروں کا بدگمانی کرنا جائز نہیں ہے۔ جب عدالت کو ستم پر فتح ہوجائے تو پھر دوسروں میں اعتماد کرنا چاہیے اور کسی کے بارے میں سوئے ظن نہیں ہوتا جب تک وہ بدی یا خوبی کا علم نہ ہوجائے۔ [۱]

۱۲۔خیر و نیکی کی دعوت

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ اجتماعی وظیفہ کی بناء پر ایک دوسرے سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں تا کہ سب کی اصلاح ہو۔

حارث بن مغیرہ کہتا ہے:

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: لَقِيَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ لَيْلًا فَقَالَ لِي يَا حَارِثُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَمَا لَتُحْمَلَنَّ ذُنُوبُ سُفَهَائِكُمْ عَلَى عُلَمَائِكُمْ ثُمَّ مَضَى قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ لِمَ قُلْتَ لَتُحْمَلَنَّ ذُنُوبُ سُفَهَائِكُمْ عَلَى عُلَمَائِكُمْ فَقَدْ دَخَلَنِي مِنْ ذَلِكَ أَمْرٌ عَظِيمٌ فَقَالَ لِي نَعَمْ مَا يَمْنَعُكُمْ إِذَا بَلَغَكُمْ عَنِ الرَّجُلِ مِنْكُمْ مَا تَكْرَهُونَهُ مِمَّا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهِ الْأَذَى وَ الْعَيْبُ عِنْدَ النَّاسِ أَنْ تَأْتُوهُ فَتُؤَنِّبُوهُ وَ تَعِظُوهُ وَ تَقُولُوا لَهُ قَوْلًا بَلِيغاً فَقُلْتُ لَهُ إِذَنْ لَا يَقْبَلَ مِنَّا وَلَا يُطِيعَنَا قَالَ فَقَالَ فَإِذَنْ فَاهْجُرُوهُ عِنْدَ ذَلِكَ وَ اجْتَنِبُوا مُجَالَسَتَهُ.

ایک رات راستے میں امام صادق علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے حارث! آگاہ رہو! یقیناً تمہارے علماء جہلا کے گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

اس کے بعد میں آپ کے پیچھے پیچھے گیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: قربان جاؤں! آپ کی بات نے مجھے پریشان کردیا ہے۔علما کو جاہلوں کا بوجھ کیسے اٹھانا چاہیے۔

آپ نے فرمایا: جب تم شیعوں میں سے ایک آدمی ناپسندیدہ کام انجام دیتا ہو اور تم اسے جانتے ہو، اس کے پیچھے تم کیوں نہیں جاتے اور اس کی مذمت کیوں نہیں کرتے؟ اور اسے نیکی کی دعوت کیوں نہیں دیتے ہو اور اس کے ساتھ استدلال و برہان کی گفتگو نہیں کرتے ہو۔

میں نے عرض کیا: وہ ہماری بات نہیں مانتا (تو ہم کیا کریں)؟

آپ نے فرمایا: اگر ایسا ہے تو اسے معاشرے سے نکال دو اور ہجرت کرنے پر مجبور کرو اور اس کے ساتھ محفل سے پرہیز کرو۔ [۲]

---

[۱] اعلام الدین فی صفات المؤمنین/ ۳۱۲/من کلام الامام ابی الحسن علی بن محمد بن الرضاع..... ص:۳۱۱

[۲] السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی (والمستطرفات)/ج ۳/۵۹۸/ومن ذلک ما استطرفناہ من کتاب المشیخۃ ص:۵۸۹

اندرونی دعوت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

أَلَا وَإِنَّهُ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ وَاعِظٌ لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنَ اللهِ حَافِظٌ.

آگاہ رہو! جب تک کسی شخص میں اس کے اندرونی وجدان نے وعظ نہ کیا تو خدا کی طرف سے اسے کوئی نجات دینے والا نہیں۔ [1]

خیر کی دعوت دینے کی روش:

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ وَعَظَ أَخَاهُ سِرًّا فَقَدْ زَانَهُ وَمَنْ وَعَظَهُ عَلَانِيَةً فَقَدْ شَانَهُ.

جو آدمی اپنے مریض بھائی کو تنہائی میں نصیحت کرتا ہے تو اس نے اسے حقیر کیا ہے۔ [2]

موعظ رفع عذاب ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ رَفَعَ اللهُ عَنْهُمُ الْعَذَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّاضِي بِقَضَاءِ اللهِ وَالنَّاصِحُ لِلْمُسْلِمِينَ وَالدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ.

خدا روز قیامت تین گروہوں کو عذاب نہیں دے گا۔ جو خدا کی قضا پر راضی ہو، جو مسلمانوں کا خیر خواہ ہو اور جو لوگوں کو نیکی واصلاح کی طرف دعوت دیتا ہو۔ [3]

وعظ قبول کرنے والوں کی صفات:

سعادت مندی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

السَّعِيدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ.

---

[1] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج 41/ ۱۳۳/ باب ۱۰۷ جوامع مکارم اخلاقہ وآدابہ وسننہ وعدلہ وحسن سیاستہ صلوات اللہ علیہ..... ص:۱۰۲

[2] تحف العقول/ النص/ ۴۸۹/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۸۶

[3] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ج ۱/ ۱۹۶/ الباب الثانی والخمسون فی احادیث منتخبۃ..... ص:۱۸۷

سعادت منداور نیک بخت وہ ہے جودوسروں کی نصیحت ووعظ کو قبول کرتا ہو۔[۱]

عقل مندی:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

فَاِنَّ الْعَاقِلَ یَتَّعِظُ بِالْآدَابِ وَ الْبَهَائِمَ لَا تَتَّعِظُ اِلَّا بِالضَّرْبِ.

پس بے شک عاقل آدمی جو تعلیم وتربیت یافتہ ہو وہ وعظ کو قبول کرتا ہے اور حیوانوں کو مارنے کے علاوہ وعظ نہیں کیا جاتا۔[۲]

وعظ کرنے والوں کی منزلت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَمْشَاهُمْ فِی اَرْضِهِ بِالنَّصِیحَةِ لِخَلْقِهِ.

روز قیامت خدا کے نزدیک افضل ترین افراد وہ ہوں گے جو دنیا میں دوسروں سے زیادہ لوگوں کے خیر خواہ ہوا اور وعظ و نصیحت کرتے ہوں۔[۳]

۱۳۔ مشورہ

مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنے اہم اجتماعی مسائل میں مشورہ کریں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ خِیَارَكُمْ وَ اَغْنِیَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَ اَمْرُكُمْ شُورٰی بَیْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَ اِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَ اَغْنِیَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَ اُمُورُكُمْ اِلٰی نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا.

جب تمہارے حاکم نیک ہوں گے تو ثروت مند سخی ہوں اور ان کے کام مشورے سے انجام دیئے جاتے ہوں تو زمین کے اندر جانے سے زمین کے اوپر تمہارا رہنا اچھا ہے۔ لیکن تمہارے حاکم پست ہوں، ثروت مند بخیل ہوں اور اپنی زندگی کے امور کو عورتوں کے سپرد کرتے ہوں تو ان کا زمین پر رہنے سے زمین کے اندر چلے جانا بہتر ہے۔[۴]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۱۱۷/ عظۃ الناس..... ص:۱۱۶

[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۰۴/ وصایا شتی..... ص:۴۰۲

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۰۸/ باب نصیحۃ المؤمن..... ص:۲۰۸

[۴] تحف العقول/ النص/ ۳۶/ وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

مَنِ اسْتَبَدَّ بِرَأْيِهِ هَلَكَ وَمَنْ شَاوَرَ الرِّجَالَ شَارَكَهَا فِي عُقُولِهَا.

جوخودرائی سے کام لے گا، وہ تباہ وبرباد ہوگا اور جو دوسروں سے مشورہ لے گا وہ ان کی عقلوں میں شریک ہوجائے گا۔[۱]

مشیر کا وظیفہ:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

حَقُّ الْمُسْتَشِيرِ إِنْ عَلِمْتَ أَنَّ لَهُ رَأْياً أَشَرْتَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ تَعْلَمْ أَرْشَدْتَهُ إِلَى مَنْ يَعْلَمُ.

مشورے کا حق یہ ہے کہ اگر اچھی رائے دے سکتے ہوتو دریغ نہ کرو اور اگر کچھ نہیں جانتے ہوتو اسے ایسے شخص کو بتایا جائے جو اس کو جانتا ہے۔[۲]

مشیر کی صفات:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تُدْخِلَنَّ فِي مَشُورَتِكَ بَخِيلًا يَعْدِلُ بِكَ عَنِ الْفَضْلِ وَ يَعِدُكَ الْفَقْرَ وَ لَا جَبَاناً يُضْعِفُكَ عَنِ الْأُمُورِ وَلَا حَرِيصاً يُزَيِّنُ لَكَ الشَّرَهَ بِالْجَوْرِ.

اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شریک نہ کرنا کہ وہ تمہیں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے روکے گا، اور فقر وافلاس کا خطرہ دلائے گا اور نہ کسی بزدل سے مہمات میں مشورہ لینا کہ وہ تمہاری ہمت پست کردے گا اور نہ کسی لالچی سے مشورہ کرنا کہ وہ ظلم کی راہ سے مال بٹورنے کو تمہاری نظروں میں سج دے گا۔[۳]

مشورہ اور ہدایت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ يُشَاوِرُ أَحَداً إِلَّا هُدِيَ إِلَى الرُّشْدِ.

مشورہ دینے والا راہ راست کی ہدایت کرتا ہے۔[۴]

حضرت امیر علیہ السلام ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

---

[۱] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۰۰ / [۱۶۳] ۱۶۱..... ص:۵۰۰

[۲] الخصال/ ج ۲ / ۵۷۰ / الحقوق الخمسون التی کتب بہا علی بن الحسین سید العابدین ع الی بعض اصحابہ..... ص:۵۶۴

[۳] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۳۰ / ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر واعمالہا حین اضطرب امر امیرہا محمد بن ابی بکر، وہو اطول عہد کتبہ واجمعہ للمحاسن...... ص:۴۲۶

[۴] تفسیر الصافی/ ج ۴ / ۳۷۸ / [سورۃ الشوری (۴۲): آیۃ ۳۸]..... ص:۳۷۸

لَا غِنَى كَالْعَقْلِ وَلَا فَقْرَ كَالْجَهْلِ وَلَا مِيرَاثَ كَالْأَدَبِ وَلَا ظَهِيرَ كَالْمُشَاوَرَةِ.

عقل سے بڑھ کر کوئی ثروت نہیں اور جہالت سے بڑھ کر کوئی بے مائیگی نہیں۔ ادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں اور مشورہ سے زیادہ کوئی چیز معین و مددگار نہیں۔ [۱]

اَلْاِسْتِشَارَةُ عَيْنُ الْهِدَايَةِ.

مشورہ لینا خود صحیح راستہ پا جانا ہے۔ [۲]

اَلْمَشُورَةُ تَجْلِبُ لَكَ صَوَابَ غَيْرِكَ.

مشورہ صحیح رائے کو جلب کرنا ہے۔ [۳]

۱۴۔ گواہی دینا

مسلمانوں کا وظیفہ ہے کہ جو وہ دیکھیں اس کی گواہی دیں۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ إِذَا دُعِيَ إِلَى شَهَادَةٍ يَشْهَدُ عَلَيْهَا أَنْ يَقُولَ لَا أَشْهَدُ لَكُمْ.

کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب انہیں شہادت کے لئے بلایا جائے اور وہ نہ آئیں۔ [۴]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا دَعَاكَ الرَّجُلُ لِتَشْهَدَ لَهُ عَلَى دَيْنٍ أَوْ حَقٍّ لَمْ يَنْبَغِ لَكَ أَنْ تَقَاعَسَ عَنْهُ.

جب بھی تمہیں قرض یا حق شہادت کے لئے بلایا جائے تو تمہیں اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ [۵]

جھوٹی گواہی دینا:

امام صادق علیہ السلام نے اپنے والد گرامی سے اور انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ:

قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ شَهِدَ شَهَادَةَ زُورٍ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ عُلِّقَ بِلِسَانِهِ مَعَ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.

آپؐ نے فرمایا: جو شخص کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دے، (روزِ قیامت) اسے زبان سے باندھ کر لٹکایا جائے گا اور

---

[۱] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۴۷۸/[۵۲]۵۴..... ص:۴۷۸

[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۵۰۶/[۲۰۷]۲۱۱..... ص:۵۰۶

[۳] غررالحکم ودررالکلم/۸۱/۱۵۴6..... ص:۸۱

[۴] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج۷/۳۸۰/باب الرجل یدعی الی الشہادۃ..... ص:۳۷۹

[۵] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج۷/۳۸۰/باب الرجل یدعی الی الشہادۃ..... ص:۳۷۹

وہ دوزخ کی نچلی جگہ منافقین کے ساتھ ہوگا۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ شَهِدَ شَهَادَةَ زُورٍ عَلَى مَالِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ لِيَقْطَعَهُ إِلَّا كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ مَكَانَهُ ضَنْكاً إِلَى النَّارِ.

کوئی مسلمان یہ گواہی نہیں دے سکتا کہ دوسرے کے مال سے فلاح کا حق ہے اور وہ حق لے سکتا ہے یہ جھوٹی شہادت ہے۔[۲]

گواہی کا چھپانا:

مسلمانوں کے لئے جائز نہیں وہ حق کی شہادت کو چھپائیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ رَجَعَ عَنْ شَهَادَتِهِ وَ كَتَمَهَا أَطْعَمَهُ اللهُ لَحْمَهُ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ وَ يُدْخِلُهُ النَّارَ وَ هُوَ يَلُوكُ لِسَانَهُ.

جوشخص گواہی سے پھر جاتا ہے یا گواہی کو چھپاتا ہے تو روز قیامت خدا اسے دوسرے لوگوں کے سامنے سے اپنا گوشت کھاتے ہوئے دکھائے گا۔ اسے دوزخ میں بھیجا جائے گا اور وہ اپنی زبان چبائے گا۔[۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَتَمَ شَهَادَةً أَوْ شَهِدَ بِهَا لِيُهْدِرَ لَهَا بِهَا دَمَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ أَوْ لِيَزْوِيَ مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ أَتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِوَجْهِهِ ظُلْمَةٌ مَدَّ الْبَصَرِ وَفِي وَجْهِهِ كُدُوحٌ تَعْرِفُهُ الْخَلَائِقُ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ.

جوشخص شہادت کو چھپاتا ہے یا جھوٹی شہادت دیتا ہے جس سے کسی اور کا حق پامال ہو یا ناحق کسی مسلمان کا مال لیا جائے۔ جب وہ روز قیامت محشور ہوگا تو جہاں تک اس کی نظر جائے گی اسے اندھیر انظر آئے گا۔ اس کا چہرہ زخمی اور تمام لوگ اسے نام اور نشانی سے پہچانیں گے۔ (یعنی روزِ قیامت سزا ملنے کے ساتھ ساتھ اسے رسوا بھی کیا جائے گا)[۴]

نکتہ:

قرآن مجید میں اس مطلب کی طرف اشارہ ہوا ہے اور اسے گناہ شمار کیا گیا ہے:

وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۭ

---

[۱] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۷/ ۳۲۵/ ۹- باب تحریم شہادۃ الزور...... ص: ۳۲۴

[۲] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۳۵/ عقاب الشاہد بالزور والکاتم الشہادۃ..... ص: ۲۳۵

[۳] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۳/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص: ۲۸۰

[۴] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۷/ ۳۸۰/ باب کتمان الشہادۃ..... ص: ۳۸۰

تم گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو چھپائے گا تو بے شک اس کا دل گنہگار ہے۔[۱]

سچی گواہی کے آثار:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ شَهِدَ شَهَادَةَ حَقٍّ لِيُحْيِيَ بِهَا حَقَّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ، أَتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لِوَجْهِهِ نُورٌ مَدَّ الْبَصَرِ تَعْرِفُهُ الْخَلَائِقُ بِاسْمِهِ وَ نَسَبِهِ.

جو شخص حق کی شہادت دے، کسی مسلمان کے حق کی حفاظت کرے۔ روز قیامت اس حالت میں محشور ہوگا کہ جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے اسے نور ہی نور نظر آئے گا اور تمام لوگ اسے نام ونشان سے پہچانیں گے۔[۲]

۱۵۔ اہمیت وصیت

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اگر حق اللہ یا حق الناس اس کی گردن میں ہے تو وصیت کرے تاکہ حقوق کی ادائیگی ہو جائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا يَنْبَغِي لِامْرِءٍ مُسْلِمٍ أَنْ يَبِيتَ لَيْلَةً إِلَّا وَ وَصِيَّتُهُ تَحْتَ رَأْسِهِ.

مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جب سوتا ہے تو اس کے سرہانے وصیت نامہ موجود ہونا چاہیے۔[۳]

نیز فرمایا:

مَنْ مَاتَ بِغَيْرِ وَصِيَّةٍ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

جو شخص بے وصیت کئے دنیا سے چلا جائے تو جاہلیت کی موت مرا ہے۔[۴]

وصیت میں عدالت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ عَدَلَ فِي وَصِيَّتِهِ كَانَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ تَصَدَّقَ بِهَا فِي حَيَاتِهِ، وَ مَنْ جَارَ فِي وَصِيَّتِهِ لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ هُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ.

جو شخص وصیت سے عدالت کرتا ہے ایسا ہے اس شخص نے اپنی زندگی اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہو۔ جو شخص

---

[۱] سورۂ بقرہ: ۲۸۳

[۲] کافی (ط-دارالحدیث)/ج ۱۴/ ۵۶۵ / ۳-باب کتمان الشهادة..... ص:۵۶۴

[۳] المقنعة/ ٦٦٦ / ١باب الوصية ووجوبها..... ص:٦٦٦

[۴] المقنعة/ ٦٦٦ / ١باب الوصية ووجوبها..... ص:٦٦٦

وصیت میں ستم کرتا ہے روز قیامت وہ خدا سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ خدا اس پر نظر رحمت نہیں کرے گا۔[۱]

حضرت امام صادق علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ:

مَنْ لَمْ يُحْسِنِ الْوَصِيَّةَ عِنْدَ مَوْتِهِ كَانَ ذَٰلِكَ نَقْصاً فِي عَقْلِهِ وَ مُرُوَّتِهِ.

جب کوئی شخص مرتا ہے اور درست وصیت نہیں کرتا تو (اس کی دو وجہ ہو سکتی ہیں) یا تو وہ کم عقل ہے یا جواں مرد نہیں ہے۔[۲]

۱۶۔ رازداری اور حفظ آبرو کی اہمیت

مسلمانوں کے اسرار اور حفظ و آبرو ایک اہم اجتماعی مسائل میں سے ہے۔ اس کا معاشرے میں وحدت پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ آیات، روایات اور ائمہ علیہم السلام کی عملی سیرت میں اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے دوسروں کے اعمال میں تجسس کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت میں فرمایا:

يَا عَلِيُّ ثَمَانِيَةٌ إِنْ أُهِينُوا فَلَا يَلُومُوا إِلَّا أَنْفُسَهُمْ .... وَ الدَّاخِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِي سِرٍّ لَمْ يُدْخِلَاهُ فِيهِ......

اے علیؑ! آٹھ گروہ ایسے ہیں کہ ان کی اہانت کی جائے تو انہیں اپنے آپ کو سرزنش کرنی چاہیے۔............ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو دوسروں کے اعمال میں تجسس کرتے ہیں۔[۳]

اسی طرح آپؐ نے اپنے اصحاب کو خطبہ دیا اور فرمایا:

لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَ لَا تَتَبَّعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهُ.

مسلمان کی غیبت نہ کرو اور اس کے عیوب کو کشف نہ کرو۔ جو شخص اپنے بھائی کے عیوب کو ظاہر کرتا ہے خدا اس کے عیوب کو آشکار کرتا ہے۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تُطْلِعْ صَدِيقَكَ مِنْ سِرِّكَ إِلَّا عَلَى مَا لَوِ اطَّلَعَ عَلَيْهِ عَدُوُّكَ لَمْ يَضُرَّكَ فَإِنَّ الصَّدِيقَ قَدْ يَكُونُ عَدُوّاً يَوْماً مَا.

اسرار اور راز اپنے دوست کو بھی نہ بتاؤ سوائے ایسے راز کے جس کا اگر تیرے دشمن کو بھی پتہ چل جائے تو تیرے لئے

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۷/ ۵۸/ باب النوادر..... ص:۵۷

[۲] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد/ ج ۱/ ۱۵/ فصل فی ذکر غسل المیت و مایتقدمہ من الاحکام..... ص:۱۵

[۳] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۵۵/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[۴] مجموعۃ ورام/ ج ۱/ ۱۱۵/ باب الغیبۃ..... ص:۱۱۵

کوئی نقصان نہ ہو۔ کیونکہ ممکن ہے دوست دشمن بن جائے۔[1]

رازی داری کا ثواب:

رازی داری اور اسرار کو چھپائے رکھنا چاہئے اور دینی بھائی کے عیوب کو ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے مثبت آثار ہیں جو کہ ائمہ کہ کلام میں ذکر ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں:

حضرت علی علیہ السلام نے مالک اشتر کو خط لکھا اور فرمایا:

فَاسْتُرِ الْعَوْرَةَ مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتُرِ اللهُ مِنْكَ مَا تُحِبُّ سَتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ.

جتنا ممکن ہو سکے لوگوں کے عیوب کو ظاہر نہ کرنا تا کہ خدا تیرے عیوب کو چھپائے۔ جو عیب تمہارے اندر ہے اسے لوگوں سے مخفی رکھو۔[2]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَسْتَظِلُّونَ بِظِلِّ عَرْشِ اللهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ رَجُلٌ زَوَّجَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ أَوْ أَخْدَمَهُ أَوْ كَتَمَ لَهُ سِرّاً.

جو شخص کسی مسلمان بھائی کا راز ظاہر نہیں کرتا تو وہ روز قیامت خدا کے لئے سائے میں ہوگا اور اس دن اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔[3]

دوسروں کے عیب جوئی کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ كَانَ فِي الْمَدِينَةِ أَقْوَامٌ لَا عُيُوبَ لَهُمْ فَتَكَلَّمُوا فِي عُيُوبِ النَّاسِ، فَأَظْهَرَ اللهُ لَهُمْ عُيُوباً، لَمْ يَزَالُوا يُعْرَفُونَ بِهَا إِلَى أَنْ مَاتُوا.

مدینہ کے کچھ لوگ ایسے تھے کہ جن کے اپنے عیب نہیں تھے لیکن دوسروں کے عیوب کے متعلق باتیں کرتے رہتے تھے۔ خدا نے ان کے عیوب کو ظاہر کر دیا تا کہ وہ موت کے وقت ان عیوب سے پہچانے جا سکیں۔[4]

نیز فرمایا:

---

[1] الامالی (للصدوق)/النص/۶۷۰/المجلس الخامس والتسعون

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۴۲۹/۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر...... ص:۴۲۶

[3] مسائل علی بن جعفر ومستدرکاتہا/۳۴۳/الاخلاقیات..... ص:۳۳۳

[4] الامالی (للطوسی)/النص/۴۴/[2] المجلس الثانی

لَا تَتَبَّعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَاتِهِمْ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهُ وَ مَنْ تَتَبَّعَ اللهُ تَعَالَى عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي بَيْتِهِ.

لوگوں کے عیب ظاہر نہ کرو کیونکہ جو آدمی ایسا کرتا ہے خدا اس کے عیوب آشکار کر دیتا ہے اور جو کسی کی برائی کو ظاہر کرے خدا اسے اپنے گھر میں رسوا کرتا ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اطَّلَعَ مِنْ مُؤْمِنٍ عَلَى ذَنْبٍ أَوْ سَيِّئَةٍ فَأَفْشَى ذَلِكَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَكْتُمْهَا وَلَمْ يَسْتَغْفِرِ اللهَ لَهُ كَانَ عِنْدَ اللهِ كَعَامِلِهَا وَ عَلَيْهِ وِزْرُ ذَلِكَ الَّذِي أَفْشَاهُ عَلَيْهِ وَ كَانَ مَغْفُوراً لِعَامِلِهَا وَ كَانَ عِقَابُهُ مَا أَفْشَى عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا مَسْتُورٌ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ لَا يَجِدُ اللهَ أَكْرَمَ مِنْ أَنْ يُثَنِّيَ عَلَيْهِ عِقَاباً فِي الْآخِرَةِ.

جب تم میں سے کوئی شخص کسی مومن بھائی کے عیوب سے آگاہ ہو جائے اور انہیں ظاہر کر دے۔ ایسا آدمی وہی گناہ کا مرتکب ہونے والا ہے اور اس کا انجام یہ ہے کہ خدا تجھے کسی مصیبت میں گرفتار کر دے اور اس مومن کے گناہ بخش دے گا۔ دنیا و آخرت میں اس کا گناہ چھپا رہے گا۔[2]

۱۷۔ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا

لوگوں کی مدد کرنا، ان کی ضروریات کو پورا کرنا خواہ ضروریات مادی ہوں یا معنوی، مسلمان کے اہم فرائض میں سے ہے۔ بعض روایات میں خانہ کعبہ کے دس طواف یا چند عمرے یا چند دن رات کا اعتکاف شمار ہوتا ہے۔

نو ہزار سال کے روزے اور عبادت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَعَى فِي حَاجَةِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ فَكَأَنَّمَا عَبَدَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ تِسْعَةَ آلَافِ سَنَةٍ صَائِماً نَهَارَهُ قَائِماً لَيْلَهُ.

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے گویا اس نے نو ہزار سال دن میں روزہ رکھا اور رات کو خدا کی عبادت کی۔[3]

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج۲/ ۳۵۴/ باب من طلب عثرات المؤمنین وعوراتھم ..... ص: ۳۵۴

[2] الاختصاص/ النص/ ۳۲/ طائفۃ من اقوال النبی ص والائمۃ ع

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۱۹۰/ باب الاعتکاف ..... ص: ۱۸۴

دس طواف کے برابر:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

قَضَاءُ حَاجَةِ الْمُؤْمِنِ أَفْضَلُ مِنْ طَوَافٍ وَطَوَافٍ حَتَّى عَدَّ عَشْراً.

کسی مومن کی حاجت کو پورا کرنا کعبہ کے دس طواف سے بہتر ہے۔[1]

ہزار حج کے برابر:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

قَضَاءُ حَاجَةِ الْمُؤْمِنِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ حِجَّةٍ مُتَقَبَّلَةٍ بِمَنَاسِكِهَا وَ عِتْقِ أَلْفِ رَقَبَةٍ لِوَجْهِ اللهِ وَ حُمْلَانِ أَلْفِ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ بِسُرُجِهَا وَ لُجُمِهَا.

کسی مومن کی ضرورت کو پورا کرنا ہزار حج سے افضل ہے، اللہ کی رضا کے لئے ہزار غلام آزاد کرنا، آمادہ شدہ ہزار گھوڑے زین سمیت خدا کی راہ میں دینا۔ ان سب کے مقابلے میں مومن کی ضرورت کو پورا کرنا زیادہ فضیلت ہے۔[2]

مسجد حرام میں دو ماہ اعتکاف:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ سَعَى فِي حَاجَةِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ فَاجْتَهَدَ فِيهَا فَأَجْرَى اللهُ عَلَى يَدَيْهِ قَضَاءَهَا كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ حَجَّةً وَ عُمْرَةً وَ اعْتِكَافَ شَهْرَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ صِيَامَهُمَا وَ إِنِ اجْتَهَدَ فِيهَا وَ لَمْ يُجْرِ اللهُ قَضَاءَهَا عَلَى يَدَيْهِ كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ حَجَّةً وَ عُمْرَةً.

جو شخص کسی مسلمان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ خدا اسے بے نیاز کرتا ہے اور ایک حج، ایک عمرہ، دو ماہ اعتکاف اور مسجد حرام میں دو ماہ روزے کا ثواب عطا فرماتا ہے اگر وہ ضرورت کو پورا کرسکا تو اسے صرف ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔[3]

بیس حج اور ایک لاکھ پر انفاق کرنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَقَضَاءُ حَاجَةِ امْرِءٍ مُؤْمِنٍ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ عِشْرِينَ حَجَّةً كُلُّ حَجَّةٍ يُنْفِقُ فِيهَا صَاحِبُهَا مِائَةَ أَلْفٍ.

کسی مومن کی ضرورت کو پورا کرنا خدا کے نزدیک بیس حج کہ جس میں ایک لاکھ درہم یا دینار خرچ ہوں کا ثواب عطا

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۱۹۴ / باب قضاء حاجۃ المؤمن..... ص:۱۹۲

[2] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۷ ۲۳ / المجلس الثانی والاربعون

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۱۹۸ / باب السعی فی حاجۃ المؤمن..... ص:۱۹۶

فرماتا ہے۔[1]

ضرورت پورا کرنے کے آثار:

عذاب الٰہی سے نجات:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى عِبَاداً اخْتَصَّهُمْ بِحَوَائِجِ النَّاسِ ، يَفْزَعُ النَّاسُ اِلَيْهِمْ فِي حَوَائِجِهِمْ اُولَئِكَ الْآمِنُونَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ.

بعض لوگ ایسے ہیں جو دوسروں کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ لوگ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ان کی پناہ لیتے ہیں۔ یہ لوگ عذاب الٰہی سے امان میں ہوتے ہیں۔[2]

شیعہ ہونے کی نشانی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اخْتَبِرْ شِيعَتَنَا فِي خَصْلَتَيْنِ فَإِنْ كَانَتَا فِيهِمْ وَ إِلَّا فَاعْزُبْ ثُمَّ اعْزُبْ قُلْتُ مَا هُمَا قَالَ الْمُحَافَظَةُ عَلَى الصَّلَوَاتِ فِي مَوَاقِيتِهِنَّ وَ الْمُوَاسَاةُ لِلْإِخْوَانِ وَإِنْ كَانَ الشَّيْءُ قَلِيلًا.

ہمارے شیعوں کی دو صفات ہیں اگر یہ دو صفات نہ رکھتے ہوں تو ان سے دوری اختیار کرو۔

مفضل بن عمر نے پوچھا: وہ دو صفات کون سی ہیں؟

آپ نے فرمایا: نماز کو اول وقت میں پڑھنا اور دینی بھائیوں کی مدد کرنا اگر چہ وہ کم ہی کیوں نہ ہوں۔[3]

گناہوں سے مغفرت اور درجات کی بلندی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَضَى لِمُسْلِمٍ حَاجَةً كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَ مَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَ رَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِي ظِلٍّ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ.

جو شخص کسی مومن کی ضرورت کو پورا کرے۔ خدا اس کے تہتر (۷۳) حاجات پوری فرمائے گا۔ اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ معاف ہوں گے اور روز قیامت جب کوئی سایہ نہ ہوگا تو وہ شخص خدا کے سائے میں ہوگا۔[4]

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۹۳ / باب قضاء حاجۃ المؤمن..... ص: ۱۹۲

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۳۳۴ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، با ترجمہ فارسی

[3] مصادقۃ الاخوان / ۳۶ / و باب مواساۃ الاخوان بعضھم لبعض

[4] مصادقۃ الاخوان / ۵۴ / یط باب ثواب قضاء حوائج الاخوان

اہل خانہ کی حاجات کو پورا کرنا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

أَيُّمَا مُؤْمِنٍ لَجَأَ إِلَيْهِ مَكْرُوبٌ فَقَضَى حَاجَتَهُ قَضَى اللهُ لَهُ ثَلَاثاً وَ سَبْعِينَ حَاجَةً اثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِينَ حَاجَةً فِي الْآخِرَةِ وَوَاحِدَةً فِي الدُّنْيَا وَإِنَّ أَدْنَى مَا يَكُونُ فِي الدُّنْيَا أَنْ يَدْفَعَ عَنْ نَفْسِهِ وَ مَالِهِ وَ أَهْلِهِ وَ وُلْدِهِ وَ إِنَّ أَدْنَى مَا يَكُونُ مِنَ الْآخِرَةِ أَنْ تُفَتَّحَ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَيُقَالَ لَهُ ادْخُلْ مِنْ أَيِّهَا شِئْتَ قَالَ أَيْنَ يَدْخُلُ إِلَيْنَا إِلَيْنَا.

اس کی بہتر حاجت آخرت میں اور ایک دنیا میں حاجات پوری کرے گا اور دنیا میں کم ترین ثواب یہ ہے کہ خدا، اس شخص اور اس کے اہل خانہ اور اولاد سے مصیبت کو دفع کرے گا اور آخرت میں کم ثواب یہ ملتا ہے کہ اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس سے کہا جائے گا کہ جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔ امام نے فرمایا: وہ جس دروازے سے بھی داخل ہو ہماری ہی طرف آئے گا۔ [۱]

روزی میں اضافہ:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ بِمَا يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ قَالُوا بَلَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ......... قَالَ وَ مُوَاسَاةُ الْأَخِ فِي اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ.

کیا تمہیں وہ چیزیں بتاؤں جس سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے؟

لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: دینی بھائی کی مدد کرنے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔ [۲]

دائمی روزی:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى أَقْوَاماً يَخْتَصُّهُمْ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ وَ يُقِرُّهَا فِيهِمْ مَا بَذَلُوهَا فَإِذَا مَنَعُوهَا نَزَعَهَا مِنْهُمْ فَحَوَّلَهَا إِلَى غَيْرِهِمْ.

خدا نے اپنی نعمت کو خاص اقوام کے ساتھ مخصوص کیا ہے جس سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے جب تک یہ نعمت اس کے پاس ہے اور خرچ کرتے ہیں اور جب خرچ کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو خدا وہ نعمت واپس لے لیتا ہے اور دوسروں کو دے دیتا ہے۔ [۳]

حضرت امیر علیہ السلام نے جابر سے فرمایا:

---

[۱] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ) / ج ۲ / ۳۸۸ / مجلس فی ذکر حقوق الاخوان والاقرباء والجار..... ص:۳۸۶

[۲] الخصال / ج ۲ / ۵۰۵ / ست عشرۃ خصلۃ تورث الفقر وسبع عشرۃ خصلۃ تزید فی الرزق..... ص:۵۰۴

[۳] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۳۳۴ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، با ترجمہ فارسی

يَا جَابِرُ مَنْ كَثُرَتْ نِعَمُ اللهِ عَلَيْهِ- كَثُرَتْ حَوَائِجُ النَّاسِ إِلَيْهِ، فَإِنْ فَعَلَ مَا يَجِبُ لِلهِ عَلَيْهِ عَرَضَهَا لِلدَّوَامِ وَ الْبَقَاءِ، وَإِنْ قَصَّرَ فِيمَا يَجِبُ لِلهِ عَلَيْهِ عَرَضَهَا لِلزَّوَالِ وَ الْفَنَاءِ.

اے جابر! جب خدا کسی کو اپنی نعمتوں سے مالا مال فرماتا ہے تو لوگ اپنی حاجات کے لئے اس کا رخ کرتے ہیں۔ اگر وہ واجبات کی ادائیگی کرتا ہے تو نعمتیں دائمی ہوں گی لیکن اگر وہ واجبات کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو خدا ان نعمتوں کو ضائع اور نابود کر دیتا ہے۔ [۱]

دنیا و آخرت کی آسائش:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَيُّمَا مُؤْمِنٍ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً وَهُوَ مُعْسِرٌ يَسَّرَ اللهُ لَهُ حَوَائِجَهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.

جو مومن کسی تنگ دس مومن کی حاجت کو پورا کرتا ہے خدا اس پر دنیا و آخرت کی نعمتوں کو آسان فرما دیتا ہے۔ [۲]

جنت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَضَى لِمُؤْمِنٍ حَاجَةً قَضَى اللهُ لَهُ حَوَائِجَ كَثِيرَةً أَدْنَاهُنَّ الْجَنَّةُ.

جو شخص کسی مومن کی ضرورت کو پورا کرتا ہے خدا اس کی حاجات کو پورا کرتا ہے ان میں کم ترین یہ ہے کہ اسے جنت ملے گی۔ [۳]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَضَى لِأَخِيهِ حَاجَةً فَبِحَاجَةِ اللهِ بَدَأَ وَ قَضَى اللهُ لَهُ بِهَا مِائَةَ حَاجَةٍ فِي إِحْدَاهُنَّ الْجَنَّةُ.

جو شخص کسی مومن کی حاجت کو پورا کرتا ہے تو اس نے خدا کی حاجات کو پورا کرنے کا آغاز کیا ہے۔ خدا اس کی سو حاجات پوری کرتا ہے کہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسے جنت ملتی ہے۔ [۴]

تقرب الٰہی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

تَقَرَّبُوا إِلَى اللهِ تَعَالَى بِمُوَاسَاةِ إِخْوَانِكُمْ.

خدا فرماتا ہے کہ اپنے دینی بھائی کی مدد کر کے تقرب خدا حاصل کرو۔ [۵]

---

[۱] التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری علیہ السلام/ ۴۰۳ /[سورة البقرة (2): آیة 90]..... ص:۴۰۱
[۲] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۲ / ۲۰۰ / باب تفریج کرب المؤمن..... ص:۱۹۹
[۳] قرب الاسناد (ط-الحدیثة)/ النص/ ۱۱۹ / احادیث متفرقة..... ص:۹
[۴] وسائل الشیعة/ ج ۱۶ / ۳۴۲ / ۲۲ -باب استحباب نفع المؤمنین..... ص:۳۴۱
[۵] الخصال/ ج ۱ / ۸ / التقرب الی اللہ عز وجل بخصلة..... ص:۸

خدا کا محبوب ہونا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

خَلْقِی عِیَالِی فَاَحَبُّهُمْ اِلَیَّ............... وَاَسْعَاهُمْ فِی حَوَائِجِهِمْ.

لوگ میرے اہل وعیال ہیں اوران میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔[1]

ولایت سے رابطہ:

امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام فرماتے ہیں:

مَنْ اَتَاهُ اَخُوهُ الْمُؤْمِنُ فِی حَاجَةٍ فَاِنَّمَا هِیَ رَحْمَةٌ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ سَاقَهَا اِلَیْهِ فَاِنْ قَبِلَ ذٰلِكَ فَقَدْ وَصَلَهُ بِوَلَایَتِنَا وَهُوَ مَوْصُولٌ بِوَلَایَةِ اللهِ.

مومن بھائی اپنی ضرورت کے لئے مومن بھائی کے پاس جاتا ہے یہ خدا کی رحمت ہے کہ خدا نے اسے اس طرف بھیجا اگر وہ حاجت پوری کردے تو اس شخص کو میرے اہل بیتؑ کی ولایت حاصل ہوگی جو کہ ولایت خدا سے متصل ہے۔[2]

جنت میں فرمانبروائی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ عِبَاداً یُحَكِّمُهُمْ فِی جَنَّتِهِ قِیلَ یَا رَسُولَ اللهِ وَمَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِینَ یُحَكِّمُهُمُ اللهُ فِی جَنَّتِهِ قَالَ مَنْ قَضٰی لِمُؤْمِنٍ حَاجَةً بَیْنَهُ وَبَیْنَهُ.

خدا کے ایسے افراد بھی ہیں جو جنت میں جو چاہیں گے حکم دیں گے۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! وہ کون افراد ہیں؟

آپ نے فرمایا: وہ لوگ مومن کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں اوران کا یہ کام ان کے ساتھ مخفی رہے۔[3]

لوگوں کی ضروریات پر توجہ نہ دینے کا انجام:

جس طرح مومن بھائی کی حاجت کو پورا کرنے سے دنیا وآخرت میں ثواب ملتا ہے اسی طرح ان امور پر توجہ دینے کے بُرے اثرات ہوتے ہیں۔ چند ایک کو ذکر کرتے ہیں۔

ولایت الٰہی سے خراج ہونا:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] مصادقة الاخوان/ ۷۰/ ل باب السعی فی حوائج الاخوان

[2] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۲/ ۱۹۶/ باب قضاء حاجة المؤمن..... ص: ۱۹۲

[3] مصادقة الاخوان/ ۵۴/ یط باب ثواب قضاء حوائج الاخوان

مَنْ قَصَدَ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ اِخْوَانِهِ مُسْتَجِيراً بِهِ فِي بَعْضِ اَحْوَالِهِ فَلَمْ يُجِرْهُ بَعْدَ اَنْ يَقْدِرَ عَلَيْهِ فَقَدْ قَطَعَ وَلَايَةَ اللهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ.

جو شخص کسی مومن بھائی کسی سے پناہ مانگے اور وہ قدرت رکھتے ہوئے بھی پناہ نہ دے یعنی اس کی مدد نہ کرے، ایسا شخص ولایت خدا سے خارج ہے۔[1]

ولایت اہل بیت علیہم السلام سے خارج ہونا:

امام صادق علیہ السلام نے رفاعہ نامی صحابی سے فرمایا:

يَا رِفَاعَةُ مَا آمَنَ بِاللهِ وَ لَا بِمُحَمَّدٍ وَ لَا بِعَلِيٍّ مَنْ إِذَا أَتَاهُ أَخُوهُ الْمُؤْمِنُ فِي حَاجَةٍ لَمْ يَضْحَكْ فِي وَجْهِهِ فَإِنْ كَانَتْ حَاجَتُهُ عِنْدَهُ سَارَعَ إِلَى قَضَائِهَا وَ إِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ تَكَلَّفَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِهِ حَتَّى يَقْضِيَهَا لَهُ فَإِذَا كَانَ بِخِلَافِ مَا وَصَفْتُهُ فَلَا وَلَايَةَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ.

اے رفاعہ! وہ شخص خدا، رسولؐ، علیؑ پر ایمان نہیں لایا، جس کے پاس اس کا مومن بھائی اس کے پاس حاجت لے کر آئے اور وہ حاجت پوری نہ کرے۔ پس اگر وہ حاجت پوری کرسکتا ہے تو اس میں جلدی کرے اگر خود حاجت پوری نہیں کرسکتا تو دوسروں کے ذریعے اس کی مشکل کو حل کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ ہمارے ولایت سے خارج ہے۔[2]

نعمت ابدی میں گرفتار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَنَعَ طَالِباً حَاجَتَهُ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَى قَضَائِهَا فَعَلَيْهِ مِثْلُ خَطِيئَةِ عَشَّارٍ فَقَامَ إِلَيْهِ مَالِكُ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ وَ مَا يَبْلُغُ مِنْ خَطِيئَةِ عَشَّارٍ يَا رَسُولَ اللهِ- فَقَالَ عَلَى الْعَشَّارِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ لَعْنَةُ اللهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ وَ مَنْ يَلْعَنِ اللهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيراً.

جو شخص کسی ضرورت مند کی ضرورت پورا نہ کرے حالانکہ ضروری پوری کرسکتا ہو اس کا گناہ ذخیرہ اندوز کی مانند ہے۔

اس وقت مالک بن عوف اٹھا اور پوچھنے لگا: اے اللہ کے رسولؐ! ذخیرہ اندوزی کی کیا سزا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہر روز دن رات خدا، فرشتے اور لوگ اس پر لعنت کرتے ہیں اور جس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اس کا کوئی مددگار و یاور نہیں ہوتا۔[3]

گناہ میں گرفتار ہونا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اعْلَمْ أَنَّهُ مَنْ لَمْ يُنْفِقْ فِي طَاعَةِ اللهِ ابْتُلِيَ بِأَنْ يُنْفِقَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَنْ لَمْ يَمْشِ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۳۶۸ / باب من منع مؤمنا شیئا من عندہ او من عند غیرہ ..... ص: ۳۶۷

[2] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۲۷ / ۱۷۶ / باب ۵۹ من منع مؤمنا شیئا من عندہ او من عند غیرہ او استعان بہ اخوہ ..... ص: ۱۷۳

[3] وسائل الشیعۃ / ج ۱۶ / ۳۹۰ / ۳۹- باب تحریم منع المؤمن شیئا من عندہ او عند غیرہ عند ضرورتہ ..... ص: ۳۸۷

فِي حَاجَةِ وَلِيِّ اللهِ ابْتُلِيَ بِأَنْ يَمْشِيَ فِي حَاجَةِ عَدُوِّ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

جان لو! جو شخص اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا بلکہ گناہ پر خرچ کرتا ہے وہ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ مَنَعَ حَقّاً لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْفَقَ فِي بَاطِلٍ مِثْلَيْهِ.

جس شخص کا انفاق راہ خدا میں مانع ہو تو گویا اس نے باطل مال پر خرچ کیا ہے۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَنَعَ مَالَهُ مِنَ الْاَخْيَارِ اخْتِيَاراً صَرَفَ اللهُ مَالَهُ إِلَى الْاَشْرَارِ اضْطِرَاراً.

جو شخص اپنے مال تنگ افراد کو جان بوجھ کر نہیں دیتا، خدا اس کے مال کو شریر امور پر خرچ کرواتا ہے۔[۳]

عذاب قبر:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَتَاهُ اَخُوهُ الْمُؤْمِنُ فِي حَاجَةٍ ....وَ اِنْ رَدَّهُ عَنْ حَاجَتِهِ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَى قَضَائِهَا سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِ شُجَاعاً مِنْ نَارٍ يَنْهَشُهُ فِي قَبْرِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جب کوئی مومن کسی مومن بھائی کے پاس حاجب لے کر آئے............ اور وہ پوری نہ کرے حالانکہ حاجب پوری کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہو، خدا قبر میں اس پر آگ کے سانپ کو مسلط کرتا ہے جو اسے قیامت تک ڈنک مارتا رہتا ہے۔[۴]

روز قیامت میں عذاب:

روایات میں اس عذاب کا انجام کے بارے میں ملتا ہے۔ ہم بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

قیامت کے دن زنجیروں میں ہونا؛

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ سَأَلَهُ اَخُوهُ الْمُؤْمِنُ حَاجَةً مِنْ ضُرٍّ فَمَنَعَهُ مِنْ سَعَةٍ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا مِنْ عِنْدِهِ اَوْ مِنْ عِنْدِ غَيْرِهِ- حَشَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْلُولَةً يَدُهُ إِلَى عُنُقِهِ حَتَّى يَفْرُغَ اللهُ مِنْ حِسَابِ الْخَلْقِ.

جو آدمی کسی مومن بھائی کی غربت میں اس کی مدد نہیں کرتا حالانکہ مدد کرنے کی قدرت رکھتا ہو، خدا روز قیامت اسے اس حال میں محشور فرمائے گا کہ اس کے ہاتھ گردن میں باندھے ہوئے ہوں گے اور لوگوں کے حساب لینے تک وہ بندھا

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ / ج ۴ / ۴۱۲ / و من الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص: ۳۷۶

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۳ / ۵۰۶ / باب منع الزکاۃ..... ص: ۵۰۲

[۳] جامع الاخبار (للشعیری) / ۱۷۸ / الفصل الحادی والاربعون والمائۃ فی النوادر و ھو آخر الکتاب

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۹۶ / باب قضاء حاجۃ المؤمن..... ص: ۱۹۲

رہے گا۔ [۱]

محشر میں سیاہ چہرہ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَنَعَ مُؤْمِناً شَيْئاً مِمَّا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ مِنْ عِنْدِهِ اَوْ مِنْ عِنْدِ غَيْرِهِ اَقَامَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُسْوَدّاً وَجْهُهُ مُزْرَقَّةً عَيْنَاهُ مَغْلُولَةً يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ فَيُقَالُ هَذَا الْخَائِنُ الَّذِي خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِ إِلَى النَّارِ.

جو آدمی قدرت رکھتے ہوئے کسی مومن کی ضرورت کو پورا نہ کرے خدا اس کو روز قیامت سیاہ چہرے اور بھینگی آنکھوں کی حالت میں محشور کرے گا اور اس کے ہاتھ گردن میں باندھے ہوئے ہوں گے۔ کہا جائے گا: یہ وہ خائن ہے جس نے خدا و رسول سے خیانت کی اور پھر اسے دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا۔ [۲]

اپنے آپ سپرد کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَنَعَ الْمَاعُونَ جَارَهُ مَنَعَهُ اللهُ خَيْرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ وَمَنْ وَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ فَمَا اَسْوَاَ حَالَهُ.

جو کوئی زندگی کے لوازم اپنے ہمسائے کو دینے سے دریغ کرتا ہے اور صرف اپنے لئے مختص سمجھے تو روز قیامت خدا اسے رسوا کرے گا۔ [۳]

جنت میں سکونت سے محرومی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَانَتْ لَهُ دَارٌ فَاحْتَاجَ مُؤْمِنٌ إِلَى سُكْنَاهَا فَمَنَعَهُ إِيَّاهَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مَلَائِكَتِي بَخِلَ عَبْدِي عَلَى عَبْدِي بِسُكْنَى الدُّنْيَا وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَا يَسْكُنُ جِنَانِي اَبَداً.

اگر کوئی مومن ایسا ہو جس کے پاس اضافی گھر ہو اور دوسرے مومن بھائی کو گھر کی ضرورت ہو اور وہ نہ دے۔ خدا فرماتا ہے: میرے بندے نے میرے ہی بندے سے مکان دینے میں بخل کیا، میری عزت و جلالت کی قسم! میں اسے ہرگز جنت میں مکان نہیں دوں گا۔ [۴]

---

[۱] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۸۶ / الفصل الاول فی اتخاذ الاخوان ص:۱۸۶

[۲] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۳۶۷ / باب من منع مؤمنا شیئا من عندہ او من عند غیرہ ص:۳۶۷

[۳] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۱۴ / باب ذکر جمل من مناہی النبی ص ص:۳

[۴] المحاسن/ ج ۱ / ۱۰۱ / ۳۶ عقاب من منع مؤمنا سکنی دارہ ص:۱۰۱

طعام بہشتی سے محرومیت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَیُّمَا مُؤْمِنٍ حَبَسَ مُؤْمِناً عَنْ مَالِهِ وَ هُوَ مُحْتَاجٌ اِلَیْهِ لَمْ یُذِقْهُ اللهُ مِنْ طَعَامِ الْجَنَّةِ- وَلَا یَشْرَبُ مِنَ الرَّحِیقِ الْمَخْتُومِ.

جو مومن شخص اپنے مومن بھائی کو اپنے مال سے محروم کرے گا جبکہ وہ اس کا محتاج بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کا کھانا نہیں کھلائے گا اور نہ ہی اسے شراب طہور سے پلائے گا۔[1]

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ اِذَا اَنْعَمَ عَلَى عَبْدٍ نِعْمَةً صَیَّرَ حَوَائِجَ النَّاسِ اِلَیْهِ فَاِنْ قَضَاهَا مِنْ غَیْرِ اسْتِخْفَافٍ مِنْهُ اُسْکِنَ الْفِرْدَوْسَ وَ اِنْ لَمْ یَقْضِهَا اُسْکِنَ نَارَ جَهَنَّمَ .... وَ لَمْ یَنَلْ شَفَاعَةَ رَسُولِ اللهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

جب خدا کسی کو نعمت دیتا ہے تو لوگ اس کا اپنی حاجات کے لئے رخ کرتے ہیں اگر وہ ان کی ضروریات کو پورا کرتا ہے تو خدا اسے جنت میں سکونت عطا فرماتا ہے لیکن وہ حاجات پوری نہیں کرتا۔ تو وہ دوزخ میں سکونت پذیر ہوگا.................. اور روز قیامت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا۔[2]

۱۸۔ روابط کی اصلاح

اصلاح ذات بین کا مطلب یہ ہے کہ دشمنی کو دوستی میں تبدیل کرنا، جو اسلامی آئین میں سے ایک اہم مسئلہ ہے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے:

فَاتَّقُوا اللهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ

خدا سے ڈرو اور اپنے باہمی معاملات کی اصلاح کرو۔[3]

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَآ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا ط وَالصُّلْحُ خَیْرٌ ط

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی و بے توجہی سے (طلاق کا) خوف رکھتی ہو تو میاں بیوی کے باہم (کسی طرح) ملاپ

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۶/ ۳۸۹/ ۳۹-باب تحریم منع المؤمن شیئا من عندہ او عند غیرہ عند ضرورتہ..... ص: ۳۸۷

[2] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۳۳۳/ فی التذکر بالنعم و مؤنہا..... ص: ۳۳۲

[3] سورۂ انفال: ۱

کر لینے میں دونوں میں سے کسی پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور صلح تو (بہر حال) بہتر ہے۔[۱]

وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰٮهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ۝۹

اور اگر مومنین میں سے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کرا دو پھر اگر ان میں سے ایک (فریق) دوسرے پر زیادتی کرے تو جو فرقہ زیادتی کرے تم (ابھی) اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے پھر جب رجوع کرے تو فریقین میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو۔ بے شک خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔[۲]

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۝۱۰

مومنین تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔[۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَفۡضَلُ الصَّدَقَةِ اِصۡلَاحُ ذَاتِ الۡبَيۡنِ.

لوگوں کے درمیان صلح کرانا بہترین صدقہ ہے۔[۴]

اسلامی تعلیمات میں صلح کی اتنی اہمیت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بستر شہادت پر اپنی اولاد کو وصیت فرمائی:

اُوصِيكُمَا وَ جَمِيعَ وَلَدِي وَ اَهۡلِي وَ مَنۡ بَلَغَهُ ....وَ صَلَاحِ ذَاتِ بَيۡنِكُمۡ فَاِنِّي سَمِعۡتُ جَدَّكُمَا يَقُولُ صَلَاحُ ذَاتِ الۡبَيۡنِ اَفۡضَلُ مِنۡ عَامَّةِ الصَّلَاةِ وَ الصِّيَامِ

میں نے تمہارے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تمہاری آپس میں صلح نماز و روزہ (مستحبی) سے بہتر ہے۔[۵]

ایک اور مقام پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَ لَا اُخۡبِرُكُمۡ بِاَفۡضَلَ مِنۡ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَ الصَّدَقَةِ وَ الصَّلَاةِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ صَلَاحُ ذَاتِ الۡبَيۡنِ وَ فَسَادُ ذَاتِ الۡبَيۡنِ وَ هِيَ الۡحَالِقَةُ.

---

[۱] سورۂ نساء:۱۲۸

[۲] سورۂ حجرات:۹

[۳] سورۂ حجرات:۱۰

[۴] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/۲۳۱/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم «ص» با ترجمہ فارسی

[۵] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۴۲۱/ ۴۷ و من وصیۃ لہ ع للحسن والحسین ع لما ضربہ ابن ملجم لعنہ اللہ..... ص:۴۲۱

کیا تمہیں ایسی چیز سے آگاہ کرو جو نماز، روزہ اور صدقے سے بھی افضل ہے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپؐ نے فرمایا: وہ چیز لوگوں کے درمیان صلح کرانا ہے لوگوں کے درمیان فساد پیدا کرنا باعث ہلاکت ہے۔[1]

کیونکہ رابطہ قطع ہونے سے لوگوں سے تعلقات قطع ہوجاتے ہیں اور دین پر اثر پڑتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام اپنے شاگرد مفضل بن عمر سے فرماتے ہیں:

اِذَا رَاَیْتَ بَیْنَ اثْنَیْنِ مِنْ شِیعَتِنَا مُنَازَعَةً فَافْتَدِهَا مِنْ مَالِی.

اگر ہمارے دو افراد شیعہ کے درمیان لڑائی جھگڑا ہوجائے تو اگر مال بھی خرچ کرنا پڑے تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔[2]

۱۹۔ کار خیر میں سبقت

مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کی ضروریات کو پورا کریں، ان کی مشکلات حل کریں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَیْرُ النَّاسِ مَنْ نَفَعَ وَوَصَلَ وَاَعَانَ.

لوگوں میں سے بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کے کام آئے اور لوگوں کو آپس میں قریب کرے اور کار خیر میں ان کی مدد کرے۔[3]

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا:

مَنْ قَضَی لِاَخِیهِ الْمُؤْمِنِ حَاجَةً کَانَ کَمَنْ خَدَمَ اللهَ عُمُرَهُ.

جو آدمی کسی مومن کی حاجت پوری کرتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے اپنی پوری زندگی میں خدا کی عبادت کی ہو۔[4]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُؤْمِنٍ کُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ کُرْبَتَهُ وَمَنْ سَتَرَ عَلَی مُؤْمِنٍ سَتَرَ اللهُ عَلَی عَوْرَتِهِ وَلَا یَزَالُ اللهُ فِی عَوْنِهِ مَا دَامَ فِی عَوْنِ اَخِیهِ.

جو شخص کسی کے غم کو دور کرتا ہے خدا اس کے غم کو دور فرماتا ہے اور جو کوئی کسی مومن کے عیب چھپاتا ہے خدا اس کے عیب

---

[1] مجموعۃ ورام/ ج۱/ ۳۹/ باب ذکر الاشرار والفجار..... ص:۳۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۰۹/ باب الاصلاح بین الناس..... ص:۲۰۹

[3] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱۲/ ۳۹۰/ ۲۲-باب استحباب نفع المؤمنین..... ص:۳۸۸

[4] اعلام الدین فی صفات المؤمنین/ ۱۴۸/ طرائف من الاخبار فی بیان صفۃ الشیعۃ وذکر احادیث متفرقۃ..... ص:۱۲۳

کو چھپاتا ہے۔ جو شخص دوسروں کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کی مدد کرتا ہے۔ [1]

وسیلہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

فَمَشٰی مَعَهُ اِلَی السُّوقِ لِیَبْتَاعَ قَمِیصاً فَنَظَرَ اِلَی جَارِیَةٍ قَاعِدَةٍ عَلَی الطَّرِیقِ تَبْکِی فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ مَا شَأْنُكِ قَالَتْ یَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ اَهْلِی اَعْطَوْنِی اَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ لِاَشْتَرِیَ لَهُمْ حَاجَةً فَضَاعَتْ فَلَا اَجْسُرُ اَنْ اَرْجِعَ اِلَیْهِمْ فَاَعْطَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ وَ قَالَ ارْجِعِی اِلَی اَهْلِكِ وَ مَضَی رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... رَجَعَ اِلَی السُّوقِ فَاشْتَرَی بِالْاَرْبَعَةِ الَّتِی بَقِیَتْ قَمِیصاً آخَرَ فَلَبِسَهُ وَ حَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ رَجَعَ اِلَی مَنْزِلِهِ فَاِذَا الْجَارِیَةُ قَاعِدَةٌ عَلَی الطَّرِیقِ تَبْکِی فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا لَكِ لَا تَأْتِینَ اَهْلَكِ قَالَتْ یَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنِّی قَدْ اَبْطَأْتُ عَلَیْهِمْ اَخَافُ اَنْ یَضْرِبُونِی فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُرِّی بَیْنَ یَدَیَّ وَ دُلِّینِی عَلَی اَهْلِكِ وَ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتَّی وَقَفَ عَلَی بَابِ دَارِهِمْ ثُمَّ قَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الدَّارِ......... اِنَّ هٰذِهِ الْجَارِیَةَ اَبْطَأَتْ عَلَیْکُمْ فَلَا تُؤْذُوهَا فَقَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰهِ هِیَ حُرَّةٌ لِمَمْشَاكَ.........

ایک روز پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ کے ساتھ بازار جا رہے تھے تا کہ لباس خرید سکیں۔ راستے میں ایک کنیز کو روتے ہو دیکھا تو اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ میرے مالک نے مجھے چار درہم ایک قمیص خرید کر لانے کے لئے دیئے تھے جو مجھ سے کہیں گر گئے ہیں۔ میں انہیں کیا جواب دوں گی؟

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے چار درہم دیئے اور کہا کہ جاؤ اور قمیص خرید کر گھر لے جاؤ۔

وہ کنیز پھر بھی گھر جانے کے لئے تیار نہ تھی بلکہ اب بھی روئے جا رہی تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اب گھر نہ جانے کی وجہ پوچھی تو وہ بولی کہ میرا مالک بہت غصے والا ہے دیر ہو جانے کہ وجہ سے مجھے سخت سزا دے گا۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنیز کے ساتھ اس کے گھر تک گئے، اہل خانہ کو سلام کیا اور کنیز کے دیر سے گھر آنے کی وجہ بیان کی۔

اہل خانہ نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ کے ہمارے گھر میں آنے کی وجہ سے ہم نے اس کنیز کو آزاد کر دیا۔ [2]

---

[1] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۱ / ۳۷۴ / المسلک الثانی فی احادیث تتعلق بمصالح الدین رواہا ص:۳۴۹

[2] الخصال/ ج۲ / ۴۹۰ / حدیث الدراہم الاثنی عشر التی اہدیت الی رسول اللہ ص..... ص:۴۹۰

کسی کی شادی کے وسیلہ بننا

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

أَفْضَلُ الشَّفَاعَاتِ أَنْ تَشْفَعَ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِي نِكَاحٍ حَتَّى يَجْمَعَ اللهُ بَيْنَهُمَا.

بہترین شفاعت یہ ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان شادی کے لئے زمین ہموار کرے تا کہ خدا ان کے درمیان پیوند فرمائے۔[۱]

کسی کی شادی کے وسیلہ بننے کا ثواب:

لطف خدا سے بہرہ مند ہونا:

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ زَوَّجَ أَعْزَبَ كَانَ مِمَّنْ يَنْظُرُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جو شخص کسی کی شادی کرانے کا وسیلہ بنتا ہے روزِ قیامت خداوند عالم اس پر اپنا لطف و کرم فرمائے گا۔[۲]

شادی میں واسطہ کا ثواب:

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَمِلَ فِي تَزْوِيجِ حَلَالٍ حَتَّى يَجْمَعَ اللهُ بَيْنَهُمَا زَوَّجَهُ اللهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ.

جو شخص کسی غیر شادی شدہ کے لئے شادی میں مدد کرتا ہے تا کہ خدا ان دو کے درمیان پیوند فرمائے، تو خداوند عالم اس کی حور العین سے تزویج فرماتا ہے۔[۳]

تزویج کروانے کے دوران ہر عمل وگفتگو پر ایک سال عبادت کا ثواب:

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَكَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ خَطَاهَا وَكَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا عِبَادَةُ سَنَةٍ.

جو شخص کسی کی شادی کے ایک قدم اٹھائے گا خدا اسے ہر قدم کے بدلے میں ایک سال کی عبادت کا ثواب دیتا ہے۔[۴]

عرش الٰہی کے سائے سے بہرہ مند ہونا:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۵ / ۳۳۱ / باب من سعی فی التزویج..... ص:۳۳۱
[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۵ / ۳۳۱ / باب من سعی فی التزویج..... ص:۳۳۱
[۳] جامع الاخبار (للشعیری) / ۱۰۲ / الفصل الثامن والخمسون فی التزویج
[۴] جامع الاخبار (للشعیری) / ۱۰۲ / الفصل الثامن والخمسون فی التزویج

ثَلَاثَةٌ يَسْتَظِلُّونَ بِظِلِّ عَرْشِ اللهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ رَجُلٌ زَوَّجَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ اَوْ اَخْدَمَهُ اَوْ كَتَمَ لَهُ سِرّاً.

تین گروہ ایسے ہیں کہ اس دن خدا کے سائے میں ہوں گے جب اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا:

۱۔ جو آدمی کسی مومن کے لئے شادی کا بندوبست کرتا ہے۔

۲۔ جو آدمی کسی مومن بھائی کی خدمت کرتا ہو۔

۳۔ جو شخص کسی دینی بھائی کے راز کو پوشیدہ رکھے۔[۱]

۲۰۔ خلاف شرع کاموں میں عدم شرکت

شریعت کے خلاف کوئی عمل سرانجام دینا بہت بڑا گناہ ہے اور مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کے ساتھ مل کر گناہ کا مرتکب ہو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ اَمَرَ بِسُوءٍ اَوْ دَلَّ عَلَيْهِ اَوْ اَشَارَ بِهِ فَهُوَ شَرِيكٌ.

جو شخص برے کام کی رہنمائی کرتا ہے یا کرنے کا حکم دیتا ہے وہ اس گناہ میں شریک ہے۔[۲]

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا:

وَمَنْ قَادَ بَيْنَ امْرَاَةٍ وَرَجُلٍ حَرَاماً حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوَاهُ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيراً وَلَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللهِ حَتَّى يَمُوتَ.

جو انسان مرد اور عورت کے درمیان کسی غلط کام کا واسطہ بنے، خدا اس پر جنت حرام کر دیتا ہے اور وہ دوزخ میں جاتا ہے اور یہ کتنا ہی بُرا ٹھکانہ ہے اور اس پر مرنے کے وقت تک غضب الٰہی ہوتا ہے۔[۳]

۲۱۔ مظلومین کا دفاع

مظلوموں اور محروم افراد کی مدد کرنا اسلامی معاشرے کے اہم مسائل میں سے ہے۔ روایات میں اس کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

---

[۱] مسائل علی بن جعفر و مستدرکاتہا/ ۳۴۳/ الاخلاقیات..... ص: ۳۴۳

[۲] الخصال/ ج۱/ ۱۳۸/ ثلاثۃ یشترکون فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص: ۱۳۸

[۳] وسائل الشیعۃ/ ج۲۰/ ۳۵۱/ ۲۷-باب تحریم القیادۃ..... ص: ۳۵۱

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سِرْ خَمْسَةَ اَمْيَالٍ انْصُرْ مَظْلُوماً سِرْ سِتَّةَ اَمْيَالٍ اَغِثْ مَلْهُوفاً.

مظلوم کی مدد کے لئے پانچ میل کا سفر کرنا پڑے تو کرو اور فریاد کرنے والے مظلوم کی مدد کے لئے چھ میل سفر کرنا پڑے تو کرو۔[۱]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

كُنْ لِلْمَظْلُومِ عَوْناً وَلِلظَّالِمِ خَصْماً.

مظلومین کی مدد کرنے والے بنو اور ظالم کے دشمن رہو۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَنْصُرُ الْمَظْلُومَ وَ يَرْحَمُ الْمِسْكِينَ نَفْسُهُ مِنْهُ فِي عَنَاءٍ وَ النَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ ...... وَ يُسَاعِدُ مَنْ سَاعَدَهُ.

مومن وہ ہے جو مظلوم کی مدد کرتا ہے اور غریبوں پر رحم کرتا ہے اپنی جان کو سختی میں ڈالتا ہے............اور لوگوں کو آرام و سکون دیتا ہے۔[۳]

مظلوم کی مدد کا ثواب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعِينُ مُؤْمِناً مَظْلُوماً اِلَّا كَانَ اَفْضَلَ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَ اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.

جو شخص جو کسی مظلوم مومن کی مدد کرتا اس کا یہ عمل کرنا ایک ماہ کے روزوں اور مسجد الحرام میں اعتکاف سے افضل ہے۔[۴]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَخَذَ لِلْمَظْلُومِ مِنَ الظَّالِمِ كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ مُصَاحِباً

جو شخص کسی ظالم سے مظلوم کا حق دلوائے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔[۵]

---

[۱] مصادقۃ الاخوان/ ۵۸ / کا باب زیارۃ الاخوان

[۲] غرر الحکم و درر الکلم / ۵۲۹ / ۲۲..... ص:۵۲۹

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۲۳۱ / باب المؤمن و علاماتہ و صفاتہ..... ص:۲۳۶

[۴] ثواب الاعمال و عقاب الاعمال / النص / ۱۴۷ / ثواب معاونۃ الاخ و نصرتہ..... ص:۱۴۷

[۵] کنز الفوائد / ج ۱ / ۱۳۵ / فصل مما ورد فی ذکر الظلم..... ص:۱۳۴

۲۲۔امر بہ معروف و نہی عن المنکر

جو کام دین و عقل کے مطابق ہو وہ نیکی ہے اور معروف شمار ہوتا ہے، منکر وہ چیز ہے جس کی اساس نقل اور عقل میں مذموم کے مطابق ہو۔ لہٰذا تمام واجبات اور مستحبات معروف ہیں امر بالمعروف یعنی دوسروں کو واجبات و مستحبات کا حکم دینا۔ نہی عن المنکر یعنی دوسروں کو ایسے کاموں سے روکنا جو عقل کے خلاف ہو یعنی محرمات و مکروہات۔

قرآن میں امر و نہی کی اہمیت:

امر و نہی اصلی ترین دینی مسائل میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے حوالے سے ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۵۷

جو لوگ ہمارے نبی امی کے قدم بہ قدم چلتے ہیں (جس کی بشارت) کو اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں اور (وہ نبی) جو اچھے کام کا حکم دیتا ہے اور بُرے کام سے روکتا ہے اور (جو) پاک و پاکیزہ چیزیں تو ان پر حلال اور ناپاک گندی چیزیں ان پر حرام کر دیتا ہے اور وہ (سخت احکام کا) بوجھ جو ان کی گردن پر تھا اور وہ پھندے جو ان پر (پڑے ہوئے) تھے ان سے ہٹا دیتا ہے۔ پس (یاد رکھو کہ) کہ جو لوگ اس (نبی محمدؐ) پر ایمان لائے اور ان کی تعظیم (عزّت) کی اور ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اُن کے ساتھ نازل ہوا۔ ہے تو یہی لوگ اپنی دلی مراد پائیں گے۔

نیز لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں:

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۷

اے بیٹا نماز پابندی سے پڑھا کرو اور (لوگوں سے) اچھا کام کرنے کو کہو اور بُرے کام سے روکو اور جو مصیبت تم پر پڑے اس پر صبر کرو۔ (کیونکہ) بے شک یہ (بڑی) ہمّت کا کام ہے۔[1]

یہ دو مومنین کے اہم ترین وظائف اور اسلامی معاشرے کی صفات ہیں کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

[1] سورۂ لقمان: ۱۷

الْمُفْلِحُوْنَ﴿۱۰۴﴾

اورتم میں سے ایک گروہ (ایسے لوگوں کا بھی) تو ہونا چاہیے جو (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائیں اوراچھے کام کاحکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور ایسے ہی لوگ (آخرت میں) اپنی دلی مرادیں پائیں گے۔[1]

اسی طرح فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴿۱۱۰﴾

تم کیا اچھے گروہ ہو کہ لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیدا کیے گئے ہو تم (لوگوں کو) اچھے کام کا تو حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب بھی (اسی طرح) ایمان لاتے تو ان کے حق میں بہت اچھا ہوتا ان میں سے کچھ ہی تو ایماندار ہیں اور اکثر بدکار۔[2]

امرونہی حدیث کی روشنی میں

لوگوں پر حجت خدا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جَاءَنِي جَبْرَئِيلُ فَقَالَ لِي يَا اَحْمَدُ الْاِسْلَامُ عَشَرَةُ اَسْهُمٍ وَ قَدْ خَابَ مَنْ لَا سَهْمَ لَهُ فِيهَا اَوَّلُهَا شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ هِيَ الْكَلِمَةُ وَ الثَّانِيَةُ الصَّلَاةُ وَ هِيَ الطُّهْرُ وَ الثَّالِثَةُ الزَّكَاةُ وَ هِيَ الْفِطْرَةُ وَ الرَّابِعَةُ الصَّوْمُ وَ هِيَ الْجُنَّةُ.

جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: اے احمدؐ! اسلام کے دس حصے ہیں جو شخص ان امور میں حصہ نہ لے وہ خسارے میں ہے۔ان میں چھٹا جہاد ہے۔جس سے عزت ہوتی ہے۔ساتواں امر ہے جو وفاداری شمار ہوتا ہے۔آٹھواں امرنہی ہے جو حجت خدا لوگوں پر ہے۔[3]

صالحین کی سیرت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ سَبِيلُ الْاَنْبِيَاءِ وَ مِنْهَاجُ الصُّلَحَاءِ فَرِيضَةٌ عَظِيمَةٌ بِهَا تُقَامُ الْفَرَائِضُ وَ تَاْمَنُ الْمَذَاهِبُ وَ تَحِلُّ الْمَكَاسِبُ وَ تُرَدُّ الْمَظَالِمُ وَ تُعْمَرُ الْاَرْضُ.

امرونہی انبیاء اور صالحین کا ایک بڑا وظیفہ ہے۔تمام واجبات اسی سے مربوط ہیں، امن ہوتا ہے، کسب و کار حلال

---

[1] سورۂ عمران:۱۰۶

[2] سورۂ عمران:۱۱۰

[3] علل الشرائع/ج ا/ ۲۴۹ / ۱۸۲ باب علل الشرائع واصول الاسلام..... ص: ۲۴۷

ہوتے ہیں لوگوں کو حقوق ملتے ہیں اور زمین آباد ہوتی ہے۔[1]

شیعوں کی نشانی:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

وَ هُوَ عَلَامَةٌ لِشِيعَتِنَا يُعْرَفُونَ بِهِ وَ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى أَوْقَاتِ الصَّلَاةِ وَ إِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَ مُوَاسَاةِ الْإِخْوَانِ وَ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور یہ ہم شیعوں کی نشانی ہے اس سے شناخت ہوتی ہے اور دوسری نشانی یہ ہے کہ نماز بروقت پڑھتا ہے۔ زکات ادا کرتا ہے، دینی بھائیوں کی مدد کرتا ہے اور امر و نہی کے فرائض انجام دیتا ہے۔[2]

امر و نہی کے مراتب:

اس فریضہ کے مختلف مراحل ہیں۔ مخاطب کے علاوہ زمان و مکان کا اثر ہے۔ معصومینؑ کی احادیث میں مندرجہ ذیل مراتب ذکر ہوئے ہیں:

(۱) عملی (۲) زبانی (۳) قلبی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ.

جب تم میں سے کوئی برائی دیکھتا ہے تو اسے روکو پس اگر نہیں روک سکتا۔ تو زبانی کہے اور اگر زبانی بھی نہیں تو دل سے بیزاری کا اظہار کریں۔[3]

نہی از منکر کم ترین حد:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

أَدْنَى الْإِنْكَارِ أَنْ تَلْقَى أَهْلَ الْمَعَاصِي بِوُجُوهٍ مُكْفَهِرَّةٍ.

نہی عن المنکر کی کم ترین حد یہ ہے کہ لوگوں کو تیور چڑھا کے دیکھیں۔[4]

روایت میں ہے کہ:

عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ قُوا أَنْفُسَكُمْ وَ أَهْلِيكُمْ قُلْتُ لَهُ كَيْفَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۵۶ / باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص: ۵۵

[2] علل الشرائع / ج ۱ / ۱۵۸ / ۷ / ۱۲۷ باب علۃ تختم امیر المؤمنین ص فی یمینہ ..... ص: ۱۵۸

[3] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ / ج ۱ / ۴۳۱ / المسلک الثالث فی احادیث رواہا الشیخ العالم شمس الملۃ ..... ص: ۳۸۰

[4] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ / ج ۳ / ۱۹۰ / باب الجہاد..... ص: ۱۸۲

اَقِيهِمْ قَالَ تَأْمُرُهُمْ بِمَا اَمَرَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ تَنْهَاهُمْ عَمَّا نَهَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَإِنْ اَطَاعُوكَ كُنْتَ قَدْ وَقَيْتَهُمْ وَاِنْ عَصَوْكَ كُنْتَ قَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ.

ابا بصیر سے مروی ہے کہ انہوں نے اس آیت "قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میں انہیں کیسے بچا سکتا ہوں؟

آپ نے فرمایا: جو کچھ خدا نے حکم دیا انہیں بھی وہی حکم دو اور جس سے خدا نے منع کیا اس سے انہیں روکو۔ اگر انہوں نے تیری اطاعت کی تو اس کی نگہبانی کریں گے اور نافرمانی کی تو تم نے اپنے وظیفہ پر عمل کیا ہے۔[1]

مختلف مقامات پر امرونہی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَعْطُوا الْمَجَالِسَ حَقَّهَا قِيلَ وَ مَا حَقُّهَا قَالَ غُضُّوا اَبْصَارَكُمْ وَ رُدُّوا السَّلَامَ وَ اَرْشِدُوا الْاَعْمٰى وَ اْمُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ.

مجالس کا حق ادا کرو یعنی عمومی دعوتوں میں شرکت کریں۔

عرض کیا گیا: مجالس کا حق کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اپنی آنکھوں سے نامحرم کو نہ دیکھو۔ سلام کا جواب دو۔ نابینا کی رہنمائی کرو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔[2]

امرونہی کے آثار قرآن کی روشنی میں:

مومنین اور صالحین میں شمار ہونا:

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور اچھے کام کا (تو) حکم کرتے ہیں اور بُرے کاموں سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑ پڑتے ہیں اور یہی لوگ تو نیک بندوں سے ہیں۔[3]

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۟ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ

---

[1] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۱۹۱/ باب الجہاد..... ص: ۱۸۲

[2] مکارم الاخلاق/ ۲۶/ فی جلوسہ ص وامر اصحابہ فی آداب الجلوس..... ص: ۲۵

[3] سورۂ آل عمران: ۱۱۴

السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾

اس میں تو شک ہی نہیں کہ خدا نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات پر خرید کر لیے ہیں کہ (ان کی قیمت) ان کے لیے بہشت ہے (اسی وجہ سے) یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو (کفار کو) مارتے ہیں تو (خود بھی) مارے جاتے ہیں (یہ) پکا وعدہ ہے (جس کا پورا کرنا) خدا پر لازم ہے (اور ایسا پکا ہے کہ) توریت اور انجیل اور قران (سب) میں (لکھا ہوا) ہے اور اپنے عہد کا پورا خدا سے بڑھ کر اور کون ہے۔ تم تو اپنی (خرید) فروخت سے جو تم نے خدا سے کی ہے خوشیاں مناؤ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (یہ لوگ) توبہ کرنے والے عبادت گزار (خدا کی) حمد و ثنا کرنے والے (اس کی راہ میں) سفر کرنے والے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے نیک کام کا حکم کرنے والے اور بُرے کام سے روکنے والے اور خدا کی مقرر کی ہوئی) حدوں کی نگاہ رکھنے والے ہیں اور (اے رسولؐ ان) مومنین کو (بہشت کی) خوشخبری دے دو۔ [۱]

خدا کی مدد:

الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا ؕ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں روئے زمین پر قابو دے دیں تو (بھی) یہ لوگ پابندی سے نمازیں ادا کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور اچھے اچھے کام کا حکم کریں گے اور بُری باتوں سے (لوگوں کو) روکیں گے۔ اور (یوں تو) سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ [۲]

رحمت الٰہی سے بہرہ مند ہونا:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۷۱﴾

اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں ان میں سے بعض کے بعض رفیق ہیں۔ لوگوں کو اچھے کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور نماز پابندی سے پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا عنقریب رحم کرے گا۔ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے۔ [۳]

---

[۱] سورۂ توبہ: ۱۷
[۲] سورۂ حج: ۶۰
[۳] سورۂ توبہ: ۱۱۱۔ ۱۱۲

فلاح؛

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ﴿۱۰۴﴾

اورتم میں سے ایک گروہ (ایسے لوگوں کا بھی) تو ہونا چاہیے جو (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائیں اور اچھے کام کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور ایسے ہی لوگ (آخرت میں) اپنی دلی مرادیں پائیں گے۔[۱]

امر و نہی کے آثار حدیث کی روشنی میں:

دنیا و آخرت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنۡ كُنَّ فِيهِ ثَلَاثُ خِصَالٍ سَلِمَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةُ مَنْ أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ ائْتَمَرَ بِهِ وَ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَ انْتَهَى عَنْهُ وَ حَافَظَ عَلَى حُدُودِ اللّٰهِ.

جس آدمی میں تین صفات موجود ہوں اس کی دنیا و آخرت میں فلاح ہے:

۱۔ جو امر بہ معروف کرتا ہو اور خود بھی عمل کرتا ہو۔

۲۔ جو نہی عن المنکر کرتا ہو اور خود بھی عمل کرے۔

۳۔ حدود الٰہی کی پاسداری کرتا ہو۔[۲]

اجتماعی امن و امان:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ سَبِيلُ الْاَنْبِيَاءِ وَ مِنْهَاجُ الصُّلَحَاءِ فَرِيضَةٌ عَظِيمَةٌ بِهَا تُقَامُ الْفَرَائِضُ وَ تَأْمَنُ الْمَذَاهِبُ وَ تَحِلُّ الْمَكَاسِبُ وَ تُرَدُّ الْمَظَالِمُ وَ تُعْمَرُ الْاَرْضُ وَ يُنْتَصَفُ مِنَ الْاَعْدَاءِ وَ يَسْتَقِيمُ الْاَمْرُ.

بے شک امر و نہی کرو، امن ہوگا، لوگ حلال کمائیں گے، حقوق غضب شدہ واپس ملیں گے، زمین آباد ہوگی، فرائض کی ادائیگی ہوتی ہے۔ یہ انبیاء وصالحین کی سیرت ہے۔ دشمنوں سے بھی تو صفیلے گی اور اس سے امور کی اصلاح ہوتی ہے۔[۳]

عزت مندی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] سورۂ آل عمران: ۱۰۴

[۲] بحار الانوار (ط۔بیروت) / ج ۷۴ / ۴۲۲ / باب ۱۵ مواعظ امیر المؤمنین ع وخطبہ ایضا وحکمہ ص:۳۷۶

[۳] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۵۶ / باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص:۵۵

الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ خُلُقَانِ مِنْ خُلُقِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَمَنْ نَصَرَهُمَا اَعَزَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ مَنْ خَذَلَهُمَا خَذَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

امر و نہی دونوں کو خدا نے خلق فرمایا: پس جو شخص ان پر عمل کرتا ہے وہ خدا کے ہاں عزیز ہے اور جس نے ان دونوں کو ذلیل کیا خدا اسے ذلیل کرے گا۔[1]

امور میں شگوفائی:

حضرت امیر علیہ السلام اپنی وصیت میں محمد بن حنفیہ سے فرماتے ہیں:

...... وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ تَكُنْ مِنْ اَهْلِهِ فَاِنَّ اسْتِتْمَامَ الْاُمُورِ عِنْدَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ.

............امر بالمعروف کرو تا کہ تم اہل معروف میں سے ہو اور تم صالحین کے ساتھ محشور ہو گے کیونکہ تمام امور خدا کے نزدیک امر و نہی سے مربوط ہیں۔[2]

جنت میں جانا:

روایت میں ہے کہ:

جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ فَقَالَ دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ اَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ قَالَ اَطْعِمِ الْجَائِعَ وَ اسْقِ الظَّمْآنَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ایک دیہاتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا مجھے کسی ایسے عمل کی راہنمائی فرمائیں جس سے میں جنت میں جاؤں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بھوکے کو کھانا کھلا، پیاسے کو پانی پلا، ایک دوسرے پر احسان کرو، ایک دوسرے سے نیک کرو، ہمیشہ خیر خواہی کرو۔ پس اگر لوگ اس طرح نہ ہوں۔ تو ان سے خیر و برکت اٹھالی جاتی ہے۔[3]

نا اہل حاکم اور دادرس کا نہ ہونا:

برکت کا زوال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا اَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى فَاِذَا لَمْ يَفْعَلُوا ذٰلِكَ نُزِعَتْ مِنْهُمُ الْبَرَكَاتُ.

اگر لوگوں نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا چھوڑ دیا۔ تو نا اہل حاکم کے بعد پھر ستم گر حاکم ہی آئے گا۔ لوگوں کو نہ

---

[1] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ۶ / ۱۷۷ / ۸۰ - باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص: ۱۷۶

[2] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۳۸۷ / ۳۸۷ / ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص: ۳۷۶

[3] مجموعۃ ورام/ ج ۱ / ۱۰۵ / باب ماجاء فی الصمت وحفظ اللسان..... ص: ۱۰۴

زمین پر اور نہ آسمان میں کوئی یار و مددگار ملے گا۔[1]

ظالم حاکم کا مسلط کیا جانا:

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَإِذَا لَمْ يَفْعَلُوا ذَلِكَ ...... وَ سُلِّطَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ نَاصِرٌ فِي الْأَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَاءِ.

اگر تم نے ایسا نہ کیا (یعنی امر و نہی کی)............تو تم پر ظالم حاکم مسلط کر دیئے جائیں گے اور آسمان و زمین پر ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔[2]

عدم قبولیت دعا:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَ لَتَنْهُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيَسْتَعْمِلَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ شِرَارَكُمْ فَتَدْعُوا خِيَارُكُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ.

اگر تم نے نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چھوڑ دیا تو خداوند عالم شریر لوگوں کو تم پر مسلط کر دے گا اور اگر اس وقت صالحین بھی دعا کریں گے تو ان کی دعا بھی قبول نہیں ہوگی۔[3]

زندہ افراد میں مردہ:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ إِنْكَارَ الْمُنْكَرِ بِقَلْبِهِ وَ يَدِهِ وَ لِسَانِهِ فَهُوَ مَيِّتٌ بَيْنَ الْأَحْيَاءِ.

جو شخص دل، زبان اور ہاتھ سے امر و نہی ترک کر دیتا ہے وہ شخص زندوں میں مردہ ہے۔[4]

خدا سے دشمنی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ إِذَا رَأَى الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ فَقَدْ أَحَبَّ أَنْ يُعْصَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُعْصَى اللهُ فَقَدْ بَارَزَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ بِالْعَدَاوَةِ.

اگر کوئی شخص برے کام کو ہوتے ہوئے دیکھتا ہے اور قدرت رکھتے ہوئے اسے منع نہیں کرتا اور وہ اس برائی کو پسند کرتا

---

[1] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ٦ / ١٨١ / ٨٠ ـ باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص:١٧٦

[2] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ٦ / ١٨١ / ٨٠ ـ باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص:١٧٦

[3] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ٣ / ١٩٠ / باب الجہاد..... ص:١٨٢

[4] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ٦ / ١٨١ / ٨٠ ـ باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص:١٧٦

ہے تو ایسا شخص خدا کا دشمن ہے۔[1]

گناہ شمار ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَإِذَا قَلَّ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ اسْتُبِيحَ الْحَرِيمُ.

جب بھی امر بالمعروف کم ہوجائے تو عزت و ناموس پر تجاوز ہوگا۔[2]

۲۲۳۔ بدعت

کلمہ بدعت معنی نئی چیز، یہ عمل کبھی حق، صدق و خیر اور حسن ہوتا ہے لیکن کبھی باطل، کذب، شر اور قبیح ہوتا ہے۔[3]

یہاں پر اس کا یہ مطلب ہے دین تام و کامل ہے ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ اگر دین میں کسی چیز کا اضافہ کیا جائے یا کمی کی جائے تو یہ مذموم ہے اسے مذمت شدہ بدعت کا نام دیا گیا ہے۔

آیات و روایات میں بدعت کی مذمت ہوئی ہے[4] اور اس کے بُرے آثار برآمد ہوتے ہیں۔

بدعت گزار افراد سے سلوک:

علماء کا ایک اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ بدعت گزار کے ساتھ مبازرہ کریں۔ خداوند عالم اپنے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ اس طرح بدعت گزار افراد سے جنگ کرو، اور کہو:

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾

(اے رسولؐ) تم کہو کہ میں تو جو (قران) میرے پاس وحی کے طور پر آیا ہے اس میں کوئی چیز کسی کھانے والے پر جو اس کو کھائے حرام نہیں پاتا مگر جب کہ وہ مردہ یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت ہو تو بے شک یہ چیزیں ناپاک (اور حرام) ہیں یا

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج۵/۱۰۸/باب عمل السلطان وجوائزہم..... ص:۱۰۵

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ج۱/۳۹/الباب السادس فی التحذیر بالعقوبۃ فی الدنیا..... ص:۳۸

[3] وضاحت کے لئے دیکھئے ر۔ک۔ تسنیم، ج۱۰

[4] فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ پس وائے ہو ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں پھر (لوگوں سے) کہتے (پھرتے) ہیں کہ یہ خدا کے یہاں سے (آئی) ہے تا کہ اس کے ذریعے سے تھوڑی سی قیمت (دنیوی فائدہ) حاصل کریں۔ پس افسوس ہے ان پر کہ انکے ہاتھوں نے لکھا اور پھر افسوس ہے ان پر کہ وہ ایسی کمائی کرتے ہیں۔ (سورۂ بقرہ:۷۹)

(وہ جانور) نافرمانی (کا باعث) ہو کہ (وقتِ ذبح) خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ پھر جو شخص (ہر طرح) بے بس ہو جائے اور نافرمان و سرکش نہ ہو (اور اس حالت میں کھائے) تو البتہ تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔[۱]

روایات میں بدعت گزار افراد سے مبارزہ کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ ان سے دوری، نفرت و برائت اختیار کی جائے اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا رَاَيْتُمْ اَهْلَ الرَّيْبِ وَ الْبِدَعِ مِنْ بَعْدِي فَاَظْهِرُوا الْبَرَاءَةَ مِنْهُمْ وَ اَكْثِرُوا مِنْ سَبِّهِمْ وَ الْقَوْلَ فِيهِمْ وَ الْوَقِيعَةَ وَ بَاهِتُوهُمْ كَيْلَا يَطْمَعُوا فِي الْفَسَادِ فِي الْاِسْلَامِ وَ يَحْذَرَهُمُ النَّاسُ وَ لَا يَتَعَلَّمُوا مِنْ بِدَعِهِمْ يَكْتُبِ اللهُ لَكُمْ بِذٰلِكَ الْحَسَنَاتِ وَ يَرْفَعُ لَكُمْ بِهِ الدَّرَجَاتِ فِي الْآخِرَةِ.

میرے بعد آنے والی بدعات اور بدعت گزار افراد سے بیزار رہو، ان پر زیادہ لعنت کرو، ان کو انحرافی اعمال سے ڈراؤ تا کہ دین میں فساد نہ پھیلے۔ لوگوں کی اس سے جدائی ہونی چاہیے۔ بدعات کو یاد نہ کرو، خدا تمہارے لئے نیکیاں لکھتا ہے اور وہ آخرت میں درجات بلند کرتا ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثٌ يَجِبُ عَلَى كُلِّ اِنْسَانٍ تَجَنُّبُهَا مُقَارَنَةُ الْاَشْرَارِ وَ مُحَادَثَةُ النِّسَاءِ وَ مُجَالَسَةُ اَهْلِ الْبِدَعِ.

تین چیزیں ایسی ہیں کہ ہر ایک کو ان سے دوری اختیار کرنی چاہیے:

۱۔ شریر لوگوں کے ساتھ رہنے سے۔

۲۔ عورتوں سے (زیادہ) گفتگو کرنے سے۔

۳۔ اہل بدعت کی محفل میں جانے سے۔[۳]

اسی طرح فرمایا:

لَا تَصْحَبُوا اَهْلَ الْبِدَعِ وَ لَا تُجَالِسُوهُمْ فَتَصِيرُوا عِنْدَ النَّاسِ كَوَاحِدٍ مِنْهُمْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ وَ قَرِينِهِ.

اہل بدعت کے ساتھ بیٹھنا اور محفل جمانا چھوڑ دو ورنہ تم بھی لوگوں کی نظروں میں اہل بدعت شمار ہو گے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انسان اپنے دوست اور ہم محفل کے دین پر ہوتا ہے۔[۴]

---

[۱] سورۂ انعام: ۱۴۵

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۳۷۵ / باب مجالسۃ اہل المعاصی..... ص: ۳۷۴

[۳] تحف العقول/ النص/ ۳۱۹ / ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۳۷۵ / باب مجالسۃ اہل المعاصی..... ص: ۳۷۴

علماء کا بدعت سے مقابلہ کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ فِي أُمَّتِي فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ.

جب بھی میری امت میں بدعت ظاہر ہو تو عالم پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس پر خدا کی لعنت ہو۔[1]

اسی طرح آپؐ نے فرمایا:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ سَبْعُونَ دَرَجَةً بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ حُضْرُ الْفَرَسِ سَبْعِينَ عَاماً وَ ذٰلِكَ لِأَنَّ الشَّيْطَانَ يَضَعُ الْبِدْعَةَ لِلنَّاسِ فَيُبْصِرُهَا الْعَالِمُ فَيُزِيلُهَا وَ الْعَابِدُ يُقْبِلُ عَلَى عِبَادَتِهِ.

عالم کو عابد پر ستر درجے کی فضیلت حاصل ہے اور دو درجہ کے درمیان فاصلہ اتنا ہے کہ ستر سال گھوڑا دوڑتا رہے۔ اور یہ اس بنا پر کیونکہ جب شیطان لوگوں کے درمیان کسی بدعت کو داخل کرتا ہے تو عالم اپنی بصارت سے اسے دیکھ کر اسے دور کر دیتا ہے جبکہ عابد اسے عبادت سمجھ کر قبول کر لیتا ہے۔[2]

بدعت کا مقابلہ کرنے کا ثواب:

جنت میں درجات کی بلندی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.... وَ بَاهِتُوهُمْ كَيْلَا يَطْمَعُوا فِي الْفَسَادِ فِي الْإِسْلَامِ وَ يَحْذَرَهُمُ النَّاسُ وَ لَا يَتَعَلَّمُوا مِنْ بِدَعِهِمْ يَكْتُبِ اللهُ لَكُمْ بِذٰلِكَ الْحَسَنَاتِ وَ يَرْفَعْ لَكُمْ بِهِ الدَّرَجَاتِ فِي الْآخِرَةِ.

جب تم کسی بدعت کو دیکھو تو اس سے بیزاری کا اظہار کرو اور بدعت گزار افراد کو ڈراؤ تا کہ لوگ ان کے جال میں نہ پھنس جائیں۔ بدعات کو نہ سیکھو، خدا اس کے مقابلے میں تمہارے لئے نیکیاں لکھتا ہے اور آخرت میں تمہارے درجات بلند ہوتے ہیں۔[3]

امن و ایمان:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَرْعَبَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ مَلَأَ اللهُ قَلْبَهُ أَمْناً وَ إِيمَاناً.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۱ / ۵۴ / باب البدع والرای والمقاییس ص:۵۴

[2] منیۃ المرید/ ۱۰۰ / ۲ فصل فیما روی عن النبی ص فی فضل العلم ص:۹۹

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۲ / ۳۷۵ / باب مجالسۃ اہل المعاصی ص:۳۷۴

جوشخص بدعات گزار کوڈراتا ہے اس کا دل وایمان وامن سے لبریز رہتا ہے۔[1]

یقین ورضا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ صَاحِبِ بِدْعَةٍ بُغْضاً لَهُ مَلَاَ اللهُ قَلْبَهُ يَقِيناً وَ رِضًا.

جوشخص بدعت سے نفرت اور بدعت گزار سے دوری اختیار کرتا ہے۔ خدا اس کے دل کو یقین ورضا سے سرشار فرماتا ہے۔[2]

بدعت آثار:

گمراہی وخسارت:

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ۝۱۴۰

بے شک جن لوگوں نے اپنی اولاد کو بے سمجھے بوجھے بے وقوفی سے مار ڈالا اور جو روزی خدا نے انہیں دی تھی اسے خدا پر افترا بہتان باندھ کے اپنے اوپر حرام کر ڈالا وہ سخت گھاٹے میں ہیں یہ یقینا راہ حق سے بھٹک گئے اور ہدایت پانے والے تھے بھی نہیں۔[3]

ظلم وستم:

فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۹۴

پھر اس کے بعد بھی جو کوئی خدا پر جھوٹ موٹ طوفان جوڑے تو (سمجھ لو کہ) یہی لوگ ظالم (ہٹ دھرم) ہیں۔[4]

فلاح سے محروم ہونا:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ۝۱۱۶

اور جھوٹ موٹ جو کچھ تمہاری زبان پر آئے (بے سمجھے بوجھے) نہ کہہ بیٹھا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تا کہ اس کی بدولت خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہ

---

[1] کنز العمال، ج ۳، ص ۸۲

[2] مجموعۃ ورام/ ج ۲ / ۱۱۶ / الجزء الثانی

[3] سورۂ انعام: ۱۴۰

[4] سورۂ آل عمران: ۹۴

ہوں گے۔[1]

محبت خدا سے محروم:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٨٧﴾

اے ایماندارو جو پاک چیزیں خدا نے تمہارے واسطے حلال کر دی ہیں ان کو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو کیونکہ خدا حد سے بڑھنے والوں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔[2]

ہدایت سے محروم:

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِھٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٤﴾

اور اونٹ کے (نر و مادہ) دو اور گائے کے (نر و مادہ) دو۔ (اے رسولؐ) تم ان سے پوچھو کہ خدا نے ان دونوں (اونٹ گائے) کے نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادینوں کو یا اس بچّہ کو جو دونوں مادینوں کے پیٹ اپنے اندر لیے ہوئے ہیں کیا جس وقت خدا نے تم کو اس کا حکم دیا تھا تم اس وقت موجود تھے؟ پھر جو خدا پر جھوٹ بہتان باندھے اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا تا کہ لوگوں کو بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے خدا ہرگز ظالم قوم کو منزل مقصود تک نہیں پہنچا تا۔[3]

ترک سنت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

وَمَا اُحْدِثَتْ بِدْعَةٌ اِلَّا تُرِكَ بِهَا سُنَّةٌ.

کوئی بدعت پیدا نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ جب سنت (دین) ترک ہو۔[4]

نابودی اسلام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَشَى اِلَى صَاحِبِ بِدْعَةٍ فَوَقَّرَهُ فَقَدْ سَعَى فِي هَدْمِ الْاِسْلَامِ.

جو شخص بھی کسی بدعت گزار کے پاس گیا اور اس کا احترام کیا پس بے شک اس نے نابودی اسلام کی کوشش کی۔[5]

---

[1] سورۂ نحل: ۱۱۶

[2] سورۂ مائدہ: ۸۷

[3] سورۂ انعام: ۱۴۴

[4] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۲۰۲ / ذم البدعۃ ..... ص: ۲۰۲

[5] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۳ / ۵۷۲ / باب معرفۃ الکبائر التی اوعد اللہ عز وجل علیہا النار ..... ص: ۵۶۱

لعنت الٰہی کا مستحق:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ فِي أُمَّتِي فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ.

جب امت میں بدعت ظاہر ہو۔ پس عالم پر لازم ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ تو اس پر لعنت خدا ہوتی ہے۔[۱]

گمراہی میں گرفتاری اور دوزخ کی آگ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا راستہ دوزخ کی طرف جاتا ہے[۲]

دردناک عذاب:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

اور جھوٹ موٹ جو کچھ تمہاری زبان پر آئے (بے سمجھے بوجھے) نہ کہہ بیٹھا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اس کی بدولت خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ (دنیا میں) فائدہ تو ذرا سا ہے اور (آخرت میں) اُن کی لیے دردناک عذاب ہے۔[۳]

۲۴۔ تعاون

دوسروں کے امور میں تعاون کی بڑی تاکید ہوئی ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللهَ ؕ اِنَّ اللهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲﴾

اے ایماندارو (دیکھو) نہ خدا کی نشانیوں کی بے توقیری کرو اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ قربانی کی اور نہ پٹے

---

[۱] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۱ / ۵۴ / باب البدع والرای والمقاییس ..... ص: ۵۴

[۲] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۱ / ۵۷ / باب البدع والرای والمقاییس ..... ص: ۵۴

[۳] سورۂ نحل: ۱۱۶۔۱۱۷

والے جانوروں کی (جو نذر خدا کے لیے نشان دے کر منٰی میں لے جاتے ہیں) اور نہ خانہ کعبہ (کے طواف و زیارت) کا قصد کرنے والوں کی جو اپنے پروردگار کی خوشنودی اور فضل (و کرم) کے جویا ہیں اور جب تم (احرام سے) محل ہو جاؤ تو شکار کر سکتے ہو۔ اور کسی قبیلہ کی یہ عداوت کہ تمہیں ان لوگوں نے خانہ کعبہ (میں جانے) سے روکا تھا اس جرم میں نہ پھنسوا دے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو اور (تمہارا تو فرض یہ ہے کہ) نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی میں باہم کسی کی مدد نہ کرو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو (کیونکہ) خدا تو یقیناً بڑا سخت عذاب والا ہے۔ [1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا أَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى.

جب تک لوگ امر و نہی کرتے ہیں اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی نصرت کرتے ہیں وہ ہمیشہ نیکی پر ہیں۔ [2]

حضرت امیر علیہ السلام اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اکثر یہ فرماتے تھے کہ:

أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْوَفَاةِ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ.

نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو لیکن گناہ اور دشمنی میں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دو۔ [3]

۲۵۔ عمومی و علمی انجمن

اسلام میں علمی، تحقیقی اور فرہنگی انجمن کے قائم کرنے کی تاکید کی ہے۔

خدا مشورہ کے بارے میں فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳۸

اور جو اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ان کے کل کام آپس کے مشورہ سے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے (راہِ خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔ [4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت سے پہلے حلف الفضول نامی عہد و پیمان دیا تھا جو مقدس ترین پیمان تھا۔ آپؐ نے اس میں شرکت کی اور مظلوموں کا دفاع فرمایا اس کے بارے میں فرمایا: میں نے عبداللہ بن جدعان کے گھر ایک پیمان میں شرکت کی، مجھے سرخ اونٹ

---

[1] سورۂ مائدہ: ۲

[2] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ۶/ ۱۸۱/ ۸۰۔ باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص: ۱۷۶

[3] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۲/ ۱۲۱/ ۲۶۔ باب استحباب تلقین المحتضر الشہادتین..... ص: ۱۲۱

[4] سورۂ شوریٰ: ۳۸

رکھنا پسند نہ تھا لیکن اگر آج وہ مجھے پیمان کی دعوت ہوتی تو میں اسے قبول کرتا۔[۱]

مذہبی تحریکیں:

امام باقر علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

اِجْتَمِعُوا وَ تَذَاکَرُوا تَحُفَّ بِکُمُ الْمَلَائِکَۃُ رَحِمَ اللّٰہُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَنَا.

ایک دوسرے سے میل جول رکھو اور ایک دوسرے سے گفتگو کرو کہ ایسی حالت میں فرشتے تمہارا احاطہ کئے ہوتے ہیں۔ خدا اس پر رحمت کرے جو ہماری ولایت کو زندہ رکھتا ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

وَ کُونُوا اِخْوَانًا بَرَرَۃً مُتَحَابِّینَ فِی اللّٰہِ مُتَوَاصِلِینَ مُتَرَاحِمِینَ تَزَاوَرُوا وَ تَلَاقَوْا وَ تَذَاکَرُوا اَمْرَنَا وَ اَحْیُوہُ.

تقویٰ اختیار کرو اپنے دینی بھائی سے نیکی کرو اور انہیں خدا کے لئے دوست رکھو۔ ایک دوسرے کی ہمدردی کرو، مہربان رہو، ایک دوسرے کا دیدار کرو، آپس میں بحث کرو اسے زندہ رکھو۔[۳]

اس طرح امام صادق علیہ السلام نے فضیل سے فرمایا:

قَالَ لِفُضَیْلٍ تَجْلِسُونَ وَ تُحَدِّثُونَ قَالَ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاکَ قَالَ اِنَّ تِلْکَ الْمَجَالِسَ اُحِبُّھَا فَاَحْیُوا اَمْرَنَا یَا فُضَیْلُ فَرَحِمَ اللّٰہُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَنَا یَا فُضَیْلُ مَنْ ذَکَرَنَا اَوْ ذُکِرْنَا عِنْدَہُ فَخَرَجَ مِنْ عَیْنِہِ مِثْلُ جَنَاحِ الذُّبَابِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہُ ذُنُوبَہُ وَلَوْ کَانَتْ اَکْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ.

کیا تم ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر بیٹھتے ہو؟ اور علمی گفتگو کرتے ہو؟

فضیل نے کہا: جی ہاں! قربان جاؤں۔

آپ نے فرمایا: بے شک میں ایسی مجالس کو دوست رکھتا ہوں اور ہمارے معارف اسلامی کو زندہ رکھو۔ خدا رحمت کرے اس شخص پر جو ہماری احادیث کو زندہ رکھتا ہے۔

اے فضیل! جو ہمارا ذکر کرے یا اس کے پاس ہمارا ذکر ہو اور اس کی آنکھوں سے مکھی کے بال کے برابر آنسو جاری ہو جائے۔ خدا اس کے سب گناہ معاف فرماتا ہے۔ اگر چہ وہ دریا کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔[۴]

---

[۱] لَقَدْ شَھِدْتُ فِی دَارِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جُدْعَانَ حِلْفًا مَا اُحِبُّ اَنَّ لِی بِہِ حُمْرَ النَّعَمِ ،وَلَوْ اُدْعَی بِہِ فِی الْاِسْلَامِ لَاَجَبْتُ (السنن الکبری للبیہقی، ج۶، ص۳۶۷)

[۲] مصادقۃ الاخوان/ ۳۸ / وباب مواساۃ الاخوان بعضہم لبعض

[۳] مصادقۃ الاخوان/ ۳۴ / ہ باب اجتماع الاخوان فی محادثتہم

[۴] السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی (والمستطر فات) / ج ۳ / ۶۲۶ / ومما استطر فناہ من کتاب قرب الاسناد تصنیف محمد بن عبد اللہ بن جعفر الحمیر ی...ص: ۶۲۴

۲۶۔حاکم اور کاریگر

کاریگر کی عظمت:

ایک روایت میں ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا:

اَفۡضَلُ مِنۡکُمۡ مَنۡ یَعۡمَلُ بِیَدِهٖ وَ یَأۡکُلُ مِنۡ کَسۡبِهٖ.

تم میں سے بہتر حواری وہ ہے جو خود اپنے ہاتھوں سے کام کرتا ہو اور ہاتھ کی کمائی کھاتا ہو۔[۱]

روایت میں ہے کہ

اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ لَمَّا اَقۡبَلَ مِنۡ غَزۡوَةِ تَبُوكَ اسۡتَقۡبَلَهُ سَعۡدٌ الۡاَنۡصَارِیُّ، فَصَافَحَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا هَذَا الَّذِیۡ اَكۡتُبَ يَدَيۡكَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ! اَضۡرِبُ بِالۡمَرِّ وَ الۡمِسۡحَاةِ فَاُنۡفِقُهُ عَلٰی عِيَالِی، فَقَبَّلَ يَدَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وَ قَالَ: هٰذِهٖ يَدٌ لَا تَمَسُّهَا النَّارُ.

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک سے واپس آئے تو سعد انصاری نے آپؐ کے استقبال کے لئے جلدی کی۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ مصافحہ کیا تو سعد کے ہاتھ کھردرے تھے۔ آپؐ نے پوچھا: اے سعد! تمہارے ہاتھ کیوں کھردرے ہیں؟

سعد نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! بیلچہ اور رسی کا کام کرتا ہوں جس سے زندگی کے اخراجات پورے کرتا ہوں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس کے ہاتھ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گے۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَطۡيَبُ الۡكَسۡبِ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ.

پاکیزہ ترین درآمد ہاتھ کی کمائی ہے۔[۳]

نکتہ:

کاریگر اور مزدور میں فرق ہوتا ہے، انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ کسی اجرت پر کام کرنے والے کی اجرت خود سے معین نہ کرے بلکہ اس سے معلوم کرے اور اس کے ساتھ طے کر کے کام کرے، اسلام نے اس کی تاکید کی ہے اس طرح ایسا ہے جیسے اپنے

---

[۱] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۲۳ / ۸۔باب استحباب العمل بالید..... ص:۲۲

[۲] اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۸۵

[۳] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۲۱۹/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، با ترجمہ فارسی

ہاتھوں سے آزادی کی صورت میں کام کرنا۔ جیسے زراعت، تجارت، صنعت، باغ بانی اور گلہ بانی وغیرہ

نمائندوں کا انتخاب:

حضرت امیر علیہ السلام نے مالک اشتر کو نمائندے انتخاب کرنے کے بارے میں فرمایا:

ثُمَّ انْظُرْ فِي أُمُورِ عُمَّالِكَ فَاسْتَعْمِلْهُمُ [اخْتِيَاراً] اخْتِبَاراً وَ لَا تُوَلِّهِمْ مُحَابَاةً وَ أَثَرَةً فَإِنَّهُمَا جِمَاعٌ مِنْ شُعَبِ الْجَوْرِ وَ الْخِيَانَةِ.

نمائندے اور ملازمین کے انتخاب میں دقت سے کام لینا۔ ان کا امتحان لینا، بے ضابطہ بھرتی نہ کرنا کیونکہ یہ دونوں طریقے خیانت و ظلم کا مجموعہ ہے۔ [1]

کام کرنے والے کے وظائف:

کام کرنے والا اور اس کی رضایت حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں:

مزدوری کا تعین:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا اسْتَأْجَرَ أَحَدُكُمْ أَجِيراً فَلْيُعْلِمْهُ أَجْرَهُ.

جب بھی کسی کاریگر سے کام کراؤ تو اس سے مزدوری تعین کرلو۔ [2]

مزدوری موقع پر دینا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ.

مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کی جائے۔ [3]

کاریگر پر ظلم کے آثار:

کاریگر کے تمام یا بعض حقوق کو موقع پر ادا نہ کرنا، اس کے ساتھ ظلم شمار ہوتا ہے۔ روایت میں سخت تعبیرات استعمال ہوئی ہیں؛ جیسے:

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۳۵ / ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر واعمالہا حین اضطرب امر امیرہا محمد بن ابی بکر، وہو اطول عہد کتبہ واجمعہ للمحاسن...... ص:۴۲۶

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۱۸۷ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم ص، با ترجمہ فارسی

[3] صحیفۃ الامام الرضا علیہ السلام/ ۸۸ / باب الزیادات

بڑا گناہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ظُلْمُ الْاَجِیرِ اَجْرَهُ مِنَ الْکَبَائِرِ.

کاریگر کی مزدوری کو ادا نہ کرنا ایک بہت بڑا ظلم و گناہ ہے۔ [1]

ناقابل بخشش گناہ:

روایت میں ہے کہ:

غَافِرُ کُلِّ ذَنْبٍ اِلَّا مَنْ اَحْدَثَ دِیناً اَوِ اغْتَصَبَ اَجِیراً اَجْرَهُ اَوْ رَجُلٌ بَاعَ حُرّاً.

خدا سب کے گناہ معاف کرنے والا ہے۔ سوائے دین میں بدعت ایجاد کرنے والے، مزدور کا حق غصب کرنے والے اور آزادی کو غلامی میں بیچنے والے کے۔ [2]

استحقاق لعنت کا موجب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَبَسَ اَجِیراً اَجْرَهُ- فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَ الْمَلَائِکَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِینَ لَا یَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ صَرْفاً وَلَا عَدْلًا.

جو شخص مزدور کی مزدوری ادا نہیں کرتا۔ اس پر خدا، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے۔ خدا روز قیامت اس کا کوئی مال قبول نہیں کرے گا۔ [3]

بوئے جنت سے محروم:

ایک حدیث میں ملتا ہے:

وَ مَنْ ظَلَمَ اَجِیراً اَجْرَهُ اَحْبَطَ اللهُ عَمَلَهُ وَ حَرَّمَ عَلَیْهِ رِیحَ الْجَنَّةِ.

جو شخص مزدور کی مزدوری ادا نہ کرے خدا اس کے اعمال کو باطل کر دیتا ہے اور وہ شخص جنت کی بو سونگھنے سے بھی محروم رہتا ہے۔ [4]

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ج ۱۰۰/ ۱۷۰/ باب ۱۰ الاجارۃ والقبالۃ واحکامہما..... ص:۱۶۶

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۶/ ۵۵/ ۹۷-باب اشتراط توبۃ من اضل الناس بردہ لہم الی الحق..... ص:۵۴

[3] تفسیر القمی/ ج ۲/ ۲۷۶/ [سورۃ الشوری (۴۲): الآیات ۲۱ الی ۲۶]..... ص:۲۷۴

[4] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۱/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

۲۷۔اچھے برتاؤ کی اہمیت

اسلامی معاشرے میں لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے اور اسے عقل کے راز سے تعبیر کیا گیا ہے۔
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَأْسُ الْعَقْلِ بَعْدَ الْإِيمَانِ بِاللهِ مُدَارَاةُ النَّاسِ فِي غَيْرِ تَرْكِ حَقٍّ وَمِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ خِفَّةُ لِحْيَتِهِ.

خدا پر ایمان لانے کے بعد اساس عقل یہ ہے کہ لوگوں سے اچھا برتاؤ کیا جائے۔ایسا برتاؤ کہ ترک حق نہ ہو۔[۱]

اس طرح فرمایا:

أَمَرَنِي رَبِّي بِمُدَارَاةِ النَّاسِ كَمَا أَمَرَنِي بِأَدَاءِ الْفَرَائِضِ.

جس طرح خدا نے مجھے واجبات کوادا کرنے کا حکم دیا ہے۔اسی طرح لوگوں سے اچھے برتاؤ کا بھی فرمان دیا۔[۲]

۲۸۔امانتداری کی اہمیت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَنْظُرُوا إِلَى كَثْرَةِ صَلَاتِهِمْ وَصَوْمِهِمْ وَكَثْرَةِ الْحَجِّ وَالْمَعْرُوفِ وَطَنْطَنَتِهِمْ بِاللَّيْلِ انْظُرُوا إِلَى صِدْقِ الْحَدِيثِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ.

لوگوں کی نمازوں،روزوں،حج وزکات،کارخیر اور نماز شب کو نہ دیکھو بلکہ ان کی سچائی اور امانتداری دیکھو۔[۳]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ لَمَرْحُومُونَ مَا تَحَابُّوا وَأَدَّوُا الْأَمَانَةَ وَعَمِلُوا بِالْحَقِّ.

اہل زمین جب تک آپس میں مہر ومحبت سے رہیں اور امانت کوادا کرتے رہیں تو وہ رحمت خدا میں ہیں۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْوَرَعِ وَالِاجْتِهَادِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ.

---

[۱] تحف العقول/النص/۴۲/وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵
[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۱۱۷/باب المداراۃ..... ص:۱۱۶
[۳] الامالی (للصدوق)/النص/۳۰۳/المجلس الخمسون
[۴] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/النص/۵۲/الفصل الرابع عشر فی اداء الامانۃ..... ص:۵۲

تم پر لازم ہے کہ تقویٰ، اجتہاد اور امانت داری کا خاص خیال رکھیں۔ [۱]

امانت داری کی اہمیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ امام سجاد علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِأَدَاءِ الْاَمَانَةِ فَلَوْ اَنَّ قَاتِلَ اَبِيَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہ السلام ائْتَمَنَنِي عَلَى السَّيْفِ الَّذِي قَتَلَهُ بِهِ لَاَدَّيْتُهُ اِلَيْهِ.

تمہیں امانت ادا کرنی چاہیے۔ اگر میرے والد گرامی حسین ابن علی علیہما السلام کا قاتل میرے پاس تلوار امانت رکھتا ہو تو میں حتماً واپس کرتا۔ [۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَدُّوا الْاَمَانَاتِ وَلَوْ اِلَى قَتَلَةِ الْاَنْبِيَاءِ.

امانتوں کو واپس کرو اگر چہ وہ انبیاء کے قاتل کی امانت ہی کیوں نہ ہو۔ [۳]

امانتداری کا ثواب:

امانتداری بہترین عمل صالح میں سے ہے۔ معصومین علیہم السلام کی بعض روایات میں ان کا ثواب ذکر ہوا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَقْرَبَكُمْ مِنِّي غَداً وَ اَوْجَبَكُمْ عَلَيَّ شَفَاعَةً اَصْدَقُكُمْ لِسَاناً وَ اَدَّاكُمْ لِلْاَمَانَةِ.

بے شک روز قیامت تم میں سے میرے قریب ترین اور جسے شفاعت نصیب ہوگی۔ جو تم میں سے سب سے زیادہ سچا اور امانت دار ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاَمَانَةُ تَجْلِبُ الْغِنَاءَ وَ الْخِيَانَةُ تَجْلِبُ الْفَقْرَ.

امانت سے بے نیازی اور خیانت سے فقر آتا ہے۔ [۴]

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ بِمَا يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ قَالُوا بَلَى يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ .... وَ اَدَاءُ الْاَمَانَةِ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ.

---

[۱] تفسیر العیاشی/ ج ۲ / ۲۸۶ / [سورۃ الاسراء (۱۷): آیۃ ۲۵] ..... ص: ۲۸۵

[۲] معانی الاخبار/ النص/ ۱۰۸ / باب معنی الامانات التی امر اللہ عز وجل عبادہ باداۓھا الی اھلھا ..... ص: ۱۰۷

[۳] تحف العقول/ النص/ ۱۰۴ / آدابہ ع لاصحابہ وھی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص: ۱۰۰

[۴] بحار الانوار (ط- بیروت) / ج ۷۲ / ۱۱۴ / باب ۵۰ اداء الامانۃ..... ص: ۱۱۳

کیا میں تمہیں خبر دوں اس چیز کی کہ جس سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے؟

اصحاب نے کہا: جی ہاں! اے امیر المومنینؑ!

آپ نے فرمایا: .... امانتداری سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔ [۱]

ایمان وتقویٰ کی نشانی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومن کی تعریف میں فرمایا:

أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِنُ مَنِ ائْتَمَنَهُ النَّاسُ عَلَى أَنْفُسِهِمْ.

مومن وہ ہے جسے لوگ اپنے مال اور جانوں میں امین شمار کرتے ہیں۔ [۲]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ لِأَهْلِ التَّقْوَى عَلَامَاتٍ يُعْرَفُونَ بِهَا صِدْقَ الْحَدِيثِ وَ أَدَاءَ الْأَمَانَةِ......

اہل تقویٰ کی چند نشانیاں ہیں جن سے ان کی پہچان ہوتی ہے۔ وہ سچ بولتے ہیں، امانتوں کو ادا کرتے ہیں...... [۳]

امانت میں خیانت کا انجام

امانت میں خیانت کرنے کے منفی آثار ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا رَاعٍ اسْتَرْعَى رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِالْأَمَانَةِ وَ النَّصِيحَةِ ضَاقَتْ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ.

جو شخص کسی قوم کے لئے حاکم بنتا ہے لیکن امانتدار اور خیر خواہی نہیں کرتا تو خدا کی رحمت جو ہر شے کو گھیرے ہوئے اس پر نہیں ہوگی۔ [۴]

اس طرح آپ نے فرمایا:

لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ.

جس میں امانتداری نہیں اس کا کوئی دین نہیں ہوتا۔ [۵]

---

[۱] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۲۴/ الفصل الثانی والثمانون فی عشرین خصلۃ تورث الفقر

[۲] اعلام الدین فی صفات المؤمنین/ ۱۱۰/ طرائف من الاخبار فی بیان صفۃ المؤمن ص:۱۰۹

[۳] الخصال/ ج ۲/ ۴۸۳/ لاہل التقوی اثنتا عشرۃ علامۃ ..... ص: ۴۸۳

[۴] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۶۳/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم۔ ص۔ با ترجمہ فارسی

[۵] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۱۴۱/ ۱۷۱..... ص:۱۴۱

۲۹۔نیک کام کی اہمیت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَوۡحَی اللہُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی اِلٰی دَاوُدَ النَّبِیِّ علیہ السلام اَنۡ یَا دَاوُدُ اِنَّ الۡعَبۡدَ مِنۡ عِبَادِی لَیَأۡتِینِی بِالۡحَسَنَةِ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ فَأُحَکِّمُهُ فِی الۡجَنَّةِ قَالَ دَاوُدُ وَمَا تِلۡكَ الۡحَسَنَةُ قَالَ کُرۡبَةٌ یُنَفِّسُهَا عَنۡ مُؤۡمِنٍ بِقَدۡرِ تَمۡرَةٍ اَوۡ بِشِقِّ تَمۡرَةٍ فَقَالَ دَاوُدُ یَا رَبِّ حَقٌّ لِمَنۡ عَرَفَكَ اَنۡ لَا یَقۡطَعَ رَجَاءَهُ مِنۡكَ.

خدا نے داوؑد نبی پر اس طرح وحی نازل فرمائی: روز قیامت میرے بندوں میں سے ایک بندہ نیکی لے کر آئے گا پس میں اسے جنت کا حاکم بناؤں گا۔

حضرت داوٗد علیہ السلام نے پوچھا: وہ نیکی کیا ہے؟

خداوند عالم نے فرمایا: جو کسی کے غم کو دور کرتا ہے۔ اگرچہ کھجور کے آدھے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت داوٗد علیہ السلام نے کہا خدایا! وہ آدمی شائستہ ہے جو تیری معرفت رکھتا ہے اور تجھ پر امید رکھتا ہے۔[۱]

نیک و کاری کے آداب

قرآن مجید میں احسان اور نیکی کو نیکی ذکر کیا گیا ہے۔لیکن اس کا دقیق معنی یہ ہے کہ اگر کوئی تم سے نیکی کرتا ہے تم بھی اس سے ایسا ہی سلوک کرو۔ یہ تمہارا عدل ہے نہ کہ احسان۔لیکن اگر تم اس سے بڑھ کر نیکی کرو، یہ تمہارا احسان ہے اور اس احسان کے کچھ آداب ہیں۔جن میں بعض کو ہم ذکر کرتے ہیں:

نیکی کا جواب:

روایت میں ہے کہ:

مَنۡ اَتٰی اِلَیۡکُمۡ مَعۡرُوفاً فَکَافِئُوهُ فَاِنۡ لَمۡ تَجِدُوا فَاَثۡنُوهُ فَاِنَّ الثَّنَاءَ جَزَاءٌ.

اگر کوئی شخص تم سے نیکی کرتا ہے تو اس سے نیکی کرو۔ اگر نیکی نہ کر سکو تو اس کا شکر ادا کرو کیونکہ شکر گزاری بھی ایک طرح کی نیکی ہے۔[۲]

سب کے ساتھ نیکی کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] بحارالانوار (ط۔بیروت) / ج ۷۲ / ۱۹ / باب ۳۳ نصر الضعفاء والمظلومین واغاثتھم وتفریج کرب المؤمنین ورد العادیۃ عنھم وستر عیوبھم..... ص:۱۷

[۲] تحف العقول / النص / ۴۹ / وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

رَاْسُ الْعَقْلِ بَعْدَ الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ التَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ وَاصْطِنَاعُ الْخَیْرِ اِلٰی کُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ.

خدا پر ایمان لانے کے بعد عقل مندی یہ ہے کہ لوگوں سے دوستی رکھی جائے، ہر ایک نیکی کرنے والے اور بدکار دونوں کے ساتھ نیکی کی جائے۔[۱]

امام رضا علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرمایا ہے کہ

اِصْطَنِعِ الْخَیْرَ اِلٰی مَنْ هُوَ اَهْلُهٗ وَاِلٰی مَنْ هُوَ غَیْرُ اَهْلِهٖ فَاِنْ لَمْ تُصِبْ مَنْ هُوَ اَهْلُهٗ فَاَنْتَ اَهْلُهٗ.

اہل اور نا اہل دونوں سے نیکی کی جائے اور اگر کوئی اس نیکی کا اہل نہ ہو تو تم تو ہو لہٰذا اس سے نیکی کرو۔[۲]

بدی کے مقابلے میں نیکی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ خَلَائِقِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ الْعَفْوُ عَمَّنْ ظَلَمَکُمْ وَالْاِحْسَانُ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَیْکُمْ وَاِعْطَاءُ مَنْ حَرَمَکُمْ.

کیا تمہیں دنیا و آخرت کی نیکی سے آگاہ کروں؟ جس نے تم پر ظلم کیا ہو اسے معاف کر دینا، نیکی اور احسان اس کے ساتھ جس نے تمہارے ساتھ بدی کی ہو، جو تم سے دریغ کرے تو اس پر انفاق کرو۔[۳]

نیکی کو جلدی انجام دینا اور کم سمجھنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا یَتِمُّ الْمَعْرُوفُ اِلَّا بِثَلَاثِ خِلَالٍ تَعْجِیلُهٗ وَتَقْلِیلُ کَثِیْرِهٖ وَتَرْکُ الْاِمْتِنَانِ بِهٖ.

نیکی کی تین صفات سے کمال کو پہنچتی ہے۔ اس میں جلدی کرنا، زیادہ کو بھی کم سمجھنا، نیکی کر کے احسان نہ جتانا۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

رَاَیْتُ الْمَعْرُوفَ لَا یَصْلُحُ اِلَّا بِثَلَاثِ خِصَالٍ تَصْغِیْرِهٖ وَتَسْتِیْرِهٖ وَتَعْجِیْلِهٖ فَاِنَّكَ اِذَا صَغَّرْتَهٗ عَظَّمْتَهٗ عِنْدَ مَنْ تَصْنَعُهٗ اِلَیْهِ وَاِذَا سَتَّرْتَهٗ تَمَّمْتَهٗ وَاِذَا عَجَّلْتَهٗ هَنَّاْتَهٗ وَاِنْ کَانَ غَیْرُ ذٰلِكَ سَخَّفْتَهٗ وَنَکَّدْتَهٗ.

تین صفات کے بغیر نیکی میں صلاح نہیں ہے۔ اس کو بھی کم سمجھنا، اسے مخفی کرنا، اس میں جلدی کرنا، کیونکہ تم اسے کم سمجھتے ہو لیکن جس سے نیکی کی گئی ہو وہ اسے بڑی سمجھتا ہے اور جب تم نے اسے مخفی رکھا تو تم نے اسے کمال تک پہنچا دیا۔ جب تم نے

---

[۱] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۳۵ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[۲] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۳۵ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[۳] الزہد/ النص/ ۱۵ / ۲ باب الادب والحث علی الخیر

[۴] تحف العقول/ النص/ ۳۲۳ / ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

جلدی کی تو تم نے اسے اور بہتر بنا دیا۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا صَنَعْتَ مَعْرُوفاً فَاسْتُرْهُ.

جب بھی کسی سے احسان و نیکی کرو تو اسے مخفی رکھو۔[2]

کارخیر کا اجر و ثواب:

خیر کی بھلائی:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا اِلَّا لِاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ رَجُلٍ يَزْدَادُ كُلَّ يَوْمٍ اِحْسَاناً وَ رَجُلٍ يَتَدَارَكُ سَيِّئَةً بِالتَّوْبَةِ وَ اَنَّى لَهُ بِالتَّوْبَةِ.

دنیا میں دو آدمیوں کے لئے خیر ہے۔ جو اپنی نیکیوں کو زیادہ کرتا ہے اور جو گناہ کا توبہ کے ذریعے جبران کرتا ہے۔[3]

دلوں کا جذب کرنا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ بَذَلَ مَعْرُوفَهُ مَالَتْ اِلَيْهِ الْقُلُوبُ.

جو شخص کسی سے نیکی و احسان کرتا ہے تو لوگوں کے دل اس کی طرف مائل ہوتے ہیں۔[4]

لغزش محفوظ:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

صَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ تَقِي مَصَارِعَ الْهَوَانِ.

نیکی انسان کو ذلت و خواری میں سقوط ہونے سے نجات دیتی ہے۔[5]

بری موت سے نجات:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ صَنِيعَ الْمَعْرُوفِ لَيَدْفَعُ مَيْتَةَ السَّوْءِ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۳۰ / باب تمام المعروف..... ص: ۳۰

[2] غرر الحکم و درر الکلم / ۲۸۱ / ۹..... ص: ۲۸۱

[3] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ) / ج ۲ / ۴۴۸ / مجلس فی ذکر الدنیا..... ص: ۴۴۰

[4] غرر الحکم و درر الکلم / ۶۲۸ / ۹۸۶..... ص: ۶۲۸

[5] غرر الحکم و درر الکلم / ۴۱۹ / ۲۴..... ص: ۴۱۹

نیکی انسان کو بری موت سے بچاتی ہے۔[۱]

گھر میں برکت:

امام صادق علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ

اِنَّ الْبَرَكَةَ اَسْرَعُ اِلَى الْبَيْتِ الَّذِي يُمْتَارُ مِنْهُ الْمَعْرُوفُ مِنَ الشَّفْرَةِ فِي سَنَامِ الْبَعِيرِ اَوْ مِنَ السَّيْلِ اِلَى مُنْتَهَاهُ.

برکت اس گھر کی طرف جلدی جاتی ہے جس گھر سے نیکی ہو۔اتنی تیزی سے جاتی ہے جیسے اونٹ کی کوہان میں چھری یا بلند پہاڑ سے سیلاب آتا ہے بلکہ اس سے زیادہ تیزی سے برکت اس گھر میں جاتی ہے۔[۲]

رزق میں اضافہ اور شہروں کی آبادی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبِرُّ وَحُسْنُ الْجِوَارِ زِيَادَةٌ فِي الرِّزْقِ وَعِمَارَةٌ فِي الدِّيَارِ.

نیکی اور ہمسائے سے حسن خلق سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے اور شہر آباد ہوتے ہیں۔[۳]

طولانی عمر:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْبِرُّ وَحُسْنُ الْخُلُقِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ وَيَزِيدَانِ فِي الْاَعْمَارِ.

نیکی اور حسن اخلاق شہروں کو اور نعمتوں میں اضافہ آباد کرتی ہیں۔[۴]

جنت میں داخلہ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ اللهَ يَقُولُ لِلْفُقَرَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ- اُنْظُرُوا وَتَصَفَّحُوا وُجُوهَ النَّاسِ فَمَنْ اَتَى اِلَيْكُمْ مَعْرُوفاً فَخُذُوا بِيَدِهِ وَاَدْخِلُوهُ الْجَنَّةَ.

خداوند عالم روز قیامت فقراء سے فرمائے گا۔دیکھو اور چہروں کی شناخت کرو جس نے تجھ سے نیکی کی اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت میں لے جاؤ۔[۵]

اسی طرح فرمایا:

---

[۱] دعائم الاسلام/ ج ۲ /۳۳۱/ ۴ فصل ذکر فضل الصدقۃ..... ص:۳۲۸

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴ /۲۹/ باب ان صنائع المعروف تدفع مصارع السوء..... ص:۲۸

[۳] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۸ /۴۲۶/ ۳۷-باب استحباب حسن الجوار..... ص:۴۲۵

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ /۱۰۰/ باب حسن الخلق..... ص:۹۹

[۵] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۶ /۲۹۱/ ۱-باب استحبابہ وکراہۃ ترکہ..... ص:۲۸۵

نَزْعُكَ الْقَذَاةَ عَنْ وَجْهِ أَخِيكَ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَ تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِهِ حَسَنَةٌ وَ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَهْلُ الْمَعْرُوفِ.

اپنے دینی بھائی کے چہرے سے غبار صاف کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں اور اس کے ساتھ ہنسنے سے ایک نیکی ملتی ہے اور جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا نیک فرد ہوگا۔ [1]

دوزخ کی آگ سے دوری:

حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا سے عرض کرتے ہیں:

إِلَهِي! فَمَا جَزَاءُ مَنْ كَفَّ أَذَاهُ عَنِ النَّاسِ وَبَذَلَ مَعْرُوفَهُ لَهُمْ قَالَ يَا مُوسَى يُنَادِيهِ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا سَبِيلَ لِي عَلَيْكَ.

خدایا! جو شخص دوسروں کو تکلیف نہیں دیتا بلکہ ان سے نیکی کرتا ہے تو ایسے شخص کو کتنا ثواب ملے گا۔ خدا نے فرمایا: اے موسیٰ! روز قیامت آگ اس سے خطاب کرے گی تیری طرف میرا کوئی راستہ نہیں یعنی کسی طریقے سے آگ اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ [2]

محبوب خدا ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَ الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ وَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ يُحِبُّ إِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ.

ہر نیک کام صدقہ ہے، نیکی کی رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی مانند ہے خدا معذور افراد کی مدد کو دوست رکھتا ہے۔ [3]

نیک افراد کے لئے دعا:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ أَمَّا حَقُّ ذِي الْمَعْرُوفِ عَلَيْكَ فَأَنْ تَشْكُرَهُ وَ تَذْكُرَ مَعْرُوفَهُ وَ تَكْسِبَهُ الْمَقَالَةَ الْحَسَنَةَ وَ تُخْلِصَ لَهُ الدُّعَاءَ فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

جس نے تجھ سے نیکی کی ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے، اس کی نیکیوں کو یاد رکھو، اس سے اچھا سلوک کرو اور خدا کی بارگاہ میں اس کے لئے خالصانہ دعا کرو۔ [4]

---

[1] الدعوات (للراوندی)/سلوۃ الحزین/النص/۱۰۸/ما یعمل اول کل شہر
[2] الامالی (للصدوق)/النص/۲۰۸/المجلس السابع والثلاثون
[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۴/۲۷/باب فضل المعروف..... ص:۲۶
[4] من لا یحضرہ الفقیہ/ج۲/۶۲۲/باب الحقوق..... ص:۶۱۸

نااہل افراد سے نیکی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو وصیت فرمائی:

يَا عَلِيُّ اَرْبَعٌ يَذْهَبْنَ ضَلَالًا اَلْاَكْلُ بَعْدَ الشِّبَعِ وَ السِّرَاجُ فِي الْقَمَرِ وَ الزَّرْعُ فِي الْاَرْضِ السَّبِخَةِ وَ الصَّنِيعَةُ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهَا.

اے علیؑ! چار چیزیں تباہ ہو جائیں گی:

(۱) سیر ہونے کے بعد کھانا، (۲) چاندرات میں چراغ روشن کرنا، (۳) بنجر زمین میں بیج ڈالنا، اور (۴) نااہل آدمی سے نیکی کرنا۔[۱]

۳۰۔ مومنین کے ساتھ شریک ہونا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:!

اَلْمُؤْمِنُ مَنْفَعَةٌ اِنْ مَاشَيْتَهُ نَفَعَكَ وَ اِنْ شَاوَرْتَهُ نَفَعَكَ وَ اِنْ شَارَكْتَهُ نَفَعَكَ وَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِهِ مَنْفَعَةٌ.

مومن سراسر منافع ہے۔ اگر تم نے اس کی ہمراہی کی تو وہ تمہیں منافع پہنچائے گا، اگر اس سے تم نے مشورہ کیا تو وہ تمہیں نفع دے گا اور اگر اس کے ساتھ شریک بنو گے تو بھی تمہیں نفع ملے گا۔ اس کی سب چیزوں میں منافع ہے۔[۲]

صالح شریک:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ اَنْ يَكُونَ مَتْجَرُهُ فِي بَلَدِهِ وَ يَكُونَ خُلَطَاؤُهُ صَالِحِينَ.

آدمی کی سعادت اس میں ہے کہ اس کی تجارت کا مرکز اس کے شہر ہی میں ہو اور اس کے ساتھی اور شریک افراد شائستہ ہوں۔[۳]

---

[۱] تحف العقول / النص / ۹ / وصیۃ لامیر المؤمنین ع..... ص:۶

[۲] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۸۱۷ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم ص «باترجمہ فارسی

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۵ / ۲۵۷ / باب ان من السعادۃ ان یکون معیشۃ الرجل فی بلدہ..... ص:۲۵۷

حقوق شریک:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَّا حَقُّ الشَّرِيكِ فَإِنْ غَابَ كَافَيْتَهُ وَإِنْ حَضَرَ رَعَيْتَهُ وَلَا تَحْكُمُ دُونَ حُكْمِهِ وَلَا تَعْمَلُ بِرَأْيِكَ دُونَ مُنَاظَرَتِهِ وَ تَحْفَظُ عَلَيْهِ مَالَهُ وَلَا تَخُنْهُ فِيمَا عَزَّ اَوْ هَانَ مِنْ اَمْرِهِ فَإِنَّ يَدَ اللهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عَلَى الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَتَخَاوَنَا.

شریک کا حق یہ ہے کہ اگر وہ غائب ہو تو کفایت کرا ور اگر موجود ہے تو مراعات کر اور بے رائے سے مشورہ نہ لو۔ اس کے مشورے کے بغیر عمل نہ کرو۔ اس کے مال کی حفاظت کرو اور کلی و جزئی امور میں خیانت سے پرہیز کرو کیونکہ قدرت خدا دو شریک کے ساتھ ہے۔ جبکہ تک وہ ایک دوسرے سے خیانت نہ کرتے ہوں۔[1]

ہم محفل فرد کے حقوق:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَّا حَقُّ الْخَلِيطِ فَأَنْ لَا تَغُرَّهُ وَ لَا تَغُشَّهُ وَ لَا تَكْذِبَهُ وَ لَا تُغْفِلَهُ وَ لَا تَخْدَعَهُ وَ لَا تَعْمَلَ فِي انْتِقَاضِهِ عَمَلَ الْعَدُوِّ الَّذِي لَا يَبْقَى عَلَى صَاحِبِهِ وَ اِنِ اطْمَأَنَّ اِلَيْكَ اسْتَقْصَيْتَ لَهُ عَلَى نَفْسِكَ وَ عَلِمْتَ اَنَّ غَبْنَ الْمُسْتَرْسِلِ رِبًا.

جس آدمی کا تو ہم محفل ہے اس کا حق یہ ہے کہ اسے فریب نہ دینا، اس سے خیانت نہ کرنا، اس کی بات کا انکار نہ کرنا، اسے غافل نہ بنانا اور اس سے دشمن کا سا سلوک نہ کرنا، اگر اس نے تجھ پر اعتماد کیا۔ اسے اپنے پر مقدم جانو۔ جان لو! منفعت طلبی کے لئے خیانت کرنا کہ جس نے تجھ پر اعتماد کیا ہے تو یہ سود ہے۔[2]

طلب کار کے حقوق:

امام سجاد علیہ السلام طلب کار کے حقوق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

اَمَّا حَقُّ الْغَرِيمِ الطَّالِبِ لَكَ فَإِنْ كُنْتَ مُوسِراً اَوْفَيْتَهُ وَ كَفَيْتَهُ وَ اَغْنَيْتَهُ وَ لَمْ تَرْدُدْهُ وَ تَمْطُلْهُ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَ اِنْ كُنْتَ مُعْسِراً اَرْضَيْتَهُ بِحُسْنِ الْقَوْلِ وَ طَلَبْتَ اِلَيْهِ طَلَباً جَمِيلًا وَ رَدَدْتَهُ عَنْ نَفْسِكَ رَدّاً لَطِيفًا.

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۵ / ۱۷۷ / ۳۔باب جملۃ ممایبنغی القیام بہ من الحقوق الواجبۃ والمندوبۃ..... ص: ۱۷۲

[2] تحف العقول/ النص/ ۲۶۸ / واما حق الرحم..... ص: ۲۶۳

حق کی طلب کاری یہ ہے کہ وہ تجھ حق کا تقاضا کرے۔ وہ یہ ہے کہ اگر تیرے پاس ہوتو اسے ادا کرو، اسے بے نیاز کرو اور سوال کو رد نہ کرو، تاخیر نہ کرنا۔ کیونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر بے نیاز شخص طلب کار کو دینے میں تاخیر کرے تو یہ ظلم ہے اگر تیرے پاس کچھ نہیں تو اس کو ساتھ حسن اخلاق سے راضی کرو، اس سے مہلت لے لو اور اس پر شفقت کرو۔[۱]

۱۳۱۔ نفع پہچانے کی اہمیت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ مَنِ انْتَفَعَ بِهِ النَّاسُ.

لوگوں میں سے بہترین فرد وہ ہے جس سے لوگوں کو نفع پہنچے۔[۲]

نفع پہنچانے کے آثار:

محبوب خدا ہونا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى عِبَاداً يَخُصُّهُمْ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ فَيُقِرُّهَا فِي اَيْدِيهِمْ مَا بَذَلُوهَا فَاِذَا مَنَعُوهَا نَزَعَهَا مِنْهُمْ ثُمَّ حَوَّلَهَا اِلَى غَيْرِهِمْ.

خدا کے کچھ ایسے بندے ہیں جو دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں۔ خدا نے نعمتوں کو ان کے لئے مختص فرمایا ہے پس جب تک وہ نعمتیں دوسروں کو دیتا ے رہتے ہیں ان کے پاس نعمتیں باقی رہتی ہیں اور جب ہاتھ روک لیتے ہیں یعنی کسی کو کوئی چیز نہ دیں۔ تو خدا ان سے نعمتوں کو سلب کر دیتا ہے۔[۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَحَبُّهُمْ اِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهِ.

تم میں سے خدا کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کو نفع پہنچاتا ہے۔[۴]

مجاہدین کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۲۶۷/ واما حق الرحم..... ص: ۲۶۳
[۲] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۹۶/ ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص: ۳۷۶
[۳] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۶۹/ ۲۸/ باب ۹۴ فضل الفقر والفقراء وحبہم ومجالستہم والرضا بالفقر وثواب اکرام الفقراء وعقاب من استہان بہم... ص: ۱
[۴] قرب الاسناد (ط- الحدیثۃ)/ النص/ ۱۲۰/ احادیث متفرقۃ..... ص: ۹

مَنْ مَشَى فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَ مَنْفَعَتِهِ فَلَهُ ثَوَابُ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ.

جو شخص اپنے دینی بھائی کی مدد کے لئے قدم اٹھاتا ہے اسے مجاہدین کا ثواب ملتا ہے۔[1]

قیامت میں ثابت قدم:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَانَ وَصُولًا لِإِخْوَانِهِ بِشَفَاعَةٍ فِي دَفْعِ مَغْرَمٍ أَوْ جَرِّ مَغْنَمٍ ثَبَّتَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ قَدَمَيْهِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيهِ الْأَقْدَامُ.

جو شخص کسی مومن کی مدد کے لئے یا اس سے نقصان کا جبران کرتا ہے خدا اس کے قدموں کو اس دن ثابت رکھے گا جب سب قدم لرزیں گے۔[2]

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۸/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

[2] وسائل الشیعۃ/ ج۱۶/ ۳۴۲/ ۲۲۔باب استحباب نفع المؤمنین..... ص:۳۴۱

دوسری فصل:

شہرسازی اورشہرداری

اسلامی شہر کی ساخت:

اسلامی شہرسازی کے لئے دونکات پرتوجہ دینی چاہیے۔

ا۔عمارتوں کی تعمیر کے اہداف

اسلامی معاشرے میں مختلف عمارتیں مختلف اہداف کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ جیسے شخص گھر، اماکن عمومی جیسے ثقافتی مرکز، مذہبی مرکز، شہرداری اورحکومتی مختلف عمارتیں بنائی جاتی ہیں۔ شخصی عمارت سے انسان گرمی اورسردی سے بچنے کا فائدہ اٹھاتا ہے جولوگ سالم ہوتے ہیں۔ان مقامات میں انفرادی، اجتماعی، فکری اوراعتقادی، ہرلحاظ سے آرام وسکون ملتا ہے۔[۱]

---

[۱] وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝٨٠ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝٨١

اورخداہی نے تمہارے گھروں کوتمہاراٹھکانا قراردیا ہےاوراسی نے تمہارے واسطے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے (ہلکے پھلکے) ڈیرے (خیمے) بنائے جنہیں تم سبک پاکراپنے سفروحضر میں کام میں لاتے ہواوران (چارپایوں) کی اُون اورروؤں اور بالوں سے ایک وقت خاص (قیامت) تک کے لیے تمہارے بہت سے اسباب اورکارآمد چیزیں (بنائیں) اورخداہی نے تمہارے آرام کے لیے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے بنائے اسی نے تمہارے (چھپکے بیٹھنے کے) واسطے پہاڑوں میں گھروندے (غاروغیرہ بنائے) اوراسی نے تمہارے لیے کپڑے بنائے جوتمہیں سردی) گرمی سے محفوظ رکھیں اور(لوہے کے) کُرتے جوتمہیں ہتھیاروں کی زدسے بچائیں یوں خدااپنی نعمت تم پرپوری کرتا ہے تاکہ اس کی فرمانبرداری کرو۔(سورۂ نحل:۸۰،۸۱)

کچھ عمارتیں عمومی فوائد کے لئے تعمیر ہوتی ہیں۔ جیسے ترویج علوم ومصارف اسلامی، حفظ وترویج، شعائر مذہبی مراکز صحت جو لوگوں کی خدمات کے لئے ہوتی ہیں۔ اسلامی اہداف اور معاشرے کی ترقی کے لئے عمومی مراکز کی ساخت میں نمایاں ہوں۔

اس کے لئے اسلامی ثقافت اور زکات کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ مثال کے طور پر شخصی عمارت قاعدہ تسلیط کے تحت تعمیر ہوتی ہے جس میں انسان اپنے انفرادی آزادی حاصل کرتا ہے۔

لیکن اگر دوسروں کے لئے نقصان دہ ہو جیسے ہمسایوں کے حقوق کی رعایت نہ ہوتی ہو تو قاعدہ عدم ضرور مقدم کریں گے۔ اسی طرح عمومی مقامات، تعظیم شعائر دینی کے قاعدہ کے مطابق یا حرمت توہین دین کے قاعدہ کے مطابق بنتے ہیں۔

عمومی مقامات میں شہریوں مثلاً عورت، مرد، بچے، جوان بوڑھے سب کے حقوق کی رعایت ہو۔ لہٰذا ان عمارتوں کی تعمیر اسی طرح ہو کہ محرم و نامحرم تک کا مسئلہ پیش نہ آئے۔

عمارتوں کی ساخت:

اسلام کی نظر میں مختلف زمانوں اور مقانوں کے لئے مختلف اصول اپنائے گئے ہیں۔ زمان ومکان اور اہداف کے لحاظ سے ساخت میں فرق ہوتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے آپ نے فرمایا:

وَ ابْنُوْا مَدَائِنَكُمْ مُشْرِفَةً.

اپنے شہروں کو خوبصورت بناؤ جن سے شرافت اور صنعت نظر آئے۔[1]

۲۔ شہرداری

شہر اور دیہات کی حفاظت عمومی مسائل میں سے ہے اور ایک معاشرے کی ضرورت ہے۔ فرہنگ اسلام میں اس پر توجہ دی گئی ہے۔ خمس وزکات کے اصول کے لئے عمومی عمارتیں ہوتی ہیں اور یہ مخیر افراد کی طرف سے بنتی ہیں جس کے لئے آیات وروایات میں بنانے کا ثواب ملتا ہے۔ بعض مخیر حضرات سڑک، مرکز علمی، فرہنگی، عبادی سلامتی وغیرہ بناتے ہیں۔

پچھلے زمانے میں لوگوں کو سفر اور حضر میں عمارتوں کی ضرورتی ہوتی تھی۔ جو آج کل مختلف ہے پہلے مہمان سراء بنائے جاتے تھے جس سے مسافر فائدہ اٹھاتے تھے۔

اموال بیت الموال:

وہ مال جس میں مختلف درآمد کے مجموعہ کا مال ہو۔ جیسے خمس، زکات، انفال، مالیات، ٹیکس اور جذیہ وغیرہ۔ یہ عمومی ثروت شمار ہوتی ہے۔ گلی، بازار، پارک، شہر میں روشنائی، پودوں کو پانی دینا، یہ سب شہریوں کے فوائد کے لئے ہے۔ بیت المال کی تقسیم عادلانہ ہونی

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۱۳

چاہیے۔استحقاق کے علاوہ کوئی حق نہیں رکھتا وہ بیت المال میں سے خرچ کرے۔

اموال عمومی کے استعمال میں دقت:

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام مالک اشتر کے نام خط (عہدنامہ) میں فرماتے ہیں:

اَدِقُّوا اَقْلَامَكُمْ وَ قَارِبُوا بَيْنَ سُطُورِكُمْ وَ احْذِفُوا عَنِّي فُضُولَكُمْ وَ اقْصِدُوا قَصْدَ الْمَعَانِي وَ اِيَّاكُمْ وَ الْاِكْثَارَ فَاِنَّ اَمْوَالَ الْمُسْلِمِينَ لَا تَحْتَمِلُ الْاِضْرَارَ.

(۱) جب کچھ لکھو تو باریک قلم سے (۲) سطریں قریب قریب ہوں (۳) غیر ضروری عبارت نہ لکھو (۴) ضروری الفاظ مطلب کے ادا کرنے میں لکھو (۵) ایسا نہ ہو کہ مال اہل اسلام ضائع ہو کیونکہ مال مسلمین ضرر کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

ایک حدیث میں عمومی اموال کے بارے میں فرمایا:

اِيَّاكَ وَ الِاسْتِئْثَارَ بِمَا النَّاسُ فِيهِ اُسْوَةٌ.

دیکھو! جن چیزوں میں سب لوگوں کا حق برابر ہوتا ہے اسے اپنے لئے مخصوص نہ کر لینا۔[1]

اور ایک مقام پر مولا فرماتے ہیں:

اَلْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي الْكَلَا وَ الْمَاءِ وَ النَّارِ

مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں۔صحرائی گھاس، پانی اور آگ۔[2]

اموال شخصی سے فائدہ اٹھانا:

بیت المال کے اموال سے پرہیز کرنے کی اتنی تاکید کی گئی ہے حتیٰ کہ انبیاء بھی نصیحت فرماتے تھے کہ اس سے پرہیز کرو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَوْحَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَى دَاوُدَ علیہ السلام اَنَّكَ نِعْمَ الْعَبْدُ لَوْ لَا اَنَّكَ تَأْكُلُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَ لَا تَعْمَلُ بِيَدِكَ شَيْئاً قَالَ فَبَكَى دَاوُدُ علیہ السلام اَرْبَعِينَ صَبَاحاً فَاَوْحَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَى الْحَدِيدِ اَنْ لِنْ لِعَبْدِي دَاوُدَ فَاَلَانَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ الْحَدِيدَ فَكَانَ يَعْمَلُ كُلَّ يَوْمٍ دِرْعاً فَيَبِيعُهَا بِاَلْفِ دِرْهَمٍ فَعَمِلَ ثَلَاثَمِائَةٍ وَ سِتِّينَ دِرْعاً فَبَاعَهَا بِثَلَاثِمِائَةٍ وَ سِتِّينَ اَلْفاً وَ اسْتَغْنَى عَنْ بَيْتِ الْمَالِ.

خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی تم میرے ایک نیک بندے ہو لیکن تم بیت المال سے مال خرچ کرتے ہو

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۴۴ / ۵۳ و من کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر و اعمالہا حین اضطرب امر امیر ہا محمد بن ابی بکر، و ہو اطول عہد کتبہ و اجمعہ للمحاسن ص:۴۲۶

[2] روضۃ المتقین فی شرح من لا یحضرہ الفقیہ (ط-القدیمۃ)/ ج۶ / ۲۳۴ / باب الحکم فی سیل وادی مہزور ..... ص: ۲۳۳

اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے کیوں نہیں خرچ کرتے۔

آپ نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام نے چالیس دن تک گریہ کیا خدا نے لوہے کو ان کے لئے نرم کیا اور اس سے ہر روز ایک جنگی زرہ بناتے تھے اور ہزار درہم میں بیچتے تھے اس طرح حضرت داؤد علیہ السلام بیت المال سے بے نیاز ہو گئے۔ [۱]

عمومی اموال میں خزانہ دار کی شرائط:

عمومی اموال کی حفاظت کے لئے خزانہ دار قابل اعتماد ہو۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ہر ایک نمائندے کو زکات اور اموال کو جمع کرنے کے لئے خط لکھا:

وَ لَا تَأْمَنَنَّ عَلَيْهَا اِلَّا مَنْ تَثِقُ بِدِينِهِ رَافِقاً بِمَالِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى يُوَصِّلَهُ اِلَى وَلِيِّهِمْ فَيَقْسِمَهُ بَيْنَهُمْ وَلَا تُوَكِّلْ بِهَا اِلَّا نَاصِحاً شَفِيقاً وَ اَمِيناً حَفِيظاً.

لوگوں کے مال پر اس شخص کو متعین کرو جو دیندار اور قابل اعتماد ہو، جو شخص مسلمانوں کے اموال کے ساتھ انصاف کی رعایت کرتا ہو اور حق دار کو حق پہنچاتا ہو اور تمام مال تقسیم کر دیتا ہو۔ ایسے افراد جو خیر خواہ، مہربان و امین ہو، بیت المال کا خزانہ دار بناؤ۔ [۲]

بیت المال کے مستحقین:

بیت المال کی حفاظت ضروری ہے اور اس کا غلط استعمال ممنوع ہے۔ لیکن بعض اوقات خرچ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس میں کوئی اشکال نہیں۔ جیسے خزانہ دار اور دوسرے نمائندوں کی تنخواہیں، محتاج افراد پر خرچ ہوتی ہے جیسے یتیم اور عمومی خدمات۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَا بُدَّ مِنْ اِمَارَةٍ وَ رِزْقٍ لِلْاَمِيرِ وَ لَا بُدَّ مِنْ عَرِيفٍ وَ رِزْقٍ لِلْعَرِيفِ وَ لَا بُدَّ مِنْ حَاسِبٍ وَ رِزْقٍ لِلْحَاسِبِ وَ لَا بُدَّ مِنْ قَاضٍ وَ رِزْقٍ لِلْقَاضِي وَ كَرِهَ اَنْ يَكُونَ رِزْقُ الْقَاضِي عَلَى النَّاسِ الَّذِينَ يَقْضِي لَهُمْ وَ لَكِنْ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ.

ضروری ہے کہ حکومت بیت المال میں سے حاکم و فرمانروا کے حقوق ادا کرے، عمومی ذمہ دارانِ حکومت کی تنخواہ بھی حکومت ادا کرے، حساب دار کی بھی ضرورتیں ہوتی ہیں لہٰذا اسے بھی تنخواہ دی جائے قاضی کی تنخواہ بھی ادا کی جانی چاہئے مکروہ ہے کہ قاضی کی تنخواہ لوگ ادا کریں اور قاضی لوگوں کا محتاج ہو بلکہ بیت المال سے ادا کرنا چاہیے۔ [۳]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۵/ ۷۴/ باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص: ۷۳

[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۳۸۱/ ۲۵ و من وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص: ۳۸۰

[۳] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۵۳۸/ کتاب آداب القضاۃ..... ص: ۵۲۷

حبیب ابن ابی ثابت بیت المال کو یتیموں میں تقسیم کرنے کے بارے میں کہتا ہے:

جَاءَ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَسَلٌ وَ تِينٌ مِنْ هَمْدَانَ وَ حُلْوَانَ فَأَمَرَ الْعُرَفَاءَ أَنْ يَأْتُوا بِالْيَتَامَى فَأَمْكَنَهُمْ مِنْ رُءُوسِ الْأَزْقَاقِ يَلْعَقُونَهَا وَ هُوَ يَقْسِمُهَا لِلنَّاسِ قَدَحاً قَدَحاً فَقِيلَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا لَهُمْ يَلْعَقُونَهَا فَقَالَ إِنَّ الْإِمَامَ أَبُو الْيَتَامَى وَ إِنَّمَا أَلْعَقْتُهُمْ هَذَا بِرِعَايَةِ الْآبَاءِ.

ایک شخص بغداد کے نزدیک حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں شہد اور انجیر لایا۔ آپ نے اپنے بزرگ اصحاب کو حکم دیا کہ یتیموں کو بلایا جائے۔ شہدان کے حوالے کیا تا کہ وہ کھا سکیں اور خود لوگوں میں تھوڑا تھوڑا شہد تقسیم کر دیں۔

آپؑ سے عرض کیا گیا: یتیموں سے کیوں شہد کی مشک کو کیوں کھلوایا؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: امام یتیموں کا باپ ہوتا ہے اور میں نے اپنے باپ ہونے کی سنت پر عمل کیا۔[1]

بیت المال کا بیہودہ استعمال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا عَمِلَتْ أُمَّتِي خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهِمُ الْبَلَاءُ إِذَا كَانَ الْفَيْءُ دُوَلًا وَ الْأَمَانَةُ مَغْنَماً وَ الصَّدَقَةُ مَغْرَماً وَ أَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَ عَصَى أُمَّهُ وَ بَرَّ صَدِيقَهُ وَ جَفَا أَبَاهُ وَ ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ.

جب میری امت غنیمت، ثروت، امانت اور صدقہ کو ضائع شمار کرے گی جب مرد اپنی عورت کی اطاعت اور ماں کی نا فرمانی ہو، اپنے دوستوں سے نیکی اور باپ پر جفا کرے، مساجد میں آوازیں بلند ہوں۔ ایسے حالات میں لوگوں پر بلائیں نازل ہوں گی۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسَةٌ لَعَنْتُهُمْ وَ كُلُّ نَبِيٍّ مُجَابٍ الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللهِ وَ التَّارِكُ لِسُنَّتِي- وَ الْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللهِ وَ الْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي مَا حَرَّمَ اللهُ وَ الْمُسْتَأْثِرُ بِالْفَيْءِ وَ الْمُسْتَحِلُّ لَهُ.

پانچ گروہ ایسے ہیں جن پر میری اور دوسرے انبیاء کی لعنت ہے:

۱۔ جو کتاب خدا میں اضافہ کرے۔

۲۔ جو میری سنت کو ترک کر دے۔

۳۔ جو قدر الٰہی کی تکذیب کرے۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۱ / ۴۰۶ / باب ما یجب من حق الامام علی الرعیۃ وحق الرعیۃ علی الامام..... ص:۴۰۵

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج۱ / ۷۱ / الباب السابع عشر فی عقاب الزناء والربا..... ص:۷۱

۴۔ حرام کو حلال کرنا۔

۵۔ جو شخص عمومی اموال کو اپنے لئے مخصوص کرتا ہے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَالْاَمْطَارُ هِيَ الَّتِي تُطْبِقُ الْاَرْضَ ...... وَ بِهَا يَسْقُطُ عَنِ النَّاسِ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْبُلْدَانِ مَئُونَةُ سِيَاقِ الْمَاءِ مِنْ مَوْضِعٍ إِلَى مَوْضِعٍ وَ مَا يَجْرِي فِي ذَلِكَ بَيْنَهُمْ مِنَ التَّشَاجُرِ وَ التَّظَالُمِ حَتَّى يَسْتَأْثِرَ بِالْمَاءِ ذَوُو الْعِزَّةِ وَ الْقُوَّةِ وَ يُحْرَمَهُ الضُّعَفَاءُ

بارشیں زمین کو سیراب کرتی ہیں.................. اکثر مقامات پر پانی بڑی مشکل سے پہنچتا ہے، لہٰذا کنویں کے مالک پانی کے اپنے لئے مختص کرنے اور ضعیف افراد کو محروم کرنے سے انسان مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے۔[۲]

۳۔ عمومی خدمات کے بعض مصادیق

(الف) صدقہ اور ضرورت مند افراد کی مدد:

اسلام میں خاص تدبیر کے ساتھ معاشرے میں ضرورت مند کی مدد کے علاوہ راہ خدا میں خرچ کرنا وقف، کفارات اور اسی طرح دوسرے طریقوں سے لوگوں کی خدمت کرنا ضروری ہے۔ ضرورت مند اور فقراء کی مادی ومعنوی صدقہ اور مدد کرنا تمام لوگوں کا شرعی وظیفہ ہے اور یہ کام ثروت مند افراد کا ہے۔ صدقہ اور لوگوں کی مدد کرنے سے انفرادی واجتماعی آثار اور ثواب ملتا ہے۔ صدقہ ایمان کا سرمایہ اور منافع بخش تجارت ہے۔ نیک کام کا بہترین وسیلہ اور دوزخ کی آگ ڈھال، بلا ومصیبت کو دور کرنے سے غریبوں کی مدد ہوتی ہے اور ثروت مندوں کے لئے امان ہے۔

یہاں پر کچھ روایات ذکر کرتے ہیں جو پیام وسیرت عملی اہل بیتؑ بیان کرتی ہیں۔

صدقہ کی اہمیت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

تَصَدَّقْتُ يَوْماً بِدِينَارٍ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ص- أَ مَا عَلِمْتَ يَا عَلِيُّ أَنَّ صَدَقَةَ الْمُؤْمِنِ لَا تَخْرُجُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَفُكَّ عَنْهَا مِنْ لَحْيِ سَبْعِينَ شَيْطَاناً كُلُّهُمْ يَأْمُرُهُ بِأَنْ لَا يَفْعَلَ وَ مَا تَقَعُ فِي يَدِ السَّائِلِ حَتَّى تَقَعَ فِي يَدِ الرَّبِّ جَلَّ جَلَالُهُ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۲۹۳ / باب فی اصول الکفر وارکانہ..... ص:۲۸۹

[۲] توحید المفضل / ۱۴۹ / مصالح نزول المطر علی الارض واثر التدبیر فیہ..... ص:۱۴۹

وَيَأۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ.[۱]

ایک دن میں نے ایک دینار صدقہ دیا۔ رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تجھے معلوم ہے کہ صدقہ مومن کے ہاتھ پر جانے سے پہلے شیطانوں کے منہ سے بچتا ہے؟ صدقہ سائل کے ہاتھ پر پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ پر جاتا ہے۔ کیا یہ آیت نہیں کہتی:

کیا ان لوگوں نے اتنا بھی نہیں جانا کہ یقیناً خدا ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہ ہی خیراتیں (بھی) لیتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ وہی توبہ کا بڑا قبول کرنے والا مہربان ہے۔[۲]

رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيۡرُ مَالِ الۡمَرۡءِ وَذَخَائِرِهِ الصَّدَقَةُ.

بہترین مال ذخیرہ شدہ صدقہ ہے۔[۳]

اسی طرح فرمایا:

اَرۡضُ الۡقِيَامَةِ نَارٌ مَا خَلَا ظِلَّ الۡمُؤۡمِنِ فَاِنَّ صَدَقَتَهُ تُظِلُّهُ.

میدان قیامت سراسر آگ ہے صدقہ کے سوا وہاں کوئی سائبان نہیں۔[۴]

صدقہ کے اوقات

صدقہ تمام اوقامات میں اچھا اور مؤثر ہے۔ لیکن بعض اوقات خاص اثر ہوتا ہے جس کی تاکید کی گئی ہے۔

غذا کے بعد:

حضرت علی علیہ السلام نے شہادت کے وقت امام حسن علیہ السلام کو وصیت میں فرمایا:

وَلَا تَأۡكُلَنَّ طَعَاماً حَتّٰى تَصَدَّقَ مِنۡهُ قَبۡلَ اَكۡلِهِ.

ہرگز کھانا نہ کھانا جب تک اس کا صدقہ نہ دے دو۔[۵]

---

[۱] سورۂ توبہ: ۱۰۴

[۲] تفسیر العیاشی/ ج ۲ / ۱۰۷ / [سورۃ التوبۃ (۹): الآیات ۱۰۳ الی ۱۰۴] ..... ص: ۱۰۶

[۳] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۶۱ / ۲۳۱ باب فیما جاء عن الرضا من الاخبار المجموعۃ ..... ص: ۲۴

[۴] الکافی (ط- الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۳ / باب فضل الصدقۃ ..... ص: ۲

[۵] الامالی (للمفید) / النص / ۲۲۲ / المجلس السادس والعشرون

صبح وشام کا آغاز:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

بَاكِرُوا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَايَا لَا تَتَخَطَّاهَا وَ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ أَوَّلَ النَّهَارِ دَفَعَ اللهُ عَنْهُ شَرَّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ فَإِنْ تَصَدَّقَ أَوَّلَ اللَّيْلِ دَفَعَ اللهُ عَنْهُ شَرَّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ.

اپنے دن کا آغاز صدقہ سے کرو کیونکہ اس سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔ جو شخص دن کے آغاز پر صدقہ دے خدا آسمان سے نازل ہونے والے شر سے انسان کو محفوظ رکھتا ہے۔

اگر رات کے شروع میں صدقہ دے تو خدا اس رات کو نازل ہونے والے شر سے انسان کو امان میں رکھتا ہے۔[۱]

آپؑ نے فرمایا:

مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ إِذَا أَصْبَحَ دَفَعَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَنْهُ نَحْسَ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

جو شخص صبح صدقہ دے خدا اس روز کی نحوست برطرف فرماتا ہے۔[۲]

روز جمعہ صدقہ دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ أَبِي أَقَلَّ أَهْلِ بَيْتِهِ مَالًا وَ أَعْظَمَهُمْ مَئُونَةً قَالَ وَ كَانَ يَتَصَدَّقُ كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ بِدِينَارٍ وَ كَانَ يَقُولُ الصَّدَقَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تُضَاعَفُ لِفَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ عَلَى غَيْرِهِ مِنَ الْأَيَّامِ.

میرے والد گرامی اپنے خاندان میں سب سے کم درآمد اور سب سے زیادہ خرچ کرنے والے تھے۔ وہ ہمیشہ روز جمعہ کو صدقہ دیتے تھے اور فرماتے تھے دوسرے دنوں کی نسبت روز جمعہ صدقہ دینا زیادہ بافضیلت ہے۔[۳]

امام صادق علیہ السلام ایک شخص سے [جو صدقہ جیسی نیکی کا قصد رکھتا تھا] فرماتے ہیں:

يُسْتَحَبُّ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّ الْعَمَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُضَاعَفُ.

یہ زیادہ پسندیدہ ہے کہ جمعہ کے دن صدقہ دیا جائے کیونکہ جمعہ کے دن نیک کام کرنے کا دوبرابر ثواب ملتا ہے۔[۴]

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۶۷/ باب فضل الصدقۃ..... ص:۶۶

[۲] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۶۹/ باب افتتاح السفر بالصدقۃ..... ص:۲۶۹

[۳] وسائل الشیعۃ/ ج۷/ ۴۱۳/ ۵۵- باب استحباب الصدقۃ یوم الجمعۃ ولیلتها بدینار او بما تیسر..... ص:۴۱۲

[۴] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۴۲۳/ باب وجوب الجمعۃ وفضلها ومن وضعت عنہ والصلاۃ والخطبۃ فیها..... ص:۴۰۹

سفر کے شروع میں صدقہ:

حماد بن عثمان امام صادق علیہ السلام سے سفر کی کراہت کے بارے میں پوچھتا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

افْتَتِحْ سَفَرَكَ بِالصَّدَقَةِ وَ اقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ إِذَا بَدَا لَكَ.

سفر کا آغاز صدقہ سے کرو اور جب بھی یاد آئے آیت الکرسی پڑھنا۔[۱]

راوی کہتا ہے: میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

إِذَا خَرَجَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنْزِلِهِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِصَدَقَةٍ وَ لْيَقُلْ:

جب تم میں سے کوئی سفر کیلئے جائے تو صدقہ دے کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ أَظِلَّنِي مِنْ تَحْتِ كَنَفِكَ وَ هَبْ لِيَ السَّلَامَةَ فِي وَجْهِي هَذَا ابْتِغَاءَ السَّلَامَةِ وَ الْعَافِيَةِ وَ الْمَغْفِرَةِ وَ صَرْفَ أَنْوَاعِ الْبَلَاءِ.

اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْهُ لِي أَمَاناً فِي وَجْهِي هَذَا وَ حِجَاباً وَ سِتْراً وَ مَانِعاً وَ حَاجِزاً مِنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ وَ مَحْذُورٍ وَ جَمِيعِ أَنْوَاعِ الْبَلَاءِ إِنَّكَ وَهَّابٌ جَوَادٌ مَاجِدٌ كَرِيمٌ.

فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ وَ قُلْتَهُ لَمْ تَزَلْ فِي ظِلِّ صَدَقَتِكَ مَا نَزَلَ بَلَاءٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَّا وَ دَفَعَهُ عَنْكَ وَ لَا اسْتَقْبَلَكَ بَلَاءٌ فِي وَجْهِكَ إِلَّا وَ صَدَمَهُ عَنْكَ وَ لَا أَرَادَكَ مِنْ هَوَامِّ الْأَرْضِ شَيْءٌ مِنْ تَحْتِكَ وَ لَا عَنْ يَمِينِكَ وَ لَا عَنْ يَسَارِكَ إِلَّا وَ قَمَعَتْهُ الصَّدَقَةُ.

خدایا! مجھے اپنی رحمت کے سائے میں پناہ دے۔ مجھے اس راستے پر چلنے میں سلامتی فرما، اس صدقہ کے ذریعے سلامتی، عافیت، مغفرت اور مختلف مصیبتوں کے رد کرنے کے لئے درخواست کرتا ہوں۔

خدایا! اس کو میرے لئے امن کا سبب، اس سفر میں، حجاب اور ستر، مانع و ہر دکھ کو رد کرنے والا قرار فرما۔ خطر اور تمام بلا سے امن دے کیونکہ تو بخشنے والا، کشادہ دست باعظمت و بزرگوار ہے۔

جب تم نے صدقہ دیا اور اس دعا کو پڑھا تو ہمیشہ اللہ کی پناہ میں ہو اور آسمان سے نازل ہونے والی بلاؤں کو صدقہ برطرف کرتا ہے اس طرح آنے والی مصیبتیں صدقہ دینے سے دور ہو جاتی ہیں اور زمین پر ہر موذی چیز سے تمہیں امان ملے گی۔[۲]

وقت افطار میں صدقہ:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] المحاسن/ج۲/۳۴۸/۸باب افتتاح السفر بالصدقۃ..... ص:۳۴۸

[۲] بحار الانوار (ط-بیروت)/ج۹۲/۳۰۵/باب ۱۱۳ادعیۃ الخروج من الدار..... ص:۳۰۴

مَنْ تَصَدَّقَ وَقْتَ اِفْطَارِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ بِرَغِيْفٍ غَفَرَ اللهُ لَهٗ ذَنْبَهٗ وَ كَتَبَ لَهٗ ثَوَابَ عِتْقِ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ.

جب کوئی افطار کے وقت ایک روٹی ضرورت مند کو صدقے میں دیتا ہے۔ خدا اس کے تمام گناہ معاف کرتا ہے اور اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔[1]

ماہِ رجب میں صدقہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا:

يَا نَبِيَّ اللهِ! فَمَنْ عَجَزَ عَنْ صِيَامِ رَجَبٍ لِضَعْفٍ اَوْ لِعِلَّةٍ كَانَتْ بِهٖ اَوِ امْرَاَةٍ غَيْرِ طَاهِرٍ يَصْنَعُ مَاذَا لِيَنَالَ مَا وَصَفْتَهُ قَالَ يَتَصَدَّقُ كُلَّ يَوْمٍ بِرَغِيْفٍ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ وَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ اِذَا تَصَدَّقَ بِهٰذِهِ الصَّدَقَةِ كُلَّ يَوْمٍ نَالَ مَا وَصَفْتُ وَ اَكْثَرَ اِنَّهٗ لَوِ اجْتَمَعَ جَمِيْعُ الْخَلَائِقِ كُلُّهُمْ مِنْ اَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرْضِ عَلٰى اَنْ يُقَدِّرُوْا قَدْرَ ثَوَابِهٖ مَا بَلَغُوْا عُشْرَ مَا يُصِيْبُ فِي الْجِنَانِ مِنَ الْفَضَائِلِ وَ الدَّرَجَاتِ.

اگر کوئی کمزوری یا کسی اور عذر کی وجہ سے رجب کا روزہ نہیں رکھ سکتا۔ وہ کون سا عمل کرے جس سے اسے ثواب مل جائے۔

آپؐ نے فرمایا: ایک روٹی کے برابر مسکین کو صدقہ دو، اس خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جب اس طرح صدقہ دو گے تو اس طرح ثواب ملے گا جس طرح رجب کی فضیلت کا ثواب ملتا ہے بلکہ اس سے زیادہ ثواب ملتا ہے اگر آسمان وزمین کی مخلوق شمار کرنے لگے تو ایک درہم کی فضیلت کا ثواب اور جنت میں درجات شمار نہیں کر سکتے۔[2]

ماہِ شعبان میں صدقہ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فِيْ شَعْبَانَ رَبَّاهَا اللهُ جَلَّ وَ عَزَّ لَهٗ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَصِيْلَهٗ حَتّٰى يُوَافِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ قَدْ صَارَتْ لَهٗ مِثْلُ اُحُدٍ.

جو آدمی ماہ شعبان میں صدقہ دے تو خدا اس کے صدقے کی پرورش کرے گا یہاں تک کہ روز قیامت کو وہ احد کی مانند

---

[1] فضائل الاشہر الثلاثۃ/ ۹۶ / کتاب فضائل شہر رمضان

[2] الامالی (للصدوق) / النص / ۵۳۹ / المجلس الثمانون

بڑا نظر آئے گا۔[۱]

ماہِ رمضان میں صدقہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

......مَنْ تَصَدَّقَ فِي هَذَا الشَّهْرِ بِصَدَقَةٍ غَفَرَ اللهُ لَهُ.

جو شخص اس ماہ (رمضان المبارک) میں صدقہ دے خدا اسے بخش دیتا ہے۔[۲]

مصدیق وصدقہ

صدقے کے مصادیق زیادہ ہیں۔ان میں سے ہم بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

نیک کام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَمَا وَقَى بِهِ الْمَرْءُ عِرْضَهُ كُتِبَ لَهُ بِهِ صَدَقَةً.

ہر نیک کام صدقہ ہوتا ہے انسان اپنی آبرو کی حفاظت میں جو کچھ کرتا ہے وہ صدقہ شمار ہوتا ہے۔[۳]

پانی پلانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ سَقْيُ الْمَاءِ وَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ الْمَاءِ.

سب سے اچھا صدقہ پانی پلانے کا کام ہے۔بہترین چیز کہ جو صدقے میں دے سکتے ہو وہ پانی ہے۔[۴]

کھیتوں کو پانی دینا، باغ، گیاہ، حیوان اور انسان کو پانی صدقہ کے بہترین مصادیق میں سے ہے۔حتیٰ کہ اگر پودوں کو پانی دینا، کچھ دھونے کے لئے پانی دینا، عمارتوں اور ان جیسے سب کام صدقے کے مصادیق شمار ہوتے ہیں۔

---

[۱] الامالی (للصدوق)/النص/۶۲۸/المجلس الحادی والتسعون

[۲] الامالی (للصدوق)/النص/۵۴/المجلس الثالث عشر

[۳] الدعوات (للراوندی)/سلوة الحزین/النص/۱۰۷/ مایعمل اول کل شہر

[۴] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج۷۱/۳۶۹/باب ۲۳ اطعام المؤمن وسقیہ وکسوتہ وقضاء دینہ..... ص:۳۵۹

بہرہ انسان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِسْمَاعُ الْاَصَمِّ مِنْ غَيْرِ تَضَجُّرٍ صَدَقَةٌ هَنِيئَةٌ.

بہرے کو بات سنانا چہرے پر تیوری لائے بغیر لوگوں سے ملنا، بہترین صدقہ ہے۔[۱]

علم کا پھیلانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا تَصَدَّقَ النَّاسُ بِصَدَقَةٍ مِثْلَ عِلْمٍ يُنْشَرُ.

علم کو پھیلانے سے بڑھ کر کوئی صدقہ نہیں ہے۔[۲]

لوگوں سے اچھا سلوک:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مُدَارَاةُ النَّاسِ صَدَقَةٌ.

لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا صدقہ ہے۔[۳]

آداب صدقہ

قصد قربت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے وصیت فرمائی:

يَا عَلِيُّ لَا خَيْرَ فِي الْقَوْلِ اِلَّا مَعَ الْفِعْلِ........وَلَا فِي الصَّدَقَةِ اِلَّا مَعَ النِّيَّةِ.

اے علیؑ! خالی بات کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے سوائے عمل کے، بغیر نیت کے صدقہ دینے کا بھی کوئی فائدہ نہیں

---

[۱] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۴۰/ ثواب الصدقۃ..... ص:۱۳۹

[۲] منیۃ المرید/ ۱۰۵/ ۲ فصل فیما روی عن النبی ص فی فضل العلم..... ص:۹۹

[۳] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۲/ ۳۸۰/ فصل فی ذکر کظم الغیظ..... ص:۳۷۹

ہے۔[1]

پاکیزہ ترین مال سے صدقہ:

امام صادق علیہ السلام نے اس آیت "أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ "[2] کے بارے میں فرمایا:

كَانَ الْقَوْمُ قَدْ كَسَبُوا مَكَاسِبَ سَوْءٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا أَسْلَمُوا أَرَادُوا أَنْ يُخْرِجُوهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ لِيَتَصَدَّقُوا بِهَا فَأَبَى اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى إِلَّا أَنْ يُخْرِجُوا مِنْ أَطْيَبِ مَا كَسَبُوا.

دوران جاہلیت لوگوں کا مال ناپاک ہوتا تھا جب وہ اسلام لے آئے تو انہوں نے چاہا کہ صدقہ دے کر اپنے مال کو پاک کریں۔ خداوند عالم نے قبول نہ فرمایا سوائے پاکیزہ ترین مال سے۔[3]

صدقہ اپنے ہاتھ سے دو:

امام صادق علیہ السلام سے بہترین صدقہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْ تَتَصَدَّقَ وَ أَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَ تَخَافُ الْفَقْرَ وَ لَا تُمْهِلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَ لِفُلَانٍ كَذَا لا [أَلَا] وَ قَدْ كَانَ لِفُلَانٍ.

صدقہ اس وقت بھی دو جب تم سلامت ہو۔ صدقہ دینے میں تاخیر نہ کرو۔ حتیٰ کہ جان حلق میں آ جائے اور کہو یہ فلاں کے لئے اور یہ فلاں کے لئے۔[4]

چھپا کر صدقہ دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہترین صدقہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

جُهْدٌ مِنْ مُقِلٍّ إِلَى فَقِيرٍ فِي سِرٍّ.

غریبوں کی غربت کے دوران چھپا کر صدقہ دینا بہترین صدقہ ہے۔[5]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

...... صَدَقَةُ السِّرِّ فَإِنَّهَا تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ وَ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ.

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۶۹/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲
[2] سورۂ بقرہ: ۲۶۷
[3] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۴۸/ باب النوادر..... ص:۴۶
[4] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۱۰۷/ مایعمل اول کل شہر
[5] معانی الاخبار/ النص/ ۳۳۳/ باب معنی تحیۃ المسجد ومعنی الصلاۃ ومایتصل بذلک من تمام الحدیث..... ص:۳۳۲

چھپا کے صدقہ دینا گناہ اور خطا کو ختم کر دیتا ہے اور اس پر عذاب الٰہی نہیں ہوتا۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مِنْ کُنُوزِ الْبِرِّ کِتْمَانُ الْحَاجَةِ وَ کِتْمَانُ الصَّدَقَةِ وَ کِتْمَانُ الْوَجَعِ وَ کِتْمَانُ الْمُصِيبَةِ.

چار چیزیں نیکی کے خزانوں میں سے ہیں:

۱۔ ضرورت کو چھپانا۔

۲۔ چھپا کر صدقہ دینا۔

۳۔ دکھ کو چھپانا۔

۴۔ مصیبت کو چھپانا۔[2]

قناعت فقیر کا امتحان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ وَ کَانَ اَبِی ﷺ رُبَّمَا اخْتَبَرَ السُّؤَّلَ لِيَعْلَمَ الْقَانِعَ مِنْ غَيْرِهِ فَإِذَا وَقَفَ بِهِ السَّائِلُ اَعْطَاهُ الرَّأْسَ فَإِنْ قَبِلَهُ قَالَ دَعْهُ وَ اَعْطَاهُ اللَّحْمَ فَإِنْ لَمْ يَقْبَلْهُ تَرَكَهُ وَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئاً.

میرے والد اس طرح کرتے تھے کہ سائل کی درخواست کا امتحان کرتے تھے۔ تاکہ اس کی قناعت کو معلوم کر سکیں۔ جب کوئی سائل آتا تو اسے بھیڑ بکری کا سر دیتے تھے۔ اگر فقیر قبول کر لیتا تو اس سے فرماتے یہ اور گوشت بھی لیے جاؤ اور سر لینے سے منع کرتا تھا تو اسے کوئی چیز نہیں دیتے تھے۔[3]

شوہر کی اجازت سے صدقہ دینا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى زَوْجَتِهِ فَقَالَ اَنْ لَا تَتَصَدَّقَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَ ......

مرد کا عورت پر یہ حق ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ نہ دے لیکن اگر مال اس کا اپنا ہے تو پھر شوہر سے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔[4]

---

[1] علل الشرائع/ ج۱/ ۲۴۷/ ۱۸۲ باب علل الشرائع واصول الاسلام..... ص:۲۴۷

[2] تحف العقول/ النص/ ۲۹۵/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۲۹۲

[3] دعائم الاسلام/ ج۲/ ۱۸۵/ ۱ فصل ذکر الضحایا..... ص:۱۸۱

[4] دعائم الاسلام/ ج۲/ ۲۱۶/ ۴ فصل ذکر الدخول بالنساء ومعاشرتہن..... ص:۲۰۴

آثار صدقہ

بے نیازی:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

الْبِرُّ وَ صَدَقَةُ السِّرِّ يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَ يَزِيدَانِ فِي الْعُمُرِ وَ يَدْفَعَانِ عَنْ سَبْعِينَ مِيتَةَ سَوْءٍ.

نیکی اور پنہانی صدقہ دینا، نیازمندی کو ختم کر دیتے ہیں اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور ستر قسم کی بری موت سے نجات ملتی ہے۔[۱]

نحوست کو دفع کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَصْبَحْتَ فَتَصَدَّقْ بِصَدَقَةٍ تُذْهِبْ عَنْكَ نَحْسَ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَ اِذَا اَمْسَيْتَ فَتَصَدَّقْ بِصَدَقَةٍ تُذْهِبْ عَنْكَ نَحْسَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ.

جب رات کو سوئے اور صبح ہو جائے تو صدقہ دو تا کہ اس دن کی نحوست ختم ہو جائے۔ جب دن ختم ہوا اور رات آئے تو بھی صدقہ دو تا کہ اس رات میں آنے والی نحوست دور ہو جائے۔[۲]

جو لوگ خدا کی قضا وقدر پر ایمان نہیں رکھتے یعنی قضا وقدر صحیح سمجھ نہیں سکتے وہ خرافات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جیسے اچھا چانس اور برا چانس نحوست اور برا قدم وغیرہ ہے جیسے اوہام ان کے دلوں میں ہوتے ہیں۔ آل فرعون بھی جب مشکلات میں ہوتے تو خدا کا امتحان سمجھنے کی بجائے برا فال لیتے تھے۔

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

تو جب انہیں کوئی راحت ملتی تو کہنے لگتے کہ یہ تو ہمارے لیے سزاوار ہی ہے اور جب کوئی انہیں مصیبت پہنچتی تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی بدشگونی سمجھتے۔ دیکھو ان کی بدشگونی تو خدا کے ہاں (لکھی جا چکی) تھی مگر بہتیرے لوگ نہیں جانتے

[۱] الزہد/ النص/ ۳۳/ ۵ باب بر الوالدین والقرابۃ والعشیرۃ والقطیعۃ

[۲] النوادر (للراوندی)/ ۵۳/ الصدقۃ وسعد ونحس الایام..... ص: ۵۳

ہیں۔ [1]

حسن بن مسعود کہتا ہے:

دَخَلْتُ عَلَى اَبِي الْحَسَنِ عَلِيّ بْنِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ قَدْ نُكِبَتْ اِصْبَعِي وَ تَلَقَّانِي رَاكِبٌ وَ صَدَمَ كَتِفِي وَ دَخَلْتُ فِي زَحْمَةٍ فَخَرَقُوا عَلَيَّ بَعْضَ ثِيَابِي فَقُلْتُ كَفَانِي اللهُ شَرَّكَ مِنْ يَوْمٍ فَمَا اَيْشَمَكَ فَقَالَ ﷺ لِي يَا حَسَنُ هَذَا وَ اَنْتَ تَغْشَانَا تَرْمِي بِذَنْبِكَ مَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ قَالَ الْحَسَنُ فَأَثَابَ إِلَيَّ عَقْلِي وَ تَبَيَّنْتُ خَطَئِي فَقُلْتُ يَا مَوْلَايَ اَسْتَغْفِرُ اللهَ فَقَالَ يَا حُسْنُ مَا ذَنْبُ الْاَيَّامِ حَتَّى صِرْتُمْ تَتَشَاَّمُونَ بِهَا اِذَا جُوزِيتُمْ بِاَعْمَالِكُمْ فِيهَا قَالَ الْحَسَنُ اَنَا اَسْتَغْفِرُ اللهَ اَبَداً وَ هِيَ تَوْبَتِي يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ قَالَ ﷺ وَ اللهِ مَا يَنْفَعُكُمْ وَ لَكِنَّ اللهَ يُعَاقِبُكُمْ بِذَمِّهَا عَلَى مَا لَا ذَمَّ عَلَيْهَا فِيهِ اَمَا عَلِمْتَ يَا حَسَنُ اَنَّ اللهَ هُوَ الْمُثِيبُ وَ الْمُعَاقِبُ وَ الْمُجَازِي بِالْاَعْمَالِ عَاجِلًا وَ آجِلًا قُلْتُ بَلَى يَا مَوْلَايَ قَالَ ﷺ لَا تَعُدْ وَ لَا تَجْعَلْ لِلْاَيَّامِ صُنْعاً فِي حُكْمِ اللهِ قَالَ الْحَسَنُ بَلَى يَا مَوْلَايَ.

میں امام ہادی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میری انگلی میں خراش اور ایک حادثے کی وجہ سے میرے کندھے میں تکلیف تھی اور میں لوگوں کے اجتماع میں داخل ہوا ہجوم اتنا تھا کہ میرا لباس پھٹ گیا پس میں نے کہا: اے نحوس زمانہ! خدا مجھے تیرے شر سے نجات دے۔

امام نے مجھ سے فرمایا: اے حسن! تیرا ہمارے ساتھ آنا جانا رہتا ہے۔

اور تو اپنے گناہوں کو بے گناہ کی گردن میں ڈالتے ہو؟

حسن کہتا ہے میں امام کی طرف متوجہ ہوا اور آپؑ کے خطاب کو سمجھ گیا۔

پس میں نے کہا: اے میرے مولا! میں خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

امام نے فرمایا: اے حسن! زمانے کا کیا گناہ ہے کہ جب بھی تو اپنے کردار سے گناہ کرتا تو زمانے کو برا بھلا کہتا ہے؟

حسن نے کہا: میں ہمیشہ کے لئے خدا سے معافی مانگتا ہوں اور اے فرزند رسول! یہ میری توبہ ہے۔

امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! زمانے کو منحوس سمجھنے میں تجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ خدا تجھے عذاب دے گا کہ تو نے زمانے کی سرزنش کی حالانکہ وہ قابل سرزنش نہیں ہے،

اے حسن! کیا تو نہیں جانتا کہ ہر عمل کا دنیا و آخرت میں جلدی یا دیر سے جزا و ثواب دینے والا خدا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیوں؟

آپؑ نے فرمایا: اس عمل کا تکرار نہ کر اور زمانے کے اچھے یا برے ہونے میں حکم الٰہی کو اثر قرار نہ دے۔

[1] سورۂ اعراف: ۱۳۱

حسن نے کہا: ٹھیک ہے اے میرے سردار!۔ [۱]

غضب الٰہی سے نجات:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْمَعْرُوفَ يَمْنَعُ مَصَارِعَ السُّوءِ، وَاِنَّ الصَّدَقَةَ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ.

نیکی ناگہانی پیش آنے والی مصیبت کو دفع کرتی ہے اور صدقہ کے ذریعے غضب الٰہی سے نجات ملتی ہے۔ [۲]

مال وعمر میں برکت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ صَدَقَةَ اللَّيْلِ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَمْحُو الذَّنْبَ الْعَظِيمَ وَ تُهَوِّنُ الْحِسَابَ وَ صَدَقَةَ النَّهَارِ تُثْمِرُ الْمَالَ وَ تَزِيدُ فِي الْعُمُرِ.

رات کو صدقہ دینے سے غضب الٰہی نہیں ہوتا۔ گناہان کبیرہ ختم کرتا ہے۔ روز قیامت حساب میں آسانی ہوتی ہے۔ دن کا صدقہ دینے سے مال میں برکت ہوتی ہے اور انسان کی عمر طولانی ہوتی ہے۔ [۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَةِ.

اپنی روزی کو صدقہ کے ذریعے حاصل کرو۔ [۴]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

الصَّدَقَةَ لَا تَزِيدُ الْمَالَ اِلَّا كَثْرَةً، فَتَصَدَّقُوا يَرْحَمْكُمُ اللهُ.

صدقہ دینے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ پس صدقہ دو۔ خدا تم پر رحمت فرمائے گا۔ [۵]

نیز فرمایا:

لَيْسَ مِنْ مُسْلِمٍ يَتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ اِلَّا وَضَعَهَا فِي كَفِّ الرَّحْمَنِ فَيُرَبِّيهَا لَهُ حَتَّى يَمْلَأَ

---

[۱] تحف العقول / النص / ۴۸۲ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۸۱

[۲] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ) / النص / ۶۷ / احادیث متفرقۃ..... ص:۹

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۹ / باب صدقۃ اللیل..... ص:۸

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۳ / باب فضل الصدقۃ..... ص:2

[۵] الاصول الستۃ عشر (ط-دار الحدیث) / ۲۴۳ / [اخبار عبداللہ بن طلحۃ النہدی]..... ص:۲۴۰

كَفَّهُ.

کوئی مسلمان پاک مال کے علاوہ صدقہ نہیں دیتا مگر یہ کہ وہ دست خدا میں مال دیتا ہے اور خداوند عالم اس سدقہ دینے والے کی پرورش کرتا ہے اور اس کو وسیع رزق دیتا ہے۔[1]

بلا و بیماری سے نجات:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ لَيَدْرَأُ بِالصَّدَقَةِ سَبْعِينَ مِيتَةً مِنَ السَّوْءِ.

صدقہ دینے سے خدا ستر طرح کی بری موت کو انسان سے دور کر دیتا ہے۔[2]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

الصَّدَقَةُ دَوَاءٌ مُنْجِحٌ.

صدقہ دینا ایک قسم کا علاج ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

دَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَ ادْفَعُوا الْبَلَاءَ بِالدُّعَاءِ وَ اسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّهَا تُفَكُّ مِنْ بَيْنِ لُحِيِّ سَبْعِمِائَةِ شَيْطَانٍ وَ لَيْسَ شَيْءٌ أَثْقَلَ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الصَّدَقَةِ عَلَى الْمُؤْمِنِ وَ هِيَ تَقَعُ فِي يَدِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِي يَدِ الْعَبْدِ.

اپنے مریضوں کا صدقہ کے ذریعے علاج کرو، دعا کے ذریعے بلا کو دور کرو، روزی میں صدقہ کے ذریعے اضافہ کرو کہ روزی سات سو شیطان کے منہ سے بچ کر آتی ہے۔ جتنا صدقہ دینے سے شیطان کو تکلیف ہوتی ہے اتنا کسی اور چیز سے اسے تکلیف نہیں ہوتی۔ صدقہ غریب کے ہاتھ پر جانے سے پہلے خدا کے ہاتھ پر آتا ہے۔[4]

معاذ بن مسلم کہتا ہے:

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام فَذَكَرُوا الْأَوْجَاعَ فَقَالَ عليه السلام دَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ اَنْ يَتَصَدَّقَ بِقُوتِ يَوْمِهِ إِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ يُدْفَعُ إِلَيْهِ الصَّكُّ بِقَبْضِ رُوحِ الْعَبْدِ فَيَتَصَدَّقُ فَيُقَالُ لَهُ رُدَّ عَلَيْهِ الصَّكَّ.

---

[1] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۷ /۲۴۶ / ۲ / ۴۲۔ باب استحباب الصدقة باطيب المال واحله وعدم جواز الصدقة بالمال الحرام..... ص: ۲۴۴

[2] الدعوات (للراوندی)/ سلوة الحزين/ النص/ ۱۸۱ /فصل فی التداوی بتربة مولانا وسيدنا ابی عبدالله الحسين ع والدعاء والصدقة..... ص: ۱۸۰

[3] نہج البلاغة (للصبحی صالح)/ ۴۷۰ / ۷۔..... ص: ۴۷۰

[4] الکافی (ط۔الاسلامية)/ ج ۴ / ۳ / باب فضل الصدقة..... ص: ۲

میں سخت مریض تھا کہ امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسی طرح فرمایا: اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعے علاج کرو۔ حتیٰ کہ ہر روز کھانے کا صدقہ دو۔ بعض اوقات عزرائیل علیہ السلام آدمی کی موت کے لئے آتا ہے لیکن وہ صدقہ دیتا ہے تو عمر طولانی ہو جاتی ہے اور وہ فرشتہ واپس چلا جاتا ہے۔[1]

صراط سے عبور کرنے کا عمل:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

طَلَبْتُ الْجَوَازَ عَلَى الصِّرَاطِ فَوَجَدْتُهُ فِي الصَّدَقَةِ.

میں صراط سے گزرا اور اسے صدقے کے ذریعے عبور کیا۔[2]

جنت کی ضمانت کا سبب:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

ضَمِنْتُ لِسِتَّةٍ الْجَنَّةَ رَجُلٌ خَرَجَ بِصَدَقَةٍ فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ- وَرَجُلٌ خَرَجَ يَعُودُ مَرِيضاً فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ- وَرَجُلٌ خَرَجَ مُجَاهِداً فِي سَبِيلِ اللهِ فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ- وَرَجُلٌ خَرَجَ حَاجّاً فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَرَجُلٌ خَرَجَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ- وَرَجُلٌ خَرَجَ فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ.

چھ قسم کے افراد کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

۱۔ جو شخص صدقہ دے۔

جب وہ مرتا ہے تو جنت میں جاتا ہے اور دوسرے پانچ گروہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بیمار کی عیادت کرنے والا۔ ۲۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

۳۔ حج بجالانے والا۔ ۴۔ نماز جمعہ میں شریک ہونے والا۔

۵۔ نمازِ جنازہ میں جانے والا۔[3]

خاندان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صدقہ حرام ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] مکارم الاخلاق/۳۸۸/ فی الصدقۃ..... ص:۳۸۷

[2] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۲/ ۱۷۳/ ۱۰۱۔ باب نوادر ما یتعلق بابواب جہاد النفس وما یناسبہ..... ص:۱۶۶

[3] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۴۰/ باب غسل المیت..... ص:۱۳۱

الصَّدَقَةُ لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَ لَا لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّ اللهَ قَدْ جَعَلَ لَهُمْ فِي الْخُمُسِ مَا فِيهِ كِفَايَتُهُمْ فَجَعَلَهُ عِوَضاً عَنْهَا.

صدقہ محمد وآل محمد علیہم السلام پر حلال نہیں۔ خدا نے ان کے لئے خمس قرار دیا اور خمس صدقہ کی جگہ پر ہے۔[۱]

(ب) وقف:

وقف درحقیقت مختلف خدمات کی حمایت، فرد اور معاشرے کی ضرورت ہے۔ دیندار افراد اپنے مال کو خدا کے لئے وقف کرتے ہیں تاکہ وہ مال ان کی ملکیت سے نکل کر اللہ کی راہ میں وقف ہوں۔ وقف عمومی بھی ہوتا ہے کہ جس سے تمام افراد فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جیسے کاروان سرا کے راستے میں آرام کے لئے سرا، پانی ذخیرہ، قنات مراکز عبادی جیسے مساجد، امام بارگاہ، علمی مدارس، لائبریری اور ہسپتال وغیرہ۔ عام لوگوں کے وقف ہیں یعنی تمام لوگوں کا حق ہے کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائیں۔

انسانی معاشرہ ہمیشہ ایسے وقف کے لئے ضرورت مند ہوتا ہے اور یہ صدقہ جاریہ شمار ہوتا ہے۔ کچھ وقف خاص ہوتا ہے کسی خاص گروہ یا قوم کے لئے وقف کرنا جیسے کوئی مکان سید کے لئے وقف کر دینا۔

مسجد کے لئے سجدہ گاہ، تسبیح، قرآن و کتب وغیرہ۔ انہیں مسجد سے باہر لے جانا حرام ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ صَدَقَةٍ تَجْرِي لَهُ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ.

جب انسان مرتا ہے تین پیوند دنیا میں باقی رہتے ہیں:

(۱) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا گیا ہو، (۲) صدقہ جاریہ دینا اور (۳) صالح اولاد کی والدین کے لئے دعا۔[۲]

(ج) گدائی اور بھیک سے بچنے کا حل:

ہر انسان اپنے نفس کو محترم سمجھتا ہے۔ عزت نفس مسلمانوں کے لئے افتخار ہے۔ کبھی بھی مسلمان اپنے آپ کو ذلت میں نہیں ڈالتا۔ اسلام میں گدائی کو ذلت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ انسان کو خود کمانا چاہیے اور اپنی ضرورت کو پورا کرنا چاہیے۔ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔ اپنے لئے فقر کا دروازہ نہ کھولے۔

البتہ ناگہانی مصیبت یا حکومت اسلامی نہ ہو اور مسلمانوں کے حقوق ادا نہ ہوں تو غریبوں کی مدد کرنا ضروری ہے۔ سیلاب آجاتا ہے زلزلہ آتا ہے یا حادثہ ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں لوگوں کی مدد کرنا ضروری ہے۔ یہ اسلامی حکومت کا وظیفہ ہے فقر کے خاتمے کے

---

[۱] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۱۳۰/ باب الخمس..... ص:۱۲۵

[۲] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۱/ ۱۱/ باب الکلام فی ماہیۃ العلوم وفضلہا..... ص:۵

لئے سب مسلمانوں کو مل کر کام کرنا چاہیے۔

بے نیازی کی فضیلت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

شَرَفُ الْمُؤْمِنِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَ عِزُّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ.

مومن کا شرف یہ ہے کہ وہ رات کو نماز پڑھے اور لوگوں سے بے نیاز ہو اس میں اس کی عزت ہے۔[۱]

امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ): يَا رَسُولَ اللهِ، عَلِّمْنِي عَمَلًا لَا يُحَالُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْجَنَّةِ. قَالَ: لَا تَغْضَبْ، وَلَا تَسْأَلِ النَّاسَ شَيْئاً.

ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کسی ایسے عمل کی رہنمائی فرمائیں جس میں جنت اور اس عمل کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غصہ نہ کرو اور لوگوں سے کچھ نہ مانگو۔[۲]

نیازمند افراد کی بے نیازی:

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ لِيَجْتَمِعْ فِي قَلْبِكَ الِافْتِقَارُ إِلَى النَّاسِ وَ الِاسْتِغْنَاءُ عَنْهُمْ فَيَكُونَ افْتِقَارُكَ إِلَيْهِمْ فِي لِينِ كَلَامِكَ وَ حُسْنِ بِشْرِكَ وَ يَكُونَ اسْتِغْنَاؤُكَ عَنْهُمْ فِي نَزَاهَةِ عِرْضِكَ وَ بَقَاءِ عِزِّكَ.

تیرے دل میں نیازمندی اور لوگوں سے بے نیازی دونوں ہونے چاہئے۔ پس جب ان سے بات چیت کرو تو نرم لہجے میں گفتگو کرو اور جب معاملہ آبرو و عزت مندی کا ہو تو ان سے مستغنی ہو (یعنی ان سے کچھ نہ چاہو جو چاہو خدا سے چاہو)۔[۳]

محبوبیت عزت نفس:

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۴۸ / باب الاستغناء عن الناس..... ص:۱۴۸

[۲] الامالی (للطوسی) / النص / ۵۰۸ / [۱۸] المجلس الثامن عشر

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۴۹ / باب الاستغناء عن الناس..... ص:۱۴۸

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْحَيِيَّ الْمُتَعَفِّفَ، وَيُبْغِضُ الْبَذِيَّ السَّائِلَ الْمُلْحِفَ.

خداوند عالم باحیا انسان کو دوست رکھتا ہے اور گداگر کو دشمن رکھتا ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

شِيعَتِي مَنْ .... وَلَمْ يَسْأَلِ النَّاسَ وَلَوْ مَاتَ جُوعاً.

میرے شیعہ........... لوگوں سے سوال نہیں کرتے اگر چہ بھوک سے وہ مر جائیں۔[2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ السَّائِلُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْوِزْرِ مَا سَأَلَ أَحَدٌ أَحَداً وَلَوْ يَعْلَمُ الْمَسْؤُولُ مَا عَلَيْهِ إِذَا مَنَعَ مَا مَنَعَ أَحَدٌ أَحَداً.

اگر سائل کو پتہ ہوتا کہ گداگری کا کتنا خسارہ ہے تو کوئی شخص سوال نہ کرتا۔ اگر انفاق کرنے والے افراد انفاق کے ثواب کو سمجھتے تو کبھی کسی کو خالی ہاتھ واپس نہ پلٹنے دیتے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَاسْتَعِفُّوا عَنِ السُّؤَالِ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

اگر گداگر گدائی کے انجام کو جانتا تو کبھی سوال نہ کرتا۔[4]

روایت میں ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ علیہ السلام فَذَكَرْتُ لَهُ بَعْضَ حَالِي فَقَالَ يَا جَارِيَةُ هَاتِ ذَلِكَ الْكِيسَ هَذِهِ أَرْبَعُمِائَةِ دِينَارٍ وَصَلَنِي بِهَا أَبُو جَعْفَرٍ فَخُذْهَا وَ تَفَرَّجْ بِهَا قَالَ فَقُلْتُ لَا وَ اللّٰهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا هَذَا دَهْرِي وَ لَكِنْ أَحْبَبْتُ أَنْ تَدْعُوَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ لِي قَالَ فَقَالَ إِنِّي سَأَفْعَلُ وَ لَكِنْ إِيَّاكَ أَنْ تُخْبِرَ النَّاسَ بِكُلِّ حَالِكَ فَتَهُونَ عَلَيْهِمْ.

راوی کہتا ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی خدمت میں اپنے حالات بیان کئے۔ امام نے اپنی کنیز کو حکم دیا کہ پیسوں کی تھیلی لے آئے۔ امام نے اس شخص سے فرمایا: یہ چار سو دینار ہیں، انہیں لے لو اور اپنی مشکل کو حل کرو۔ اس شخص نے کہا: مجھے ایسی ضرورت نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے لئے دعا فرمائیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: حتماً دعا کروں گا۔ لیکن اس سے پرہیز کرو کہ لوگوں کے سامنے اپنے حالات بیان کرتے

---

[1] الامالی (للطوسی) / النص / ۳۹ / [2] المجلس الثانی

[2] کنز الفوائد / ج ۱ / ۸۸ / فصل فی صفۃ اہل الایمان ..... ص: ۸۶

[3] عدۃ الداعی و نجاح الساعی / ۹۹ / فصل ..... ص: ۹۸

[4] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۲۰ / باب کراہیۃ المسالۃ ..... ص: ۲۰

پھر وورنہ ذلیل ہوجاؤ گے۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاسْتَعِفُّوا عَنِ السُّؤَالِ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

جس قدر ہوسکے سوال کرنے سے بچو۔[۲]

اسی طرح فرمایا:

لَأَنْ يَحْتَطِبَ الرَّجُلُ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهُ وَ يَسْتَغْنِيَ بِهِ وَ يَتَصَدَّقَ بِفَضْلِهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا آتَاهُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ إِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى.

مرد کو چاہئے لکڑیاں جمع کرے اور بیچ کر اپنی ضرورت کو پورا کرے اور اضافی رقم میں سے صدقہ دے یہ اس کے لئے بہتر ہے کیونکہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔[۳]

گداگری کا انجام

فقر:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ كُنْتُ لَحَالِفٌ عَلَيْهِنَّ .... لَا يَفْتَحُ عَبْدٌ عَلَى نَفْسِهِ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فُتِحَ عَلَيْهِ بَابُ فَقْرٍ فَاسْتَعِفُّوا.

اس خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے.................. جو شخص اپنے لئے گدائی کا دروازہ کھولتا ہے خدا اس پر فقر و تنگ دستی کا دروازہ کھول دیتا ہے پس اس سے عافیت چاہو۔[۴]

اسی طرح حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ قِلَّةُ طَلَبِ الْحَوَائِجِ مِنَ النَّاسِ هُوَ الْغِنَى الْحَاضِرُ وَ كَثْرَةُ الْحَوَائِجِ إِلَى النَّاسِ مَذَلَّةٌ وَ هُوَ الْفَقْرُ الْحَاضِرُ.

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۴/۲۱/باب کراہیۃ المسالۃ..... ص:۲۰

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۴/۲۰/باب کراہیۃ المسالۃ..... ص:۲۰

[۳] مجموعۃ ورام/ج ۲/۲۲۹/الجزء الثانی

[۴] معدن الجواہر وریاضۃ الخواطر/۳۲/باب ذکر ماجاء فی ثلاثۃ

اے علیؑ! لوگوں سے کم درخواست کرنا بے نیازی ہے جبکہ زیادہ سوال کرنا ذلت کا سبب ہے اور یہ باعث فقر ہے۔ [1]

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

ضَمِنۡتُ عَلَى رَبِّي اَنَّهُ لَا يَسۡاَلُ اَحَدٌ مِنۡ غَيۡرِ حَاجَةٍ اِلَّا اضۡطَرَّتۡهُ الۡمَسۡاَلَةُ يَوۡماً اِلَى اَنۡ يَسۡاَلَ مِنۡ حَاجَةٍ.

میں خدا کی طرف سے ضمانت دیتا ہوں کہ جو آدمی کسی دوسرے سے بغیر ضرورت کے سوال کرے ایک دن ضرورت اس کو سوال کرنے پر مجبور کرے گی۔ [2]

حقارت وذلت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

المس الۡمَسۡاَلَةُ طَوۡقُ الۡمَذَلَّةِ تَسۡلُبُ الۡعَزِيزَ عِزَّهُ وَالۡحَسِيبَ حَسَبَهُ.

سوال کرنا ذلت کا طوق ہے۔عزت وسربلندی انسان سے سلب ہوجاتی ہے اور حسب ختم ہوجاتا ہے۔ [3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ فَتَحَ عَلَى نَفۡسِهِ بَابَ الۡمَسۡاَلَةِ فَتَحَ اللهُ عَلَيۡهِ سَبۡعِينَ بَاباً مِنَ الۡفَقۡرِ لَا يَسُدُّ اَدۡنَاهُ شَيۡءٌ.

جو آدمی اپنے اوپر سوال کرنے کا دروازہ کھولتا ہے۔خدا اس پر ستر فقر کے دروازے کھول دیتا ہے۔ [4]

قیامت حساب کا طولانی ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا اَبَاذَرٍّ اِيَّاكَ وَالسُّؤَالَ فَاِنَّهُ ذُلٌّ حَاضِرٌ وَفَقۡرٌ تَتَعَجَّلُهُ وَفِيهِ حِسَابٌ طَوِيلٌ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ.

اے ابوذر! ایسا نہ ہو کہ تو لوگوں سے سوال کرتا پھرے کیونکہ درخواست ذلت ہے اور فقر کا سبب ہے اور روز قیامت حساب طولانی ہوگا۔ [5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِيَّاكُمۡ وَسُؤَالَ النَّاسِ فَاِنَّهُ ذُلٌّ فِي الدُّنۡيَا وَفَقۡرٌ تُعَجِّلُونَهُ وَحِسَابٌ طَوِيلٌ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ.

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۹ / وصیة لامیر المؤمنین ع..... ص:٦

[2] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۴ / ۱۹ / باب من سال من غیر حاجة..... ص:۱۹

[3] غرر الحکم ودرر الکلم / ۱۲۲ / ۲۱۵۱..... ص:۱۲۲

[4] عدة الداعی ونجاح الساعی/ ۱۰۰ /فصل فی کراهیة السؤال ورد السؤال..... ص:۹۹

[5] من لا یحضره الفقیه/ ج ۴ / ۵۷۶۳ / باب النوادر وهو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

سوال کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ دنیا میں ذلت کا سبب ہے اور روز قیامت طولانی حساب دینا ہوگا۔[1]

ضرورت کے بغیر سوال:

امام باقر علیہ السلام نے محمد بن مسلم سے فرمایا:

يَا مُحَمَّدُ، إِنَّهُ مَنْ سَأَلَ وَ هُوَ يُظْهِرُ غِنًى لَقِيَ اللهَ مَخْمُوشاً وَجْهُهُ.

اے محمد! جو شخص بے نیازی کی حالت میں سوال کرتا ہے روز قیامت اس کا چہرہ زخمی ہوگا اور خدا کا دیدار کرے گا۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْأَلُ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ فَيَمُوتُ حَتَّى يُحْوِجَهُ اللهُ إِلَيْهَا وَ يُثْبِتَ اللهُ لَهُ بِهَا النَّارَ.

جو انسان بغیر ضرورت کے سوال کرتا ہے خدا اسے مرنے سے پہلے سوال کرنے کا نیاز مند بنا دیتا ہے۔ اس کے لئے دوزخ کی آگ مقرر ہے۔[3]

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:

مَنْ يَسْأَلُ مِنْ غَيْرِ فَقْرٍ فَكَأَنَّمَا يَأْكُلُ الْجَمْرَ.

بغیر ضرورت کے گدائی کرنا اس شخص کی مانند ہے جو آگ کھاتا ہو۔[4]

گدائی کرنے والے افراد کے لئے نصیحت:

روایت ہے کہ:

أَصَابَتْ أَنْصَارِيّاً حَاجَةٌ فَأَخْبَرَ بِهَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ ائْتِنِي بِمَا فِي مَنْزِلِكَ وَ لَا تُحَقِّرْ شَيْئاً فَأَتَاهُ بِحِلْسٍ وَ قَدَحٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ يَشْتَرِيهِمَا فَقَالَ رَجُلٌ هُمَا عَلَيَّ بِدِرْهَمٍ فَقَالَ مَنْ يَزِيدُ فَقَالَ رَجُلٌ هُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَقَالَ هُمَا لَكَ ابْتَعْ بِأَحَدِهِمَا طَعَاماً لِأَهْلِكَ وَ ابْتَعْ بِالْآخَرِ فَأْساً فَأَتَاهُ بِفَأْسٍ فَقَالَ علیہ السلام مَنْ عِنْدَهُ نِصَابٌ لِهَذَا الْفَأْسِ فَقَالَ أَحَدُهُمْ عِنْدِي فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَأَثْبَتَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ اذْهَبْ وَ احْتَطِبْ وَ لَا تُحَقِّرَنَّ شَوْكاً وَ لَا رَطْباً وَ لَا يَابِساً فَفَعَلَ ذَلِكَ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً فَأَتَاهُ وَ قَدْ حَسُنَتْ حَالُهُ فَقَالَ علیہ السلام هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَجِيءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ فِي وَجْهِكَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۲۰ / باب کراہیۃ المسالۃ ص:۲۰

[2] الامالی (للطوسی) / النص / ۶۶۴ / [۳۵] مجلس یوم الجمعۃ الثالث والعشرین من رجب من السنۃ المذکورۃ احادیث الحسین بن ابراہیم القزوینی۔

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۱۹ / باب من سال من غیر حاجۃ ص:۱۹

[4] عدۃ الداعی ونجاح الساعی / ۹۹ / فصل فی کراہیۃ السؤال ورد السؤال ص:۹۹

کُدُوحُ الصَّدَقَۃِ.

ایک انصاری مرد کو حاجت پیش آئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ نے اس سے فرمایا: جو کچھ تیرے گھر میں ہے میرے پاس لے آؤ۔ کسی چیز کو بے کار نہ سمجھنا۔ وہ شخص گھوڑے کی ایک زین اور ایک پانی پینے کا پیالہ لے آیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں موجودلوں سے پوچھا: ان کو کون خریدتا ہے؟

ایک شخص نے عرض کیا: میں ان کو ایک درہم میں خریدتا ہوں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر پوچھا: کون ہے جو زیادہ قیمت پر خریدے؟

ایک آدمی نے کہا: میں دو درہم میں خریدتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: یہ تیرا مال ہے، پھر اس انصاری شخص سے فرمایا: ایک درہم کی غذا اپنے اہل وعیال کے لئے خریدو اور دوسرے درہم کا ایک کلہاڑا خریدو۔

اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ وہ شخص کلہاڑا آپ کی خدمت میں لے آیا۔

آپؐ نے فرمایا: اس کلہاڑے کا دستہ کس کے پاس ہوگا۔ اصحاب میں سے ایک نے عرض کیا۔ میرے پاس دستہ ہے۔ آپ نے وہ دستہ لیا اور کلہاڑے میں ڈالا اور تیار کیا پھر اس کو دیا اور فرمایا: جاؤ لکڑیاں جمع کرو۔ کسی چیز کو حقیر نہ سمجھنا۔

اس آدمی نے پندرہ دن کام کیا۔ پھر اچھی حالت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔

آپؐ نے فرمایا: تیرا یہ مال اس حال سے بہتر ہے کہ تو روز قیامت صدقہ کھا کر زخمی حالت میں آتا۔ [1]

(د) آب رسانی:

زندگی وحیات کا اصلی سبب پانی ہے۔ جاندار موجود تک پہچانا تا کہ وہ زندہ رہ سکیں۔ اسی طرح آیات وروایات میں دوسروں کو پانی سے سیراب کرنا۔ خواہ انسان یا حیوان اس کے آثار وبرکات ہیں اور آخرت میں ثواب ملتا ہے۔

پیاسے افراد کو سیراب کرنا

ولایت الٰہی سے پیوستہ ہونا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حَقُّ الْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ قَالَ سَبْعَةُ حُقُوقٍ وَاجِبَاتٍ مَا فِيهَا حَقٌّ إِلَّا وَ هُوَ وَاجِبٌ عَلَيْهِ وَ إِنْ

[1] مجموعۃ ورام/ ج ۱/ ۴۵/ باب ما جاء فی الصدق والغضب للہ..... ص: ۴۳

خَالَفَهُ خَرَجَ مِنْ وَلَايَةِ اللهِ وَتَرَكَ طَاعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ لِلهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ نَصِيبٌ ....وَلَا تَرْوَى وَيَظْمَأُ .... فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ بِهِ وَصَلْتَ وَلَايَتَكَ بِوَلَايَتِهِ وَوَلَايَتَهُ بِوَلَايَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

ایک مومن کے دوسرے مومن پر سات حقوق ہیں کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو ادا نہیں کیا تو ولایت الٰہی سے خارج ہو گیا اور اطاعت باری عزاسمہ کو ترک کر دیا۔............ایسا نہ ہو کہ خود سیراب ہو دوسرے مومن پیاسے ہوں۔.................. اگر اس نے ایسا کیا تو وہ خدا کی ولایت سے خارج ہے۔ اگر اس نے حق ادا کیا تو اس نے اپنی ولایت کو ولایت الٰہی سے ملا دیا۔[1]

با فضیلت ترین عمل:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ عِنْدَ اللهِ (عَزَّ وَجَلَّ) إِبْرَادُ الْأَكْبَادِ الْحَارَّةِ.

بہترین اعمال میں سے ایک عمل یہ ہے کہ کسی آدمی کے جگر کو سیراب کرے۔[2]

جبرائیل علیہ السلام کی پسندیدہ عبادت:

روایت میں کہ:

يَا مُحَمَّدُ لَوْ كَانَتْ عِبَادَتُنَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ لَعَمِلْنَا ثَلَاثَ خِصَالٍ سَقْيَ الْمَاءِ لِلْمُسْلِمِينَ وَ إِغَاثَةَ أَصْحَابِ الْعِيَالِ وَسَتْرَ الذُّنُوبِ.

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمدؐ! اگر روئے زمین پر ہماری عبادت ہو تو میں تین کام انجام دیتا ہوں۔

۱۔ مسلمان کو پانی پلانا۔

۲۔ اہل وعیال کی خدمت کرتا ہو۔

۳۔ گناہوں کو پنہاں رکھتا ہو۔[3]

آخرت میں پہلا ثواب:

حضرت امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

---

[1] الخصال/ ج۲/ ۳۵۰/ للمؤمن علی المؤمن سبعۃ حقوق..... ص:۳۵۰

[2] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۵۹۸/ [۲۶] مجلس یوم الجمعۃ الثالث والعشرین من شہر ربیع الاول سنۃ سبع وخمسین واربعمائۃ

[3] مجموعۃ ورام/ ج۱/ ۳۹/ باب ذکر الاشرار والفجار..... ص:۳۸

اَوَّلُ مَا يُبْدَأُ بِهِ فِي الْآخِرَةِ صَدَقَةُ الْمَاءِ يَعْنِي فِي الْأَجْرِ.

روز قیامت جس کا سب سے پہلے ثواب دیا جائے گا وہ پانی پلانے کا صدقہ ہے۔[۱]

عرش الٰہی کے سائے میں ہونا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يُحِبُّ اِبْرَادَ الْكَبِدِ الْحَرَّى وَ مَنْ سَقَى كَبِداً حَرَّى مِنْ بَهِيمَةٍ اَوْ غَيْرِهَا اَظَلَّهُ اللهُ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ.

خدا کسی پیاسے کو پانی پلانے کو پسند فرماتا ہے۔ ایسا شخص قیامت کے دن خدا کے اس سائے میں ہوگا کہ جس کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اِبْرَادُ الْكَبِدِ الْحَرَّى وَمَنْ سَقَى كَبِدَ اَحَدٍ مِنْ بَهِيمَةٍ اَوْ غَيْرِهَا اَظَلَّهُ اللهُ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ.

بہترین صدقہ کسی کے جگر کو ٹھنڈا کرنا ہے۔ جو شخص کسی انسان، حیوان یا دوسرے جانداروں کو پانی پلاتا ہے روز قیامت وہ اس سائے کے نیچے ہوگا جس سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔[۳]

انسانوں کو زندہ کرنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ سَقَى الْمَاءَ فِي مَوْضِعٍ يُوجَدُ فِيهِ الْمَاءُ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً وَ مَنْ سَقَى الْمَاءَ فِي مَوْضِعٍ لَا يُوجَدُ فِيهِ الْمَاءُ كَانَ كَمَنْ اَحْيَا نَفْساً وَمَنْ اَحْيَا نَفْساً فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيعاً.

جس کے پاس پانی ہو اور وہ دوسروں کو سیراب کرے تو وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے غلام کو آزاد کیا ہو۔ اگر کسی کے پاس پانی موجود نہیں لیکن پھر بھی وہ کوشش کر کے دوسرے کو پانی دیتا ہے۔ یہ اس آدمی کی مانند ہے جس نے کسی کو زندہ کیا ہو اور جس نے ایک شخص کو زندہ کیا اس نے سب انسانوں کو زندہ کیا۔[۴]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۵۷ / باب سقی الماء..... ص:۵۷

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۵۸ / باب سقی الماء..... ص:۵۷

[۳] عدۃ الداعی ونجاح الساعی / ۱۰۲ / فصل فی کراہیۃ السؤال ورد السؤال..... ص:۹۹

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۵۷ / باب سقی الماء..... ص:۵۷

پانی پلانے کا ثواب

جنت کا باعث:

روایت میں ہے کہ:

اَتَی رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ (صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ)، فَقَالَ: مَا عَمَلٌ اِنْ عَمِلْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ: اشْتَرِ سِقَاءً جَدِیداً، ثُمَّ اسْقِ فِیهِ حَتَّی تَخْرِقَهُ، فَاِنَّكَ لَا تَخْرِقُهُ حَتَّی تَبْلُغَ بِهِ عَمَلَ الْجَنَّةِ.

ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: کس عمل سے جنت ملتی ہے؟

آپ نے فرمایا: ایک مشک خریدو اور لوگوں کو پانی پلاؤ حتیٰ کہ مشک پرانی ہو جائے۔ ابھی وہ مشک باقی ہوگی کہ اللہ تجھے جنت میں بھیج دے گا۔[1]

اعمال نامہ کھلا رہنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسَةٌ فِی قُبُورِهِمْ وَ ثَوَابُهُمْ یَجْرِی اِلَی دِیوَانِهِمْ مَنْ غَرَسَ نَخْلًا وَ مَنْ حَفَرَ بِئْراً وَ مَنْ بَنَی لِلّٰهِ مَسْجِداً وَ مَنْ کَتَبَ مُصْحَفاً وَ مَنْ خَلَّفَ ابْناً صَالِحاً.

پانچ گروہ ایسے ہیں جو قبروں میں دفن ہیں لیکن ان کا اعمال نامہ کھلا ہے اور اس میں ثواب لکھا جا رہا ہے:

۱۔ جو کھجور کا درخت لگائے۔
۲۔ جو کنویں کھودے۔
۳۔ جو خدا کے لئے مسجد بنائے۔
۴۔ جو شخص قرآن کو لکھتا ہے۔
۵۔ جس کا صالح فرزند دنیا میں ہو۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

خِصَالٌ یَنْتَفِعُ بِهَا الْمُؤْمِنُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ وَلَدٌ صَالِحٌ یَسْتَغْفِرُ لَهُ وَ مُصْحَفٌ یُقْرَاُ مِنْهُ وَ قَلِیبٌ یَحْفِرُهُ وَ غَرْسٌ یَغْرِسُهُ وَ صَدَقَةُ مَاءٍ یُجْرِیهِ وَ سُنَّةٌ حَسَنَةٌ یُؤْخَذُ بِهَا بَعْدَهُ.

مومن موت کے بعد بھی چند چیزوں سے فائدہ اٹھائے گا۔

---

[1] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۳۱۰/ [۱۱] المجلس الحادی عشر

[2] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۵/ الفصل الثانی والستون فی الاولاد

۱۔ جو بچہ اپنے والدین کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔
۲۔ جو شخص قرآن چھوڑ کر جائے۔
۳۔ جو پانی کا کنواں کھودے۔
۴۔ جو پودے لگاتا ہے۔
۵۔ جو پانی پہنچاتا ہے۔
۶۔ نیک سنت کو باقی چھوڑ کر جانا کہ جس کے بعد لوگ اس پر عمل کریں۔[۱]

آب رسانی کے بعض مصادیق:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَقَى مُؤْمِناً شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ مِنْ حَيْثُ يَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ أَعْطَاهُ اللهُ بِكُلِّ شَرْبَةٍ سَبْعِينَ أَلْفَ حَسَنَةٍ.

جو آدمی کے پاس پانی ہو اور وہ کسی کو ایک گھونٹ پلاتا ہے، خدا اسے پانی کے ہر شربت کے بدلے ستر ہزار نیکیاں عطا فرماتا ہے۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَطْعَمَ مُؤْمِناً مِنْ جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَمَنْ سَقَى مُؤْمِناً مِنْ ظَمَإٍ سَقَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ.

جو شخص کسی بھوکے کو کھانا کھلائے خدا اسے جنتی پھل عطا فرمائے گا۔ جو آدمی کسی پیاسے کو سیراب کرے خدا اسے رحیق مختوم (جنتی پانی) سے سیراب کرے گا۔[۳]

دینی بھائی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَطْعَمَ أَخَاهُ حَتَّى يُشْبِعَهُ وَ سَقَاهُ حَتَّى يُرْوِيَهُ بَعَّدَهُ اللهُ مِنَ النَّارِ سَبْعَةَ خَنَادِقَ مَا بَيْنَ خَنْدَقَيْنِ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ.

---

[۱] الامالی (للصدوق)/النص/۱۶۹/المجلس الثانی والثلاثون
[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۲۰۱/باب اطعام المؤمن..... ص:۲۰۰
[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۲۰۱/باب اطعام المؤمن..... ص:۲۰۰

جو شخص کسی دینی بھائی کو کھانا اور پانی سے سیراب کرتا ہے خدا اسے دوزخ کی آگ سات خندقوں کے فاصلہ سے بھی دور رکھے۔ دو خندق کے درمیان فاصلہ پانچ سال ہوتا ہے۔[1]

تمام موجودات کو پانی دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَفَرَ بِئْراً اَوْ حَوْضاً فِي صَحْرَاءَ صَلَّتْ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ وَ كَانَ لَهُ بِكُلِّ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ مِنْ اِنْسَانٍ اَوْ طَيْرٍ اَوْ بَهِيمَةٍ اَلْفُ حَسَنَةٍ مُتَقَبَّلَةٍ وَ اَلْفُ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيلَ وَ اَلْفُ بَدَنَةٍ وَ كَانَ حَقّاً عَلَى اللهِ اَنْ يُسْكِنَهُ حَظِيرَةَ الْقُدْسِ.

جو شخص پانی کا کنواں کھودے اور پانی ذخیرہ کرے تا کہ لوگ فائدہ اٹھائے ایسے شخص پر آسمان کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور ہر انسان، پرندے یا حیوان کو پانی پلانے کا ثواب ہزار نیکی قبول شدہ اور حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے ہزار غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ اس طرح ہزار اونٹ کی قربانی کا ثواب لکھا جاتا ہے اور خدا اسے جنت بھیجتا ہے۔[2]

عبادی امور کے لئے پانی دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يُؤْتَى بِعَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَتْ لَهُ حَسَنَةٌ فَيُقَالُ لَهُ اذْكُرْ تَذَكَّرْ هَلْ لَكَ مِنْ حَسَنَةٍ قَالَ فَيَذْكُرُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ مَا لِي مِنْ حَسَنَةٍ اِلَّا اَنَّ فُلَاناً عَبْدَكَ الْمُؤْمِنَ مَرَّ بِي فَطَلَبَ مَاءً يَتَوَضَّأُ بِهِ لِيُصَلِّيَ فَاَعْطَيْتُهُ قَالَ فَيُدْعَى بِذَلِكَ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ فَيُذَكَّرُ ذَلِكَ فَيَقُولُ نَعَمْ يَا رَبِّ مَرَرْتُ بِهِ فَطَلَبْتُ مِنْهُ فَاَعْطَانِي فَتَوَضَّأْتُ فَصَلَّيْتُ لَكَ فَيَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى قَدْ غَفَرْتُ لَكَ اَدْخِلُوا عَبْدِيَ الْجَنَّةَ.

روز قیامت ایک شخص کو لا یا جائے گا جس کی کوئی نیکی نہ ہوگی۔ اسے کہیں گے یاد کرو کوئی نیکی کی ہے تو۔ اس کا نام لو۔ وہ کہے گا: اے پروردگار! کوئی نیکی نہیں صرف یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک آدمی گزرا اور میں نے اسے پانی پلایا تھا اس نے وضو کیا اور نماز پڑھی تھی پس صرف اس کے لئے پانی دیا تھا۔ اس وقت ایک مومن لے آئیں گے اور اس سے پوچھیں گے اور وہ اس کی تصدیق کرے گا پس خداوند عالم فرمائے گا۔ میں نے تجھے بخش دیا اور وہ جنت میں جائے گا۔[3]

---

[1] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۸۶ / الفصل الثالث والاربعون فی عون المؤمن

[2] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۲ / ۳۸۶ / ۲۵ - باب استحباب بناء مکان علی ظهر الطریق للمسافرین وحفر البئر لیشرب وامنه..... ص: ۳۸۶

[3] مصادقة الاخوان/ ۵۴ / یط باب ثواب قضاء حوائج الاخوان

(ھ) ثقافتی اور عبادی مراکز:

اسلام میں ثقافتی اور عبادی عمارتیں خاص مسجد بنانے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ سب سے پہلے جو آیت رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی وہ علم کے بارے میں ہے۔

رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ ہے کہ انہوں نے مدینہ میں مسجد کی بنیاد رکھی جو لوگوں اور خدا کے درمیان ارتباط برقرار کرتی ہے جہاں دنیا وآخرت کے امور کے بارے میں منصوبہ بنایا جاتا ہے۔

آیاتِ قرآن اور معصومین علیہم السلام کی روایت میں مسلمانوں کو ثقافی و اجتماعی مراکز تعمیر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ مساجد کے آداب اور اس کی تعمیر کے آثار و برکات دنیا و آخرت کی نجات کا باعث ہے۔ اب ہم ان روایت کو ذکر کرتے ہیں جن میں ثقافتی و اجتماعی مراکز تعمیر کرنے کی تاکید کی گئی ہے ان میں سے پہلا عنوان مسجد کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔

(ا) تعمیر مسجد:

تعمیر مسجد باقیات وصالحات کے روشن مصادیق میں سے ہے اس کے بارے میں رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَ حَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا نَشَرَهٗ وَ وَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ وَ مُصْحَفًا وَرَّثَهٗ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ.

مومن کے وہ اعمال اور نیکیاں جن کا اجر اسے مرنے کے بعد ملے گا وہ علم ہے جس کو اس نے سکھایا ہو، وہ اولاد صالح ہے جو وہ چھوڑ گیا ہو، وہ قرآن مجید ہے جس کو وراثت میں چھوڑ گیا ہو اور وہ مسجد ہے جس کی اس نے تعمیر کی ہو۔ [1]

پھر فرمایا:

سَبْعَةُ اَشْيَاءَ يُكْتَبُ لِلْعَبْدِ ثَوَابُهَا بَعْدَ وَفَاتِهٖ.........وَبَنَى مَسْجِداً..........

سات چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب انسان کو اس کی موت کے بعد ملے گا............مسجد کی تعمیر کی ہو۔ [2]

تعمیر مسجد کا ثواب:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ بَنَى مَسْجِداً كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ.

جس شخص نے مسجد تعمیر کی ہو اگر چہ وہ پرندے کے گھونسلے برابر ہی کیوں نہ ہو خداوند عالم اس کے لئے جنت میں ایک

[1] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ص ۷ ۳۳ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم۔ ص۔ با ترجمہ فارسی

[2] معدن الجواہر وریاضۃ الخواطر/ص ۵۹ / باب ذکر ماجاء فی سبعۃ

گھر بنا تا ہے۔[۱]

تعمیر مسجد میں سادگی کا لحاظ رکھنا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اپنی مساجد کو ایسے تعمیر کرنا کہ وہ سادہ ہو اور ہمسائیوں کے لئے باعث زحمت نہ ہو اور اپنے شہروں کو جگہ کے لحاظ سے ایسا خوبصورت بناؤ جو دیکھنے کے لئے باعث کشش ہو۔

راستوں میں مساجد کی تعمیر:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِبْنُوا الْمَسَاجِدَ وَاَخْرِجُوا الْقِمَامَةَ مِنْهَا فَمَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَهٰذِهِ الْمَسَاجِدُ الَّتِي تُبْنَى فِي الطُّرُقِ؟ قَالَ: وَهٰذِهِ الَّتِي تُبْنَى فِي الطُّرُقِ وَاِخْرَاجُ الْقِمَامَةِ مِنْهَا مُهُورُ الْحُورِ الْعِينِ.

مسجد تعمیر کرو اور اس میں سے کوڑا کرکٹ باہر پھینکو۔ جو آدمی خدا کے لئے مسجد بناتا ہے خدا اس کا جنت میں گھر بناتا ہے۔

ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! راستوں میں تعمیر ہونے والی مساجد بھی ایسی ہی ہیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں! مسجد سے کوڑا کرکٹ باہر پھینکنا جنت کی حوروں کا حق مہر ہے۔[۲]

مسجد کی تعمیر میں توسیع:

روایت ہے کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَرَّ بِقَوْمٍ قَدْ اَسَّسُوْا مَسْجِدًا لِيَبْنُوْهُ فَقَالَ: اَوْسِعُوْهُ تَمْلَئُوْهُ قَالَ: فَاَوْسَعُوْهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے گروہ کے پاس سے گزرے جو مسجد بنا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اسے توسیع دیں اور لوگوں سے پُر کریں۔ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسجد کو وسیع کیا۔[۳]

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۲۳۵/ باب فضل المساجد وحرمتہا وثواب من صلی فیہا..... ص:۲۲۸

[۲] کنز العمال: ج۷، ص۶۵۵

[۳] سنن الکبریٰ، ج۲، ص۴۳۹

مسجد کی آبادکاری

مسجد کو آباد کرنے سے دنیاوآخرت کے آثار:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُصِيبَ أَهْلَ الْأَرْضِ بِعَذَابٍ يَقُولُ لَوْ لَا الَّذِينَ يَتَحَابُّونَ فِيَّ وَ يَعْمُرُونَ مَسَاجِدِي وَ يَسْتَغْفِرُونَ بِالْأَسْحَارِ لَوْلَاهُمْ لَأَنْزَلْتُ عَلَيْهِمْ عَذَابِي.

جب خدا اہل زمین کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے تو فرماتا ہے: اگر لوگ ایک دوسرے سے محبت نہ کرتے، مساجد کو آباد نہ کرتے سحر خیز افراد استغفار اور طلب مغفرت نہ کرتے تو میں حتماً عذاب نازل کرتا۔[1]

مساجد کو آباد کرنا جوانمردی کی نشانی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

الْمُرُوَّةُ سِتٌّ ثَلَاثٌ فِي السَّفَرِ وَ ثَلَاثٌ فِي الْحَضَرِ فَالَّتِي فِي الْحَضَرِ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ وَ عِمَارَةُ الْمَسَاجِدِ وَ اتِّخَاذُ الْإِخْوَانِ فِي اللهِ وَ أَمَّا الَّتِي فِي السَّفَرِ بَذْلُ الزَّادِ وَ حُسْنُ الْخُلُقِ وَ الْمُعَاشَرَةُ بِالْمَعْرُوفِ.

چھ چیزوں میں مروت ہے ان میں سے تین چیزیں وطن میں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) قرآن کی تلاوت، (۲) مساجد کو آباد کرنا، (۳) خدا کی راہ میں دوستی بنانا۔

تین چیزیں سفر میں ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) زادہ راہ میں ایک دوسرے کا توشہ، (۲) بیویوں سے خوش اخلاقی اور (۳) لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنا۔[2]

مسجد کے احترام کا ثواب:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ وَقَّرَ مَسْجِداً لَقِيَ اللهَ يَوْمَ يَلْقَاهُ ضَاحِكاً مُسْتَبْشِراً وَ أَعْطَاهُ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ.

وَ قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ رَدَّ رِيقَهُ تَعْظِيماً لِحَقِّ الْمَسْجِدِ جَعَلَ اللهُ ذَلِكَ قُوَّةً فِي بَدَنِهِ وَ كَتَبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةً

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۷۷/ ثواب التحاب فی اللہ عزوجل وعمارۃ المساجد والاستغفار بالاسحار..... ص:۱۷۷

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج ۱/ ۷۷/ الباب الثامن عشر وصایا وحکم بلیغۃ..... ص:۷۲

وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَقَالَ لَا تَمُرُّ بِدَاءٍ فِي جَوْفِهِ إِلَّا أَبْرَأَتْهُ.

جومسجد کا احترام کرتا ہے۔ خدا روز قیامت اس سے شادمانی و بشارت کی حالت میں ملے گا۔ اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص تھوک مسجد کے احترام کی خاطر باہر پھینکتا ہے۔ خدا اسے اس کے بدن کی قوت قرار دیتا ہے۔ اس کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے اور گناہ ہوتا ہے اور اندرونی جسمانی مرض برطرف ہوتا ہے۔[۱]

مسجد کو حقیر نہ سمجھنا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يُسَمَّى الْمُسْلِمُ رُجَيْلًا وَلَا يُسَمَّى الْمُصْحَفُ مُصَيْحِفاً وَلَا الْمَسْجِدَ مُسَيْجِداً.

مسلمان مرد و عورت، قرآن اور مسجد کو حقیر نہ سمجھو۔[۲]

اجتماع مسجد میں حضور کی سفارش:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْإِنْسَانِ، كَذِئْبِ الْغَنَمِ، يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ، فَإِيَّاكُمْ وَالشَّيْطَانَ: وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ وَالْمَسْجِدِ.

شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے جس طرح بھیڑ اپنے گلہ سے جدا ہو جائے تو بھیڑیے کا شکار ہو جاتی ہے اسی طرح اگر مسلمانوں میں جدائی اور تفرقہ ہو تو انسان شیطان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا تفرقہ سے بچو اور اکٹھے جماعت کی صورت میں مسجد میں حاضر ہوتے رہو۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْمُرُوءَةُ مُرُوءَتَانِ مُرُوءَةُ الْحَضَرِ وَ مُرُوءَةُ السَّفَرِ فَأَمَّا مُرُوءَةُ الْحَضَرِ فَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ وَ حُضُورُ الْمَسَاجِدِ............

مروت کی دو قسمیں ہیں: وطن میں اور سفر میں۔ جو وطن میں ہے ان میں سے ایک مسجد میں حاضر ہونا ہے۔[۴]

---

[۱] المحاسن/ج۱/ ۵۴/ ۶۵ ثواب توقیر المساجد..... ص:۵۴

[۲] النوادر (للر اوندی)/ ۴۱/ الآداب والسنن..... ص:۱۴۱۔ اس حدیث کا لفظی ترجمہ نہیں کیا جا سکتا مفہوم کو بیان کر دیا گیا۔

[۳] مسند احمد بن حنبل، ج۵ ص ۲۳۳

[۴] دعائم الاسلام/ ج۱/ ۳۴۶/ ذکر آداب السفر ص:۳۴۵

مسجد میں چراغ جلانے کا ثواب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَسْرَجَ فِي مَسْجِدٍ مِنْ مَسَاجِدِ اللهِ سِرَاجاً لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ وَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ مَا دَامَ فِي ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ ضَوْءٌ مِنَ السِّرَاجِ.

جو شخص کسی مسجد میں ایک چراغ روشن کرتا ہے جب تک وہ چراغ مسجد میں روشنی کرتا رہتا ہے فرشتے اور حاملان عرش اس شخص کے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔[۱]

۴۔ مسجد میں روشنی کرنے کا ثواب

مسجد کی صفائی کی اہمیت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَنَخَّمَ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَدَّهَا فِي جَوْفِهِ لَمْ تَمُرَّ بِدَاءٍ إِلَّا أَبْرَأَتْهُ.

جو شخص مسجد میں جھاڑو دیتا ہے، خدا اس کے مقابلے میں اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔[۲]

مسجد سے گرد و غبار دور کرنا:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَمَّ مَسْجِداً كَتَبَ اللهُ لَهُ عِتْقَ رَقَبَةٍ وَ مَنْ أَخْرَجَ مِنْهُ مَا يَقْذِي عَيْناً كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ.

جو شخص مسجد سے خس و خاشاک کو باہر پھینکتا ہے۔ حتی اتنا چھوٹا سا ذرا جو آنکھ میں چلا جاتا ہے اس کے صاف کرنے پر خدا اس کے لئے دنیا و آخرت کی رحمت لکھتا ہے۔[۳]

نیز فرمایا:

مَنْ كَنَسَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْخَمِيسِ- وَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَأَخْرَجَ مِنْهُ مِنَ التُّرَابِ مَا يُذَرُّ فِي الْعَيْنِ غَفَرَ اللهُ تَعَالَى لَهُ.

جو شخص جمعرات کو مسجد میں جھاڑو دیتا ہے اور آنکھوں جانے والی دھول مٹی کو باہر پھینکتا ہے تو خدا اسے بخش دیتا ہے۔[۴]

---

[۱] من لا یحضره الفقیہ/ ج۱/ ۲۳۷/ باب فضل المساجد وحرمتها وثواب من صلی فیها..... ص:۲۲۸
[۲] من لا یحضره الفقیہ/ ج۱/ ۲۳۳/ باب فضل المساجد وحرمتها وثواب من صلی فیها..... ص:۲۲۸
[۳] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۱۸۰/ المجلس الرابع والثلاثون
[۴] من لا یحضره الفقیہ/ ج۱/ ۲۳۳/ باب فضل المساجد وحرمتها وثواب من صلی فیها..... ص:۲۲۸

مسجد کی کثافت کو دفن کرنا:

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

النُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا.........

اگر ناک کا پانی یا بلغم جیسی چیز مسجد میں ہو تو سب پر لازم ہے کہ اس پر مٹی ڈال دی جائے۔(یعنی اسے صاف کیا جائے) [۱]

مسجد کو گندہ کرنے والے کی سرزنش:

رسول خدا ﷺ نے مسجد میں بلغم پھینکنے سے منع فرمایا۔ [۲]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

تَوَقَّ شُطُوطَ الْاَنْهَارِ وَ مَسَاقِطَ الثِّمَارِ وَ اَفْنِيَةَ الْمَسَاجِدِ وَ قَارِعَةَ الطَّرِيقِ ...... وَ ضَعْ حَيْثُ شِئْتَ.

نہروں کے کنارے، پھل دار درختوں کے نیچے، مسجد کے صحن اور رستے میں پیشاب یا پاخانہ نہ کرو۔ [۳]

مسجد میں لہسن کی بو نہ لے جانا:

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

اَنَّهُ نَهَى عَنْ اَكْلِ الثُّومِ اَنْ يُؤْذِيَ بِرَائِحَتِهِ اَهْلَ الْمَسْجِدِ.

جو شخص لہسن (کچا یا ضرورت سے زیادہ) کھائے ہے وہ مسجد میں نہ آئے۔ [۴]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَكَلَ شَيْئاً مِنَ الْمُؤْذِيَاتِ رِيحُهَا فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ.

جو شخص بدبو والی غذا کھاتا ہے وہ مسجد میں نہ آئے۔ [۵]

مسجد میں دیوانہ افراد کو نہ لے جانا:

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ مَجَانِينَكُمْ وَ صِبْيَانَكُمْ ....

دیوانے اور بچوں کو مسجد میں نہ لے جاؤ۔ بچے سے مراد وہ بچہ ہے جو مسجد کو نجس کرتا ہو۔ [۶]

---

[۱] مسند الامام احمد، ج ۵، ص ۳۵۴

[۲] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۴ / باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[۳] تحف العقول/ النص/ ۴۱۱ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۰۸

[۴] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۸۰ / ۳۸۲ / باب ۸ فضل المساجد واحکامہا وآدابہا..... ص:۳۳۹

[۵] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ۳ / ۲۵۵ / ۲۵- باب فضل المساجد والصلاۃ فیہا وفضل الجماعۃ واحکامہا..... ص:۲۴۸

[۶] الجعفریات (الاشعثیات)/ ۵۱ / باب منع الصبیان من المساجد وغیر ذلک..... ص:۵۱

چوتھی فصل:

امور اقتصادی

ا۔ مال وثروت کی اہمیت:

اسلام میں مال وثروت کو معاشرے کی اساس کا سبب حاصل ہے۔فرد یا گروہ جو مال سے محروم ہیں وہ اس لئے فقیر ہیں کہ ان کے فقر کے ستون ٹوٹ چکے ہیں اور استقامت نہیں رکھتے۔فقیر وہ شخص ہے جس کی کمر کا مہرہ ٹوٹ جائے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی قدرت نہ رکھتا ہو۔[1] ایسا فرد یا معاشرے میں استقلال نہیں پائے گا۔متکبر جہانی کی اقتصادی پابندیاں ملک کو فقر کی طرف دھکیل دیتی ہیں اور لوگ غریب ہو جاتے ہیں۔اسی لئے قرآن میں آیا ہے:

اَمۡوَالَكُمُ الَّتِیۡ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمۡ قِیٰمًا.[2]

یعنی مال و دولت سے انسانوں میں مضبوطی آتی ہے۔

اس تعبیر کا یہ مطلب ہے کہ زندگی میں مال کی تاثیر ہوتی ہے۔فرد اور معاشرے کی پائیداری اسی سے مربوط ہے۔ مال کو معاشرے کے لئے ایسا ہی سمجھا جاتا ہے جیسے خون رگوں میں ہوتا ہے۔دولت نادان لوگوں کے ہاتھ نہیں دینی چاہیے۔کیونکہ وہ فضول استعمال کرتے ہیں۔

وَلَا تُؤۡتُوا السُّفَهَآءَ اَمۡوَالَكُمُ الَّتِیۡ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمۡ قِیٰمًا.[3]

---

[1] ر۔ک،اسلام ومحیط زیست،ص۲۹

[2] سورۂ نساء:۵

[3] سورۂ نساء:۵

اس آیت میں بھی مال کو عمومی معاشرے سے نسبت دی گئی ہے اور معاشرہ کا قیام مال ہی سے ہے۔

مال میں برکت:

خداوند عالم نے قرآن مجید میں مال کو رشد و ترقی کا عامل اور اس کو خیر و برکت قرار دیا ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾

(مسلمانو) تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہو بشرطیکہ وہ کچھ مال چھوڑ جائے تو ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھی وصیت کرے جو خدا سے ڈرتے ہیں ان پر یہ ایک حق ہے۔[۱]

خدا نے مال و ثروت کو اپنے بندوں کے لئے نعمت اور شکر گزاری کا سبب شمار کیا ہے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾

ہم نے تو یقیناً تم کو زمین میں قدرت و اقتدار دیا اور اس میں تمہارے لیے اسباب زندگی مہیا کیے (مگر) تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔[۲]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

نِعْمَ الْعَوْنُ عَلٰى تَقْوَى اللهِ اَلْمَالُ.

تقویٰ الٰہی کیلئے بہترین مدد مال ہے۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

نِعْمَ الْعَوْنُ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ.

حلال مال دنیا و آخرت کی سعادت کو حاصل کرنے کا بہترین معاون ہے۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا خَيْرَ فِي مَنْ لَا يُحِبُّ جَمْعَ الْمَالِ مِنْ حَلَالٍ يَكُفُّ بِهِ وَجْهَهُ وَيَقْضِي بِهِ دَيْنَهُ وَيَصِلُ بِهِ رَحِمَهُ.

جو شخص مال جمع کرتا ہے تا کہ اپنی آبرو کی حفاظت کرے لیکن صلہ رحمی مال حلال سے نہ کرے تو اس شخص (کے ارادوں) میں خیر نہیں ہے۔[۵]

---

[۱] سورۂ بقرہ: ۱۸۰

[۲] سورۂ اعراف: ۱۰

[۳] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج ۱۹/ ۲۲۷/ [نبذ من الاقوال الحکیمۃ فی الفقر والغنی] ومن کلامہ ع فی ..... ص: ۲۲۷

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۲۷/ باب الاستعانۃ بالدنیا علی الآخرۃ ..... ص: ۷۱

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۲۷/ باب الاستعانۃ بالدنیا علی الآخرۃ ..... ص: ۷۱

اسلام ایک کامل دین ہے اور آخرت پر بھی توجہ دیتا ہے:

وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾

اور جو کچھ خدا نے تجھے دے رکھا ہے اس میں آخرت کے گھر بھی جستجو کر اور دُنیا سے جس قدر تیرا حصّہ ہے مت بھول جا اور جس طرح خدا نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اوروں کے ساتھ احسان کر اور رُوئے زمین میں فساد کا خواہاں نہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ خدا فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔[۱]

اس آیت سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں آخرت کے لئے کام کرو۔

درست اقتصاد دینی استقلال کے لئے زمین ہموار کرتا ہے اور دنیا کی نیکی کا مصداق آخرت کی نیکی کے برابر شمار ہوتی ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

اے ہمارے پالنے والے ہمیں دنیا میں نعمت دے اور آخرت میں ثواب دے اور دوزخ کی آگ سے بچا۔[۲]

بہترین مال:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اَفْضَلَ الْمَالِ مَا وُقِيَ بِهِ الْعِرْضُ وَقُضِيَتْ بِهِ الْحُقُوقُ.

بہترین مال وہ ہے جس سے آبرو کی حفاظت ہو اور حقوق ادا ہوں۔[۳]

مال کی حفاظت اور بعض عوامل:

مال کی نگہداری اتنی مہم ہے کہ بعض روایات کے مطابق اگر انسان مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو وہ شہید کی موت مرتا ہے[۴] یہاں پر ہم بعض عوامل کو ذکر کرتے ہیں۔

حفاظت میں تدبیر:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ رَجُلًا اَتَى جَعْفَراً علیہ السلام شَبِيهاً بِالْمُسْتَنْصِحِ لَهُ فَقَالَ لَهُ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ كَيْفَ صِرْتَ اتَّخَذْتَ

---

[۱] سورۂ قصص: ۷۷

[۲] سورۂ بقرہ: ۲۰۱

[۳] بحارالانوار (ط-بیروت) / ج ۷۵ / ۷ / تتمۃ باب ۱۵ مواعظ امیر المؤمنین ع وخطبہ ایضا وحکمہ ..... ص: ۱

[۴] مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ (دعائم الاسلام / ج ۱ / ۳۹۸ / ذکر من یسع قتالہ من اہل القبلۃ ..... ص: ۳۹۸)

الْاَمْوَالَ قِطَعاً مُتَفَرِّقَةً وَلَوْ كَانَتْ فِي مَوْضِعٍ وَاحِدٍ كَانَتْ اَيْسَرَ لِمَئُونَتِهَا وَ اَعْظَمَ لِمَنْفَعَتِهَا فَقَالَ اَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام اتَّخَذْتُهَا مُتَفَرِّقَةً فَاِنْ اَصَابَ هَذَا الْمَالَ شَيْءٌ سَلِمَ هَذَا الْمَالُ وَ الصُّرَّةُ تُجْمَعُ بِهَذَا كُلِّهِ.

ایک شخص میرے والد گرامی کے پاس آیا اور خیر خواہانہ کہنے لگا: آپ نے مال کے کیوں ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ادھر ادھر پھیلا دیا۔ اگر ایک جگہ جمع ہوتا تو اس کی حفاظت آسان ہوتی۔

میرے والد گرامی نے فرمایا: مال کو اس لئے پھیلایا ہے تا کہ اگر ایک جگہ نقصان ہو تو دوسرا مال محفوظ رہے گا۔ یہ رقم کی تھیلی تمام پیسوں کو ایک جگہ جمع کرتی ہے۔[1]

قناعت:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اقْتَصَدَ وَ قَنِعَ بَقِيَتْ عَلَيْهِ النِّعْمَةُ.

جو شخص میانہ روی اور قناعت کرتا ہے اس کی نعمت زیادہ پائیدار ہوتی ہے۔[2]

زکات وانفاق:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا جَابِرُ مَنْ كَثُرَتْ نِعَمُ اللهِ عَلَيْهِ- كَثُرَتْ حَوَائِجُ النَّاسِ اِلَيْهِ، فَاِنْ فَعَلَ مَا يَجِبُ لِلّهِ عَلَيْهِ عَرَضَهَا لِلدَّوَامِ وَ الْبَقَاءِ، وَاِنْ قَصَّرَ فِيمَا يَجِبُ لِلّهِ عَلَيْهِ عَرَضَهَا لِلزَّوَالِ وَ الْفَنَاءِ.

اے جابر! جب خدا کسی کو زیادہ نعمتیں دے تو لوگوں کی ضرورت بھی پوری کرنی چاہیے۔ پس اگر اس نے اپنے وظیفہ پر عمل کیا تو نعمت باقی رہے گی اور اگر واجب الٰہی کی انجام دہی میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ نعمت فنا ہو جاتی ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حَصِّنُوا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ.........وَمَا تَلِفَ مَالٌ فِي بَرٍّ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا بِمَنْعِ الزَّكَاةِ.

اپنے مال کی زکات کے ذریعے حفاظت کرو۔..................کوئی مال خشکی یا دریا میں تلف نہیں ہوگا مگر وجہ زکات نہ دینا ہوگی۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۵/۹۱/باب شراء العقارات وبیعھا..... ص:۹۱

[2] تحف العقول/النص/۴۰۳/ومن حکمہ ع..... ص:۴۰۳

[3] التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری علیہ السلام/۴۰۳/[سورۃ البقرۃ(۲):آیۃ ۹۰]..... ص:۴۰۱

[4] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/النص/۴۶/ثواب اخراج الزکاۃ ووضعھا فی موضعھا..... ص:۴۶

يَا عَلِيُّ! لَا خَيْرَ.........فِي الْمَالِ إِلَّا مَعَ الْجُودِ.

اے علیؑ! جس میں دین سخاوت نہ ہو اس میں برکت نہیں ہے۔

مال کو ضائع کرنے کی ممانعت اور بعض عوامل:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي أَكْرَهُ لَكُمْ ....وَ إِضَاعَةِ الْمَالِ........فَرَحِمَ اللهُ مُؤْمِناً كَسَبَ طَيِّباً وَ أَنْفَقَ قَصْداً وَ قَدَّمَ خَيْراً.

مجھے یہ پسند نہیں.................تم مال کو ضائع کرو.................پس خدا رحم کرے اس مومن پر جو حلال مال کسب کرتا ہے اور جب انفاق کرتا ہے تو بھلائی کرتا ہے یعنی انفاق میں بھی میانہ روی اختیار کرتا ہے۔[1]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال کو تباہ کرنے سے منع فرمایا۔[2]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

وَلَا تُضَيِّعَنَّ نِعْمَةً مِنْ نِعَمِ اللهِ عِنْدَكَ.

خدا کی کسی نعمت کو ضائع مت کرو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَرْبَعَةٌ لَا تُسْتَجَابُ لَهُمْ دَعْوَةٌ رَجُلٌ جَالِسٌ فِي بَيْتِهِ...........وَ رَجُلٌ كَانَ لَهُ مَالٌ فَأَفْسَدَهُ.........وَ رَجُلٌ كَانَ لَهُ مَالٌ فَأَدَانَهُ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ............

چار طرح کے افراد کی دعا مستجاب نہیں ہوتی: (۱) جو گھر میں بیٹھا رہے اور رزق کی دعا کرے۔.................(۳) اس شخص کی جو اپنے مال ضائع کرلے اور پھر دعا کرے۔...........(۴) وہ شخص کو کسی کو قرض دے بغیر کسی گواہ اور لکھت پڑھت کے.................۔[4]

یہاں پر بعض ان عوامل کو ذکر کرتے ہیں جو مال کے ضائع ہونے کا سبب ہیں:

جھوٹی قسم:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِيَّاكُمْ وَ الْيَمِينَ الْفَاجِرَةَ فَإِنَّهَا تُنْفِقُ السِّلْعَةَ وَ تَمْحَقُ الْبَرَكَةَ.

---

[1] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۶۶/ ۷ فصل ذکر الحجر والتفلیس..... ص:۶۵

[2] نَهَى عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ. (مجمع البحرین/ ج ۵/ ۴۷۵/ (مول)..... ص:۴۷۵)

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۵۹/ ۶۹ ومن کتاب لہ ع الی الحارث [الہمدانی] الہمذانی..... ص:۴۵۹

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۵۱۱/ باب من لاتستجاب دعوتہ..... ص:۵۱۰

اے گروہِ تجار! جھوٹی قسم سے پرہیز کرو کیونکہ اس سے مال کم ہوتا ہے اور برکت ختم ہوتی ہے۔[۱]

اسراف:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ السَّرَفَ یُورِثُ الْفَقْرَ.

جو اسراف کرتا ہے اس سے نعمت زائل ہو جاتی ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ بَذَّرَ وَ اَسْرَفَ زَالَتْ عَنْهُ النِّعْمَةُ.

جو شخص اسراف کرتا ہے اس سے نعمت زائل ہو جاتی ہے۔[۳]

دوسرے کے مال پر تجاوز:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ الْمَالَ بِغَيْرِ حَقٍّ حُرِمَ بَقَاءَهُ لَهُ بِحَقٍّ.

جو شخص کسی دوسرے کا ناحق مال لیتا ہے وہ حق سے محروم رہتا ہے۔[۴]

مال کی تباہی کے آثار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَبْغَضَ النَّاسُ فُقَرَاءَهُمْ وَ اَظْهَرُوا عِمَارَةَ اَسْوَاقِهِمْ وَ تَبَارَكُوا عَلَى جَمْعِ الدَّرَاهِمِ رَمَاهُمُ اللهُ بِاَرْبَعِ خِصَالٍ بِالْقَحْطِ مِنَ الزَّمَانِ وَ الْجَوْرِ مِنَ السُّلْطَانِ وَ الْخِيَانَةِ مِنْ وُلَاةِ الْحُكَّامِ وَ الشَّوْكَةِ مِنَ الْعُدْوَانِ.

جب لوگ فقیروں کو دشمن سمجھیں اور اپنے بازار اور عمارتوں کو آباد کرتے ہوں اور مال ذخیرہ کرنے کی ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہوں تو خداوند عالم ان پر چار قسم کی چیزیں عام کر دیتا ہے۔ قحط سالی، ستم شاہی، نمائندوں میں خیانت اور دشمن کا حملہ ہوتا ہے۔[۵]

---

[۱] الغارات (ط-القدیمة)/ج۱/۶۵/سیرته ع فی نفسه ص:۵۳
[۲] الکافی (ط-الاسلامیة)/ج۴/۵۳/باب فضل القصد..... ص:۵۲
[۳] تحف العقول/النص/۴۰۳/ومن حکمه ع..... ص:۴۰۳
[۴] تحف العقول/النص/۳۲۱/ومن کلامه ع سماه بعض الشیعة نثر الدرر..... ص:۳۱۵
[۵] مجموعة ورام/ج۱/۱۰/فهرست ما فی هذا المجلد ص:۵

مال ذخیرہ کرنے کا خطرہ:

مال وثروت اگرچہ انسانی رشد وترقی کا باعث ہے۔ اگر انسان اس سے محروم ہوتو سعادت سے محرومی ہے انسان کو ایسی زندگی گزارنی چاہیے جس سے خدا کے نزدیک اس کی آبرو محفوظ رہے۔

خداوند قرآن میں فرماتا ہے:

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ؕ﴿۸﴾

سُن رکھو بے شک انسان جب اپنے کو غنی دیکھتا ہے۔ تو سرکش ہوجاتا ہے۔ بے شک تمہارے پروردگار کی طرف (سب کو) پلٹنا ہے۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا اَتَخَوَّفُ عَلَى اُمَّتِي مِنْ بَعْدِي ثَلَاثَ خِصَالٍ ....اَوْ يَظْهَرَ فِيهِمُ الْمَالُ حَتَّى يَطْغَوْا وَ يَبْطَرُوا.

مجھے اپنی امت پر میرے بعد تین چیزوں کا خطرہ ہے۔.................. مال زیادہ جمع کریں گے یہاں تک کہ طغیان و ناشکری کریں گے۔[۲]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

هَلَاكُ نِسَاءِ اُمَّتِي فِي الْاَحْمَرَيْنِ الذَّهَبِ وَ الثِّيَابِ الرِّقَاقِ وَ هَلَاكُ رِجَالِ اُمَّتِي فِي تَرْكِ الْعِلْمِ وَ جَمْعِ الْمَالِ.

میری امت کی عورتوں کی نابودی کے عوامل دو سرخ فام ہیں۔ سونا اور باریک لباس۔ میری امت کے مردوں کی تباہی کے دو عامل یہ ہیں۔ علم حاصل نہیں کریں گے اور مال کو ذخیرہ کریں گے۔[۳]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْفِتَنُ ثَلَاثَةٌ.............. وَ الدِّرْهَمِ وَ هُوَ سَهْمُ الشَّيْطَانِ.

تین چیزیں فتنہ ہیں:.................. درہم و دینار سے دوستی ہوگی جو شیطان کا تیر ہے۔[۴]

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:

---

[۱] سورۂ علق: ۶۔۸

[۲] الخصال/ ج۱ / ۱۶۴ / التخوف علی الامۃ من ثلاث خصال..... ص: ۱۶۴

[۳] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱ / ۱۸۳ / الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمۃ الاطہار..... ص: ۱۷۳

[۴] وسائل الشیعۃ/ ج۲۰ / ۲۶ / ۴۔ باب کراہۃ الافراط فی حب النساء وتحریم حب النساء المحرمات..... ص: ۲۴

يَنۡبَغِي لِلۡعَاقِلِ اَنۡ يَحۡتَرِسَ مِنۡ سُكۡرِ الۡمَالِ .... فَاِنَّ لِكُلِّ ذٰلِكَ رِيحاً خَبِيثَةً تَسۡلُبُ الۡعَقۡلَ وَ تَسۡتَخِفُّ الۡوَقَارَ.

عقلمند شخص کو چاہئے کہ زیادہ مال جمع کرنے سے بچے .... کیونکہ اس سے عقل زائل ہوجاتی ہے اور انسان کا وقار کم ہوجاتا ہے۔[۱]

اسی طرح فرمایا:

وَ اعۡلَمُوا اَنَّ كَثۡرَةَ الۡمَالِ مَفۡسَدَةٌ لِلدِّينِ مَقۡسَاةٌ لِلۡقُلُوبِ.

جان لو! مال کی ذخیرہ اندوزی دین کی تباہی اور دلوں کی قساوت کا سبب ہے۔[۲]

۲۔ پیداوار:

معاشرے میں اقتصاد کو بہتر بنانے کے لئے دو محوری عنصر ہیں۔ پیداوار میں کوشش اور استعمال میں قناعت۔[۳] پیداوار سے مراد ہے کہ ہر قسم کا کسب و کار جس سے اقتصادی ترقی ہو جیسے کھیتی باڑی، گلہ بانی، تجارت، صنعت وغیرہ آیات و روایات میں اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ کسب حلال ہو تاکہ دین کی رعایت حاصل ہو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنۡ وَجَدَ مَاءً وَ تُرَاباً ثُمَّ افۡتَقَرَ فَاَبۡعَدَهُ اللهُ.

جس کے پاس پانی اور کھیتی باڑی کے لئے زمین کافی ہو لیکن وہ پھر بھی فقر میں مبتلا ہو وہ خدا کی رحمت سے دور ہے۔[۴]

پیداوار کی سفارش:

اسلامی حاکموں نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے تجارت اور صدقہ جاریہ جیسے وقف باغ اور زراعت وغیرہ کا شوق دلایا۔ اس سے انسان کی عزت ہے۔

معلّی بن خنیس کہتے ہیں:

رَآنِي اَبُو عَبۡدِ اللهِ علیہ السلام وَ قَدۡ تَاَخَّرۡتُ عَنِ السُّوقِ فَقَالَ لِي اغۡدُ اِلَى عِزِّكَ.

امام صادق علیہ السلام نے مجھے دیکھا کہ میں دوسروں سے دیر سے بازار جاتا ہوں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: صبح سویرے

---

[۱] غرر الحکم و درر الکلم / ۶۹۷ / ۲۷..... ص: ۶۹۷
[۲] تحف العقول / النص / ۱۹۹ / تفضیلہ العلم..... ص: ۱۹۹
[۳] تسنیم، ج ۱۷، ص ۳۴۴
[۴] قرب الاسناد (ط۔ الحدیثہ) / النص / ۱۱۵ / احادیث متفرقۃ..... ص: ۹

اپنی عزت کی طرف روانہ ہوا کرو۔[۱]

عزت سے مراد کسب و کار ہے۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اسْتَصْلِحْ كُلَّ نِعْمَةٍ أَنْعَمَهَا اللهُ عَلَيْكَ.

خدا جو تجھے نعمت دیتا ہے اس سے فائدہ اٹھا۔[۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنَ الْمُرُوءَةِ اسْتِصْلَاحُ الْمَالِ.

مال اور اس سے فائدہ اٹھانا جوان مردی ہے۔[۴]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اسْتِثْمَارُ الْمَالِ تَمَامُ الْمُرُوءَةِ.

جوان مردی کامل یہ ہے کہ مال کو فائدہ سے اٹھایا جائے۔[۵]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِصْلَاحُ الْمَالِ مِنَ الْإِيمَانِ.

مال کی اصلاح کرنا ایمان میں سے ہے۔[۶]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

عَلَيْكَ بِإِصْلَاحِ الْمَالِ فَإِنَّ فِيهِ مَنْبَهَةً لِلْكَرِيمِ وَ اسْتِغْنَاءً عَنِ اللَّئِيمِ.

مال کی اصلاح کرو کیونکہ یہ شرافت کا سبب ہے ذلت سے بچاتی ہے۔[۷]

زرارہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ:

مَا يُخَلِّفُ الرَّجُلُ شَيْئاً أَشَدَّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَالِ الصَّامِتِ كَيْفَ يَصْنَعُ بِهِ قَالَ يَجْعَلُهُ فِي الْحَائِطِ يَعْنِي فِي الْبُسْتَانِ أَوِ الدَّارِ.

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۹۲/ باب التجارۃ وآدابہا وفضلہا وفقہہا..... ص:۱۹۱

[۲] ر۔ک، جامعہ در قرآن، ص ۲۷۱، ۲۷۲

[۳] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۵۹/ ۶۹ ومن کتاب لہ ع الی الحارث [الہمدانی] الہمذانی..... ص:۴۵۹

[۴] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۶۶/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[۵] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۱/ ۲۰/ کتاب العقل والجہل..... ص:۱۰

[۶] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۶۶/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[۷] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۸۸/ باب اصلاح المال وتقدیر المعیشۃ..... ص:۸۷

آپؑ نے فرمایا: انسان اپنے مال ومتاع کو گھر میں جمع کر کے نہ رکھے۔
راوی نے پوچھا: پس کیا کرے؟
آپ نے فرمایا: مال کو باغ اور زراعت یا گھر بنانے پر خرچ کرے۔[1]

پیداوار کا ہدف:

اسلام کی نظر میں پیداوار کے کچھ اہداف الٰہی ہیں:

۱۔ حفظ عزت اور پستی سے بے نیازی
۲۔ اہل خانہ کی خوشحالی اور عزت کے لئے۔
۳۔ رشتہ داروں اور ہمسایہ کا احترام۔
۴۔ راہ خدا میں انفاق۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ [الرِّزْقَ فِي] الدُّنْيَا اسْتِعْفَافاً عَنِ النَّاسِ وَ تَوْسِيعاً عَلَى أَهْلِهِ وَ تَعَطُّفاً عَلَى جَارِهِ لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ وَجْهُهُ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

جوشخص دنیا میں اپنی بے نیازی اور اہل خانہ کی کشائش کے لئے کام کرتا ہے۔ ہمسایوں سے محبت کرتا ہے تو خدا اسے قیامت کے دن ایسا محشور کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند ہوگا۔[2]

روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام وَ اللهِ إِنَّا لَنَطْلُبُ الدُّنْيَا وَ نُحِبُّ أَنْ نُؤْتَاهَا فَقَالَ تُحِبُّ أَنْ تَصْنَعَ بِهَا مَا ذَا قَالَ أَعُودُ بِهَا عَلَى نَفْسِي وَ عِيَالِي وَ أَصِلُ بِهَا وَ أَتَصَدَّقُ بِهَا وَ أَحُجُّ وَ أَعْتَمِرُ فَقَالَ عليه السلام لَيْسَ هَذَا طَلَبَ الدُّنْيَا هَذَا طَلَبُ الْآخِرَةِ.

ایک آدمی نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: خدا کی قسم! میں دنیا کے پیچھے ہوں اور اسے پانے کو دوست رکھتا ہوں۔
آپ نے پوچھا: اس سے کیا کرو گے؟
وہ شخص کہتا ہے: میں چاہتا ہوں کہ میری اور میرے اہل وعیال کی زندگی اچھی ہو۔ صلہ رحمی کروں، صدقہ دوں، حج کروں، عمرہ کروں۔

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج ۵/ ۹۱/ باب شراء العقارات وبیعھا..... ص:۹۱
[2] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج ۵/ ۷۸/ باب الحث علی الطلب والتعرض للرزق..... ص:۷۸

امام نے فرمایا: یہ دنیا طلبی نہیں ہے بلکہ یہ آخرت طلبی ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

اَنَّ عَلِيّاً عليه السلام اَعْتَقَ اَلْفَ مَمْلُوكٍ مِنْ كَدِّ يَدِهِ.

حضرت امیر علیہ السلام نے ہزار غلام کو اپنی کمائی سے آزاد کیا۔[2]

مال سے بہرہ مند ہونے کے عوامل

صدقہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَصَدَّقُوا فَاِنَّ الصَّدَقَةَ تَزِيدُ فِي الْمَالِ كَثْرَةً وَ تَصَدَّقُوا رَحِمَكُمُ اللهُ.

صدقہ دو کیونکہ صدقہ دینے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے اور صدقہ دو کہ اللہ تم پر رحم کرے گا۔[3]

امانت داری:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاَمَانَةُ تَجْلِبُ الْغِنَى، وَ الْخِيَانَةُ تَجْلِبُ الْفَقْرَ.

امانتداری سے بے نیازی آتی ہے اور خیانت سے فقر آتا ہے۔[4]

شادی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ فَاِنَّهُنَّ يَأْتِينَ بِالْمَالِ.

شادیاں کرو کیونکہ عورتیں تمہارے لئے مال لائیں گی۔[5]

اچھی بات:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْقَوْلُ الْحَسَنُ يُثْرِي الْمَالَ وَ يُنْمِي الرِّزْقَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۷۲ / باب الاستعانة بالدنیا علی الآخرۃ..... ص:۷۱

[2] المحاسن / ج ۲ / ۶۲۴ / ۱۰ باب اتخاذ العبید والاماء..... ص:۶۲۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۹ / باب فی ان الصدقة تزید فی المال..... ص:۹

[4] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ) / النص / ۱۱۷ / احادیث متفرقة..... ص:۹

[5] مکارم الاخلاق / ۱۹۶ / الفصل الاول فی الرغبة فی التزویج وبرکة المراۃ وشؤمها..... ص:۱۹۶

اچھی بات کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔[1]

طہارت:

ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تنگدستی کی شکایت کی۔آپؐ نے فرمایا:

شَكَا اِلَيْهِ رَجُلٌ قِلَّةَ الرِّزْقِ فَقَالَ اَدِمِ الطَّهَارَةَ يَدُمْ عَلَيْكَ الرِّزْقُ فَفَعَلَ الرَّجُلُ ذٰلِكَ فَوُسِّعَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ.

ہمیشہ وضو میں رہو تاکہ تمہاری روزی میں برکت ہو۔پس اس آدمی نے عمل کیا اور اس کی روزی میں اضافہ ہوا۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ ذَهَبَ فِي حَاجَةٍ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ فَلَمْ تُقْضَ حَاجَتُهُ فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ.

جو شخص بغیر وضو کے کسی حاجت کے لئے جائے اور وہ پوری نہ ہو تو اس شخص کو اپنے آپ کو سرزنش کرنا چاہئے۔[3]

ان احادیث سے چند نکات ملتے ہیں:

۱۔دین و دنیا میں پیوند۔

۲۔روح توحید پر توجہ دینا۔

۳۔احساس عدم استقلال۔

کسب معاش

روزگار دولت کمانے کا ایک مادی عامل ہے اور اسلام میں حلال روزی کمانا واجب ہے اور حرام روزی کمانے سے پرہیز لازم ہے اب ہم یہاں پر ان روایات کو ذکر کرتے ہیں جو حلال رزق کی فضیلت و اہمیت اور اس کی شرائط و آثار اور اس کے ساتھ ساتھ حرام درآمد کے بارے میں دلالت کرتی ہیں۔

کسب معاش تلاش و جستجو کی اہمیت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ قَوْماً مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ لَمَّا نَزَلَتْ- وَ مَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً وَ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ اَغْلَقُوا الْاَبْوَابَ وَ اَقْبَلُوا عَلَى الْعِبَادَةِ وَ قَالُوا قَدْ كُفِينَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ

---

[1] الامالی (للصدوق)/النص/۲/المجلس الاول

[2] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ج۱/۲۶۸/الفصل العاشر فی احادیث تتضمن شیئا من الآداب الدینیۃ..... ص:۲۴۶

[3] من لا یحضرہ الفقیہ/ج۳/۱۵۷/باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاَرْسَلَ اِلَیْہِمْ فَقَالَ مَا حَمَلَکُمْ عَلٰی مَا صَنَعْتُمْ قَالُوا یَا رَسُولَ اللہِ تَکَفَّلَ اللہُ عَزَّ وَ جَلَّ بِاَرْزَاقِنَا فَاَقْبَلْنَا عَلَی الْعِبَادَۃِ فَقَالَ اِنَّہُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ لَمْ یَسْتَجِبِ اللہُ لَہُ عَلَیْکُمْ بِالطَّلَبِ ثُمَّ قَالَ اِنِّی لَاُبْغِضُ الرَّجُلَ فَاغِراً فَاہُ اِلٰی رَبِّہِ یَقُولُ ارْزُقْنِی وَ یَتْرُکُ الطَّلَبَ.

جب یہ آیت "وَمَنْ یَّتَّقِ اللہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ② وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ" (جو خدا سے ڈرے گا تو خدا اس کے لیے نجات کی صورت نکال دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے وہم بھی نہ ہو[۱]) نازل ہوئی تو اصحاب نے اس آیت کا مطلب درست نہ سمجھا اور کسب و کار کرنا چھوڑ دیا اور دعا و عبادت کرنے لگے جب یہ خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملی تو آپ نے ان سے پوچھا کہ تم نے کام کرنا کیوں چھوڑ دیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ جب ہمارے رزق کا اللہ تعالیٰ کفیل ہے تو ہم نے کسب کی فکر چھوڑ دی اور عبادت میں لگ گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: جو شخص ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا نہیں کرے گا جو وہ چاہتا ہے پھر فرمایا کہ میں ان کا دشمن ہوں جو کام کرنا چھوڑ دیں اور دعا کے ذریعے روزی طلب کریں۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَصْنَافاً مِنْ اُمَّتِی لَا یُسْتَجَابُ لَھُمْ دُعَاؤُھُمْ رَجُلٌ .... وَ رَجُلٌ یَقْعُدُ فِی بَیْتِہِ وَ یَقُولُ رَبِّ ارْزُقْنِی وَلَا یَخْرُجُ وَلَا یَطْلُبُ الرِّزْقَ.

میری امت کے چند قسم کے لوگوں کی دعا مستجاب نہیں ہوگی۔...... ایک شخص وہ ہے کہ جو گھر میں بیٹھ جائے گا اور خدا سے دعا مانگے گا کہ پروردگارا! روزی دے۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ اللہَ یُبْغِضُ الْعَبْدَ فَاغِراً فَاہُ وَ یَقُولُ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی وَ یَتْرُکُ الطَّلَبَ.

خدا اس شخص کو دشمن رکھتا ہے جو دعا کے ذریعے رزق مانگتا ہے اور کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔[۴]

روایت ہے کہ:

مَا فَعَلَ عُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ اَقْبَلَ عَلَی الْعِبَادَۃِ وَ تَرَکَ التِّجَارَۃَ فَقَالَ وَیْحَہُ اَمَا عَلِمَ اَنَّ تَارِکَ الطَّلَبِ لَا یُسْتَجَابُ لَہُ.

امام صادق علیہ السلام نے عمر بن مسلم سے کام کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا اس نے تجارت چھوڑ دی اور دعا و

---

[۱] سورۂ طلاق: ۲، ۳

[۲] روضۃ المتقین فی شرح من لایحضرہ الفقیہ (ط-القدیمۃ)/ ج ۷ / ۸ / باب التجارۃ وآدابہا وفضلہا وفقہہا..... ص: ۵

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۶۷ / باب دخول الصوفیۃ علی ابی عبداللہ ع واحتجاجہم علیہ فیما ینہون الناس عنہ من طلب الرزق..... ص: ۶۵

[۴] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۴ / ۲۲ / الجملۃ الاولی فی احادیث متفرقۃ زیادۃ فیما تقدم..... ص: ۵

عبادت کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس پر افسوس ہے![1]

راوی کہتا ہے:

سَأَلَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ وَ أَنَا عِنْدَهُ فَقِيلَ لَهُ أَصَابَتْهُ الْحَاجَةُ قَالَ فَمَا يَصْنَعُ الْيَوْمَ قِيلَ فِي الْبَيْتِ يَعْبُدُ رَبَّهُ قَالَ فَمِنْ أَيْنَ قُوتُهُ قِيلَ مِنْ عِنْدِ بَعْضِ إِخْوَانِهِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ﷺ وَ اللهِ لَلَّذِي يَقُوتُهُ أَشَدُّ عِبَادَةً مِنْهُ.

میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا امام نے ایک مرد کے بارے میں پوچھا تو عرض کیا گیا: نیازمند ہو گیا ہے۔

امام نے پوچھا: آج کل کیا کرتا ہے؟

کہا گیا: وہ گھر میں عبادت کرتا ہے۔

آپ نے پوچھا: وہ زندگی کے اخراجات کہاں سے پورے کرتا ہے؟

عرض کیا گیا: بعض مومن بھائی اس کی مدد کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: جو اسے زندگی کا خرچہ دیتا ہے وہ اس سے زیادہ عابد ہے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

السَّاعِي عَلَى وَالِدَيْهِ لِيَكُفَّهُمَا وَيُغْنِيَهُمَا عَنِ النَّاسِ، فِي سَبِيلِ اللهِ، ومَنْ سَعَى عَلَى زَوْجٍ أَوْ وَلَدٍ لِيَكُفَّهُمْ وَيُغْنِيَهُمْ عنِ النَّاسِ، فِي سَبِيلِ اللهِ، والسَّاعِي عَلَى نَفْسِهِ لِيُغْنِيَهَا وَيَكُفَّهَا عَنِ النَّاسِ، فِي سَبِيلِ اللهِ، والسَّاعِي مُكَاثَرَةً، فِي سَبِيلِ الشَّيطَانِ.

جو اپنے والدین اور بیوی بچوں کے لئے کسب کرتا ہے تا کہ ان کی ضروریات کو پورا کرتے اور ان کو لوگوں سے مستغنی کر دے تو وہ راہ خدا میں کوشش کرنے والا ہے اور جو مال جمع کرتا ہے اپنی ذات کے لئے تا کہ وہ لوگوں سے مستغنی ہو جائے تو وہ بھی راہ خدا میں کوشش کرنے والا ہے اور جو مال کو جمع کرتا ہے ذخیرہ کرنے کے لئے تو اس کا کام شیطان کا کام ہے۔[3]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

الَّذِي يَطْلُبُ مِنْ فَضْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَا يَكُفُّ بِهِ عِيَالَهُ أَعْظَمُ أَجْراً مِنَ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

جو اپنے اہل خانہ کے لئے معاش کی کوشش کرتا ہے اس کو مجاہد راہ خدا کے برابر ثواب ملتا ہے۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۸۴ / باب الرزق من حیث لا یحتسب ..... ص: ۸۳

[2] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۸ / ۷ / باب الحث علی الطلب والتعرض للرزق ..... ص: ۷۷

[3] المعجم الاوسط، ج ۸، ص ۷۷ ۲ رقم: ۸۶۳۰

[4] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۸۸ / باب من کد علی عیالہ ..... ص: ۸۸

اِذَا خَرَجَ الْعَبْدُ فِي حَاجَةِ اَهْلِهِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةً.

جو شخص بیوی بچوں کے لئے روزی کمانے جاتا ہے تو خدا اسے ہر قدم کے بدلے نیکی عطا کرتا ہے۔[1]

اس طرح فرمایا:

مَنْ كَانَ فِيْ مِصْرٍ مِنَ الْاَمْصَارِ يَسْعٰى عَلٰى عِيَالِهِ فِيْ عُسْرَهٖ وَيُسْرَهٖ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ النَّبِيِّيْنَ.

جو شخص اہل خانہ کی روزی کے لئے شہر میں سخت کوشش کرتا ہے خدا اسے روز قیامت انبیاء کے ساتھ محشور فرمائے گا۔[2]

نیز فرمایا:

مَنْ اَكَلَ مِنْ كَدِّ يَدِهٖ كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ عِدَادِ الْاَنْبِيَاءِ وَيَأْخُذُ ثَوَابَ الْاَنْبِيَاءِ.

جو شخص اپنی محنت وکوشش سے کما کر کھائے روزِ قیامت اسے انبیاء کے زمرے میں شمار کیا جائے گا اور اسے انبیا کرامؑ کے برابر ثواب حاصل ہوگا۔[3]

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

لَمَّا اُسْرِيَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَرَاَيْتُ فِيْهَا قَصْراً مِنْ يَاقُوْتٍ اَحْمَرَ، يُرٰى بَاطِنُهُ مِنْ ظَاهِرِهٖ لِضِيَائِهٖ وَ نُوْرِهٖ، .... فَقُلْتُ: يَا جَبْرَئِيْلُ، لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالَ: هٰذَا لِمَنْ ....وَ اَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَ تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ وَ النَّاسُ نِيَامٌ.

قَالَ عَلِيٌّ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَ فِيْ اُمَّتِكَ مَنْ يُطِيْقُ هٰذَا قَالَ:............ اَ تَدْرِيْ مَا اِطْعَامُ الطَّعَامِ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ. قَالَ: مَنْ طَلَبَ لِعِيَالِهٖ مَا يَكُفُّ بِهٖ وُجُوْهَهُمْ عَنِ النَّاسِ،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معراج کے دوران جنت میں پہنچا وہاں یاقوت کے محل تھے جس کے اندر اور باہر دونوں طرف نور تھا............۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ محل کن کے ہیں؟ اس نے جواب دیا:............ جو لوگوں کو کھانا کھلائیں ان کے لئے ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے پوچھا: کیا آپ کی امت میں کوئی یہ کام کرے گا؟

آپؐ نے پوچھا:.................. کیا تم جانتے ہو کہ کھانا دینے کا مطلب کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: خدا اور رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔

فرمایا: جو اپنے اہل وعیال کے لئے روزی کمانے کی کوشش کرتا ہے اور لوگوں کے سامنے اُن کی آبرو کی حفاظت کرتا ہے۔[4]

---

[1] کنز العمال، ج ۱۶، ص ۲۸۲

[2] تاریخ مدینہ دمشق، ج ۳۳، ص ۳۴۸

[3] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۳۹/ الفصل التاسع والتسعون فی کسب الحلال

[4] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۴۵۸/ [۱۶] المجلس السادس عشر

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنْ ظَنَنْتَ اَوْ بَلَغَكَ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ كَائِنٌ فِي غَدٍ فَلَا تَدَعَنَّ طَلَبَ الرِّزْقِ وَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَا تَكُونَ كَلًّا فَافْعَلْ.

اپنی روزی اپنے ہاتھوں سے کماؤ اور لوگوں پر بوجھ نہ بنو۔

محمد بن منکدر کہتا ہے:

فَقُلْتُ اَصْلَحَكَ اللهُ شَيْخٌ مِنْ اَشْيَاخِ قُرَيْشٍ......... اَرَاَيْتَ لَوْ جَاءَ اَجَلُكَ وَ اَنْتَ عَلَى هٰذِهِ الْحَالِ مَا كُنْتَ تَصْنَعُ فَقَالَ لَوْ جَاءَنِي الْمَوْتُ وَ اَنَا عَلَى هٰذِهِ الْحَالِ جَاءَنِي وَ اَنَا فِي [طَاعَةٍ مِنْ] طَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَكُفُّ بِهَا نَفْسِي وَ عِيَالِي عَنْكَ وَ عَنِ النَّاسِ

میں نے قریش کے ایک آدمی کو دیکھا جو کسب و کار میں مشغول تھا، میں نے اس سے کہا کہ اگر ابھی موت کا فرشتہ آجائے تو کیا کروگے۔ اس نے کہا میں خدا کی اطاعت کی حالت میں ہوں کیونکہ اپنے اور اہل خانہ کے لئے روزی کماتا ہوں۔ تیرے اور دوسروں سے بے نیاز ہوں۔[1]

پاک ترین کسب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے لئے اس طرح دعا کی جو کسب وکار کرتا تھا۔

فَرَحِمَ اللهُ مُؤْمِناً كَسَبَ طَيِّباً.

خدایا! رحمت فرما! اس شخص پر جو پاکیزہ کسب وکار کرتا ہے۔[2]

اسی طرح فرمایا:

خَيْرُ الْكَسْبِ كَسْبُ يَدِ الْعَامِلِ اِذَا نَصَحَ.

بہترین کسب وہ ہے جو درست ہو۔[3]

نیز فرمایا:

اَطْيَبُ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَ وَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ.

پاکیزہ مال جو انسان استعمال کرتا ہے وہ جو وہ سختی سے حاصل کرتا ہے۔[4]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۷۳ / باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص:۷۳
[2] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۶۶ / ۱۷ فصل ذکر الحجر والتفلیس..... ص:۶۵
[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۴۶۸ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم «ص» با ترجمہ فارسی
[4] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۹ / ۱- باب استحبابہا و اختیارہا علی اسباب الرزق..... ص:۷

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ يَنْبَغِي لِلْعَاقِلِ اَنْ يَكُونَ شَاخِصاً اِلَّا فِي ثَلَاثٍ مَرَمَّةٍ لِمَعَاشٍ اَوْ خُطْوَةٍ لِمَعَادٍ اَوْ لَذَّةٍ فِي غَيْرِ مُحَرَّمٍ

عقل مند تین کام کرتا ہے: (۱) اصلاح امور معاش، (۲) آخرت کیلئے قدم اٹھانا اور حلال کام سے لذت اٹھانا۔ [۱]

نیز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَطْيَبُ الْكَسْبِ......... كُلُّ بَيْعٍ مَبْرُوْرٍ.

بہترین درآمدوہ ہے جو اچھے اور پاکیزہ معاملہ سے حاصل ہو۔ [۲]

کسب کے لئے مناسب زمانہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الْبُكُورُ مُبَارَكٌ يَزِيدُ فِي جَمِيعِ النِّعَمِ خُصُوصاً فِي الرِّزْقِ.

جو صبح سویرے کام کرتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے تمام نعمتوں اور روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔ [۳]

اسی طرح فرمایا:

بَاكِرُوا بِالْحَوَائِجِ فَإِنَّهَا مُيَسَّرَةٌ.

صبح سویرے کام پر جاؤ کیونکہ آسانی ہوتی ہے اور برکت ہوتی ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ بِمَا يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ قَالُوا بَلَى يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ ....وَ الْبُكُورُ فِي طَلَبِ الرِّزْقِ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ.

کیا میں تمہیں ان چیزوں کے بارے میں آگاہ نہ کروں جو رزق میں زیادتی کا باعث ہیں لوگوں نے کہا ضرور اے امیر المومنینؑ! حضرت نے فرمایا:............ صبح سویرے روزی کی تلاش میں جانا، روزی میں اضافے کا باعث ہے۔ [۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِالْجِدِّ وَ الِاجْتِهَادِ وَ إِذَا صَلَّيْتُمُ الصُّبْحَ وَ انْصَرَفْتُمْ فَبَكِّرُوا فِي طَلَبِ الرِّزْقِ وَ اطْلُبُوا

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۱۰/ وصیۃ اخری الی امیر المؤمنین ع مختصرۃ..... ص:۱۰

[۲] الجامع الصغیر، ج۱، ص۱۲۶

[۳] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۳/ ۳۱۸/ باب ۶۰ ما یورث الفقر والغناء..... ص:۳۱۴

[۴] الخصال/ ج ۲/ ۵۰۵/ ست عشرۃ خصلۃ تورث الفقر و سبع عشرۃ خصلۃ تزید فی الرزق..... ص:۵۰۴

الْحَلَالَ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ سَيَرْزُقُكُمْ وَيُعِينُكُمْ عَلَيْهِ.

پدتم پر لازم ہے کہ محنت وتلاش کرو اور تم نماز صبح کے بعد روزی کی تلاش میں جاؤ اور حلال کماؤ پس خداوند عالم تم رزق عطا فرمائے گا اور روزگار میں تمہاری مدد کرے۔[۱]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ سَمَّى يَوْمَ عَاشُورَاءَ يَوْمَ بَرَكَةٍ وَ ادَّخَرَ فِيهِ لِمَنْزِلِهِ شَيْئاً لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيمَا ادَّخَرَ وَ حُشِرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ يَزِيدَ وَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ وَ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ لَعَنَهُمُ اللهُ إِلَى أَسْفَلِ دَرْكٍ مِنَ النَّارِ.

جو شخص عاشورا کے دن کو مبارک سمجھے اور اس دن کوئی ذخیرہ کرے، اس میں برکت نہیں ہوگی اور روز قیامت وہ شخص یزید، عبیداللہ اور عمر بن سعد کے ساتھ [خداوند عالم ان پر لعنت فرمائے] جہنم کے آخری درجہ میں محشور کرے گا۔[۲]

کسب حلال اور اس کی فضیلت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ.

ہر مسلمان مرد وعورت پر حلال روزی کمانا واجب ہے۔[۳]

اسی طرح فرمایا:

الْعِبَادَةُ عَشَرَةُ أَجْزَاءٍ تِسْعَةُ أَجْزَاءٍ فِي طَلَبِ الْحَلَالِ.

عبادت کے دس حصے ہیں اور نو حصے کسب حلال میں ہے۔[۴]

نیز فرمایا:

لَعَثْرَةٌ فِي كَدٍّ حَلَالٍ عَلَى عَيِّلٍ مَحْجُوبٍ أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنْ ضَرْبٍ بِسَيْفٍ حَوْلًا كَامِلًا لَا يَجِفُّ دَمًا مَعَ إِمَامٍ عَادِلٍ.

جو شخص کسب حلال میں سختی برداشت کرتا ہے تاکہ بیوی بچوں کے لئے روزی کمائے خدا اسے ایک سال کے جہاد کا ثواب عطا کرتا ہے وہ ایسے آدمی کی مانند ہے جس نے امام کے ساتھ مل کر دشمن کے لئے جہاد کیا ہو۔[۵]

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے:

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۵ /۹/ ۷۷ /باب الحث علی الطلب والتعرض للرزق..... ص:۷۷
[۲] الامالی (للصدوق)/النص/۱۲۹ /المجلس السابع والعشر ون
[۳] جامع الاخبار (للشعیری)/۱۳۹ /الفصل التاسع والتسعون فی کسب الحلال
[۴] جامع الاخبار (للشعیری)/۱۳۹ /الفصل التاسع والتسعون فی کسب الحلال
[۵] تاریخ مدینہ دمشق، ج ۵۲، ص ۱۶۳

وَ كَانَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ﷺ يَخْرُجُ فِي الْهَاجِرَةِ فِي الْحَاجَةِ قَدْ كُفِيَهَا يُرِيدُ اَنْ يَرَاهُ اللهُ تَعَالَى يُتْعِبُ نَفْسَهُ فِي طَلَبِ الْحَلَالِ.

حضرت علی علیہ السلام شدید گرمی میں کام کے لئے باہر نکلے حالانکہ خادم و غلام بھی تھے ان سے بھی کام کروا سکتے ہیں لیکن آپ یہ چاہتے تھے کہ خدا سے اس حال میں ملاقات کریں کہ وہ حلال روزی کی زحمت کر رہے ہوں۔ [۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنِّي لَاَرْكَبُ فِي الْحَاجَةِ الَّتِي كَفَاهَا اللهُ مَا اَرْكَبُ فِيهَا اِلَّا الْتِمَاسَ اَنْ يَرَانِيَ اللهُ اُضْحِي فِي طَلَبِ الْحَلَالِ اَمَا تَسْمَعُ قَوْلَ اللهِ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللهِ.

میں چاہتا ہوں کہ خدا سے اس حال میں ملاقات کروں کہ کسب و کار کی حالت میں ہوں۔

کیا تم نے خدا کا کلام نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے کہ: جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو روزی کے لئے پھیل جاؤ اور فضل و احسان ڈھونڈو تا کہ خدا کی نعمتوں سے بہرہ مند ہو۔ [۲]

اسی طرح فرمایا:

فَاِنِّي اَشْتَهِي اَنْ يَرَانِيَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَعْمَلُ بِيَدِي وَ اَطْلُبُ الْحَلَالَ فِي اَذَى نَفْسِي.

خدا سے اس حال میں ملنا چاہتا ہوں کہ جب میں کسی کام میں مشغول ہوں اور حلال روزی کی تلاش میں ہوں۔ [۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْكَادُّ عَلَى عِيَالِهِ مِنْ حَلَالٍ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ.

جو شخص اپنے بیوی بچوں کے لئے حلال روزی کماتا ہے وہ راہ خدا میں مجاہد کی مانند ہے۔ [۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا كَانَ الرَّجُلُ مُعْسِراً فَيَعْمَلُ بِقَدْرِ مَا يَقُوتُ بِهِ نَفْسَهُ وَ اَهْلَهُ وَ لَا يَطْلُبُ حَرَاماً فَهُوَ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ.

جو شخص تنگ دست ہو اور اپنے اہل و عیال کیلئے حلال روزی کمائے اور حرام نہ کمائے تو وہ راہ خدا میں مجاہد کی مانند ہے۔ [۵]

روایت میں ہے کہ:

دَعَا اَبُو عَبْدِ اللهِ ﷺ مَوْلًى لَهُ يُقَالُ لَهُ مُصَادِفٌ فَاَعْطَاهُ اَلْفَ دِينَارٍ وَ قَالَ لَهُ تَجَهَّزْ حَتَّى تَخْرُجَ اِلَى

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۳ / ۱۶۳ / باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات ..... ص: ۱۵۶

[۲] فقہ القرآن / ج ۱ / ۷ / ۱۳ / [سورۃ الجمعۃ (۶۲): آیۃ ۱۰] ..... ص: ۱۳۶

[۳] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۳ / ۱۶۳ / باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات ..... ص: ۱۵۶

[۴] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۳ / ۱۶۸ / باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات ..... ص: ۱۵۶

[۵] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۸۸ / باب من کد علی عیالہ ..... ص: ۸۸

مِصْرَ فَإِنَّ عِيَالِي قَدْ كَثُرُوا قَالَ فَتَجَهَّزَ بِمَتَاعٍ وَ خَرَجَ مَعَ التُّجَّارِ إِلَى مِصْرَ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْ مِصْرَ اسْتَقْبَلَتْهُمْ قَافِلَةٌ خَارِجَةٌ مِنْ مِصْرَ فَسَأَلُوهُمْ عَنِ الْمَتَاعِ الَّذِي مَعَهُمْ مَا حَالُهُ فِي الْمَدِينَةِ وَ كَانَ مَتَاعَ الْعَامَّةِ فَأَخْبَرُوهُمْ أَنَّهُ لَيْسَ بِمِصْرَ مِنْهُ شَيْءٌ فَتَحَالَفُوا وَ تَعَاقَدُوا عَلَى أَنْ لَا يَنْقُصُوا مَتَاعَهُمْ مِنْ رِبْحِ الدِّينَارِ دِينَاراً فَلَمَّا قَبَضُوا أَمْوَالَهُمْ وَ انْصَرَفُوا إِلَى الْمَدِينَةِ فَدَخَلَ مُصَادِفٌ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ ﷺ وَ مَعَهُ كِيسَانِ فِي كُلِّ وَاحِدٍ أَلْفُ دِينَارٍ فَقَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَذَا رَأْسُ الْمَالِ وَ هَذَا الْآخَرُ رِبْحٌ فَقَالَ إِنَّ هَذَا الرِّبْحَ كَثِيرٌ وَ لَكِنْ مَا صَنَعْتَهُ فِي الْمَتَاعِ فَحَدَّثَهُ كَيْفَ صَنَعُوا وَ كَيْفَ تَحَالَفُوا فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ تَحْلِفُونَ عَلَى قَوْمٍ مُسْلِمِينَ أَلَّا تَبِيعُوهُمْ إِلَّا رِبْحَ الدِّينَارِ دِينَاراً ثُمَّ أَخَذَ أَحَدَ الْكِيسَيْنِ فَقَالَ هَذَا رَأْسُ مَالِي وَ لَا حَاجَةَ لَنَا فِي هَذَا الرِّبْحِ ثُمَّ قَالَ يَا مُصَادِفُ مُجَادَلَةُ السُّيُوفِ أَهْوَنُ مِنْ طَلَبِ الْحَلَالِ.

امام صادق علیہ السلام نے اپنے خادموں میں سے مصادف کو بلایا اور اسے ہزار دینار دیئے اور فرمایا کہ مصر کے تجارتی سفر کے لئے تیاری کرو کیونکہ اخراجات زندگی زیادہ ہیں اور اس نے بھی مال و متاع لیا اور تاجروں کے ساتھ مصر کی طرف چل نکلا شہر کے نزدیک مصر کے لوگوں کا ایک گروہ باہر آیا اور انہوں نے اپنے مال کے بارے بازاری قیمت کا پوچھا انہوں نے کہا مصر میں اس مال کی اشد ضرورت ہے۔ تاجروں نے ان کی یہ بات سن کر قسم کھائی اور عہد کیا کہ وہ ان کے مال کو اس طرح بیچیں گے کہ انہیں کسی طرح کوئی نقصان نہ ہو۔ مصادف اپنا مال بیچنے کے بعد واپس مدینے میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور دو تھیلیاں پیسوں کی امام کی خدمت میں پیش کیں ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھا اور کہا یہ ہے اصل سرمایا اور اس کا منافع۔ امام نے تعجب سے پوچھا: کتنا زیادہ منافع! تم نے کیا کیا ہے؟ اس نے بھی اپنے ساتھیوں کے پیمان اور قسم کے بارے میں بتایا۔ امام نے فرمایا کہ سبحان اللہ! مسلمانوں کے نقصان پر قسم کھاتے ہو کہ ہر دینار کے مقابلے میں تم نے ایک دینار منافع حاصل کیا!؟ پھر آپ نے ایک تھیلی لے لی اور فرمایا یہ ہے میرا سرمایا۔ ہمیں اس قسم کے منافع کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر فرمایا: تلواروں سے جنگ کرنا آسان ہے اور حلال روزی کمانا مشکل ہے۔ [1]

شرائط کسب حلال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَقَدْ طَابَ مَكْسَبُهُ إِذَا اشْتَرَى لَمْ يَعِبْ وَ إِذَا بَاعَ لَمْ يَحْمَدْ وَ لَا يُدَلِّسُ وَ فِيمَا بَيْنَ ذَلِكَ لَا يَحْلِفُ.

جو شخص لین دین کرتا ہے ضروری ہے کہ چار چیزوں کی رعایت کرے: اس کا کسب پاک ہوتا ہے، خریدتے وقت عیب

[1] مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول/ ج۱۹/ ۱۵۱/ الحدیث۱..... ص:۱۵۰

نہ نکالے، فریب نہ دے اور لین دین میں قسم نہ کھائے۔ [۱]

کسب حلال کے آثار

حفاظت الٰہی:

حدیث معراج میں ملتا ہے:

يَا أَحْمَدُ! ...... فَإِنْ أُطِيبَ مَطْعَمُكَ وَمَشْرَبُكَ فَأَنْتَ فِي حِفْظِي وَ كَنَفِي

اے احمدؐ! اگر تیرے کھانے پینے کی اشیاء حلال ہوئیں تو تم میری حفظ وامان میں ہوگے۔ [۲]

عبادت کی قبولیت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنِ اكْتَسَبَ مَالًا حَرَاماً لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهُ صَدَقَةً وَلَا عِتْقاً وَلَا حَجّاً وَلَا اعْتِمَاراً.

جو شخص حرام مال کمائے خدا اس کا صدقہ غلام کا آزاد کرنا ہے، حج وعمرہ کو اس سے قبول نہیں فرماتا۔ [۳]

اجابت دعا:

روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَسْتَجِيبَ دُعَائِي فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِنْ أَرَدْتَ ذَلِكَ فَأَطِبْ كَسْبَكَ

ایک مرد نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقاضا کیا کہ وہ خدا سے دعا کریں اور اس کی دعا قبول ہو۔
آپ نے فرمایا: اگر چاہتے ہو کہ تمہاری دعا قبول ہو، اپنے کسب وکار کو پاک وحلال کرو۔ [۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُسْتَجَابَ لَهُ دَعْوَتُهُ فَلْيُطِبْ مَكْسَبَهُ.

جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو اپنے کسب کو حلال کرے۔ [۵]

صدقہ دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۱۵۳ / باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

[۲] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱ / ۲۰۳ / الباب الرابع والخمسون فیما سال رسول اللہ ص ربہ لیلۃ المعراج..... ص:۱۹۹

[۳] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۳ / عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

[۴] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۲۴ / الفصل الثانی فی کیفیۃ الدعاء وآدابہ واوقات استجابتہ..... ص:۲۲

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲ / ۴۸۶ / باب الثناء قبل الدعاء..... ص:۴۸۴

اِذَا اَصْبَحَ خَرَجَ غَادِياً فِي طَلَبِ الرِّزْقِ فَقِيلَ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ اَيْنَ تَذْهَبُ فَقَالَ اَتَصَدَّقُ لِعِيَالِي قِيلَ لَهُ اَتَتَصَدَّقُ قَالَ مَنْ طَلَبَ الْحَلَالَ فَهُوَ مِنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ.

امام سجاد علیہ السلام صبح کے وقت روزی کی تلاش میں نکلتے تھے۔ پوچھا گیا: اے فرزند رسولؐ! کہاں جا رہے ہیں؟

فرمایا: جا رہا ہوں تا کہ اپنے اہل خانہ کے صدقہ کو جمع کروں۔

پوچھا گیا: کیا آپ اہل خانہ کو صدقہ دیتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: جو آدمی حلال کمائی کماتا ہے وہ خدا کی طرف سے صدقہ شمار ہوتا ہے۔ [۱]

روز قیامت انبیاء کے ساتھ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ مَكْسَبَةً مِنْ بَابِ حَلَالٍ يَكُفُّ بِهَا وَجْهَهُ عَنْ مَسْئَلَةِ النَّاسِ وَ وُلْدِهِ وَ عِيَالِهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ النَّبِيِّينَ وَ الصِّدِّيقِينَ.

جو آدمی حلال روزی کماتا ہے اور وہ اپنے آپ اور اہل خانہ کو بے نیاز کرتا ہے وہ شخص روز قیامت انبیاء و صالحین کے ساتھ محشور ہوگا۔ [۲]

قیامت میں نورانی چہرہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا ....اسْتِعْفَافاً عَنِ الْمَسْأَلَةِ وَ صِيَانَةً لِنَفْسِهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ وَجْهُهُ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

جو آدمی حلال روزی کماتا ہے تا کہ اس کی آبرو محفوظ ہو اور وہ دوسروں سے بے نیاز ہو تو روز قیامت اس حال میں محشور ہوگا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند ہوگا۔ [۳]

روزِ قیامت عزت مندی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُعِزَّ اللهُ فِيهِ ثَلَاثَةٌ.........دِرْهَمًا فِيهِ حَلَالٌ.........

روز قیامت برپا ہونے سے پہلے خدا تین افراد کو عزت دے گا۔.........جو حلال روزی کماتا ہو.............۔ [۴]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۱۲ / باب کفایۃ العیال والتوسع علیہم..... ص:۱۱

[۲] تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۱۶۹

[۳] مجموعۃ ورام / ج ۱ / ۱۵۳ / بیان حقیقۃ الدنیا و ماہیتہا فی حق العبد..... ص:۱۵۱

[۴] کنز العمال، ج ۱۴، ص ۲۴۹

گناہوں کا کفارہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مِنَ الذُّنُوبِ ذُنُوباً لَا يُكَفِّرُهَا صَلَاةٌ وَلَا صَوْمٌ قِيلَ يَارَسُولَ اللهِ فَمَا يُكَفِّرُهَا قَالَ الْهُمُومُ فِي طَلَبِ الْمَعِيشَةِ.

بعض گناہوں کا کفارہ نماز وروزہ نہیں۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! تو پھر ان کا کیا کفارہ ہے؟

آپؐ نے فرمایا: کسب معاش میں زحمت کرنا۔[1]

راوی کہتا ہے کہ

اسْتَقْبَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ شَدِيدِ الْحَرِّ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ حَالُكَ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ قَرَابَتُكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وَ اَنْتَ تُجْهِدُ لِنَفْسِكَ فِي مِثْلِ هَذَا الْيَوْمِ فَقَالَ يَا عَبْدَ الْاَعْلَى خَرَجْتُ فِي طَلَبِ الرِّزْقِ لِاَسْتَغْنِيَ عَنْ مِثْلِكَ.

ایک دن شدید گرمی میں مدینہ کی گلی میں میری امام صادق علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! آپ باعظمت شخصیت ہیں۔ آل رسولؐ ہیں۔ پھر اس طرح کیوں اپنے آپ کو زحمت میں ڈالتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: اے عبدالاعلی! روزی کمانے کی خاطر باہر آیا ہوں تا کہ تیری طرح بے نیاز بنوں۔[2]

کسب حلال میں آلودگی کے آثار

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا مُكَاثِراً مُفَاخِراً لَقِيَ اللهَ وَ هُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

وہ شخص کہ جو دنیا کے حلال کو حاصل کرتا ہے تا کہ اس سے فخر ومباہات کرے تو اللہ تعالیٰ وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا۔[3]

حرام درآمد:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الدعوات (للراوندی)/سلوۃ الحزین/ النص/ ۵۶/فصل فی الح الدعاء واوجزہ..... ص: ۴۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۷۴/ باب ما یجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص: ۷۳

[3] مجموعۃ ورام/ ج۱/ ۱۵۳/ بیان حقیقۃ الدنیا و ماہیتہا فی حق العبد..... ص: ۱۵۱

إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي هَذِهِ الْمَكَاسِبُ الْحَرَامُ .... وَالرِّبَا.

میرے بعد میری امت ہولناک ترین حادثات کا شکار ہوگی اور وہ ہے حرام............اور سود کی کمائی۔[1]

اسی طرح فرمایا:

وَشَرُّ الْكَسْبِ كَسْبُ الرِّبَا.

بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔[2]

نیز فرمایا:

......مِنَ السُّحْتِ رِشْوَةُ الْإِمَامِ ......

.... پلید اور نامشروع کسب حاکم کی رشوت ہے.............۔[3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مِنَ السُّحْتِ ثَمَنُ الْمَيْتَةِ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ، وَالرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ، وَأَجْرُ الْكَاهِنِ.

جس کی درآمد مردار فروشی، کتا فروشی، رشوت خوری اور غیب بتانے کے ذریعے ہو وہ حرام ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْمُغَنِّيَةُ مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَنْ أَكَلَ كَسْبَهَا.

گلوکارہ عورت اور جو اس کی کمائی سے کھانے والا (دونوں) ملعون ہیں۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلْ أَحَدَكُمْ اسْتِبْطَاءُ شَيْءٍ مِنَ الرِّزْقِ أَنْ يَطْلُبَهُ بِغَيْرِ حِلِّهِ فَإِنَّهُ لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَ اللهِ إِلَّا بِطَاعَتِهِ.

یعنی روزی کو حلال طریقہ سے طلب کرو اور حرام طریقے سے کما کر اپنی روزی میں تاخیر کا سبب نہ بنو کیونکہ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ نافرمانی سے حاصل نہیں ہوتی۔[6]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۵ / ۱۲۴ / باب المکاسب الحرام..... ص:۱۲۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۸ / ۸۲ / وصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ لامیر المؤمنین ع..... ص:۷۹

[3] الجامع الصغیر، ج۲، ص۴۵

[4] تفسیر القمی / ج۱ / ۱۷۰ / [سورۃ المائدۃ (۵): الآیات ۵۲ الی ۶۶]..... ص:۱۷۰

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۵ / ۱۲۰ / باب کسب المغنیۃ وشرائہا..... ص:۱۱۹

[6] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲ / ۷۴ / باب الطاعۃ والتقوی..... ص:۷۳

ناپسندیدہ درآمد:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَصْلُحُ شِرَاءُ السَّرِقَةِ وَ الْخِيَانَةِ إِذَا عُرِفَتْ.

چوری اور خیانت سے کمائے ہوئے مال کو خریدنا جائز نہیں۔ [1]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ قَدْ عَلَّمْتُ ابْنِي هَذَا الْكِتَابَ فَفِي أَيِّ شَيْءٍ أُسْلِمُهُ؟

فَقَالَ أَسْلِمْهُ لِلّٰهِ أَبُوكَ وَ لَا تُسْلِمْهُ فِي خَمْسٍ لَا تُسْلِمْهُ سَيَّاءً وَ لَا صَائِغاً وَ لَا قَصَّاباً وَ لَا حَنَّاطاً وَ لَا نَخَّاساً

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسولؐ! میں نے اپنے بیٹے کو لکھنا سکھایا ہے اب اسے کیا کاروبار کرنا چاہیے؟

آپؐ نے فرمایا: اسے زرگری، قصاب، گندم فروشی اور غلام فروشی میں نہ لگانا۔ [2]

حرام درآمد کے آثار

حلال روزی میں کمی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلرِّزْقُ مَقْسُومٌ .... فَإِنْ طَلَبَهُ مِنْ جِهَةِ الْحَرَامِ فَوَجَدَهُ حُسِبَ عَلَيْهِ بِرِزْقِهِ وَ حُوسِبَ بِهِ.

ہر آدمی کی روزی خدا کی طرف سے تقسیم شدہ ہے۔............ پس جو حلال طریقے سے روزی کماتا ہے اس کا مواخذہ ہوگا اور مال بھی کم ہوگا۔ [3]

قحط:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ إِذَا طُفِّفَ الْمِكْيَالُ وَ الْمِيزَانُ أَخَذَهُمُ اللهُ بِالسِّنِينَ وَ النَّقْصِ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۲۲۸ / باب شراء السرقۃ والخیانۃ..... ص:۲۲۸

[2] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۳ / ۱۵۸ / باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[3] وسائل الشیعۃ/ ج۱۷ / ۴۷ / ۱۲- باب استحباب الاجمال فی طلب الرزق ووجوب الاقتصار علی الحلال دون الحرام..... ص:۴۴

میرے بعد جب لوگ کم فروشی کریں گے تو انہیں قحط کا سامنا کرنا پڑے گا۔[۱]

عبادات کی عدم قبولیت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَصَابَ مَالًا مِنْ غُلُولٍ اَوْ رِبًا اَوْ خِيَانَةٍ اَوْ سَرِقَةٍ لَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ فِي زَكَاةٍ وَلَا فِي صَدَقَةٍ وَلَا فِي حَجٍّ وَلَا فِي عُمْرَةٍ.

جو مال، جھوٹ، سود، خیانت اور چوری سے کمایا گیا ہو اس کی زکات، صدقہ، حج وعمرہ قبول نہیں ہوتا۔[۲]

رحمت الٰہی سے دوری:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمُغَنِّيَةُ مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَنْ اَكَلَ كَسْبَهَا.

گلوکارہ عورت اور جو اس کی کمائی سے کھانے والا (دونوں) ملعون ہیں۔[۳]

ایک اور حدیث میں امامؑ سے آیا ہے:

اَلْمُغَنِّيَةُ الَّتِي تَزُفُّ الْعَرَائِسَ لَا بَأْسَ بِكَسْبِهَا.

یعنی عورت کا شادی کے موقع پر خواتین میں گانا (جہاں اس کی آواز مرد نہ سن سکیں) اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔[۴]

لیکن یہ یاد رہے کہ یہ اس صورت میں جائز ہے کہ جب یہ محفل دیگر مفاسد سے بھی محفوظ ہو۔

دوزخ میں جانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ اَيْنَ يَكْتَسِبُ الْمَالَ لَمْ يُبَالِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ اَيْنَ اَدْخَلَهُ النَّارَ.

جو آدمی حلال وحرام کی پرواہ نہیں کرتا خدا بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اسے دوزخ کس جگہ ڈالا جاتا ہے۔[۵]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۴۷۳ / باب فی عقوبات المعاصی العاجلۃ..... ص:۳۷۳

[۲] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۴۴۲ / المجلس الثامن والستون

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۱۲۰ / باب کسب المغنیۃ وشرائہا..... ص:۱۱۹

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۱۲۰ / باب کسب المغنیۃ وشرائہا..... ص:۱۱۹

[۵] مکارم الاخلاق/ ۴۶۸ / الفصل الخامس فی وصیۃ رسول اللہ ص لابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ..... ص:۴۵۸

روزگار کی اقسام

(الف) کھیتی باڑی

لوگوں کی زندگی میں کھیتی باڑی کی بڑی تاثیر ہے اس سے معاشرے کی اقتصادیات میں رونق آتی ہے۔ آیات و روایات میں اسے محبوب ترین پیشہ کہا گیا ہے۔ خدا کے نزدیک بہترین کسب ہے اور یہ کسب انبیاء بھی ہے۔ ان کے آداب، احکام، آثار اور فوائد ذکر ہوئے ہیں۔

کھیتی باڑی اور کسانوں کی فضیلت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَاحتَرِثوا، فَإِنَّ الحَرثَ مُبارَكٌ، وأكثِروا فيهِ مِنَ الجَماجِمِ.

کھیتی باڑی کرو کیونکہ اس سے روزی میں برکت ہوتی ہے اور وہاں پانی کے کنویں کھودو۔ [۱]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ مَعَايِشَ الْخَلْقِ خَمْسَةٌ .... وَ الْعِمَارَةُ .... فَاَعْلَمَنَا سُبْحَانَهُ اَنَّهُ قَدْ اَمَرَهُمْ بِالْعِمَارَةِ لِيَكُونَ ذَلِكَ سَبَباً لِمَعَايِشِهِمْ بِمَا يَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ مِنَ الْحَبِّ وَ الثَّمَرَاتِ وَ مَا شَاكَلَ ذَلِكَ مِمَّا جَعَلَهُ اللهُ مَعَايِشَ لِلْخَلْقِ.

معاش کے پانچ ذریعے ہیں: .... زمین کی آبادکاری .... کیونکہ خدا فرماتا ہے: یہ وہی خدا ہے جس نے تمہیں زمین سے خلق فرمایا اور تمہیں ترقی دی اور خدا چاہتا ہے کہ تم زمین آباد کرو تاکہ وسیلہ معاش حاصل ہو سکے۔ [۲]

روایت میں ہے کہ:

سَاَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اَسْمَعُ قَوْماً يَقُولُونَ اِنَّ الزِّرَاعَةَ مَكْرُوهَةٌ فَقَالَ لَهُ اِزْرَعُوا وَ اغْرِسُوا فَلَا وَ اللهِ مَا عَمِلَ النَّاسُ عَمَلًا اَحَلَّ وَلَا اَطْيَبَ مِنْهُ.

ایک آدمی نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: قربان جاؤں! ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ کھیتی باڑی مکروہ اور ناپسند ہے۔

---

[۱] السنن الکبری: ج۶ ص۲۲۹ ح۱۱۷۵۳، کنز العمّال: ج۴ ص۱۳۱ ح۹۳۴۸، وص۳۳ ص۹۳۵۹ وص۱۲۹ ح۹۸۷۶.

[۲] وسائل الشیعۃ/ ج۱۹ / ۳۵ / ۳-باب استحباب الزرع..... ص:۳۲

آپ نے فرمایا: کھیتی باڑی اور شجر کاری کرو۔ خدا کی قسم! اس سے زیادہ حلال اور پاکیزہ کام نہیں ہے۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْساً اَوْ يَزْرَعُ زَرْعاً فَيَاْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ طَيْرٌ اَوْ بَهِيمَةٌ اِلَّا كَانَتْ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ.

ہر مسلمان درخت کاشت کرے یا ایک دانہ کاشت کرے اور انسان یا پرند یا حیوان اسے کھائے تو اس شخص کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔[۲]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

خَيْرُ الْاَعْمَالِ زَرْعٌ يَزْرَعُهُ فَيَاْكُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَ الْفَاجِرُ اَمَّا الْبَرُّ فَمَا اَكَلَ مِنْهُ وَ شَرِبَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ.

بہترین کام کھیتی باڑی ہے کہ نیک و بد اس سے کھاتے ہیں۔ جب نیک افراد اس سے کھائیں اور پئیں تو وہ کسان کے لئے استغفار کرتے ہیں۔[۳]

روایت میں ہے کہ:

سُئِلَ عَلِيٌّ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ- وَ عَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ قَالَ الزَّارِعُونَ.

حضرت امیر علیہ السلام سے اس آیت "وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ" (اور توکل کرنے والوں کو خدا ہی پر توکل کرنا چاہیے[۴]) کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ کسان افراد ہیں۔[۵]

راوی کہتا ہے:

سَاَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عليه السلام عَنِ الْفَلَّاحِينَ فَقَالَ هُمُ الزَّارِعُونَ كُنُوزُ اللهِ فِي اَرْضِهِ وَ مَا فِي الْاَعْمَالِ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَى اللهِ مِنَ الزِّرَاعَةِ وَ مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيّاً اِلَّا زَارِعاً اِلَّا اِدْرِيسَ عليه السلام فَاِنَّهُ كَانَ خَيَّاطاً.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے کھیتی باڑی کے بارے میں پوچھا: آپ نے فرمایا: وہ زمین میں خدا کا خزانہ ہیں۔ خدا کے نزدیک کھیتی باڑی سے زیادہ محبوب کوئی کام نہیں۔ اللہ نے تمام انبیاء کو کسان بنا کر بھیجا سوائے حضرت ادریس علیہ السلام کے کہ وہ درزی تھے۔[۶]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۵ / ۲۶۰ / باب فضل الزراعة..... ص:۲۶۰

[۲] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۴۶۰ / ۱- باب استحباب الغرس و شراء العقار و کراهة بیعه..... ص:۴۵۹

[۳] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۲۶ / ۹- باب استحباب الغرس والزرع و سقی الطلح والسدر..... ص:۲۶

[۴] سورۂ ابراہیم: ۱۲

[۵] من لایحضره الفقیه/ ج ۳ / ۲۵۳ / باب المزارعة والاجارة..... ص: ۲۴۴

[۶] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۶ / ۳۸۴ / ۹۳- باب المکاسب..... ص:۳۲۱

کھیتی باڑی کی حفاظت:

امام صادق علیہ السلام نے اپنے غلام مصادف سے فرمایا:

اتَّخِذْ عُقْدَةً اَوْ ضَيْعَةً فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا نَزَلَتْ بِهِ النَّازِلَةُ اَوِ الْمُصِيبَةُ فَذَكَرَ اَنَّ وَرَاءَ ظَهْرِهِ مَا يُقِيمُ عِيَالَهُ كَانَ اَسْخَى لِنَفْسِهِ.

اپنے لئے باغ یا کھیتی باڑی فراہم کرو کیونکہ جب بھی بلا ومصیبت نازل ہوتی ہے۔ مرد کی حمایت ہوتی ہے کہ وہ اپنے خاندان کے لئے روزی کما تاہے۔ خدا اس پر آسانی فرماتا ہے۔ [1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ اَنَّهُ مَنْ بَاعَ اَرْضاً وَ مَاءً فَلَمْ يَضَعْ ثَمَنَهُ فِي اَرْضٍ وَ مَاءٍ ذَهَبَ ثَمَنُهُ مَحْقاً.

تورات میں آیا ہے کہ جو آدمی زمین یا پانی بیچتا ہے اور یہ رقم زمین کی آبادی میں خرچ نہ کرے تو وہ سرمایہ نابود ہو جاتا ہے۔ [2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ وَجَدَ مَاءً وَ تُرَاباً ثُمَّ افْتَقَرَ فَأَبْعَدَهُ اللهُ.

جس شخص کے پانی اور زمین ہو اور پھر بھی وہ فقیر ہو تو وہ خدا سے دور ہے۔ [3]

کھیتی باڑی کے آداب

بنجر زمین کاشت نہ کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ اَرْبَعٌ يَذْهَبْنَ ضَلَالاً الْاَكْلُ بَعْدَ الشِّبَعِ وَ السِّرَاجُ فِي الْقَمَرِ وَ الزَّرْعُ فِي الْاَرْضِ السَّبِخَةِ وَ الصَّنِيعَةُ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهَا.

اے علیؑ! چار چیزیں تباہ کر دیتی ہیں۔ (۱) سیر ہو کر کھانے کے بعد کھانا، (۲) چاندنی رات میں چراغ جلانا، (۳) بنجر زمین میں کاشت کرنا اور (۴) نااہل آدمی سے نیکی کرنا۔ [4]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۹۲ / باب شراء العقارات وبیعہا..... ص: ۹۱

[2] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۳ / ۱۷۰ / باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص: ۱۵۶

[3] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ) / النص / ۱۱۵ / احادیث متفرقۃ..... ص: ۹

[4] تحف العقول / النص / ۹ / وصیتہ لامیر المؤمنین ع..... ص: ۶

رات کو پھل نہ اتارو اور کاشتکاری سے پرہیز:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَجُذَّ بِاللَّيْلِ وَ لَا تَحْصُدْ بِاللَّيْلِ قَالَ وَ تُعْطِي الْحَفْنَةَ بَعْدَ الْحَفْنَةِ وَ الْقَبْضَةَ بَعْدَ الْقَبْضَةِ إِذَا حَصَدْتَهُ وَ كَذَلِكَ عِنْدَ الصِّرَامِ وَ كَذَلِكَ الْبَذْرُ وَ لَا تَبْذُرْ بِاللَّيْلِ لِأَنَّكَ تُعْطِي فِي الْبَذْرِ كَمَا تُعْطِي فِي الْحَصَادِ.

یعنی میوہ رات کے وقت نہ اتارو اور نہ رات کے وقت فصل کاٹو۔ پھر فرمایا: کاشت کرتے وقت مشت مشت بیج پھیلاؤ۔ بیج بونے میں خیرات کو فراموش نہ کرو۔ یہ بیج کا بونا ایسے ہی ہے جیسے خیرات دی جاتی ہے اور وہ رات کے وقت نہیں دی جاتی کیونکہ خیرات لینے والے رات وقت نہیں آیا کرتے۔[1]

نیز آپؑ ہی نے فرمایا:

لَا تَصْرِمْ بِاللَّيْلِ وَ لَا تَحْصُدْ بِاللَّيْلِ وَ لَا تُضَحِّ بِاللَّيْلِ وَ لَا تَبْذُرْ بِاللَّيْلِ فَإِنَّكَ إِنْ تَفْعَلْ لَمْ يَأْتِكَ الْقَانِعُ وَ الْمُعْتَرُّ فَقُلْتُ مَا الْقَانِعُ وَ الْمُعْتَرُّ قَالَ الْقَانِعُ الَّذِي يَقْنَعُ بِمَا أَعْطَيْتَهُ وَ الْمُعْتَرُّ الَّذِي يَمُرُّ بِكَ فَيَسْأَلُكَ.

باغات کا میوہ نہ رات کے وقت اتارو اور نہ جمع کرو۔ قربانی کا نو ررات کے وقت ذبح نہ کرو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہیں حقیر و قانع سمجھا جائے گا۔

راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا: قانع وحقیر کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: قانع وہ آدمی ہے جو عطا پر راضی ہو اور حقیر وہ شخص ہے جو تجھ سے مدد مانگتا ہے۔[2]

حقوق کی ادائیگی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فِي الزَّرْعِ حَقَّانِ حَقٌّ تُؤْخَذُ بِهِ وَ حَقٌّ تُعْطِيهِ قُلْتُ وَ مَا الَّذِي أُوخَذُ بِهِ وَ مَا الَّذِي أُعْطِيهِ قَالَ أَمَّا الَّذِي تُؤْخَذُ بِهِ فَالْعُشْرُ وَ نِصْفُ الْعُشْرِ وَ أَمَّا الَّذِي تُعْطِيهِ فَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

زراعت میں دو حق ہیں۔ ایک وہ حق جو خود لیتا ہے اور دوسرا وہ حق جو تو ادا کرتا ہے۔

راوی نے پوچھا: کیا حق لیتا ہے اور کیا دیتا ہے؟

آپ نے فرمایا: جو حق دیتا ہے وہ زکات ہے اور حق لیتا ہے وہی ہے کہ خدا فرماتا ہے حق زراعت کو ادا کرو۔[3]

---

[1] علل الشرائع/ج ۲/ ۳۷۷/ ۱۰۵ اباب العلة التي من اجلها نهي عن الحصاد والجذاذ والبذر بالليل..... ص: ۳۷۷

[2] الكافي (ط-الاسلامية)/ ج ۳/ ۵۶۵/ باب الحصاد والجداد..... ص: ۵۶۴

[3] الكافي (ط-الاسلامية)/ ج ۳/ ۵۶۴/ باب الحصاد والجداد..... ص: ۵۶۴

کھیتی باڑی کا طریقہ اور دعا

شجر کاری:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَرَّ اَخِي عِيسَى عليه السلام بِمَدِينَةٍ وَ اِذَا فِي ثِمَارِهَا الدُّودُ فَشَكَوْا اِلَيْهِ مَا بِهِمْ فَقَالَ دَوَاءُ هَذَا مَعَكُمْ وَ لَيْسَ تَعْلَمُونَ اَنْتُمْ قَوْمٌ اِذَا غَرَسْتُمُ الْاَشْجَارَ صَبَبْتُمُ التُّرَابَ وَ لَيْسَ هَكَذَا يَجِبُ بَلْ يَنْبَغِي اَنْ تَصُبُّوا الْمَاءَ فِي اُصُولِ الشَّجَرِ ثُمَّ تَصُبُّوا التُّرَابَ لِكَيْلَا يَقَعَ فِيهِ الدُّودُ فَاسْتَأْنَفُوا كَمَا وَصَفَ فَذَهَبَ ذَلِكَ عَنْهُمْ.

میرے بھائی عیسیٰؑ کا ایک شہر سے گزر ہوا انہوں نے دیکھا کہ باغ پر آفت آئی ہوئی تھی اور اس کے پھل خراب ہو رہے تھے۔ لوگوں نے آپ سے شکایت کی۔

پس عیسیٰ نے کہا: اس کی دوا تمہارے پاس ہے لیکن تم لوگ نہیں جانتے۔ جب تم چھوٹے پودے کاشت کرتے ہو تو اس وقت پہلے پودے کو رکھو اور پھر پانی دو۔ اگر ایسا کیا تو پھل خراب نہیں ہوں گے۔ کیونکہ اس کی کاشت کے وقت اس کا خیال نہیں رکھا گیا لہٰذا آفت آ گئی ہے۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ يُلَقِّحَ النَّخِيلَ اِذَا كَانَتْ لَا يَجُودُ حَمْلُهَا وَ لَا يَتَبَعَّلُ النَّخْلُ فَلْيَأْخُذْ حِيتَاناً صِغَاراً يَابِسَةً فَلْيَدُقَّهَا بَيْنَ الدَّقَّيْنِ ثُمَّ يَذُرُّ فِي كُلِّ طَلْعَةٍ مِنْهَا قَلِيلاً وَ يَصُرُّ الْبَاقِيَ فِي صُرَّةٍ نَظِيفَةٍ ثُمَّ يَجْعَلُ فِي قَلْبِ النَّخْلَةِ يَنْفَعُ بِاِذْنِ اللهِ.

جو شخص کھجور کاشت کرنے کا ارادہ کرے اور اس پر پھل نہ لگنے کا خطرہ ہو تو کئی مہینوں سے خشک شدہ چھوٹی مچھلیوں کو پیس لو اور تھوڑا تھوڑا سا شگوفوں پر ڈالو باقی کو کپڑے میں رکھ کر کھجور کے درختوں کے درمیان قرار دو خدا کے حکم سے فائدہ ہوگا اور پھل لگے گا۔ [2]

صالح بن عقبہ کہتا ہے:

قَدْ رَاَيْتُ حَائِطَكَ فَغَرَسْتَ فِيهِ شَيْئاً بَعْدُ قَالَ قُلْتُ قَدْ اَرَدْتُ اَنْ آخُذَ مِنْ حِيطَانِكَ وَدِيّاً قَالَ اَفَلَا اُخْبِرُكَ بِمَا هُوَ خَيْرٌ لَكَ مِنْهُ وَ اَسْرَعُ قُلْتُ بَلَى قَالَ اِذَا اَيْنَعَتِ الْبُسْرَةُ وَ هَمَّتْ اَنْ تُرْطِبَ

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج۱۹ / ۳۲ / ۲ - باب استحباب صب الماء فی اصول الشجر عند الغرس قبل التراب..... ص:۳۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۵ / ۲۶۳ / باب مایقال عند الزرع والغرس..... ص:۲۶۲

فَاغْرِسْهَا فَإِنَّهَا تُؤَدِّي إِلَيْكَ مِثْلَ الَّذِي غَرَسْتُهَا سَوَاءً فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَنَبَتَتْ مِثْلَهُ سَوَاءً.

امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تیرے باغ کو میں نے دیکھا کیا تو نے چھوٹے پودے کاشت کئے ہیں؟

میں نے کہا: میں آپ کے باغ سے چھوٹے پودے لینا چاہتا تھا۔

امام نے فرمایا: کیا تجھے ایسی چیز کی رہنمائی نہ کروں کہ جو تیرے لئے بہتر ہو اور جلدی ثمر بخش ہو؟

میں نے کہا: جی ہاں۔

آپ نے فرمایا:

جب کھجور کا پھل پکنے کے قریب ہو۔ رطب کی حالت میں ہو تو اسے کاشت کرو۔ تمہیں اسی طرح فائدہ ہوگا جس طرح میں نے چھوٹے پودے کاشت کئے ہیں۔ میں نے ایسا ہی کیا اور اس طرح چھوٹے پودے بڑے ہوئے۔ [1]

کھیتی باڑی کے وقت دعا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَزْرَعَ زَرْعاً فَخُذْ قَبْضَةً مِنَ الْبَذْرِ بِيَدِكَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَ قُلْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ:

جب چاہو کہ کاشت کاری کرو تو ایک مشت بیج لو اور قبلہ رخ ہو کر تین بار یہ پڑھو:

أَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ ءَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُونَ ﴿٦٤﴾

بھلا دیکھو تو کہ جو کچھ تم لوگ بوتے ہو۔ کیا تم لوگ اسے اُگاتے ہو یا ہم اُگاتے ہیں۔ [2]

ثُمَّ قُلْ

اس کے بعد تین دفعہ پڑھو:

بَلِ اللهُ الزَّارِعُ.

بلکہ خدا ہی اُگاتا ہے

پھر پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَرْثاً مُبَارَكاً وَ ارْزُقْنَا فِيهِ السَّلَامَةَ وَ التَّمَامَ وَ اجْعَلْهُ حَبّاً مُتَرَاكِباً وَ لَا تَحْرِمْنِي خَيْرَ مَا أَبْتَغِي وَ لَا تَفْتِنِّي بِمَا مَنَعْتَنِي بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ ثُمَّ ابْذُرِ الْقَبْضَةَ الَّتِي فِي يَدِكَ إِنْ شَاءَ اللهُ.

خدایا! اس بوئے ہوئے بیج کو مبارک قرار فرما، سلامت ہو اور آخر میں ہماری روزی قرار فرما۔ ان دانوں کو زیادہ پُر بار

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ) / ج۵ / ۲۶۳ / باب مایقال عندالزرع والغرس..... ص: ۲۶۲

[2] سورۂ واقعہ: ۶۳، ۶۴

بنادے جو تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اس سے محروم نہ فرما۔ مجھ سے میرا امتحان نہ لے محمد وآل محمد علیہم السلام کے واسطے پھر خدا پر توکل کر اور مشت والے بیج کو بودے۔[1]

شعیب عقرقونی امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ جب بھی بیج بونا ہو اس دعا کو پڑھو:

اَللّٰهُمَّ قَدْ بَذَرْتُ وَ اَنْتَ الزَّارِعُ فَاجْعَلْهُ حَبّاً مُتَرَاكِماً.

خدایا! میں نے بیج بودیا۔ درحالانکہ تو اگاتا ہے پس ان سب دانوں کو پُر بار بنادے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا غَرَسْتَ غَرْساً اَوْ نَبْتاً فَاقْرَأْ عَلَى كُلِّ عُودٍ اَوْ حَبَّةٍ سُبْحَانَ الْبَاعِثِ الْوَارِثِ فَاِنَّهُ لَا يَكَادُ يُخْطِئُ اِنْ شَاءَ اللهُ.

جب چھوٹے پودے یا گھاس کاشت کرنا چاہو۔ پس اس چھوٹے پودے یا دانے پر یہ دعا پڑھو:

سُبْحَانَ الْبَاعِثِ الْوَارِثِ.

منزہ و پاک ہے اس کی ذات کہ جو وارث ہے۔

بے شک (ان شاء اللہ یہ دعا پڑھنے کی صورت میں) اس کاشت میں نقصان نہیں ہوگا۔[3]

راوی کہتا ہے: امام باقر علیہ السلام یا صادق علیہ السلام شجر کاری یا زراعت کرتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

وَ مَثَلُ كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ، تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا.

مثل کلمہ طیبہ کے گویا ایک پاکیزہ درخت ہے کہ اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی ٹہنیاں آسمان میں (لگی) ہیں، ہر وقت اپنے رب کے حکم سے پھل لاتا ہے۔[4]

(ب) گلہ بانی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْغَنَمِ وَ الْحَرْثِ فَاِنَّهُمَا يَغْدُوَانِ بِخَيْرٍ وَيَرُوحَانِ بِخَيْرٍ.

تم پر ضروری ہے کہ گلہ بانی اور کھیتی باڑی کرو کیونکہ ان دو سے صبح و شام خیر ہوتی ہے۔[5]

---

[1] روضۃ المتقین فی شرح من لایحضرہ الفقیہ (ط-القدیمۃ)/ج ۷/۲۱۱/باب المزارعۃ والاجارۃ..... ص:۱۸۱

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۵/۲۶۳/باب مایقال عند الزرع والغرس..... ص:۲۶۲

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۵/۲۶۳/باب مایقال عند الزرع والغرس..... ص:۲۶۲

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۵/۲۶۳/باب مایقال عند الزرع والغرس..... ص:۲۶۲

[5] المحاسن/ج ۲/۶۴۳/۱۶ باب الغنم..... ص:۶۴۰

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيّاً قَطُّ حَتَّى يَأْخُذَ عَلَيْهِ ثَلَاثاً الْإِقْرَارَ لِلهِ بِالْعُبُودِيَّةِ وَ خَلْعَ الْأَنْدَادِ وَ أَنَّ اللهَ يَمْحُو مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ مَا يَشَاءُ.

خدا نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا سوائے اس کے کہ وہ بھیڑ بکریاں چرانے والے تھے۔

روایت میں ہے کہ:

فَأَيُّ الْمَالِ بَعْدَ الزَّرْعِ خَيْرٌ قَالَ رَجُلٌ فِي غَنَمٍ لَهُ قَدْ تَبِعَ بِهَا مَوَاضِعَ الْقَطْرِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتِي الزَّكَاةَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: زراعت کے بعد کون سی درآمد زیادہ اچھی ہے؟

آپ نے فرمایا: جو شخص بھیڑ بکریاں چراتا ہو، نماز قائم کرتا ہو، زکات دیتا ہو۔ [1]

یعنی کھیتی باڑی کے بعد گلہ بانی بہترین کام ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور مقام پر فرمایا:

الْإِبِلُ عِزٌّ لِأَهْلِهَا وَ الْغَنَمُ بَرَكَةٌ وَ الْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

اونٹ باعث عزت و برکت ہیں، بھیڑ بکریوں میں خیر ہے جو قیامت تک ان کی پیشانیوں پر لکھ دی گئی ہے۔ [2]

وضاحت:

اونٹوں کے پالنے اور کاروبار میں محنت و زحمت کم اور منافع زیادہ ہے اور اونٹ کا ہونا باعث عزت و افتخار ہے اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ سابقہ زمانے میں اونٹ مال بردار اور نقل حمل کے لئے استعمال کئے جاتے تھے اگر چہ خود ان کا سنبھالنا زحمت و مشقت کا باعث تھا۔ ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

فِيهِ الشَّقَاءُ وَ الْجَفَاءُ وَ الْعَنَاءُ وَ بُعْدُ الدَّارِ......... لَا يَأْتِي خَيْرُهَا إِلَّا مِنْ جَانِبِهَا الْأَشْأَمِ.

اونٹوں کے پالنے اور سنبھالنے میں محنت و مشقت، حق کشی اور گھر اور گھر والوں سے دوری کا باعث ہے............ اس میں خیر برکت حاصل نہیں ہوتی۔ [3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ أَنْزَلَ بَرَكَاتٍ ثَلَاثٍ: الشَّاةَ، وَ النَّخْلَةَ، وَ النَّارَ.

خدا نے تین قسم کی برکات نازل کیں، بھیڑ بکریاں، کھجور اور آگ۔ [4]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۲۶۰ / باب فضل الزراعۃ ..... ص: ۲۶۰

[2] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۶۱ / ۱۱۰ / باب ۱۲ احوال الانعام و منافعها و مضارها و اتخاذها..... ص: ۹۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۲۶۱ / باب فضل الزراعۃ ..... ص: ۲۶۰

[4] المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۲۴، ص ۴۳۶

(ج) تجارت

پہلے زمانے میں لین دین کے ذریعے زندگی کے اخراجات پورے ہوتے تھے۔ روایات میں تجارت کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

تجارت کے کئی فوائد ہیں اس لئے اس کی سفارش کی گئی ہے۔ بعض بزرگوں نے بھی تجارت کی جیسے حضرت ہود علیہ السلام کا پیشہ تجارت تھی۔[۱] رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے مال سے تجارت کرتے تھے۔ روایت میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام جب کسی کی مالی معاونت فرمایا کرتے تھے تو اسے تجارت کرنے کے بارے میں تاکید کیا کرتے تھے۔[۲]

تجارت کے معالات میں گمراہی و گنہگاری کے مقامات بہت زیادہ ہیں لہٰذا مومنین کو چاہئے کہ تجارت کرنے سے پہلے احکام تجارت کو جانیں کیونکہ جو لوگ تجارت کے احکام نہیں جانتے وہ سود میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ بعض لوگ حرام و حلال کی رعایت نہیں کرتے ایسے لوگ فاسق و فاجر کے نام یاد کئے جاتے ہیں۔

یہاں پر تجارت کی اہمیت، آداب، شرائط، آثار، فوائد اور حرام کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

فضیلت و اہمیت تجارت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبَرَكَةُ عَشَرَةُ اَجْزَاءٍ تِسْعَةُ اَعْشَارِهَا فِي التِّجَارَةِ.

برکت کے دس حصے ہوتے ہیں جن میں سے نو حصے تجارت اور ایک حصہ گلہ بانی میں ہے۔[۳]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

تِسْعَةُ اَعْشَارِ الرِّزْقِ فِي التِّجَارَةِ وَالْعُشْرُ فِي الْمَوَاشِيْ.

برکت کے دس حصے ہوتے ہیں جن میں سے نو حصے تجارت اور ایک حصہ گلہ بانی میں ہے۔[۴]

وضاحت:

ان احادیث میں تجارت پر جو زیادہ تاکید کی گئی اس کی وجہ شاید یہ بھی ہو کہ عرب میں اقتصاد کے مواقع تجارت میں زیادہ پائے جاتے تھے بہ نسبت کھیتی باڑی کے کیونکہ عرب میں کھیتی باڑی کی زمین بہت ہی کم ہے۔

---

[۱] بحار الانوار (ط- بیروت) / ج ۱۰۰ / ۵۶ / باب ۴ جوامع المکاسب المحرمة والمحللة ..... ص: ۴۲

[۲] الکافی (ط- الاسلامیة) / ج ۵ / ۷۶ / باب مایجب من الاقتداء بالائمة ع فی التعرض للرزق..... ص: ۷۳

[۳] الخصال / ج ۲ / ۴۴۵ / البرکة عشرة اجزاء..... ص: ۴۴۵

[۴] من لایحضره الفقیه / ج ۳ / ۱۹۳ / باب التجارة و آدابها و فضلها وفقهها..... ص: ۱۹۱

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اتَّجِرُوا بَارَكَ اللهُ لَكُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ اِنَّ الرِّزْقَ عَشَرَةُ اَجْزَاءٍ تِسْعَةٌ فِي التِّجَارَةِ وَوَاحِدٌ فِي غَيْرِهَا.

تجارت کرو تا کہ خدا تمہیں برکت دے۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: رزق (میں برکت) کے دس اجزا ہیں نو حصے تجارت میں اور باقی ایک حصہ باقی تمام کاموں میں ہے۔[1]

اَنَّ مَعَايِشَ الْخَلْقِ خَمْسَةٌ ....وَ التِّجَارَةُ......

لوگوں کے روزگار کی پانچ راہیں ہیں.......................(ان میں سے ایک) تجارت (ہے)............۔[2]

راوی کہتا ہے:

قُلْتُ لِاَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام الرَّجُلُ يَتَّجِرُ وَاِنْ هُوَ آجَرَ نَفْسَهُ اُعْطِيَ اَكْثَرَ مِمَّا يُصِيبُ فِي تِجَارَتِهِ قَالَ لَا يُؤَاجِرْ نَفْسَهُ وَلَكِنْ يَسْتَرْزِقُ اللهَ تَعَالَى وَيَتَّجِرُ فَاِنَّهُ اِذَا آجَرَ نَفْسَهُ حَظَرَ عَلَى نَفْسِهِ الرِّزْقَ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک آدمی تجارت کی خاطر اجیر بن جائے تو کیا اس کی آمد میں اضافہ ہوگا؟

آپ نے فرمایا: خدا سے طلب روزی کے لئے خود تجارت کرے اگر وہ اجیر بنتا ہے تو زیادہ منافع سے محروم رہتا ہے۔[3]

محمد بن عذافر کہتا ہے:

اَعْطَى اَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام اَبِي اَلْفاً وَ سَبْعَمِائَةِ دِينَارٍ فَقَالَ لَهُ اتَّجِرْ بِهَا ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنَّهُ لَيْسَ لِي رَغْبَةٌ فِي رِبْحِهَا وَاِنْ كَانَ الرِّبْحُ مَرْغُوباً فِيهِ وَلَكِنِّي اَحْبَبْتُ اَنْ يَرَانِيَ اللهُ جَلَّ وَعَزَّ مُتَعَرِّضاً لِفَوَائِدِهِ.

امام صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ سات سو درہم میرے والد کو سرمایہ گزاری کے لئے دیئے اور فرمایا: اس سرمائے سے تجارت کرو، پھر فرمایا: مجھے مادی منافع کی رغبت نہیں لیکن میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ خدا مجھے اس حال میں دیکھے کہ اس برکت کی جستجو میں ہوں۔[4]

آثار تجارت

رفع اندوہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَعْسَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيَخْرُجْ وَلَا يَغُمَّ نَفْسَهُ وَاَهْلَهُ.

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۹۲/ باب التجارۃ وآدابہا وفضلہا وفقہہا..... ص:۱۹۱

[2] وسائل الشیعۃ/ ج۱۹/ ۳۵/ ۳-باب استحباب الزرع..... ص:۳۲

[3] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۷۴/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۷۶/ باب ما یجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص:۷۳

جب بھی سختی اور فقر کا شکار ہو جاؤ۔ تجارت کے لئے باہر نکلو اور اپنے آپ کو اور اہل خانہ کو غمگین نہ کرو۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا اَعْسَرَ اَحَدُکُمْ فَلْيَضْرِبْ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغِي مِنْ فَضْلِ اللهِ وَ لَا يَغُمَّ نَفْسَهُ وَ اَهْلَهُ.

اگر تم میں سے کوئی تنگ دست ہو جائے تو زمین پر فضل کی جستجو کے لئے قدم اٹھائے اپنے آپ اور خاندان کو پریشان نہ کرے۔[2]

لوگوں کے مال سے بے نیازی:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

تَعَرَّضُوا لِلتِّجَارَةِ فَاِنَّ فِيهَا غِنًى لَكُمْ عَمَّا فِي اَيْدِي النَّاسِ وَ اِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُحْتَرِفَ الْاَمِينَ.

تجارت کرو کیونکہ تجارت لوگوں سے بے نیازی کا سبب ہے۔ خداوند عالم بے نیاز امانتدار کو دوست رکھتا ہے۔[3]

افزائش عقل:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلتِّجَارَةُ تَزِيدُ فِي الْعَقْلِ.

تجارت سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔[4]

قیامت میں شہدا کے ساتھ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلتَّاجِرُ الْاَمِينُ الصَّدُوقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

امانتدار تاجر و صادق مسلمان روز قیامت شہدا کے ساتھ ہوں گے۔[5]

حلال تجارت کے آداب

فقہ تجارت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ٦ / ٣٢٩ / ٩٣ - باب المکاسب..... ص: ٣٢١

[2] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ٣ / ١٩٣ / باب التجارۃ..... ص: ١٩٣

[3] الخصال/ ج ٢ / ٦٢١ /علم امیر المؤمنین ع اصحابہ فی مجلس واحد اربعمائۃ باب مما یصلح للمسلم فی دینہ ودنیاہ..... ص: ٦١٠

[4] الکافی (ط - الاسلامیۃ)/ ج ٥ / ١٤٨ / باب فضل التجارۃ والمواظبۃ علیہا..... ص: ١٤٨

[5] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ٣٩٤ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم. ص. با ترجمہ فارسی

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ الْفِقْهَ ثُمَّ الْمَتْجَرَ الْفِقْهَ ثُمَّ الْمَتْجَرَ الْفِقْهَ ثُمَّ الْمَتْجَرَ وَ اللهِ لَلرِّبَا فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا.

اے تاجروں کے گروہ! پہلے فقہ پھر تجارت، پہلے فقہ پھر تجارت، پہلے فقہ پھر تجارت۔

خدا کی قسم! اس امت میں سود پتھر پر چیونٹی کے چلنے سے بھی زیادہ غیر محسوس انداز میں داخل ہوگا۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُرِيدُ التِّجَارَةَ قَالَ أَفَقِهْتَ فِي دِينِ اللهِ قَالَ يَكُونُ بَعْضُ ذٰلِكَ قَالَ وَيْحَكَ الْفِقْهَ ثُمَّ الْمَتْجَرَ فَإِنَّهُ مَنْ بَاعَ وَ اشْتَرَى وَلَمْ يَسْأَلْ عَنْ حَرَامٍ وَلَا حَلَالٍ ارْتَطَمَ فِي الرِّبَا ثُمَّ ارْتَطَمَ.

ایک شخص نے امیر علیہ السلام سے کہا: میں تجارت کرنا چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: کیا احکام الٰہی تمہیں یاد ہیں؟

اس نے جواب دیا: ان میں سے بعض مسائل کو جانتا ہوں۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تجھ پر افسوس! جو آدمی تجارت کرنا چاہتا ہے۔ پہلے احکام سیکھے، اگر حلال وحرام نہ جانتا ہو تو سود میں مبتلا ہو سکتا ہے۔[2]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ الْفِقْهَ ثُمَّ الْمَتْجَرَ الْفِقْهَ .... التَّاجِرُ فَاجِرٌ وَ الْفَاجِرُ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ أَخَذَ الْحَقَّ وَ أَعْطَى الْحَقَّ.

پہلے فقہ یاد کرو، پھر تجارت کرو.......................... تاجر فاجر ہے اور فاجر آگ میں ہے مگر یہ کہ حق سے لے اور حق سے دے۔[3]

خریدوفروخت میں اسلامی احکام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ بَاعَ وَ اشْتَرَى فَلْيَجْتَنِبْ خَمْسَ خِصَالٍ وَ إِلَّا فَلَا يَبِيعَنَّ وَلَا يَشْتَرِيَنَّ الرِّبَا وَ الْحَلْفَ وَ كِتْمَانَ الْعَيْبِ وَ الْمَدْحَ إِذَا بَاعَ وَ الذَّمَّ إِذَا اشْتَرَى.

جو آدمی خرید وفروخت کرتا ہے۔ اسے پانچ خصلتوں سے دور ہونا چاہیے۔ وگرنہ لین دین نہ کرے، سود، قسم، چیزوں

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۱۵۰ / باب آداب التجارۃ ص:۱۵۰

[2] دعائم الاسلام/ ج۲ / ۱۶ / ۱ فصل ذکر الحض علی طلب الرزق وما جاء فیہ عن اہل البیت صلوات اللہ علیہم اجمعین ص:۱۳

[3] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۳ / ۱۹۵ / باب التجارۃ وآدابہا وفضلہا وفقہہا ص:۱۹۱

کے عیب پوشیدہ رکھنا، بیچتے وقت مال کی تعریف کرنا، اور خریدتے وقت اس کے عیب نکالنا۔[1]

حضرت امیرؑ ہر روز صبح کے وقت کوفہ کے بازار میں گشت کرتے تھے ہر بازار میں جاتے اور کھڑے ہو کر فرماتے:

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اتَّقُوا اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ .... قَدِّمُوا الِاسْتِخَارَةَ وَ تَبَرَّكُوا بِالسُّهُولَةِ وَ اقْتَرِبُوا مِنَ الْمُبْتَاعِينَ وَ تَزَيَّنُوا بِالْحِلْمِ وَ تَنَاهَوْا عَنِ الْيَمِينِ وَ جَانِبُوا الْكَذِبَ وَ تَجَافَوْا عَنِ الظُّلْمِ وَ أَنْصِفُوا الْمَظْلُومِينَ وَ لَا تَقْرَبُوا الرِّبَا وَ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ ... وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ.

اے تاجروں کے گروہ! تقویٰ الٰہی اختیار کرو، .... لین دین اور سودے میں طلب خیر کرو، آسانی کرو، خدا سے برکت طلب کرو، خریداروں کے نزدیک جاؤ، بردباری کا مظاہرہ کرو، قسم، جھوٹ اور ظلم وستم سے دوری اختیار کرو۔ ستم شدہ افراد سے انصاف کرو، سود کے قریب نہ جاؤ تولنے میں عدالت کرو، لوگوں کے مال کو کم قیمت نہ سمجھو اور زمین پر فساد نہ پھیلاؤ۔[2]

تجارت میں آسانی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى يُحِبُّ سَمْحَ الْبَيْعِ سَمْحَ الشِّرَاءِ.

خدا آسان خرید وفروش کو دوست رکھتا ہے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

رَحِمَ اللهُ سَهْلَ الْقَضَاءِ سَهْلَ الِاقْتِضَاءِ بَائِعاً وَ مُشْتَرِياً.

خدا اس آدمی پر رحمت کرے جو خرید وفروش میں آسانی کرتا ہے۔[4]

خریدار کی پشیمانی کو قبول کرنا:

روایت میں ہے کہ

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمْ يَأْذَنْ لِحَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ بِالتِّجَارَةِ حَتَّى ضَمِنَ لَهُ إِقَالَةَ النَّادِمِ وَ إِنْظَارَ الْمُعْسِرِ وَ أَخْذَ الْحَقِّ وَافِياً وَ غَيْرَ وَافٍ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن حزام کو تجارت کرنے کی اجازت نہ دی۔ مگر یہ کہ آپ نے اس سے یہ عہد لیا کہ اگر طرف

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۲۸۶/ من اتجر فلیجتنب خمس خصال..... ص:۲۸۵

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۵۱/ باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

[3] الجامع الصغیر، ج۱، ص۳۸۷

[4] فقہ القرآن/ ج۲/ ۴۲/ [سورۃ الاعراف (۷): آیۃ۱۹۹]..... ص:۴۲

مقابل پشیمان ہوجائے تو اسے قبول کرلینا۔حق کی رعایت کرنا خواہ منافع ہو یا نہ ہو۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَيُّمَا عَبۡدٍ اَقَالَ مُسۡلِماً فِي بَيۡعٍ اَقَالَهُ اللهُ تَعَالَى عَثۡرَتَهُ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ.

جو آدمی خرید وفروش میں خریدار کی پشیمانی کو قبول کرتا ہے خدا روز قیامت اس کی لغزش معاف فرماتا ہے۔[2]

صداقت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَطۡيَبَ الۡكَسۡبِ كَسۡبُ التُّجَّارُ الَّذِينَ اِذَا حَدَّثُوا لَمۡ يَكۡذِبُوا وَاِذَا ائۡتُمِنُوا لَمۡ يَخُونُوا وَاِذَا وَعَدُوا لَمۡ يُخۡلِفُوا وَاِذَا كَانَ عَلَيۡهِمۡ دَيۡنٌ لَمۡ يَمۡطُلُوۡا وَاِذَا كَانَ لَهُمۡ لَمۡ يُعۡسِرُوا.

سب سے زیادہ پاک رزق، ان تاجروں کا ہے جو تجارت کے دوران جھوٹ نہیں بولتے، امانت میں خیانت نہیں کرتے۔خریدتے وقت چیز کا عیب اور بیچتے وقت اس کی تعریف نہیں کرتے۔جب منافع نہیں ملتا تو پھر آج کل نہیں کرتے، نفع لیتے وقت سختی نہیں کرتے ہیں۔[3]

وطن میں تجارت:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ مِنۡ سَعَادَةِ الۡمَرۡءِ اَنۡ يَكُونَ مَتۡجَرُهُ فِي بَلَدِهِ.

یقیناً انسان کے لئے وطن میں تجارت سعادت مندی کا سبب ہے۔[4]

حفظ منابع درآمد:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا رُزِقۡتَ مِنۡ شَيۡءٍ فَالۡزَمۡهُ.

جس دن جو روزی تجھے ملے، اس کی حفاظت کر۔[5]

نیز فرمایا:

اِذَا نَظَرَ الرَّجُلُ فِي تِجَارَةٍ فَلَمۡ يَرَ فِيهَا شَيۡئاً فَلۡيَتَحَوَّلۡ اِلَى غَيۡرِهَا.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۵/ ۱۵۱/باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۵/ ۱۵۳/باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۲۷۳/نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص «باترجمہ فارسی

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۵/ ۲۵۷/باب ان من السعادۃ ان یکون معیشۃ الرجل فی بلدہ..... ص:۲۵۷

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ج ۳/ ۱۶۹/باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

اگر تاجر تجارت سے منافع نہ لیتے تو کوئی اور تجارت ہوتی۔[1]

سودا کرتے وقت دعا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا بَايَعَ الْمُسْلِمَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ خِرْ لِي وَلَهُ.

جب مسلمان کسی مسلمان کے ساتھ کوئی معاملہ کرتا ہے تو یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ خِرْ لِي وَلَهُ.

خدایا! میرے اور اس کے لئے خیر خواہ رہ۔

ایک حدیث میں امام صادق علیہ السلام سے اس طرح نقل ہوا کہ جب بھی تم کوئی چیز خریدنا چاہو تو تین بار یہ کہو: "اللہ اکبر" اس کے بعد یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي اشْتَرَيْتُهُ أَلْتَمِسُ فِيهِ مِنْ فَضْلِكَ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْ لِي فِيهِ فَضْلًا اَللّٰهُمَّ إِنِّي اشْتَرَيْتُهُ أَلْتَمِسُ فِيهِ مِنْ رِزْقِكَ اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْ لِي فِيهِ رِزْقاً

خدایا! میں نے اسے خریدا ہے اس میں تیرا فضل و احسان چاہتا ہوں۔ پس محمد آل محمد علیہم السلام پر درود فرما اور اس میں میرے لئے برکت قرار فرما۔[2]

معاویہ بن عمار کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب بھی کسی چیز کا سودا کرو، تو یہ پڑھو:

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا دَائِمُ يَا رَءُوفُ يَا رَحِيمُ أَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ وَ قُدْرَتِكَ وَ مَا أَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ أَنْ تَقْسِمَ لِي مِنَ التِّجَارَةِ الْيَوْمَ أَعْظَمَهَا رِزْقاً وَ أَوْسَعَهَا فَضْلًا وَ خَيْرَهَا عَاقِبَةً فَإِنَّهُ لَا خَيْرَ فِيمَا لَا عَاقِبَةَ لَه

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، اے برپا کرنے والے، اے پابند، اے مہربان، اے بخشنے والے، تجھے تیری عزت، قدرت اور جس عمل پر تیری قدرت کی قسم کھاتا ہوں، چاہتا ہوں۔

تجارت کو میری قسمت قرار دے تمام تجارتوں سے زیادہ روزی عطا فرما، برکت زیادہ فرما، عاقبت اچھی ہو کیونکہ عاقبت کے انجام خیر نہیں۔[3]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۱۶۸ / باب لزوم ما ینفع من المعاملات..... ص: ۱۶۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۱۵۶ / باب القول عند ما یشتری للتجارۃ..... ص: ۱۵۶

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۱۵۷ / باب القول عند ما یشتری للتجارۃ..... ص: ۱۵۶

سودے میں ناپسندہ برتاؤ

جوانمردی سے دور:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ مِنْ مُرُوَّةِ الرِّبْحُ عَلَى الْأَخْوَانِ.

دینی بھائیوں سے منافع لینا جوانمردی نہیں ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

رِبْحُ الْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ رِبًا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَارْبَحْ عَلَيْهِ قُوتَ يَوْمِكَ أَوْ يَشْتَرِيَهُ لِلتِّجَارَةِ فَارْبَحُوا عَلَيْهِمْ وَارْفُقُوا بِهِمْ.

مومن کا مومن سے منافع لینا سود ہے مگر یہ کہ جنس کی قیمت سو درہم سے زیادہ ہو۔ایسی صورت تو ایک دن کا خرچ کا منافع لے سکتا ہے۔اگر تجارت کا مقصد ہو تو مصلحت کر لینی چاہیے۔[2]

بازار کا چکر لگانا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَكُونَنَّ دَوَّاراً فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا تَكُنْ شَرَّاءَ دَقَائِقِ الْأَشْيَاءِ بِنَفْسِكَ فَإِنَّهُ يُكْرَهُ لِلْمَرْءِ ذِي الْحَسَبِ وَالدِّينِ أَنْ يَلِيَ دَقَائِقَ الْأَشْيَاءِ بِنَفْسِهِ.

بازار میں گھومنے پھرنے سے پرہیز کرو اور اپنی حیثیت سے گری ہوئی چیزوں کے خریدار نہ بنو کیونکہ یہ خاندانی اور دیندار افراد کے لئے ناپسندیدہ کام ہے جب کچھ خریدو تو اپنی حیثیت کے مطابق خریدو۔[3]

سودے میں قسم کھانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ عِنْدَ الْبَيْعِ، فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يُمْحَقُ.

معاملے میں قسم کھانا سے معاملے میں رونق ہوتی ہے اور چیز کی تعریف ہوتی ہے۔لیکن اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔[4]

ایک اور حدیث میں فرمایا:

---

[1] تاریخ مدینۃ، دمشق، ج ۶۱ ص ۳۲۵

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۱۵۴ / باب آداب التجارۃ..... ص: ۱۵۰

[3] تحف العقول / النص / ۳۷۹ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۳۵۷

[4] فتح الباری، ج ۴ ص ۳۱۵، الجامع الصغیر، ج ۱ ص ۵۹۱

أَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللهُ الْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ......

چار گروہ ایسے ہیں کہ خدا انہیں دشمن رکھتا ہے۔ بیچنے والا زیادہ قسم کھانے والا............۔[1]

اسی طرح فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ .... وَرَجُلٌ جَعَلَ اللهُ بِضَاعَتَهُ لَا يَشْتَرِي إِلَّا بِيَمِينِهِ وَلَا يَبِيعُ إِلَّا بِيَمِينِهِ.

روز قیامت خدا تین قسم کے افراد پر نظر کرم نہیں کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔...........ان میں ایک وہ آدمی ہے جو خرید اور فروخت کے وقت قسم کھاتا ہو۔[2]

نیز فرمایا:

مَنِ اقْتَطَعَ شَيْئاً مِنْ مَالِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ كَانَ شَيْئاً يَسِيراً قَالَ وَإِنْ كَانَ قَضِيباً مِنْ أَرَاكٍ.

جو شخص کسی مسلمان کا مال قسم کے ذریعے لیتا ہے وہ جنت سے محروم رہتا ہے۔

پوچھا گیا: اگر کم بھی ہو؟

آپ نے فرمایا: اگرچہ درخت کی شاخ کے مسواک کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِيَّاكُمْ وَالْيَمِينَ الْفَاجِرَةَ فَإِنَّهَا تُنْفِقُ السِّلْعَةَ وَتَمْحَقُ الْبَرَكَةَ.

اے تجارت کرنے والو! معاملے میں قسم کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ قسم سے جھوٹ کا بازار گرم ہوتا ہے اور برکت ختم ہو جاتی ہے۔[4]

ایک حدیث میں گزر چکا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے آمادہ ہاتھ کا منافع قسم کے ذریعے قبول نہ فرمایا۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَقَدْ طَابَ مَكْسَبُهُ .... وَلَا يُدَلِّسُ.

جو چاہتا ہے کہ اس کی کمائی پاک ہو وہ سودے میں فریب نہ دے۔[6]

---

[1] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۲۷۳ / ۲۰ ۔باب کراہۃ الحلف علی البیع والشراء صادقا وتحریم الحلف کاذبا..... ص:۲۶۹

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۴۰۷/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، با ترجمہ فارسی

[3] مجموعۃ ورام/ ج۱ / ۵۳ / باب الظلم ص:۵۳

[4] الغارات (ط۔القدیمۃ)/ ج۱ / ۶۵ / سیرتہ ع فی نفسہ ص:۵۳

[5] ر۔ک: ذیل عنوان لزوم وفضیلت کسب حلال۔ص ۵۹۰

[6] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۱۵۳ / باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

مَنْ غَشَّ مُسْلِماً فِي شِرَاءٍ أَوْ بَيْعٍ فَلَيْسَ مِنَّا

جو آدمی مسلمان سے خرید وفروخت میں خیانت کرتا ہے۔ وہ ہم سے نہیں ہے۔[۱]

وَيْلٌ لِتُجَّارِ أُمَّتِي مِنْ لَا وَ اللهِ.

افسوس ہے ان تاجروں پر جو (کاروبار میں) قسم کھاتے ہیں۔[۲]

ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ- وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ .... وَ الْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ أَعَادَهَا ثَلَاثاً.

قیامت کے روز تین قسم کے لوگوں کی اللہ تعالیٰ نظر کرم نہیں فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ وہ سخت عذاب میں ہوں گے۔......وہ شخص جو بازار میں خرید وفروخت کے وقت قسم کھائے آپؐ نے تین مرتبہ اس جملے کی تکرار فرمائی۔[۳]

اسی طرح فرمایا:

صَاحِبُ السِّلْعَةِ أَحَقُّ بِالسَّوْمِ.

مال کا مالک فروخت میں ترجیح رکھتا ہے۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فِي الْجَيِّدِ دَعْوَتَانِ وَفِي الرَّدِيِّ دَعْوَتَانِ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْجَيِّدِ بَارَكَ اللهُ فِيكَ وَفِيمَنْ بَاعَكَ وَيُقَالُ لِصَاحِبِ الرَّدِيِّ لَا بَارَكَ اللهُ فِيكَ وَلَا فِيمَنْ بَاعَكَ.

اچھے مال کے لئے دو دعائیں اور معمولی مال کے لئے دو بددعائیں ہیں؛ جس کا مال اچھا ہو اسے کہا جاتا ہے خدا تجھ میں اور جس نے تجھے بیچا ہے اسے برکت عطا فرمائے اور معمولی مال والے کے لئے کہا جاتا ہے۔ خدا تجھ میں اور جس نے تجھے بیچا ہے اسے برکت نہ دے۔[۵]

نیز فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يُدْخِلُهُمُ اللهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَ ثَلَاثَةٌ يُدْخِلُهُمُ اللهُ النَّارَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَأَمَّا الَّذِينَ يُدْخِلُهُمُ اللهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَإِمَامٌ عَادِلٌ وَ تَاجِرٌ صَدُوقٌ وَ شَيْخٌ أَفْنَى عُمُرَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَمَّا الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُدْخِلُهُمُ اللهُ النَّارَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَإِمَامٌ جَائِرٌ وَ تَاجِرٌ كَذُوبٌ وَ شَيْخٌ زَانٍ.

تین گروہ ایسے ہیں جو بے حساب جنت میں جائیں گے اور تین گروہ بغیر حساب کے جہنم میں جائیں گے پس جو بغیر

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۱۴ / باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[۲] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۳ / ۱۶۰ / باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[۳] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۷ / ۴۲۱ / ۲۵ - باب کراہۃ الحلف علی البیع والشراء صادقا وتحریم الحلف کاذبا..... ص:۴۱۹

[۴] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۱۵۲ / باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

[۵] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۲۰۱ / باب فضل الشیء الجید الذی یباع..... ص:۲۰۱

حساب کے جنت میں جائیں گے وہ ہیں: عادل حاکم، سچا امین تاجر، جس کی عمر اطاعت خدا میں گزری ہو اور جو بے حساب دوزخ میں جائیں گے وہ ہیں: ظالم حاکم، جھوٹا تاجر اور بوڑھا زانی۔ [۱]

معاملے میں فریب:

روایت میں ہے کہ:

دَخَلَ عَلَيۡهِ رَجُلٌ يَبِيعُ الدَّقِيقَ فَقَالَ إِيَّاكَ وَ الۡغِشَّ فَإِنَّ مَنۡ غَشَّ غُشَّ فِي مَالِهِ فَإِنۡ لَمۡ يَكُنۡ لَهُ مَالٌ غُشَّ فِي أَهۡلِهِ.

ایک آٹا بیچنے والا امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: جنس کو مخلوط کرنے اور فریب سے پرہیز کرو جو دوسرے کو فریب دے ایک دن وہ خود فریب کھاتا ہے۔ [۲]

نیز فرمایا:

لَيۡسَ مِنَّا مَنۡ غَشَّنَا.

جو آدمی سودے میں فریب دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ [۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ غَشَّ مُسۡلِماً فِي شِرَاءٍ أَوۡ بَيۡعٍ فَلَيۡسَ مِنَّا وَ يُحۡشَرُ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ مَعَ الۡيَهُودِ لِأَنَّهُمۡ أَغَشُّ الۡخَلۡقِ لِلۡمُسۡلِمِينَ.

جو آدمی مسلمان کو سودے میں فریب دیتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں اور روز قیامت یہودیوں کے ساتھ محشور ہوگا کیونکہ یہودی مسلمانوں کو فریب دینے والے ہیں۔ [۴]

اسی طرح فرمایا:

نَهَى عَنۡ شَوۡبِ اللَّبَنِ بِالۡمَاءِ إِذَا أُرِيدَ بِهِ الۡبَيۡعُ لِأَنَّهُ يَكُونُ غِشّاً.

جب چاہو کہ دودھ بیچو، اس میں پانی نہ ملاؤ کیونکہ ملاوٹ معاملے میں شمار ہوتی ہے۔ [۵]

بعض معاملات سے پرہیز:

روایت میں ہے کہ:

---

[۱] الخصال/ ج ۱/ ۸۰/ ثلاثة یدخلھم اللہ الجنة بغیر حساب وثلاثة یدخلھم اللہ النار بغیر حساب..... ص:۸۰

[۲] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۵/ ۱۶۰/ باب الغش..... ص:۱۶۰

[۳] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۵/ ۱۶۰/ باب الغش..... ص:۱۶۰

[۴] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۴/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[۵] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳/ ۲۰۱/ ۶۹-باب تحریم الغش بما یخفی کشوب اللبن بالماء..... ص:۲۰۱

نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعُ السِّلَاحِ فِي الْفِتْنَةِ.

رسول خدا ﷺ نے فتنہ وفساد کے وقت، اسلحہ بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ [۱]

راوی کہتا ہے کہ:

سَأَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام عَنِ الْفِئَتَيْنِ يَلْتَقِيَانِ مِنْ اَهْلِ الْبَاطِلِ اَبِيعُهُمَا السِّلَاحَ فَقَالَ عليه السلام بِعْهُمَا مَا يَكُنُّهُمَا الدِّرْعَ وَ الْخُفْتَانَ وَ الْبَيْضَةَ وَ نَحْوَ ذٰلِكَ.

میں نے امام صادق علیہ السلام پوچھا کہ جب دو باطل گروہ میں برسر پیکار ہوں تو ان دونوں کو اسلحہ بیچنے کے بارے میں کیا حکم ہے تو نے فرمایا: اگر دو گروہ باطل آپس میں لڑ رہے ہیں تو اسلحہ بیچنا جائز ہے۔ جیسے زرہ، حفاظتی فوجی ٹوپی۔ [۲]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

قَدْ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

رسول خدا ﷺ نے مجبور افراد کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے والی خرید وفروخت اور دھوکے پر مبنی خرید وفروخت سے منع کیا ہے۔ [۳]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

.........اِذَا طُفِّفَتِ الْمِكْيَالُ اَخَذَهُمُ اللهُ بِالسِّنِينَ وَ النَّقْصِ.........

جو کم تولتے ہیں وہ خدا کی طرف سے قحط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ [۴]

رسول خدا ﷺ نے شکاری کتے کے معاملے سے بھی منع فرمایا۔ [۵]

اسی طرح اضافی پانی کو بیچنے سے بھی منع فرمایا۔ [۶]

اسی طرح دوسروں کے معاملہ میں مداخلت کو ممنوع فرمایا۔ [۷]

نیز کسی دینی بھائی کے معاملے میں دخل اندازی سے بھی منع فرمایا ہے۔ [۸]

---

[۱] سنن الکبریٰ، ج ۵، ص ۳۲۷

[۲] تحف العقول/ النص/ ۳۷۴/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۳۵۷

[۳] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۴۶/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضاع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[۴] علل الشرائع/ ج ۲/ ۵۸۴/ ۳۸۵ باب نوادر العلل..... ص: ۵۷۷

[۵] نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ اِلَّا كَلْبَ الصَّيْدِ. (الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۶۸۶)

[۶] نَهٰى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَآءِ. (مسند احمد بن حنبل، ج ۳، ص ۳۳۸)

[۷] نَهٰى عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوعِ...... (مسند احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۴۳۰)

[۸] نَهٰى اَنْ يَدْخُلَ الرَّجُلُ فِي سَوْمِ اَخِيهِ الْمُسْلِمِ. (من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۵/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳)

(د) صنعت وحرفہ

اہمیت صنعت:

انسان کی بعض ضروریات، صنعتوں کے ذریعے ہی پوری ہو پاتی ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

...... لَكِنْ جَعَلَ بَعْضَهُمْ لِبَعْضٍ عَوْناً وَ جَعَلَ اَسْبَابَ اَرْزَاقِهِمْ فِي ضُرُوبِ الْاَعْمَالِ وَ اَنْوَاعِ الصِّنَاعَاتِ- وَ ذٰلِكَ اَدْوَمُ فِي الْبَقَاءِ وَ اَصَحُّ فِي التَّدْبِيرِ.

خدا نے لوگوں کی روزی کو مختلف امور اور مختلف صنائع میں رکھا ہوا ہے۔ یہ بشر کی بقاء اور امور میں تدبیر کے لئے سودمند ہے۔[1]

قرآن مجید میں بعض ان صنائع کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انجام دیئے۔

خدا فرماتا ہے:

فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾

ہم نے نوحؑ کے پاس وحی بھیجی کہ تم ہمارے سامنے ہمارے حکم کے مطابق کشتی بنانا شروع کرو پھر جب ہمارا عذاب آجائے اور تنور (سے پانی) اُبلنے لگے تو تم اس میں ہر قسم (کے جانوروں میں) سے (نر و مادہ) دو دو کے جوڑے اور اپنے لڑکے بالوں کو بٹھا لو مگر ان میں سے جس کی نسبت (غرق ہونے کا) پہلے سے ہمارا حکم ہو چکا ہے (انہیں چھوڑ دو) اور جن لوگوں نے (ہمارے حکم سے) سرکشی کی ہے ان کے بارے میں مجھ سے کچھ کہنا (سننا) نہیں کیونکہ یہ لوگ یقیناً ڈوبنے والے ہیں۔[2]

اسی طرح فرمایا:

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾

اور ہم ہی نے ان کو تمہاری جنگی پوشش (زرہ) کا بنانا سکھا دیا تا کہ تمہیں (ایک دوسرے کے) وار سے بچائے تو کیا

---

[1] الاحتجاج علی اہل اللجاج (للطبرسی)/ج ۲/ ۳۴۱/ احتجاج ابی عبداللہ الصادق ع فی انواع شتی من العلوم الدینیۃ ..... ص: ۳۳۱

[2] سورۂ مومنون: ۲۷

تم (اب بھی) شکر گزار نہ بنو گے۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

فَكَانَ يَعْمَلُ كُلَّ يَوْمٍ دِرْعاً فَيَبِيعُهَا بِأَلْفِ دِرْهَمٍ ....وَ اسْتَغْنَى عَنْ بَيْتِ الْمَالِ.

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم بنا دیا تھا وہ ہر روز زرہ بناتے اور اسے ہزار درہم میں بیچتے تھے......

اور وہ بیت المال سے بے نیاز ہو گئے۔[2]

آداب صنعت گری:

صنعت گر کو چاہئے ماہر و دانا ہونے کے ساتھ ساتھ عصر حاضر میں لوگوں کی ضروریات پر توجہ دے کہ عوام کو کس چیز کی ضرورت ہے تا کہ اس سے استفادہ کرنے والے زیادہ ہوں۔ یہ لوگوں کی خدمت بھی ہے اور عبادت بھی۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كُلُّ ذِي صِنَاعَةٍ مُضْطَرٌّ إِلَى ثَلَاثِ خِلَالٍ يَجْتَلِبُ بِهَا الْمَكْسَبَ وَ هُوَ أَنْ يَكُونَ حَاذِقاً بِعَمَلِهِ مُؤَدِّياً لِلْأَمَانَةِ فِيهِ مُسْتَمِيلًا لِمَنِ اسْتَعْمَلَهُ.

ہر صنعت اس میں تین صفات ہونی چاہیے تا کہ وہ کسب کرنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کر سکے: کام میں مہارت، ادائے امانت، کام کرنے والوں سے محبت۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُحِبُّ الْمُحْتَرِفَ الْأَمِينَ.

خداوند عالم صاحب حرفہ امانتدار کو دوست رکھتا ہے۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَيْلٌ لِصُنَّاعِ أُمَّتِي مِنَ الْيَوْمِ وَ غَدٍ.

میری امت کے ان تاجروں پر وائے ہو جو آج اور کل کہتے ہیں۔[5]

یعنی آجکل کے وعدوں پر کام لٹکائے رکھتے ہیں یا اس کا یہ معنی بھی کیا جا سکتا ہے کہ یہ آج کی ضرورت ہے اور یہ گزرے وقت سے مربوط ہے یا آنے والے وقت سے متعلق ہے جیسی باتیں کر کے وقت کو ضائع کر دیں۔

---

[1] سورۂ انبیاء:۸۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۷۴ / باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص:۷۳

[3] تحف العقول/ النص/ ۳۲۲ / و من کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۱۱۳ / باب الصناعات..... ص:۱۱۳

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳ / ۱۶۰ / باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

اقسام دستکاری

حلال دستکاری:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كُلُّ مَا يَتَعَلَّمُ الْعِبَادُ اَوْ يُعَلِّمُونَ غَيْرَهُمْ مِنْ صُنُوفِ الصِّنَاعَاتِ مِثْلِ الْكِتَابَةِ وَ الْحِسَابِ وَ التِّجَارَةِ وَ الصِّيَاغَةِ وَ السِّرَاجَةِ وَ الْبِنَاءِ وَ الْحِيَاكَةِ وَ الْقِصَارَةِ وَ الْخِيَاطَةِ وَ صَنْعَةِ صُنُوفِ التَّصَاوِيرِ مَا لَمْ يَكُنْ مُثُلَ الرُّوحَانِيِّ وَ اَنْوَاعِ صُنُوفِ الْآلَاتِ الَّتِي يَحْتَاجُ اِلَيْهَا الْعِبَادُ الَّتِي مِنْهَا مَنَافِعُهُمْ وَ بِهَا قِوَامُهُمْ وَ فِيهَا بُلْغَةُ جَمِيعِ حَوَائِجِهِمْ فَحَلَالٌ فِعْلُهُ وَ تَعْلِيمُهُ وَ الْعَمَلُ بِهِ وَ فِيهِ لِنَفْسِهِ اَوْ لِغَيْرِهِ

جو لوگ خود دستکاریوں کو سیکھتے ہیں یا دوسروں کو سکھاتے ہیں جیسے لکھنا، ریاضی، تجارت، زرگری، زین سازی، تعمیر سازی، بننے کا کام، درزی، مصوری، مختلف قسم کے وسائل اور ایسی آلات سازی جن کی لوگوں کو عام طور پر ضرورت ہوتی ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور جن کی زندگی ان سے وابستہ ہے اور ان کی مختلف ضروریات کو پورا کرتے ہیں یہ تمام افعال اور ان کی تعلیم اپنے لئے اور دوسروں کے لئے جائز ہے۔[1]

حرام دستکاری:

حرام صنعت کی دو قسمیں ہیں: (۱) صنعت حلال ہیں لیکن حرام میں استعمال ہوتی ہے۔ (۲) جو صنعت صرف حرام کاموں کے لئے بنائی جائے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّمَا حَرَّمَ اللهُ الصِّنَاعَةَ الَّتِي حَرَامٌ هِيَ كُلُّهَا الَّتِي يَجِيءُ مِنْهَا الْفَسَادُ مَحْضاً نَظِيرَ الْبَرَابِطِ وَ الْمَزَامِيرِ وَ الشِّطْرَنْجِ وَ كُلِّ مَلْهُوٍّ بِهِ وَ الصُّلْبَانِ وَ الْاَصْنَامِ وَ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنْ صِنَاعَاتِ الْاَشْرِبَةِ الْحَرَامِ وَ مَا يَكُونُ مِنْهُ وَ فِيهِ الْفَسَادُ مَحْضاً وَ لَا يَكُونُ فِيهِ وَ لَا مِنْهُ شَيْءٌ مِنْ وُجُوهِ الصَّلَاحِ فَحَرَامٌ تَعْلِيمُهُ وَ تَعَلُّمُهُ وَ الْعَمَلُ بِهِ وَ اَخْذُ الْاَجْرِ عَلَيْهِ وَ جَمِيعُ التَّقَلُّبِ فِيهِ مِنْ جَمِيعِ وُجُوهِ الْحَرَكَاتِ كُلِّهَا اِلَّا اَنْ تَكُونَ صِنَاعَةً قَدْ تَنْصَرِفُ اِلَى جِهَاتِ الصَّنَائِعِ وَ اِنْ كَانَ قَدْ يُتَصَرَّفُ بِهَا وَ يُتَنَاوَلُ بِهَا وَجْهٌ مِنْ وُجُوهِ الْمَعَاصِي فَلَعَلَّهُ لِمَا فِيهِ مِنَ الصَّلَاحِ حَلَّ تَعَلُّمُهُ وَ تَعْلِيمُهُ وَ الْعَمَلُ بِهِ وَ يَحْرُمُ عَلَى مَنْ صَرَفَهُ اِلَى غَيْرِ وَجْهِ الْحَقِّ وَ الصَّلَاحِ فَهٰذَا تَفْسِيرُ بَيَانِ وَجْهِ اكْتِسَابِ مَعَاشِ الْعِبَادِ وَ تَعْلِيمِهِمْ فِي جَمِيعِ وُجُوهِ اكْتِسَابِهِمْ.

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۳۳۵/ واما تفسیر الصناعات..... ص: ۳۳۵

وہ دستکاری جو صرف حرام کاموں میں استعمال ہوتی ہے اور جو محض فساد و تباہی کا باعث ہے اور اس میں کوئی اصلاح کا پہلو نہیں خداوند عالم نے اسے حرام قرار دیا ہے (جیسے لہوولعب کے ہارڈ ویئر اور سوفٹ ویئر، بت سازی، حرام مشروبات، ہر وہ چیز جو لوگوں اور معاشرے کی تباہی کا موجب ہوتی ہے) پس اس کا سیکھنا اور سکھانا اور اس پر عمل کرنا اور اس پر مزدوری لینا اور ہر قسم کے اقدامات حرام ہیں مگر یہ کہ کوئی ایسی دست کاری ہو جو کبھی منفعت اور حلال طریقے سے استعمال ہوتی ہو لہٰذا اس میں اصلاح کا پہلو موجود ہے اس کا یاد کرنا اور اس پر عمل کرنا حلال ہے لیکن جو شخص اسے حرام اور ناجائز کاموں میں استعمال کرتا ہے حرام ہے۔[1]

(۳) مال کی تقسیم

اگر چہ بیت المال کی تقسیم حکومت و سلطنت نمائندوں کے ہاتھوں میں ہے۔ ثروت مند افراد کو بھی خدا نے مستقیم خطاب فرمایا کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور ضرورت مندوں کے حقوق کو پورا کریں۔

اسلامی دولت ایک امانت الٰہی کی مانند ہے۔ صدقات واجب جیسے زکات وخمس، غنیمت اور دوسرا مال موجود ہوتا ہے۔ جو معاشرے کی اصلاح کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ دوسروں کی رشد و ترقی فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

تو جو مال خدا نے اپنے رسولؐ کو دیہات والوں سے بے لڑے دلوایا ہے وہ خاص خدا اور رسولؐ اور (رسولؐ کے) قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پردیسیوں کا ہے تاکہ جو لوگ تم میں سے دولت مند ہیں ہر پھر کر دولت ان ہی میں نہ رہے ہاں جو تم کو رسولؐ دے دیں وہ لے لیا کرو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔[2]

تقسیم کا ہدف:

اسلام میں نظام اقتصادی کا ایک ہدف یہ ہے کہ منابع اور درآمد عادلانہ طریقے سے تقسیم ہو اور ضائع نہ کریں۔ تمام انسان خدا کی

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۳۳۵/ واما تفسیر الصناعات..... ص:۳۳۵

[2] سورۂ حشر: ۷

نعمتوں سے بہرہ مند ہیں لہٰذا ان پر کچھ حقوق ہیں جن کو ادا کرنا لازم ہے۔

(۱) عام افراد کے حقوق: ایک معاشرے میں تمام افراد منابع اور امکانات فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ سب برابر کے شریک ہیں۔ آباد ہونے کو ترقی دینے کے لئے سب ثروت سے فائدہ اٹھائیں۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا

اللہ نے تم کو زمین (کی مٹّی) سے پیدا کیا اور تم کو اس میں بسایا ہے۔[1]

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۱۰

اور (اے بنی آدم) ہم نے تو یقیناً تم کو زمین میں قدرت و اقتدار دیا اور اس میں تمہارے لیے اسباب زندگی مہیّا کیے (مگر) تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔[2]

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۳

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنے (حکم) سے تمہارے کام میں لگا دیا ہے جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے اس میں (قدرت خدا کی) بہت سی نشانیاں ہیں۔[3]

(۲) اپنے کام کاج کرنا، جو جتنا زیادہ کماتا ہے اس کا زیادہ حصہ ہوتا ہے درج ذیل دو آیات قرآنی میں اس بات کا اشارہ پایا جاتا ہے:

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝۸۵

اور لوگوں کو ان کی چیزیں (جو خریدیں) کم نہ دیا کرو اور رُوئے زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔[4]

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝۳۹

اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔[5]

میں اس مطلب کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

(۳) نیاز مند افراد کے حقوق: بعض افراد ایسے ہیں جو کوشش و سعی نہیں کر سکتے یا معذور ہیں یا ذہنی، بدنی، بڑھاپا، یتیمی یا بیماری یا کسی اور وجہ سے ضرورت مند ہیں۔

اسلام نے ثروت مند افراد کے مال میں سے ایک خاص حصہ ان مذکورہ افراد کے لے رکھا ہے اور واجب قرار دیا حتیٰ کہ بعض

---

[1] سورۂ ہود: ۶۱

[2] سورۂ اعراف: ۱۰

[3] سورۂ جاثیہ: ۱۳

[4] سورۂ اعراف: ۸۵

[5] سورۂ نجم: ۳۹

اموال جیسے زکات وخمس سے مستقیم محروم افراد لے سکتے ہیں۔

وَفِيٓ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ ⑲

اوران کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے محروم (دونوں) کا حصّہ تھا۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَرَضَ فِي اَمۡوَالِ الۡاَغۡنِيَاءِ لِلۡفُقَرَاءِ مَا يَكۡتَفُونَ بِهِ الۡفُقَرَاءُ.

اللہ تعالیٰ نے مالداروں پر فرض کیا ہے کہ وہ فقراء کفالت کریں۔[2]

اشیاء اور رقم کی تقسیم:

اسلام میں ثروت کی عادلانہ تقسیم کے تین طریقے ہیں:

(۱) **منابع کی تقسیم**

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَجَدۡنَا فِي كِتَابِ عَلِيٍّ علیہ السلام اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَنۡ يَشَاءُ مِنۡ عِبَادِهِ وَ الۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِينَ اَنَا وَ اَهۡلُ بَيۡتِيَ الَّذِينَ اَوۡرَثَنَا اللهُ الۡاَرۡضَ وَ نَحۡنُ الۡمُتَّقُونَ وَ الۡاَرۡضُ كُلُّهَا لَنَا فَمَنۡ اَحۡيَا اَرۡضاً مِنَ الۡمُسۡلِمِينَ فَلۡيَعۡمُرۡهَا وَلۡيُؤَدِّ خَرَاجَهَا اِلَى الۡاِمَامِ مِنۡ اَهۡلِ بَيۡتِي.

میں نے حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں پڑھا" ساری زمین تو خدا ہی کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث (و مالک) بنائے اور خاتمہ بخیر تو بس پرہیز گاروں ہی کا ہے" (قرآن کی آیت کے بارے میں فرماتے ہیں) میں اور میرے اہل بیت اس زمین کے وارث ہیں اور ہم ہی وہ متقین ہیں لہٰذا ہر اس مسلمان کو چاہیے کہ جو خدا کی زمین کو آباد کرے وہ اس کا ٹیکس امامؑ اور اہل بیت علیہم السلام کو دے۔[3]

(۲) **مال کی تقسیم**:

اسلام نے مال کی عادلانہ تقسیم کے لئے تین طریقے وراستے اپنائے ہیں:

انفاق میں ترغیب:

خدا قرآن میں فرماتا ہے:

وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يُّوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۲﴾

---

[1] سورۂ ذاریات:۱۹

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۳/۴۹۸/باب فرض الزکاۃ وما یجب فی المال من الحقوق..... ص:۴۹۶

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۱/۴۰۷/باب ان الارض کلہا للامام ع..... ص:۴۰۷

اور تم تو خدا کی خوشنودی کے سوا اور کام میں خرچ کرتے ہی نہیں ہو اور جو کچھ تم نیک کام میں خرچ کرو گے (قیامت میں) تم کو بھرپور واپس ملے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔[1]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقُولُ فِي آخِرِ خُطْبَتِهِ طُوبَى لِمَنْ .... وَ أَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَالِهِ وَ أَمْسَكَ الْفَضْلَ مِنْ قَوْلِهِ وَ أَنْصَفَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ خوش نصیب ہے وہ .... جو زیادہ انفاق کرتا ہے اور زیادہ بولنے سے پرہیز کرتا ہے انصاف کی رعایت کرتا ہے۔[2]

بُرے کام کا انجام:

جو آدمی حرص اور دنیا طلبی کی خاطر مالی حقوق ادا نہیں کرتے ان کا بُرا انجام ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۴

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے جاتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو (اے رسولؐ) ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَنْفِقْ وَ أَيْقِنْ بِالْخَلَفِ وَ اعْلَمْ أَنَّهُ مَنْ لَمْ يُنْفِقْ فِي طَاعَةِ اللهِ ابْتُلِيَ بِأَنْ يُنْفِقَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ

انفاق کرو اور یقین کرو اور جان لو کہ جو بھی راہ اطاعت خدا میں انفاق نہیں کرتا وہ گناہ میں انفاق کرے گا جو خداوند عالم کی معصیت ہے۔[4]

اقدام حکومت:

اسلامی حکومت کا وظیفہ ہے کہ ثروت کو ضائع ہونے سے بچائے تاکہ تلف ہونے سے بچے اور دوسروں کو فائدہ دینے کا موقع فراہم کیا جائے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اس کے بارے میں مالک اشتر کو یہ لکھا:

تَفَقَّدْ أُمُورَهُمْ بِحَضْرَتِكَ وَ فِي حَوَاشِي بِلَادِكَ وَ اعْلَمْ مَعَ ذَلِكَ أَنَّ فِي كَثِيرٍ مِنْهُمْ ضِيقاً فَاحِشاً وَ شُحّاً قَبِيحاً وَ احْتِكَاراً لِلْمَنَافِعِ وَ تَحَكُّماً فِي الْبِيَاعَاتِ وَ ذَلِكَ بَابُ مَضَرَّةٍ لِلْعَامَّةِ وَ عَيْبٌ عَلَى الْوُلَاةِ

---

[1] سورۂ بقرہ: ۲۷۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۴۴ / باب الانصاف والعدل..... ص: ۱۴۴

[3] سورۂ توبہ: ۳۴

[4] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۴ / ۴۱۲ / ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص: ۳۷۶

فَامْنَعْ مِنَ الِاحْتِكَارِ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنَعَ مِنْهُ.

یہ لوگ تمہارے سامنے ہوں یا جہاں جہاں دوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے ہوں۔تم ان کی خبر گیری کرتے رہنا۔ہاں اس کے ساتھ یہ بھی یادرکھو کہ ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو انتہائی تنگ نظر اور بڑے کنجوس ہوتے ہیں جو نفع اندوزی کے لئے مال روک رکھتے ہیں اور اونچے نرخ معین کرلیتے ہیں۔ یہ چیز عوام کے لئے نقصان دہ، اور حکام کی بدنامی کا باعث ہوتی ہے۔لہٰذا ذخیرہ اندوزی سے منع کرنا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔[1]

مزید فرماتے ہیں:

ثُمَّ اللهَ اللهَ فِي الطَّبَقَةِ السُّفْلَى مِنَ الَّذِينَ لَا حِيلَةَ لَهُمْ مِنَ الْمَسَاكِينِ وَ الْمُحْتَاجِينَ وَ أَهْلِ الْبُؤْسَى وَ الزَّمْنَى فَإِنَّ فِي هَذِهِ الطَّبَقَةِ قَانِعاً وَ مُعْتَرّاً وَ احْفَظِ لِلّٰهِ مَا اسْتَحْفَظَكَ مِنْ حَقِّهِ فِيهِمْ وَ اجْعَلْ لَهُمْ قِسْماً مِنْ بَيْتِ مَالِكِ وَ قِسْماً مِنْ غَلَّاتِ صَوَافِي الْإِسْلَامِ فِي كُلِّ بَلَدٍ فَإِنَّ لِلْأَقْصَى مِنْهُمْ مِثْلَ الَّذِي لِلْأَدْنَى وَ كُلٌّ قَدِ اسْتُرْعِيتَ حَقَّهُ.

پھر خصوصیت کے ساتھ اللہ کا خوف کرنا پسماندہ وافتادہ طبقہ کے بارے میں جن کا کوئی سہارا نہیں ہوتا۔ وہ مسکینوں، محتاجوں، فقیروں اور معذوروں کا طبقہ ہے۔ان میں کچھ تو ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے ہوتے ہیں اور کچھ کی صورت سوال ہوتی ہے اللہ کی خاطر ان بے کسوں کے بارے میں اس کے اس حق کی حفاظت کرنا جس کا اس نے تمہیں ذمہ دار بنایا ہے ان کے لئے ایک حصہ بیت المال سے معین کر دینا اور ایک حصہ ہر شہر کے اس گلہ میں سے دینا جو اسلامی غنیمت کی زمینوں سے حاصل ہوا ہو، کیونکہ اس میں دور والوں کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا نزدیک والوں کا ہے اور تم ان سب کے حقوق کی نگہداشت کے ذمہ دار بنائے گئے ہو۔[2]

(۳) خدمات کی تقسیم:

عادلانہ تقسیم اور خدمات میں تمام افراد یکساں ہیں۔ جیسے سڑکیں بنانا، ہسپتال بنانا، مراکز علمی وتحقیقی وتفریحی زکات کے آٹھ مستحقین ہیں۔ثروت مند افراد حضرات زکات فی سبیل اللہ کے طور پر خرچ کرسکتا ہے۔شہر یا ملک کو آباد کرنے اور لوگوں کی خدمات کا ایک ذریعہ زکات ہے۔

خدا قرآن میں فرماتا ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ وَالْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللهِ ۗ وَاللهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦٠﴾

خیرات تو بس خاص فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور اس (زکوٰۃ وغیرہ) کے کارندوں کا اور جن کی تالیف قلب کی گئی

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۳۸ / ۵۳ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ]...... ص:۴۲۶

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۳۸ / ۵۳ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ]...... ص:۴۲۶

ہے (اُن کا) اور جن کی گردنوں میں (غلامی کا پھندا پڑا ہے اُن کا) اور قرض داروں کا (جو خود سے ادا نہیں کر سکتے) اور خدا کی راہ (جہاد) میں اور پردیسیوں کی کفالت میں (خرچ کرنا چاہیے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کیے ہوئے ہیں اور خدا بڑا واقف کار حکمت والا ہے۔ [۱]

عادلانہ تقسیم کا حل:

عادلانہ تقسیم کی مختلف راہیں ہیں۔ جیسے وقف، نذر، ہبہ، بخشش اور دولت کو تقسیم کرنا جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔ (ان شاءاللہ)

انواع تقسیم:

واجب: جیسے خمس، زکات، فطرہ اور دوسرے مالی واجبات جو لوگوں کے حقوق ہیں کو ادا کرنا ضروری ہے۔

حرام: واجب چیز کسی ایسے فرد کو دینا جو اہل نہ ہو۔ صدقات کو خرچ کرنے کے لئے جب امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے ان کو صرف تین گروہ میں تقسیم نہیں کرنا چاہیے۔ جو افراد فتنہ وفساد اور جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوں۔ جیسے پارٹی بازی و کنبہ پروری وغیرہ۔ اسی طرح ہیں وہ افراد جو اپنی بیویوں کا حق مہر ادا نہیں کرتے۔ اسی طرح جو لوگ دوسروں کے مال میں عادلانہ تقسیم کی پرواہ نہ کرتے ہوں۔ [۲]

۴۔ خرچ

جس طرح علمی و تحقیقی شعبوں میں تمام لوگ یکساں نہیں۔ اسی طرح اقتصادی مسائل میں بھی تمام افراد یکساں نہیں ہیں۔ جیسے جسم کی بعض رگوں میں زیادہ خون گردش کرتا ہے اور بعض میں کم اور یہ طبعی فرق ہے کیونکہ استعداد مختلف ہیں۔

اسی طرح بعض مقامات پر اقتصادی خرچ زیادہ ہوتا ہے اور بعض مقامات پر کم اور یہ معاشرے کی طبعی ضرورت ہے جہاں ثروت کم خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں کم خرچ کی جائے تاکہ دوسری جگہ جہاں پر زیادہ خرچ کی ضرورت ہو وہاں زیادہ خرچ کر سکیں

---

[۱] سورۂ توبہ: ۶۰

[۲] وَلَا تُعْطِيَنَّ مِنْ سَهْمِ الْغَارِمِينَ الَّذِينَ يُنَادُونَ بِنِدَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ شَيْئاً قُلْتُ وَمَا نِدَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ- قَالَ هُوَ الرَّجُلُ يَقُولُ يَا لَبَنِي فُلَانٍ فَيَقَعُ بَيْنَهُمَا الْقَتْلُ وَالدِّمَاءُ فَلَا يُؤَدُّوا ذَلِكَ مِنْ سَهْمِ الْغَارِمِينَ وَلَا الَّذِينَ يُغْرَمُونَ مِنْ مُهُورِ النِّسَاءِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ وَلَا الَّذِينَ لَا يُبَالُونَ مَا صَنَعُوا فِي أَمْوَالِ النَّاسِ.

(وسائل الشیعۃ/ ج۹ / ۲۹۸ / ۴۸ - باب عدم جواز دفع الزکاۃ الی الغارم فی معصیۃ وحکم مهور النساء..... ص: ۲۹۸)

تعادل برقرار رکھنا ضروری ہے۔[1]

قرآن مجید میں اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی تاکید کی گئی ہے اور یہ سب کچھ انسان کے کمال وترقی کے لئے ہے تا کہ انسان کی انفرادی واجتماعی ضرورت کو پورا کیا جا سکے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴿۱۷۲﴾

اے ایماندارو جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے ستھری چیزیں (شوق سے) کھاؤ اور اگر خدا کی ہی عبادت کرتے ہو تو اسی کا شکر کرو۔[2]

پھر فرمایا:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴿۸۷﴾

اے ایمانداروں جو پاک چیزیں خدا نے تمہارے واسطے حلال کر دی ہیں ان کو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو کیونکہ خدا حد سے بڑھنے والوں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔[3]

خدا نے قرآن میں مال کو امانت الٰہی کے عنوان سے تعبیر کیا ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ

اور خدا کے مال سے جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے ان کو بھی دو۔[4]

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ

خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور جس (مال) میں اس نے تم کو اپنا نائب بنایا ہے اس میں سے کچھ (خدا کی راہ میں) خرچ کرو۔[5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِجْعَلْ مَالَكَ كَعَارِيَّةٍ تَرُدُّهَا.

---

[1] تسنیم، ج ۱۷، ص ۳۴۴

[2] سورۂ بقرہ: ۱۷۲

[3] سورۂ مائدہ: ۸۷

[4] سورۂ نور: ۳۳

[5] سورۂ حدید: ۷

مال کو عاریتاً قرار دو تا کہ وہ واپس پلٹ کر آئے۔[1]

ایک اور جگہ آپ نے فرمایا:

اِنَّمَا اَعْطَاكُمُ اللهُ هٰذِهِ الْفُضُولَ مِنَ الْاَمْوَالِ لِتُوَجِّهُوهَا حَيْثُ وَجَّهَهَا اللهُ وَ لَمْ يُعْطِكُمُوهَا لِتَكْنِزُوهَا.

خدا نے تمہیں اس لئے مال عطا فرمایا کہ تم الٰہی امور میں خرچ کر کے اللہ کی رضا حاصل کرو، اسے ذخیرہ کرنے کے لئے نہیں دیا گیا۔[2]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اِسْتِثْمَارُ الْمَالِ تَمَامُ الْمُرُوءَةِ.

کامل جوانمردی، ثروت سے بہرہ مندی میں ہے۔[3]

خرچ کرنے کا ہدف:

خداوند عالم مال کو لوگوں کے لئے نعمت قرار دیا ہے اور انہیں اللہ کی شکر گزاری کا حکم دیتا ہے۔

خدا فرماتا ہے:

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ⑩

اور (اے بنی آدم) ہم نے تو یقیناً تم کو زمین میں قدرت و اقتدار دیا اور اس میں تمہارے لیے اسباب زندگی مہیّا کیے (مگر) تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔[4]

دوسری آیت میں ان لوگوں کو جواب دیتا ہے جو دین کے قوانین کو آخرت کے لئے جانتے ہیں ان کی یہ کوشش ہے کہ معارف اور اقتصاد کو دین سے حذف کیا جائے اور صرف معنوی امور سرانجام دیئے جائیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ⑧⑦

اے ایمانداروں جو پاک چیزیں خدا نے تمہارے واسطے حلال کر دی ہیں ان کو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو کیونکہ خدا حد سے بڑھنے والوں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔[5]

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۴ / ۴۱۰ / ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص: ۳۷۶

[2] الکافی (ط ۔ الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۳۲ / باب وضع المعروف موضعہ..... ص: ۳۰

[3] الکافی (ط ۔ الاسلامیۃ) / ج ۱ / ۲۰ / کتاب العقل والجہل..... ص: ۱۰

[4] سورۂ اعراف: ۱۰

[5] سورۂ مائدہ: ۸۷

اسلام میں عقیدہ اصل ہے نہ اقتصاد۔لیکن معاشرے کے اندر معذور افراد موجود جو محتاج ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے انسان غربت کی وجہ سے دین سے منحرف ہوجائے۔اس مطلب کا اشارہ قرآن میں ہے۔رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقتصاد اور ضرورتمندوں کی ضرورت کو پورا کرنا اور خدا کی دنیاوی نعمتوں میں روٹی کو نمونہ کے طور پر پیش کیا اور خدا سے اس طرح چاہا:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي الْخُبْزِ وَلَا تُفَرِّقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فَلَوْ لَا الْخُبْزُ مَا صُمْنَا وَلَا صَلَّيْنَا وَلَا اَدَّيْنَا فَرَائِضَ رَبِّنَا عَزَّ وَجَلَّ.

خدایا! ہماری روٹی (ہمارا اقتصاد) میں برکت عطا فرما۔ہمارے اور ہماری روٹی کے درمیان جدائی نہ فرما کیونکہ اگر روٹی نہ ہوتو روزے دار، نماز گزاروں کے لئے واجبات ادا کرنا مشکل ودشوار ہوجائیں گے۔[1]

یہاں پر روٹی سے مراد اقتصاد ہے۔معاشرے میں لوگوں کی ضروریات جیسے گھر، لباس، علاج، تحصیل علم وغیرہ پورا کرنا ہے۔[2]

انواع خرچ:

خداوند عالم کی نظر میں خرچ کی بھی حدود ہیں یہ کہ انسان کی رشد وترقی کے لئے خرچ کیا جائے۔ضروریات انفرادی واجتماعی پر توجہ دی جائے۔اگر حدود الٰہی سے کم یا زیادہ خرچ کیا جائے سے معیشت کا نظام خراب ہوجاتا ہے۔لوگوں کو محروم کرنا بخل ہے، زیادہ خرچ کرنا اسراف شمار ہوتا ہے۔لہٰذا خرچ کو محدود رکھنا چاہئے کیونکہ جو تجاوز کرتا ہے روایات میں اس کی مذمت ہوئی ہے اعتدال اور میانہ روی سے کام لینا چاہیے۔خرچ کی آیات وروایات کی روشنی میں تین قسمیں ہیں:

(۱) بخل

بخل کا معیار:

رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الْبَخِيلُ الَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يُعْطِي.

بخیل وہ آدمی ہے جو خود کھاتا ہے لیکن دوسروں کو نہیں دیتا۔[3]

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

لِلِاقْتِصَادِ مِقْدَاراً، فَإِنْ زَادَ عَلَيْهِ فَهُوَ بُخْلٌ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج٦ / ٢٨٧ / باب ان ابن آدم اجوف لابدلہ من الطعام..... ص:٢٨٦

[2] تسنیم، ج١٧، ص٥٥٣

[3] جامع الاخبار (للشعیری)/ ١١٣ / الفصل التاسع والستون فی السخاء والایثار

میانہ روی کا بھی ایک اندازہ ہے کہ اگر حد سے کم ہو بخل شمار ہوتا ہے۔[1]

بخل سے پرہیز:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُوا وَ اشْرَبُوا وَ الْبَسُوا وَ تَصَدَّقُوا فِي غَيْرِ سَرَفٍ وَ لَا بُخْلٍ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ.

کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ دو، اسراف نہ کرو، بخل نہ کرو کیونکہ خدا اسے دوست رکھتا ہے کہ وہ اپنے بندے میں اپنی نعمت کا اثر دیکھے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

......**مَنْ بَرِيءَ مِنَ الْبُخْلِ نَالَ الشَّرَفَ**......

............جو شخص بخل سے پرہیز کرتا ہے اسے شرف حاصل ہوتا ہے............۔[3]

بخل کا نقصان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَيْسَتْ لِبَخِيلٍ رَاحَةٌ.

بخیل شخص کو آرام وسکون نہیں ملتا۔[4]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

جُودُ الرَّجُلِ يُحَبِّبُهُ إِلَى أَضْدَادِهِ وَ بُخْلُهُ يُبَغِّضُهُ إِلَى أَوْلَادِهِ.

لوگوں کو عطا کرنے کی صفت اس کو دشمن کا بھی محبوب بناتی ہے۔ جو آدمی بخیل ہوتا ہے اس کا بخل اسے اپنی اولاد کا مبغوض بناتا ہے۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَنَعَ مَالَهُ مِنَ الْأَخْيَارِ اخْتِيَاراً صَرَفَ اللهُ مَالَهُ إِلَى الْأَشْرَارِ اضْطِرَاراً.

جو آدمی بخیل ہو اور مال کو نیک افراد میں تقسیم نہ کرے تو ایسے شخص کا مال شریر لوگ کھانے کیلئے مضطر ہوتے ہیں۔[6]

---

[1] نزہۃ الناظر وتنبیہ الخاطر/ ۱۴۴ /لمع من کلام الامام ابی محمد الحسن بن علی العسکری علیہما السلام

[2] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۰ / ۲۰۷ / باب ۱۳۰ الکبر..... ص:۱۷۹

[3] تحف العقول/ النص/ ۳۱۶ / ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[4] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۳۹۴ / ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص:۳۷۶

[5] تصنیف غرر الحکم ودرر الکلم / ۳۷۸ / یزرع المحبۃ..... ص:۳۷۸

[6] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۷۸ / الفصل الحادی والاربعون والمائۃ فی النوادر وھو آخر الکتاب

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فَإِذَا .... بَخِلَ الْغَنِيُّ بِفَضْلِهِ .... رَجَعَتِ الدُّنْيَا عَلَى تُرَاثِهَا قَهْقَرَى.

غربت و پسماندگی کے عوامل میں سے ایک عامل ثروت مند افراد کا بخل ہے۔[1]

بخل کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الْبَخِيلُ بَعِيدٌ مِنَ اللهِ بَعِيدٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيدٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَ قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ.

بخیل شخص؛ خدا، جنت اور لوگوں سے دور جبکہ جہنم کی آگ کے قریب ہوتا ہے۔[2]

پھر فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ ...... وَلَا بَخِيلٌ

بخیل آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَانَتْ لَهُ دَارٌ فَاحْتَاجَ مُؤْمِنٌ إِلَى سُكْنَاهَا فَمَنَعَهُ إِيَّاهَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مَلَائِكَتِي بَخِلَ عَبْدِي عَلَى عَبْدِي بِسُكْنَى الدُّنْيَا وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَا يَسْكُنُ جِنَانِي أَبَداً.

اگر کسی مومن کے پاس اضافی گھر ہو اور دوسرے مومن کو اس کی ضرورت ہو اور وہ نہ دے۔ خدا فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! جس نے میرے بندے کو گھر دینے میں بخل کیا (اسے بتا دو) مجھے اپنی عزت و جلالت کی قسم! وہ ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا۔[4]

بخیل افراد سے پرہیز:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

يَا بُنَيَّ ...... وَإِيَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ الْبَخِيلِ فَإِنَّهُ يَخْذُلُكَ فِي مَالِهِ أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ.

اے بیٹے! بخیل کی صحبت سے پرہیز کرو کہ وہ تجھے شدید ترین ضرورت کے وقت بھی تیری ضرورت کو پورا نہیں کرے گا اور اس وقت تجھے ذلیل کرے گا۔[5]

---

[1] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ) / ج۱ / ۶ / باب الکلام فی ماہیۃ العلوم وفضلہا ص:۵

[2] مصباح الشریعۃ / ۸۳ / الباب السابع والثلاثون فی السخاء

[3] مجموعۃ ورام / ج۱ / ۱۹۸ / بیان ذم الکبر ص:۱۹۷

[4] المحاسن / ج۱ / ۱۰۱ / ۳۶ عقاب من منع مؤمنا سکنی دارہ ص:۱۰۱

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۲ / ۳۷۷ / باب مجالسۃ اہل المعاصی ص:۳۷۴

(۲) اسراف کا خرچ

اسراف کے موارد:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّمَا الْاِسْرَافُ فِیمَا اَفْسَدَ الْمَالَ وَ اَضَرَّ بِالْبَدَنِ.

اسراف یہ ہے کہ مال کے لئے باعث فساد اور بدن کے لئے نقصان دہ ہو۔ [۱]

نیز فرمایا:

لَیْسَ فِیمَا اَصْلَحَ الْبَدَنَ اِسْرَافٌ.

جو چیز بدن کے لئے مفید ہے وہ اسراف نہیں ہے. [۲]

اور فرمایا:

مَنْ عَدَا ذٰلِكَ كَانَ عَلَیْهِ حَرَاماً ثُمَّ قَالَ وَلا تُسْرِفُوا * اِنَّ اللهَ لا یُحِبُّ الْمُسْرِفِینَ.

اعتدال و میانہ روی سے بڑھ کر خرچ کرنا اسراف ہے۔ اسراف نہ کرو کیونکہ خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ [۳]

جو آدمی کھانے، پینے، لباس، ہمبستری، سواری، اقتصاد میں میانہ روی کی رعایت نہیں کرتا، اس کا حاصل کردہ حلال فائدہ بھی حرام میں خرچ ہوگا۔ [۴]

اسراف کی ممانعت:

قرآن میں خداوند قدوس نے زیادہ خرچ کرنے سے منع فرمایا:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾

اولادِ آدمؑ ہر نماز کے وقت بن سنور کے نکھر جایا کرو اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو۔ (کیونکہ) خدا فضول خرچی

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۵۴ / باب فضل القصد ص:۵۲

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۵۴ / باب فضل القصد ص:۵۲

[۳] تفسیر العیاشی / ج ۲ / ۱۳ / [سورۃ الاعراف (۷): آیۃ ۳۱] ص:۱۲

[۴] ....لَكِنَّ الْمَالَ مَالُ اللهِ یَضَعُهُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَدَائِعَ وَ جَوَّزَ لَهُمْ اَنْ یَاْكُلُوا قَصْداً وَ یَشْرَبُوا قَصْداً وَ یَلْبَسُوا قَصْداً وَ یَنْكِحُوا قَصْداً وَ یَرْكَبُوا قَصْداً .... فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَانَ مَا یَاْكُلُ حَلَالًا وَ یَشْرَبُ حَلَالًا وَ یَرْكَبُ حَلَالًا وَ یَنْكِحُ حَلَالًا وَ مَنْ عَدَا ذٰلِكَ كَانَ عَلَیْهِ حَرَاماً. (تفسیر العیاشی / ج ۲ / ۱۳ / [سورۃ الاعراف (۷): آیۃ ۳۱] ..... ص:۱۲)

کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَالْبَسُوا وَتَصَدَّقُوا فِي غَيْرِ سَرَفٍ.........

کھاؤ پیو، پہنو، صدقہ دو لیکن اسراف نہ کرو۔[۲]

نیز فرمایا:

شِرَارُ أُمَّتِي الَّذِينَ غُذُّوا بِالنَّعِيمِ وَنَبَتَتْ عَلَيْهِ أَجْسَامُهُمْ.

میری امت کے بدترین افراد وہ اسراف کرنے والے ہیں کہ ان کا جسم اسراف سے پر ہے۔[۳]

جب امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ خانوادہ پر خرچ کرنا کیسا ہے تو آپؑ نے فرمایا:

بَلَى يَرْحَمُكَ اللهُ أَمَا تَعْرِفُ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ كَرِهَ الْإِسْرَافَ وَكَرِهَ الْإِقْتَارَ فَقَالَ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَاماً.

بہت اچھا ہے لیکن اپنے اہل خانہ کے اخراجات میں اسراف نہ کرو۔ خدا اسراف کو پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ ارشاد فرماتا ہے: اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ اس کے درمیان اوسط درجہ کا رہتا ہے۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ السَّرَفَ أَمْرٌ يُبْغِضُهُ اللهُ حَتَّى طَرْحَكَ النَّوَاةَ فَإِنَّهَا تَصْلُحُ لِلشَّيْءِ وَ حَتَّى صَبَّكَ فَضْلَ شَرَابِكَ.

خدا اسراف کو دشمن رکھتا ہے۔ اگرچہ کھجور کی گٹھلی ہی کیوں نہ ہو۔ جو کسی چیز کے لئے مفید ہو۔ حتیٰ کہ باقی بچا ہوا پانی بھی دور پھینکنا اسراف ہے۔[۵]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ مَا أَصَابَهَا مِنْ أَذًى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ......

جب تمہارا لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھالو اور شیطان کے لئے نہ چھوڑ دو............۔[۶]

---

[۱] سورۂ اعراف: ۳۱

[۲] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج ۷۰ / ۲۰۷ / باب ۱۳۰ الکبر..... ص: ۱۷۹

[۳] مجموعۃ ورام/ ج ۱ / ۱۷۸ / بیان ذم الغنی ومدح الفقر..... ص: ۱۷۵

[۴] الخصال/ ج ۱ / ۵۵ / تجب النفقۃ علی العیال بین المکروہین..... ص: ۵۴

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴ / ۵۲ / باب فضل القصد..... ص: ۵۲

[۶] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۱۵۰

اسراف کی نشانیاں

اسراف کرنے والے آدمی کی نشانی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لِلْمُسْرِفِ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ يَأْكُلُ مَا لَيْسَ لَهُ وَيَلْبَسُ مَا لَيْسَ لَهُ وَيَشْتَرِي مَا لَيْسَ لَهُ.

اسراف کرنے والے شخص کی تین نشانیاں ہیں: وہ چیز کھاتا ہے جو اس کے لئے نہیں ہوتی، وہ لباس پہنتا ہے جو اس کے لئے نہیں ہوتا اور وہ چیز خریدتا ہے جو اس کے لئے نہیں ہوتی۔[۱]

اسراف کے موارد:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

السَّرَفُ فِي ثَلَاثٍ ابْتِذَالُكَ ثَوْبَ صَوْنِكَ وَ إِلْقَاؤُكَ النَّوَى يَمِيناً وَ شِمَالًا وَ إِهْرَاقُكَ فَضْلَةَ الْمَاءِ وَ قَالَ لَيْسَ فِي الطَّعَامِ سَرَفٌ.

اسراف کی تین علامات ہیں، مہمانی میں پرانا لباس پہننا، آبروداری، کھجور کی گٹھلی کو دور پھینکنا، بچا ہوا پانی انڈیل دینا۔ آپ نے فرمایا: خوارک میں اسراف نہیں ہے۔[۲]

کم ترین اسراف کی نشانی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَدْنَى الْإِسْرَافِ هِرَاقَةُ فَضْلِ الْإِنَاءِ وَ ابْتِذَالُ ثَوْبِ الصَّوْنِ وَ إِلْقَاءُ النَّوَى.

کم سے کم اسراف یہ ہے کہ باقی ماندہ پانی کو پھینک دینا، لباس کا بے جا استعمال اور کھجور کی گٹھلی کو پھینکنا۔[۳]

اسراف کا نقصان

فقر اور روزی سے محروم ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ بَذَّرَ حَرَمَهُ اللهُ.

جو شخص بھی اسراف کرتا ہے خدا اسے روزی سے محروم کر دیتا ہے۔[۴]

---

[۱] الخصال / ج ۱ / ۹۸ / للمسرف ثلاث علامات..... ص: ۹۷

[۲] الخصال / ج ۱ / 93 / السرف في ثلاث..... ص: 93

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۴۶۰ / باب لبس الخلقان..... ص: ۴۶۰

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۱۲۲ / باب التواضع..... ص: ۱۲۱

اسی طرح فرمایا:

مَنْ بَذَّرَ اَفْقَرَهُ اللهُ.

جوشخص اسراف کرے خدا اسے فقر میں مبتلا کر دیتا ہے۔[1]

خودسازی کی ممانعت:

یہاں خودسازی سے مراد بلا وجہ و بلا مقصد تن سازی ہے کہ جس میں انسان اپنی ذات کے علاوہ سب کچھ بھول جاتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات یہ تن سازی انسان کے لئے نشہ کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

وَيْحَ الْمُسْرِفِ مَا اَبْعَدَهُ عَنْ صَلَاحِ نَفْسِهٖ وَ اسْتِدْرَاكِ اَمْرِهٖ.

(اپنے جسم پر) اسراف کرنے والے پر افسوس کہ وہ اپنی اصلاح سے دور ہے اور اپنے کام کا جبران بھی نہیں کر سکتا۔[2]

دعا کی قبولیت میں رکاوٹ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعَةٌ لَا تُسْتَجَابُ لَهُمْ دَعْوَةٌ......... وَ رَجُلٌ كَانَ لَهُ مَالٌ فَاَفْسَدَهُ فَيَقُولُ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ......

چار افراد جن کی دعا قبول نہیں..................وہ جو مال کو تباہ کرتا ہے، پھر دعا مانگتا ہے خدایا مجھے رزق عطا فرما۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَصْنَافاً مِنْ اُمَّتِيْ لَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ دُعَاؤُهُمْ .... وَ رَجُلٌ رَزَقَهُ اللهُ مَالًا كَثِيراً فَاَنْفَقَهُ ثُمَّ اَقْبَلَ يَدْعُو يَا رَبِّ ارْزُقْنِيْ فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلَمْ اَرْزُقْكَ رِزْقاً وَاسِعاً فَهَلَّا اقْتَصَدْتَ فِيهِ كَمَا اَمَرْتُكَ وَ لِمَ تُسْرِفُ وَ قَدْ نَهَيْتُكَ عَنِ الْاِسْرَافِ......

خداوند عالم میری امت کے کچھ گروہوں کی دعا قبول نہیں کرتا..................ان میں سے ایک وہ ہے جسے خدا نے نعمتوں سے مالا مال کیا ہو اور وہ سب کا سب انفاق کرتا ہو پھر خدا سے اگر روزی طلب کرتا ہے اور کہے: خدایا! مجھے روزی عطا فرما۔ خدا فرماتا ہے کیا تجھے میں نے کافی رزق نہیں دیا تھا؟ جس طرح کا میں نے حکم دیا تو نے کیوں اس پر عمل نہیں کیا؟ تو نے کیوں اسراف کیا؟ حالانکہ میں نے تجھے اسراف سے منع کیا تھا.............۔[4]

خسارے کا خرچ:

ابومخفف ازدی کہتا ہے:

---

[1] مجموعۃ ورام/ ج ۱/ ۱۶۷/ علاج الحرص والطمع والدواء الذی یکتسب بہ صفۃ القناعۃ..... ص:۱۶۶

[2] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۲۷۷/ ۳۱/ ص:۲۷۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۵۱۱/ باب من لا تستجاب دعوتہ..... ص:۵۱۰

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۶۷/ باب دخول الصوفیۃ علی ابی عبداللہ ع واحتجاجہم علیہ فیما ینہون الناس عنہ من طلب الرزق..... ص:۶۵

اَتَى اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ رَهْطٌ مِنَ الشِّيعَةِ فَقَالُوا يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ اَخْرَجْتَ هَذِهِ الْاَمْوَالَ فَفَرَّقْتَهَا فِي هَؤُلَاءِ الرُّؤَسَاءِ وَ الْاَشْرَافِ وَ فَضَّلْتَهُمْ عَلَيْنَا حَتَّى إِذَا اسْتَوْسَقَتِ الْاُمُورُ عُدْتَ إِلَى اَفْضَلِ مَا عَوَّدَكَ اللهُ مِنَ الْقَسْمِ بِالسَّوِيَّةِ وَ الْعَدْلِ فِي الرَّعِيَّةِ فَقَالَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام اَتَأْمُرُونِّي وَيْحَكُمْ اَنْ اَطْلُبَ النَّصْرَ بِالظُّلْمِ وَ الْجَوْرِ فِيمَنْ وُلِّيتُ عَلَيْهِ مِنْ اَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا وَ اللهِ لَا يَكُونُ ذَلِكَ مَا سَمَرَ السَّمِيرُ وَ مَا رَاَيْتُ فِي السَّمَاءِ نَجْماً وَ اللهِ لَوْ كَانَتْ اَمْوَالُهُمْ مَالِي لَسَاوَيْتُ بَيْنَهُمْ فَكَيْفَ وَ إِنَّمَا هِيَ اَمْوَالُهُمْ قَالَ ثُمَّ اَزَمَ سَاكِتاً طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ مَنْ كَانَ فِيكُمْ لَهُ مَالٌ فَإِيَّاهُ وَ الْفَسَادَ فَإِنَّ إِعْطَاءَهُ فِي غَيْرِ حَقِّهِ تَبْذِيرٌ وَ إِسْرَافٌ وَ هُوَ يَرْفَعُ ذِكْرَ صَاحِبِهِ فِي النَّاسِ وَ يَضَعُهُ عِنْدَ اللهِ وَ لَمْ يَضَعِ امْرُؤٌ مَالَهُ فِي غَيْرِ حَقِّهِ وَ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهِ إِلَّا حَرَمَهُ اللهُ شُكْرَهُمْ وَ كَانَ لِغَيْرِهِ وُدُّهُمْ فَإِنْ بَقِيَ مَعَهُ مِنْهُمْ بَقِيَّةٌ مِمَّنْ يُظْهِرُ الشُّكْرَ لَهُ وَ يُرِيهِ النُّصْحَ فَإِنَّمَا ذَلِكَ مَلَقٌ مِنْهُ وَ كَذِبٌ فَإِنْ زَلَّتْ بِصَاحِبِهِمُ النَّعْلُ ثُمَّ احْتَاجَ إِلَى مَعُونَتِهِمْ وَ مُكَافَاتِهِمْ فَاَلْاَمُ خَلِيلٍ وَ شَرُّ خَدِينٍ وَ لَمْ يَضَعِ امْرُؤٌ مَالَهُ فِي غَيْرِ حَقِّهِ وَ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهِ إِلَّا لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنَ الْحَظِّ فِيمَا اَتَى إِلَّا مَحْمَدَةُ اللِّئَامِ وَ ثَنَاءُ الْاَشْرَارِ مَا دَامَ عَلَيْهِ مُنْعِماً مُفْضِلًا وَ مَقَالَةُ الْجَاهِلِ مَا اَجْوَدَهُ وَ هُوَ عِنْدَ اللهِ بَخِيلٌ فَاَيُّ حَظٍّ اَبْوَرُ وَ اَخْسَرُ مِنْ هَذَا الْحَظِّ......

شیعوں کا ایک گروہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین! اے کاش کہ آپ اس بیت المال کو لے لیتے اور قبیلے کے سرداروں اور اشراف افراد میں تقسیم کر دیتے اور ان کو ہم پر برتری دے دیتے۔ پھر مال کی لوگوں میں عادلانہ تقسیم واپس آ جاتی۔

حضرت نے فرمایا: وائے ہو تم پر! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ نصرت کے بدلے ظلم کروں، ان پر کہ جو میری ولایت رکھتے ہیں؟ نہ! خدا کی قسم! جب تک (زندگی کے) دن باقی ہے، آسمان میں ستارے دیکھتا ہوں ہر گز ایسا نہیں کروں گا۔

خدا کی قسم! اگر یہ مال میرا ہوتا تو حتماً مسلمانوں کے درمیان مساوی تقسیم کرتا، جبکہ یہ مال مسلمانوں کا ہے۔

پھر آپ نے جلدی سے سر اٹھایا اور فرمایا: جو آدمی تم میں سے مال رکھتا ہے اس کو تباہ ہونے سے بچاؤ اور بے جا عطا اسراف ہے۔ جس سے لوگوں میں عظمت و بلندی حاصل ہوتی ہے اور خدا کے نزدیک وہ ذلیل ہوتا ہے ہر گز کوئی آدمی بے جا خرچ نہ کرے اور نا اہل آدمی پر بھی خرچ نہ کرے۔ مگر یہ کہ خدا نے ان کو شکر گزاری سے محروم رکھا ہو اور ان کی دوستی دوسروں کے لئے ہے اگر ان میں سے کوئی باقی ہے کہ جس کے لئے قدر دانی کرے۔ یہ کام قطعاً چاپلوسی اور جھوٹ ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ اگر اس کے پاؤں میں لغزش آ جائے اور اسے ان کی مدد کی ضرورت پڑے۔ وہ بدترین اور پست ترین دوست ہے کوئی آدمی بے جا خرچ نہ کرے اور نا اہل پر خرچ نہ کرے سوائے اس کے کہ پست لوگ اس کی تعریف کریں گے اور وہ بھی اس وقت کہ جب وہ ان پر خرچ کرے۔ سخن نادانی یہ ہے کہ وہ کتنا بخشش کرنے والا ہے حالانکہ وہ خدا کے نزدیک بخیل ہے پس یہ

کتنا خسارے والا حصہ ہے۔[1]

اسراف سے پرہیز:

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ.........وَلَا يُسْرِفُ.........

مومن (کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ) اسراف سے پرہیز کرتا ہے۔[2]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْراً .... وَ جَنَّبَهُ سُوءَ التَّدْبِيرِ وَ الْاِسْرَافَ.

جب خدا کسی سے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو.................اسے بری تدبیر اور اسراف سے دور رکھتا ہے۔[3]

نیز فرمایا:

مِنْ اَشْرَفِ الشَّرَفِ الْكَفُّ عَنِ التَّبْذِيرِ وَ السَّرَفِ.

شرف اور شخصیت اس میں ہے کہ وہ بری تدبیر اور چیزوں کو ضائع کرنے سے بچے۔[4]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

......قَدْ اَنْفَقُوهَا فِي طَاعَةِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ اِسْرَافٍ.

............زندگی کا خرچ خدا کی اطاعت کے مطابق ہو اور اسراف سے پرہیز ہو۔[5]

(۳) معیشت میں اعتدال:

تعلیمات آسمانی میں پیداوار، اعتدال وقناعت کی تاکید کی گئی ہے بہت سی آیات و روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اچھی زندگی آدمی کی فضول خرچی میں نہیں بلکہ بے نیازی میں ہے اور دوسروں سے بے نیاز رہنا۔ جو شخص اپنے دنیاوی تعلقات کو چھوڑ کر بے نیاز ہو جائے تو اس کی زندگی آسان ہوگی۔[6]

کچھ لوگ زندگی میں اضافی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں لیکن بعض افراد اپنی زندگی کے برعکس گزارتے ہیں۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۴/۳۱/باب وضع المعروف موضعہ..... ص:۳۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۲/۲۳۱/باب المؤمن وعلاماتہ وصفاتہ..... ص:۲۳۶

[3] غرر الحکم ودرر الکلم/۲۹۱/۱۶۴..... ص:۲۹۱

[4] غرر الحکم ودرر الکلم/۶۸۰/۱۳۸..... ص:۶۸۰

[5] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ج ۳/۱۲۱/باب الزکاۃ..... ص:۱۱۳

[6] اِسْتِغْنَاؤُكَ عَنِ الشَّيْءِ خَيْرٌ مِنِ اسْتِغْنَاؤُكَ بِهِ. (سفینۃ البحار/ج ۷/۳۷۵/فضل القناعۃ..... ص:۳۷۴)

اعتدال کی سفارش:

امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ

لَا تَبْنُوا مَا لَا تَسْكُنُونَ وَلَا تَجْمَعُوا مَا لَا تَأْكُلُونَ وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومنین کے ایک گروہ سے فرمایا کہ جس گھر میں تم نہیں رہنا چاہتے اسے کیوں بناتے ہو اور جو نہیں کھانا اسے جمع نہ کرو اس خدا سے ڈرو جس کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ [۱]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

......اقْتَصِدْ يَا بُنَيَّ فِي مَعِيشَتِكَ وَ اقْتَصِدْ فِي عِبَادَتِكَ.

............اے بیٹے! معیشت اور عبادت میں میانہ روی اختیار کرو۔ [۲]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ آخِرُ مَا أَوْصَى بِهِ الْخَضِرُ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ علیہ السلام أَنْ قَالَ .... أَحَبَّ الْأُمُورِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ ثَلَاثَةٌ الْقَصْدُ فِي الْجِدَةِ

حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو یہ وصیت فرمائی کہ..................خدا کے نزدیک محبوب ترین کام ثروت مندی میں میانہ روی ہے۔ [۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الِاقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيشَةِ.

نفقہ میں میانہ روی اور زندگی کا خرچ آدھی معیشت ہے۔ [۴]

ایک روایت میں ہے:

سَمِعْتُ رَجُلًا يَقُولُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ علیہ السلام: بَلَغَنِي أَنَّ الِاقْتِصَادَ وَ التَّدْبِيرَ فِي الْمَعِيشَةِ نِصْفُ الْكَسْبِ. فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ علیہ السلام: لَا، بَلْ هُوَ الْكَسْبُ كُلُّهُ، وَمِنَ الدِّينِ التَّدْبِيرُ فِي الْمَعِيشَةِ.

ایک آدمی نے امام سجاد علیہ السلام سے عرض کیا: میں نے سنا ہے کہ میانہ روی تدبیر معیشت میں آدھا کسب ہے؟ آپ نے فرمایا: نہ یہ صرف یہ بلکہ سب کا سب کسب ہے اور معیشت میں تدبیر دین کا جز ہے۔ [۵]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲ / ۴۸ / باب خصال المؤمن..... ص:۴۷

[۲] الامالی (للمفید)/ النص/ ۲۲۲ / المجلس السادس والعشرون

[۳] الخصال/ ج۱ / ۱۱۱ / احب الاموراِلی اللہ ثلاثۃ..... ص:۱۱۱

[۴] منیۃ المرید/ ۲۵۸ / ۳۱-ان یغتنم سؤالہ عند طیب نفسہ وفراغہ..... ص:۲۵۸

[۵] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۶۷۰ / [36] مجلس یوم الجمعۃ سلخ رجب- عظم اللہ برکتہ- سنۃ سبع وخمسین واربعمائۃ

الْمَالُ مَالُ اللهِ يَضَعُهُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَدَائِعَ، وَ جَوَّزَ لَهُمْ اَنْ يَأْكُلُوا قَصْداً، وَ يَشْرَبُوا قَصْداً، وَ يَنْكِحُوا قَصْداً، وَيَرْكَبُوا قَصْداً.

خدا نے اموال کولوگوں کے پاس امانت رکھا ہے،لوگوں کو اجازت ہے کہ وہ میانہ روی سے کھائیں، پئیں، پہنیں، جماع کریں اور سواری سے فائدہ اٹھائیں۔[۱]

نیز فرمایا:

لِيَكُنْ طَلَبُكَ الْمَعِيشَةَ فَوْقَ كَسْبِ الْمُضَيِّعِ وَ دُونَ طَلَبِ الْحَرِيصِ الرَّاضِي بِدُنْيَاهُ الْمُطْمَئِنِّ إِلَيْهَا وَ لَكِنْ أَنْزِلْ نَفْسَكَ مِنْ ذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ النَّصَفِ الْمُتَعَفِّفِ.

یعنی طلب روزی میں اس طرح سستی نہ کرو کہ عمر کو تباہ کر بیٹھو اور نہ اتنا حریص بنو کہ دنیا پر مطمئن ہو جاؤ بلکہ زندگی میں اعتدال سے کام لے۔[۲]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وَلْيَكُنْ نَفَقَتُكَ عَلَى نَفْسِكَ وَ عَلَى عِيَالِكَ قَصْداً.

اپنے اور اہل خانہ کے خرچ میں میانہ روی ہونی چاہیے۔[۳]

اعتدال کے بعض آثار

رزق الٰہی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اقْتَصَدَ فِي مَعِيشَتِهِ رَزَقَهُ اللهُ وَ مَنْ بَذَّرَ حَرَمَهُ اللهُ.

جو آدمی معیشت میں میانہ روی کرتا ہے خدا اسے روزی عطا کرتا ہے اور جو آدمی اسراف کرتا ہے خدا اسے اس سے محروم کر دیتا ہے۔[۴]

فقر سے میانہ روی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ.

---

[۱] وسائل الشیعۃ/ ج۱۱ / ۵۰۰ / ۲۳ - باب کراہۃ المغالاۃ فی اثمان الابل وسائر الدواب..... ص:۴۹۹

[۲] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۶ / ۳۲۲ / ۹۳ - باب المکاسب..... ص:۳۲۱

[۳] الفقہ المنسوب الی الامام الرضا علیہ السلام/ ۲۵۵ / ۷ - ۳ باب النفقۃ والمأکل والمشارب والطعام

[۴] الکافی (ط - الاسلامیۃ)/ ج۲ / ۱۲۲ / باب التواضع..... ص:۱۲۱

جو شخص اعتدال سے کام لے وہ فقیر نہیں ہوتا۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْقَصْدَ یُورِثُ الْغِنٰی.

میانہ روی بے نیازی کا سبب ہے۔[۲]

ابراہیم بن میمون کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ضَمِنْتُ لِمَنِ اقْتَصَدَ اَنْ لَا یَفْتَقِرَ.

اس شخص کے فقیر نہ ہونے کی ضمانت دیتا ہوں جو میانہ رو اور اعتدال پسند ہو۔[۳]

استجابت دعا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

رَجُلٌ کَانَ لَهُ مَالٌ فَاَفْسَدَهُ فَیَقُولُ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی فَیُقَالُ لَهُ اَلَمْ آمُرْکَ بِالاقْتِصَادِ.

جو اپنے مال کو تباہ کرتا ہے اور پھر کہتا ہے: خدایا! مجھے روزی دے، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی اور اس سے کہا جاتا ہے کیا تجھے حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اعتدال و میانہ روی سے کام لینا۔[۴]

کمال کی نشانی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْکَمَالُ کُلُّ الْکَمَالِ .... وَ تَقْدِیرُ الْمَعِیشَةِ.

انسان کے کمال کی نشانی .... معیشت میں تدبیر اور اندازہ گیری ہے۔[۵]

عذاب سے نجات:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اتَّقِ اللهَ وَ لَا تُسْرِفْ وَ لَا تَقْتُرْ وَ کُنْ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَاماً اِنَّ التَّبْذِیرَ مِنَ الْاِسْرَافِ قَالَ اللهُ تَعَالٰی وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیراً اِنَّ اللهَ تَعَالٰی لَا یُعَذِّبُ عَلَی الْقَصْدِ.

تقویٰ الٰہی اختیار کرو اور نہ اسراف کرو اور نہ کنجوسی بلکہ ان دونوں کے درمیان پائیدار اور بہترین راستے کا انتخاب کرو

---

[۱] نہج البلاغة (للصبحی صالح)/ ۴۹۴ / [۱۳۶] ۱۴۰..... ص: ۴۹۴

[۲] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۴ / ۵۳ / باب فضل القصد..... ص: ۵۲

[۳] الخصال/ ج ۱ / ۹ /مضمون لمن عمل خصلة ان لا یفتقر..... ص: ۹

[۴] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۲ / ۵۱۱ / باب من لا تستجاب دعوته..... ص: ۵۱۰

[۵] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۱ / ۳۲ / باب صفة العلم وفضله وفضل العلماء..... ص: ۳۲

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فضول خرچی مت کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کسی کو میانہ روی کے سبب سے عذاب نہ دے۔[۱]

خرچ میں قناعت

قناعت بڑی ثروت ہے:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَنِعَ بِمَا رَزَقَهُ اللهُ فَهُوَ مِنْ أَغْنَى النَّاسِ.

جوشخص اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرتا ہے وہ لوگوں سے مستغنی ہوجاتا ہے۔[۲]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا كَنْزَ أَغْنَى مِنَ الْقُنُوعِ.

کوئی کنجی ایسی نہیں ہے جو قناعت سے زیادہ مستغنی کرنے والی ہو۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْغِنَى الْأَكْبَرُ الْقَنَاعَةُ بِمَا أُعْطِيَ.

انسان کے مستغنی ہونے کی جو سب سے بڑی دولت قناعت ہے۔[۴]

قناعت کی سفارش:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طُوبَى لِمَنْ هُدِيَ لِلْإِسْلَامِ وَ كَانَ عَيْشُهُ كَفَافاً وَ قَنِعَ.

خوش نصیب ہے وہ کہ جس نے دین اسلام سے ہدایت پائی، ضرورت کی چیزیں رکھتا ہے سادہ زندگی گزارتا ہے اور قناعت کرنے والا ہوتا ہے۔[۵]

پھر فرمایا:

إِذَا اشْتَدَّ بِكَ الْجُوعُ فَعَلَيْكَ بِرَغِيفٍ وَ كُوزٍ مِنْ مَاءٍ.

جب تم پر بھوک کا غلبہ ہو تو روٹی اور پانی پر کفایت کرو۔[۶]

---

[۱] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۵۱ / ۱۹-باب استحباب الاقتصاد وتقدیر المعیشة ص:۵۰

[۲] تحف العقول/ النص/ ۷ / وصیة لامیر المؤمنین ع ص:۶

[۳] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۸ / ۱۹ /خطبة لامیر المؤمنین ع وہی خطبة الوسیلة ص:۱۸

[۴] تحف العقول/ النص/ ۳۱۸ / ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعة نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[۵] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۵ / ۲۳۱ / ۱۰-باب استحباب الرضی بالکفاف..... ص:۲۲۸

[۶] مجموعة ورام/ ج ۱ / ۱۶۳ / بیان ذم الحرص والطمع ومدح القناعة والیاس ممافی ایدی الناس..... ص:۱62

ابوذر کہتے ہیں:

اَوۡصَانِی رَسُولُ اللهِ بِسَبۡعٍ اَوۡصَانِی اَنۡ اَنۡظُرَ اِلٰی مَنۡ هُوَ دُونِی وَلَا اَنۡظُرَ اِلٰی مَنۡ هُوَ فَوۡقِی.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اپنے سے نیچے طبقے پر نگاہ کروں اور اوپر کے طبقے کو نہ دیکھو۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے حمران بن اعین سے فرمایا:

یَا حُمۡرَانُ انۡظُرۡ اِلٰی مَنۡ هُوَ دُونَكَ فِی الۡمَقۡدُرَةِ وَلَا تَنۡظُرۡ اِلٰی مَنۡ هُوَ فَوۡقَكَ فِی الۡمَقۡدُرَةِ فَاِنَّ ذٰلِكَ اَنۡفَعُ لَكَ مِمَّا قُسِمَ لَكَ وَاَحۡرَی اَنۡ تَسۡتَوۡجِبَ الزِّیَادَةَ مِنۡ رَبِّكَ.

اے حمران! اپنے سے غریب افراد کو دیکھو اور ثروت کو نہ دیکھ کیونکہ اس سے تجھ میں قناعت آئے گی اور خدا کی طرف سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔[2]

نیز فرمایا:

وَ اقۡنَعۡ بِمَا قَسَمَهُ اللهُ لَكَ وَلَا تَنۡظُرۡ اِلَّا اِلٰی مَا عِنۡدَكَ وَلَا تَتَمَنَّ مَا لَسۡتَ تَنَالُهُ فَاِنَّ مَنۡ قَنِعَ شَبِعَ وَمَنۡ لَمۡ یَقۡنَعۡ لَمۡ یَشۡبَعۡ.

اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اس پر قناعت کرو اور تمہاری نظر صرف تمہارے اپنے مال پر ہو جو چیز تمہیں نہیں ملنی اس کی آرزو نہ کرو کیونکہ جو قناعت کرتا ہے وہ سیر ہوتا ہے اور جو قناعت نہیں کرتا وہ سیر نہیں ہوتا۔[3]

قناعت کے بعض آثار

نعمت کی بقا:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اقۡتَصَدَ وَقَنِعَ بَقِیَتۡ عَلَیۡهِ النِّعۡمَةُ.

جو آدمی قناعت اور میانہ روی اختیار کرتا ہے خدا اس کی روزی میں اضافہ کرتا ہے۔[4]

بے نیازی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ سُبۡحَانَهُ وَضَعَ خَمۡسَةً فِی خَمۡسَةٍ .... وَالۡغِنٰی فِی الۡقَنَاعَةِ.

---

[1] الخصال/ ج ۲ / ۳۴۵ / اوصی رسول اللہ ص اباذر بسبع ..... ص: ۳۴۵

[2] علل الشرائع/ ج ۲ / ۵۵۹ / ۳۵۲ باب العلة التی من اجلہا امر الانسان ان ینظر الی من ہو دونہ ولا ینظر الی من ہو فوقہ ..... ص: ۵۵۹

[3] تحف العقول/ النص/ ۳۰۴ / وصیتہ ع لعبد اللہ بن جندب ..... ص: ۳۰۱

[4] تحف العقول/ النص/ ۴۰۳ / و من حکمہ ع ..... ص: ۴۰۳

خداوند سبحان نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں قرار دیا ہے.....ثروت اور بے نیازی کو قناعت میں رکھا ہے۔[1]

آرام وسکون:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اقْتَصَرَ عَلَى بُلْغَةِ الْكَفَافِ فَقَدِ انْتَظَمَ الرَّاحَةَ.

جو اندازے کے مطابق خرچ کرتا ہے وہ آرام وسکون سے رہتا ہے۔[2]

نیز فرمایا:

أَنْعَمُ النَّاسِ عَيْشاً مَنْ مَنَحَهُ اللهُ سُبْحَانَهُ الْقَنَاعَةَ

لوگوں میں سے پرسکون زندگی اس شخص کی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قناعت کی دولت عطا فرمائی ہے۔[3]

ایمان کی نشانی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ فِيهِ ثَمَانِي خِصَالٍ.......... قَانِعاً بِمَا رَزَقَهُ اللهُ.

مومن میں آٹھ صفات ہونی چاہیے..................(ان میں سے ایک یہ ہے کہ) جو کچھ خدا نے دیا ہے اس پر قناعت کرے۔[4]

---

[1] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ج۱/۱۱۹/الباب الرابع والثلاثون فی القناعۃ ومصلحتہا..... ص:۱۱۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۸/۱۹/خطبۃ لامیر المؤمنین ع وہی خطبۃ الوسیلۃ..... ص:۱۸

[3] غرر الحکم ودرر الکلم/۲۱۲/۴۲۹..... ص:۲۱۲

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۴۷/باب خصال المؤمن..... ص:۴۷

چوتھا حصہ

انسان کا حیوان سے تعامل

انسانی زندگی میں حیوانات کے بیشمار آثار وفوائد ہیں۔ خداوند عالم نے حیوانات کی خلقت اور انسانوں کے ہاتھوں ان کو مسخر کرنے کو بہت ساری نعمتوں سے نوازا ہے۔

کئی صدیوں سے انسان چیزوں کے نقل وحمل اور سفر کرنے کے ساتھ ساتھ کھیتی باڑی کے لئے پالتو حیوانات سے اسفادہ کرتا آیا ہے۔

گوشت، کھال، اون، دودھ اور ان کے جسمانی فوائد ہمارے معاشرے کا ایک اہم ترین روایتی سرمایہ اور سند کے طور پر مار کیا جاتا ہے۔ انسان حیوانات کی نگہبانی، ان کی دیکھ بھال اور سیر وتفریح کے فوائد اٹھاتا آیا ہے۔ آج بھی ان نعمات الٰہی سے صحیح یا کبھی ظالمانہ انداز میں استفادہ کیا جاتا ہے۔

گلہ بانی، پرندوں کی پرورش، شہد کی مکھیوں کے ذریعے اپنی زندگی کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور حلال کماتا ہے جس سے دنیا میں کئی ملین خاندان اس طریقے سے اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ حیوانات کو علمی تجربات کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی چڑیا گھر اور پرورش کے مراکز اور مختلف پالتو اور جنگلی حیوانات کی حفاظت کے ذریعے ہزاروں علمی باب کھلے ہیں اور اجتماعی ضروریات پوری ہوئی ہیں۔

علمی تحقیقات خلقت کے ذریعے اور انسانوں کے جسم پر تجربات اور ان کی فعالیت اور مختلف حیوانوں کی پیداوار سے انسان بہرہ مند ہوا ہے۔ آج بھی مختلف قسم کی چھلیوں اور دریائی حیوانات سے صفائی، علاج، علمی اور تحقیقی مراکز قائم ہیں۔

ریشم کے کیڑے کی پرورش کی جاتی ہے تاکہ اس سے لباس قالین جو کہ ایک قیمتی ترین اقتصادی عامل کی روش شمار ہوتی ہے آج بھی انسانی معاشرے میں رائج ہے۔

قرآن کریم میں بعض سورتوں کے نام بعض حیوانات کے نام پر جیسے بقرہ، انعام، فیل، نحل، نمل اور عنکبوت وغیرہ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس سے انسانی زندگی کا حیوانات سے بہت قریبی رابطہ ہے۔

فقہ اسلامی میں بھی انسان کے لئے پالتو اور جنگلی حیوانات کے حقوق اور وظائف بیان ہوئے ہیں جس میں اس سے حرام اور حلال طریقے مشخص ہوئے ہیں۔

جانوروں کی زندگی کی تمام ضروریات کے احکام بیان ہوئے ہیں جن میں سے ان کو پانی دینا اور ان کی خوراک کا انتظام اہل

ہے۔اس کے علاوہ حیوان پر ظلم بھی نہیں کرنا چاہیے بلکہ چار قسم کے حیوانات (گائے، بھیڑ، بکری اور اونٹ) کی زکوٰۃ کو ادا کرنا چاہیے۔حیوان کو ذبح کرتے وقت قبل رخ کرنا اور نام خدا لینے کے بارے فقہ اسلامی کے مختلف ابواب میں ان کے احکام بیان ہوئے ہیں۔

مفاتیح الحیات کے اس حصے میں کچھ فقہی و اخلاقی وظائف آیات و روایت کی روشنی میں تین عناوین کے تحت بیان ہوں گے۔

(۱)حفاظت

(۲)استفادہ

(۳)حیوان کے حقوق

پہلی فصل:

حیوانات کی نگہداری

دین اسلام کی تعلیمات میں مصلحت ومفسدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اپنے گھروں میں بعض حیوانوں کو رکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن بعض جانوروں کے رکھنے کی نفی کی گئی ہے۔

البتہ گھر میں حیوان کو رکھنا زمان ومکان کے لحاظ سے فرق ہے۔ صحت وسلامتی کے اصول کی رعایت کی جائے، کیونکہ جانوروں سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اصلاً اگر کوئی آدمی حیوان رکھنا چاہتا ہے کہ وہ چار دیواری سے الگ اس کا انتظام کرے۔

بعض حیوانات رکھنے کی نصیحت:

بعض حیوانات کو گھر میں رکھنے کی اسلام نے اجازت دی ہے۔ جیسے بھیڑ بکریاں، اونٹ، گھوڑا، بلی، پرندے، مرغ اور کبوتر وغیرہ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ عِنْدَهُمْ شَاةٌ اِلَّا وَفِي بَيْتِهِمْ بَرَكَةٌ.

کوئی خاندان ایسا نہیں ہے جو گلہ بانی کرتا ہو مگر یہ کہ برکت اس کے شامل حال ہوتی ہے۔[1]

اسی طرح فرمایا:

اَلْاِبِلُ عِزٌّ لِاَهْلِهَا وَالْغَنَمُ بَرَكَةٌ وَالْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

---

[1] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۵۰۹

اونٹ عزت کا باعث اور بھیڑ بکریاں برکت کا باعث ہوتی ہیں۔ گھوڑے کی پیشانی پر روز قیامت تک خیر و نیکی کی گرہ لگائی گئی ہے۔[1]

خاندان کے اقتصاد اور نقل و حمل میں قدیم زمانے سے ان تینوں حیوانات کا اہم کردار رہا ہے۔ آج بھی گوشت تمام دنیا کے لئے انہی حیوانات سے حاصل کیا جاتا ہے اور بعض علاقوں میں گھوڑے اور اونٹ کو مال برداری کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَا يَنْبَغِي اَنْ يَخْلُوَ بَيْتُ اَحَدِكُمْ مِنْ ثَلَاثَةٍ وَ هُنَّ عُمَّارُ الْبَيْتِ الْهِرَّةُ وَ الْحَمَامُ وَ الدِّيكُ فَإِنْ كَانَ مَعَ الدِّيكِ اَنِيسَةٌ فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ لِمَنْ لَا يَقْدِرُ هَا.

یہ زیب نہیں دیتا کہ کوئی گھر تین چیزوں سے خالی ہو کیونکہ وہ تین چیزیں گھروں کے آباد ہونے کا موجب ہیں: بلی، کبوتر اور مرغا۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ مرغے کے ساتھ مرغی بھی ہو۔[2]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

صِيَاحُ الدِّيكِ صَلَاتُهُ وَ ضَرْبُهُ بِجَنَاحِهِ رُكُوعُهُ وَ سُجُودُهُ.

مرغے کی بانگ اس کی نماز ہے اور اس کا پر پھڑ پھڑانا اس کے رکوع و سجود شمار ہوتے ہیں۔[3]

سحر کے وقت مرغے کی آواز مومنوں کو نماز شب کے بیدار کرنے کے لئے اذان اور قدیم سے لوگ عبادت اور باقی امور کے وقت کی پہچان اس کی اذان سے فائدہ اٹھاتے آئے ہیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَكْثِرُوا فِي بُيُوتِكُمُ الدُّيُوكَ فَإِنَّ إِبْلِيسَ لَا يَدْخُلُ بَيْتاً فِيهِ دِيكٌ اَفْرَقُ: وَ قَالَ ص: إِذَا صَاحَ الدِّيكُ فِي السَّحَرِ نَادَى مُنَادٍ مِنَ الْجِنَانِ اَيْنَ الْخَاشِعُونَ الذَّاكِرُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ السَّائِحُونَ الْمُسْتَغْفِرُونَ فَاَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُ ذَلِكَ مَلَكٌ مِنْ مَلَائِكَةِ السَّمَوَاتِ عَلَى صُورَةِ الدِّيكِ.

اپنے گھروں میں مرغ پالو کیونکہ جس گھر میں تاجدار مرغا موجود ہو شیطان نہیں آتا۔

نیز فرمایا:

جب مرغا سحر کے وقت اذان دیتا ہے تو جنت میں سے ایک ندا کرنے والا فریاد کرتا ہے: کہاں ہیں وہ خضوع و خشوع کے ساتھ ذکر کرنے والے، رکوع و سجود کرنے والے اور عابد لوگ جو مساجد میں آمد و رفت اور مغفرت کے طلبگار ہیں؟ پس جو

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص۴۸۱

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۳۰ / فیما یتعلق بالمسکن ص:۱۲۸

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۵۵۰ / باب الدیک ص:۵۴۹

سب سے پہلے اس فریاد کو سنتا ہے وہ ایک خدا کے فرشتوں میں سے ایک مرغے کی شکل میں فرشتہ ہے۔[1]

نیز آپؐ نے فرمایا:

دِيكٌ أَبْيَضُ أَفْرَقُ يَحْرُسُ دُوَيْرَةَ أَهْلِهِ وَسَبْعَ دُوَيْرَاتٍ حَوْلَهُ.

سفید کلغی والا مرغا اپنے صاحب خانہ کے ساتھ اطراف کے سات گھروں کو بھی رحمت خدا میں شامل کر لیتا ہے۔[2]

اس قسم کے حیوانات کے پالنے کے آثار کے علاوہ کہ جو حوائس خمسہ سے ادراک نہیں ہوتے حیوانات میں سے کچھ ایسے ہیں جو خطرے وقت انسان کو خاص قسم کی تنبیہ کی اطلاع دیتے ہیں۔

گھر میں کتا رکھنے کی مذمت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ.

وہ گھر جس میں مجسمہ یا کتا یا مجنب فرد موجود ہو اس گھر میں خدا کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

تَنَزَّهُوا عَنْ قُرْبِ الْكِلَابِ.

کتے کے قریب ہونے سے پرہیز کرو۔[4]

بے شک اس حیوان کے پالنے کی ممنوعیت زندگی کے ماحول میں جراثیم کے آلودہ ہونے اور انسان کے جسم میں منتقل ہونے اور نجس کرنے بارے میں فقہی احکام میں سے ہے اور واضح ہے کہ صفائی کی حفاظت اور زندگی کا ماحول بدن لباس کپڑے آلات اور باقی کھانے کے وسائل کو پاک رکھنے بارے میں اسلام نے بہت تاکید کی ہے۔لیکن تربیت یافتہ کتے کو رکھنا کہ جس کے خاص اہداف ہوتے ہیں جیسے زراعت، فیکٹریوں، حیوانات کے گلے اور منشیات کی تلاشی کے لئے استعمال میں کوئی اشکال نہیں ہے۔البتہ تین نکات کی رعایت ہونا ضروری ہے۔(صفائی ستھرائی، طہارت، آلودگی سے تحفظ)۔انسانی زندگی کے وسائل وآلات اسلامی احکام کی رعایت کرنی چاہئے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۸ / ۲۸۹ / ۳۔باب استحباب الدیک الابیض الافرق واختیارہ علی الطاوس ص:۲۸۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۶ / ۵۴۹ / باب الدیک..... ص:۵۴۹

[3] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۳ / ۴۵۳ / ۳۔باب عدم جواز نقش البیوت بالتماثیل والصور ذوات الارواح وکراہۃ غیرہا وعدم جواز التلعب بہا ص:۴۵۳

[4] تحف العقول/ النص/ ۱۱۵ / آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

لَا خَيْرَ فِي الْكِلَابِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ.

کتے میں خیر نہیں لیکن شکاری اور گلہ کی حفاظت کرنے والا کتا رکھ سکتے ہیں۔ [1]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج٦/ ٥٥٢/باب الکلاب..... ص:٥٥٢

دوسری فصل:

حیوان سے فائدہ اٹھانا

اسلام میں جانوروں کے ساتھ بھی اچھے سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ جانوروں سے انسان اپنی زندگی میں فائدہ اٹھاتا ہے۔ لہٰذا ان کے انسان پر حقوق ہیں۔

جانوروں کو اہمیت نہ دینا، ان سے اچھا سلوک نہ کرنا، انہیں مارنا اور تکلیف دینا جائز نہیں ہے۔ بعض روایات اور معصومین علیہم السلام کی عملی سیرت کے بارے میں چند نکات بیان کرتے ہیں۔

جانوروں کے فائدے

(۱) حمل و نقل میں استعمال کرنا:

انسان اپنی زندگی میں اشیاء کو نقل و حمل کرنا یا مسافرت جیسی ضروریات کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان حیوان کے ذریعے سفر طے کرتا تھا اور کرتا ہے۔ پرانے زمانے میں وسائل کی نقل و حمل کا واحد وسیلہ حیوان تھا لیکن آج لوگ حیوان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ حیوان سے کام لینے کے آداب مقرر ہیں جن کی رعایت کرنا ضروری ہے۔ آج حیوان کی جگہ مشینری نظام آ گیا ہے۔

اوصاف کا بیان:

سواری کی تعریف میں اسے دنیا کی نعمت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَرْكَبٌ وَطِيءٌ وَالْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ وَالْمَنْزِلُ الْوَاسِعُ.

اچھی سواری، اچھی بیوی اور وسیع گھر دنیا کی نعمتوں میں سے ہیں۔ [1]

بعض روایات میں انہیں مومن کی سعادت اور زینت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مِنْ سَعَادَةِ الْمُؤْمِنِ دَابَّةٌ يَرْكَبُهَا فِي حَوَائِجِهِ وَيَقْضِي عَلَيْهَا حُقُوقَ إِخْوَانِهِ.

مومن کی سعادت یہ ہے کہ اس کے پاس سواری ہو جس سے وہ اپنی ضرورت پوری کرتا ہے اور دینی بھائیوں کے حقوق بھی ادا کرتا ہے۔ [2]

ایک اور حدیث میں ملتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اتَّخِذُوا الدَّابَّةَ فَإِنَّهَا زَيْنٌ وَتُقْضَى عَلَيْهَا الْحَوَائِجُ وَرِزْقُهَا عَلَى اللهِ جَلَّ ذِكْرُهُ.

سواری کا بندوبست کرو کہ زینت کا باعث ہے اور یہ انسان کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی ضروریات خدا فراہم کرتا ہے۔ [3]

جن کے پاس سواری ہے وہ اپنے کام کے علاوہ مسلمانوں کے حقوق پر بھی توجہ دیں کیونکہ ان کا بھی اس سواری میں حق ہے۔

انسان اپنی سواری سے فائدہ اٹھاتے وقت خوشی و سعادت محسوس کرتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی:

يَا عَلِيُّ الْعَيْشُ فِي ثَلَاثَةٍ دَارٍ قَوْرَاءَ وَجَارِيَةٍ حَسْنَاءَ وَفَرَسٍ قَبَّاءَ.

اے علیؑ! تین چیزوں میں انسان کے لئے راحت ہوتی ہے۔ وسیع گھر، خوبصورت کنیز، چھوٹے شکم والا گھوڑا۔ [4]

اسی طرح فرمایا:

مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ الْمَرْكَبُ الْهَنِيءُ.

مسلمان انسان کی سعادت میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے پاس سفر کے لئے سواری ہو۔ [5]

انسان کے لئے یہ تمام نعمتیں شمار ہوتی ہیں۔ لہٰذا خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے بعض جانوروں پر سواری کرنے سے غرور و تکبر آتا ہے۔

آج کل بھی اچھی گاڑی پر سوار ہو کر لوگ تکبر کرتے ہیں حالانکہ سادہ گاڑی بھی وہی فائدہ دیتی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص۵۲۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۶/ باب ارتباط الدابۃ والمرکوب..... ص:535

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۷/ باب ارتباط الدابۃ والمرکوب..... ص:535

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۴/ ۳۶۱/ باب النوادر وهو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۶/ باب ارتباط الدابۃ والمرکوب..... ص:535

أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَمْسٍ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَلَيْسَ بِمُتَكَبِّرٍ .... وَأَنْ يَرْكَبَ الْحِمَارَ.

خبردار پانچ کاموں کی انجام دہی تواضع کا سبب ہے اور اس سے تکبر دور ہوتا ہے۔............ گدھے پر سوار ہونا۔[1]

ان چیزوں سے انسان خودنمائی کرے تو یہ حقارت کا باعث ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَفَى بِالرَّجُلِ خِزْياً أَنْ يَلْبَسَ ثَوْباً مُشَهِّراً أَوْ يَرْكَبَ دَابَّةً مُشَهِّرَةً.

انسانی پستی اور ذلت کے لئے اتنا کافی ہے کہ لباس شہرت پہنتا ہے اور دکھاوے والی سواری پر سوار ہوتا ہے۔[2]

(۲) جہاد میں استعمال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ الدَّنَانِيرِ: دِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى عِيَالِهِ، وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَابَّتِهِ، وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ.

بہترین خرچ وہ ہے جو انسان اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے وہ خرچ جو سواری پر کرتا ہے اور وہ خرچ جو راہ خدا میں جہاد کے لئے کرتا ہے۔[3]

نکتہ:

آج کے زمانے میں گاڑیاں اور پیشرفت جنگی ہتھیار آ گئے ہیں جبکہ پہلے زمانے میں جنگوں میں حیوانات استعمال ہوا کرتے تھے۔اس آیت "وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ" (ان کفار کے (مقابلہ کے) واسطے جہاں تک تم سے ہو سکے (لڑائی کا) سامان مہیا کرو)[4] جو حکم دیا گیا ہے وہ زمانے کے ساتھ ہے۔یعنی جب پہلے گھوڑوں اور تلواروں کی ضرورت ہوا کرتی تو اس کا انتظام رکھنا واجب تھا اور اب جبکہ زمانہ ترقی کر چکا ہے ایٹم کے بعد ہائیڈروجن بم بنائے جا رہے ہیں تو لازمی ہے کہ ہم بھی وہ قوت حاصل کریں جس کے ذریعے اپنا تحفظ یقینی بنا سکیں۔

(۳) ورزشی فائدہ:

ورزش جسمانی سلامتی کے علاوہ دفاعی امور میں بھی تاثیر گزار ہے۔اسی طرح حیوان کی ورزش، تیراندازی کے رتبہ کے برابر شمار

---

[1] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۲ / ۵ / ۳ / ۶۰ - باب حد التکبر والتجبر المحرمین..... ص: ۳۴

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۱۶ / فی لباس الشہرۃ..... ص: ۱۱۶

[3] جامع الصغیر، ج ۱ ص ۱۸۸

[4] سورۂ انفال: ۶۰

ہوتی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ لَهْوِ الْمُؤْمِنِ بَاطِلٌ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ فِي تَأْدِيبِهِ الْفَرَسَ وَ رَمْيِهِ عَنْ قَوْسِهِ وَ مُلَاعَبَتِهِ امْرَأَتَهُ فَإِنَّهُنَّ حَقٌّ.

مومن کی تمام سرگرمیاں (وقت پاس کرنے والی) باطل اور بے ہودہ ہیں سوائے تین چیزوں کے۔(۱) گھوڑے کی تربیت، (۲) کمان سے تیراندازی اور (۳) اپنی بیوی سے ملاعبہ [۱]۔ یہ سرگرمیاں حق اور ہدف دار ہیں۔[۲]

ایک حدیث میں ہے کہ

أَحَبُّ اللَّهْوِ إِلَى اللهِ تَعَالَى إِجْرَاءُ الْخَيْلِ وَ الرَّمْيِ.

خدا کے نزدیک محبوب ترین سرگرمیاں یہ ہیں: گھوڑسواری، تیراندازی۔[۳]

یہ کام دفاع و جہاد کے لئے مفید ہیں۔

حمل ونقل، جہاد اور ورزش میں استعمال کے آداب

سوار ہوتے وقت اللہ کا نام لینا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَكِبَ الرَّجُلُ الدَّابَّةَ فَسَمَّى رَدِفَهُ مَلَكٌ يَحْفَظُهُ حَتَّى يَنْزِلَ فَإِنْ رَكِبَ وَ لَمْ يُسَمِّ رَدِفَهُ شَيْطَانٌ فَيَقُولُ لَهُ تَغَنَّ.

جو شخص سواری پر سوار ہو وہ خدا کے نام سے سوار ہو۔ اگر اس نے ایسا کیا تو خداوند عالم ایک فرشتہ اس کے ہمراہ کرتا ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر سوار ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان اس کے ہمراہ ہوتا ہے اور اس کے لئے غنا گاتا ہے۔[۴]

اچھا ہے کہ گاڑیوں کے ڈرائیور حضرات سوار ہوتے وقت اللہ کے نام سے سفر شروع کریں تا کہ وہ محفوظ رہیں اور شیطان کے

[۱] اپنی بیوی سے مجامعت کے بغیر شوخی مذاق کے ذریعہ لذت حاصل کرنا۔
[۲] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۵۰ / باب فضل ارتباط الخیل واجرائها والرمی..... ص:۴۷
[۳] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۱۶۹ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم۔ص۔با ترجمہ فارسی
[۴] المحاسن/ ج۲ / ۶۲۸ / ۱۲ باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص:۶۲۵

جال میں نہ آجائیں۔

دعا کرتے وقت صرف بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہی نہیں بلکہ اور بھی ذکر ہیں جو آدمی پڑھ سکتا ہے جیسے لا الا الا للہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر۔

سواری پر سوار ہونے کی دعا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ اَبُو عَبْدِ اللهِ ﷺ اِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ يَقُولُ- سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَ يُسَبِّحُ اللهَ سَبْعاً وَ يَحْمَدُ اللهَ وَ يُهَلِّلُ اللهَ سَبْعاً.

جب سوار ہوتے وقت تم رکاب میں پاؤں رکھتے ہو تو یہ دعا پڑھو:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِیۡنَ.

پاک ہے جس نے اس کو ہمارا تابعدار بنایا حالانکہ ہم تو ایسے (طاقتور) نہ تھے کہ اس پر قابو پاتے۔[1]

"سُبْحَانَ اللهِ"، "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ"، "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" میں سے ہر ایک کو سات دفعہ پڑھیں۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے ایک شخص [سے جو سفر کرنا چاہتا تھا] سے فرمایا:

وَ رَكِبْتَ الْبَرَّ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ عَلَى رَاحِلَتِكَ فَقُلْ سُبْحَانَ الَّذِي الخ وَ اِنْ رَكِبْتَ بَحْراً فَقُلْ حِينَ تَرْكَبُ بِسْمِ اللهِ مَجْرَاهَا وَ مُرْسَاهَا.

جب تم سواری پر سوار ہونا چاہو تو یہ پڑھو:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِیۡنَ. وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ۝۱۴

پاک ہے جس نے اس کو ہمارا تابعدار بنایا حالانکہ ہم تو ایسے (طاقتور) نہ تھے کہ اس پر قابو پاتے۔ اور ہم کو تو یقیناً اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔[3]

اگر کشتی میں سوار ہونا چاہو تو یہ دعا پڑھو:

بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖىهَا وَمُرۡسٰىهَا.

---

[1] سورۂ زخرف: ۱۳

[2] المحاسن/ ج ۲ / ۳۵۳ / ۱۰ باب القول عند الرکوب..... ص: ۳۵۲

[3] سورۂ زخرف: ۱۳، ۱۴

خدا ہی کے نام سے اس کا بہاؤ اور ٹھہراؤ ہے، کشتی میں سوار ہو جاؤ۔[١][٢]

جانوروں سے اچھا برتاؤ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِتَّقُوا اللهَ فِي الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوهَا صَالِحَةً وَكُلُوهَا صَالِحَةً.

جانوروں کے بارے میں خوف خدا کرو، ان پر اچھے طریقے سے سوار ہو اچھی خدمت حاصل کرو اور ان کے گوشت سے فائدہ اٹھاؤ۔[٣]

امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ دَابَّةٍ يُرِيدُ صَاحِبُهَا أَنْ يَرْكَبَهَا إِلَّا قَالَتْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ بِي رَحِيماً.

جب انسان سواری پر سوار ہوتا ہے تو وہ یہ کہتی ہے: خدایا! اسے میرے لئے مہربان فرما۔[٤]

حضرت علی علیہ السلام نے حیوانات کے نمائندے سے فرمایا:

وَلَا تَأْمَنَنَّ عَلَيْهَا إِلَّا مَنْ تَثِقُ بِدِينِهِ رَافِقاً بِمَالِ الْمُسْلِمِينَ ...... وَلَا تُوَكِّلْ بِهَا إِلَّا نَاصِحاً شَفِيقاً وَأَمِيناً حَفِيظاً غَيْرَ مُعْنِفٍ وَلَا مُجْحِفٍ وَلَا مُلْغِبٍ......

حیوان اس کے حوالے کرو کہ جس کے دین کے بارے میں تم مطمئن ہو اور مسلمانوں کے مال کو عادلانہ تقسیم کرو۔ ....دلسوز اور امانت دار بنو۔ حیوانوں کو زیادہ نہ تھکاؤ۔[٥]

روایت ہے:

وَحَجَّ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليه السلام عَلَى نَاقَةٍ لَهُ أَرْبَعِينَ حَجَّةً فَمَا قَرَعَهَا بِسَوْطٍ.

امام سجاد علیہ السلام نے اونٹ پر سوار ہو کر چالیس حج ادا کئے، کبھی بھی سواری کو تازیانہ نہیں مارا۔[٦]

---

[١] سورۂ ہود:۴۱

[٢] بحار الانوار (ط - بیروت)/ج ۷۳ / ۲۴۴ / باب ۴۸ حمل العصا وادارة الحنک وسائر آداب الخروج من الصدقة والدعاء والصلاة وسائر الادعية المتعلقة بالسفر ص:۲۲۹

[٣] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۲۴

[٤] مسائل علی بن جعفر ومستدرکاتہا/ ۳۴۹ / الاخلاقیات ص:۳۳۳

[٥] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۸۱ / ۲۵ ومن وصیة لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات ص:۳۸۰

[٦] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۲۹۳ / باب ما یجب من العدل علی الجمل وترک ضربہ واجتناب ظلمہ ص:۲۹۲

سواری پر سوار ہونا:

حضرت امیر علیہ السلام نے مالیات کے مامور سے فرمایا:

وَلَا يَجْهَدَنَّهَا رُكُوباً وَلْيَعْدِلْ بَيْنَ صَوَاحِبَاتِهَا فِي ذَلِكَ وَبَيْنَهَا وَلْيُرَفِّهْ عَلَى اللَّاغِبِ

اس پر سواری کر کے اسے ہلکان نہ کر ڈالے۔ اس میں اور اس کے ساتھ کی دوسری اونٹنیوں میں انصاف و مساوات سے کام لے۔ [۱]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

وَلْيُرَفِّهْ عَلَى اللَّاغِبِ وَلْيَسْتَأْنِ بِالنَّقِبِ وَالظَّالِعِ.

حیوان کی پشت پر اتنا سوار نہ ہو کہ اس سے تحمل نہ ہو۔ اگر حیوان تھک جائے ہے تو اسے آرام کرنے دو۔ [۲]

نیز آپ نے مالیات کے مامور سے فرمایا:

وَلَا يُكَلِّفُهَا مِنَ الْمَشْيِ إِلَّا مَا تُطِيقُ.

زخمی اور تھکے ہوئے اونٹ پر سواری دشوار ہوتی ہے۔ لہٰذا رعایت کرو اور کمزور اونٹ کو آہستہ چلنے دو۔ [۳]

مال برداری کے وقت حیوان پر توجہ دینا:

حیوان کی قدر و طاقت سے زیادہ وزن نہ لادو کیونکہ زیادہ بوجھ حیوان کے لئے نقصاندہ ہوتا ہے۔ طولانی سفر میں حیوان کو آرام دینا ضروری ہے اور تین سے زیادہ افراد کو سوار نہیں ہونا چاہیے۔ [۴]

حماد لحام کہتا ہے:

مَرَّ قِطَارٌ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ علیہ السلام فَرَأَى زَامِلَةً قَدْ مَالَتْ فَقَالَ يَا غُلَامُ اعْدِلْ عَلَى هَذَا الْحَمْلِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يُحِبُّ الْعَدْلَ.

اونٹوں کی قطار جن پر بوجھ تھا حضرت امام صادق علیہ السلام کے پاس سے گزری ان میں سے ایک اونٹ کا وزن ٹیڑھا تھا جس سے اونٹ کو اذیت ہو رہی تھی۔ امام نے ساربان سے فرمایا: اس اونٹ کا بار سیدھا اور برابر کرو کیونکہ خدا عدالت کو پسند کرتا ہے۔ [۵]

---

[۱] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۳۸۱/۲۵ ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۳۸۰

[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۳۸۱/۲۵ ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۳۸۰

[۳] من لایحضرہ الفقیہ/ج ۲/۲۸۶/باب حق الدابۃ علی صاحبہا..... ص:۲۸۶

[۴] جواہر الکلام ج ۳۱، ص ۳۹۷

[۵] من لایحضرہ الفقیہ/ج ۲/۲۹۲/باب ما یجب من العدل علی الجمل وترک ضربہ واجتناب ظلمہ..... ص:۲۹۲

اسی طرح آپ نے فرمایا:

لَا يُحَمِّلُهَا فَوْقَ طَاقَتِهَا.

حیوان پر اس کی طاقت سے زیادہ وزن نہیں لادنا چاہیے۔[1]

بعض روایات میں ہے کہ حیوان کی پشت پر نہیں سونا چاہیے۔ ہاں اگر محمل ہو تو اس میں سوار سو سکتا ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے سواری پر سونے سے منع فرمایا۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کا نام لے کر فرمایا:

أَحْسِنُوا إِلَى الْمَعْزِى وَأَمِيطُوا عَنْهَا الْأَذٰى.

بکری سے اچھا برتاؤ کرو اور اس سے آلودگی کو دور کرو۔[4]

حیوان کے بال اور دم نہ پکڑنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُجَزُّوا نَوَاصِيَ الْخَيْلِ وَلَا أَعْرَافَهَا وَلَا أَذْنَابَهَا فَإِنَّ الْخَيْرَ فِي نَوَاصِيهَا وَإِنَّ أَعْرَافَهَا دِفْؤُهَا وَإِنَّ أَذْنَابَهَا مَذَابُّهَا.

گھوڑوں کے پیشانی کے بالوں کو نہ پکڑو کیونکہ ان میں خیر ہے۔ ان کی دم کو چھوٹا نہ کرو کیونکہ یہ حیوان کا ابزار ہے جس سے وہ حشرات کو دور کرتا ہے۔[5]

سوار ہونے میں رعایت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَرْتَدِفُ ثَلَاثَةٌ عَلَى دَابَّةٍ إِلَّا أَحَدُهُمْ مَلْعُونٌ وَهُوَ الْمُقَدَّمُ.

تین آدمی ایک حیوان پر سوار نہ ہوں کیونکہ ان میں سے ایک جو زیادہ ہے اس پر لعنت کی گئی ہے۔[6]

---

[1] المحاسن/ ج ۲ / ۶۲۷ / ۱۲ باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص:۶۲۵

[2] وَلَا تَنَامَنَّ عَلَى دَابَّتِكَ فَإِنَّ ذَلِكَ سَرِيعٌ فِي دَبَرِهَا وَلَيْسَ ذَلِكَ مِنْ فِعْلِ الْحُكَمَاءِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ فِي مَحْمِلٍ يُمْكِنُكَ التَّمَدُّدُ لِاسْتِرْخَاءِ الْمَفَاصِلِ (المحاسن/ ج ۲ / ۵ ۷ ۳ / ۷ ۳ باب آداب المسافر..... ص:۳۷۵)

[3] وَلَا يَتَّخِذْ ظُهُورَهَا مَجَالِسَ يَتَحَدَّثُ عَلَيْهَا (المحاسن/ ج ۲ / ۶۲۷ / ۱۲ باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص:۶۲۵)

[4] حیاۃ الحیوان، ج ۲، ص ۳۸۵

[5] مکارم الاخلاق/ ۲۶۴ / فی الخیل وغیرہا..... ص:۲۶۴

[6] المحاسن/ ج ۲ / ۶۲۷ / ۱۲ باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص:۶۲۵

حیوان کی توہین اور ناروا سلوک:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کے زمانے میں مہم ترین وسیلہ نقلیہ حیوانات تھے۔ انسان کی روزمرہ امور کے لئے حیوان کی بڑی اہمیت ہے۔ سیرت ائمہ میں ان کے استعمال کے لئے آداب فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جانور کی توہین نہ کی جائے۔ ہم بعض آداب کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

حیوانات کو گالیاں نہ دینا:

حیوان کو تکلیف نہ دینے کے علاوہ اسے گالیاں بھی نہیں دینی چاہیے، اس پر نفرین نہ کریں کیونکہ یہ امور ناپسندیدہ ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عَنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَلْعَنُ بَعِيرَهُ فَقَالَ ارْجِعْ وَلَا تَصْحَبْنَا عَلَى بَعِيرٍ مَلْعُونٍ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا کہ ایک آدمی اونٹ کو گالیاں بھی دے رہا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا: واپس آجاؤ ہمیں اونٹ پر نفرین کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ نہ چلو۔ [1]

نیز فرمایا:

اِنَّ الدَّوَابَّ اِذَا لُعِنَتْ لَزِمَتْهَا اللَّعْنَةُ.

حیوانات کو نہ مارو، ان پر نفرین نہ کرو کیونکہ جو حیوان پر نفرین کرتا ہے خدا اس پر نفرین کرتا ہے۔ [2]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَضْرِبُوا الْوُجُوهَ وَلَا تَلْعَنُوهَا فَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَعَنَ لَاعِنَهَا.

نہ حیوان کے چہرے پر مارو اور نہ اس کو گالیاں دو کیونکہ اللہ اس پر نفرین کرتا ہے جو حیوان کو گالیاں دے۔ [3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

......وَلَا يَشْتِمُهَا......

............جانور کو گالیاں نہ دو......۔ [4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا عَثَرَتِ الدَّابَّةُ تَحْتَ الرَّجُلِ فَقَالَ لَهَا تَعَسْتِ تَقُولُ تَعَسَ اَعْصَانَا لِلرَّبِّ.

---

[1] دعائم الاسلام/ ج ۱ / ۷ ۳۴ / ذکر آداب السفر ..... ص: ۳۴۵

[2] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۷ ۲۸ / باب حق الدابۃ علی صاحبہا..... ص: ۲۸۶

[3] مکارم الاخلاق/ ۲۶۳ / الفصل السابع فی حسن القیام علی الدواب وحقہا علی صاحبہا..... ص: ۲۶۲

[4] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ۶ / ۱۶۴ / ۷۷۔باب ارتباط الخیل وآلات الرکوب..... ص: ۱۶۳

جب سواری کو چلنے میں مشکل ہو اور سوار آدمی یہ کہے: خدایا! اسے مار دے۔ وہ حیوان جواب دیتا ہے۔ موت اس شخص کے لئے ہے جو خدا کا نافرمان ہو۔ [1]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَأْكُلُوا الْقُنْبُرَةَ وَلَا تَسُبُّوهَا وَلَا تُعْطُوهَا الصِّبْيَانَ يَلْعَبُونَ بِهَا فَإِنَّهَا كَثِيرَةُ التَّسْبِيحِ لِلّٰهِ تَعَالَى وَتَسْبِيحُهَا لَعَنَ اللّٰهُ مُبْغِضِي آلِ مُحَمَّدٍ عليهم السلام.

چنڈول [2] کا گوشت نہ کھاؤ اسے بُرا بھلا نہ کہو اسے بچوں کے حوالے نہ کرو تا کہ وہ کھیلیں کیونکہ یہ پرندہ خدا کی تسبیح بجا لاتا ہے اور اس کی تسبیح یہ ہے۔ آل محمد علیہم السلام سے کینہ رکھنے والے پر خدا کی لعنت ہو۔ [3]

حیوان کو آزار پہچانے کی ممانعت:

اسلام سے قبل کی جنگوں میں گھوڑا لوگوں کے لئے بہترین وسیلہ تھا۔ آمنے سامنے جنگ کرنے اور دشمن پر غلبہ پانے کے لئے گھوڑے سے کام لیتے تھے اور یہ شجاعت کی ایک نشانی سمجھی جاتی تھی۔ اسلام نے اس کی ممانعت کی اور فقہاء نے مکروہ لکھا ہے ایسا عمل جو ناپسندیدہ ہو۔ [4] ضرورت کے وقت حیوان کو ذبح کرتے اور گوشت کھاتے تھے۔ باقی رہا حیوانات کے اعضا کو قطع کرنا یعنی کان یا ٹانگ کا بطور ظلم کاٹنا اور اذیت دے کر مارنا حرام ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا حَرَنَتْ عَلَى اَحَدِكُمْ دَابَّتُهُ (فِي اَرْضِ الْعَدُوِّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ) فَلْيَذْبَحْهَا وَلَا يُعَرْقِبْهَا.

جب تمہارا حیوان راہ خدا میں دشمن کی سرزمین پر زمین گیر ہو جائے تو اسے ذبح کر دو اور اسے اذیتیں دے کر نہ مارو۔ [5]

ایک اور حدیث میں ہے:

نَهٰى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ تَعْذِيبِ الْحَيَوَانِ اِلَّا لِمَاْكِلِهِ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیوانوں کو آزار دینے سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ کسی حیوان کو ذبح کر کے کھایا جائے۔ [6]

حشرات کو آزار نہ دینا:

اسلامی فقہ کے مطابق جانوروں کے بلوں میں پیشاب کرنا، کھڑے اور جاری پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے پانی

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۸/ باب نوادر فی الدواب..... ص:۵۳۷

[2] یہ ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جس کے سر پر تاج سا بنا ہوتا ہے اس کی آواز بہت خوبصورت ہوتی ہے۔

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۲۳۵/ باب القنبرۃ..... ص:۲۳۵

[4] کتاب السرائر، ج۲، ص۲۰

[5] وسائل الشیعۃ/ ج۱۱/ ۵۴۳/ ۵۲- باب انہ یکرہ ان تعرقب الدابۃ ان حرنت فی ارض العدو بل تذبح ویکرہ ان یبزی حمار علی عتیقۃ..... ص:۵۴۳

[6] حیاۃ الحیوان، ج۲، ص۳۱۶

میں رہنے والی مخلوق کو نقصان پہنچتا ہے۔[1] حیوانات کے بلوں اور گھروں میں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔[2]

روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضرورت کے علاوہ جاری پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔[3]

آپ نے جاری پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ کم عقلی کا موجب ہے۔[4]

حیوان کو قید کرنے کی ممانعت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَاَیْتُ فِی النَّارِ صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ تَنْهَشُهَا مُقْبِلَةً وَ مُدْبِرَةً وَ كَانَتْ اَوْثَقَتْهَا فَلَمْ تَكُنْ تُطْعِمُهَا وَلَمْ تُرْسِلْهَا فَتَاْكُلَ مِنْ خِشَاشِ الْاَرْضِ.

میں نے شب معراج ایک عورت کو دوزخ میں دیکھا کہ ہر طرف سے بلیاں اسے کاٹ رہی ہیں کیونکہ اس عورت نے حیوانوں کو باندھ رکھا تھا۔ نہ انہیں غذا دیتی اور نہ انہیں آزاد کرتی تھی۔[5]

حیوان کو برا بھلا کہنا:

حکم بن حارث کا اونٹ کھڑا نہیں ہو سکتا تھا اور وہ اونٹ کو مارتا تھا۔ آپ نے اس کو اس فعل سے منع فرمایا اور اونٹ کو اٹھانے کے لئے کہا: "حُلْ حُلْ" اونٹ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔[6]

حیوان کے چہرے پر مارنے کی منع کیا گیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَضْرِبُوا الدَّوَابَّ عَلَى وُجُوهِهَا فَاِنَّهَا تُسَبِّحُ بِحَمْدِ اللهِ.

حیوانوں کے چہروں پر مت مارو۔ کیونکہ ان کے چہرے خدا کی حمد و شکر کرتے ہیں۔[7]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَلَا يَضْرِبُهَا فِي وَجْهِهَا فَاِنَّهَا تُسَبِّحُ.

جانوروں کے چہروں پر تازیانہ نہ مارو کیونکہ ان کے چہرے خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔[8]

ابراہیم بن علی اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں:

---

[1] جواہر الکلام، ج ۲، ص ۶۷، ۶۸

[2] النہایۃ، طوسی، ص ۱۰

[3] وسائل الشیعۃ/ ج ۱ / ۳۴۱ / ۲۴ - باب کراہۃ البول فی الماء جاریا وراکدا وجملۃ من المناہی..... ص: ۳۴۰

[4] وسائل الشیعۃ/ ج ۱ / ۳۴۱ / ۲۴ - باب کراہۃ البول فی الماء جاریا وراکدا وجملۃ من المناہی..... ص: ۳۴۰

[5] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۴۶۸ / ۱ فصل ذکر الحکم فی السراق..... ص: ۴۶۸

[6] اسد الغابہ، ج ۱، ص ۳۳۶

[7] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۵۳۸ / باب نوادر فی الدواب..... ص: ۵۳۷

[8] المحاسن/ ج ۲ / ۶۲۷ / ۱۲ باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص: ۶۲۵

حَجَجْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليه السلام فَالْتَاثَتْ عَلَيْهِ النَّاقَةُ فِي سَيْرِهَا فَأَشَارَ إِلَيْهَا بِالْقَضِيبِ ثُمَّ قَالَ آهِ لَوْ لَا الْقِصَاصُ وَرَدَّ يَدَهُ عَنْهَا.

میں امام سجاد علیہ السلام کے ساتھ حج پر گیا تھا۔ راستے میں اونٹ کے چلنے میں سستی اور تھکاوٹ ظاہر ہوئی۔ اس وقت امام نے اونٹ کو لاٹھی دکھائی اور فرمایا: آہ! اگر قصاص کا ڈر نہ ہوتا تو میں کچھ کرتا۔ پھر اپنے دست مبارک کو نیچے لے آئے اور لاٹھی کو حیوان کی آنکھوں سے دور کر دیا۔[1]

حیوان کو مارنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اضْرِبُوهَا عَلَى النِّفَارِ وَلَا تَضْرِبُوهَا عَلَى الْعِثَارِ.

یعنی اگر حیوان لغزش کرے اور چلنے میں ہمواری نہ رکھ سکے تو اسے مارنا نہیں چاہیے لیکن اسے تیز چلانے کی خاطر (ہلکا پھلکا) مارا جاسکتا ہے۔[2]

روایت ہے کہ ایک کہتا ہے کہ:

سَأَلْتُ الصَّادِقَ عليه السلام مَتَى أَضْرِبُ دَابَّتِي تَحْتِي فَقَالَ إِذَا لَمْ تَمْشِ تَحْتَكَ كَمَشْيَتِهَا إِلَى مِذْوَدِهَا.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا میں اپنی سواری کو مار سکتا ہوں؟

آپ نے فرمایا: اگر حیوان کی راستے میں حرکت سست پڑ جائے اور اسے تیز چلنے کی خاطر اسے مار سکتے ہو۔[3]

(۴) غذا:

حلال حیوان کے کئی فوائد ہیں ان کا گوشت و دودھ غذا کے طور پر استعمال کرتے ہیں دودھ کے حوالے سے سابقاً گزر چکا ہے اب یہاں پر اس کے گوشت کے بارے کچھ آداب کو ذکر کرتے ہیں۔

حیوان ذبح کرنے کے آداب:

اسلامی تعلیمات کی حاکم روح یہ ہے کہ حیوانوں کو ذبح کرنے سے پرہیز کیا جائے سوائے ایسے مواقع پر کہ جہاں ذبح کی ضرورت ہو۔ ذبح کرتے وقت جانوروں کو زیادہ تکلیف نہیں دینی چاہیے۔ دوسرے حیوان کے سامنے حیوان کو ذبح نہیں کرنا چاہیے۔ اچھے طریقے سے ذبح کیا جائے۔

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۱/ ۴۸۵/ ۱۰۔ باب کراہۃ ضرب الدابۃ علی وجہہا وغیرہ ولعنہا..... ص: ۴۸۲

[2] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۵۳۸/ باب نوادر فی الدواب..... ص: ۵۳۷

[3] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۵۳۸/ باب نوادر فی الدواب..... ص: ۵۳۷

ذبح کے وقت حیوان سے نیکی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ مُحۡسِنٌ یُحِبُّ الۡاِحۡسَانَ فَاِذَا قَتَلۡتُمۡ فَاَحۡسِنُوا الۡقَتۡلَةَ وَاِذَا ذَبَحۡتُمۡ فَاَحۡسِنُوا الذِّبۡحَةَ.

خداوند عالم احسان کرنے والا ہے اور احسان کو دوست رکھتا ہے۔ پس جب کسی (حرام گوشت) حیوان کو مارنا مقصود ہو تو اچھے طریقے سے مارو۔ حیوان ذبح کرتے وقت اچھا سلوک کیا جائے۔ [۱]

ذبح کے لئے قصاب کی آمادگی:

شداد بن اوس کہتے ہیں:

اِنَّ اللهَ کَتَبَ عَلَیۡکُمُ الۡاِحۡسَانَ فِی کُلِّ شَیۡءٍ فَاِذَا قَتَلۡتُمۡ فَاَحۡسِنُوا الۡقِتۡلَةَ وَ اِذَا ذَبَحۡتُمۡ فَاَحۡسِنُوا الذِّبۡحَةَ وَلۡیُحِدَّ اَحَدُکُمۡ شَفۡرَتَهُ وَلۡیُرِحۡ ذَبِیحَتَهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے تم پر لازم کیا ہے کہ ہر کام میں اہل احسان میں سے بنو اور جب چاہو۔ حیوان کو ذبح کرلو۔ اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ تیز چھری سے ذبح کرو اور ذبیحہ کو جلدی آرام دیں۔ [۲]

اسی طرح فرمایا:

اِذَا ذَبَحَ اَحَدُکُمۡ فَلۡیُجۡهِزۡ.

جب بھی حیوان کو ذبح کرنا چاہو تو بہت جلدی سے ذبح کرو۔ [۳]

حیوان کے بچے کو ذبح کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند جانوروں کے ذبح کرنے سے منع فرمایا۔ ان میں بچے اور دودھ دینے والی بکری ہے۔ [۴]

حاملہ حیوان کو ذبح کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَّهُ کَرِهَ ذَبۡحَ ذَاتِ الۡجَنِینِ وَذَوَاتِ الدَّرِّ لِغَیۡرِ عِلَّةٍ.

حاملہ اور دودھ دینے والے جانوروں کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔ [۵]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ قَتَلَ عُصۡفُوراً عَبَثاً عَجَّ اِلَی اللهِ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ وَ یَقُولُ یَا رَبِّ عَبۡدُكَ قَتَلَنِی عَبَثاً وَ لَمۡ

---

[۱] کنز العمال، ج ۵، ص ۳۹۲

[۲] بحار الانوار (ط ۔ بیروت) / ج ۶۲ / ۳۱۶ / باب ۸ التذکیۃ وانواعہا واحکامہا..... ص: ۲۹۴

[۳] بحار الانوار (ط ۔ بیروت) / ج ۶۲ / ۳۱۶ / باب ۸ التذکیۃ وانواعہا واحکامہا..... ص: ۲۹۴

[۴] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۶۸۹

[۵] دعائم الاسلام / ج ۲ / ۱۷۷ / ۱ فصل ذکر افعال الذابحین..... ص: ۱۷۴

يَقْتُلْنِي لِمَنْفَعَةٍ.

جوشخص کسی چڑیا کو بلا وجہ ذبح کرتا ہے۔روز قیامت وہ پرندہ خدا کے پاس شکایت کرے گا اور کہے گا: اے پروردگار! تیرے بندے نے مجھے ذبح جبکہ اس کا کوئی فائدہ بھی نہ تھا۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَقْذَرُ الذُّنُوبِ ثَلَاثَةٌ قَتْلُ الْبَهِيمَةِ وَ حَبْسُ مَهْرِ الْمَرْأَةِ وَ مَنْعُ الْأَجِيرِ أَجْرَهُ.

پلیدترین گناہ تین چیزیں ہیں: (۱) بلا وجہ حیوان کو ذبح کرنا، (۲) بیوی کا حق مہر ادا نہ کرنا اور (۳) مزدور کی مزدوری ادا نہ کرنا۔[2]

رات میں ذبح:

خدا نے رات کو آرام وسکون کے لئے قرار دیا ہے۔[3] اس لئے رات کو حیوان کا شکار یا ذبح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

شیخ طوسیؒ لکھتے ہیں: رات کو جانور ذبح کرنا مکروہ ہے۔مگر ضرورت کے وقت یا اس کے مرنے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں ذبح کیا جا سکتا ہے۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَأْتُوا الْفِرَاخَ فِي أَعْشَاشِهَا وَ لَا الطَّيْرَ فِي مَنَامِهِ حَتَّى يُصْبِحَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَ مَا مَنَامُهُ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ اللَّيْلُ مَنَامُهُ فَلَا تَطْرُقْهُ فِي مَنَامِهِ حَتَّى يُصْبِحَ وَ لَا تَأْتُوا الْفَرْخَ فِي عُشِّهِ حَتَّى يَرِيشَ وَ يَطِيرَ فَإِذَا طَارَ فَأَوْتِرْ لَهُ قَوْسَكَ وَ انْصِبْ لَهُ فَخَّكَ.

آشیانوں میں پرندوں کے بچوں کو کچھ نہ کہو۔جب پرندہ سو رہا ہو تو شکار نہ کرو یہاں تک صبح نہ ہو جائے۔ایک آدمی نے پوچھا: ان کے سونے کا وقت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: رات۔ان کے سونے کا وقت ہوتا ہے۔پس ان کا تعاقب نہ کرو۔جن بچوں کے ابھی پر نہیں آئے ان کا تعاقب نہ کرو۔جب ان کے پر آ جائیں اور وہ اڑنے کی قدرت رکھتے ہوں اس وقت تیر کمان سے شکار کر سکتے ہو۔[5]

ابان بن تغلب کہتے ہیں:

كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليه السلام يَأْمُرُ غِلْمَانَهُ أَنْ لَا يَذْبَحُوا حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ وَ يَقُولُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى جَعَلَ اللَّيْلَ سَكَناً لِكُلِّ شَيْءٍ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَإِنْ خِفْنَا قَالَ إِنْ كُنْتَ تَخَافُ الْمَوْتَ فَاذْبَحْ.

---

[1] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج۶۱/ ۳۰۶/ باب۱۱ القبرة والعصفور واشباهما..... ص:۳۰۰

[2] مکارم الاخلاق/ ۲۳۷/ الفصل العاشر فی نوادر النکاح..... ص: ۲۳۳

[3] سورۂ انعام:۹۶

[4] النہایۃ، طوسی، ص ۵۸۵

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۲۱۶/ باب صید اللیل..... ص:۲۱۵

امام سجاد علیہ السلام نے اپنے غلام کو دستور دیا کہ جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے جانور کو ذبح نہ کرو اور فرمایا: خدا نے رات کو سب کے لئے آرام وسکون کے لئے بنایا ہے۔

ابان کہتا ہے: میں نے پوچھا: میری جان قربان ہو! اگر حیوان کے مرنے کا ڈر ہو تو کیا کریں؟ امام نے فرمایا: ایسی صورت میں حیوان کو ذبح کیا جا سکتا ہے۔[1]

(۵) غیر مناسب فائدہ:

اسلام میں جانوروں کو بہترین نعمت شمار کیا گیا ہے اسی لئے ان سے غیر مناسب فائدہ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے۔ جیسے حیوان کی پشت پر سونا، سوار ہو کر زیادہ دیر کھڑے رہنا، زیادہ دیر بیٹھانا، ایک طرف سوار ہونا اور ہر قسم کی نامناسب فائدہ سے منع کیا گیا ہے۔

روایت میں ہے کہ:

لَا يَقِفُ عَلَيْهَا فُوَاقاً.

یعنی سواری کی حالت میں زیادہ دیر کھڑے نہ ہو۔[2]

نیز روایت میں ہے کہ:

وَلَا يَقِفُ عَلَى ظَهْرِهَا إِلَّا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

حیوان کی پشت پر زیادہ دیر نہ بیٹھو مگر یہ کہ راہِ خدا میں جہاد کے موقع پر توقف ہو۔[3]

جب سواری پر بیٹھو تو وزن میں خیال رکھا جائے کہ حیوان کے اٹھانے والا ہو یہ نہ ہو کہ جانور ابھی اتنا وزن اٹھانے کے قابل ہی نہ ہو اور اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لاد دیا جائے۔[4]

حیوانوں کو آپس میں لڑانا:

پرانے زمانے سے انسان کی ایک سرگرمی یہ ہے کہ وہ جانوروں کو آپس میں لڑاتے تھے۔ مرغ کی لڑائی، مینڈھوں کی لڑائی، ریچھ اور کتے کی لڑائی وغیرہ۔ آج بھی دنیا کے بعض ممالک میں رائج ہے۔ حتیٰ کہ ٹی وی پر دکھاتے ہیں۔ اسلام میں حیوان سے ایسا سلوک کرنے کی منع کیا گیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مکروہ فرمایا، سوائے شکاری کتے کے۔[5]

ابو عباس کہتا ہے کہ

سَأَلْتُهُ عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ فَقَالَ كُلُّهُ مَكْرُوهٌ إِلَّا الْكِلَابَ.

---

[1] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۹/ ۶۰/ ا باب الصید والذکاۃ..... ص:2

[2] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۸/ ۲۵۹/ ۷- باب حقوق الدابۃ الواجبۃ والمندوبۃ..... ص:۲۵۸

[3] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۸۶/ باب حق الدابۃ علی صاحبہا..... ص:۲۸۶

[4] الکافی، ج۶ ص۵۳۹

[5] الکافی، ج۶ ص۵۵۴

میں نے حیوانوں کے آپس میں لڑانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ عمل مکروہ ہے سوائے کتوں کے۔[۱]
اگر جانوروں پر ظلم شمار ہو تو کتوں کا لڑانا بھی حرام ہے۔

جانوروں پر تیر اندازی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا تَتَّخِذُوا شَيْئاً فيه الرُّوحُ غَرَضًا.

کسی جاندار کو تیر کا ہدف قرار نہ دو۔[۲]

اسلام میں بعض جانوروں کے شکار کی خاص حالات میں اجازت دی گئی ہے۔لیکن فضول ہدف بنانے سے منع کیا گیا ہے۔
روایت ہے کہ:

مَرَّ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَى قَوْمٍ نَصَبُوا دَجَاجَةً حَيَّةً وَ هُمْ يَرْمُونَهَا بِالنَّبْلِ فَقَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ لَعَنَهُمُ اللهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گروہ کے پاس سے گزرے جو زندہ مرغ کو بلند جگہ پر رکھ کر تیر کا ہدف قرار دے رہے تھے۔
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ ان پر خدا کی لعنت ہو۔[۳]

حیوان کے جنین کو سقط کرنا:

کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی جانور کو مارے کہ جس سے اس کا جنین سقط ہو جائے۔ایسے کام کے مرتکب ہونے والے کو اس کے صاحب کو قیمت ادا کرنی چاہیے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فِي جَنِينِ الْبَهِيمَةِ إِذَا ضُرِبَتْ فَأَلْقَتْ عُشْرُ ثَمَنِهَا.

اگر کوئی آدمی کسی حیوان کو مارتا ہے اور اس کا بچہ سقط ہو جاتا ہے تو اسے درہم کا دسواں حصہ دینا چاہیے۔[۴]

حیوان کی آنکھ کی دیت:

اگر حیوان کو آزار دیں تو بعض اوقات دیت دینی ہوتی ہے۔امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ فَقَأَ عَيْنَ دَابَّةٍ فَعَلَيْهِ رُبُعُ ثَمَنِهَا.

جس نے حیوان کی آنکھ نکالی ہو اسے حیوان کی ایک چوتھائی قیمت ادا کرنی چاہیے۔[۵]

---

[۱] المحاسن/ ج ۲ / ۶۲۸ / ۱۲ باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص:۶۲۵
[۲] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج ۶۱ / ۲۸۲ / باب ۱۰ النحل والنمل وسائر ما نہی عن قتلہ من الحیوانات..... ص:۲۲۹، جامع الصغیر، ج ۲، ص ۲۹۷
[۳] النوادر (للر اوندی)/ ۳۳ / فی الحرب ولواحقہ..... ص:۳۲
[۴] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ۱۰ / ۳۱۰ / ۲۷-باب الجنایات علی الحیوان..... ص:۳۰۹
[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۷ / ۳۶۸ / باب فیما یصاب من البہائم وغیرہا من الدواب..... ص:۳۶۷

پرندوں کی خدا سے شکایت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ يَأْتِي وَكْرَ طَائِرٍ إِذَا خَرَجَ، يَأْخُذُ فَرْخَتَهُ، فَشَكَا ذٰلِكَ الطَّائِرُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا يَصْنَعُ ذٰلِكَ الرَّجُلُ، فَأَوْحَى اللهُ تَعَالَى إِلَيْهِ: إِنْ هُوَ عَادَ فَأُهْلِكُهُ.

پرانے زمانے میں ایک آدمی نے پرندے کے گھونسلے کو دیکھا اور جب بھی اس کے بچے ہوتے وہ اٹھا لیتا تھا اس پرندے نے خدا سے شکایت کی۔ خدا نے اس پرندے پر الہام کیا اگر وہ آدمی دوبارہ آیا تو میں اسے نابود کر دوں گا۔ [1]

ہدہد کا ذبح کرنا:

علی بن جعفر کہتا ہے:

سَأَلْتُ أَخِي مُوسَى عليه السلام عَنِ الْهُدْهُدِ وَقَتْلِهِ وَذَبْحِهِ فَقَالَ لَا يُؤْذَى وَلَا يُذْبَحُ فَنِعْمَ الطَّيْرُ هُوَ.

میں نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ہدہد کے ذبح کرنے اور سر کے کاٹنے کے بارے میں پوچھا: آپ نے فرمایا: وہ اچھا پرندہ ہے اسے ذبح نہ کیا جائے۔ [2]

مینڈک کو مارنا:

روایت میں ہے کہ:

إِنَّ طَبِيبًا ذَكَرَ ضِفْدَعًا فِي دَوَاءٍ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله فَنَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله عَنْ قَتْلِهِ.

ایک طبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے مینڈک سے دارو بنانے کے لئے پوچھا۔ آپ نے فوراً طبیب کو مینڈک سے دارو بنانے کو منع فرمایا۔ [3]

حیوان کو جلانا:

حیوان کو جلانے سے منع کیا گیا ہے۔ [4] رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیوان کو اذیت دینے یا اسے جلانے سے منع فرمایا۔ [5]

شہد کی مکھیوں کا چھتا جلانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نقصان دینے والی مکھیوں کو مارنا جائز فرمایا لیکن اس کے چھتے کو آگ لگانے سے منع فرمایا۔ [6]

---

[1] حیاۃ الحیوان، ج ۳، ص ۲۸۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ٦ / ۲۲۴ / باب الہدہد والصرد..... ص: ۲۲۴

[3] سنن نسائی، ج ۷، ص ۲۱

[4] نَهَى صلى الله عليه وآله أَنْ يُحْرَقَ شَيْءٌ مِنَ الْحَيَوَانِ بِالنَّارِ (من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۴ / ۵ / باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳)

[5] فَإِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله قَدْ نَهَى عَنْ تَعْذِيبِ الْحَيَوَانِ بِالنَّارِ (بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ٦١ / ۲۴۴ / باب ۱۰ النحل والنمل وسائر ما نہی عن قتلہ من الحیوانات وما یحل قتلہ منہا من الحیات والعقارب والغربان وغیرہا والنہی عن حرق الحیوانات وتعذیبہا..... ص: ۲۲۹)

[6] يُكْرَهُ إِحْرَاقُ بُيُوتِهَا بِالنَّارِ. (بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ٦١ / ۳۱۸ / باب ۱۲ الذباب والبق والبرغوث والزنبور والخنفساء والقملۃ والقرد والحلم و اشباہہا..... ص: ۳۱۰)

حیوان کو ناحق ذبح کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ طَائِرٍ وَلَا غَيْرُهُ يُقْتَلُ بِغَيْرِ الْحَقِّ إِلَّا سَتَخَاصِمُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اگر کوئی پرندے یا کسی اور جانور کو ناحق ذبح کیا جائے تو وہ روز قیامت اپنے قاتل سے دشمنی کرے گا۔[1]

نیز فرمایا:

مَا مِنْ إِنْسَانٍ يَقْتُلُ عُصْفُوراً فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا إِلَّا سَأَلَهُ اللهُ عَنْهَا قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ أَنْ يَذْبَحَهَا فَيَأْكُلَهَا وَأَنْ لَا يَقْطَعَ رَأْسَهَا وَيَرْمِيَ بِهِ.

جو آدمی کسی چڑیا یا دوسرے پرندے کو ناحق مارتا ہے روز قیامت اس کا جواب دینا ہوگا۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! اس کا حق کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ذبح کرنے کے بعد اسے کھایا جائے نہ یہ کہ اسے ذبح کر کے دور پھینک دیا جائے۔[2]

حیوان پر ستم کا انجام:

روایت میں ہے:

أَبْصَرَ نَاقَةً مَعْقُولَةً وَعَلَيْهَا جَهَازُهَا فَقَالَ أَيْنَ صَاحِبُهَا مُرُوهُ فَلْيَسْتَعِدَّ غَداً لِلْخُصُومَةِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اونٹ کو پلان کے ساتھ بندھے ہوئے دیکھا تو پوچھا: اس کا مالک کہاں ہے؟

اور پھر فرمایا: اسے کہہ دو کہ روز قیامت مواخذہ کے لئے تیار رہے۔[3]

موذی حیوان کو مارنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر موجودات کو مارنے سے منع فرمایا سوائے موذی جانوروں کے۔[4]

اسی طرح پانچ قسم کے جانوروں کو مارنا جائز ہے۔ کوا، گدھ، سانپ، بچھو، پاگل کتا۔[5]

---

[1] کنز العمال، ج۱۵، ص۳۷

[2] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج۶۱ / ۳۰۶ / باب ۱۱ القبرۃ والعصفو رواشباہہما..... ص:۳۰۰

[3] من لا یحضرہ الفقیہ / ج۲ / ۲۹۲ / باب ما یجب من العدل علی الجمل وترک ضربہ واجتناب ظلمہ..... ص:۲۹۲

[4] نَهٰى عَنْ قَتْلِ كُلِّ ذِي رُوحٍ إِلَّا أَنْ يُؤْذِيَ. (کنز العمال، ج۱۵، ص۳۹)

[5] أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ .... أَمَرَ بِقَتْلِ خَمْسَةٍ الْغُرَابِ وَالْحِدَأَةِ وَالْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْكَلْبِ الْعَقُورِ. (الخصال / ج۱ / ۲۹۷ / النہی عن قتل خمسۃ والامر بقتل خمسۃ..... ص:۲۹۷)

یہ اس لئے ہے کہ ضرر سے بچا جا سکے۔

پاگل کتے کو مارنا:

روایت میں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ كَلْبَ فُلَانٍ الذِّمِّيِّ قَدْ خَرَقَ ثَوْبِي، وَ خَدَشَ سَاقِي، فَمَنَعَنِي مِنَ الصَّلَاةِ مَعَكَ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ: إِذَا كَانَ الْكَلْبُ عَقُوراً وَجَبَ قَتْلُهُ.

انصار کا ایک آدمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول! فلاں ذمی آدمی کے کتے نے میرا لباس پھاڑ دیا اور میرے پاؤں کو مجروع کر دیا۔ میں آپ کے ساتھ نماز ادا نہیں کر سکتا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کاٹنے والے کتے کو مارنا جائز ہے۔ [1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ.........

اگر کوئی شخص کتے کو باندھ کے رکھے تو ہر روز اس کے عمل میں ایک قیراط ثواب کم ہوجاتا ہے مگر یہ کہ کتا پاگل ہو۔ [2]

---

[1] الروضۃ فی فضائل امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہما السلام (لابن شاذان القمی) / ۲۰۲ / (۱۷۲) (حدیث علی ولی اللہ)

[2] صحیح البخاری، ج ۳، ص ۶۷

تیسری فصل:

حقوق حیوان

دنیا کے ہر جاندار کا اپنے خالق سے ارتباط ہوتا ہے اگرچہ ان کو درک کرنا انسان کے لئے آسان نہیں۔[۱]

آیات و روایات کی روشنی میں حیوانات بھی ادراک اور شعور رکھتے ہیں۔ ان کے احساسات اور عواطف ہیں۔[۲] اس وجہ سے ان کی قدر و قیمت ہے۔ انسان کو بھی صرف جائز فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے۔ خدا کی طرف سے ان کے حقوق ہیں۔[۳] اسلامی فقہ میں انسانی کے واجبات میں ایک قسم حیوانات کے حقوق بھی ہیں۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَهْمَا اُبْهِمَ عَلَى الْبَهَائِمِ مِنْ شَيْءٍ فَلَا يُبْهَمُ عَلَيْهَا اَرْبَعَةُ خِصَالٍ مَعْرِفَةُ اَنَّ لَهَا خَالِقاً وَ مَعْرِفَةُ طَلَبِ الرِّزْقِ وَ مَعْرِفَةُ الذَّكَرِ مِنَ الْاُنْثَى وَ مَخَافَةُ الْمَوْتِ.

اگرچہ خداوند عالم نے حیوانات کو بے ادراک و بے عقل خلق کیا لیکن چار خصلتیں اس میں بھرپور پائی جاتی ہیں:

---

[۱] تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾

ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں (سب) اس کی تسبیح کرتے ہیں اور (سارے جہان میں) کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کے حمد (وثنا) کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم لوگ ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ بڑا اُبُردبار بخشنے والا ہے۔ (سورۂ اسراء: ۴۲)

[۲] الکافی، ج ۶، ص ۵۳۹

[۳] جواہر الکلام، ج ۲۷، ص ۱۱۱

[۴] مسالک الافہام، ج ۱۲، ص ۱۲۰

(۱) خالق کی شناخت، (۲) روزی کی تلاش، (۳) نر سے مادہ کی شناخت، (۴) موت سے ڈر۔[1]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

مَعْرِفَتِهَا بِالْمَرْعَى عَنِ الْخِصْبِ.

حیوان اپنی چراگاہ اور پانی پینے کے گھاٹ کو جانتا ہے۔[2]

لہٰذا قرآن کریم کی نص اور روایات کے مطابق جانور انسان کے فائدے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔[3] اس طرح نہیں ہے کہ وہ انسانوں پر حقوق نہیں رکھتے اور صرف انسان ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے بلکہ شرعی ضوابط ہیں اسلام میں حیوانوں کے بھی حقوق ہیں انسان کو جن کی رعایت کرنی چاہیے۔

حیوان کے حقوق کی اہمیت:

اسلام مقدس میں انسان کی بنیادی ضروریات حیوان کے ذریعے پوری ہوتی ہیں۔ ان کے حقوق کا پورا کرنا انسان کے وظائف میں شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا انسان تمام جانوروں کی نسبت مسؤل اور ذمہ دار ہیں۔ ان کا ایک حق یہ ہے کہ وہ حق حیات رکھتے ہیں پانی کے علاوہ چارہ، مناسب مکان اور دن رات امن جیسے جانوروں کے حقوق اور حیوان کو تکلیف سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ جانور کی جسمانی سلامتی اور اس کی حرمت اس کے حقوق میں سے ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو ان حقوق کا پابند بنایا ہے۔ ان کی رعایت مالک یا حاکم شرع پر واجب ہے۔ فقہاء نے غیر پالتو حیوان کو بھی پانی اور چارہ دینا مستحب لکھا ہے۔[4]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اتَّقُوا اللهَ فِيمَا خَوَّلَكُمْ وَفِي الْعُجْمِ مِنْ أَمْوَالِكُمْ.

خدا کے لئے غلاموں اور حیوانوں کے بارے میں ان کے حقوق کو پورا کیا جائے۔[5]

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

مِنْ مُرُوءَةِ الرَّجُلِ أَنْ تَكُونَ دَوَابُّهُ سِمَانًا قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ثَلَاثٌ مِنَ الْمُرُوءَةِ فَرَاهَةُ الدَّابَّةِ وَحُسْنُ وَجْهِ الْمَمْلُوكِ وَالْفَرَسُ السَّرِيُّ.

انسان کی مروت اور مردانگی یہ ہے کہ اس کے زیر اختیار صحتمند و موٹے تازے حیوانات ہوں۔ یعنی اپنے حیوانات کے

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۵۳۹ / باب نوادر فی الدواب..... ص:۵۳۷

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۵۳۹ / باب نوادر فی الدواب..... ص:۵۳۷

[3] وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا ۗ لَكُمْ ۔ اور اسی نے چارپایوں کو تمہارے لیے پیدا کیا (سورۂ نحل:۵)

[4] جواہر الکلام، ج۳۱ص ۳۹۴ تا ۳۹۶

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۲۹ / فیما یتعلق بالمسکن..... ص:۱۲۸

چارے پانی کا بھرپور خیال رکھتا ہو۔

راوی کہتا ہے میں نے امام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: تین چیزیں انسانی مروت میں سے ہیں: (۱) اس کا حیوان چالاک ہو، (۲) خوبصورت چہرہ غلام رکھتا ہو اور (۳) تیز رفتار گھوڑا رکھتا ہو۔[1]

حیوانات کے حقوق

۱۔ چارے کا حق:

حیوان کے اساسی حقوق میں ایک حق یہ ہے کہ اس کے کھانے پینے کی ضروریات کو پورا کیا جائے یعنی اس کو چارہ دیا جائے، پانی پلایا جائے کیونکہ حیوان خود زبان سے اظہار نہیں کر سکتا۔ حیوان کو قید میں رکھنا، یا نعمت الٰہی سے محروم کرنا اسلام میں پسندیدہ عمل نہیں ہے۔ بعض حیوانات انسان کی خدمت کرتے ہیں لیکن چارہ وغیرہ باہر جنگل سے حاصل کرتے ہیں۔ یہ مالک کا فرض ہے حیوان کو اس کی ضروریات کے لئے اسے آزادی بھی دے۔[2]

بعض حیوان خود پہاڑوں وجنگلوں سے چرا کر خود واپس آجاتے ہیں لیکن اگر گھر پر حیوان رکھا ہے تو اس کی نیاز کو پورا کرنا ضروری ہے۔ حیوان کا دودھ اصل میں بچے کا حق ہے اگر سارا دودھ دوھ لیا جائے تو اس کا بچہ بھوکا رہے گا۔ اگر کوئی آدمی حیوانات کی ضروریات کو پورا نہیں کرتا تو حاکم اسلامی مالک کو تین کاموں میں سے کسی ایک پر مجبور کر سکتا ہے۔ بیچنا، ذبح کر دینا، اس کا خرچ ادا کرنا۔[3]

اسلامی فقہ کے مطابق جب کوئی آدمی حیوان کا مالک بنتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس کی ضروریات پورا کرے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ جانور حلال گوشت ہو یا حرام گوشت پرندہ ہو یا کوئی اور۔ حیوان حق حیات رکھتا ہے۔[4] جتنا ممکن ہو سکے حیوان کے چارہ وغیرہ کا خیال رکھا جائے۔ اگر مالک خوراک نہیں دیتا تو کوئی دوسرا اس کے چارے وغیرہ کا انتظام کرے اور مالک سے خرچ لے۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ سے گزرے، انہوں نے ایک اونٹ کو گھر میں دیکھا جس کے پاؤں بندھے ہوئے تھے جبکہ اس کے پاس چارہ بھی نہ تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

اس حیوان کا مالک کہاں ہے۔ جب وہ آیا تو آپ نے اس سے فرمایا: کیا تو اس حیوان کے بارے میں خدا سے نہیں

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج۱۱ / ۴۷۲ / ۵۔ باب استحباب استسمان الدواب وفراہتہا وحسن وجہ المملوک واتخاذ الفرس السری..... ص:۴۷۲

[2] المبسوط، ج۶ ص۲۷

[3] جواہر الکلام، ج۳۱ ص۳۹۶

[4] المبسوط، ج۶ ص۲۷، جواہر الکلام، ج۳۱ ص۳۹۴

[5] جواہر الکلام، ج۳۱ ص۳۹۶

ڈرتا یا اسے چارہ دے یا پھر آزاد کردے۔[1]

چارے کے لئے حیوان کی صبح کی دعا:

حیوان کی اساسی ضرورت یہ ہے کہ اس کے چارے کا خیال رکھا جائے۔ خدا نے جس آدمی کو حیوان کی نعمت دی ہے اسے اس کا شکر گزار ہو جائے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

رُئِيَ اَبُو ذَرٍّ يَسْقِي حِمَاراً بِالرَّبَذَةِ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ النَّاسِ اَوَ مَا لَكَ يَا اَبَا ذَرٍّ مَنْ يَسْقِي لَكَ هَذَا الْحِمَارَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ مَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا وَ هِيَ تَسْاَلُ كُلَّ صَبَاحٍ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي مَلِيكاً صَالِحاً يُشْبِعُنِي مِنَ الْعَلَفِ وَ يُرْوِينِي مِنَ الْمَاءِ.

کچھ لوگوں نے ربذہ میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنے گدھے کو خود پانی پلاتے دیکھا تو انہوں نے ان سے کہا: تمہارے پاس کوئی اور آدمی نہیں جو اسے پانی پلائے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول ص سے سنا کہ آپ ص نے فرمایا: کوئی ایسا جاندار نہیں جو صبح کے وقت اپنے پروردگار سے درخواست نہ کرتا ہو: پروردگارا! مجھے اچھے مالک کے حوالے فرما جو مجھے چارہ دیتا رہے۔[2]

ایک اور روایت میں ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ اِنَّ الدَّابَّةَ تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي مَلِيكَ صِدْقٍ يُشْبِعُنِي وَ يَسْقِينِي وَ لَا يُحَمِّلُنِي مَا لَا اُطِيقُ.

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: حیوان خدا سے کہتا ہے: پروردگارا! مجھے اچھا مالک دے جو مجھے سیراب کرے اور مجھ سے میری طاقت سے زیادہ کوئی کام نہ لے۔[3]

حیوان کو چارہ دینے کی سفارش:

روایت میں ہے:

يَا بُنَيَّةِ بِحَقِّي عَلَيْكِ اِلَّا مَا اَطْلَقْتِيهِ فَقَدْ حَبَسْتِ مَا لَيْسَ لَهُ لِسَانٌ وَ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْكَلَامِ اِذَا جَاعَ اَوْ عَطِشَ فَاَطْعِمِيهِ وَ اسْقِيهِ وَ اِلَّا خَلِّي سَبِيلَهُ يَاْكُلُ مِنْ حَشَائِشِ الْاَرْضِ.

---

[1] اَيْنَ صَاحِبُ هٰذِهِ الرَّاحِلَةِ؟ اَلَا تَتَّقِي اللهَ فِيهَا؟ اِمَّا اَنْ تَعْلِفَهَا اَنْ تُرْسِلَهَا حَتّٰى تَبْتَغِيَ لِنَفْسِهَا. (کنز العمال، ج۹ ص۶۸)

[2] الکافی (ط- الاسلامیۃ) / ج۶ / ۷ / ۵۳۷ / باب نوادر فی الدواب..... ص: ۵۷۳

[3] من لا یحضرہ الفقیہ / ج۲ / ۲۸۹ / باب حسن القیام علی الدواب..... ص: ۲۸۹

حضرت امیر علیہ السلام انیس رمضان کو میں اپنی بیٹی اُم کلثوم کے گھر مہمان تھے۔ آپ نے گھر کی مرغابیوں کے بارے میں فرمایا: اے بیٹی! کیوں مخلوق کو قید کر رکھا ہے اور ان کی زبان نہیں کہ جب وہ بھوکے پیاسے ہوں تو اس کا اظہار کریں۔ ان کو خوراک دو یا انہیں چھوڑ دو تا کہ صحرا سے خود کھائیں۔[۱]

حیوان کی غذا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَإِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمُ الطَّعَامَ وَشَيْءٌ مِنْهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ أَوْ لِيَطْرُدْهُ فَإِنَّ لَهَا أَنْفُسَ سَوْءٍ.

جب تم میں کوئی کھانا کھائے یا کھانے کوئی چیز اس کے پاس ہو تو اگر کوئی کتا سامنے آجائے تو اسے بھی غذا دو یا اسے وہاں سے ہٹا دو کیونکہ محروم کا نفس بُرا ہوتا ہے۔[۲]

دودھ دینے والے حیوانات پر توجہ:

دودھ دینے والے جانوروں کا خیال رکھنے کی اہمیت ہے کیونکہ اس کے حقوق کی رعایت حیوان کے حق میں ادا ہو جاتے ہیں اور حیوان کی دو قسمیں ہیں۔ دودھ دینے والے یا جسمانی کمزوری اور بیماری کا خطرہ ہو تو ایسے حالات میں ان کی حفاظت ضروری ہے۔ روایت میں ہے کہ

قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَهُ لَكَ نَاضِحٌ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ اعْلِفْهُ إِيَّاهُ وَلَا تَأْكُلْهُ.

ایک شخص سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تیرے پاس دودھ دینے والا حیوان ہے؟

اس نے کہا: ہاں۔

حضرت نے فرمایا: اس کو چارہ دو اور تم اس سے کچھ نہ کھاؤ۔[۳]

حضرت امیر علیہ السلام امور مالیات کو وصیت میں فرماتے ہیں:

أَلَّا يَحُولَ بَيْنَ نَاقَةٍ وَبَيْنَ فَصِيلِهَا.

اونٹنی اور اس کے بچے کے درمیان جدائی نہ ڈالو۔[۴]

نیز فرمایا:

---

[۱] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۸ / ۳۰۶ / ۴۵-باب نوادر ما یتعلق بابواب احکام الدواب فی السفر وغیرہ..... ص:۳۰۵

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۵۵۳ / باب الکلاب..... ص:۵۵۲

[۳] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۶ / ۳۵۶ / ۹۳-باب المکاسب..... ص:۳۲۱

[۴] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۸۱ / ۲۵ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۳۸۰

وَلَا يَمْصُرَ لَبَنَهَا فَيُضِرَّ ذٰلِكَ بِفَصِيلِهَا.

حیوان کا سارا دودھ نہ دوہنا، کہ بچہ بھوکا نہ رہے۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صحابی کہتے ہیں:

أَهْدَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ لَقْحَةً فَأَمَرَنِي أَنْ أَحْلُبَهَا فَجَهَدْتُ حَبْلَهَا، فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ: لَا تَفْعَلْ دَعْ دَاعِيَ اللَّبَنِ.

ایک دودھ دینے والی اونٹنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ دی گئی آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ اس کا دودھ دوھلوں میں نے اس کا دودھ مکمل دوھ لینا چاہا۔ جب آپؐ نے یہ دیکھا تو مجھے حکم دیا: سارا دودھ نہ دوہنا بچے کا بھی حصہ ہوتا ہے سارا دودھ دوہنے سے خود حیوان کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔[۲]

اور یہ ضروری نہیں حیوان صرف حلال گوشت ہو بلکہ حیوانات جیسے کتا، جسے عام حالت میں رکھنے سے منع کیا گیا ہے لیکن جب کتیا دودھ دینے والی ہو تو اس کی غذا کا خیال رکھنا ضروری ہے۔[۳]

جب فتح مکہ کے لئے اسلامی سپاہ روانہ ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کتے کو دیکھا کہ بچہ ہونے کی وجہ سے دوسرے بچوں کو دیکھ رہا تھا جو ماں کا دودھ پیتے تھے۔

جمیل بن سراقہ سے آپؐ نے فرمایا: اس حیوان کے سامنے کھڑا رہے اور اس کی حفاظت کرے تاکہ سپاہ گزرنے سے ان کو نقصان نہ پہنچے۔[۴]

سواری کی غذا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ سَافَرَ بِدَابَّتِهِ بَدَأَ بِعَلْفِهَا وَسَقْيِهَا.

جب کوئی آدمی حیوان پر سفر کرے تو سفر سے پہلے اسے چارہ اور پانی دے۔[۵]

امام صادق علیہ السلام نے حیوانات کے حقوق کے بارے میں فرمایا:

وَيَبْدَأُ بِعَلْفِهَا إِذَا نَزَلَ.

---

[۱] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۳۸۱/۲۵ ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۳۸۰

[۲] حیاۃ الحیوان، ج۲،ص۲۷۷

[۳] جواہر الکلام، ج۳۱،ص۳۹۷

[۴] سبیل الہدیٰ والرشاد، ج۵،ص۲۱۲، ج۷،ص۲۹

[۵] تحف العقول/ النص/ ۱۰۸/ آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

جب تم سواری سمیت منزل مقصود پر پہنچو تو سب سے پہلے حیوان کو چارہ دو۔[۱]

امام صادق علیہ السلام سفر کے آداب کے ضمن میں حضرت لقمان سے نقل فرماتے ہیں کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کی:

وَ ابْدَأْ بِعَلْفِهَا قَبْلَ نَفْسِكَ.

جب سفر میں کہیں آرام کے لئے ٹھہرو تو اپنی حاجت سے پہلے حیوان پر توجہ کرو اور اسے چارہ دو۔[۲]

تمیم بیت المقدس میں کسی عہدے پر فائز تھا۔ ایک دن وہ گھوڑے کے لئے جَو صاف کر رہا تھا کسی نے کہا اس کام کے لئے کوئی آدمی نہیں۔ تمیم نے جواب دیا:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله مَنْ نَقَّى شَعِيراً لِفَرَسِهِ ثُمَّ قَامَ بِهِ حَتَّى يَعْلِفَهُ عَلَيْهِ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ شَعِيرَةٍ حَسَنَةً.

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جو شخص گھوڑے کے لئے جَو صاف کرتا ہے پھر اسے کھلاتا ہے خداوند عالم جَو کے ہر دانے کے بدلے ایک نیکی عطا فرماتا ہے۔[۳]

حرام و نجس غذا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام كَرِهَ أَنْ تُسْقَى الدَّوَابُّ الْخَمْرَ.

حضرت امیر علیہ السلام حیوان کو بطور علاج بھی شراب دینا مکروہ سمجھتے تھے۔[۴]

ابو بصیر کہتے ہیں:

سَأَلْتُهُ عَنِ الْبَهِيمَةِ الْبَقَرَةِ وَ غَيْرِهَا تُسْقَى أَوْ تُطْعَمُ مَا لَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ أَكْلُهُ أَوْ شُرْبُهُ أَ يُكْرَهُ ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ يُكْرَهُ ذَلِكَ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا گائے، بھینس وغیرہ کو حرام خوراک دے سکتے ہیں آیا یہ کام مسلمان کے لئے حلال ہے یا مکروہ؟

آپ نے فرمایا: ہاں لیکن یہ کام مکروہ ہے۔[۵]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج٦ / ٥٣٧ / باب نوادر فی الدواب..... ص:٥٣٧

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج٨ / ٣٤٩ / حدیث اسلام علی ع..... ص:٣٣٨

[۳] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج٦١ / ١٧٧ / باب 7 فضل ارتباط الدواب و بیان انواعہا و ما فیہ شؤمہا و برکتہا..... ص:١٥٨

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج٦ / ٤٣٠ / باب النوادر..... ص:٤٢٨

[۵] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج٩ / ١١٥ / ٢-باب الذبائح والاطعمۃ و ما یحل من ذلک و ما یحرم منہ..... ص:٦٣

بھوک سے حیوان کی شکایت:

روایت ہے کہ:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ حَائِطاً لِبَعْضِ الْاَنْصَارِ فَاِذَا فِیهِ جَمَلٌ فَلَمَّا رَاَی النَّبِیَّ ﷺ ذَرَفَتْ عَیْنَاهُ فَمَسَحَ النَّبِیُّ ﷺ سَنَامَهُ فَسَکَنَ ثُمَّ قَالَ مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ فَجَاءَ فَتًی مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ لِی یَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ اَلَا تَتَّقِی اللهَ فِی هَذِهِ الْبَهِیمَةِ الَّتِی مَلَّکَکَ اللهُ اِیَّاهَا فَاِنَّهُ یَشْکُو اِلَیَّ اَنَّکَ تُجِیعُهُ وَ تُدْئِبُهُ.

رسول خدا ﷺ ایک انصار آدمی کے باغ میں داخل ہوئے اور آپ نے ایک اونٹ دیکھا۔ جب اونٹ نے رسول خدا ﷺ کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے اس کی کوہان پر ہاتھ پھیرا۔ اونٹ نے آرام محسوس کیا حضرتؐ نے لوگوں سے پوچھا: اس کا مالک کہاں ہے؟ انصار کے ایک جوان نے کہا: یہ میرا اونٹ ہے۔ رسول خدا ﷺ نے اس سے فرمایا: تو اس حیوان کی کیوں پروا نہیں کرتا؟ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور اس نے اپنے لاغر و کمزور ہونے کی بھی شکایت کی ہے۔[1]

وضو پر حیوان کی پیاس مقدم ہے:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

رَسُولُ اللهِ ﷺ یَتَوَضَّأُ اِذْ لَاذَ بِهِ هِرُّ الْبَیْتِ وَ عَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَنَّهُ عَطْشَانُ فَاَصْغَی اِلَیْهِ الْاِنَاءَ حَتَّی شَرِبَ مِنْهُ الْهِرُّ وَ تَوَضَّأَ بِفَضْلِهِ.

رسول خدا ﷺ وضو کر رہے تھے۔ ایک بلی آپ کے پاس آئی۔ آپ جانتے تھے کہ یہ پیاسی ہے۔ آپؐ نے برتن کو بلی کی طرف کیا اس نے پانی پیا اور پھر آپ نے وضو فرمایا۔[2]

اسلامی فقہ میں بھی یہی حکم ہے کہ اگر حیوان اتنا پیاسا ہو کہ اس کی موت کا خطرہ ہو اور پانی بھی اتنا ہے کہ حیوان سیراب ہو سکتا ہو یا وضو تو حیوان کو سیراب کرے اور وضو کے بدلے تیمم کرے۔

پیاسے حیوان کو پانی پلانے کا ثواب:

رسول خدا ﷺ سے منقول ہے کہ

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۶۱ / ۱۱۱ / باب ۱۲ احوال الانعام و منافعہا و مضارہا و انتخاذہا..... ص: ۹۷

[2] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۱۶ / ۲۹۳ / فی سواکہ..... ص: ۲۵۴

وَ اطَّلَعْتُ عَلَى الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ امْرَاَةً مُومِسَةً[1] فَسَاَلْتُ عَنْهَا فَقِيلَ اِنَّهَا مَرَّتْ بِكَلْب يَلْهَثُ مِنَ الْعَطَشِ فَاَرْسَلَتْ اِزَارَهَا فِي بِئْر فَعَصَرَتْهُ فِي حَلْقِهِ حَتّٰى رَوِىَ فَغَفَرَ اللهُ لَهَا.

جب میں معراج کے سفر پر گیا اور جنت کو دیکھا میں نے ایک گناہ گار عورت کو دیکھا۔ میں نے اس کا حال پوچھا تو کہا گیا: یہ عورت ایک کنویں کے قریب سے گزر رہی تھی کہ وہاں ایک پیاسا کتا تھا۔ اس عورت نے اپنی چادر کو کنویں ڈالا اور پیاسے کتے کو سیراب کیا۔ خدا نے اسے اس عمل کے نتیجے میں بخش دیا۔[2]

نیز روایت میں ہے کہ:

فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ اَوَلَنَا فِي الْبَهَائِمِ اَجْرٌ قَالَ نَعَمْ فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: کیا حیوان سے نیکی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

آپ نے فرمایا: ہاں! ہر پیاسے کے جگر کو ٹھنڈا کرنے کا ثواب ہے۔[3]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يُحِبُّ اِبْرَادَ الْكَبِدِ الْحَرّٰى وَ مَنْ سَقٰى كَبِداً حَرّٰى مِنْ بَهِيمَةٍ اَوْ غَيْرِهَا اَظَلَّهُ اللهُ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ.

خدا پیاسوں کو سیراب کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ جو آدمی کسی حیوان کو سیراب کرتا ہے خدا اس دن اسے عرش کے سائے میں رکھے گا جب اس سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔[4]

حیوان کو پیاسا رکھنے کا انجام:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ امْرَاَةً عُذِّبَتْ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ عَطَشاً.

ایک عورت اس وجہ سے عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کر پیاسا رکھا۔[5]

حیوان کی خدمت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] ای زانِیَۃً

[2] جواہر الکلام، ۳۱، ص ۳۹۵

[3] بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ۶۲ / ۶۵ / باب ۱ الکلاب وانواعہا وصفاتہا واحکامہا والسنانیر والخنازیر فی بدء خلقہا واحکامہا..... ص: ۴۸

[4] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۴ / ۵۸ / باب سقی الماء..... ص: ۵۷

[5] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال / النص / ۲۷۸ / عقاب من قتل نفسا متعمدا..... ص: ۲۷۷

مَنِ ارْتَبَطَ فَرَساً فِي سَبِيلِ اللهِ، كَانَ عَلَفُهُ وَرَوْثُهُ وَشَرَابُهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جو شخص گھوڑے کو راہ خدا میں جہاد کے لئے پالتا ہے، اسے چارہ دیتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے اس کی یہ خدمت روز قیامت اعمال کے ترازو میں ہوگی۔ [۱]

نیز آپ نے فرمایا:

أَكْرِمُوا الْمُعَزَّى وَامْسَحُوا بِرَغَامِهَا فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ.

بکری کی خدمت کرو یعنی اس کی گرد و غبار اس سے دور کرو کیونکہ یہ جنتی حیوان ہے۔ [۲]

نیز فرمایا:

مَنْ مَشَى عَنْ رَاحِلَتِهِ عَقَبَةً فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَقَبَةً.

جو شخص سواری کے ہوتے ہوئے پیدل جائے تو خدا اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ [۳]

چھوٹی مخلوقات کی حمایت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اتَّقِ الْخُرُوجَ بَعْدَ نَوْمَةٍ فَإِنَّ لِلّٰهِ دَوَابَّ يَبُثُّهَا.

جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو باہر نہ جاؤ کیونکہ خدا کی مخلوق چرندے اس وقت زمین پر پھیلے ہوتے ہیں۔ [۴]

۲۔ حیوان کا علاج اور اس کی سلامتی:

حیوانوں کی صحت و سلامتی پر بھی توجہ دینی چاہیے، روایات میں ہے کہ انہیں آلودہ جگہ میں نہ رکھو اور غیر مناسب خوارک نہ دو اور حیوان کو اگر دوا کی ضرورت ہے تو مالک دوا کا خرچ کرے۔ [۵]

روایات معصومین علیہم السلام میں بھی حیوان کے حوالے بہت تاکید وارد ہوئی ہے دو روایات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں حتی کہ آپ کا یہ فرمان بھی گزرا ہے کہ بکری سے گرد غبار کو دور کیا جانا چاہئے۔

---

[۱] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۳۸۴/ [۱۳] المجلس الثالث عشر

[۲] الجامع الصغیر، ج۱ ص۱۶۵

[۳] کنز العمال، ج۹ ص۷۹

[۴] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۳/ ۲۶۴/ باب ۴۸ حمل العصا وادارۃ الحنک وسائر آداب الخروج من الصدقۃ والدعاء و..... ص: ۲۲۹

[۵] جواہر الکلام، ج ۳۶، ص ۴۳۶، ۴۳۷

۳۔آرام کا حق:

مسلمان حیوان سے مختلف فوائد لیتے آئے ہیں لہٰذا حیوان سے فائدہ ضرور اٹھائیں لیکن اسے آرام کرنے کی فرصت بھی دیں۔ گدھا گاڑی سے سارا دن نہیں کام لینا چاہیئے بلکہ اس کے مناسب آرام کا بندوبست ہونا چاہیے۔خاص کر رات کو آرام دینا چاہیے۔

حیوان کو آرام دینے کی سفارش:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا رَكِبْتُمْ هٰذِهِ الدَّوَابَّ فَاَعْطُوْهَا حَظَّهَا مِنَ الْمَنَازِلِ وَلَا تَكُوْنُوْا عَلَيْهَا شَيَاطِيْنَ.

جب کسی حیوان سے خدمت لو تو انہیں آرام کے وقت آرام کرنے دو اور ان پر شیطانوں کی طرح مسلط نہ ہو جاؤ یعنی ان پر ستم نہ کرو۔[۱]

روایت میں ہے کہ

نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ السَّوْمِ مَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلوع آفتاب سے پہلے حیوانات کو چرانے سے منع فرمایا ہے۔[۲]

حضرت امیر علیہ السلام مالیات کے مامور کو لکھتے ہیں:

وَلْيُرَوِّحْهَا فِي السَّاعَاتِ.

ہر وقفے کے بعد اونٹوں کو آرام کرنے کی فرصت دو۔[۳]

حیوان کے آرام کے لئے مناسب جگہ:

حضرت امام صادق علیہ السلام حضرت لقمان حکیم کے بارے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے بیٹے کو وصیت فرمائی:

وَ اِذَا قَرُبْتَ مِنَ الْمَنْزِلِ فَانْزِلْ عَنْ دَابَّتِكَ .... وَ اِذَا اَرَدْتُمُ النُّزُوْلَ فَعَلَيْكُمْ مِنْ بِقَاعِ الْاَرْضِيْنَ بِاَحْسَنِهَا لَوْناً وَ اَلْيَنِهَا تُرْبَةً وَ اَكْثَرِهَا عُشْباً

جب آرام کرنے کی جگہ کے نزدیک پہنچو تو سواری سے پیدل ہو جاؤ............اور جب تم کہیں ٹھہرنے کا ارادہ کرو تو

---

[۱] الجامع الصغیر، ج۱ ص۱۰۶

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۱۵۲ / باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

[۳] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج۱۵ / ۱۵۲ / ۲۵ ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۱۵۱

صاف ستھری اور اچھی جگہ پر آرام کرو جہاں پر زیادہ سبزہ ہو۔ [1]

حیوان کے لئے سبزہ کی جگہ مناسب ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ یُحِبُّ الرِّفْقَ وَ یُعِینُ عَلَیْهِ فَاِذَا رَکِبْتُمُ الدَّوَابَّ الْعُجْفَ فَأَنْزِلُوهَا مَنَازِلَهَا فَاِنْ كَانَتِ الْاَرْضُ مُجْدِبَةً فَانْجُوا عَلَیْهَا وَاِنْ كَانَتْ مُخْصِبَةً فَأَنْزِلُوهَا مَنَازِلَهَا.

یقیناً اللہ تعالیٰ دوست ہے حیوان سے اچھا برتاؤ کرنے والے کو۔ اونٹوں کو وہاں سے لے کر گزرو جہاں دونوں طرف گھاس ہو اور خشک و بیابان کا راستہ انتخاب نہ کرو۔ جب پانی اور گھاس کے قریب پہنچو تو انہیں پانی اور گھاس دو۔ [2]

نیز فرمایا:

وَلَا یَعْدِلْ بِهَا عَنْ نَبْتِ الْاَرْضِ اِلَى جَوَادِّ الطُّرُقِ.

ہریالی والی جگہوں کو چھوڑ کر اونٹوں کو خشک و بیابان جگہ سے لے کر نہ گزرو۔ [3]

پرندوں کا آشیانہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الطَّیْرُ فِی وَکْرِهِ آمِنٌ فِی اَمَانِ اللهِ فَاِذَا طَارَ فَصِیدُوهُ اِنْ شِئْتُمْ.

پرندہ اپنے آشیانہ میں خدا کی پناہ اور امان میں ہوتا ہے۔ جب وہ اڑے تو شکار کرو۔ [4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَلَا یُصَادُ مِنَ الطَّیْرِ اِلَّا مَا اَضَاعَ التَّسْبِیحَ.

کوئی پرندہ نہیں پکڑا جاتا سوائے اس کے کہ وہ خدا کی تسبیح کو بھول گیا ہو۔ [5]

۴۔ حیوان کی نسل:

انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ حیوان کو عقیم کرے اور اسے نسل پیدا کرنے سے روکے۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۸ / ۳۴۹ / حدیث اسلام علی ع..... ص:۳۳۸، المحاسن/ ج ۲ / ۳۷۵ / ۳۷ باب آداب المسافر..... ص:۳۷۵

[2] المحاسن/ ج ۲ / ۳۶۱ / ۲۴ باب الرفق بالدابۃ وتعہدہا..... ص:۳۶۱

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۸۱ / ۲۵ ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۳۸۰

[4] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۱۶۸ / ۱ فصل ذکر ما یحل من الصید وما یحرم منہ..... ص:۱۶۸

[5] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۱۶۸ / ۱ فصل ذکر ما یحل من الصید وما یحرم منہ..... ص:۱۶۸

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ اِخْصَاءِ الْخَيْلِ وَ الْغَنَمِ وَ الدِّيكِ.

رسول خدا ﷺ نے گھوڑے، بھیڑ اور مرغ جیسے حیوانوں کو عقیم کرنے سے منع فرمایا ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ رَجُلًا مِنْ نَجْرَانَ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ وَ مَعَهُ فَرَسٌ وَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَأْنِسُ اِلَى صَهِيلِهِ فَفَقَدَهُ فَبَعَثَ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا فَعَلَ فَرَسُكَ فَقَالَ اشْتَدَّ عَلَيَّ شَغْبُهُ فَخَصَيْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ مَثَّلْتَ بِهِ مَثَّلْتَ بِهِ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ اَهْلُهَا مُعَاوَنُونَ عَلَيْهَا اَعْرَافُهَا وَقَارُهَا وَ نَوَاصِيهَا جَمَالُهَا وَ اَذْنَابُهَا مَذَابُّهَا.

نجران کے علاقے کا ایک آدمی جنگ میں رسول خدا ﷺ کے ساتھ تھا۔ اس کے پاس گھوڑا تھا جس کو خصی کیا گیا تھا آپ نے اس شخص کے پیچھے آدمی کو بھیج کر پوچھا: تو نے گھوڑے ساتھ کیا کیا؟

اس نے جواب دیا: میرا گھوڑا شہوت والا تھا اور میں نے اسے خصی کر دیا۔

آپ نے فرمایا: تو نے اسے مثلہ کر دیا ہے گھوڑے کی پیشانی پر قیامت تک خیر لکھی ہوئی ہے۔ گھوڑے کے بال پُر وقار اس کی پیشانی خوبصورت اور اس کی دم حشرات کو دور کرنے کا آلہ ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّهُ كَرِهَ اِخْصَاءَ الدَّوَابِّ وَ التَّحْرِيشَ بَيْنَهَا.

میرے والد گرامی نے حیوانوں کو خصی کرنے اور ان کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا۔[3]

۵۔ حیوان کی دوستی کا حق:

انسان حیوان کی پرورش کرتا ہے جس سے وہ انسان کا وفادار ہوتا ہے۔ وہ آدمی پر دوستی کا حق رکھتا ہے۔ اسی لئے اسلامی فقہ میں پالتو حیوان کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

محمد بن فضیل کہتا ہے:

قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَانَ عِنْدِي كَبْشٌ سَمِينٌ لِاُضَحِّيَ بِهِ فَلَمَّا اَخَذْتُهُ وَ اَضْجَعْتُهُ نَظَرَ اِلَيَّ فَرَحِمْتُهُ وَ رَقَقْتُ لَهُ ثُمَّ اِنِّي ذَبَحْتُهُ قَالَ فَقَالَ لِي مَا كُنْتُ اُحِبُّ لَكَ اَنْ تَفْعَلَ لَا تُرَبِّيَنَّ شَيْئاً مِنْ هَذَا ثُمَّ تَذْبَحُهُ.

---

[1] بحار الانوار (ط۔ بیروت) / ج ۶۲ / ۱۰ / باب ۲ فضل اتخاذ الدیک وانواعہا واتخاذ الدجاج فی البیت واحکامہا..... ص: ۳

[2] النوادر (للر اوندی) / ۳۴ / شعار الحرب..... ص: ۳۳

[3] المحاسن / ج ۲ / ۶۳۴ / ۱۴ باب فضل الخیل وارتباطہا..... ص: ۶۳۰

میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں میں نے دنبے کو قربانی کے لئے پالا تھا جب میں نے اسے ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹایا تو اس نے مجھے دیکھا، میرا دل اس کے لئے نرم ہوا پھر بھی میں نے اسے ذبح کیا۔

آپ نے فرمایا: میں تیرے اس عمل کو پسند نہیں کرتا۔ [۱]

اس حیوان کو ذبح کرنا مکروہ ہے جس کی انسان خود پرورش کرے۔

روایت میں ہے کہ:

قُلْتُ لَهُ الرَّجُلُ يَعْلِفُ الشَّاةَ وَ الشَّاتَيْنِ لِيُضَحِّيَ بِهِمَا قَالَ لَا أُحِبُّ ذَلِكَ قُلْتُ فَالرَّجُلُ يَشْتَرِي الْحَمَلَ وَ الشَّاةَ فَيَتَسَاقَطُ عَلَفُهُ مِنْ هَاهُنَا وَ مِنْ هَاهُنَا فَيَجِيءُ الْوَقْتُ وَ قَدْ سَمِنَ فَيَذْبَحُهُ فَقَالَ لَا وَ لَكِنْ إِذَا كَانَ ذَلِكَ الْوَقْتُ فَلْيَدْخُلْ سُوقَ الْمُسْلِمِينَ وَ لْيَشْتَرِ مِنْهَا وَ يَذْبَحُهُ.

راوی نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: ایک آدمی ایک دو بھیڑوں کی پرورش کرتا ہے تاکہ قربانی کرے۔

آپ نے فرمایا: مجھے اس کا یہ کام پسند نہیں ہے۔

دوبارہ پوچھا گیا: ایک شخص ایک اونٹ یا بھیڑ بکری کو اس قصد سے خریدے اور اسے خورک دیتا رہے تاکہ قربانی تک موٹا ہو جائے۔ کیا اس کی قربانی کر سکتا ہے؟

امام نے فرمایا: نہیں! بلکہ مسلمانوں کے بازار سے خریدے اور پھر قربانی کرے۔ [۲]

امام سجاد علیہ السلام نے اپنی عمر کے آخری لحات میں اپنے بیٹے سے فرمایا:

قَدْ حَجَجْتُ عَلَى نَاقَتِي هَذِهِ عِشْرِينَ حِجَّةً فَلَمْ أَقْرَعْهَا بِسَوْطٍ قَرْعَةً فَإِذَا نَفَقَتْ فَادْفِنْهَا لَا يَأْكُلُ لَحْمَهَا السِّبَاعُ .... فَلَمَّا نَفَقَتْ حَفَرَ لَهَا أَبُو جَعْفَرٍ ﷺ وَ دَفَنَهَا.

میں نے اپنے اس اونٹ پر بیس حج کئے ہیں اور ایک تازیانہ تک نہیں مارا۔ جب یہ مرے تو اسے دفن کرنا تاکہ پرندے اس کا گوشت نہ کھائیں۔ .... پس امام علیہ السلام نے اس اونٹ کی موت کے بعد اسے دفن کر دیا۔ [۳]

۶۔ ہم نوع کی دوستی:

حضرت لقمان علیہ السلام سے اس طرح نقل ہوا ہے کہ

كُلُّ دَابَّةٍ تُحِبُّ مِثْلَهَا وَ إِنَّ ابْنَ آدَمَ يُحِبُّ مِثْلَهُ.

ہر حیوان اپنے ہم نوع سے دوستی کرتا ہے چنانچہ اولاد آدم ہم نوع کو دوست رکھتی ہے۔ [۴]

---

[۱] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان) / ج ۵ / ۴۵۲ / ۲۶ باب من الزیادات فی فقہ الحج ..... ص: ۳۸۷

[۲] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان) / ج ۹ / ۸۳ / ۲ - باب الذبائح والاطعمۃ وما یحل من ذلک وما یحرم منہ ..... ص: ۶۳

[۳] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال / النص / ۵۰ / باب نادر ..... ص: ۵۰

[۴] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۲ / ۶۴۲ / باب من تکرہ مجالستہ ومرافقتہ ..... ص: ۶۳۹

۷۔حیوان کے احترام کا حق:

حیوان کا احترام کرنا اس کا حق شمار کیا گیا ہے۔

اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ هُوَ قَائِمٌ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ عَلَيْكُمُ السَّلَامُ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنَّمَا اَنَا وَحِدِی فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَيْكَ وَ عَلَى فَرَسِكَ.

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا وہ گھوڑے پر بیٹھا ہوا تھا اس نے آپ کو سلام کیا، آپ نے جواب میں "وعلیکم السلام" کہا، اس شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے جمع کا صیغہ استعمال کیا حالانکہ میں تنہا ہوں۔آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں اور تمہارے گھوڑے کو سلامتی کی دعا دی ہے۔[۱]

ضروری ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کریں۔

حیوان کا چہرہ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لِكُلِّ شَيْءٍ حُرْمَةٌ وَ حُرْمَةُ الْبَهَائِمِ فِي وُجُوهِهَا.

ہر چیز کی حرمت ہوتی ہے اور حیوانات کی حرمت ان کے چہرے ہیں۔[۲]

حیوان کے چہرے کو خوبصورت رکھنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ لَا يَسِمُهَا فِي وَجْهِهَا.

انسان حیوان کے چہرے پر نشانی لگانے سے پرہیز کرے۔[۳]

یعنی لوہا گرم کر کے اس کے چہرے پر نشان نہ لگائے۔لیکن چہرے کے علاوہ جسم پر نشانی لگا سکتا ہے۔ ہر چیز کا احترام ہے اور حیوان کا بھی احترام ہوتا ہے اور ان کا احترام انہیں خوبصورت رکھنے میں ہے۔[۴]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تُقَبِّحُوا الْوُجُوهَ.

کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ حیوان کے چہرے پر نشانی لگائے۔[۵]

---

[۱] الجعفریات (الاشعثیات)/۸۷/باب السیرۃ فی الخیل..... ص:۸۵،النوادر(للراوندی)/۴۱/الآداب والسنن..... ص:۴۱

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۶/۵۳۹/باب نوادر فی الدواب..... ص:۵۳۷

[۳] المحاسن/ج۲/۶۲۷/۱۲باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص:۶۲۵

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۶/۵۳۹/باب نوادر فی الدواب..... ص:۵۳۷

[۵] من لایحضرہ الفقیہ/ج۲/۲۸۷/باب حق الدابۃ علی صاحبھا..... ص:۲۸۶

حیوان پر ناروا سواری:

لَا تَتَّخِذُوا ظُهُورَ الدَّوَابِّ كَرَاسِيَّ فَرُبَّ دَابَّةٍ مَرْكُوبَةٍ خَيْرٌ مِنْ رَاكِبِهَا.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ انسان حیوان کی پشت کو آرام دہ قرار دے (یعنی اس پر سوئے یا بلا وجہ اس پر سواری کرے) ممکن ہے کہ سواری سوار سے بہتر ہو۔[۱]

بعض اوقات حیوان خدا کی اطاعت اور سوار سے بہتر ہوتا ہے۔

حقوق حیوان کی رعایت نہ کرنا:

جابر انصاریؓ کہتے ہیں:

مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أُقْعِدَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا لَيْسَ فِيهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُورَةُ الْقَرْنِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ إِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَ إِعَارَةُ دَلْوِهَا وَمِنْحَتُهَا وَحَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللهِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ اپنے اونٹ، گائے، بھیڑ بکری جیسے جانوروں کے حقوق ادا نہیں کرتے تو روز قیامت یہ حیوان اپنے سموں اور سینگوں سے ان افراد کو پامال کریں گے۔

میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! اس حیوان کا حق کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

۱۔ نر کو نسل بڑھانے کے لئے دوسروں کو دینا۔

۲۔ اونٹ کو دوسروں کو عاریتاً دینا۔

۳۔ گائے، بھیڑ، بکری سے دودھ، گوشت و پشم وغیرہ دوسروں کو دینا۔

۴۔ دودھ دینے والے حیوان کو پانی کے کنارے دوھنا۔

۵۔ اونٹ اور سواری کو خدا کی راہ میں استعمال کرنا۔[۲]

---

[۱] دعائم الاسلام/ ج۱ / ۷ / ۳۴۴ / ذکر آداب السفر ص:۳۴۵

[۲] صحیح مسلم، ج ۳، ص ۴۷، سنن دارمی، کتاب الزکوٰۃ، حدیث نمبر ۱۵۶۵

پانچواں حصہ

تعامل انسان با ماحولیات

خدا نے جہانی نظام، زمین اور مختلف دوسری مخلوقات کو انسان کے لئے پیدا کیا ہے تا کہ انسان ان مخلوقات کو دیکھے اور شناخت کے بعد یہ سوچے کہ یہ امانت خدا کی اطاعت میں کیسے راستے پر گامزن ہیں:

قرآن میں خدا فرماتا ہے:

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝

جو کچھ روئے زمین پر ہے ہم نے اسے اس کی زینت (رونق) قرار دی تا کہ ہم لوگوں کا امتحان لیں کہ ان میں سے کون سب سے اچھے چلن کا ہے۔ [۱]

جب نعمتیں اور امکانات اپنے اصلی ہدف میں قرار پاتے ہیں کہ ان کے لئے استفادہ کیا جائے نہ حد سے تجاوز کرنا اور نہ حد سے کم کرنا بلکہ ایک اعتدال پسند راستے کا انتخاب کرنا چاہیے۔

روز قیامت تمام نعمتوں کی باز پرس ہوگی۔

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝

پھر تم سے اُس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پُرس کی جائے گی۔ [۲]

انسان کو جان لینا چاہیے کہ ماحول میں سب انسان شامل ہے ہر آدمی کا حصہ ہے لہذا اس کی حفاظت بھی لازم ہے تا کہ خود بھی بہرہ مند ہو سکے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَطِيبُ السُّكْنَى إِلَّا بِثَلَاثٍ الْهَوَاءِ الطَّيِّبِ وَ الْمَاءِ الْغَزِيرِ الْعَذْبِ وَ الْأَرْضِ الْخَوَّارَةِ.

انسان کو پاکیزگی وصفائی حاصل نہیں ہوسکتی جب تک تین چیزیں پاک وصاف نہ جائیں ماحول، پانی اور زمین۔ [۳]

انسانی ماحول کے اردگرد تمام اشیاء ماحولیات میں شامل ہیں۔ ان کی حفاظت کی کوشش کے لئے مادی اور معنوی ثواب ملتا ہے۔

---

[۱] سورۂ کہف: ۷

[۲] سورۂ تکاثر: ۸

[۳] تحف العقول/ النص/ ۳۲۰/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

مثال کے طور پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِن رَجُلٍ يَغْرِسُ غَرسًا اِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ قَدْرَ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرِ ذٰلِكَ الْغَرْسِ.

جو آدمی درخت لگاتا ہے۔ خدا اس کے پھل کی پیداوار کے اندازے کے مطابق اسے نیکیاں عطا فرماتا ہے۔[1]

اس کے برعکس جو آدمی محیط زیست کو نقصان دیتا ہے۔ اس کے بُرے آثار ہیں۔ جو نا قابل جبران بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَبُلْ فِي مَاءٍ نَقِيعٍ فَاِنَّهُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَاَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ.

کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرو، جو ایسا کرتا ہے وہ بلا ومصیبت میں گرفتار ہوگا اور اسے صرف اپنی سرزنش کرنی چاہیے۔[2]

لوگوں کی ضروریات کی اشیاء کو آلودہ کرنا جیسے کنواں، چشمہ یا پانی کا دوسرے مخزن کو خراب و آلودہ کرنا کا بُرا انجام ہے۔ اس بحث کو نو فصلوں میں تنظیم کیا گیا ہے۔

---

[1] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۵۱۴

[2] علل الشرائع / ج ۱ / ۲۸۳ / ۲۰۰ باب علۃ النہی عن البول فی الماء النقیع ..... ص: ۲۸۳

پہلی فصل:

ماحولیات

انسانی زندگی کا ماحول یعنی گھر سے لے کر گلی کوچوں تک ہر زندہ موجودات پارک کی فضا، سرسبز فضا، اڈے، جنگل نہریں، علمی مراکز، تحقیقی مراکز، فرہنگی، خدماتی، اداراتی، عبادی وغیرہ۔ یہ سب ماحول یا محولیات میں شامل ہے۔ ماحول کی سلامتی کا ایک سالم معاشرے سے گہرا رابطہ ہے۔ جس طرح بدن کے بارے میں صحت وسلامتی، علاج مقدم ہے اسی طرح ماحولیات سالم بھی مقدم ہے۔ ماحولیات کی حفاظت سب کی ذمہ داری ہے۔ یعنی رعایت حق زمین، ہوا، پانی، خاک، دریا، صحرا، پہاڑ، گھاس، حیوانات اور دوسری موجودات یہ سب آدمی کی زندگی اور معاشرے کے درمیان رابطہ ہیں۔ [۱] ماحولیات کو آلودہ کرنے سے منع کیا گیا ہے اور پاک رکھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اُكْنُسُوا اَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ.

زندگی کے ماحول کی نظافت کی رعایت کرو اور یہودیوں کی مانند نہ بنو۔ [۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالٰى طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ...... فَنَظِّفُوْا اَفْنِيَتَكُمْ.

خداوند عالم پاک ہے اور صفائی کو دوست رکھتا ہے، وہ پاکیزہ ہے اور پاکیزگی کو دوست رکھتا ہے۔ پس زندگی کا ماحول

---

[۱] اسلام ومحیط زیست، ص ۳۸

[۲] المحاسن/ ج ۲ / ۶۲۴ / ۹ باب تنظیف البیوت والافنیۃ ..... ص: ۶۲۴، الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۵۳۱ / باب النوادر..... ص: ۵۳۱

پاکیزہ رکھو۔[1]

اس حدیث سے چند نکات ملتے ہیں:

۱۔انسان خدا کا خلیفہ ہے اور خلیفہ کو چاہیے کہ اس کی سیرت کو برقرار رکھے اپنے اردگرد، اندر باہر خود سے مربوط ہر چیز مین صفائی و پاکیزگی کو مدنظر رکھے، پاکیزگی محبوب خدا ہے۔

۲۔خوشبو اور پاکیزگی روح کو لطیف بناتی ہے۔پس جسم کی پاکیزگی سے روح ملکوتی کو طاقت ملتی ہے۔

۳۔یہ حکم سب کے لئے ہے، ہمیشہ اور سب جگہ کو شامل ہے۔مرد وعورت، بوڑھا، جوان، سب انسانوں کی زندگی کو خطاب ہے۔عوام اور حکومت دونوں کی ذمہ داری ہے کہ ماحول کو پاکیزہ رکھیں۔

۴۔خدا جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔پاک و پاکیزہ فضا محبوب خدا ہے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے پہاڑ کے بارے میں فرمایا:

هٰذَا اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ.

یہ اُحد کا وہ پہاڑ ہے جو ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں۔[3]

تمام پہاڑ ہمارے دوست ہیں اور ہم ان کے دوست ہیں۔یہ صرف احد کے پہاڑ سے مخصوص نہیں ہے۔یعنی خدا کی تمام نعمتوں سے حقیقی فائدہ اٹھایا جائے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾

بادشاہوں کا قاعدہ ہے کہ جب کسی بستی میں (بزور فتح) داخل ہوتے ہیں تو اس کو اجاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل ورسوا کر دیتے ہیں۔اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔[4]

انسان کو چاہیے کہ ماحولیات کو خدا کی امانت سمجھے اور اسے آلودہ نہ ہونے دے۔[5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فوج کو جنگ پر روانہ کرتے تو انہیں سفارش فرماتے:

لَا تَقْطَعُوا شَجَرَةً اِلَّا اَنْ تُضْطَرُّوا اِلَيْهَا

مجبوری کے علاوہ درخت کو نہ کاٹیں۔[6]

---

[1] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/۲۹۶/نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، با ترجمہ فارسی

[2] سروش ہدایت، ج ا،ص ۳۵ تا ۳۸

[3] اعلام الوری باعلام الہدی (ط-الحدیثۃ)/ج ا/ ۲۴۷/فصل فی ذکر بعض اصحاب رسول اللہ (ص) بہ..... ص:۲۴۵

[4] سورۂ نمل: ۳۴

[5] ر۔ک۔اسلام ومحیط زیست، ص ۷۳، ۷۵

[6] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۵/۳۰/باب وصیۃ رسول اللہ ص وامیر المؤمنین ع فی السرایا..... ص:۲۷

اسی طرح امامؑ فرماتے ہیں کہ اس سرزمین میں رہائش اچھی ہوتی ہے جس کی ہوا صاف ستھری، زیادہ پانی، زمین زرخیز اور کاشت کے قابل ہو۔[۱]

ماحولیات کے آثار:

انسان کی زندگی کے لئے سلامتی ایک بڑی نعمت ہے۔ انسان کی روزی کے لئے بڑی موثر ہے۔ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

تَرْكُ الزِّنَا وَ كَنْسُ الْفِنَاءِ وَ غَسْلُ الْإِنَاءِ مَجْلَبَةٌ لِلْغَنَاءِ.

زنا کو ترک کرنا، جھاڑو دینا، برتنوں کو دھونا، انسان کی بے نیازی کا باعث ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

غَسْلُ الْإِنَاءِ وَ كَسْحُ الْفِنَاءِ مَجْلَبَةٌ لِلرِّزْقِ.

ظروف کا دھونا جھاڑو دینا روزی میں اضافہ کا سبب ہے۔[۳]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

كَنْسُ الْفِنَاءِ يَجْلِبُ الرِّزْقَ.

نظافت اور جھاڑو دینے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[۴]

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے فرمان میں پاکیزگی دامن اور ماحولیات دونوں کی رعایت کا حکم دیا گیا ہے اور اگر دقت نظر سے اس حدیث پر توجہ دی جائے محسوس یہ ہوتا ہے کہ امام نے دونوں کو برابر شمار کیا ہے۔

ماحول کو آلودہ کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَهَى اَنْ يَبُولَ اَحَدٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ مُثْمِرَةٍ اَوْ عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ.

پھل دار درخت ہو یا عام راستے ان پر پیشاب نہ کرو۔[۵]

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۳۲۰/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[۲] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۳/ ۳۱۸/ باب ۶۰ مایورث الفقر والغناء..... ص:۳۱۴

[۳] الخصال/ ج ۱/ ۵۴/ خصلتان مجلبتان للرزق..... ص:۵۴

[۴] المحاسن/ ج ۲/ ۶۲۴/ ۹ باب تنظیف البیوت والافنیۃ..... ص:۶۲۴

[۵] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

لہٰذا مسلمان کے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ پارکوں، اڈوں، سبزوں اور راستوں کو آلودہ کریں۔ حکومت اور عوام دونوں مل کر ہی ماحول کو پاکیزہ بنا سکتے ہیں۔ بعض دوسروں کو آلودہ دیکھتے ہیں اور منع تک نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں پر خدا ناراض ہوتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مَلْعُونٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ الْمُتَغَوِّطُ فِي ظِلِّ النُّزَّالِ وَ الْمَانِعُ الْمَاءَ الْمُنْتَابَ وَ السَّادُّ الطَّرِيقَ الْمَسْلُوكَ.

تین گروہ ناروا کام کرنے کی وجہ سے خدا کی رحمت سے دور ہیں۔

۱۔ جو آدمی عمومی جگہ پارک گلی، روڈ، سایہ بان اور مہمان سراء کو آلودہ کرتے ہیں۔

۲۔ جو آدمی پانی کی باری میں رعایت نہ کرے۔

۳۔ جو آدمی سڑک پر ایسی چیز رکھے جس سے گزرنے والوں کے لئے مشکل ہو۔ [۱]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَبُلْ عَلَى سَطْحٍ فِي الْهَوَاءِ وَلَا فِي مَاءٍ جَارٍ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ.

مکان کی چھت پر، ہوا میں اور جاری پانی میں پیشاب نہ کرو اگر کسی نے ایسا کیا وہ بیماری میں مبتلا ہوگا اور اسے اپنے سوا کسی کی سرزنش نہیں کرنا چاہیے۔ [۲]

ماحولیات پر گناہ کا اثر:

دنیا کے حوادث ایک حد تک انسانی اعمال کے تابع ہیں یعنی اگر انسان خدا کی اطاعت کرتا ہے اور اس کی بندگی کرتا ہے اس پر رحمت کے دریا اور برکات الٰہی ہوتی ہیں اس کے برعکس بعض لوگ معاشرے میں فساد برپا کرتے ہیں۔

گمراہ کن وادی میں قدم رکھنے والا، باطل اندیشہ اور فاسد انگیزہ انسان کو آلودہ کر دیتا ہے۔ انسانی معاشرے میں فساد ہوتا ہے دریا خشک ہوجاتے ہیں۔ ستم کی وجہ سے ملت میں امن نہیں رہتا، جنگ فتنہ وفساد عام ہوجاتا ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿٣٠﴾

اور جو مصیبت تم پر پڑتی ہے وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کی کرتوت سے اور (اس پر بھی) وہ بہت کچھ معاف کر دیتا ہے۔ [۳]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۲۹۲/باب فی اصول الکفر وارکانہ..... ص:۲۸۹

[۲] تحف العقول/النص/۱۰۲/آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

[۳] سورۂ شوریٰ:۳۰

لوگوں اور قوموں کی نافرمانیوں اور سرکشیوں کی بنا پر جو عذاب و حوادث نازل ہوئے ان کا ذکر قرآن مجید میں کچھ طرح سے ہے۔قوم عرم پر جو عذاب آیا اس کا ذکر یوں آیا ہے:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

ہم نے (ایک ہی بند توڑ کر) ان پر بڑے زوروں کا سیلاب بھیج دیا۔[1]

طوفان نوحؑ کا ذکر یوں ہے:

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ۝۱۴

آخر طوفان نے انہیں لے ڈالا۔اور وہ اس وقت بھی سرکش ہی تھے۔[2]

قوم ثمود کے عذاب کا ذکر یوں ہے:

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۝۱۷

اور رہے ثمود تو ہم نے ان کو سیدھا رستہ دکھا دیا مگر ان لوگوں نے ہدایت کے مقابلہ میں گمراہی کو پسند کیا تو ان کی کرتوتوں کی بدولت ذلت کے عذاب کی بجلی نے ان کو لے ڈالا۔[3]

قوم عاد پر عذاب کا ذکر یوں ہے:

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ۝۶

رہے (قوم) عاد تو وہ بہت شدید تیز آندھی سے ہلاک کیے گئے۔[4]

دنیا میں ہونے والے حوادث کے واقع ہونے میں انسان کے نیک اعمال اور بداعمال کی تاثیر ہوتی ہے۔[5]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَا اِنَّهُ لَيْسَتْ سَنَةٌ اَمْطَرَ مِنْ سَنَةٍ وَلٰكِنْ يَصِفُهُ [يَضَعُهُ] حَيْثُ يَشَاءُ اِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا عَمِلَ قَوْمٌ بِالْمَعَاصِي صَرَفَ عَنْهُمْ مَا كَانَ قَدَّرَ لَهُمْ مِنَ الْمَطَرِ فِي تِلْكَ السَّنَةِ اِلَى غَيْرِهَا مِنَ الْفَيَافِي وَ الْبِحَارِ وَ الْجِبَالِ وَ اِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَيُعَذِّبُ الْجُعَلَ فِي جُحْرِهَا يَحْبِسُ الْمَطَرَ عَنِ الْاَرْضِ لخطا [الْخَطَايَا] مَنْ بحضرته [بِحَضْرَتِهَا] وَ قَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُ السَّبِيلَ وَ الْمَسْلَكَ اِلَى مَحَلِّ اَهْلِ الطَّاعَةِ ثُمَّ قَالَ اَبُو

[1] سورۂ سبا: ۱۶
[2] سورۂ عنکبوت: ۱۴
[3] سورۂ فصلت: ۱۷
[4] سورۂ حاقہ: ۶
[5] اسلام و محیط زیست، ص ۲۰۴

جَعْفَرٍ علیہ السلام فَاعْتَبِرُوا يا أُولِي الْاَبْصارِ وَ الْاَلْبَابِ- ثُمَّ قَالَ وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ع قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا ظَهَرَ الزِّنَاءُ كَثُرَ مَوْتُ الْفَجْاَةِ وَ اِذَا طُفِّفَ الْمِكْيَالُ اَخَذَهُمُ اللهُ بِالسِّنِينَ وَ النَّقْصِ وَ اِذَا مَنَعُوا الزَّكَاةَ مَنَعَتِ الْاَرْضُ بَرَكَتَهَا مِنَ الزَّرْعِ وَ الثِّمَارِ وَ الْمَعَادِنِ وَ اِذَا جَارُوا فِي الْاَحْكَامِ وَ تَعَاوَنُوا عَلَى الظُّلْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اِذَا نَقَضُوا الْعُهُودَ سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ وَ اِذَا قَطَّعُوا الْاَرْحَامَ جُعِلَتِ الْاَمْوَالُ فِي اَيْدِي اَشْرَارِهِمْ وَ اِذَا لَمْ يَأْمُرُوا بِمَعْرُوفٍ وَلَمْ يَنْهَوْا عَنْ مُنْكَرٍ وَ لَمْ يَتَّبِعُوا الْاَخْيَارَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ اَشْرَارَهُمْ فيدعوا [فَيَدْعُو] اَخْيَارُهُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ.

کوئی ایسا سال نہیں جس میں پہلے سے زیادہ بارش نہ ہو لیکن جب معاشرے میں لوگ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں تو خدا بارش نازل نہیں فرماتا۔ پہاڑوں، دریاؤں اور صحراؤں میں بارش ہوتی ہے۔

پھر امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اے صاحب بصیرت! نصیحت حاصل کرو۔

پھر فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام کی کتاب میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب زنا آشکار ہو جائے، ناگہانی موت عام ہو جاتی ہے۔ جب کم فروشی ہوتی ہے تو خدا لوگوں کو قحط میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جب زکات ادا نہیں ہوتی تو زمین بھی انہیں زراعت، پھل اور معدنیات سے محروم کر دیتی ہے۔ جب قضاوت میں ظلم ہو ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے جب وعدہ خلافی کرتے ہیں تو خدا ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیتا ہے۔ جب قطع رحمی ہو اموال شریر لوگوں کے ہاتھوں میں آ جاتا ہے۔

جب امر و نہی نہیں کرتے تو خدا بروں کو حاکم بنا دیتا ہے ایسی حالت میں نیک افراد دعا کرتے ہیں لیکن ان کی دعا مستجاب نہیں ہوتی۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيَنْوِي الذَّنْبَ فَيُحْرَمُ رِزْقَهُ.

گناہ کی نیت روزی سے محرومیت کا سبب ہے۔ [2]

آگ کا بجھانا:

عمارتوں، جنگلوں، کھیتوں، وسائل نقلیہ اور دوسری چیز جسے آگ لگ جائے ایسی حالت میں مدد کرنا ضروری ہے۔ اس سے

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۵۲/ عقاب المعاصی..... ص: ۲۵۲

[2] المحاسن/ ج۱/ ۱۱۶/ ۵۶ عقاب الذنب..... ص: ۱۱۵

ماحولیات کی حفاظت ہوتی ہے۔ایسی مدد کرنے کا ثواب بھی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا رَاَیْتُمُ الْحَرِیقَ فَکَبِّرُوا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُطْفِئُہُ.

اگر کسی جگہ آگ لگ جائے تو اللہ اکبر کہو خدا آگ کو خاموش کر دیتا ہے۔[1]

جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ واقعہ ہوا اسی طرح منصور دوانیقی نے امام صادق علیہ السلام کے گھر کو آگ لگائی۔آپ نے آگ کے شعلوں سے گزرتے ہوئے کہا:

اَنَا ابْنُ اَعْرَاقِ الثَّرٰی اَنَا ابْنُ اِبْرَاهِیمَ خَلِیلِ اللّٰہِ.

میں اعراق الثریٰ[2] کا فرزند ہوں میں ابراہیم خلیل اللہ کا فرزند ہوں۔

آگ کا آپؑ پر کچھ اثر نہ ہوا۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ اکبر کہو، اللہ تعالیٰ آگ کو خاموش کر دیتا ہے۔

یہ ظاہری آگ کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اگر اپنی ذلت کو جان لے تو شہوت کی آگ بھی بجھائی جاسکتی ہے۔اگر اللہ اکبر کہنے والا مؤحد ہو تو آگ خاموش ہو جاتی ہے لیکن مؤحد کا رمظہر الٰہی ہوتا ہے۔

کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ

جب یہ لوگ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں تو خدا اس کو بجھا دیتا ہے۔[4]

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کلام سے یہ مقصود ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ اکبر کہنے سے آگ خاموش ہو جاتی ہے۔

اللہ اکبر ایسی ہو جس سے کبریائی ظاہر ہو اس وقت اندرونی وظاہری دونوں قسم کی آگ بجھ سکتی ہے۔[5]

اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ عَنْ قَوْمٍ مِنَ الْمُسْلِمِینَ عَادِیَةَ مَاءٍ اَوْ نَارٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

جو شخص مسلمانوں کو آگ لگنے سے بچاتا ہے خدا اس پر جنت واجب کر دیتا ہے۔[6]

---

[1] کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ (ط-القدیمۃ)/ج ۲ / ۱۶۴ / واما مناقبہ وصفاتہ..... ص:۱۵۵

[2] یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا لقب ہے جس کا ایک معنی ہے" پانی دینے والا بہت مالدار"

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۱ / ۴۷۳ / باب مولد ابی عبداللہ جعفر بن محمد ع..... ص:۴۷۲

[4] سورۂ مائدہ: ۶۴

[5] تفسیر موضوعی قرآن کریم، ج۹، سیرۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در قرآن، ص۳۵۹، ۳۶۰

[6] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج ۵ / ۵۵ / باب..... ص:54

دوسری فصل

آب وہوا اور زرخیز زمین

صاف آب وہوا اور زرخیز زمین خدا کی ایک نعمت ہے۔ جو ضروریات زندگی میں سے ہے۔

قرآن میں خداوند عالم فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾

اور وہی تو وہ خدا ہے جس نے پانی (منی) سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان اور سسرال والا بنایا اور (اے رسولؐ) تمہارا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔[1]

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾

اور ہم نے آدمی کو گیلی مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔[2]

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾

اور خدا ہی نے تمام زمین پر چلنے والے کو پانی سے پیدا کیا۔ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ان میں ایسے ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اس میں شک نہیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔[3]

---

[1] سورۂ فرقان: ۵۴

[2] سورۂ مومنون: ۱۲

[3] سورۂ نور: ۴۵

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ يُرِيۡكُمُ الۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحۡىٖ بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴﴾

اوراسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور اُمید دلانے کے واسطے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے اور اس کے ذریعے سے زمین کو اس کے پڑتی ہونے کے بعد آباد کرتا ہے بے شک عقلمندوں کے واسطے اس میں (قدرت خدا کی) بہت سی دلیلیں ہیں۔[۱]

اَوَلَمۡ يَرَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا ؕ وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ حَىٍّ ؕ اَفَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۰﴾

جولوگ کافر ہو بیٹھے کیا ان لوگوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ آسمان اور زمین دونوں بستہ (بند) تھے تو ہم نے دونوں کو شگافتہ کیا (کھول دیا) اور ہم ہی نے ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا۔ تو کیا اس پر بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِي سِوَى هٰذِهِ الْخِصَالِ: بَيْتٌ يَسْتُرُهُ، وَثَوْبٌ يُوَارِي عَوْرَتَهُ، وَجِلْفُ الْخُبْزِ، وَالْمَاءِ.

انسان کوئی حق نہیں رکھتا ان پانچ حقوق حقوق کے علاوہ: رہنے کے لئے گھر، پہننے کے لئے لباس، کھانے کے لئے روٹی اور پانی۔[۳]

پھر فرمایا:

اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ فِيْ ثَلَاثَةٍ:........... اَلْمَآءُ.

تمام مسلمان تین چیزوں میں برابر کے شریک ہیں:................... پانی۔ف[۴]

امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ

لَا تَطِيبُ السُّكْنَى إِلَّا بِثَلَاثٍ الْهَوَاءِ الطَّيِّبِ وَالْمَاءِ الْغَزِيرِ الْعَذْبِ وَالْأَرْضِ الْخَوَّارَةِ.

ایسی سرزمین جس کے تین عوامل نہ ہوں زندگی گوارا نہیں ہوتی۔ پاک ہوا، زیادہ پانی اور زرخیز زمین۔[۵]

ایک اور جگہ فرمایا:

ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ يَحْتَاجُ النَّاسُ طُرّاً إِلَيْهَا الْأَمْنُ وَالْعَدْلُ وَالْخِصْبُ.

---

[۱] سورۂ روم: ۲۴

[۲] سورۂ انبیاء: ۳۰

[۳] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۴۶۲

[۴] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۲۶۸

[۵] تحف العقول/ النص/ ۳۲۰/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

تمام لوگ تین چیزوں میں محتاج ہیں۔امن،عدالت اور فراوانی نعمت۔[۱]

ضروری ہے آب وہوا اور اس سے فائدہ اٹھانا جو کہ امانت الٰہی ہیں ان کی پاکیزگی اور آلودگی سے پاک کرنا خاص فن کی ضرورت ہوتی ہے۔[۲]

اسی طرح لازم ہے کہ زرخیز زمین اور اس کی کیفیت خدا کی طرف سے نعمت ہے۔وہ امور جو زمین کو خراب کرتے ہیں ان پر توجہ دینا ضروری ہے ان سے فائدہ لینا بشر کا حق ہے فرد اور معاشرے کی ضروریات کو پورا کرنا لازم ہے۔[۳]

پانی ذخیرہ:

خدا قرآن میں فرماتا ہے:

اَفَرَءَيۡتُمُ الۡمَآءَ الَّذِىۡ تَشۡرَبُوۡنَؕ‏ ﴿۶۸﴾ ءَاَنۡتُمۡ اَنۡزَلۡتُمُوۡهُ مِنَ الۡمُزۡنِ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡزِلُوۡنَ‏ ﴿۶۹﴾ لَوۡ نَشَآءُ جَعَلۡنٰهُ اُجَاجًا فَلَوۡلَا تَشۡكُرُوۡنَ‏ ﴿۷۰﴾

تو کیا تم نے پانی پر بھی نظر ڈالی جو (دن رات) پیتے ہو۔کیا اس کو بادل سے تم نے برسایا ہے یا ہم برساتے ہیں۔اور اگر ہم چاہیں تو اُسے کھاری بنا دیں تو تم لوگ شکر کیوں نہیں کرتے۔[۴]

خدا بارش کو معین حساب سے نازل فرماتا ہے:

وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسۡكَنّٰهُ فِى الۡاَرۡضِ ‌ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوۡنَ‌ۚ‏ ﴿۱۸﴾

اور ہم ہی نے آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی برسایا پھر اس کو زمین میں (حسب مصلحت) ٹھہرائے رکھا۔اور ہم تو یقیناً اس کے غائب کر دینے پر قابو رکھتے ہیں۔[۵]

"بقدر" کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا ایک خاص مقدار میں بارش نازل فرماتا ہے نہ زیادہ نہ کم۔امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

بارش کا پانی زمین میں جذب ہوتا ہے اور وہاں ذخیرہ ہوتا ہے پھر نہر،چشموں اور کنویں کے ذریعے اس سے استفادہ کیا جاتا ہے۔[۶]

جیسا کہ آیت میں ہے:

اَخۡرَجَ مِنۡهَا مَآءَهَا وَمَرۡعٰٮهَا ﴿۳۱﴾

---

[۱] تحف العقول/النص/۳۲۰/ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[۲] ر۔ک،اسلام ومحیط زیست،ص ۲۷۴

[۳] اسلام ومحیط زیست،ص ۲۷۴

[۴] سورۂ واقعہ:۶۸ تا ۷۰

[۵] سورۂ مومن:۱۸

[۶] تفسیر القمی،ج۲،ص ۹۳

اسی میں سے اس کا پانی اوراس کا چارہ نکالا۔ [1]

انسان نے پانی کو ذخیرہ کرنا سیکھا لہٰذا بڑے بڑے بند بنائے اور بجلی بھی پیدا کر سکتے ہیں اور زراعت بھی ہوتی ہے۔ پانی کو ذخیرہ کرنے کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سفارش فرماتے تھے اس میں اسراف کرنے اور اسے آلودہ کرنے سے منع فرمایا۔

الْوُضُوءُ مُدٌّ وَ الْغُسْلُ صَاعٌ وَ سَيَأْتِي أَقْوَامٌ بَعْدِي يَسْتَقِلُّونَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ عَلَى خِلَافِ سُنَّتِي وَ الثَّابِتُ عَلَى سُنَّتِي مَعِي فِي حَظِيرَةِ الْقُدُسِ.

وضو میں پانی کی مقدار ایک مد (کلو سے کم) اور غسل کے لئے صاع (تین کلو) پانی استعمال کرنا چاہیے۔لیکن میرے بعد ایک قوم آئے گی جو اسے کم شمار کرے گی وہ میری سنت کی مخالفت کریں گے جو باعمل ہوگا وہ روز قیامت میرے ساتھ ہوگا۔ [2]

آپ نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ عَادِيَةَ مَاءٍ أَوْ عَادِيَةَ نَارٍ فَلَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ.

جو آدمی پانی کو ضائع ہونے سے بچائے اور ذخیرہ کرے وہ جنت میں جائے گا۔ [3]

حضرت امیر علیہ السلام کا کلام بھی اس مطلب پر دلالت کرتا ہے کہ

مَنْ وَجَدَ مَاءً وَ تُرَاباً ثُمَّ افْتَقَرَ فَأَبْعَدَهُ اللهُ.

جس ملت کے پاس پانی، زمین اور کھیتی باڑی ہو لیکن پھر بھی وہ محتاج ہو تو وہ رحمت الٰہی سے دور ہے۔ [4]

پانی کے بعض آثار:

اسلام نے پانی کو ذخیرہ کرنے کی تاکید کی ہے اور اس کے استعمال کے لئے احکام ہیں۔حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

تَنَظَّفُوا بِالْمَاءِ مِنَ الرِّيحِ الْمُنْتِنَةِ

تم اپنے آپ کو پانی سے پاکیزہ رکھو۔ [5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرد پانی کے لئے فرماتے ہیں:

اِسْتَنْجُوا بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَإِنَّهُ مُصَحَّةٌ لِلْبَوَاسِيرِ.

---

[1] سورۂ نازعات:۳۱

[2] روضۃ المتقین فی شرح من لایحضرہ الفقیہ (ط-القدیمۃ)/ج۱/۱۲۹/باب مقدار الماء للوضوء والغسل..... ص:۱۲۷

[3] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ج۱/۱۷۵/الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمۃ الاطہار..... ص:۱۷۳

[4] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/النص/۱۱۵/احادیث متفرقۃ..... ص:۹

[5] تحف العقول/النص/۱۱۰/آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

ٹھنڈے پانی سے استنجا کرو کیونکہ یہ بواسیر کا علاج ہے۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

صُبُّوا عَلَى الْمَحْمُومِ الْمَاءَ الْبَارِدَ فَإِنَّهُ يُطْفِئُ حَرَّهَا.

جس آدمی کو بخار ہو اس پر ٹھنڈا پانی ڈالو تا کہ بخار کی حرارت کم ہو جائے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْمَاءُ الْبَارِدُ يُطْفِئُ الْحَرَارَةَ وَيُسَكِّنُ الصَّفْرَاءَ وَيُذِيبُ الطَّعَامَ فِي الْمَعِدَةِ وَيَذْهَبُ بِالْحُمَّى.

ٹھنڈا پانی حرارت کو خاموش کرتا ہے۔ صفراء کو آرام ملتا ہے غذا ہضم ہوتی ہے اور بخار برطرف ہوتا ہے۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

الْمَاءُ الْمَغْلِيُّ يَنْفَعُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يَضُرُّ مِنْ شَيْءٍ.

گرم پانی تمام چیزوں کے لئے مہم ہے۔ کسی چیز کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔[4]

آب زم زم:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَتْ زَمْزَمُ اَشَدَّ بَيَاضاً مِنَ اللَّبَنِ وَ اَحْلَى مِنَ الشَّهْدِ وَ كَانَتْ سَائِحَةً فَبَغَتْ عَلَى الْاَمْيَاهِ فَاَغَارَهَا اللهُ جَلَّ وَعَزَّ وَ اَجْرَى عَلَيْهَا عَيْناً مِنْ صَبِرٍ.

آب زم زم دودھ سے زیادہ سفید۔ شہد سے زیادہ شیریں، زمین پر جاری تھا پس جس نے دوسرے پانی سے صرف نظر کیا خداوند عالم نے اسے مہار کیا اور صبر کا چشمہ جاری کیا۔[5]

پانی پر نگاہ ڈالنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام کاظم علیہ السلام نے ایک حدیث میں اس طرح فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَجْلِينَ الْبَصَرَ .... وَ النَّظَرُ إِلَى الْمَاءِ الْجَارِي.........

---

[1] الجامع الصغیر، ج ا، ص ۱۵۳

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۵۶/ فی الماء البارد..... ص:۱۵۶

[3] مکارم الاخلاق/ ۱۵۶/ فی الماء البارد..... ص:۱۵۶

[4] مکارم الاخلاق/ ۱۵۷/ فی الماء المغلی..... ص:۱۵۷

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۳۸۶/ باب فضل ماء زمزم وماء المیز اب..... ص:۳۸۶

تین چیزوں پرنظر سے آنکھ کی روشنی زیادہ ہوتی ہے:......................جاری پانی پرنگاہ کرنے..................۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ یُضِئْنَ الْوَجْهَ........وَ النَّظَرُ اِلَی الْمَاءِ.........

چار چیزوں سے انسان کا چہرہ نورانی وشاداب نظر آتا ہے:...........پانی کو دیکھنے سے............۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَیِّدُ الْاَشْرِبَةِ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ الْمَاءُ.

پینے کے پانی کو دنیاوآخرت کے پانی پر برتری حاصل ہے۔[۳]

پانی پینے کی دعا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا شَرِبَ الْمَاءَ قَالَ

پانی پیتے وقت یہ دعا پڑھو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَمْ یَجْعَلْهُ اُجَاجاً بِذُنُوبِنَا وَ جَعَلَهُ عَذْباً فُرَاتاً بِنِعْمَتِهِ.

اس خدا کی تعریف جس نے پانی کو ہمارے گناہوں کی وجہ سے اسے نمکین اور تلخ نہیں بنایا بلکہ ایک خوشگوار نعمت قرار دیا۔[۴]

قیامت میں ٹھنڈے پانی کا سوال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اولَ ما یُسْأَلُ عَنْهُ العَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنَ النَّعِیمِ انْ یُقَالَ لَهُ: اَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ، وَنُرْوِ مِنَ الماءِ البارِدِ؟.

روز قیامت مادی نعمتوں میں سے سب سے پہلے یہ سوال ہوگا کہ انسان سے پوچھا جائے گا: کیا تجھے سالم بدن نہیں دیا اور ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا۔[۵]

---

[۱] الخصال/ ج۱ / ۹۲ /ثلاثة یجلین البصر ص:۹۲

[۲] الخصال/ ج۱ / ۲۳۷ / اربعة یضئن الوجه..... ص:۲۳۷

[۳] مکارم الاخلاق/ ۳۲ / الفصل الرابع فی صفة اخلاقه ص فی مشربه..... ص:۳۱

[۴] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱ / ۳۸ / الباب الخامس فی التخویف والترهیب..... ص:۳۱

[۵] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۳۴۴

روایت میں ہے کہ:

قَالَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فِي قَوْلِهِ تَعَالَى لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ الصِّحَّةُ وَ الْاَمْنُ وَ الْقُوَّةُ وَ الْعَافِيَةُ وَ قِيلَ الْمَاءُ الْبَارِدُ فِي اَيَّامِ الْحَرِّ

حضرت امیر علیہ السلام نے اس آیت "ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ "[۱] (پھر تم سے اُس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پُرس کی جائے گی) کی تفسیر میں فرمایا کہ روز قیامت نعمت سے سوال کا مطلب یہ ہے کہ نعمت سے مراد گرم دنوں میں ٹھنڈا پانی ہے۔[۲]

نکتہ

یاد رہے پانی کی نعمت خدا تعالی کی مادی و ظاہری نعمت ہے امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ

"نَحْنُ مِنَ النَّعِيمِ".

ہم ہیں وہ نعمت الٰہی جس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔[۳]

یہ نعمت خداوند قدوس کی معنوی نعمتوں میں سے روشن ترین مصداق ہے۔

پانی کو آلودہ نہ کرنا:

مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ انسان کی زندگی کا سبب یعنی پانی اور زندہ موجودات کو آلودہ کرے۔

منقول ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم اَنْ يُتَغَوَّطَ عَلَى شَفِيرِ مَاءٍ يُسْتَعْذَبُ مِنْهُ اَوْ نَهَرٍ يُسْتَعْذَبُ مِنْهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پینے کے پانی میں اور دریا کے کنارے جہاں سے لوگ پانی سے استفادہ کرتے ہیں اس جگہ پیشاب کرنے، جاری میں پیشاب کرنے اور کنویں میں لعاب دہن پھینکنے سے منع فرمایا ہے۔[۴]

بعض جگہوں پر پانی کے کنارو اطراف میں پاخانہ کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔[۵]

کہیں حکم دیا گیا ہے کہ جاری میں پانی میں پیشاب نہ کیا جائے۔[۶]

---

[۱] سورۂ تکاثر: ۸

[۲] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۳۸/ الباب الخامس فی التخویف والترہیب..... ص:۳۱

[۳] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۲۷۲/ [۱۰] المجلس العاشر

[۴] الخصال/ ج۱/ ۹۷/ النہی عن التغوط فی ثلاثۃ مواضع..... ص:۹۷

[۵] الجامع الصغیر، ج۲، ص۷۰۵

[۶] الجامع الصغیر، ج۲، ص۷۰۴

جن مقامات پر سے پانی پیا جاتا ہے وہاں پانی میں تھوکنے سے منع کیا گیا ہے۔[1]

اسی طرح آپ نے جمع شدہ پانی کو آلودہ کرنے والے کو لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔[2]

اسی طرح دیگر مواقع پر فرمایا کہ کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب و پاخانہ نہ ڈالا جائے۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے پانی میں پیشاب و پاخانہ سے منع فرمایا ہے۔[4]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَهَى اَنْ يَبُولَ الرَّجُلُ فِي الْمَاءِ اِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پینے کے پانی کے علاوہ باقی پانی میں حالت اضطرار کے علاوہ پیشاب یا پاخانہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔[5]

پانی میں پیشاب کا نقصان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَبُلْ فِي مَاءٍ نَقِيعٍ فَإِنَّهُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ.

ذخیرہ شدہ خوشگوار پانی میں پیشاب نہ کرو جو ایسا کرتا ہے وہ بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر اسے اپنے آپ کو سرزنش کرنی چاہیے۔[6]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا اور اس کی علت کے بارے میں فرمایا:

فَإِنَّهُ مِنْهُ يَكُونُ ذَهَابُ الْعَقْلِ

عقل کے زائل ہونے کا سبب ہے۔[7]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ تِسْعَةُ اَشْيَاءَ تُورِثُ النِّسْيَانَ .... وَالْبَوْلُ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ.

---

[1] نَهَى عَنِ الْبُزَاقِ فِي الْبِئْرِ الَّتِي يُشْرَبُ مِنْهَا (من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۱۰ / باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳)

[2] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۲۷

[3] لَا يَبُولَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ (عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۲ / ۱۸۷ / باب الطہارۃ..... ص:۱۶۷)

[4] الْمَاءُ لَهُ سُكَّانٌ فَلَا تُؤْذُوهُمْ بِبَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ (مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱ / ۲۷۱ / ۱۹ - باب کراہۃ البول فی الماء جاریا و راکدا و جملۃ من المناہی..... ص:۲۷۰)

[5] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۲ / ۱۸۷ / باب الطہارۃ..... ص:۱۶۷

[6] علل الشرائع/ ج ۱ / ۲۸۳ / ۲۰۰ باب علۃ النہی عن البول فی الماء النقیع ص:۲۸۳

[7] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۴ / باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

اے علیؑ! فراموشی کے نو عامل ہیں.................کھڑے پانی میں پیشاب کرنا ہے۔[1]

ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ

اَنَّ الْبَوْلَ فِي الْمَاءِ الْجَارِي يُورِثُ السَّلَسَ وَفِي الرَّاكِدِ يُورِثُ الْحَصَرَ.

جاری پانی میں پیشاب کرنے سے تسلسل بول کی بیماری ہوتی ہے اور کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے پیشاب بند ہو کر آتا ہے۔[2]

پانی سے منع نہ کرو:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا يُمْنَعْنَ: اَلْمَاءُ.........

لوگوں کو تین چیزوں سے محروم نہیں کیا جاتا: پانی..................۔[3]

نیز فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لا يَنْظُرُ اللهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيامَةِ وَ لا يُزَكِّيهِمْ وَ لَهُمْ عَذابٌ اَلِيمٌ [4].......... رَجُلٌ لَهُ مَاءٌ عَلَى ظَهْرِ الطَّرِيقِ يَمْنَعُهُ سَابِلَةَ الطَّرِيق.

روز قیامت اللہ تعالیٰ تین قسم کے افراد پر نظر کرم نہیں فرمائے گا۔ ناپاک رہنا اور اس کا انجام دردناک عذاب ہے۔ ....ان میں ایک یہ کہ جو آدمی لوگوں کے چلنے کے راستے پر پانی رکھتا ہے لیکن اسے استعمال کرنے سے منع کرتا ہوں۔[5]

مردہ زمین کو زندہ کرنا:

خدا نے انسان کو خلق کرنے سے پہلے اس کے لئے تمام ضرورت کی نعمتیں خلق فرمائیں جس سے بشر کی زندگی وابستہ ہے پھر انسان کو پیدا کیا اور اپنا خلیفہ بنایا اور تمام نعمتوں سے استفادہ کرایا ہے۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾

اور (ہم نے) قوم ثمودؑ کے پاس ان کے بھائی صالحؑ کو (پیغمبر بنا کر بھیجا) تو انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا اے میری

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۳۶۱ / باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[2] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۲ / ۱۸۷ / باب الطہارۃ..... ص: ۱۶۷

[3] نہج الحق وکشف الصدق/ ۲۹۴ / ما حماہ عن المسلمین وصرف الصدقۃ فی غیر وجہہا..... ص: ۲۹۴

[4] سورۂ بقرہ: ۱۷۴

[5] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۱۷ / ۱ فصل ذکر الحض علی طلب الرزق وما جاء فیہ عن اہل البیت صلوات اللہ علیہم اجمعین..... ص: ۱۳

قوم خداہی کی پرستش کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں اسی نے تم کو زمین (کی مٹّی) سے پیدا کیا اور تم کو اس میں بسایا تو اس سے مغفرت کی دعا مانگو پھر اس کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ بے شک میرا پروردگار (ہر شخص کے) قریب (اور سب کی) سنتا اور دعا قبول کرتا ہے۔[1]

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝١٠

پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں (جہاں چاہو) جاؤ اور خدا کے فضل سے (اپنی روزی کی) تلاش کرو اور خدا کو بہت یاد کرتے رہو تا کہ تم دلی مرادیں پاؤ۔{FR2283[2]

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ۝١٥

وہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے نرم (وہموار) کر دیا تو اس کے اطراف و جوانب میں چلو پھر و اور اس کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور پھر اسی کی طرف قبر سے اُٹھ کر جانا ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَوْتَانُ الْأَرْضِ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَمَنْ أَحْيَا مِنْهَا شَيْئًا فَهُوَ لَهُ.

مردہ زمین خدا اور رسول کی ہے پس جو بھی آباد کرے اس کی ملکیت ہے۔[4]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَهِيَ لَهُ.

جو مومن جس زمین کو آباد کرتا ہے وہ زمین اس کی ملکیت ہوتی ہے۔[5]

امام زمانہ علیہ السلام کے حاضر زمانہ میں زمین کی آبادکاری ان کے حکم سے ہونی چاہیے اور ان کی غیبت میں فقیہ سے اجازت لینا چاہیے۔

---

[1] سورۂ ہود: ۶۱

[2] سورۂ جمعہ: ۱۰

[3] سورۂ ملک: ۱۵

[4] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۴۸۰/ باب احیاء الموات..... ص: ۴۸۰

[5] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۴۸۰/ باب احیاء الموات..... ص: ۴۸۰

تیسری فصل:

شجر کاری اور جنگل

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ درختوں کی کاشت اور ان کی حفاظت میں کوتاہی نہ کریں کیونکہ درختوں سے فضا اور آب و ہوا، انسان کی صحت پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ اسلام میں شجر کاری کو مقدس، ثمر بخش نیکی قرار دیا گیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث کے ضمن میں شجر کاری، تحصیل علم، مسجد بنانا، قرآن کو میراث میں ملنا وغیرہ کے ہم رتبہ قرار دیا ہے۔[1] اسلام نے شجر کاری کی اہمیت کی تاکید کی ہے اور انہیں قطع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَقَى طَلْحَةً اَوْ سِدْرَةً فَكَاَنَّمَا سَقَى مُؤْمِناً مِنْ ظَمَإٍ.

جو شخص طلح وسدر کے درخت کو پانی دیتا ہے گویا اس نے پیاسے مومن کو پانی پلایا۔[2]

درخت کو قطع کرنے کے بارے میں آپ نے فرمایا:

مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللهُ رَاْسَهُ فِي النَّارِ.

جو شخص سدر (بیری) کے درخت کو قطع کرتا ہے خدا اس کے سر کو آگ میں ڈالے گا۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تُقَطِّعُوا الثِّمَارَ فَيَصُبَّ اللهُ عَلَيْكُمُ الْعَذَابَ صَبّاً.

---

[1] کنز العمال، ج ۱۵، ص ۹۵۳، ۹۵۴

[2] تفسیر العیاشی/ ج ۲ / ۸۶ / [سورۃ التوبۃ (۹): آیۃ ۳۱]..... ص:۸۶

[3] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۶۳ / ۱۱۳ / باب اجوامع احوالہا ونوادرہا واحوال الاشجار ومایتعلق بہا..... ص:۱۰۸

ثمر بخش درختوں کو قطع نہ کرو اگر ایسا کرو گے تو خدا سخت عذاب نازل کرے گا۔[1]

اسی طرح حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے:

وَ مِمَّا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ تَرْكُ الْأَذَى وَ تَوْقِيرُ الشُّيُوخِ وَ صِلَةُ الرَّحِمِ وَ أَنْ يُحْتَرَزَ عَنْ قَطْعِ الْأَشْجَارِ الرَّطْبَةِ إِلَّا عِنْدَ الضَّرُورَةِ وَ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ وَ حِفْظُ الصِّحَّةِ.

عمر میں اضافہ ہوتا ہے: دوسروں کو تکلیف نہ دینے، بوڑھوں کا احترام کرنے، صلہ رحمی اور سبز درخت کو کاٹنے سے پرہیز کرنے سوائے ضرورت کے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَكْرُوهٌ قَطْعُ النَّخْلِ.

کھجور کے درخت کو کاٹنا مکروہ ہے۔[3]

اسی طرح جن علاقوں میں کم درخت ہیں وہاں سے درخت کاٹنے کی ممانعت کی گئی ہے۔[4]

راوی محمد بن ابی نصیر کہتا ہے:

سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عليه السلام عَنْ قَطْعِ السِّدْرِ فَقَالَ سَأَلَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِكَ عَنْهُ فَكَتَبْتُ إِلَيْهِ قَدْ قَطَعَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام سِدْراً وَ غَرَسَ مَكَانَهُ عِنَباً.

میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا بیری کے درخت کے کاٹنے کے بارے میں آپؑ نے فرمایا کہ میرے دوستوں میں ایک شخص نے یہی مسئلہ پوچھا تھا تو میں جواب دیا کہ میں اپنے والد کو دیکھا کہ انہوں نے بیری کا درخت کاٹ کر انگور کی بیل لگائی تھی۔[5]

یعنی ایسی صورت میں درخت کو کاٹ سکتے ہیں۔

شجر کاری کی اہمیت:

شجر کاری کی اتنی اہمیت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَ فِي يَدِ أَحَدِكُمُ الْفَسِيلَةُ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا تَقُومَ السَّاعَةُ حَتَّى يَغْرِسَهَا

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج۱۹ / ۳۹ / ۷۔ باب حکم قطع شجر الفواکہ والسدر واستحباب سقی الطلح والسدر..... ص:۳۹

[2] بحارالانوار (ط۔ بیروت)/ ج ۷۳ / ۳۱۹ / باب ۶۰ مایورث الفقر والغناء..... ص:۳۱۴

[3] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۲۶۴ / باب مایقال عند الزرع والغرس..... ص:۲۶۲

[4] إِنَّمَا يُكْرَهُ قَطْعُ السِّدْرِ بِالْبَادِيَةِ لِأَنَّهُ بِهَا قَلِيلٌ وَ أَمَّا هَاهُنَا فَلَا يُكْرَهُ. (الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۲۶۴ / باب مایقال عند الزرع و الغرس..... ص:۲۶۲)

[5] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۲۶۳ / باب مایقال عند الزرع والغرس..... ص:۲۶۲

فَلْيَغْرِسْهَا.

اگر کسی کے پاس کوئی پودا موجود ہو اور قیامت سر پر آ چکی ہو تو قیامت کے آنے کی فرصت میں بھی کاشت کرے۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ يَخْرُجُ وَ مَعَهُ اَحْمَالُ النَّوَى فَيُقَالُ لَهُ يَا اَبَا الْحَسَنِ مَا هٰذَا مَعَكَ فَيَقُولُ نَخْلٌ اِنْ شَاءَ اللهُ فَيَغْرِسُهُ فَلَمْ يُغَادِرْ مِنْهُ وَاحِدَةٌ.

حضرت علی علیہ السلام کھجور کے گٹھلیوں کو اٹھاتے جا رہے تھے۔لوگوں نے پوچھا: اے ابوالحسن! کیا اٹھا یا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر خدا نے چاہا تو یہ کھجور کے درخت ہیں۔ پس آپ نے ان کو کاشت کیا پس ان گٹھلیوں میں ایک بھی ضائع نہیں ہوئی۔ [2]

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نِعْمَ الشَّيْءُ النَّخْلُ مَنْ بَاعَهُ فَاِنَّمَا ثَمَنُهُ بِمَنْزِلَةِ رَمَادٍ......اِلَّا اَنْ يُخْلِفَ مَكَانَهَا.

اچھی چیز جو خریدی جائے وہ کھجور کا درخت ہے یہ بمنزلہ رماد خریدنے کے ہے............مگر یہ کہ اس کا مکان تبدیل ہے۔ [3]

کھجور کا درخت اگر مناسب جگہ پر ہو تو باقیات الصالحات میں شمار ہوتا ہے۔

شجرکاری کے آثار

۱۔حلال کسب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِزْرَعُوا وَ اغْرِسُوا فَلَا وَ اللهِ مَا عَمِلَ النَّاسُ عَمَلًا اَحَلَّ وَلَا اَطْيَبَ مِنْهُ.

کھیتی باڑی اور شجرکاری کرو خدا کی قسم! اس سے بڑھ کر حلال اور پاکیزہ کوئی چیز نہیں ہے۔ [4]

۲۔اس کی پیداوار کا صدقہ ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْساً يَاْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ دَابَّةٌ اَوْ طَيْرٌ اِلَّا اَنْ يُكْتَبَ لَهُ صَدَقَةٌ اِلَى يَوْمِ

---

[1] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۴۶۰ / ۱۔باب استحباب الغرس و شراء العقار و کراہۃ بیعہ..... ص:۴۵۹

[2] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۷۵ / باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص:۷۳

[3] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۲۶۱ / باب فضل الزراعۃ..... ص:۲۶۰

[4] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۲۶۰ / باب فضل الزراعۃ..... ص:۲۶۰

الْقِيَامَةِ.

اگر کوئی مسلمان درخت لگا تا ہے اور انسان یا حیوان ان کا پھل کھا تا ہے تو مالک کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔[1]

ایک اور حدیث میں ہے:

مَنْ زَرَعَ زَرْعًا فَأَكَلَ مِنْهُ طَيْرٌ كَانَ لَهُ صَدَقَةً.

جو شخص کوئی چیز کاشت کرتا ہے اور اس سے پرندہ کھاتا ہے تو وہ صدقہ شمار ہوتا ہے۔[2]

۳۔ پیداوار کے برابر ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ قَدْرَ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرِ ذَالِكَ الْغَرْسِ.

جو کوئی شخص بھی وہ درخت لگا تا ہے خداوند عالم اسے اس درخت کی پیداوار کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔[3]

۴۔ مرنے کے بعد فائدہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسَةٌ فِي قُبُوْرِهِمْ وَ ثَوَابُهُمْ يَجْرِي اِلَى دِيوَانِهِمْ مَنْ غَرَسَ نَخْلًا.

پانچ گروہ ایسے ہیں جو قبروں میں ہیں اور ان کے لئے ان کے اعمال نامہ میں ثواب لکھا جا رہا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے کھجور کا درخت کاشت کیا ہو۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

سِتُّ خِصَالٍ يَنْتَفِعُ بِهَا الْمُؤْمِنُ بَعْدَ مَوْتِهِ .... وَغَرْسٌ يَغْرِسُهُ.

وہ چیزیں جن سے مومن موت کے بعد بھی بہرہ مند ہوتا ہے۔.................. جس آدمی نے کوئی درخت لگایا ہو۔[5]

درخت کے نیچے والی جگہ کو آلودہ نہ کرنا:

اَنْ يَضْرِبَ اَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَلَاءُهُ تَحْتَ شَجَرَةٍ اَوْ نَخْلَةٍ قَدْ اَثْمَرَتْ لِمَكَانِ الْمَلَائِكَةِ الْمُوَكَّلِينَ بِهَا.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھل دار درختوں کے نیچے پیشاب یا پاخانہ اور اس طرح کھجور کے درخت کے نیچے بھی منع فرمایا

---

[1] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ج ۱۳ / ۲۶ / ۹۔باب استحباب الغرس والزرع وسقی الطلح والسدر ص:۲۶

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/۲۶۶۷/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم «ص» باترجمہ فارسی

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۷۰۷ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم «ص» باترجمہ فارسی

[4] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۵ / الفصل الثانی والستون فی الاولاد

[5] الخصال/ ج ۱ / ۳۲۳ / ست خصال ینتفع بہا المؤمن بعد موتہ ..... ص: ۳۲۳

ہے کیونکہ خدا کی طرف سے فرشتے مامور ہیں۔[1]

ایک روایت میں پھل دار درختوں کے نیچے پاخانہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔[2]

اس طرح آپ نے پھل دار درختوں کے نیچے پیشاب کرنے سے بھی منع فرمایا۔[3]

---

[1] علل الشرائع/ ج۱ / ۲۷۸ / ۱۸۵ باب العلۃ التی من اجلہا نہی عن التغوط تحت الاشجار المثمرۃ والعلۃ التی من اجلہا یکون للاشجار التی علیہا الثمار انسا والعلۃ التی من اجلہا سمیت سدرۃ المنتہی..... ص:۲۷۶

[2] تحف العقول، ص۴۱۱، الخصال، ج۱، ص۹۷

[3] من لایحضرہ الفقیہ ج۴، ص۴

چوتھی فصل:

سرسبز وشاداب فضا

فضا سبز بنانا:

انسان کی صحت وسلامتی اور ماحول کی پاکیزگی میں سرسبز وشاداب فضا اہم کردار ہوتا ہے۔اس معاملے میں روایات کے ذکر کرنے سے پہلے اس نکتے کی طرف اشارہ کردیں کہ یہ کام کسی ایک شخص کے ساتھ مختص نہیں بلکہ سب کو سرسبز وشاداب فضا بنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ يَجْلِينَ الْبَصَرَ النَّظَرُ إِلَى الْخُضْرَةِ وَ النَّظَرُ إِلَى الْمَاءِ الْجَارِي وَ النَّظَرُ إِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ.

تین چیزیں نظر کے لئے مفید ہیں۔سبزے کو دیکھنا، جاری پانی اور خوبصورت چہرے کو دیکھنا۔[2]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پارک، باغ، سبزہ جات وغیرہ کی حفاظت کرنا ایک مطلوب چیز ہے۔اس کام میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیے۔اگر پھول یا زراعت کے لئے دانے کاشت کریں تاکہ ثمر بخش ہونیکی دوبرابر حساب کی جاتی ہے۔سبزہ پھول وگھاس وغیرہ سے سبز فضا ایجاد ہوتی ہے۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھول وگھاس کا اہتمام کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

---

[1] مستدرک الوسائل، ج ۴،ص ۴۶۰

[2] تحف العقول/ النص/ ۴۰۹ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۰۸

[3] ر ک، اسلام ومحیط زیست،ص ۲۷۰، ۲۷۱

حَبَانِي رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله بِالْوَرْدِ بِكِلْتَا يَدَيْهِ- فَلَمَّا أَدْنَيْتُهُ إِلَى أَنْفِي قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله أَمَا إِنَّهُ سَيِّدُ رَيْحَانِ الْجَنَّةِ بَعْدَ الْآسِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو ہاتھوں سے مجھے گل محمدیؐ ہدیہ کیے۔ جب میں نے ان کو سونگھا آپ نے فرمایا: یہ گل اور اس کی خوشبو جنت کی خوشبو کے سردار ہیں۔ [۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبودار پھول بہت پسند تھے اور فرماتے تھے:

حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ .... وَالطِّيبُ.........

تمہاری دنیا سے مجھے محبوب ہے.................. وہ خوشبو ہے............ ۔ [۲]

اسی طرح اس کی ترغیب دلائی اور فرمایا:

لَوْ أَذِنَ اللهُ تَعَالَى فِي التِّجَارَةِ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ لَا تَّجَرُوا فِي الْبَزِّ وَالْعِطْرِ.

اگر جنتی افراد کو تجارت کا حکم ہوتا تو وہ کپڑے اور عطر کی تجارت کرتے۔ [۳]

کیونکہ خوشبو محبوب خدا ہے۔ حبیب خدا اس کے دوست ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ .... وَالطِّيبُ.........

تمہاری دنیا سے محبوب ترین چیز............ خوشبو ہے۔ [۴]

سبزے پر نگاہ کرنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَرْبَعٌ يُضِئْنَ الْوَجْهَ......... النَّظَرُ إِلَى الْخُضْرَةِ.

چار چیزیں چہرے کو نورانی و درخشاں کر دیتی ہیں: سبزے کو دیکھنا۔ [۵]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ يَجْلِينَ الْبَصَرَ النَّظَرُ إِلَى الْخُضْرَةِ.

---

[۱] صحیفۃ الامام الرضا علیہ السلام/ ۴۷/ متن الصحیفۃ

[۲] الخصال/ ج ۱/ ۱۶۵/ حبب الی النبی ص من الدنیا ثلاث..... ص: ۱۶۵

[۳] کنز العمال، ج ۴، ص ۳۱

[۴] الخصال/ ج ۱/ ۱۶۵/ حبب الی النبی ص من الدنیا ثلاث..... ص: ۱۶۵

[۵] الخصال/ ج ۱/ ۲۳۷/ اربعۃ یضئن الوجہ..... ص: ۲۳۷

سبزے کو دیکھنا نظر کے لئے مفید ہے۔ [۱]

ایک اور جگہ فرمایا:

اَلنَّظَرُ اِلَی الْخُضْرَةِ یُسْرٌ.

سبزے کو دیکھنا نشاط آور ہے۔ [۲]

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:

اَلنَّظَرُ اِلَی الْخُضْرَةِ نُشْرَةٌ.

سبزے کی طرف دیکھنا چہرے کی شادابی اور صحت مندی کے لئے مفید ہے۔ [۳]

مسلمانوں کا اشتراک:

عمومی منافع میں روایت کے مطابق تمام مسلمان شریک ہیں۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ شُرَكَاءُ فِی الْمَاءِ وَ النَّارِ وَ الْكَلَإِ.

مسلمان پانی، آگ اور بیابانی گھاس میں برابر شریک ہیں۔ [۴]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا یُمْنَعْنَ اَلْمَاءُ وَ الْكَلَاءُ وَ النَّارُ.

تین چیزوں سے کسی کو منع نہ کریں: پانی، آگ اور گھاس۔ [۵]

نیز فرمایا:

مَنْ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ وَ كَلَاءٍ مَنَعَهُ اللّٰهُ فَضْلَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

جو شخص ان سے منع کرتا ہے خدا روز قیامت اپنے فضل و کرم سے محروم فرمائے گا۔ [۶]

عمومی منافع کا انحصار:

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۴۰۹/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۰۸

[۲] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱۶/ ۳۶۷/ ۳-باب اکل العسل والاستشفاء بہ..... ص:۳۶۵

[۳] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۴۶/ [۴۰۸] ۴۰۰..... ص:۵۴۶

[۴] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۳/ ۲۳۹/ باب بیع الکلا والزرع والاشجار والارضین والقنی والشرب والعقار..... ص:۲۳۴

[۵] الجامع الصغیر، ج۱، ص۵۳۷

[۶] الجامع الصغیر، ج۲، ص۶۴۹

امام کاظم علیہ السلام نے عمومی منافع سے فائدہ اٹھانے کے بارے میں فرمایا:

اِذَا کَانَتِ الْاَرْضُ اَرْضَهُ فَلَهُ اَنْ یَحْمِیَ وَ یُصَیِّرَ ذٰلِكَ اِلٰی مَا یَحْتَاجُ اِلَیْهِ.

اگر زمین کسی کی ملکیت ہو، اس سے وہ خود بہرہ مند ہوسکتا ہے تو لازم ہے کہ اس سے استفادہ کرے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام سے پانی جاری کے فروخت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اگر کسی کا مال ہو تو وہ اس سے کھیتی باڑی کرسکتا ہے۔[۲]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ /۲۷۶ / باب بیع المراعی..... ص:۲۷۶

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ /۲۷۶ / باب بیع المراعی..... ص:۲۷۷

پانچویں فصل:

ہوااور بارش

ہوا کو گالیاں نہ دو:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِنَّهَا بُشْرٌ وَ إِنَّهَا نُذُرٌ وَ إِنَّهَا لَوَاقِحُ فَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ خَيْرِهَا وَ تَعَوَّذُوا بِهِ مِنْ شَرِّهَا.

ہواؤں کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ تو بشارت دینے والی اور درانے والی ہیں۔ ان کی خیر خداوند عالم سے طلب کرو اور ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔[۱]

خشک سالی کے عوامل:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا ظَهَرَ الزِّنَا مِنْ بَعْدِي كَثُرَ مَوْتُ الْفَجْأَةِ وَ إِذَا طُفِّفَتِ الْمِكْيَالُ أَخَذَهُمُ اللهُ بِالسِّنِينَ وَ النَّقْصِ.

جب میرے بعد زنا عام ہوگا تو ناگہانی موتیں ہوں گی اور کم تولا جانے لگے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف خشک سالی اور قحط کا عذاب آئے گا۔[۲]

---

[۱] تفسیر العیاشی/ ج۲/ ۲۳۹/ [سورۃ الحجر (۱۵): آیۃ ۲]..... ص:۲۳۹

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۷۴/ باب فی عقوبات المعاصی العاجلۃ..... ص:۳۷۳

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا جَارَ الْحَاكِمُ قَلَّ الْمَطَرُ.

جب حاکم ظالم ہوتو بارش کم ہوتی ہے۔[1]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا كَذَبَ الْوُلَاةُ حُبِسَ الْمَطَرُ.

جب حاکم افراد جھوٹے ہوں تو بارش کم آتی ہے۔[2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالٰى اِذَا عَمِلَ قَوْمٌ بِالْمَعَاصِي صَرَفَ عَنْهُمْ مَا كَانَ قَدَّرَهُ لَهُمْ مِنَ الْمَطَرِ فِي تِلْكَ السَّنَةِ.

جب کوئی قوم گناہ کرتی ہے تو خداوند عالم اس پر ہونے والی بارانِ رحمت جو ان کے لئے مقدر کردی گئی تھی اس کو نازل نہیں کرتا۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا فَشَا اَرْبَعَةٌ ظَهَرَتْ اَرْبَعَةٌ اِذَا فَشَا الزِّنَا ظَهَرَتِ الزَّلْزَلَةُ وَ اِذَا فَشَا الْجَوْرُ فِي الْحُكْمِ احْتَبَسَ الْقَطْرُ وَ اِذَا خُفِرَتِ الذِّمَّةُ اُدِيلَ لِاَهْلِ الشِّرْكِ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ وَ اِذَا مُنِعَتِ الزَّكَاةُ ظَهَرَتِ الْحَاجَةُ.

جب چار چیزیں آشکار ہوں تو چار چیزیں ظاہر ہوتی ہیں: اگر زنا عام ہو زلزلہ آئے گا، جب حکمران ظالم ہو تو بارشیں نہیں آتی، جب عہد کی وفا نہ ہو تو مشرکین مسلمانوں پر حاکم ہوں گے جب زکات ادا نہیں ہوگی تو فقر پیدا ہوگا۔[4]

بارش کے پانی کے فوائد:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلَّمَنِي جَبْرَئِيلُ عليه السلام دَوَاءً لَا يَحْتَاجُ مَعَهُ اِلَى دَوَاءٍ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا ذٰلِكَ الدَّوَاءُ قَالَ يُؤْخَذُ مَاءُ الْمَطَرِ قَبْلَ اَنْ يَنْزِلَ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يُجْعَلُ فِي اِنَاءٍ نَظِيفٍ وَ يَقْرَاُ عَلَيْهِ الْحَمْدَ اِلَى آخِرِهَا سَبْعِينَ مَرَّةً وَ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ وَ الْمُعَوِّذَتَيْنِ سَبْعِينَ مَرَّةً ثُمَّ يَشْرَبُ مِنْهُ قَدَحاً بِالْغَدَاةِ وَ قَدَحاً بِالْعَشِيِّ.

---

[1] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۳۹/ الباب السادس فی التحذیر بالعقوبۃ فی الدنیا..... ص:۳۸
[2] الامالی (للمفید)/ النص/ ۳۱۰/ المجلس السابع والثلاثون
[3] المحاسن/ ج۱/ ۱۱۶/ ۵۷ عقاب المعاصی..... ص:۱۱۶
[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۴۴۸/ باب فی تفسیر الذنوب..... ص:۴۴۷

جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک دوا ایسی دی ہے جس کے بعد مجھے کسی دوسری دوا کی ضرورت نہیں رہی۔

پوچھا گیا: وہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: بارش کا پانی زمین پر گرنے سے پہلے کسی ظرف میں جمع کرلیں اور اس پر سورۂ حمد، سورۂ توحید، سورۂ فلق اور سورۂ ناس ستر مرتبہ پڑھی جائیں اور اس میں سے ایک گلاس صبح وشام پی لیں۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اشْرَبُوا مَاءَ السَّمَاءِ فَإِنَّهُ طَهُورٌ لِلْبَدَنِ وَ يَدْفَعُ الْأَسْقَامَ قَالَ اللهُ جَلَّ وَ عَزَّ وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّماءِ ماءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطانِ.

بارش کا پانی پیو کیونکہ بدن کی پاکیزگی کا سبب ہے اور بیماری نہیں ہوتی۔ آسمان سے تم پر بارش نازل ہوتی ہے تاکہ تمہیں پاکیزہ رکھے اور شیطان کی پلیدگی تم سے دور کرے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حَيَاةُ دَوَابِّ الْبَحْرِ بِالْمَطَرِ - فَإِذَا كُفَّ الْمَطَرُ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ.

دریا کی زندہ موجودات بارش سے وابستہ ہیں اگر بارش بند ہوجائے تو دریا وصحرا میں فساد ہوتا ہے۔[3]

طلب باراں کی دعا:

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ جب خشک سالی ہو اور باش کم ہو تو دعا مانگیں۔ امام سجاد علیہ السلام کی یہ دعا پڑھیں:

(1) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ، وَ انْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ بِغَيْثِكَ الْمُغْدِقِ مِنَ السَّحَابِ الْمُنْسَاقِ لِنَبَاتِ أَرْضِكَ الْمُونِقِ فِي جَمِيعِ الْآفَاقِ.

(۱) خدایا! ہمیں باران رحمت سے سیراب فرمادے اور ہم پر اس دامن رحمت کو پھیلا دے جو تیری موسلا دھار بارش سے تیار ہوتا ہے اور اس بادل کے دوش پر چلتا ہے جسے تمام آفاق میں رنگ وبو پیدا کرنے کے لئے اور زمین میں سبزہ خوش رنگ اُگانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

(2) وَ امْنُنْ عَلَى عِبَادِكَ بِإِينَاعِ الثَّمَرَةِ، وَ أَحْيِ بِلَادَكَ بِبُلُوغِ الزَّهَرَةِ، وَ أَشْهِدْ مَلَائِكَتَكَ الْكِرَامَ السَّفَرَةَ بِسَقْيٍ مِنْكَ نَافِعٍ، دَائِمٍ غُزْرُهُ، وَاسِعٍ دِرَرُهُ، وَابِلٍ سَرِيعٍ عَاجِلٍ.

(۲) اور پھلوں کو تیار کرکے اپنے بندوں پر کرم فرما اور سبزہ کو اگا کر اپنے شہروں کو زندگی دیدے اور اپنے ان ملائکہ کو گواہ

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۳۸۷/للشفاء من کل داء..... ص:۳۸۷

[2] تحف العقول/ النص/ ۱۲۴ / آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

[3] تفسیر القمی / ج۲ / ۱۶۰ / [سورۃ الروم (۳۰): الآیات ۳۹ الی ۵۰]..... ص:۱۵۹

بنادے جومحترم ہیں اور جنھیں نمائندہ بنا کر بھیجا جاتا ہے اپنی طرف اس منفعت بخش سیرابی کے لئے جس کی فراوانی دائمی ہواور جس کی روانی ہمہ گیر ہواور جس کی بوندیں بڑی بڑی ہوں اور تیز برسنے والی ہوں۔

(3) تُحْيِي بِهِ مَا قَدْ مَاتَ، وَ تَرُدُّ بِهِ مَا قَدْ فَاتَ وَ تُخْرِجُ بِهِ مَا هُوَ آتٍ، وَ تُوَسِّعُ بِهِ فِي الْأَقْوَاتِ، سَحَاباً مُتَرَاكِماً هَنِيئاً مَرِيئاً طَبَقاً مُجَلْجَلًا، غَيْرَ مُلِثٍّ وَدْقُهُ، وَلَا خُلَّبٍ بَرْقُهُ.

(۳) جن کے ذریعہ تو مردہ زمینوں کو زندہ بنادے اور جو نعمتیں فوت ہوگئ ہیں انھیں دوبارہ پلٹادے اور جو نعمتیں سامنے آنے والی ہیں انھیں سامنے لے آ، بندوں کے رزق میں وسعت عطا کردے اور وہ بادل بھیج دے جو تہ بہ تہ خوش آئند خوشگوار زمین پر محیط اور گھن گرج والا ہو۔ نہ اس کی بارش بالکل مسلسل ہو اور نہ اس کی بجلی صرف دھوکہ ہو۔

(4) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثاً مُغِيثاً مَرِيعاً مُمْرِعاً عَرِيضاً وَاسِعاً غَزِيراً، تَرُدُّ بِهِ النَّهِيضَ، وَ تَجْبُرُ بِهِ الْمَهِيضَ.

(۴) خدایا! ہمیں ایسی بارش سے سیراب کردے کو خشک سالی کو فنا کرنے والی، سبزہ کو اگانے والی، سرسبز وشاداب کرنے والی، وسعت والی اور کثیر پانی والی ہو۔

(5) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا سَقْياً تُسِيلُ مِنْهُ الظِّرَابَ، وَ تَمْلَأُ مِنْهُ الْجِبَابَ، وَ تُفَجِّرُ بِهِ الْأَنْهَارَ، وَ تُنْبِتُ بِهِ الْأَشْجَارَ، وَ تُرْخِصُ بِهِ الْأَسْعَارَ فِي جَمِيعِ الْأَمْصَارِ، وَ تَنْعَشُ بِهِ الْبَهَائِمَ وَ الْخَلْقَ، وَ تُكْمِلُ لَنَا بِهِ طَيِّبَاتِ الرِّزْقِ، و تُنْبِتُ لَنَا بِهِ الزَّرْعَ وَ تُدِرُّ بِهِ الضَّرْعَ وَ تَزِيدُنَا بِهِ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِنَا.

(۵) جس کے ذریعہ تو مرجھائی ہوئی گھاس کی رونق کو پلٹادے اور سوکھے سبزے میں جان پیدا کردے۔ خدایا! ہمیں وہ سیرابی عطا فرما جس کا پانی ٹیلوں سے بہہ نکلے اور جس سے کنویں چلک جائیں، نہریں جاری ہوجائیں اور درخت اُگنے لگیں، تمام شہروں میں قیمتیں ارزاں ہوجائیں اور تمام انسان، مخلوقات جی اٹھیں ہمارے لئے پاکیزہ رزق کا سامان مکمل کردے اور زراعت کو اگادے اور تھنوں سے دودھ جاری کردے اور ہماری قوت میں مزید طاقت کا اضافہ کردے۔

(6) اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ ظِلَّهُ عَلَيْنَا سَمُوماً، وَلَا تَجْعَلْ بَرْدَهُ عَلَيْنَا حُسُوماً، وَلَا تَجْعَلْ صَوْبَهُ عَلَيْنَا رُجُوماً، وَلَا تَجْعَلْ مَاءَهُ عَلَيْنَا أُجَاجاً.

(۶) خدایا! اس ابر کے سایہ کو ہمارے لئے زہریلا اور اس کی ٹھنڈک کو نحوست کا سرچشمہ نہ بنا دینا اس کا رخ ہماری طرف کا پیش خیمہ نہ ہوجائے اور اس کا پانی ہمارے حق میں کھارا نہ ہوجائے۔

(7) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ ارْزُقْنَا مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

(۷) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور ہمیں آسمان وزمین کی برکتوں سے نواز دے کہ تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ [۱]

---

[۱] صحیفۂ کاملہ، دعا۱۹

چھٹی فصل

نہرودریا

نہر میں پانی جاری کرنے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَبْعَةُ أَسْبَابٍ يُكْتَبُ لِلْعَبْدِ ثَوَابُهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ رَجُلٌ غَرَسَ نَخْلًا أَوْ حَفَرَ بِئْراً أَوْ أَجْرَى نَهَراً.

سات ایسے کام ہیں کہ انسان کو مرنے کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا ہے۔ ان میں ایک یہ ہے کہ پانی کو نہر میں جاری کرنا۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

سِتُّ خِصَالٍ يَنْتَفِعُ بِهَا الْمُؤْمِنُ بَعْدَ مَوْتِهِ .... وَصَدَقَةُ مَاءٍ يُجْرِيهِ......

چھ ایسی چیزیں ہیں کہ انسان کو اس کی موت کے بعد بھی ثواب ملتا ہے۔............ جاری پانی کا صدقہ دینا......۔[2]

یادآوری

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿١٢﴾

ہم ہی یقیناً مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جو کچھ لوگ پہلے کر چکے ہیں (ان کو) اور ان کی (اچھی یا بُری باقی ماندہ)

[1] مجموعۃ ورام/ ج ۲ / ۱۱۰ / الجزء الثانی

[2] الخصال/ ج ۱ / ۳۲۳ / ست خصال ینتفع بہا المؤمن بعد موتہ..... ص: ۳۲۳

نشانیوں کو لکھتے جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک صریح و روشن پیشوا میں گھیر دیا ہے۔ [۱]

ساحل سے فائدہ اٹھانا:

خدا تمام موجودات پر حاکم ہے۔ دریاؤں، نہروں، سورج، چاند، شب و روز سب انسان کے فائدے کے لئے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّكُمۡ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الۡفُلۡكَ لِتَجۡرِیَ فِی الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الۡاَنۡهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ دَآئِبَیۡنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیۡلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾

خدا ہی ایسا (قادر و توانا) ہے جس نے آسمان و زمین پیدا کر ڈالے اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعے سے (مختلف درختوں سے) تمہاری روزی کے واسطے (طرح طرح کے) پھل پیدا کیے اور تمہارے واسطے کشتیاں تمہارے بس میں کر دیں تا کہ اس کے حکم سے دریا میں چلیں اور تمہارے واسطے ندیوں کو تمہارے اختیار میں کر دیا اور سورج چاند کو تمہارا تابعدار بنا دیا کہ سدا پھیری کیا کرتے ہیں اور رات دن کو تمہارے قبضہ میں کر دیا (کہ ہمیشہ حاضر باش رہتے ہیں)۔ [۲]

نعمت کا درست استعمال اسے آلودہ نہ کرنے میں ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَمَاطَ عَنْ طَرِیقِ الْمُسْلِمِینَ مَا یُؤْذِیهِمْ كَتَبَ اللهُ لَهُ اَجْرَ قِرَاءَةِ اَرْبَعِمِائَةِ آیَةٍ كُلُّ حَرْفٍ مِنْهَا بِعَشْرِ حَسَنَاتٍ.

جو شخص مسلمانوں کے راستوں سے رکاوٹ کو گزرنے والوں کے لئے دور کرتا ہے۔ اسے چار آیات کی قرات کرنے کا ثواب ملتا ہے کہ ہر حرف کی دس نیکیاں ہیں۔ [۳]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مِنْ اَعْظَمِ الْفَجَائِعِ اِضَاعَةُ الصَّنَائِعِ.

سب سے بڑا نقصان منابع کو ضائع کرنا ہے، دریا کو آلودہ نہ کرو۔ [۴]

ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ بِمَا كَسَبَتۡ اَیۡدِی النَّاسِ لِیُذِیۡقَهُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ عَمِلُوۡا لَعَلَّهُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۴۱﴾

---

[۱] سورۂ یٰسین: ۱۲

[۲] سورۂ ابراہیم: ۳۲، ۳۳

[۳] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۲ / ۳۸۵ / ۱۹ ۔باب استحباب رحمۃ الضعیف واصلاح الطریق وایواء الیتیم والرفق بالمملوک..... ص: ۳۸۴

[۴] غرر الحکم و درر الکلم / ۶۷۴ / ۶۰ ..... ص: ۶۷۴

خود لوگوں ہی کے اپنے ہاتھوں کی کارستانیوں کی بدولت خشک وتر میں فساد پھیل گیا تا کہ جو کچھ یہ لوگ کر چکے ہیں خدا ان کو ان میں سے بعض کرتوتوں کا مزہ چکھادے گا تا کہ یہ لوگ (اب بھی) باز آئیں۔[1]

وَمَآ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍؕ ۝۳۰

اور جو مصیبت تم پر پڑتی ہے وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کی کرتوت سے اور (اس پر بھی) وہ بہت کچھ معاف کر دیتا ہے۔[2]

وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰٓى اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ وَلٰكِنۡ كَذَّبُوۡا فَاَخَذۡنٰهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ۝۹۶

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیز گار بنتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتوں (کے دروازوں) کو کھول دیتے مگر (افسوس) ان لوگوں نے (ہمارے پیغمبروں کو) جھٹلایا ہم نے بھی ان کی کرتوتوں کی بدولت ان کو (عذاب میں) گرفتار کیا۔[3]

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ ؕ

جب تک لوگ خود آپ اپنی نفسی حالت میں تغیّر نہ ڈالیں خدا ہرگز تغیر نہیں ڈالا کرتا۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حَيَاةُ دَوَابِّ الْبَحْرِ بِالْمَطَرِ- فَإِذَا كُفَّ الْمَطَرُ ظَهَرَ الْفَسادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ ذَلِكَ إِذَا كَثُرَتِ الذُّنُوبُ وَ الْمَعَاصِي.

دریا کی زندہ موجودات کی حیات بارش سے وابستہ ہے۔ اگر بارش نہ آئے تو صحرا و دریا میں فساد ہوگا اور یہ اس وقت ہے جب گناہ زیادہ ہوں۔[5]

---

[1] سورۂ روم: ۱۲

[2] سورۂ شوریٰ: ۳۰

[3] سورۂ اعراف: ۹۶

[4] سورۂ رعد: ۱۱

[5] تفسیر القمی / ج ۲ / ۱۶۰ / [سورة الروم (۳۰): الآيات ۳۹ الی ۵۰] ..... ص: ۱۵۹

ساتویں فصل

راستے اور سڑکیں

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے راستوں کی صفائی ستھرائی اور خوبصورتی کا خیال رکھیں ماحول اور راستوں کا انسان کی صحت و سلامتی اور ایمان پر بھی اثر پڑتا ہے اگرچہ تمام ادیان میں اس کی طرف توجہ دی گئی ہے لیکن اسلام میں خاص طور پر بعض امور کو انجام کے لئے ثواب کا وعدہ بھی دیا ہے۔

راستے بنانا:

بہت سی روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ راستوں کی پاکیزگی وصفائی ستھرائی اور راستے بنانے کا ثواب ملتا ہے اور رستے بنانے کا مرتبہ وثواب بہت ہی زیادہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے زمین تقسیم کے وقت ایک دوسرے آنے جانے اور عبور کرنے کا راستہ دینے کو لازمی قرار دیا ہے۔[۱]

راستے کی وسعت:

ہر زمان ومکان میں راستوں کی چوڑائی مختلف رہی ہے۔ روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں راستے کی وسعت سات ہاتھ تھی (ساڑھے تین میٹر)۔[۲] لیکن وسائل نقلیہ کی نقل وحمل کے لحاظ سے انسانی زندگی میں ترقی ہونے سے راستوں کی توسیع کی گئی ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] دعائم الاسلام، ج۲،ص۵۰۰

اِذَا قَامَ الْقَائِمُ ؑ...... وَ يُوَسِّعُ الطَّرِيقَ الْاَعْظَمَ فَيُصَيِّرُ سِتِّينَ ذِرَاعاً وَ يَهْدِمُ كُلَّ مَسْجِدٍ عَلَى الطَّرِيقِ........ وَ كُلَّ جَنَاحٍ وَ كَنِيفٍ وَ مِيزَابٍ اِلَى الطَّرِيقِ

جب امام مہدی علیہ السلام قیام کریں گے.................. تو آپ راستوں اور سڑکوں کو وسیع کریں گے یہاں تک کہ راستوں کی چوڑائی ساٹھ ہاتھ ہوگیا اور ہر وہ مسجد ڈھا دیں گے جو راستے پر (باعث رکاوٹ) ہوگیا اور راستے گرد درختوں کی فضول شاخیں اور جھاڑیاں نالے وغیرہ درست کر دیئے جائیں گے۔[۱]

سوار پیدل پر مقدم:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَاحِبُ الدَّابَّةِ اَحَقُّ بِالْجَادَّةِ مِنَ الرَّاجِلِ وَ الْحَافِي اَحَقُّ بِهَا مِنَ الْمُنْتَعِلِ.

عمومی روڈ پر سوار شخص پیدل پر مقدم ہے۔ یا برہنہ پا جوتے پہنے ہوئے پر مقدم ہے۔[۲]

راستوں کی صفائی ستھرائی

اسلام میں راستے، گلی اور عمومی اماکن کو آلودہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

تَوَقَّ............ وَ قَارِعَةَ الطَّرِيقِ

راستے میں رفع حاجت نہ کرو۔[۳]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستوں کی صفائی ستھرائی کے بارے میں فرماتے ہیں:

اَعْزِلِ الْاَذٰى عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ.

راستے میں موانع کو دور کریں۔[۴]

اسی طرح فرمایا:

اَلْاِيمَانُ بِضْعٍ وَ سَبْعُونَ شُعْبَةً، .... وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ.

---

[۱] الغیبۃ (للطوسی) / کتاب الغیبۃ للحجۃ / النص / ۴۷۵ / ۸۔ فصل افصل فی ذکر طرف من صفاتہ ومنازلہ وسیرتہ ع

[۲] دعائم الاسلام / ج۱ / ۳۴۸ / ذکر آداب السفر ص:۳۴۵

[۳] تحف العقول / النص / ۴۱۱ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۰۸

[۴] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۲۲۱ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، با ترجمہ فارسی

ایمان کے ستر سے زیادہ مراتب ہیں..................ان میں سے کم ترین وآسان ترین مانع کو دور کرنا جو سڑک پر لوگوں کے گزرنے کے لئے اذیت کا باعث ہو۔[۱]

عمومی راستوں کی صفائی ستھرائی کے آثار

۱۔صدقہ دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فِی الْاِنْسَانِ سِتُّوْنَ وَ ثَلَاثُ مِائَةِ مَفْصِلٍ فَعَلَيْهِ اَنْ يَتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصَلٍ مِنْهَا صَدَقَةً......... اَلشَّیْءُ تُنْحِيْهِ عَنِ الطَّرِيْقِ......

انسان میں تریسٹھ ہزار جوڑ ہیں پس انسان پر یہ لازم ہے کہ ہر ایک جوڑ کا صدقہ دے۔ایک صدقہ یہ ہے کہ راستے میں رکاوٹ بننے والی چیز کو دور کر دینا۔[۲]

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ

اِنَّ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةً قَالَ رَجُلٌ مَنْ يُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِمَاطَتُكَ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ.

ہر مسلمان ہر روز صدقہ دے۔

پوچھا گیا: آیا کوئی یہ قدرت رکھتا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: راستے میں تکلیف دینے والی چیز کو دور کر دینا بھی صدقہ ہے۔[۳]

اور فرمایا:

اَمِطِ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ فَاِنَّهُ لَكَ صَدَقَةٌ.

راستے پر اذیت دینے والی چیز کو دور پھینک دو کہ یہ کام تمہارے لئے صدقہ شمار ہوگا۔[۴]

نیز فرمایا:

اِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَ الشَّوْكَ وَ الْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَكَ صَدَقَةٌ.

راستے میں پڑے ہوئے پتھروں اور کانٹوں کو ایک طرف ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔[۵]

---

[۱] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۴۰ / الفصل العاشر فی الایمان والاسلام..... ص:۳۸

[۲] جامع الصغیر، ج۲،ص۲۲۱

[۳] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۹۸ / یوم الجمعۃ..... ص:۹۸

[۴] جامع الصغیر، ج۱،ص۲۵۱

[۵] جامع الصغیر، ج۱،ص۴۹۷

۲۔ گناہوں کی مغفرت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

غَفَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَجُلٍ اَمَاطَ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيقِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ.

خدا اس آدمی کے گذشتہ اور آئندہ کے گناہ معاف کرتا ہے جو کانٹے وغیرہ کو لوگوں کے راستے سے دور کرتا ہے۔[۱]

۳۔ چار سو آیات کی تلاوت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَمَاطَ عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ مَا يُؤْذِيهِمْ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَجْرَ قِرَاءَةِ اَرْبَعِمِائَةِ آيَةٍ كُلُّ حَرْفٍ مِنْهَا بِعَشْرِ حَسَنَاتٍ.

مسلمانوں کے راستے سے اذیت دینے والی چیز کو دور کرنا چار سو آیات کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے اور ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔[۲]

۴۔ مکتوب حسنہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَمَاطَ عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ كَتَبَ لَهُ حَسَنَةً وَمَنْ تَقَبَّلَتْ مِنْهُ حَسَنَةً دَخَلَ الْجَنَّةَ.

جو آدمی مسلمانوں کے راستے سے کانٹا یا تکلیف دہ چیز کو دور کرتا ہے اس کے نیکی لکھی جاتی ہے جس کی نیکی قبول ہوگی وہ جنت میں جائے گا۔[۳]

نیز فرمایا:

مَنْ رَفَعَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقٍ كَتَبَ لَهُ حَسَنَةً وَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَةٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

جو شخص راستے سے پتھر کو ہٹا دے اس کے لئے بھی نیکی لکھی جاتی ہے۔ جس کی نیکی ہوگی وہی جنت میں جائے گا۔[۴]

اسی طرح فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَيَّ اُمَّتِي بِاَعْمَالِهَا، حَسَنِهَا وَسَيِّئِهَا، فَرَاَيْتُ فِي مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ طَرِيقٍ.

میری امت کے ایک گروہ کے نیک اعمال میں سے یہ عمل ہوگا کہ اس نے راستے کی رکاوٹوں ہٹایا اور نقصان دہ اشیاء کو

---

[۱] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۵۸۴ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، با ترجمہ فارسی

[۲] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۲ / ۳۸۵ / ۱۹ ۔ باب استحباب رحمۃ الضعیف واصلاح الطریق وایواء الیتیم والرفق بالمملوک..... ص: ۳۸۴

[۳] جامع الصغیر، ج ۲، ص ۵۸۱

[۴] جامع الصغیر، ج ۲، ص ۶۰۴

راستے سے دور کیا ہوگا۔[۱]

۵۔رفع عذاب قبر:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَرَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام بِقَبْرٍ يُعَذَّبُ صَاحِبُهُ ثُمَّ مَرَّ بِهِ مِنْ قَابِلٍ فَإِذَا هُوَ لَا يُعَذَّبُ فَقَالَ يَا رَبِّ مَرَرْتُ بِهَذَا الْقَبْرِ عَامَ أَوَّلَ فَكَانَ يُعَذَّبُ وَ مَرَرْتُ بِهِ الْعَامَ فَإِذَا هُوَ لَيْسَ يُعَذَّبُ فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ أَنَّهُ أَدْرَكَ لَهُ وَلَدٌ صَالِحٌ فَأَصْلَحَ طَرِيقاً وَ آوَى يَتِيماً فَلِهَذَا غَفَرْتُ لَهُ بِمَا فَعَلَ ابْنُهُ.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے قریب سے گزرے۔آپ نے اس قبر میں مردے پر عذاب کو دیکھا لیکن ایک سال بعد جب اسی قبر کے قریب سے گزرے تو اس پر عذاب نہ تھا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کا راز اللہ سے پوچھا۔

خدا نے وحی فرمائی: اے روح اللہ! اس مردے کا ایک صالح فرزند تھا جس نے راستے سے رکاوٹ ہٹائی اور یتیم کو پناہ دی۔پس اس کے بیٹے کے اس عمل سے خدا نے اسے بخش دیا۔[۲]

۶۔جنت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلَى ظَهْرِ طَرِيقٍ فَقَالَ: وَ اللهِ لَأُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِينَ لَا يُؤْذِيهِمْ فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ.

جو آدمی لوگوں کے راستے سے درختوں کی شاخیں ہٹاتا ہے تاکہ کسی مسلمان کو آزار نہ پہنچے تو اس کا اجر جنت ہے۔[۳]

نیز فرمایا:

دَخَلَ عَبْدٌ الْجَنَّةَ بِغُصْنٍ مِنْ شَوْكٍ كَانَ عَلَى طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ فَأَمَاطَهُ عَنْهُ.

جو شخص مسلمانوں کے راستے سے کانٹا ہٹاتا ہے اسے جنت ملتی ہے۔[۴]

سڑکوں، گلیوں اور عمومی راستوں کی صفائی ستھرائی کی رعایت کرنی چاہیے۔گھر کا کوڑا کرکٹ، ہوٹل کی گندگی وغیرہ راستے پر نہ پھینکیں۔

عمومی راستوں پر روشنی کا انتظام:

اسلامی معاشرے کو یہ زیب دیتا ہے کہ گلی، خیابان، اور راستوں کو روشنی سے مزین کریں۔

---

[۱] جامع الصغیر، ج۲،ص ۱۵۳

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۶/۳/باب فضل الولد..... ص:۲

[۳] جامع الصغیر، ج۲،ص ۵۳۵

[۴] الخصال/ج۱/۳۲/دخل الرجل الجنۃ بخصلۃ..... ص:۳۲

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَنْعَمَ عَلَى عَبْدٍ نِعْمَةً اَحَبَّ اَنْ يَرَى عَلَيْهِ اَثَرَهَا قِيلَ كَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ يُنَظِّفُ ثَوْبَهُ وَ يُطَيِّبُ رِيحَهُ وَ يُجَصِّصُ دَارَهُ وَ يَكْنُسُ اَفْنِيَتَهُ حَتّٰى اِنَّ السِّرَاجَ قَبْلَ مَغِيبِ الشَّمْسِ يَنْفِي الْفَقْرَ وَ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ.

خدا اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ جو اس نے انسان کو نعمت دی ہے وہ ان کی زندگی میں ظاہر ہو۔

لوگوں نے پوچھا: وہ کیسے؟

آپ نے فرمایا: پاکیزہ و لطیف لباس پہنو۔ اپنے آپ کو خوشبو لگاؤ۔ گھر کی صفائی کرو۔ حتیٰ کہ غروب آفتاب سے پہلے چراغ کو جلانے سے فقر ختم ہوتا ہے اور روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَسْرَجَ فِي مَسْجِدٍ مِنْ مَسَاجِدِ اللّٰهِ سِرَاجاً لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ وَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ مَا دَامَ فِي ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ ضَوْءٌ مِنَ السِّرَاجِ.

جو شخص اللہ تعالیٰ کی مساجد مین سے کسی مسجد میں چراغ جلاتا ہے جب تک وہ چراغ روشن رہتا ہے فرشتے آسمان سے نازل نہیں ہوتے مگر اس کے لئے مغفرت کرتے ہیں جب تک کہ وہ چراغ مسجد میں روشن رہتا ہے۔[2]

یہ ثواب اس لئے کہ مومنین مسجد سے استفادہ کرتے ہیں۔ عبادت کرتے ہیں گلی کوچہ میں بھی اسی طرح ہے راستوں کو چراغ سے روشن رکھنے سے ثواب ملتا ہے۔ زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش وتلافی خدا کی راہ میں جہاد ہے۔[3]

راستہ بند کرنے کا انجام:

مسلمانوں کا وظیفہ ہے کہ وہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کریں کیونکہ اس سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے اور بھائی رہتی ہے۔ خدا نے قرآن میں مطلب کو بیان فرمایا ہے، معصومین علیہم السلام نے نعمت الٰہی کا شکر ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَضَرَّ بِشَيْءٍ مِنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ لَهُ ضَامِنٌ.

جو شخص مسلمانوں کے راستے سے ضرر دینے والی شے کو ہٹائے تو وہ اس کی (بخشش کی) ضامن ہے۔[4]

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۵ / ۷ / ۱-باب استحباب التجمل وکراہۃ التباؤس..... ص:۵

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج 1 / ۷ / ۲۳ / باب فضل المساجد وحرمتہا وثواب من صلی فیہا..... ص:۲۲۸

[3] الْكَادُّ عَلَى عِيَالِهِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. (الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۸۸ / باب من کد علی عیالہ..... ص:۸۸)

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۷ / ۳۵۰ / باب مایلزم من یحفر البئر فیقع فیہا المار..... ص:۳۴۹

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَخْرَجَ مِيزَاباً اَوْ كَنِيفاً اَوْ اَوْتَدَ وَتِداً اَوْ اَوْثَقَ دَابَّةً اَوْ حَفَرَ بِئْراً فِي طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ فَاَصَابَ شَيْئاً فَعَطِبَ فَهُوَ لَهُ ضَامِنٌ.

جو شخص مسلمانوں کے راستے میں پانی کا حوض بنائے یا جانور باندھنے کے لئے کیل گاڑھے یا کنواں کھودے پس وہ شے یا کام جو اس نے انجام دیا ہے اس (کی بخشش) کا ضامن ہے۔[1]

شیخ صدوقؒ نے روایت ذکر کی ہے:

مَنْ سَدَّ طَرِيقاً بَتَرَ اللهُ عُمُرَهُ.

جو شخص راستے میں رکاوٹ کھڑی کرے خداوند عالم اس کی عمر کم کر دیتا ہے۔[2]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

الذُّنُوبُ الَّتِي تُعَجِّلُ الْفَنَاءِ............وَ سَدُّ طُرُقِ الْمُسْلِمِينَ.

وہ گناہ جو انسان کو بہت جلد موت کے دھانے تک لے جاتا ہے وہ راستے مین رکاوٹ کھڑی کرنا ہے۔[3]

ایک دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے:

مَلْعُونٌ مَنْ سَدَّ الطَّرِيقَ الْمُعْرَبَةَ.

وہ شخص کہ جو راستوں پر رکاوٹ کھڑی کرے رحمت خدا سے دور ہے۔[4]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مَلْعُونٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ الْمُتَغَوِّطُ فِي ظِلِّ النُّزَّالِ وَ الْمَانِعُ الْمَاءَ الْمُنْتَابَ وَ السَّادُّ الطَّرِيقَ الْمَسْلُوكَ.

جو شخص راستے میں ایسی رکاوٹ کھڑی کرے جسے لوگوں کے لئے عبور کرنا مشکل ہو خدا کی رحمت سے دوری کا سبب ہے۔[5]

نیز فرمایا:

مَنْ اَخَذَ مِنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ شَيْئاً جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِينَ.

جو شخص مسلمانوں کے راستے کا ایک وجب حصہ غصب کرے روزِ قیامت اس طرح محشور ہوگا کہ دنیا کے ساتوں طبق کا

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۷ / ۳۵۰ / باب مایلزم من یحفر البئر فیقع فیھا المار..... ص:۳۴۹

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱ / ۲۶ / باب ارتیاد المکان للحدث والسنۃ فی دخولہ والآداب فیہ الی الخروج منہ..... ص:۲۲

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲ / ۴۴۷ / باب قطیعۃ الرحم..... ص:۳۴۶

[4] مجمع البحرین/ ج۲ / ۱۱۹ / (عرب)..... ص:۱۱۷

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲ / ۲۹۲ / باب فی اصول الکفر وارکانہ..... ص:۲۸۹

بوجھ اس کی گردن پر ہوگا۔[1]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بھی سڑک میں مزاحمت کرنے والے ایک گروہ سے فرمایا:

لَا اَعْفُو عَنْكُمْ اِلَّا عَلَى اَنْ اَرْجِعَ وَ قَدْ هَدَمْتُمْ هَذِهِ الْمَجَالِسَ وَ سَدَدْتُمْ كُلَّ كُوَّةٍ وَ قَلَعْتُمْ كُلَّ مِيزَابٍ وَ طَمَمْتُمْ كُلَّ بَالُوعَةٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَاِنَّ هَذَا كُلَّهُ فِي طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ وَ فِيهِ اَذًى لَهُمْ.

میں تمہیں معاف نہیں کرتا مگر یہ کہ تم راستے میں رکاوٹ بننے والی چیزوں کو اٹھالو اپنے گھر کی کھڑکیوں کو بند رکھو اور وہ پرنالے جو آنے جانے میں مانع ہیں انہیں اکھاڑ پھینکو اور راستے میں بنے ہوئے پانی کے گڑھوں کو پر رکھو کیونکہ یہ امور مسلمانوں کے لئے زحمت و تکلیف کا باعث ہیں۔[2]

راستہ بند کرنے کے بعض نمونے

۱۔ رستے کی جگہ گھیرنا:

نَهَى عَنْ اِخْرَاجِ الْجِدَارِ فِي طُرُقَاتِ الْمُسْلِمِينَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر کی دیوار کے ساتھ راستے کی جگہ نشست گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔[3]

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَخْرَجَ جِدَارَ الدَّارِ اِلَى طَرِيقٍ لَيْسَ لَهُ فَاِنَّ عَلَيْهِ رَدَّهُ اِلَى مَوْضِعِهِ وَ كَيْفَ يَزِيدُ اِلَى دَارِهِ مَا لَيْسَ لَهُ.

جو شخص اپنے گھر کی دیوار کو باہر اس راستے کی طرف بڑھاتا ہے جو اس کا نہیں ہے اسے واپس اپنی جگہ تک محدود کرنا چاہئے (تعجب ہے) وہ کیسے ایک ایسی چیز کو جو اس گھر کا حصہ نہیں اسے اپنا حصہ بنالیتا ہے؟[4]

۲۔ گزرگاہوں پر بیٹھنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثِ...... ...... اَوْ فِي طَرِيقٍ.......

تین قسم کی ملامتوں سے بچو.................. گزرگاہ میں بیٹھنا............۔[5]

---

[1] الجامع الصغیر، ج، ص ۵۵۹

[2] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۷/ ۱۱۹/ ۱۱- باب حکم اخراج الجناح ونحوہ الی الطریق والمیزاب والکنیف ص:۱۱۹

[3] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۴۸۷/ ۲ فصل ذکر التعدی ص:۴۸۶

[4] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۴۸۷/ ۲ فصل ذکر التعدی ص:۴۸۶

[5] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۲۷، الفائق فی غریب الحدیث/ ج ۳/ ۲۰۲/ [لعن] ص:۲۰۲

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

شَرُّ الْمَجَالِسِ الْاَسْوَاقُ وَ الطُّرُقُ، وَ خَيْرُ الْمَجَالِسِ الْمَسَاجِدُ.........

بری محفل وہ ہے جو بازاروں اور گزرگاہوں پر منعقد ہو اور اچھی محفل مساجد میں منعقد ہوتی ہیں۔[1]

۳۔ راستے کے درمیان میں بیٹھ جانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِيَّاكُمْ وَ الْجُلُوسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ........... فَاِنْ اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجَالِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهَا ...... غَضُّوا الْبَصَرِ وَ كَفُّ الْاَذٰى وَ رَدُّ السَّلَامِ وَ الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْىِ عَنِ الْمُنْكَرِ.

خبردار گزرگاہوں پر نہ بیٹھو.................. پس اگر تم بیٹھ گئے ہو تو اس کی رعایت کرو................... نامحرم کی طرف دیکھنے سے اپنی آنکھوں کو روکو، دوسروں کے لئے آزار کا باعث نہ بنو، لوگوں کے سلام کا جواب دو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔[2]

۴۔ پرہجوم راستوں میں وضو کرنا:

امام سجاد علیہ السلام نے اس شخص کے جواب میں فرمایا کہ جس نے پوچھا تھا کہ غرباء کہاں وضو کریں:

قَالَ يَتَّقُوْنَ........ وَ الطُّرُقَ النَّافِذَةَ.

آپؑ نے فرمایا خوف خدا کریں............ اور گزرگاہ پر وضو کرنے سے پرہیز کریں۔[3]

۵۔ پرہجوم راستوں میں نماز پڑھنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَبْعَةٌ مَوَاطِنَ لَا تَجُوْزُ فِيْهَا الصَّلَاةُ:............... وَ مُحَجَّةُ الطَّرِيْقِ.

لوگوں کے گزرگاہ پر نماز پڑھنا اچھی بات نہیں۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عَشَرَةُ مَوَاضِعَ لَا يُصَلّٰى فِيْهَا .... وَ مَسَانُّ الطَّرِيْقِ......

دس مقامات پر نماز نہیں ہوتی......................... لوگوں کے گزرنے کی جگہ پر۔[5]

تذکر:

---

[1] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۷۷

[2] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۴۴۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۳ / ۱۵ / باب الموضع الذی یکرہ ان یتغوط فیہ او یبال..... ص:۱۵

[4] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۴۳

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۳ / ۳۹۰ / باب الصلاۃ فی الکعبۃ وفوقہا وفی البیع والکنائس والمواضع التی تکرہ الصلاۃ فیہا..... ص:۳۸۷

ان احادیث کی روشنی میں مندرجہ ذیل امور کا گزرگاہوں پر انجام دینا ناجائز تجاوزات شمار ہوتے ہیں جیسے:

لوگوں کی گزرنے کی جگہ پر کھڑے ہونا، بیٹھنا، اکٹھے ہونا، گاڑیوں کو ایسی جگہ پارک کرنا جو مسافروں کے لئے راستہ بند ہونے یا ان کے چلنے میں زحمت کا باعث ہوں جیسے تنگ گلیوں، پرہجوم سڑکوں، پیدل چلنے والوں کے راستوں پر یا چوراہوں پر گاڑی کھڑ دینا وغیرہ۔ نیز گزرگاہوں پر ایسی محافل سجا لینا جو لوگوں کے باعث زحمت ہوں جیسے شادی بیاہ یا محافل میلاد و مجالس وغیرہ۔ بے جا ہارن بجا بھی اسی کے زمرے میں آتا ہے کیونکہ یہ بھی لوگوں کے لئے باعث تکلیف ہوتا ہے۔

چنانچہ ایسی جگہوں پر ہر قسم کی اشیاء کا پھینکنا، دکانوں اور مارکیٹوں کے سامنے سائے بان نصب کرنا جو زحمت کا باعث ہوتے ہیں۔ اسی طرح سیر و تفریح کے مقامات اور گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہ پر اشیاء کا پھینکنا جو کہ لوگوں کے لئے باعث زحمت و تکلیف ہوتی ہیں یہ سب راستہ بند کرنے کی مثالیں ہیں اور روایات میں باقاعدہ ان کی سزا ذکر ہوئی ہے۔

اسکے علاوہ ایسی جگہیں کہ جہاں مساجد، زیارت گاہ، نماز جمعہ کی جگہ، رفاعی پارک، گاڑیوں کی پارکنگ، مدارس، اسکول، یونیورسٹی یہ سب عوامی مقامات ہیں ان کی جگہوں پر قبضہ کرنا یا ان میں کسی قسم کا تصرف کہ جو لوگوں کے لئے باعث تکلیف ہو جائز نہیں ہے۔

فٹ پاتھ، گلیوں اور سڑکوں پر خواتین کا گزرنا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ لِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ........فِي الطُّرُقِ إِلَّا الْحَوَاشِيَ.

خواتین کو فٹ پاتھ کے علاوہ راستہ چلنا جائز نہیں ہے۔[۱]

نیز فرمایا:

لَيْسَ لِلنِّسَاءِ وَسْطُ الطَّرِيقِ.

خواتین کو سڑک کے درمیان میں نہیں چلنا چاہئے۔[۲]

امیر المومنینؑ نے فرمایا:

لَا يَنْبَغِي لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَمْشِيَ فِي وَسَطِ الطَّرِيقِ وَلَكِنَّهَا تَمْشِي إِلَى جَانِبِ الْحَائِطِ.

ایک عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ راستے کے درمیان چلے بہتر یہ ہے کہ ایک طرف دیوار کے کنارے گزرے۔[۳]

---

[۱] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۴۶۲

[۲] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۴۶۲

[۳] من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۳، ص ۵۴۱

آٹھویں فصل

معدنیات

درست استعمال کریں اور اسراف سے پرہیز کریں قرآن مجید میں خداوند عالم نے اس مطلب پر بہت زیادہ تاکید کی ہے۔[۱]
اسراف خاص کر مالی مسائل میں گناہانِ کبیرہ شمار ہوتا ہے۔ دعا قبول نہیں ہوتی اور نعمت سے انسان محروم رہتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَرَ اَنَّ لِلّٰهِ عَلَيْهِ نِعْمَةً اِلَّا فِي مَطْعَمٍ اَوْ مَشْرَبٍ فَقَدْ جَهِلَ وَ كَفَرَ نِعَمَ اللّٰهِ.

جو شخص خداوند عالم کی نعمتوں کو صرف اپنے کھانے پینے تک محدود سمجھتا ہے تو وہ جہالت اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کرتا ہے۔[۲]

خدا کی نعمتوں میں سے ایک معدنیات بھی ہیں جیسے بجلی، گیس، تیل و پیٹرول وغیرہ ان کے بارے میں بھی ہمارا ایک دینی وانسانی وظیفہ ہے اور وہ یہ کہ ہم ان چیزوں کو بے جا استعمال نہ کریں اور اسراف نہ کریں کیونکہ اسراف تمام مسائل میں گناہان کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے اور دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ کا باعث ہے۔[۳] اور یہ نعمت کو اپنے ہاتھ سے دے دینے کا ایک عامل بھی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ بَذَّرَ حَرَمَهُ اللّٰهُ

---

[۱] سورۂ بقرہ: ۵۲، سورۂ ابراہیم: ۷

[۲] تحف العقول/ النص/ ۵۲/ وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۳۵

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۵۱۱/ باب من لاتستجاب دعوتہ..... ص: ۵۱۰

جواسراف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے محروم کر دیتا ہے۔[۱]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

سَبَبُ الْفَقْرِ الْاِسْرَافُ.

اسراف فقر کا سبب ہے۔[۲]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ بَذَّرَ وَ اَسْرَفَ زَالَتْ عَنْهُ النِّعْمَةُ.

جو شخص زیادہ روی اور اسراف کرتا ہے وہ نعمت سے محروم رہتا ہے۔[۳]

مستحکم زندگی کا سبب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

قِوَامُ الدُّنْيَا بِثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ النَّارِ وَ الْمِلْحِ.........

دنیا کی پائیدار زندگی تین چیزوں سے وابستہ ہے۔آگ (یعنی انرجی)..................۔[۴]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا يُمْنَعْنَ: .... اَلنَّارُ.

لوگوں کو تین چیزوں سے محروم نہیں کرنا چاہیے:..................آگ (یعنی انرجی)۔[۵]

بجلی کا استعمال:

مادی نعمتوں میں سے ایک نعمت بجلی کا استعمال ہے۔اس کے استعمال میں بچت کرنی چاہیے یعنی اعتدال سے کام لینا چاہیے۔غیر ضروری چراغ کو روشن کرنا فضول خرچی ہے۔رسولؐ کا فرمان ان سب چیزوں کو شامل ہے۔آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی:

يَا عَلِيُّ اَرْبَعَةٌ يَذْهَبْنَ ضَيَاعاً اَلْاَكْلُ عَلَى الشِّبَعِ وَ السِّرَاجُ فِي الْقَمَرِ وَ الزَّرْعُ فِي السَّبَخَةِ وَ الصَّنِيعَةُ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهَا.

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۱۲۲/باب التواضع..... ص:۱۲۱

[۲] غرر الحکم ودرر الکلم/۳۹۶/۲۰..... ص:۳۹۶

[۳] تحف العقول/النص/۴۰۳/ومن حکمہ ع..... ص:۴۰۳

[۴] تحف العقول/النص/۳۲۱/ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[۵] بحار الانوار (ط-بیروت)/ج۳۱/۲۲۷/العاشر:..... ص:۲۲۷

اے علیؑ! چار چیزیں ضائع ہونے والی ہیں۔ سیر ہونے کی حالت میں کھانا، چاندنی رات میں چراغ جلانا، بنجر زمین میں کاشت کرنا اور اس شخص سے نیکی کرنا جو نیکی کے اہل نہ ہو۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَرْبَعَةٌ لَا تُسْتَجَابُ لَهُمْ دَعْوَةٌ رَجُلٌ جَالِسٌ فِي بَيْتِهِ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي.

جو آدمی اپنے مال کو ضائع کرتا ہے وہ اگر خدا سے روزی طلب کرے تو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔[2]

نکتہ

واضح ہونا چاہئے کہ بے جا چراغ کا جلایا جانا بعض دفع خطرناک واقع ہوتا ہے اور آتش سوزی کا باعث بن جاتا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کے نقصاندہ مصادیق میں سے ایک طرف اشارہ فرمایا ہے:

أَطْفِئُوا سُرُجَكُمْ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ الْبَيْتَ عَلَى أَهْلِهِ.

(سوتے وقت) چراغوں کو بجھا دیا کرو کہ ممکن ہے کہ چوہے اس چراغ کو گرا کر گھر والوں کے لئے نقصان کا باعث بن جائیں۔[3]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۳۷۳ / باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۵۱۱ / باب من لاتستجاب دعوتہ..... ص:۵۱۰

[3] علل الشرائع/ ج ۲ / ۵۸۲ / ۳۸۵ باب نوادر العلل..... ص:۵۷۷

نویں فصل

سیر و سیاحت

قرآن میں ہے کہ زمین کی سیر کرو اور گذشتہ اقوام سے عبرت حاصل کرو کہ خدا نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ حضرت عزیر کے واقعہ کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۖ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٥٩﴾

(اے رسولؐ تم نے) مثلاً اس (بندہ کے حال) پر بھی نظر کی جو ایک گاؤں پر سے (ہوکر) گزرا اور وہ ایسا اُجڑا تھا کہ اپنی چھتوں پر ڈھے کر گر پڑا تھا (یہ دیکھ کر) وہ بندہ کہنے لگا اللہ اب اس گاؤں کو (ایسی) ویرانی کے بعد کیوں کر آباد کرے گا اس پر خدا نے اس کو (مار ڈالا اور) سو برس تک مردہ رکھا۔ پھر اس کو جلا اٹھایا (تب) پوچھا تم کتنی دیر پڑے رہے؟ عرض کی ایک دن (پڑا رہا) یا ایک دن سے بھی کم۔ فرمایا نہیں تم (اسی حالت میں) سو برس پڑے رہے۔ اب ذرا اپنے کھانے پینے (کی چیزوں) کو دیکھو کہ ابھی تک خراب نہیں اور ذرا اپنے گدھے (سواری) کو تو دیکھو کہ اس کی ہڈیاں ڈھیر پڑی ہیں اور سب اس واسطے کیا ہے تاکہ لوگوں کے لیے تمہیں قدرت کا نمونہ بنائیں اور (اچھا اب اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف نظر کرو کہ ہم کیوں کر ان کو جوڑ جاڑ ڈھانچہ بناتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ پس (جب اُن پر یہ ظاہر ہوا تو بے ساختہ) بول اُٹھے کہ (اب) میں یہ یقین کامل سے جانتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ [۱]

---

[۱] سورۂ بقرہ: ۲۵۹

سیر و سیاحت کے آثار

۱۔ خدا کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونا:

قرآن میں خدا فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾

وہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے نرم (وہموار) کر دیا تو اس کے اطراف و جوانب میں چلو پھرو اور اس کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور پھر اسی کی طرف قبر سے اُٹھ کر جانا ہے۔[1]

۲۔ نظام خلق کا مطالعہ:

خدا فرماتا ہے:

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ یُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾

(اے رسولؐ ان لوگوں سے) تم کہہ دو کہ ذرا روئے زمین پر چل پھر کر دیکھو تو کہ خدا نے کس طرح پہلے پہل مخلوق کو پیدا کیا پھر (اسی طرح) وہی خدا (قیامت کے دن) آخری پیدائش پیدا کرے گا۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔[2]

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَ لٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾

کیا یہ لوگ روئے زمین پر چلے پھرے نہیں تا کہ ان کے ایسے دل ہوتے جن سے (حق باتوں کو) سمجھتے۔ یا ان کے ایسے کان ہوتے جن کے ذریعے سے (سچّی باتوں کو) سنتے۔ کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں بلکہ جو دل سینے میں ہیں وہ اندھے ہوجایا کرتے ہیں۔[3]

۳۔ تاریخ کا مطالعہ:

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِیْنَ ﴿۴۲﴾

(اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ ذرا روئے زمین پر چل پھر کر دیکھو تو کہ جو لوگ اس کے قبل گزر گئے ان (کے افعال) کا انجام کیا ہوا ان میں سے بہتیرے تو مشرک ہی ہیں۔[4]

دوسری آیت میں خدا فرماتا ہے:

---

[1] سورۂ ملک: ۱۵

[2] سورۂ عنکبوت: ۲۰

[3] سورۂ حج: ۴۶

[4] سورۂ روم: ۴۲

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

کیا یہ لوگ روئے زمین پر چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر گئے ان کا انجام کیسا (بُرا) ہوا حالانکہ وہ لوگ ان سے قوت میں بھی کہیں زیادہ تھے اور جس قدر زمین ان لوگوں نے آباد کی ہے اس سے کہیں زیادہ (زمین کی) ان لوگوں نے کاشت بھی کی تھی اور اس کو آباد بھی کیا تھا اور ان کے پاس بھی ان کے پیغمبر واضح و روشن معجزے لے کر آ چکے تھے (مگر ان لوگوں نے نہ مانا) تو خدا نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا مگر وہ لوگ (کفر و سرکشی سے) آپ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔[1]

گوشہ نشینی کی ممانعت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ غَلَبَنِي حَدِيثُ النَّفْسِ وَلَمْ أُحْدِثْ شَيْئاً حَتَّى أَسْتَأْمِرَكَ قَالَ بِمَ حَدَّثَتْكَ نَفْسُكَ يَا عُثْمَانُ قَالَ هَمَمْتُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ قَالَ فَلَا تَسِحْ فِي الْأَرْضِ فَإِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْمَسَاجِدُ.

عثمان بن مظعون رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ! میں معاشرے سے کنارہ گیری کرنا چاہتا ہوں اور رہبانیت اختیار کرنا چاہتا ہوں آپ کے مشورہ کے بغیر پہلے یہ کام نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: ایسی سیاحت نہ کر، میری امت کی سیاحت مسجد میں جانے کا نام ہے۔[2]

---

[1] سورۂ روم: ۹

[2] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۱۹۰/ ا فصل ذکر الرغائب فی النکاح..... ص: ۱۸۹

خاتمہ

اس خاتمہ میں کام،قمری دن اور رسوم ورواج کے موضوعات پر بحث ہوگی۔

قمری دنوں میں کام:

کام پر زمان کا اثر ہوتا ہے یعنی زمان ومکان کا اثر ہوتا ہے اگر ایک کام کسی خاص زمانہ یعنی مثلاً رمضان میں کیا تو زیادہ ثواب ملتا ہے۔ یا کسی خاص مکان پر عبادت کی جائے تو زیادہ ثواب ملتا ہے۔

خداوند عالم نزول قرآن کے بارے میں فرماتا ہے:

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۳

ہم نے اس کو مبارک رات (شب قدر) میں نازل کیا بے شک ہم (عذاب سے) ڈرانے والے تھے۔[1]

بنوامیہ یہ گمان کرتے تھے کہ وہ اہل بیت علیہم السلام پر کامیاب ہوئے ہیں اور عاشورا کے دن امام حسین علیہ السلام کو شکست دی لہٰذا عاشورا کو مبارک دن شمار کرتے تھے، وہ اس دن روزہ رکھتے تھے حالانکہ ہمارے نزدیک فاقہ ہونا چاہیے اور روزہ نہیں رکھنا چاہیے حتیٰ کہ اس دن کاروبار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ اس دن کام کی چھٹی ہونی چاہیے اور بنی امیہ سے دوری اختیار کرنی چاہئے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ تَرَكَ السَّعْيَ فِي حَوَائِجِهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ قَضَى اللهُ لَهُ حَوَائِجَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ مَنْ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمَ مُصِيبَتِهِ وَ حُزْنِهِ وَ بُكَائِهِ جَعَلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ فَرَحِهِ وَ سُرُورِهِ وَ قَرَّتْ بِنَا فِي الْجِنَانِ عَيْنُهُ وَ مَنْ سَمَّى يَوْمَ عَاشُورَاءَ يَوْمَ بَرَكَةٍ وَ ادَّخَرَ فِيهِ لِمَنْزِلِهِ شَيْئاً لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيمَا ادَّخَرَ وَ حُشِرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ يَزِيدَ وَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ وَ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ لَعَنَهُمُ اللهُ تَعَالَى إِلَى أَسْفَلِ دَرَكَةٍ مِنَ النَّارِ.

جو شخص عاشور کے دن دنیاوی حاجات کے لئے تگ ودو نہ کرے تو اللہ اس کی دنیا وآخرت کی حاجات پوری کرے گا۔

---

[1] سورۂ دخان: ۳

اور جو شخص روز عاشور کو مصیبت اور غم اور گریہ کے دن کے طور پر بسر کرے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت کو اس کے لئے خوشی اور مسرت کا دن بنائے گا اور ہماری وجہ سے جنت میں اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوگی۔

اور جو شخص روز عاشور کو برکت کا دن قرار دے اور اس دن اپنے گھر کے لئے کچھ ذخیرہ کرے تو اللہ اس کے ذخیرہ میں برکت نہیں دے گا اور قیامت کے دن وہ یزید اور عبداللہ بن زیاد اور عمر بن سعد لعنۃ اللہ علیہم کے ساتھ محشور ہوگا اور ان کے ساتھ دوزخ کے پست ترین درجے میں ہوگا۔[۱]

صدقہ کے ذریعے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ زمان ومکان کا ہمارے اعمال پر اثر ہوتا ہے۔ یہ روایات میں آیا ہے کہ وقت و زمانہ کاموں میں اثر پذیری رکھتا ہے یہ اثر پذیری زمینہ سازی کے معنی میں ہے نہ کہ لازمی و ایجابی کیونکہ تاثیر اصلی خدوند عالم کی ذات ہے لہٰذا ایک مومن کو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ زمانے کی مداخلت کو آگے رکھے اور ذات خدا کو پیچھے کر دے اور لطف خدا سے خود کو جدا سمجھے۔

کاموں کا انجام:

امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر قمری ماہ میں مندرجہ ذیل تاریخیں کام کے لئے مبارک ہیں:

۱، ۲، ۶، ۷، ۹، ۱۴، ۱۷، ۱۹، ۲۰،
۲۲، ۲۳، ۲۷، ۲۸، ۲۹۔[۲]

صدقہ کے ذریعے خطرے کا دفاع:

بعض روایات میں ملتا ہے کہ ہر ماہ کا ہر دن بعض کاموں کے لئے مناسب نہیں ہوتا لہٰذا ان دنوں میں صدقہ اور دعا کے ذریعے نحوست کو دور کیا جا سکتا ہے۔

حماد بن عثمان کہتا ہے کہ

قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ ﷺ أَ يُكْرَهُ السَّفَرُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَيَّامِ الْمَكْرُوهَةِ الْأَرْبِعَاءِ وَ غَيْرِهِ فَقَالَ افْتَتِحْ سَفَرَكَ بِالصَّدَقَةِ وَ اقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ إِذَا بَدَا لَكَ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا بعض ایام میں سفر کرنا جیسے بدھ وغیرہ کو مکروہ ہے؟ حضرت نے فرمایا: جب مناسب سمجھو صدقہ دو اور آیت الکرسی پڑھ کر سفر کا آغاز کرو۔ آپ نے فرمایا: جس دن چاہو سفر کرو لیکن صدقہ ضرور دو۔[۳]

---

[۱] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۱۲۹/ المجلس السابع والعشرون

[۲] عیون اخبار الرضاؑ؛ ج۱، ص۲۹۸، ۲۹۹

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۲۸۳/ باب القول عند الخروج من بیتہ وفضل الصدقۃ..... ص: ۲۸۳

اسی طرح ایک اور روایت میں:

تَصَدَّقْ وَ اخْرُجْ اَیَّ یَوْمٍ شِئْتَ.

صدقہ دے کر سفر کرو جس دن چاہو۔[۱]

ابن ابی عمیر کہتا ہے کہ

كُنْتُ اَنْظُرُ فِي النُّجُومِ فَاَعْرِفُهَا وَ اَعْرِفُ الطَّالِعَ فَيَدْخُلُنِي مِنْ ذٰلِكَ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلَى اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام فَقَالَ اِذَا وَقَعَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ فَتَصَدَّقْ عَلَى اَوَّلِ مِسْكِينٍ ثُمَّ امْضِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَدْفَعُ عَنْكَ.

میں ماضی میں ستارہ شناس تھا اور طالع کو جانتا تھا لہٰذا کبھی میں بھی ان سے متاثر ہوتا تھا۔ ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس شکوہ کیا امام نے فرمایا: جب کسی بدی کا احساس کرو تو صدقہ دو۔ پھر اقدام کرو۔ بے شک خدا تم سے مصیبت کو دور کرتا ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ اِذَا اَصْبَحَ دَفَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَنْهُ نَحْسَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

جب صبح ہو تو صدقہ دو خداوند عالم اس دن کا خطرہ ٹال دیتا ہے۔[۳]

صدقہ سے پہلے اور بعد میں دعا:

سید ابن طاوس کہتے ہیں کہ سفر سے پہلے صدقہ دیتے وقت یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اشْتَرَيْتُ بِهٰذِهِ الصَّدَقَةِ سَلَامَتِي وَ سَلَامَةَ سَفَرِي وَ مَا مَعِي فَسَلِّمْنِي وَ سَلِّمْ مَا مَعِي وَ بَلِّغْنِي وَ بَلِّغْ مَا مَعِي بِبَلَاغِكَ الْحَسَنِ الْجَمِيلِ.

پروردگار! میں اس صدقہ کے بدلے میں چاہتا ہوں اپنی سلامتی، اپنے سفر کی سلامتی، اور اس کی سلامتی جو میرے ساتھ۔ پس سلامت رکھ اس کو جو میرے ساتھ پس مجھے عطا فرما اور جو اس کو عطا فرما جو میرے ساتھ ہے نیک و پسندیدہ مقصد تک۔

صدقہ کے بعد یہ دعا پڑھو:

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴ / ۲۸۳ / باب القول عند الخروج من بیتہ و فضل الصدقۃ..... ص: ۲۸۳

[۲] المحاسن/ ج ۲ / ۳۴۹ / ۸ باب افتتاح السفر بالصدقۃ..... ص: ۳۴۸

[۳] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۳ / ۲۳۶ / باب ۴۸ حمل العصا و ادارۃ الحنک و سائر آداب الخروج من الصدقۃ والدعاء والصلاۃ و سائر الادعیۃ المتعلقۃ بالسفر..... ص: ۲۲۹

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبِّ الْاَرَضِينَ السَّبْعِ وَ مَا فِيهِنَّ وَ مَا بَيْنَهُنَّ وَ مَا تَحْتَهُنَّ وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّيِّبِينَ ثُمَّ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِي جَاراً مِنْ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْتُ وَ بِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْ نِسْيَانِي وَ عَجَلَتِي بِسْمِ اللّٰهِ وَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فِي سَفَرِي هٰذَا ذَكَرْتُهُ اَوْ نَسِيتُهُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ عَلَى الْاُمُورِ كُلِّهَا وَ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَ الْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا وَ اطْوِ لَنَا الْاَرْضَ وَ سَيِّرْنَا فِيهَا بِطَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُولِكَ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لَنَا ظَهْرَنَا وَ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَ الْمَالِ وَ الْوَلَدِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِي وَ نَاصِرِي اَللّٰهُمَّ اقْطَعْ عَنِّي بُعْدَهُ وَ مَشَقَّتَهُ وَ اصْحَبْنِي فِيهِ وَ اخْلُفْنِي فِي اَهْلِي بِخَيْرٍ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِذَا اَرَادَ الرُّكُوبَ فَلْيَقُلْ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَاِذَا اسْتَوَى عَلٰى رَاحِلَتِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَ مَنَّ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَ اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ- وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْحَامِلُ عَلَى الظَّهْرِ وَ الْمُسْتَعَانُ عَلَى الْاَمْرِ اَللّٰهُمَّ بَلِّغْنَا بَلَاغاً يَبْلُغُ اِلَى الْخَيْرِ بَلَاغاً يَبْلُغُ اِلٰى رَحْمَتِكَ وَ رِضْوَانِكَ وَ مَغْفِرَتِكَ اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَ لَا حَافِظَ غَيْرُكَ فَاِذَا اَشْرَفَ عَلٰى مَنْزِلٍ اَوْ قَرْيَةٍ اَوْ بَلَدٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاءِ وَ مَا اَظَلَّتْ وَ رَبَّ الْاَرْضِ وَ مَا اَقَلَّتْ وَ رَبَّ الرِّيَاحِ وَ مَا ذَرَتْ وَ رَبَّ الْاَنْهَارِ وَ مَا جَرَتْ عَرِّفْنَا خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَ خَيْرَ اَهْلِهَا وَ اَعِذْنَا مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ اَهْلِهَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.[1]

بعض دنوں کی فضیلت:

ماہ قمری کے بعض دن با فضیلت ہوتے ہیں۔عیدوں کے دن کی دینی شرافت ہوتی ہے۔ان دنوں میں نیکی کرنا، صدقہ دینا، مومنین کوخوش کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔جیسا کہ پندرہ رمضان کے دن خود اس دن کی فضیلت کے علاوہ امام حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت بھی ہے۔اسی طرح تیسری شعبان، پانچویں شعبان اور نیمہ شعبان جن میں امام حسین علیہ السلام، امام سجاد علیہ السلام اور حضرت قائم علیہ السلام کی ولادت باسعادت بھی ہے۔اسی طرح سترہ ربیع الاول رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا دن ہے۔بیس (۲۰) جمادی الثانی میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت کا دن ہے۔

---

[1] بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ۷۳ / ۲۳۶ / باب ۴۸ حمل العصا وادارة الحنک وسائر آداب الخروج من الصدقة والدعاء والصلاة وسائر الادعية المتعلقة بالسفر ص:۲۲۹

ایام ہفتہ

ہفتہ

امام رضا علیہ السلام اپنے باپ سے ہفتہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے خدا سے اپنے کے لئے یہ درخواست فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِي فِي بُكُورِهَا يَوْمَ سَبْتِهَا وَ خَمِيسِهَا.

خدایا! میری امت کے لئے ہفتہ اور جمعرات کو مبارک قرار فرما۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَانَ مُسَافِراً فَلْيُسَافِرْ يَوْمَ السَّبْتِ فَلَوْ اَنَّ حَجَراً زَالَ عَنْ جَبَلٍ يَوْمَ السَّبْتِ لَرَدَّهُ اللهُ عَزَّ ذِكْرُهُ اِلَى مَوْضِعِهِ.

ہفتہ کے دن سفر کرو اگر ہفتے کے دن پہاڑ سے کوئی پتھر گرتا ہے تو خداوند عالم اسے اپنی جگہ پلٹا دیتا ہے۔[2]

اتوار:

یہ دن شجر کاری اور ساخت وساز کے لئے مناسب ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

يَوْمُ الْاَحَدِ يَوْمُ غَرْسٍ وَ بِنَاءٍ.

اتوار کا دن شجر کاری اور بنا سازی کا دن ہے۔[3]

پیر:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْحِجَامَةُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ تَسُلُّ الدَّاءَ سَلّاً مِنَ الْبَدَنِ.

پیر کے دن کے آخری حصے میں حجامت کرنے سے بدن کمزور ہوتا ہے۔[4]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ يَوْمُ سَفَرٍ وَ طَلَبٍ.

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱ / ۴۲۵ / باب وجوب الجمعۃ وفضلها ومن وضعت عنہ والصلاۃ والخطبۃ فیها..... ص:۴۰۹

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج۸ / ۱۴۳ / حدیث محاسبۃ النفس..... ص:۱۴۳

[3] الخصال/ ج۲ / ۳۸۴ / ماجاء فی الأحد ومابعدہ..... ص:۳۸۳

[4] الخصال/ ج۲ / ۳۸۵ / ماجاء فی یوم الاثنین..... ص:۳۸۴

پیر کا دن سفر اور معاش کے لئے ہے۔[۱]

منگل:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَعَذَّرَتْ عَلَيْهِ الْحَوَائِجُ فَلْيَلْتَمِسْ طَلَبَهَا يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ فَإِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي أَلَانَ اللهُ فِيهِ الْحَدِيدَ لِدَاوُدَ عليه السلام.

جو آدمی کوئی حاجت رکھتا ہے اسے منگل کے دن جستجو کرنی چاہیے۔ کیونکہ خدا نے اس دن حضرت داؤد کے لئے لوہے کو نرم کیا تھا۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ احْتَجَمَ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ أَوْ تِسْعَ عَشْرَةَ أَوْ لِإِحْدَى وَعِشْرِينَ مِنَ الشَّهْرِ كَانَتْ لَهُ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ مِنْ أَدْوَاءِ السَّنَةِ.

جو آدمی سترہ تاریخ، منگل کے روز یا انیس تاریخ یا بیس تاریخ اور اول ماہ میں حجامت کرواتا ہے اس کے سارے سال کے درد ختم ہوتے ہیں۔[۳]

بدھ:

امام رضا علیہ السلام اپنے والد سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

آخِرُ أَرْبِعَاءَ فِي الشَّهْرِ يَوْمُ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ.

ہر ماہ کا آخری بدھ ہمیشہ نامبارک دن ہے۔[۴]

ایک روایت میں بدھ کو حجامت کرنا اور جسم کے زائد بالوں کے صاف کرنے کی ممانعت ہوئی ہے۔

امام صادق علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد حضرت امیر علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں:

تَوَقَّوُا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَالنُّورَةَ فَإِنَّ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ يَوْمُ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ وَ......

بدھ کو حجامت اور زائد شیو کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ بدھ نحوست کا دن ہے۔ لیکن حجامت بدھ کے دن کے آخری حصے میں اشکال نہیں ہے۔[۵]

حذیفہ بن منصور کہتا ہے:

---

[۱] الخصال/ ج ۲ / ۳۸۴ / ماجاء فی الأحد ومابعده..... ص: ۳۸۳

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۸ / ۱۴۳ / حدیث محاسبۃ النفس..... ص: ۱۴۳

[۳] الخصال/ ج ۲ / ۳۸۵ / ماجاء فی یوم الثلاثاء..... ص: ۳۸۵

[۴] الخصال/ ج ۲ / ۳۸۷ / ماجاء فی یوم الأربعاء..... ص: ۳۸۶

[۵] الخصال/ ج ۲ / ۳۸۷ / ماجاء فی یوم الأربعاء..... ص: ۳۸۶

رَاَيْتُ اَبَاعَبْدِاللهِ احْتَجَمَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

بدھ بعداز عصر امام صادق علیہ السلام کو میں نے حجامت کراتے دیکھا۔[1]

اس دن کی نحوست کو دور کرنے کے لئے صدقہ دینا چاہیے۔

جمعرات:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَصَّ اَظَافِيرَهُ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَ تَرَكَ وَاحِدَةً لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ نَفَى اللهُ عَنْهُ الْفَقْرَ.

ہر جمعرات کو ناخن اتارو اور ایک کو جمعہ کے دن کے لئے چھوڑ دو۔ خدا فقر کو دور کرتا ہے۔[2]

جمعہ:

ابو کہمس کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے کی دعا کی تعلیم دیں جو میں پڑھا کروں، آپ نے فرمایا:

خُذْ مِنْ شَارِبِكَ وَ اَظْفَارِكَ وَلْيَكُنْ ذٰلِكَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

اپنی مونچھیں اور ناخن کو چھوٹا کرو اور یہ کام جمعہ کے دن انجام دو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَلَّمَ اَظْفَارَهُ وَ قَصَّ شَارِبَهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَ عَلَى سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ اُعْطِيَ بِكُلِّ قُلَامَةٍ وَ جُزَازَةٍ عِتْقُ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيلَ.

جو آدمی ناخن اور مونچھوں کو ہر جمعہ چھوٹا کرتا ہے وہ پھر یہ پڑھے:

بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَ عَلَى سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ

شروع خدا کے نام سے اور اللہ کے نام مبارک کے ساتھ اور سیرت محمد و آل محمد علیہم السلام کے ساتھ۔

(ایسا کرنے والے کو) ہر ناخن اور بال کے بدلے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرمایا کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ قَلَّمَ اَظْفَارَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَخْرَجَ اللهُ مِنْ اَنَامِلِهِ الدَّاءَ وَ اَدْخَلَ فِيهِ الدَّوَاءَ.

جو شخص جمعہ کے دن ناخن چھوٹے کرتا ہے اس کی انگلیوں کی بیماری ختم ہوتی ہے اور دار روان میں داخل ہو جاتا ہے۔[5]

---

[1] الخصال/ ج ۲ / ۳۸۷ / ماجاء فی یوم الأربعاء..... ص:۳۸۶

[2] ثواب الأعمال وعقاب الأعمال/ النص/ ۲۳ / ثواب تقلیم الأظفار والأخذ من الشارب..... ص:۲۳

[3] ثواب الأعمال وعقاب الأعمال/ النص/ ۲۴ / ثواب تقلیم الأظفار والأخذ من الشارب..... ص:۲۳

[4] وسائل الشیعة/ ج ۷ / ۳۶۳ / ۳۵ -باب مایستحب أن یقال عند تقلیم الأظفار والأخذ من الشارب یوم الجمعة..... ص:۳۶۲

[5] الخصال/ ج ۲ / ۳۹۱ / ماجاء فی یوم الجمعة..... ص:۳۹۰

روز جمعہ دو برابر ثواب:

فِي الرَّجُلِ يُرِيدُ أَنْ يَعْمَلَ شَيْئاً مِنَ الْخَيْرِ مِثْلَ الصَّدَقَةِ وَ الصَّوْمِ وَ نَحْوِ هَذَا قَالَ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّ الْعَمَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُضَاعَفُ.

ہشام بن حکم نے امام صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا کہ وہ قصد رکھتا ہے کہ روزہ یا نیک کام انجام دینا چاہتا ہے؟

آپ نے فرمایا: اچھا ہے اس عمل کو جمعہ کے دن انجام دے کیونکہ روز جمعہ نیک عمل کا چند برابر ثواب ملتا ہے۔[۱]

نماز جمعہ سے پہلے کام کرنا مکروہ ہے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ يُكْرَهُ السَّفَرُ وَ السَّعْيُ فِي الْحَوَائِجِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُكْرَهُ مِنْ أَجْلِ الصَّلَاةِ فَأَمَّا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَجَائِزٌ.

سفر اور دوسرے کام جمعہ کے دن انجام دینا مکروہ ہے اور نماز جمعہ کی وجہ سے مکروہ ہے۔ نماز جمعہ کے بعد جائز ہے۔[۲]

جمعہ میں دین شناسی کے ترک کرنے کی مذمت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أُفٍّ لِلرَّجُلِ الْمُسْلِمِ أَنْ لَا يُفَرِّغَ نَفْسَهُ فِي الْأُسْبُوعِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِأَمْرِ دِينِهِ فَيَسْأَلَ عَنْهُ.

افسوس ہے ایسے مسلمان مردوں پر جو اپنے آپ کو روز جمعہ کے دن بھی آزاد نہیں کرتے تا کہ احکام دین پوچھیں۔[۳]

دن کی ساعات:

شیخ طوسیؒ نے دنوں کی ساعات کو بارہ قسموں میں تقسیم کیا اور ہر دن ایک معصومینؑ سے منسوب ہے اور خاص دعائیں ہیں۔ پہلی ساعت طلوع فجر سے لے کر طلوع خورشید حضرت سے منسوب ہے۔ دوسری ساعت طلوع خورشید سے لے کر صبح کی سرخ کے زوال تک امام حسن سے، تیسری ساعت سرخی کے زائل ہونے کے وقت سے لے کر سورج نظر آنے تک امام حسین علیہ السلام سے، چوتھی ساعت دن بڑھنے سے لے کر زوال خورشید تک امام سجاد علیہ السلام سے، پانچویں ساعت زوال خورشید سے لے کر چار رکعت کے برابر کے وقت تک امام باقر علیہ السلام سے، چھٹی ساعات چار رکعت نماز پڑھنے کے وقت کے برابر زوال سے لے کر نماز ظہر تک امام صادق علیہ السلام سے،

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۴۲۳/ باب وجوب الجمعۃ وفضلہا ومن وضعت عنہ والصلاۃ والخطبۃ فیہا..... ص:۴۰۹

[۲] الخصال/ ج۲/ ۳۹۳/ ماجاء فی یوم الجمعۃ..... ص:۳۹۰

[۳] الخصال/ ج۲/ ۳۹۳/ ماجاء فی یوم الجمعۃ..... ص:۳۹۰

ساتویں ساعت نماز ظہر کے بعد چار رکعت کے اندازے کے مطابق قبل از نماز عصر۔ امام کاظم علیہ السلام سے، آٹھویں ساعت چار رکعت کے اندازے کے بعد جو فضیلت عصر سے لے کر نماز عصر تک امام رضا علیہ السلام سے، نویں ساعت نماز عصر کے بعد دو ساعت بعد امام جواد علیہ السلام سے، دسویں ساعت دو ساعت بعد از نماز عصر سے لے کر خورشید کی زردی تک امام ہادی علیہ السلام سے گیارہویں ساعت قبل از زردی سے لے کر زردی تک امام حسن عسکری علیہ السلام سے بارہویں ساعت خورشید کی زردی سے لے کر غروب تک امام عصر علیہ السلام سے منسوب ہے ان ساعات میں دعائیں بھی ذکر ہوئی ہیں۔ [1]

رسم ورواج:

گذشتہ اور حاضر دور میں ملت واقوام جو ادیان و مذاہب کی پیروی کرتے ہیں، ان کے مختلف طور طریقے اور رسم ورواج ہوتے ہیں۔ بعض ان میں پسندیدہ اور بعض ناپسندیدہ ہیں۔ پسندیدہ رسم ورواج رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا مصداق ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ اَجْرُهَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُنْقَصَ مِنْ اُجُورِهِمْ شَيْءٌ.

جو شخص کسی اچھی رسم کی بنیاد رکھے تو اس کے لئے اس کی بنیاد رکھنے اور پھر اس پر عمل کرنے والے کا ثواب قیامت تک اس عمل کی بنیاد رکھنے والے کو بھی ملتا رہتا ہے اور ذرا بھر کم نہیں ہوتا۔ [2]

ناپسندیدہ رسم ورواج بھی اس حدیث کا مصداق ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جس نے جس غلط کام کی بنیاد رکھی وہ بھی قیامت تک اس کے گناہ میں شریک ہے۔ [3]

یہاں چند رسم ورواج کا ذکر کرتے ہیں۔

نوروز:

نوروز کا معنی "نیا دن" ہے۔ اصطلاح میں ایرانیوں کے سال کے پہلے ماہ کا پہلا دن نوروز کہلاتا ہے۔ اس دن بہار کا آغاز ہوتا ہے۔ اس رسم ورواج کے لئے ایرانیوں اور بعض دوسری قوموں میں خاص طور طریقے ہیں۔ مختلف روایات ملتی ہیں بعض تائید میں ہیں اور بعض نفی میں ہیں۔

---

[1] ر،ک۔ مصباح المتہجد، عنوان ادعیۃ الساعات، المصباح للکفعمی، ص ۱۳۳، ۱۴۷

[2] کافی (ط۔ دارالحدیث)/ ج۹ / ۲۷۳ / ۳۔ باب وجوہ الجہاد..... ص:۳۷۱

[3] الفصول المختارۃ/ ۱۳۶ /فصل الکلام فی تفسیر القرآن..... ص:۱۳۶

یہ احتمال بھی ہے کہ غدیر کا واقعہ اس دن ہوا ہو۔ بہر حال اس میں اچھے طور طریقے بھی ہیں جیسے اس دعا کا پڑھنا:

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ وَ الْاَبْصَارِ
يَا مُدَبِّرَ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ
يَا مُحَوِّلَ الْحَوْلِ وَ الْاَحْوَالِ
حَوِّلْ حَالَنَا اِلَى اَحْسَنِ الْحَالِ.

تمت بحمد اللہ

ترجمہ کے کام مورخہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ بمقام جامعہ علمیہ ڈیفنس کراچی میں مکمل ہوا۔

سید ظفر حسین نقوی